شرح سنن ابن ماجہ

تصنیف

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی

دوئم جلد

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

دام اللہ تعالیٰ معالیہ، وبارک ایامہ ولیالیہ

شارح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

شبیر برادرز

اردو بازار ۔ لاہور

صحاح ستہ میں سے مشہور متن سنن ابن ماجہ کا اردو ترجمہ و مستند شرح

جلد دوم

شرح سنن ابن ماجہ

تصنیف

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی

ترجمہ

ابو اسامہ محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شرح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

شبیر برادرز ®

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

ذوہیب حسن عطاری

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو القادر

نام کتاب ـــــــــ شرح سنن ابن ماجہ
مترجم ـــــــــ ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر
شرح ـــــــــ علامہ محمد لیاقت علی رضوی
کمپوزنگ ـــــــــ ورڈز میکر
با اہتمام ـــــــــ ملک شبیر حسین
سن اشاعت ـــــــــ مئی 2015ء
طباعت ـــــــــ اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ ـــــــــ مکمل 6 جلدیں

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر، ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

ترتیب

كتابُ الصّلوٰة

كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ

كِتَابُ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ وَالسُّنَّةِ فِيْهَا

كِتَابُ مَا جَآءَ فِي الْجَنَائِزِ

اسناد کا ناقدانہ مطالعہ

اس ضمن میں اسناد کے ناقدانہ مطالعے کی طرف توجہ ہوئی اور پھر اسناد کے لحاظ سے قابل اعتبار حدیث شریف وہ سمجھی گئی کہ جس کی روایت میں راویوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ موجود ہو یعنی راویوں کے سلسلے کا علم اسناد کہلایا۔

راویوں کے ثقہ ہونے کے اصول

اس کے بعد راویوں کے ثقہ ہونے کے اصول مقرر کیے گئے۔ یوں فن الرجال پیدا ہوا جس میں یہ امور مدنظر رکھے گئے کہ راویوں یعنی رجال کے جملہ حالات اور کوائف معلوم کیے جائیں اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم کیا جائے کہ کوئی راوی کس زمانے میں تھا؟ کہاں رہتا تھا؟ اور اپنے ماسبق سے کس حد تک ذاتی واقفیت رکھتا تھا؟ اس طرح اس کی قوت حافظہ اس کی ثقاہت اس کے عام انداز حیات اس کا علم اور اس کے مشاغل وغیرہ سے متعلق معلومات جمع کی گئیں لہٰذا رجال کی یہ تنقید علم الجرح والتعدیل یا علم المعرفۃ الرجال کہلائی۔

فن الرجال اور علم جرح وتعدیل کی جزئیات

اس ضمن میں ابن الصلاح کے مقدمہ الموسوم بہ علوم الحدیث پر سرسری نظر ڈالنے سے فن الرجال اور علم جرح وتعدیل کی جزئیات کا علم ہوسکتا ہے۔ مثلاً:

معرفۃ الصحابۃ معرفۃ التابعین معرفۃ الاکابر الرواۃ عن الاصاغر معرفۃ الاخوۃ والاخوات من العلماء والرواۃ معرفۃ روایۃ الآباء عن الابناء وبالعکس معرفۃ الاسماء والکنیٰ معرفۃ تواریخ الرواۃ فی الوفیات وغیرھا معرفۃ طبقات الرواۃ والعلماء معرفۃ اوطان الرواۃ وبلدانھم وغیرہ

معرفۃ الرجال

مقدمۂ ابن الصلاح کے مندرجات میں سے یہ چند عنوانات ہیں جن کا تعلق معرفۃ الرجال سے ہے۔ حدیث شریف کے مختلف مجموعوں کی شروح میں اسناد یعنی رواۃ کے بارے میں تفصیلات ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ رجال پر بعض کتب طبقات کے انداز پر بھی ہیں ان میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہیں۔

طبقات الکبیر از ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ۔ التاریخ الکبیر از امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔ کتاب الکنیٰ از امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۔طبقات الحفاظ از الذہبی رحمۃ اللہ علیہ، اس کے علاوہ ضعیف راویوں پر اور تدلیس کرنے والوں پر بھی کتب موجود ہیں پھر موضوع احادیث کو الگ مجموعوں میں جمع کر دیا گیا۔ اور راویوں کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے پر اکثر کتابوں میں بحثیں بھی موجود ہیں اور ان کے ضمن میں زمانے کے اہل علم صلحاء زہاد اور دوسرے ہزارہا اشخاص کی سوانح عمریوں کا بھی مواد جمع ہو گیا ہے۔

ان کے ناموں کنیتوں انساب اور اوطان سے پوری بحث اور تحقیق کی گئی ہے یہ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ انسانی تاریخ میں شخصیتوں کے بارے میں اتنی منظم سنجیدہ اور نتیجہ خیز بحث آج تک دنیا میں کبھی اور کہیں بھی نہیں ہوئی۔

ان درج بالا باتوں سے نہ صرف واقعاتی صداقت تک پہنچنے کے بے مثال ذوق وشوق کا پتہ چلتا ہے۔ بلکہ ارادے اور نیت کی اس پاکیزگی کا حال بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس کے تحت صدہا اہل علم ایک بامقصد اور نتیجہ خیز جستجو میں سالہا سال مصروف نظر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ایک راوی کے حالات کے تفحص کے لئے دور دراز کا سفر بھی اختیار کرتے ہیں۔ اور دیانت روایت کی ساکھ قائم کرنے کے لئے ایسے ایسے مجاہدات میں سے گزرتے ہیں کہ جن کی تفصیل پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

روایت حدیث شریف کے سلسلے میں اصول بندی

وہ شرائط جو اس جستجو کو معیاری بناتی ہے وہ مقدمۂ ابن الصلاح اور دوسری کتب اصول میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ روایت حدیث شریف کے مسئلے میں اصول بندی کے بڑے ہی واضح عقلی معیار قائم ہوئے جو آگے چل کر شخصی شناسی علم نفسیات بذریعہ قیافہ اور حلیۂ ظاہری اسرار نفس انسانی اور عجائبات طبع انسانی کے محیر العقول انکشافات کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

معروف اصول حدیث کی کتب اور مقدمہ ابن صلاح کا بیان

اصول حدیث میں مقدمہ ابن صلاح کو ایک مستند ٹیکسٹ بک (متن) کی حیثیت حاصل ہے۔ اس سے پہلے اصول حدیث پر انسائیکلو پیڈیا آرہے تھے۔ اس کتاب کے بعد اصول حدیث کے جتنے اہل فن آئے ان کی اکثریت نے مقدمہ ابن الصلاح کے متن پر ہی آگے کام کو بڑھایا۔ میں اس کتاب کا تعارف اس لئے کروا رہا ہوں کہ ہر بعد میں آنے والے امام نے اس کو بنیاد بنا کر کام کو آگے ڈویلپ کیا۔ امام حاکم نے اصول حدیث میں 52، انواع قائم کی تھیں۔ انہوں نے مقدمہ لکھ کر اصول حدیث میں 65 انواع کا ذکر کیا اور اس سائنس کو اس قدر Expand کیا۔ اب یہ ٹیکسٹ بک اتھارٹی بن گئی۔

انکے بعد امام نووی آئے، آپ کا مقام یہ ہے کہ پورے عالم عرب میں جو امام اتھارٹی مانے جاتے ہیں ان میں امام نووی کا منفرد مقام ہے۔ ہمارے ہاں مدارس ومساجد میں مشکوٰۃ المصابیح چلتی ہے، جبکہ عرب دنیا میں امام نووی کی ریاض الصالحین کے درس ہوتے ہیں۔ آپ بہت بڑے محدث اور ولی اللہ تھے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ہر امام ومحدث، ولی بھی تھا اور صوفی بھی تھا۔ تصوف، طریقت، معرفت اور ولایت کے بغیر نہ کوئی امام بنا اور نہ بن سکتا ہے اور نہ بنے گا۔ جب تک ملائے اعلیٰ کے دروازے نہ کھلیں، شرح صدر اور انفتاح صدر نہ ہو، نیچے اور اوپر کے خزانے جب تک نہ ملیں اس وقت تک علم میں امامت کے درجے نہیں ملا کرتے۔ حجت کوئی نہیں بنتا۔ خالی کتابوں سے امام نہیں بنتے۔ ہر ایک امام، صاحب کرامت تھا۔ امام نووی بھی صاحب کرامت تھے۔

امام نبھانی نے جامع کرامات الاولیاء میں روایت کیا ہے کہ کسی نے بادشاہ کو ان سے خائف کر دیا کہ ان کا حلقہ وسیع ہو رہا ہے، مشہور ہو رہے ہیں، یہ نہ ہو کہ کسی وقت آپ کا تختہ الٹ دیں، اس لئے ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے کوئی بہانہ بنا کر جیل میں ڈال دیں یا جان سے مروا دیں، بادشاہ نے امام نووی کو اپنے دربار میں طلب کیا اور چند الزامات لگائے، چاہتا تھا کہ کسی الزام میں پھنسا دوں اور سزا دوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ارادے کو بھانپ لیا اور جان لیا کہ ابھی تھوڑی دیر بعد وہ سزا کا اعلان کرنے

والا ہے، آپ دربار میں جس قالین پر کھڑے تھے اس پر شیروں کی تصاویر بنی تھیں، آپ جلال میں آ گئے اور زور سے اپنا قدم قالین پر مارا اور شیروں کی تصاویر اسی وقت زندہ شیر بن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دائیں اور بائیں کھڑے ہو گئے، بادشاہ خوفزدہ ہو کر گر پڑا۔

پس آپ محدث بھی تھے اور صاحب کرامت ولی بھی تھے۔ اس طرح امام جلال الدین سیوطی ہیں کہ جس حدیث کی سند پر تسلی نہیں ہوتی اور کتب وتحقیق سے بھی مطمئن نہیں ہوتے تو عالم بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری میں 72 مرتبہ حاضر ہو کر خود پوچھ لیا۔ ان چیزوں کو محدثین نے خود بیان کیا ہے۔ امام عبدالوہاب شعرانی سے لے کر ہندوستان کے علامہ عبدالحق محدث دہلوی تک نے اس واقعہ کو اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔ بتانے کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ حضوری اور کچہری والے بھی تھے، حضوری کے بغیر علم میں حضور نہیں آتا۔ تیری نماز بے حضور تیرا امام بے سرور ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر

یہ حضوری والے لوگ تھے، اہل کرامت واستقامت تھے اور علم وفن کے امام تھے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اصول حدیث کے باب میں ارشاد طلاب الحقائق الی معرفۃ سنن خیر الخلائق کے عنوان سے کتاب لکھی۔ جو مقدمہ ابن الصلاح کی وضاحت میں ہے۔ بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کتاب ارشاد طلاب الحقائق کا خلاصہ التقریب کے نام سے لکھا۔ مقدمہ ابن الصلاح کے بعد اصول حدیث میں التقریب کا درجہ بھی ٹیکسٹ بک کا بن گیا۔ مقدمہ ابن الصلاح اپنے سے اوپر 18 بنیادی کتب پر قائم ہوا۔

بعد ازاں التقریب کی شرح امام سیوطی نے لکھی جس کا نام التدریب علی التقریب رکھا گیا اور یہ بھی ایک عظیم BookText بن گئی جس میں اوپر امام نووی کی التقریب کا متن ہے اور اس کے نیچے امام سیوطی کی التدریب کے نام سے شرح موجود ہے۔ اصول حدیث میں ان کتب کو (متن) Text کا درجہ حاصل ہے اور کوئی اہل علم اس سے اختلاف نہیں کر سکتا جو کہے کہ میں ان کتب کو نہیں مانتا تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے ویسے ہی نہیں مانا، نہ ماننے کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں ہے، وہ جاننا ہی نہیں چاہتا تو ماننا کیا ہے، جانے گا تو مانے گا۔ جاننے کا نام علم ہے اور ماننے کا نام ایمان ہے۔ ہر شے جاننے کے بعد مانی جاتی ہے صرف اللہ اور اس کا امر جانے بغیر مانا جاتا ہے۔ اللہ کی بات ذاتی ذرائع سے جانے بغیر مانی جاتی ہے۔ پس اللہ نے جانے بغیر ماننے کا ایک رستہ نبی ﷺ رسول کی صورت میں نکالا ہے فرمایا ذات نبوت وہ ذریعہ ہے اس کو جاننے کی کوشش کرو، جتنا جانو گے اتنا ہی مجھے مانو گے۔ جتنا نبی کو جانو گے اتنا مجھے مانو گے، مراد یہ کہ جتنی مقام نبوت کی معرفت ہوگی اتنا اللہ پر ایمان کامل ہوگا۔ یعنی توحید میں وہ پختہ ہوگا جو معرفت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں پختہ ہوگا اور جو معرفت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں کمزور ہے اس کی توحید کمزور ہے۔

بعد ازاں امام بدر الدین ابن جمعہ آئے، انہوں نے المنہل الروی فی علوم الحدیث النبوی کے عنوان سے کتاب لکھی۔

ان کے بعد امام علاء الدین الترکمانی آئے انہوں نے مقدمہ ابن الصلاح کا خلاصہ مختصر ابن الصلاح کے نام سے لکھا۔

بعد ازاں حافظ ابن کثیر آئے انہوں نے اختصار علوم الحدیث کے نام سے کتاب لکھی اور پھر اس کو مختصر کر کے الباعث الحثیث لکھی۔ ان تمام نے مقدمہ ابن الصلاح پر مدار کیا۔ ہر بعد میں آنے والے امام کا مدار اسی مقدمہ ابن الصلاح پر ہے۔

حافظ ابن کثیر کے بعد ائمہ، محدثین آتے رہے امام بدر الدین زرکشی آئے، انہوں نے النکت علی ابن الصلاح لکھی اور ابن الصلاح کے مختلف نکات کی تشریح کی۔

ابو حفص عمر بن ارسلان شافعی آئے، انہوں نے محاسن الاصطلاح علی تضمین کتاب ابن الصلاح کے نام سے لکھا۔ الغرض جو امام فن اصول حدیث آئے انہوں نے ابن الصلاح کے مقدمہ کی تلخیص اور تشریح کی۔

امام زین الدین العراقی، 806ھ آئے انہوں نے بھی النکت علی ابن الصلاح لکھی۔

اسی طرح امام حجر عسقلانی نے بھی النکت علی کتاب ابن الصلاح لکھی۔ مراد یہ کہ ہر ایک کے ہاں مقدمہ ابن الصلاح اتھارٹی ہے۔ اس کے بعد النکت کی تکمیل پر الافصاح لکھی۔ اس کے بعد شرح نخبۃ الفکر کے نام سے مختصر رسالہ لکھا، مگر زیادہ جامع کتابیں امام حجر عسقلانی کی اصول حدیث میں النکت اور الافصاح ہیں۔ بعدازاں نزہۃ النظر کے نام سے نخبۃ الفکر کی شرح پر چھوٹا رسالہ لکھا۔

امام زین الدین العراقی نے اصول حدیث پر الفیہ لکھا، ہزار اشعار میں اصول حدیث پر منظوم لکھا۔ امام جلال الدین سیوطی نے منظوم الفیہ لکھی مگر مدار امام ابن الصلاح ہیں یا امام نووی ہیں۔ بعدازاں امام عسقلانی کی کتب پر بھی اصول حدیث کے باب میں مدار کیا جانے لگا۔

امام جلال الدین سیوطی نے نظم الدرر فی علم الاثر کے نام سے بھی اصول الحدیث پر لکھا۔ آپ نے التدریب علی التقریب بھی لکھی، الفیہ بھی لکھی گویا آپ نے اصول حدیث پر بہت کام کیا۔

امام سخاوی نے فتح المغیث لکھی۔ یہ 36 ویں امام ہیں جو اصول حدیث کی تاریخ میں اتھارٹی اور مصادر مانے جاتے ہیں۔ ان ائمہ میں سے ہر ایک نے تبویب و تصنیف کا مختلف طریقہ اختیار کیا مگر بنیاد اصلی کتب ہی کو بنایا۔

امام ابوالحسن الجرجانی آئے آپ نے مصطلح الحدیث لکھی۔ عمر بن محمد الفتوح البیقونی آئے آپ نے البیقونیہ کے نام سے منظوم اصول حدیث مرتب کیا۔

امام ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی المالکی (1122ھ) آئے آپ نے البیقونیہ کی شرح الزرقانی لکھی۔ الغرض اسی طرح اکابر، ائمہ ہمارے زمانے تک اصول الحدیث پر لکھتے گئے اور تقریباً 50 معتبر اور با اعتماد کتب ہیں جن پر اصول حدیث میں اعتماد کیا جاتا ہے۔

علوم حدیث کی اہم اور مشہور کتب

دور قدیم سے لے کر آج تک علوم حدیث میں بہت سی کتب لکھی گئی ہیں۔ ان میں سے بہت سی کتابوں کو عالمی شہرت حاصل ہوئی ہے۔ اصول حدیث کا فن علوم حدیث کی نہایت ہی اہم اور بنیادی شاخ ہے۔ ڈاکٹر محمود طحان نے اس کتاب کے مقدمے میں ان کتابوں کے نام ذکر کیے ہیں۔

المحدث الفاصل بین الراوی و الواعی

یہ قاضی ابومحمد الحسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد الرامہرمزی (م 360ھ) کی کتاب ہے اور اس کا شمار اصول حدیث کی اولین کتابوں میں کیا جاتا ہے۔ اس میں علوم حدیث کی تمام ابحاث موجود نہیں کیونکہ کسی بھی فن کی ابتدائی کتابوں میں تمام فنون کو شامل کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

معرفۃ علوم الحدیث

یہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیشاپوری (م 405ھ) کی تصنیف ہے۔اس کتاب کوفنی اعتبار سے مناسب انداز میں ترتیب نہیں دیا گیا۔

المستخرج علی معرفۃ العلوم الحدیث

اسے ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی (م 430ھ) نے تصنیف کیا۔جن مباحث کو حاکم اپنی کتاب "معرفۃ العلوم الحدیث" میں درج نہ کر سکے تھے، اصبہانی نے انہیں اس کتاب میں درج کیا ہے لیکن پھر بھی کچھ مباحث باقی رہ گئے ہیں۔

الکفایۃ فی علم الروایۃ

یہ مشہور مصنف ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی (م 463ھ) کی کتاب ہے۔یہ کتاب اس فن کے اہم ترین مباحث کی جامع ہے اوراس میں روایت کے قواعد کوتفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔یہ اصول حدیث کے فن کی بنیادی کتب میں شمار کی جاتی ہے۔

الجامع الاخلاق الراوی و آداب السامع

یہ بھی خطیب بغدادی کی تصنیف ہے۔جیسا کہ نام ہی سے ظاہر ہے، یہ کتاب روایت حدیث کے آداب پر مشتمل ہے۔اپنی نوعیت کی یہ ایک منفرد کتاب ہے۔فنون حدیث میں سے شاید ہی کوئی ایسا فن باقی رہ گیا ہو جس پر خطیب نے کوئی کتاب نہ لکھی ہو۔

الالماع الی معرفۃ اصول الروایۃ و تقیید السماع

اس کتاب کے مصنف قاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی (م 544ھ) ہیں۔اس کتاب میں اصول حدیث کے تمام مباحث درج نہیں کیے گئے بلکہ اس میں صرف حدیث کو حاصل کر کے اپنے پاس محفوظ رکھنے (تحمل) اور پھر اسے آگے منتقل کرنے (اداء) کے طریق کار پر بحث کی گئی ہے۔کتاب کی ترتیب نہایت ہی اعلیٰ درجے کی ہے۔

ما لا یسع المحدث جھلہ

یہ ابوحفص عمر بن عبدالمجید المیانجی (م 580ھ) کی کتاب ہے۔یہ ایک چھوٹی سی جزوی کتاب ہے جو علوم حدیث کے طلباء کے لئے زیادہ فائدہ مند نہیں ہے۔

علوم الحدیث

یہ کتاب ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمٰن الشہر زوری (م 643ھ) کی تصنیف کردہ ہے۔مصنف 'ابن صلاح' کے نام سے زیادہ مشہور ہیں اور یہ کتاب "مقدمہ ابن صلاح" کے نام سے معروف ہے۔یہ علوم حدیث پر نفیس ترین کتاب ہے۔مصنف نے اس میں خطیب بغدادی اوران سے پہلے کے مصنفین کی کتابوں میں بکھرے ہوئے مواد کو اکٹھا کر دیا ہے۔یہ کتاب بہت سے فوائد کی حامل ہے البتہ اسے مناسب انداز میں ترتیب نہیں دیا گیا۔

التقریب و التیسیر لمعرفۃ السنن البشیر و النذیر

یہ محی الدین یحییٰ بن شرف النووی (م676ھ) کی کتاب ہے۔ یہ ابن صلاح کی "علوم الحدیث" کی تلخیص ہے۔ یہ کتاب نہایت ہی اہم سمجھی جاتی ہے۔

تدریب الراوی فی شرح التقریب النواوی

یہ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی (م911ھ) کی تصنیف ہے اور امام نووی کی کتاب "التقریب" کی شرح (تشریح) پر مبنی ہے۔ اس میں مولف نے بہت سے نتائج بحث کو شامل کر دیا ہے۔

نظم الدرر فی علم الاثر

اس کتاب کے مصنف زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی (م806ھ) ہیں۔ یہ کتاب "الفیۃ العراقی" کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں انہوں نے ابن صلاح کی کتاب "علوم الحدیث" کو منظم کر کے پیش کیا ہے اور اس میں مزید مباحث کا اضافہ کیا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی مفید کتاب ہے اور اس کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں۔ خود مصنف نے بھی اس کتاب کی دو شروحات لکھی ہیں۔

فتح المغیث فی شرح الفیۃ الحدیث

یہ کتاب محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی (م902ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ الفیۃ العراقی کی تشریح پر مبنی ہے اور اس کی سب سے عمدہ شرح سمجھی جاتی ہے۔

نخبۃ الفکر فی مصطلح اهل الاثر

یہ حافظ ابن حجر عسقلانی (م852ھ) کی مختصر کتاب ہے لیکن اپنے مباحث اور ترتیب کے اعتبار سے نہایت ہی عمدہ ہے۔ مصنف نے اس کتاب کو ایسے عمدہ انداز میں ترتیب دیا ہے جو اس سے پہلے کے مصنفین کے ہاں موجود نہیں ہے۔ مصنف نے خود اس کتاب کی شرح "نزھۃ النظر" کے نام سے لکھی ہے۔

المنظومۃ البیقونیۃ

اس کتاب کے مصنف عمر بن محمد البیقونی (م1080ھ) ہیں جنہوں نے ایک مختصر نظم کی صورت میں قواعد حدیث کو بیان کیا ہے۔ اس کے اشعار کی تعداد 34 سے زیادہ نہیں ہے لیکن اپنے اختصار کے باعث یہ بہت مشہور ہوئی۔ اس کی متعدد شروح لکھی جا چکی ہیں۔

علم المصطلح

وہ علم جس کے اصولوں اور قواعد و ضوابط کی بنیاد پر کسی حدیث کو قبول یا مسترد کرنے کے لئے اس کی سند اور متن کو جانچا اور پرکھا جاتا ہے۔

علم المصطلح کا موضوع

اس کا موضوع (حدیث کی) سند اور متن کا تجزیہ کرنا ہے تاکہ حدیث کو قبول یا مسترد کیا جا سکے۔

علم المصطلح کا مقصد

علم المصطلح کا مقصد صحیح اور کمزور احادیث کی پہچان کرنا ہے۔

حدیث

حدیث کا لغوی مفہوم "نئی بات" ہے۔ اس کی جمع "احادیث" ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کسی قول، آپ کے کسی فعل، آپ کی عطا کردہ اجازت یا کسی کیفیت کو بیان کرنے کا نام حدیث ہے۔

روایت

حدیث کی روایت کا مطلب ہے کہ کوئی شخص، کسی اور سے حدیث سنے اور پھر اسے آگے دوسرے افراد کو منتقل کر دے۔ روایت زبانی بھی ہو سکتی ہے اور تحریری بھی۔

خبر

اس کا لغوی مفہوم تو کسی واقعے کو بیان کرنا ہے۔ اصطلاحی طور پر اس سے تین مفاہیم مراد لئے گئے ہیں۔ خبر "اور "حدیث" ہم معنی لفظ ہیں۔ حدیث "وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہو اور "خبر" وہ ہے جو کسی اور سے منسوب ہو۔
خبر "، "حدیث" کی نسبت زیادہ عمومی نوعیت کی چیز ہے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر لوگوں کی خبریں بھی شامل ہیں۔ یعنی ہر حدیث خبر ہے لیکن ہر خبر حدیث نہیں ہے۔

اثر

اس کا لغوی مفہوم تو باقی بچ جانے والی چیز ہے۔ اصطلاحی مفاہیم میں دو آراء پائی جاتی ہیں: یہ حدیث کا مترادف ہے۔ وہ خبریں جو صحابہ و تابعین سے منسوب ہوں۔

اسناد

اس کے بھی دو معنی ہیں: حدیث کی کڑیوں کو شمار کرنا۔ کسی حدیث کے متن کو آگے پہنچانے والے افراد کی زنجیر۔ یہ مفہوم "سند" کے مترادف ہے۔

سند

اس کا لغوی مفہوم ہے "قابل اعتماد ہونا"۔ سند کے ذریعے کسی حدیث کا مستند ہونا معلوم کیا جاتا ہے اور اس پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اصطلاح میں یہ کسی حدیث کے متن کو آگے پہنچانے والے افراد کی زنجیر کا نام ہے۔

متن

اس کا لغوی معنی ہے "سخت اور زمین سے اٹھا ہوا" اور اصطلاحی مفہوم میں یہ حدیث کا وہ حصہ ہوتا ہے جس پر آ کر سند ختم ہو

جاتی ہے۔ یعنی اصل بات جو حدیث میں بیان کی گئی ہوتی ہے۔
علم حدیث میں کسی بھی حدیث کے دو حصے مانے جاتے ہیں: ایک حصہ اس کی سند اور دوسرا متن۔ سند سے مراد وہ حصہ ہوتا ہے جس میں حدیث کی کتاب کو ترتیب دینے والے امام حدیث (Compiler) سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تک کے تمام راویوں (حدیث بیان کرنے والے) کی مکمل یا نامکمل زنجیر (NarratorsofChain) کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔ متن حدیث کا اصل حصہ ہوتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کوئی ارشاد، آپ کا کوئی عمل یا آپ سے متعلق کوئی حالات بیان کیے گئے ہوتے ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے ہم ایک مثال سے وضاحت کرتے ہیں۔
فرض کیجیے حدیث کی کسی کتاب میں ہمیں یہ حدیث لکھی ہوئی ملتی ہے: سفیان بن عینیہ، زید بن علاقہ کے ذریعے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، "ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی کہ ہم ہر مسلمان کے خیر خواہ ہوں گے۔
اس حدیث میں بولڈ اور سرخ حروف میں لکھا گیا حصہ "سفیان بن عینیہ، زید بن علاقہ کے ذریعے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے "حدیث کی سند کہلاتا ہے اور انڈر لائن حروف میں لکھا گیا حصہ "ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کی کہ ہم ہر مسلمان کے خیر خواہ ہوں گے۔" حدیث کا متن کہلاتا ہے۔
حدیث کی ایک سند، اس کا ایک "طریق" کہلاتی ہے۔ اس کی جمع "طُرق" ہے۔ بہت سی احادیث ہمیں متعدد طرق سے حاصل ہوتی ہیں۔

مُسنَد (نون پر زبر کے ساتھ)

لغوی مفہوم میں اس چیز کو مسند کہتے ہیں جس کی طرف کوئی چیز یا بات منسوب کی گئی ہو۔ اس کے اصطلاحی مفاہیم تین ہیں۔
احادیث کی وہ کتاب جس میں احادیث کو روایت کرنے والے صحابہ کی ترتیب سے اکٹھا کیا گیا ہو۔ وہ حدیث جس کی سند ملی ہوئی ہو۔ یہ سند کا مترادف بھی ہے۔

مُسنِد (نون پر زیر کے ساتھ)

وہ شخص جو اپنی سند کے ساتھ حدیث روایت کرتا ہو، 'مُسنِد' کہلاتا ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اسے خود اس حدیث کا علم ہے یا وہ کسی اور شخص سے روایت کر رہا ہے۔

مُحدِّث

وہ شخص جو علم حدیث کی روایت اور درایت کا ماہر ہو۔ وہ کثیر تعداد میں روایات اور ان کے بیان کرنے والے راویوں کے بارے میں علم رکھتا ہو۔
نوٹ: حدیث کو پرکھنے کے معیار دو طرح کے ہیں۔ پہلی قسم کا معیار "روایت" کہلاتا ہے جس میں حدیث کی سند میں موجود

راویوں کے بارے میں تحقیق کی جاتی ہے کہ وہ قابل اعتماد ہیں یا نہیں۔ دوسری قسم کا معیار "درایت" کہلاتا ہے جس میں حدیث کے متن کا قرآن مجید اور دیگر احادیث کی روشنی میں تجزیہ کر کے دیکھا جاتا ہے کہ کیا یہ بات واقعتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہو گی؟ کیا یہ حدیث قرآن اور دیگر صحیح احادیث سے مطابقت رکھتی ہے؟

حافظ

اکثر محدثین کے نزدیک "حافظ" اور "محدث" ہم معنی الفاظ ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ "حافظ" کا درجہ "محدث" سے بلند ہے کیونکہ اس کا علم اپنے طبقے کے دیگر افراد کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔

حاکم

بعض اہل علم کی رائے کے مطابق حاکم ایسا محدث ہوتا ہے جو تمام احادیث کا علم حاصل کر لے سوائے اس کے کہ کوئی چھوٹی موٹی بات رہ جائے۔

راوی

راوی اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی سے سن کر حدیث کو آگے بیان کرتا ہے۔

شیخ

کوئی راوی جس استاذ سے حدیث کو حاصل کرتا ہے، اس استاذ کو شیخ کہا جاتا ہے۔ استاذ کے استاذ کو شیخ الشیخ کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر بخاری کی یہ حدیث دیکھیے۔

حدثنا قبيصة بن عقبة قال: حدثنا سفيان، عن الأعمش، عن عبد الله بن مرة، عن مسروق، عن عبد الله بن عمرو: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أربع من كن فيه كان منافقا خالصا، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها: إذا اؤتمن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر. تابعه شعبة عن الأعمش. (بخاری، حدیث 34)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص میں یہ چار خصوصیات ہوں، وہ خالص منافق ہے اور جس میں کوئی ایک خصلت ہو، تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک کہ یہ اس میں موجود رہے: جب اس کے سپرد کوئی امانت کی جائے تو وہ خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اسے توڑ دے اور جب لڑائی جھگڑا کرے تو اس میں گالی گلوچ پر اتر آئے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "الجامع الصحیح" میں نقل کیا ہے۔ امام بخاری کے شیخ قبیصہ بن عقبہ ہیں، قبیصہ کے شیخ سفیان ہیں، سفیان کے شیخ اعمش ہیں، اعمش کے شیخ عبداللہ بن مرۃ ہیں جن کے شیخ مشہور تابعی مسروق ہیں۔ مسروق اس حدیث کو صحابی رسول سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے سن کر آگے بیان کر رہے ہیں۔

صحت و ضعف

قابل اعتماد حدیث کو صحیح کہا جاتا ہے جبکہ نا قابل اعتماد حدیث کو ضعیف کہا جاتا ہے۔ان دونوں کی مزید اصطلاحی بحث آگے سبق کے متن میں آ رہی ہے۔ حدیث کے صحیح ہونے کو اس کی "صحت" اور ضعیف ہونے کو اس کا "ضعف" کہا جاتا ہے۔ یہاں صحت سے مراد جسمانی صحت نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہے صحیح ہونا۔

موضوع

اپنی طرف سے حدیث ایجاد کر کے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنے کو "وضع حدیث" کہا جاتا ہے۔ایسی گھڑی ہوئی حدیث "موضوع حدیث" کہلاتی ہے۔ یہاں موضوع سے مراد 'ٹاپک' نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہے وضع کی گئی حدیث۔

متصل اور منقطع روایت

متصل روایت اس روایت کو کہا جاتا ہے جس کا سلسلہ سند شروع سے لے کر آخر تک ملا ہوا ہو اور اس میں کوئی سند کی کوئی کڑی بھی غائب نہ ہو۔ منقطع ایسی روایت کو کہتے ہیں جس کی سند ایک یا ایک سے زائد مقام سے ٹوٹی ہوئی ہو یعنی سند کی کوئی کڑی غائب ہو۔

ضبط

ضبط کا معنی ہے حدیث کو محفوظ رکھنا۔ حدیث کو یادداشت کے سہارے محفوظ بھی رکھا جا سکتا ہے اور لکھ کر بھی۔ قدیم عرب غیر معمولی حافظے کے مالک ہوا کرتے تھے۔ یہ لوگ سینکڑوں اشعار پر مشتمل قصیدوں کو ایک بار سن کر ہی ترتیب سے یاد کر لیا کرتے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ان کی یہ صلاحیت قرآن اور حدیث کو محفوظ رکھنے کے لئے استعمال ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت سے افراد نے ذاتی ڈائریوں کی صورت میں بھی حدیث کو محفوظ کر رکھا تھا۔

تابعین اور تبع تابعین

تابعین، صحابہ کرام سے اگلی نسل کا نام ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے صحابہ کرام سے دین کی تربیت حاصل کی۔ تابعین کا دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات (11ھ) کے بعد سے لے کر 160-150ھ کے لگ بھگ تک چلا ہے۔ تابعین کے بعد اگلی نسل کو تبع تابعین کا کہا جاتا ہے۔ ان کا دور آخری صحابی کی وفات (100ھ) کے بعد سے لے کر کم و بیش 250ھ تک چلا ہے۔

شرح

حدیث کی تشریح پر مبنی کتاب کو "شرح" کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ حدیث کے علاوہ دیگر علوم جیسے فقہ وغیرہ کی کسی کتاب کی تشریح پر مبنی کتاب کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید کی تشریح پر مبنی کتاب کے لئے ایک مخصوص نام "تفسیر" مقرر کیا گیا ہے۔

عربوں کے نام

قدیم عربوں کے ہاں طویل ناموں کا رواج رہا ہے۔ان کے نام کے مختلف حصے ہوتے ہیں جن میں کنیت، اصل نام، والد کا نام، دادا کا نام، لقب، نسبت سب کچھ شامل ہے۔مثال کے طور پر "ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی" کے نام میں 'ابوبکر' کنیت ہے، 'احمد' ان کا اپنا نام ہے، 'علی' ان کے والد کا نام ہے، 'ثابت' ان کے دادا کا نام ہے، 'خطیب' ان کا لقب ہے اور 'بغدادی' شہر بغداد کی طرف ان کی نسبت ہے۔نسبت شہر کے علاوہ قبیلے، پیشے یا کسی اور چیز سے بھی ہو سکتی ہے۔

طویل ناموں کا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ مختلف افراد میں فرق کیا جا سکتا ہے۔ایک ہی نام کے بہت سے افراد ہو سکتے ہیں لیکن اتنے طویل نام کا ایک ہی شخص ہونا تقریباً ناممکن ہے۔اس کی مثال یہ ہے کہ ابن حجر نام کے دو علماء مشہور ہیں لیکن ان کی نسبت سے ان میں فرق کیا جا سکتا ہے، ایک ابن حجر عسقلانی اور دوسرے ابن حجر مکی۔

طویل نام کو مختصر کر کے بولا جاتا ہے۔ایک شخص اپنے نام کے کسی ایک حصے سے مشہور ہو جاتا ہے اور پھر اس کا تذکرہ نام کے اسی حصے سے کیا جانے لگتا ہے۔مثلاً خطیب بغدادی اپنے لقب اور نسبت سے زیادہ مشہور ہیں۔

سن وفات

حدیث کی کتب میں اکثر اوقات مصنفین اور راویوں کا سن وفات بھی درج کیا جاتا ہے۔اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کتاب کی تصنیف کے وقت کا اندازہ لگایا جا سکے۔قدیم دور میں عام طور پر کتاب پر تاریخ تصنیف درج کرنے کا رواج نہ تھا۔راویوں کا سن وفات بہت اہم ہے کیونکہ اسی سے ان کی روایت کے درست اور متصل ہونے کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حدیث کے کتاب کے مصنف کی شرائط

احادیث کی کتب کے مصنفین اکثر کچھ شرائط متعین کر کے اپنی کتاب میں احادیث درج کیا کرتے ہیں۔مثال کے طور پر امام بخاری علیہ الرحمۃ نے یہ شرط مقرر کی کہ میں اپنی کتاب میں صرف اور صرف صحیح احادیث اکٹھی کروں گا۔اسی طرح امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے یہ شرط مقرر نہیں کی کہ ان کی کتاب میں صرف صحیح احادیث ہی اکٹھی کی جائیں گی لیکن ان کی شرط یہ تھی کہ وہ کسی بھی صحابی سے منقول ہر طرح کی روایت کو اکٹھا کر دیں گے۔کسی بھی مصنف کی کتاب پر علمی تنقید کرنے کے لئے ان کی شرائط کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

تخریج

علوم حدیث کی اصطلاح کے مطابق حدیث کے ذخیرے میں سے کسی مخصوص حدیث کو تلاش کر کیا سے کتاب میں درج کرنے کے عمل کو تخریج کہا جاتا ہے۔اس کے لئے عام طور پر یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے، "اخرجہ بخاری" یعنی "امام بخاری نے اس حدیث کی تخریج کرنے کے بعد اسے اپنی کتاب میں درج کیا۔

شیخین اور صحیحین

علوم حدیث میں شیخین سے مراد امام بخاری اور امام مسلم ہوا کرتے ہیں۔ ان دونوں کی تصنیف کردہ کتابوں کو کتب حدیث میں اہم ترین مقام حاصل ہے۔ چونکہ ان دونوں کتابوں کے نام میں لفظ "الصحیح" ہے اس وجہ سے انہیں صحیحین کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ کہا جاتا ہے، "اس حدیث کو شیخین نے صحیحین میں درج کیا۔

صحیح احادیث پر مشتمل کتب

یہ وہ کتابیں ہیں جن کے مصنفین نے اس بات کا اہتمام کرنے کی کوشش کی ہے کہ اپنی کتب میں صرف اور صرف صحیح احادیث درج کریں۔ ان میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم شامل ہیں۔ بعد کے محدثین نے ان کتابوں کی احادیث کا دوبارہ جائزہ لے کر یہ متعین کرنے کی کوشش کی ہے کہ کیا ان کتابوں کے مصنفین اپنی شرط کو پورا کرنے میں کامیاب بھی ہوئے ہیں؟

اس تحقیق کے مطابق صرف اور بخاری اور مسلم ایسی کتب ہیں جن کی احادیث کم از کم سند کے اعتبار سے صحت کے اعلیٰ ترین معیار پر پورا اترتی ہیں۔ باقی مصنفین نے اگرچہ کوشش تو بہت کی ہے مگر ان کی کتب میں بعض ضعیف احادیث بھی درج ہو گئی ہیں۔ اگرچہ بخاری اور مسلم کی صرف چند روایات پر متن اور درایت کے اعتبار سے تنقید کی گئی ہے مگر ان کی اسناد کے معاملے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

احکام کی احادیث پر مشتمل کتب

یہ وہ کتب ہیں جن میں مصنفین نے یہ کوشش کی ہے کہ صرف دین کے احکام سے متعلق احادیث اکٹھی کی جائیں۔ ان کتب کو فقہ کی کتب کے ابواب پر احادیث کو مرتب کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ان میں کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب البیوع، کتاب الامارۃ وغیرہ کے تحت احادیث لائی جاتی ہیں۔

ان میں قدیم کتب کو "موطاء" کہا جاتا ہے۔ اس کی مثالیں امام مالک اور امام محمد بن حسن شیبانی کی موطاء ہیں۔ بعد کے ادوار میں ان کتب کو "سنن" کا نام دے دیا گیا۔ موطاء امام مالک کی احادیث بھی بعد کی چھان بین کے بعد سند کے اعتبار سے "صحیح" کے درجے پر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موطاء امام مالک کو صحیح بخاری و مسلم کی ہم پلہ کتاب سمجھا جاتا ہے۔

سنن کی مثالوں میں سنن ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی ہیں۔ یہ چاروں کتب مشہور و معروف ہیں اور دینی مدارس کے نصاب میں داخل ہیں۔ انہیں "سنن اربعہ" کہا جاتا ہے۔ ان کتب میں صحیح کے ساتھ ساتھ ضعیف احادیث بھی پائی جاتی ہیں۔ سنن کی دیگر کتابوں میں بیہقی، دارقطنی، اور دارمی کی سنن شامل ہیں۔ ان میں سے بعض مصنفین جیسے امام نسائی اور امام بیہقی نے سنن کی تین تین مختلف سائز کی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں کبری، وسطی اور صغری شامل ہیں۔ مثال کے طور پر "سنن نسائی الکبری" میں مصنف نے بہت زیادہ احادیث جمع کی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس کا اختصار کر کے "وسطی" تیار کی اور پھر مزید اختصار کر کے

"صغریٰ" تصنیف کی ہے۔

راوی صحابی کی ترتیب پر مشتمل کتابیں

ان کتابوں کو "مسند" کہا جاتا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور مسند احمد بن حنبل ہے۔ ان کتابوں کے مصنفین نے ہر صحابی سے روایت کردہ احادیث کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ اس طریقے سے ان کی کتابوں کے ابواب صحابہ کے نام پر ہیں۔ قدیم ترین مسانید میں ابوعوانہ، ابوداؤد طیالسی، علی بن جعد، بزار، حمیدی، ابن مبارک، ابن راہویہ، شافعی، سراج، سعید بن منصور، اور سفیان بن عیینہ کی مسانید شامل ہیں۔

اساتذہ کی ترتیب پر مشتمل کتابیں

بعض مصنفین نے احادیث کی کتب کو اپنے اساتذہ کے ناموں پر مشتمل ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ انہوں نے جس جس استاذ سے احادیث حاصل کیں، انہی کے نام سے باب قائم کر کے اپنا مجموعہ تیار کیا۔ ان کتابوں کی "معجم" کہا جاتا ہے۔ ان میں طبرانی کی معجم کبیر، اوسط اور صغیر مشہور ہیں۔ ابن عساکر کی معجم نے بھی تاریخ میں شہرت پائی ہے۔

احادیث وآثار پر مشتمل کتابیں

یہ ایسی کتب ہیں جن میں مصنفین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول و فعل، واقعات اور عدالتی فیصلوں کو بھی اکٹھا کر دیا ہے۔ ان کتابوں میں مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق اور بیہقی کی معرفۃ السنن والآثار شامل ہیں۔

جامع کتب

"جامع" ایسی کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں مصنف نے ہر ممکن موضوع سے متعلق احادیث اکٹھی کی ہوں۔ بخاری اور مسلم کی "الجامع الصحیح" جامع کتب کی بہترین مثال ہیں۔ ان کے علاوہ جامع ترمذی بھی صحاح ستہ میں شامل ہے۔ ترمذی کی کتاب کو بعض حضرات نے 'جامع' اور بعض نے 'سنن' میں شمار کیا ہے۔ ابن الاثیر کی جامع الاصول بھی اسی اصول پر لکھی گئی ہے۔ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع کے نام سے تمام دستیاب احادیث کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے جو بڑی حد تک کامیاب رہی ہے۔

اجزا

بعض حضرات نے کسی خاص موضوع پر احادیث اکٹھی کی ہیں۔ ایسے مجموعوں کو "جزء" کہا جاتا ہے۔ امام بخاری کی "الادب المفرد" اس کی مثال ہے جو خاص طور پر آداب معاشرت سے متعلق ہے۔

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق

جامعہ انوار مدینہ لاہور پاکستان

كِتَابُ الصَّلٰوۃِ

یہ کتاب نماز کے بیان میں ہے

لفظ صلوٰۃ کے معنی ومفہوم کا بیان

امام لغت امام راغب اصفہانی صلوٰۃ کے لغوی معنی کی وضاحت میں لکھتے ہیں۔ بہت سے اہل لغت کا بیان ہے کہ صلوٰۃ کے معنی دعا کرنے، برکت مانگنے اور بزرگی سے یاد کرنے کے ہیں۔ بولا جاتا ہے صلیت علیہ یعنی میں نے اس کے لیے دعا کی اور بزرگی سے یاد کیا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب وان کان صائما فلیصل جب تم میں سے کسی کو کھانے پر بلایا جائے تو دعوت قبول کرنا چاہیے اور اگر روزہ دار ہو تو دعا کرنا چاہیے۔ یعنی دعوت کرنے والے کے حق میں دعا کرے۔ (مفردات راغب)

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں کہ لفظ صلوٰۃ کا لغوی معنی دعا واستغفار اور رحمت ہے۔ (ابن منظور، لسان العرب، 466،465,14)

ارشاد باری تعالیٰ ہے، وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ. اور (آپ) ان کے حق میں دعا فرمائیں، بیشک آپ کی دعا ان کے لئے (باعث) تسکین ہے۔ (التوبہ، 103,9)

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ. وہی ہے جو تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ (الاحزاب، 43,33)

اصطلاحِ شریعت میں صلوٰۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی بندگی کا وہ پاکیزہ طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بامرِ الٰہی جن مخصوص افعال کو مخصوص اوقات میں ادا کرنے کی تلقین کی اسے عام الفاظ میں نماز کہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۔

بیشک نماز مومنوں پر مقررہ وقت کے حساب سے فرض ہے۔ (النساء، 103,4)

علامہ جزیری صلوٰۃ کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں، اصطلاح فقہ میں صلوٰۃ ان اقوال وافعال کا مجموعہ ہے جو تکبیر تحریمہ سے شروع اور سلام پر ختم ہوتا ہے۔ (جزیری، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ج ۱، ص ۱۷۹)

اقامت صلوٰۃ کے معنی ومفہوم کا بیان

قرآن میں اقیموا الصلوٰۃ کا جملہ بکثرت مقامات پر آیا ہے۔ اس لیے صلوٰۃ کے بعد اقامت کے معنی ومفہوم سے بھی واقفیت ضروری ہے۔ اقامت کے لغوی معنی کسی چیز کو اس طرح کھڑا کرنے کے ہیں کہ اس میں کوئی کجی نہ ہو۔ اگر کسی لکڑی کو بالکل

سیدھا کھڑا کردیا جائے تو کہا جائے گا، اقام العود۔ اسی معنی میں قرآن مجید میں ہے۔

فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَه . (سورۂ کہف) وہاں ان دونوں نے ایک دیوار کو اس حال میں پایا کہ وہ بالکل گرا چاہتی تھی پس اس نے وہ دیوار سیدھی یعنی کھڑی کردی۔

حدیث میں آیا ہے لن يقبضه حتى يقيم به الملة العوجاء (بخاری، کتاب البیوع)

اللہ ان کی روح اس وقت تک قبض نہیں کرے گا جب تک کہ ملت عوجاء (ملت عرب) کو سیدھا نہ کردے۔

اقامت کے دوسرے معنی کسی کام کو اس طرح انجام دینے کے ہیں کہ اس کا حق ادا ہو جائے۔ اقامة الشئى توفية حقه اس سلسلے میں قرآن کی چند آیات ملاحظہ ہوں۔ فرمایا گیا

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ . (سورۂ مائدہ)

فرمادیں، اے اہل کتاب، تم ہرگز کسی اصل پر نہیں ہو جب تک کہ تم تورات، انجیل اور اس چیز کو جو تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس بھیجی گئی ہے، قائم نہ کرو۔

اس آیت میں تورات، انجیل اور اس چیز، یعنی قرآن کی اقامت کا مفہوم یہ ہے کہ ان کتابوں کی ٹھیک ٹھیک تلاوت کی جائے، ان کے احکام وہدایات پر کسی کمی وبیشی کے بغیر عمل کیا جائے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے: وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ. (سورۂ طلاق)

اپنے میں سے دو ثقہ آدمیوں کو گواہ بنالو اور اللہ کے لیے ٹھیک ٹھیک گواہی دو۔

اس آیت میں اقامت شہادت کا مفہوم، جیسا کہ ترجمہ سے واضح ہے، یہ ہے کہ شہادت ٹھیک ٹھیک حق وانصاف کے مطابق سب کے سامنے دی جائے۔ کسی خوف یا طمع کی وجہ سے شہادت میں کتر بیونت نہ ہو، بلکہ صورت معاملہ کو جوں کا توں بیان کردیا جائے۔

ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے: وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ. (سورۂ رحمن)

انصاف کے ساتھ ٹھیک ٹھیک تولو اور تول میں کمی نہ کرو۔

اس آیت میں اقامت وزن کا مطلب تول میں انصاف کا حق ادا کرنا ہے، یعنی ترازو مستقیم ہو، باٹ صحیح ہو اور نیک نیتی سے وزن کیا جائے۔ یہ صحیح وزن کے شرائط ہیں۔ اگر ظاہری تول تو ٹھیک ہو، یعنی ترازو کے دونوں پلڑے برابر ہوں، لیکن باٹ صحیح نہ ہو تو تول کی یہ ظاہری درستی کوئی معنی نہیں رکھتی اور اس صحیح وزن کا اطلاق نہ ہوگا۔ اسی طرح باٹ تو صحیح ہو، لیکن ترازو کے دونوں پلڑے برابر نہ ہوں تو اس کو بھی صحیح وزن نہیں کہیں گے۔ فی الواقع صحیح وزن اور درست تول وہ ہے جس میں باٹ اور ترازو کی ظاہری درستی کے ساتھ جذبۂ نیک نیتی بھی شامل ہو۔ باٹ کتنا ہی صحیح ہو، ترازو کتنا ہی مستقیم ہو مگر دل میں کھوٹ ہو، یعنی ایمان داری نہ ہو تو ناپ تول میں خرابی کا آجانا ناگزیر ہے۔

اقامت کے مذکورہ لغوی اور قرآنی مفہومات سے معلوم ہوا کہ اقامت صلوٰۃ سے محض نماز کی ظاہری ہیئت مراد نہیں، بلکہ نماز کو

اس کے جملہ ارکان وشرائط کے ساتھ ادا کرنا ہے۔

امام راغب نے لکھا ہے۔اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید میں) جہاں کہیں نماز کا حکم دیا ہے یا اس کی مدح کی ہے تو اس کے لیے اقامت کے علاوہ کوئی دوسرا لفظ استعمال نہیں کیا ہے صرف اس امر پر متوجہ کرنے کے لیے کہ اقامت سے مقصود اس کے شرائط کی تکمیل ہے نہ کہ محض اس کی ظاہری ہیئت کی بجا آوری ہے۔ (مفردات راغب)

سابقہ امم کی نمازوں کا بیان

علامہ زرقانی لکھتے ہیں یہ روایت ہے کہ بنی اسرائیل کو دو رکعتیں صبح اور دو رکعتیں رات کو پڑھنے کا مکلف بنایا گیا تھا۔بعض نے کہا ہے کہ دو رکعتیں زوال کی بھی تھیں مگر وہ اس پر کاربند نہ رہ سکے۔ (شرح الزرقانی علی المواہب، المقصد الخامس، مصر)

اور امتوں کا حال خدا جانے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ پانچوں اُن میں کسی کو نہ ملیں علماء نے بے خلاف اس کی تصریح فرمائی، مواہب شریف بیان خصائص امت مرحومہ میں لکھا۔اور ان خصوصیات میں سے پانچ نمازوں کا مجموعہ بھی ہے کیونکہ اُمتِ مسلمہ کے علاوہ کسی اور اُمت کے لئے پانچ نمازیں جمع نہیں کی گئیں۔ (المواھب اللدنیہ، المقصد الرابع خصائص تعلق بالصلوٰۃ، بیروت)

یہی درست ہے اور جو بیضاوی میں ہے کہ بنی اسرائیل پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئی تھیں، تو سیوطی نے کہا کہ یہ غلط ہے، ان پر پچاس نمازیں کبھی بھی فرض نہیں کی گئی تھیں بلکہ ان پر تو پانچ نمازیں بھی فرض نہیں تھیں، پانچ صرف اس امت کے لئے جمع کی گئی ہیں۔بنی اسرائیل پر تو صرف دو نمازیں فرض تھیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

مجموع خمس اوقات مخصوص ایں اُمت ست یعنی پانچ اوقات کا مجموع اس امت کی خصوصیت ہے۔

(اشعۃ اللمعات، الفصل الثانی کتاب الصلوٰۃ باب المواقیت مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ یہ سب باتیں جو علماء نے ذکر کی ہیں اِثبات مدعیٰ کے لئے مفید نہیں ہیں، یا زیادہ صحیح اور قوی روایات سے معارض ہیں یہ بات ہم نے اس موضوع پر اپنی ایک مستقل تحریر میں مفصل طور پر بیان کی ہے جو اس سوال کے آنے پر لکھی گئی تھی۔اس کا خلاصہ یہ ہے کہ علماء نے پانچ نمازوں کے مجموعے کا اس امت کے ساتھ مختص ہونے پر چند احادیث و آثار سے استدلال کیا ہے۔ان میں سے ایک حدیث صحیح مسلم کی ہے جو واقعہ معراج کے بارے میں عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں۔

پانچ نمازیں، سورہ بقرکی آخری آیتیں اور آپ کی امت کے ہر اس شخص کی مغفرت جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، اس حدیث سے ظاہر ہے کہ پانچ نمازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہیں۔ (الصحیح المسلم، قدیمی کتب خانہ لاہور)

میں کہتا ہوں: ظاہر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ موقعہ اکرامِ خاص کا تھا اس لئے پانچ نمازیں بھی آپ کے لئے خاص ہونی چاہئیں جس طرح باقی دو چیزیں آپ کے لئے خاص ہیں۔نسیم الریاض میں ہے (پس دی گئیں رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں) یعنی اُن فضائل میں سے جو آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

میں کہتا ہوں تم اس کے جواب میں کہہ سکتے ہو کہ اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ اختصاص کے موقعہ پر، جو چیزیں دی جائیں

ان میں وہ ایک خاص انداز ضروری ہے۔ تاہم بلحاظ خاص انداز کوئی ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ نمازیں تمام انبیاء علیہم السلام پر دین الٰہی میں فرض تھیں جس طرح اللہ تعالیٰ سیدنا اسمٰعیل ان کے کریم بیٹے پر اور ان پر صلوٰۃ وسلام ہو کے بارے میں فرماتا ہے "اور حکم دیتا تھا اپنے اہل خانہ کو نماز اور زکوٰۃ کا اور اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھا۔ وقال عزوجل عن عبدہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا (مریم ۳۱)۔ اور اللہ عزوجل نے اپنے بندے عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول بیان کیا ہے "اور حکم دیا ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ کا جب تک میں زندہ رہوں۔ (فتاویٰ رضویہ کتاب صلوٰۃ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کی نماز کا بیان

امام ابوجعفر طحاوی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ وقتِ فجر قبول ہوئی انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں وہ نماز صبح ہوئی۔ اور اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ وقت ظہر آیا ابرہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار پڑھیں وہ ظہر مقرر ہوئی۔ عزیر علیہ السلام سو برس کے بعد عصر کے وقت زندہ کئے گئے انہوں نے چار پڑھیں وہ عصر ہوئی۔ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توبہ وقت مغرب قبول ہوئی چار رکعتیں پڑھنے کھڑے ہوئے تھک کر تیسری پر بیٹھ گئے، مغرب کی تین ہی رہیں۔ اور عشاء سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔

جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے اسی کے مطابق اس کو طحاوی نے روایت کیا ہے کہ قاسم ابن جعفر نے بحر ابن حکم کیسانی سے، اس نے ابوعبدالرحمٰن عبداللہ ابن محمد ابن عائشہ سے سنا اس کے بعد سابقہ روایت بیان کی ہے۔

(شرح معانی الآثار باب الصلوٰۃ الوسطیٰ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ یہ حکایت ایک لطیف کلام پر مشتمل ہے لہٰذا اُس کا خلاصہ لکھتے ہوئے امام زندوستی فرماتے ہیں میں نے امام ابوالفضل سے پوچھا صبح کی دو رکعتیں ظہر وعصر وعشاء کی چار مغرب کی تین کیوں ہوئیں۔ فرمایا حکم۔ میں نے کہا مجھے اور بھی افادہ کیجئے۔ کہا ہر نماز ایک نبی نے پڑھی ہے، آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام جب جنت سے زمین پر تشریف لائے دنیا آنکھوں میں تاریک تھی اور ادھر رات کی اندھیری آئی، انہوں نے رات کہاں دیکھی تھی بہت خائف ہُوئے، جب صبح چمکی دو رکعتیں شکرِ الٰہی کی پڑھیں، ایک اس کا شکر کہ تاریکی شب سے نجات ملی دوسرا اس کا کہ دن کی روشنی پائی انہوں نے نفل پڑھی تھیں ہم پر فرض کی گئیں کہ ہم سے گناہوں کی تاریکی دُور ہو اور طاعت کا نُور حاصل ہو۔

زوال کے بعد سب سے پہلے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار رکعت پڑھیں جبکہ اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فدیہ اُترا ہے پہلی اس کے شکر میں کہ بیٹے کا غم دُور ہوا دوسری فدیہ آنے کے سبب، تیسری اللہ تعالیٰ کی رضا کا شکر، چوتھی اس کے شکر میں کہ اللہ عزوجل کے حکم پر اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے گردن رکھ دی، یہ ان کے نفل تھے ہم پر فرض ہُوئیں کہ مولیٰ عزوجل ہمیں قتلِ نفس پر قدرت دے جیسی انہیں ذبحِ ولد پر قدرت دی اور ہمیں بھی غم سے نجات دے اور یہود ونصاریٰ کو ہمارا فدیہ کرکے نار سے ہمیں بچالے اور ہم سے بھی راضی ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، کتاب الصلوٰۃ۔ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اَبْوَابُ: مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ

یہ ابواب نمازوں کے اوقات کے بیان میں ہیں

مواقیت کے معنی ومفہوم کا بیان

مواقیت وقتوں کی جمع ہے۔میقات بمعنی وقت ہے، جیسے معیاد بمعنی وعدہ، میلاد بمعنی ولادت، معراج بمعنی عروج، یہاں نماز کے اوقات مراد ہیں۔نماز کے اوقات تین قسم کے ہیں: وقت مباح، وقت مستحب اور وقت مکروہ۔نماز کے اوقات تشریعی چیزیں ہیں جن میں عقل کو دخل نہیں مگر ان میں حکمتیں ضرور ہیں۔

قرآن کی مندرجہ ذیل آیات میں نماز کے اوقات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

واقم الصلوٰة طرفی النهار وزلفا من الليل ،سورۃ ہود اورنماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں پر (فجر اور مغرب) اور کچھ رات گذرنے پر یعنی عشاء۔

اقم الصلوٰة لدلوك الشمس الى غسق الليل وقران الفجر ان قران الفجر كان مشهوداً

(سورۃ الاسراء)

نماز قائم کرو سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر،عصر،مغرب اور عشاء) اور قرآن پڑھنا فجر کا (نماز فجر)

وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ومن آناء الليل فسبح وأطراف النهار لعلك ترضى ۔ (سورۃ طٰہٰ)

اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی، سورج نکلنے سے پہلے (فجر) اور اسکے ڈوبنے سے پہلے (عصر) اور کچھ گھڑیوں میں رات کی (عشاء) اور دن کی حدوں پر (صبح،ظہر اور مغرب) شاید کہ تو راضی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر دن رات میں پانچ وقت نماز فرض کی ہے اور ہر نماز کو اس کے وقت پر پڑھنے کا حکم فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا (النساء:) بے شک مومنوں پر نماز مقررہ وقت میں فرض کی گئی ہے۔

فجر اور عصر کے وقت نماز فرض ہونے کی حکمت کا بیان

اللہ کی طرف سے بندوں کے افعال کی نگہبانی کرنے والے فرشتے رات کے اور ہیں اور دن کے اور ہیں۔دن کے فرشتے عصر کے وقت واپس جاتے ہیں اور رات کے فرشتے اس وقت آتے ہیں۔رات، دن کے فرشتے عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں جب یہ فرشتے عصر کے بعد اللہ کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں تو اس وقت فرشتوں سے پوچھا جاتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس

حال میں چھوڑا تو وہ عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندے عصر کی نماز میں مشغول تھے۔عصر کے وقت نمازیوں کے گواہ فرشتے بن جاتے ہیں۔

عصر کا وقت قبولیت کا ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی فجر اور عصر کی نماز پڑھے گا، وہ کبھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ (مسلم شریف)

عصر کا وقت دنیاداروں کی مصروفیتوں کا وقت ہوتا ہے۔دنیا کے طالب اس وقت اپنے دنیوی معاملات اور کاروبار میں بے حد مصروف رہتے ہیں۔ یہ وقت کھانے پینے، سیر وتفریح اور کھیل تماشوں کے لیے وقت سمجھا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غافلوں اور دنیاداروں سے الگ کرنے کے لیے عصر کی نماز مقرر فرمائی۔

عصر کے وقت شیطان کی توجہ پوری قوت کے ساتھ دنیا کی طرف ہوتی ہے۔سب نافرمان اور بداعمال لوگ اس وقت اپنے برے کاموں کی تیاری میں مشغول ہوجاتے ہیں۔اس شیطانی توجہ کا دور آدھی رات تک رہتا ہے۔شیطان کی توجہ اور شر سے بچنے کے لیے نمازِ عصر فرض ہوئی۔اس نماز کی حفاظت کا نہایت تاکیدی فرمان قرآن میں دیا گیا ہے۔

نماز اور جدید سائنس کے مطابق طبعی حکمت کا بیان

صاحب فکر ونظر والے لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ واشنگٹن میں ایک ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی وہ کہتا تھا کہ میرا دل کرتا ہے کہ سارے ملک میں نماز کو لاگو کردوں۔میں نے پوچھا! کیوں؟ کہنے لگا: اس کے اندر اتنی حکمتیں ہیں کہ کوئی حد نہیں ہے۔وہ جلد کا اسپیشلسٹ تھا۔کہنے لگا اس کی حکمت آپ تو انجینئر ہیں) سمجھ لیں گے۔میں نے کہا: اچھا جی بتائیں۔کہنے لگا: کہ اگر انسان کے جسم کو مادی نظر سے دیکھا جائے۔تو انسان کا دل پمپ کی مانند اس کا ان پٹ بھی ہے اور آؤٹ پٹ بھی۔سارے جسم میں تازہ خون جارہا ہوتا ہے اور دوسرا واپس آرہا ہوتا ہے۔

اس نے کہا: کہ جب انسان بیٹھا ہوتا ہے یا کھڑا ہوتا ہے تو جسم کے جو حصے نیچے ہوتے ہیں ان میں پریشر نسبتاً زیادہ ہوتا ہے اور جو حصے اوپر ہوتے ہیں ان میں پریشر نسبتاً کم ہوتا ہے۔مثلاً تین منزلہ عمارت ہو اور نیچے پمپ لگا ہوا ہو تو نیچے پانی زیادہ ہوگا اور دوسری منزل پر بھی کچھ پانی پہنچ جائے گا جبکہ تیسری منزل پر تو بالکل نہیں پہنچے گا۔حالانکہ وہ ہی پمپ ہے۔لیکن نیچے پورا پانی دے رہا ہے اس سے اوپر والی منزل میں کچھ پانی دے رہا ہے۔اور سب سے اوپر والی منزل پر تو بالکل پانی نہیں جارہا۔اس مثال کو اگر سامنے رکھتے ہوئے سوچیں تو انسان کا دل خون کو پمپ کررہا ہوتا ہے اور یہ خون نیچے کے اعضاء میں بالکل پہنچ رہا ہوتا ہے۔لیکن اوپر کے اعضاء میں اتنا نہیں پہنچ رہا ہوتا۔جب کوئی ایسی صورت آتی ہے کہ انسان کا سر نیچے ہوتا ہے اور دل اوپر ہوتا ہے تو خون سر کے اندر بھی اچھی طرح پہنچ جاتا ہے۔مثلاً جب انسان نماز کے سجدے میں جاتا ہے تو محسوس ہوتا ہے جیسے گویا پورے جسم میں خون پھر گیا ہے۔ آدمی سجدہ تھوڑا لمبا کرلے تو محسوس ہوتا ہے کہ چہرے کی جو باریک باریک شریانیں ہیں ان میں بھی خون پہنچ گیا ہے۔

تو وہ کہنے لگے کہ عام طور پر انسان بیٹھا، لیٹا یا کھڑا ہوتا ہے۔بیٹھنے، کھڑے ہونے اور لیٹنے سے انسان کا دل نیچے ہوتا ہے جبکہ سر اوپر ہوتا ہے۔ایک ہی صورت ایسی ہے کہ نماز میں جب انسان سجدے میں جاتا ہے تو اس کا دل اوپر ہوتا ہے اور سر نیچے ہوتا ہے۔

لہذا خون اچھی طرح چہرے کی جلد میں پہنچ جاتا ہے۔

اس کی یہ باتیں سن کر میرے منہ سے بے اختیار سبحان اللہ نکلا اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے کتنا پیارا دین دیا ہے جس کے ایک ایک عمل کی تعریف آج کی سائنس اور علم جدید بھی کرتا ہے۔ (فکرونظر)

پانچ نمازوں کے اوقات کا بیان

667- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَاَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ ح وَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْعِشَآءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِيْ اَمَرَهُ فَاَذَّنَ الظُّهْرَ فَاَبْرَدَ بِهَا وَاَنْعَمَ اَنْ يُبْرِدَ بِهَا ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ اٰخِرَهَا فَوْقَ الَّذِيْ كَانَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَآءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ اَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ بَيْنَ مَا رَاَيْتُمْ

◄► سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے نماز کے وقت کے بارے میں دریافت کیا: تو آپ ﷺ نے فرمایا اگلے دو دن تم ہمارے ساتھ نماز ادا کرو۔

(راوی کہتے ہیں:) جب سورج ڈھل گیا' تو نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا انہوں نے اذان دی پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں ہدایت کی وہ ظہر کی نماز کے لیے اقامت کہیں' پھر (جب عصر کا وقت ہوا) تو نبی کریم ﷺ نے انہیں ہدایت کی تو انہوں نے عصر کی نماز کے لیے اقامت کہی حالانکہ اس وقت سورج بلند سفید اور روشن تھا۔ پھر جب سورج غروب ہوگیا' تو نبی کریم ﷺ نے انہیں ہدایت کی تو انہوں نے مغرب کی نماز کے لیے اقامت کہی۔

پھر جب شفق غروب ہوگئی تو نبی کریم ﷺ نے انہیں ہدایت کی تو انہوں نے عشاء کی نماز کے لیے اقامت کہی۔ پھر جب صبح صادق ہوئی تو نبی کریم ﷺ کی ہدایت پر انہوں نے فجر کی نماز کے لیے اقامت کہی۔

اگلے دن نبی کریم ﷺ نے انہیں ہدایت کی تو انہوں نے ظہر کی نماز کے لیے اذان دی۔ انہوں نے ٹھنڈے وقت میں

667: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1390' ورقم الحدیث: 1391' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 152' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 518

یہ کام کیا خوب اچھی طرح ٹھنڈا کر کے ایسا کیا۔
پھر نبی کریم ﷺ نے عصر کی نماز اس وقت ادا کی جب سورج ابھی بلند تھا' لیکن آپ ﷺ نے پہلے دن کے مقابلے میں اسے ذرا تاخیر سے ادا کیا۔ مغرب کی نماز آپ ﷺ نے شفق غروب ہونے سے پہلے ادا کی اور عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزر جانے کے بعد ادا کی۔
فجر کی نماز آپ ﷺ نے خوب روشن کر کے پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: نماز کے وقت کے بارے میں دریافت کرنے والا شخص کہاں ہے؟
اس شخص نے عرض کی: میں ہوں' یا رسول اللہ ﷺ! نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہاری نمازوں کا وقت ان کے درمیان ہے' جو تم نے دیکھا ہے۔

شرح

سوال کا مطلب یہ تھا کہ نمازوں کے اوقات کے سلسلہ میں یہ بتا دیا جائے کہ نماز کا اوّل وقت کیا ہوتا ہے اور آخر وقت کون سا ہوتا ہے؟ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نمازوں کے اوقات کو زبانی سمجھانے سے زیادہ بہتر یہ سمجھا کہ اسے عملی طور پر دیکھا جائے تاکہ اوقات اس کے ذہن نشین ہو سکیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نماز کا اوّل و آخر دونوں وقت بتانے کے لئے پہلے دن تو نمازیں اوّل وقت پڑھیں اور دوسرے دن آخر وقت میں پڑھیں۔
حدیث میں پہلے ظہر کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے اذان دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت کا حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی۔ اس کے بعد عصر کا ذکر کیا گیا ہے لیکن نہ تو عصر کی نماز کا وقت ذکر کیا گیا ہے اور نہ عصر ہی اور نہ اس کے بعد کی اذانوں کا ذکر کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ معروف ہے۔ دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھا یعنی پہلے روز کے مقابلے میں دوسرے دن ظہر کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھی کہ گرمی کی شدت اور تپش کی سختی جاتی رہی تھی۔ عصر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے روز کی تاخیر کے مقابلے میں زیادہ تاخیر سے یعنی دو مثلین کے بعد پڑھائی لیکن پہلے روز کی تاخیر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عصر کی نماز میں پہلے روز تاخیر کی گئی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز ظہر سے تاخیر کی گئی تھی۔ دوسرے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نمازوں کو تاخیر سے یعنی ان کے آخری اوقات میں ادا کیا جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کو آخر وقت تک موخر نہ کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کو اس کے آخر وقت مختار یعنی آدھی رات تک موخر کرتے تو اس سے لوگوں کو دیر تک جاگنے کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہوتی اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے سو رہتے تو مناسب نہ ہوتا کیونکہ عشاء کی نماز سے پہلے سونا مکروہ ہے۔ حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ تم نے ان دو دنوں میں ہمارے ساتھ نماز پڑھ کر یہ دیکھ لیا ہے کہ نمازوں کا اوّل وقت کیا ہے اور آخری وقت کیا ہے لہٰذا شروع سے لے کر آخر تک اوّل وقت بھی ہے اور اوسط بھی ہے اور آخر وقت بھی ہے لہٰذا اس کے درمیان تم جب چاہو نماز پڑھ سکتے ہو۔ آخر وقت سے مراد وقت مختار ہے نہ کہ وقت جواز۔ اس لئے کہ نمازوں کے جو آخری وقت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ ان کے بعد بھی نماز کا وقت باقی رہتا ہے تاہم وہ وقت جواز ہوتا ہے وقت مختار نہیں ہوتا۔

نمازوں کی تعداد پانچ ہونے کا بیان

668- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا عَلٰى مَيَاثِرِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ اِمَارَتِهٖ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَمَعَهٗ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَاَخَّرَ عُمَرُ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهٗ عُرْوَةُ اَمَا اِنَّ جِبْرِيْلَ نَزَلَ فَصَلّٰى اِمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَعْلَمْ مَا تَقُوْلُ يَا عُرْوَةُ قَالَ سَمِعْتُ بَشِيْرَ بْنَ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَاَمَّنِيْ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ يَحْسُبُ بِاَصَابِعِهٖ خَمْسَ صَلَوَاتٍ

ابن شہاب کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز مدینہ منورہ کے گورنر تھے اس وقت ابن شہاب ان کے پاس ان کے بچھونے پر بیٹھے ہوئے تھے ان کے ساتھ عروہ بن زبیر بھی تھے۔

عمر بن عبدالعزیز نے عصر کی نماز میں ذرا تاخیر کر دی تو عروہ نے ان سے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی۔

تو عمر بن عبدالعزیز نے ان سے یہ کہا: اے عروہ ذرا دھیان دیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں تو عروہ نے بتایا: میں نے حضرت بشیر بن ابو مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔

وہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے انہوں نے میری امامت کی اور میں نے ان کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ پھر میں نے ان کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ پھر میں نے ان کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ پھر میں نے ان کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ انہوں نے اپنی انگلیوں پر حساب لگا کر پانچ نمازوں کا تذکرہ کیا۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچ نمازوں کی فضیلت کا بیان

امام فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا میں نے توریت مقدس کے کسی مقام میں پڑھا اے موسیٰ! فجر کی دو رکعتیں احمد اور اس کی اُمت ادا کرے گی جو انہیں پڑھے گا اُس دن رات کے سارے گناہ اُس کے بخش دُوں گا اور وہ میرے ذمہ میں ہوگا۔ اے موسیٰ! ظہر کی چار رکعتیں احمد اور اس کی اُمت پڑھے گی انہیں

668: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 521 ورقم الحدیث: 3221 ورقم الحدیث: 4007 اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1378 ورقم الحدیث: 1379 اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 394 اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 493

پہلی رکعت کے عوض بخش دوں گا اور دوسری کے بدلے ان کا پلہ بھاری کردوں گا اور تیسری کے لئے فرشتے موکل کروں گا کہ تسبیح کریں گے اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے، اور چوتھی کے بدلے اُن کے لئے آسمان کے دروازے کشادہ کردوں گا، بڑی بڑی آنکھوں والی حُوریں اُن پر مشتاقانہ نظر ڈالیں گی۔ اے مُوسٰی! عصر کی چار رکعتیں احمد اور ان کی اُمت ادا کرے گی تو ہفت آسمان وزمین میں کوئی فرشتہ باقی نہ بچے گا سب ہی ان کی مغفرت چاہیں گے اور ملائکہ جس کی مغفرت چاہیں میں اسے ہرگز عذاب نہ دوں گا۔ اے موسٰی! مغرب کی تین رکعت ہیں انہیں احمد اور اس کی اُمت پڑھے گی آسمان کے سارے دروازے ان کے لئے کھول دوں گا، جس حاجت کا سوال کرینگے اسے پورا ہی کردوں گا۔ اے موسٰی! شفق ڈوب جانے کے وقت یعنی عشاء کی چار رکعتیں ہیں پڑھیں گے انہیں احمد اور ان کی اُمت، وہ دنیا ومافیہا سے اُن کے لئے بہتر ہیں، وہ انہیں گناہوں سے ایسا نکال دیں گی جیسے اپنی ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اے موسٰی! وضو کرے گا احمد اور اسکی اُمت جیسا کہ میرا حکم ہے میں انہیں عطا فرماؤں گا ہر قطرے کے عوض کہ آسمان سے ٹپکے ایک جنت جس کا عرض آسمان وزمین کی چوڑائی کے برابر ہوگا۔ اے موسٰی! ایک مہینے کے ہر سال روزے رکھے گا احمد اور اس کی اُمت اور وہ ماہِ رمضان ہے عطا فرماؤں گا اسکے ہر دن کے روزے کے عوض جنت میں ایک شہر اور عطا کروں گا اس میں نفل کے بدلے فرض کا ثواب اور اس میں لیلۃ القدر کروں گا جو اس مہینے میں شرمساری وصدق سے ایک بار استغفار کریگا اگر اسی شب یا اس مہینے بھر میں مرگیا اسے تیس ۳۰ شہیدوں کا ثواب عطا فرماؤں گا۔ اے موسٰی! امتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کچھ ایسے مرد ہیں کہ ہر شرف پر قائم ہیں لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں تو ان کی جزا اس کے عوض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ثواب ہے اور میری رحمت ان پر واجب اور میرا غضب ان سے دور، اور ان میں سے کسی پر باب توبہ بند نہ کروں گا جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دیتے رہیں گے۔ (تنبیہ الغافلین باب فضل امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ، بیروت)

بَابُ: وَقْتِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

یہ باب نمازِ فجر کے وقت کے بیان میں ہے

نمازِ فجر کے وقت کا بیان

جب فجر ثانی طلوع ہو اس وقت نمازِ فجر کا وقت اول ہے۔ اور وہ سفیدی ہے جو اُفق پر پھیلی ہو اور اس کا آخر وقت جب تک سورج طلوع نہ ہو۔ کیونکہ وہ حدیث جس میں جبرائیل امین نے رسول اللہ ﷺ کی امامت کرائی تھی۔ اس میں پہلے دن انہوں نے طلوع فجر کے وقت امامت کرائی اور دوسرے دن جب خوب اجالا ہوگیا۔ اور قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جاتا۔ پھر حدیث کے آخر میں انہوں نے کہا کہ ان دو وقتوں کے درمیان کا وقت آپ اور آپ کی امت کے لئے ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

فجر کا وقت فراغ خاطر اور سکون قلب کا خاص وقت ہے۔ آدمی شب میں آرام کرنے کے بعد جب اٹھتا ہے تو اُس کا دل پوری طرح مطمئن ہوتا ہے۔ عبادت کے لیے ایک نئی حرکت کا آغاز ہوتا ہے، زندگی ایک نئے عزم کی محتاج ہوتی ہے اور یہ نیا عزم خدا کی طرف سے تازہ توفیق اور تازہ ہدایت کا طلب گار ہوتا ہے۔

صبح صادق اور صبح کاذب کا بیان

صبح صادق ایک روشنی ہے جو مشرق کی جانب آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے۔ اور زمین پر اجالا ہوتا جاتا ہے اور اس سے پہلے بیچ آسمان پر ایک سفیدی ستون کی طرح ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے۔ اور صبح صادق کے وقت یہ دراز سپیدی غائب ہو جاتی ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔

فجر کاذب کا اعتبار نہیں کیا جائے گا

فجر کاذب کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ اور وہ سفیدی ہے جو لمبائی میں ظاہر ہوتی ہے پھر اس کے فوراً بعد اندھیرا آ جاتا ہے اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے بلال کی اذان تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ ہی دراز فجر۔ اور بیشک جو فجر افق میں پھیلی ہوئی ہو وہی فجر (صادق) ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

فجر کی نماز جلدی میں پڑھنے کا بیان

669- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يُصَلِّيْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلوٰةَ الصُّبْحِ ثُمَّ يَرْجِعْنَ اِلٰى اَهْلِهِنَّ فَلَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ تَعْنِىْ مِنَ الْغَلَسِ

◄◄ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: مومن خواتین نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں فجر کی نماز ادا کر کے اپنے گھروں کو واپس جاتی تھیں اور کوئی انہیں پہچان نہیں سکتا تھا۔ (راوی کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ تھی کہ اندھیرے کی وجہ سے انہیں پہچانا نہیں جا سکتا تھا)

شرح

حضرت محمد بن ابن عمرو ابن حسن ابن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دوپہر ڈھلے پڑھتے تھے اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ سورج زنار (یعنی روشن) ہوتا تھا اور مغرب کی نماز آفتاب غروب ہونے کے بعد پڑھتے تھے اور عشاء کی نماز میں جب لوگ زیادہ آ جاتے تو جلدی ہی پڑھ لیتے تھے اور جب لوگ کم ہوتے تو تاخیر کر کے پڑھتے تھے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ لیتے تھے۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 555)

عشاء کی نماز کے بارے میں یہاں وضاحت کر دی گئی ہے کہ اگر لوگ زیادہ آ جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جلدی پڑھ لیتے اور اگر کم آتے تو تاخیر کر کے پڑھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جماعت کی کثرت کی پیش نظر نماز کو اوّل وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے متبعین نے اوّل وقت نماز پڑھنے کا التزام

669: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1455 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 545

اسی لئے نہیں کیا ہے کہ تاخیر سے نماز پڑھنے میں جماعت میں کثرت ہو جاتی ہے نہ یہ کہ ان حضرات کے نزدیک اوّل وقت افضل نہیں ہے۔ اوّل وقت تو بہر صورت افضل ہے لیکن بعض خارجی عوارض جیسے جماعت کی کثرت وغیرہ کی بناء پر تاخیر ہی اولیٰ ہوتی ہے۔ صبح کی نماز تاریکی میں پڑھنے کا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ صحابہ کرام رات بھر سونے کے بجائے ذکر وعبادت میں مشغول رہنے کی وجہ سے صبح سویرے ہی مسجد میں موجود رہتے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جماعت کی کثرت کے پیش نظر جلدی پڑھ لیتے تھے۔ آخر میں اتنی بات سمجھ لیجئے کہ اس حدیث سے یہ بالکل ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مستقلاً تاریکی ہی میں فجر کی نماز پڑھتے تھے اور اگر بفرض محال اسے مان بھی لیا جائے تو یہ ثابت ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز روشنی میں پڑھنے کا حکم دیا ہے اور حنفیہ کے نزدیک فعل کے مقابلے میں امر (یعنی حکم) کو ترجیح دی جاتی ہے۔

وقت فجر کی فضیلت کا بیان

670- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدِ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا قَالَ تَشْهَدُهُ مَلٰٓئِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ''اور فجر کی تلاوت، بے شک فجر کی تلاوت میں حاضری ہوتی ہے۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس میں رات اور دن کے فرشتے شریک ہوتے ہیں۔

شرح

امام ابن ابی حاتم نے عطار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) ان قرآن الفجر کان مشھودا کہ اس (وقت) میں فرشتے اور جن حاضر ہوتے ہیں۔

احمد ترمذی نسائی، ابن ماجہ ابن جریر، ابن منذر ابن ابی حاتم حاکم ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں (ترمذی اور حاکم نے اس کو صحیح بھی کہا) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) ان قرآن الفجر کان مشھودا سے مراد ہے کہ صبح کی نماز کے وقت میں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے نماز میں جمع ہوتے ہیں۔

عبدالرزاق، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں اکٹھے ہوتے ہیں پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اگر تم چاہو تو پڑھ لو (آیت) وقران الفجر ان قرآن الفجر کان مشھودا۔

سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رات اور دن کی نگہبانی کرنے والے فرشتے صبح کی نماز میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو (آیت) وقران الفجر ان قرآن الفجر کان مشھودا یعنی

670: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

رات کے فرشتے اور ان کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

فجر کی نماز میں محافظ فرشتے جمع ہوتے ہیں

حکیم ترمذی نے نوادر میں ابن جریر طبرانی اور ابن مردویہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ (آیت) ان قرآن الفجر کان مشھودا پڑھی اور فرمایا اس وقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

عبدالرزاق نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) ان قرآن الفجر کان مشھودا کہ صبح کی نماز کے وقت دن کے فرشتے اور رات کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہوئے جب کہ لوگ اپنے پیٹھوں سے سہارا لے کر بیٹھے قبلہ کی طرف پشت کر کے انہوں نے فرمایا قبلہ کی طرف ہو جاؤ فرشتوں اور نماز کے درمیان حائل نہ ہو جاؤ کیونکہ یہ دونوں رکعتیں فرشتوں کی نماز ہیں۔ (تفسیر در منثور، بنی اسرائیل)

فجر اور عصر کے وقت فرشتوں کے جمع ہونے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس (آسمان سے) فرشتے رات دن آتے رہتے ہیں (جو تمہارے اعمال لکھتے ہیں اور انہیں بارگاہ الوہیت میں پہنچاتے ہیں) اور فجر و عصر کی نماز میں سب جمع ہوتے ہیں اور جو فرشتے تمہارے پاس رہتے ہیں وہ (جس وقت) آسمان پر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بندوں کے احوال جاننے کے باوجود ان سے (بندوں کے احوال و اعمال) پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ پروردگار! ہم نے تیرے بندوں کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا ہے اور جب ہم ان کے پاس پہنچے تھے تو اس وقت بھی وہ نماز ہی پڑھ رہے تھے۔

(صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 591)

ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کے اعمال کو لکھنے اور انہیں اللہ تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے (فرشتوں کی دو جماعتیں بندوں کے ہمراہ رہتی ہیں۔ ایک جماعت تو دن کے اعمال لکھتی ہے اور پھر عصر کے بعد واپس جا کر بارگاہ الوہیت میں اپنی رپورٹ پیش کر دیتی ہے۔ دوسری جماعت رات کے اعمال لکھتی ہے۔ یہ فجر کی نماز کے بعد واپس جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بندوں کے رات کے اعمال کی رپورٹ دیتی ہے چنانچہ دن اور رات میں دو وقت ایسے ہوتے ہیں جب کہ یہ دونوں جماعتیں جمع ہوتی ہیں۔ ایک مرتبہ تو فجر کے وقت جب کہ رات کے فرشتے واپس جاتے ہیں اور دن کے فرشتے اپنی ڈیوٹی پر آتے ہیں۔ اسی طرح دوسری مرتبہ ان دونوں جماعتوں کا اجتماع عصر کے وقت ہوتا ہے جب کہ دن کے فرشتے اپنی ڈیوٹی پوری کر کے واپس جاتے ہیں اور رات کے فرشتے اپنے کام پر حاضر ہوتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اور اس کا علم زمین و آسمان کے ذرے ذرے کو محیط ہے۔ وہ زمین و آسمانوں کے رہنے والوں کے ایک ایک عمل کو جانتا ہے مگر جب فرشتے بندوں کے اعمال کی رپورٹ لے کر اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو ان سے پوچھتا ہے کہ جب تم اپنی ڈیوٹی پوری کر کے واپس لوٹ رہے تھے تو بتاؤ کہ اس وقت میرے بندے کیا کر رہے تھے؟ اور اس کا یہ پوچھنا (نعوذ باللہ) علم حاصل کرنے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اس سوال سے اس کا مقصد فرشتوں کے سامنے اپنی

بندوں کی فضیلت وعظمت کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسان کو بھیجنا چاہا تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تھا تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا تھا کہ پروردگار کیا تو ایسی مخلوق کو پیدا کرنا چاہتا ہے جو دنیا میں فساد اور خون ریزی وغارت گری کا بازار گرم کرے گی۔ اور پھر انہوں نے اپنی برتری وبڑائی ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ تیری عبادت کے لئے تو ہم ہی کافی ہیں اور ہم ہی تیری عبادت وپرستش کر بھی سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان سے یہ سوال کر کے ان پر ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ دیکھو! جس مخلوق کے بارے میں تمہارا یہ خیال تھا کہ وہ دنیا میں سوائے فتنہ وفساد پھیلانے کے اور کوئی کام نہیں کرے گی اب تم خود دیکھ آئے ہو کہ وہ میری عبادت اور میری پرستش کس پابندی اور کس ذوق وشوق سے کرتی ہے۔ بہر حال! اس حدیث کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو رغبت دلا رہے ہیں کہ ان دونوں اوقات میں ہمیشہ پابندی سے نماز پڑھتے رہو تا کہ وہ فرشتے اللہ کے سامنے تمہارے اچھے اور بہتر اعمال ہی پیش کرتے رہیں اور رب قدوس تمہاری فضیلت وبڑائی اسی طرح فرشتوں کے سامنے ظاہر کرتا رہے۔

فجر کی نماز روشنی میں ادا کرنے کی فضیلت کا بیان

671- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا نَهِيكُ بْنُ يَرِيمَ الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا مُغِيثُ بْنُ سُمَيٍّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ فَلَمَّا سَلَّمَ اَقْبَلْتُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ فَقُلْتُ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَالَ هٰذِهِ صَلٰوتُنَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمَّا طُعِنَ عُمَرُ اَسْفَرَ بِهَا عُثْمَانُ

مغیث بن سمی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کی فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کی جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور میں نے کہا: یہ نماز پڑھنے کا کون سا وقت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ وہ نماز ہے جو ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر روشنی میں یہ نماز ادا کرنے لگے۔

نماز فجر کے مستحب وقت کا بیان

672- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ سَمِعَ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ وَجَدُّهُ بَدْرِيٌّ يُخْبِرُ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَصْبِحُوْا بِالصُّبْحِ فَاِنَّهُ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ اَوْ لِاَجْرِكُمْ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: صبح کی نماز (روشنی میں) ادا کیا کرو کیونکہ یہ زیادہ اجر کا باعث ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) یہ تمہارے لیے زیادہ اجر کا باعث ہے۔

671: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

672: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 424 اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 154 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 547

اسفار کے مفہوم کا بیان

اسفار کا معنی ہے اتنی روشنی ہو جائے کہ دور دور تک نظر آنے لگے۔ الإسفار هو وضوح الفجر وظهوره (نصب الرایہ)

اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ فجر کی نماز اسفار (اجالے) میں شروع کرنی چاہئے چنانچہ حنفیہ کا ظاہری مسلک یہی ہے کہ فجر کی نماز کی ابتداء واختتام دونوں ہی اسفار میں ہوں۔ مگر حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ جو حنفی مسلک کے ایک جلیل القدر امام ہیں فرماتے ہیں کہ ابتداء تو غلس (اندھیرے) میں ہونی چاہئے اور اختتام اسفار میں اور اس کا طریقہ یہ ہو کہ قرأت اتنی طویل کی جائے کہ پڑھتے پڑھتے اجالا پھیل جائے۔

چنانچہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ تاویل اولی اور احسن ہے کیونکہ اس طرح ان تمام احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے جن میں سے بعض تو غلس میں نماز پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں اور بعض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسفار میں نماز پڑھنا افضل ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ ان احادیث میں ایک دوسری تطبیق کی وجہ خود ایک حدیث بھی ہے، جو شرح السنہ میں منقول ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے میں موسم کا اعتبار ہوگا یعنی جاڑے کے موسم میں تو غلس میں نماز پڑھنا بہتر ہوگا اور گرمی کے موسم میں اسفار کرنا بہتر ہوگا۔ چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا تو یہ (بھی) فرمایا کہ جب سردی کا موسم ہو تو فجر کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھنا اور قرأت طویل کرنا (مگر اتنی کہ) لوگوں پر بھاری نہ ہو کہ وہ تنگ ہو جائیں اور جب گرمی کا موسم ہو تو فجر کی نماز اسفار (اجالے) میں پڑھنا کیونکہ (گرمی) میں رات چھوٹی ہونے کی وجہ سے لوگ سوئے رہتے ہیں اس لئے انہیں اتنا موقع دو کہ وہ نماز میں شریک ہو سکیں۔" بہر حال علماء حنفیہ کے نزدیک اسفار کی حد یہ ہے کہ طلوع آفتاب میں اتنا وقت رہے کہ اس میں قرأت مسنون (جو چالیس سے ساٹھ یا سو آیتوں تک ہے) ترتیل کے ساتھ پڑھی جا سکے۔ اور نماز کے بعد اگر طہارت میں کوئی خلل معلوم ہو تو طلوع آفتاب سے پہلے پہلے وضو اور مذکورہ بالا طریقہ پر نماز کا اعادہ ممکن ہو سکے۔

بَابُ: وَقْتِ صَلٰوةِ الظُّهْرِ

یہ باب نماز ظہر کے وقت کے بیان میں ہے

ظہر کا وقت ایک دوسری حقیقت کا اعلان کرتا ہے۔ آدمی دیدہ بینا رکھتا ہو تو اس وقت ایک اور حقیقت نظر آتی ہے اور وہ بھی آدمی کو رکوع و سجود کی دعوت دیتی ہے۔ وہ یہ کہ اس وقت سورج، جس کو نادانوں نے معبود کا درجہ دے کر مسجود بنایا، خود اپنے خالق کے آگے اپنی کمر خم کرتا ہے اور خود اپنے عمل سے یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ خالق نہیں، بلکہ مخلوق، اور معبود نہیں، بلکہ عابد ہے۔

نماز ظہر کے وقت کی ابتداء کا بیان

673- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ

673: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1403' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 806' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 977

سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّی الظُّهْرَ اِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ

⇔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھل جانے کے بعد ظہر کی نماز ادا کرتے تھے۔

674-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ اَبِیْ جَمِیْلَةَ عَنْ سَیَّارِ بْنِ سَلَامَةَ عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ صَلٰوةَ الْهَجِیْرِ الَّتِیْ تَدْعُوْنَهَا الظُّهْرَ اِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ ،قَالَ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا عَوْفٌ نَحْوَهٗ

⇔ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کی نماز' جسے آپ لوگ ''ظہر'' کہتے ہیں' اس وقت ادا کرتے تھے' جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

وقت زوال کے مفہوم کا بیان

علامہ ابن محمود البابرتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں ۔وقت کے زوال کو جاننے کے لئے صحیح قول وہی ہے جس کو محمد بن شجاع نے ذکر کیا ہے کہ لکڑی کو ایک برابر جگہ پر نصب کیا جائے اور اس کے سائے پر ایک علامت بنادی جائے ۔لہٰذا جب سایہ اس خط سے کم ہوگا تو یہ وقت زوال سے پہلے وقت میں شمار کیا جائے گا۔اور جب سایہ اس خط پر ٹھہر جائے نہ اس سے کم ہو اور نہ اس سے زیادہ ہو تو یہ وقت زوال ہوگا۔اور یہی فئی زوال سے عبارت ہے۔اور جب کسی چیز کا سایہ اس سے بڑھ جائے تو اس وقت یہ اعتبار کیا جائے گا کہ اب سورج زائل ہو چکا ہے۔اسے زوال شمس کہتے ہیں۔اسی طرح مبسوط اور محیط میں ہے۔

اور جب کسی چیز کا سایہ اس خط سے بڑھ کر دوگنا ہو جائے گا تو اس وقت تک امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک نماز ظہر کا وقت رہے گا۔(عنایہ شرح الہدایہ ج ا،ص ۳۵۱، بیروت)

675-حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ الْعَبْدِیِّ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ شَکَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فَلَمْ یُشْکِنَا

⇔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریت کی گرمی کی شکایت کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری شکایت کو قبول نہیں کیا۔

676-حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ زَیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ خِشْفِ بْنِ مَالِكٍ

674:اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 541' ورقم الحدیث: 547' ورقم الحدیث: 599' ورقم الحدیث: 771' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1460' ورقم الحدیث: 1461' ورقم الحدیث: 1462' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 398' ورقم الحدیث: 4849' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 494' ورقم الحدیث: 524' ورقم الحدیث: 529

675:اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

676:اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ریت کی گرمی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری شکایت کو قبول نہیں کیا۔

زوال کا فقہی مفہوم

آفتاب کے ڈھلنے کو کہتے جسے ہماری عرف میں دوپہر ڈھلنا کہا جاتا ہے۔

سایہ اصلی کا فقہی مفہوم

اس سایہ کو کہتے ہیں جو زوال کے وقت باقی رہتا ہے۔ یہ سایہ ہر شہر کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے کسی جگہ بڑا ہوتا ہے، کسی جگہ چھوٹا ہوتا ہے اور کہیں بالکل نہیں ہوتا، جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں۔

زوال اور سایہ اصلی کے پہچاننے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین پر گاڑی جائے اور جہاں تک اس کا سایہ پہنچے اس مقام پر ایک نشان بنا دیا جائے پھر دیکھا جائے کہ وہ سایہ اس نشان کے آگے بڑھتا ہے یا پیچھے ہٹتا ہے۔ اگر آگے بڑھتا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ ابھی زوال نہیں ہوا اور اگر پیچھے ہٹے تو زوال ہو گیا۔ اگر یکساں رہے نہ پیچھے ہٹے نہ آگے بڑھے تو ٹھیک دوپہر کا وقت ہے اس کو استواء کہتے ہیں۔

ایک مثل۔ سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔ دو مثل۔ سایہ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا ہو جائے۔

ان اصطلاحی تعریفات کو سمجھنے کے بعد اب حدیث کی طرف آیئے: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقات نماز کے سلسلے میں سب سے پہلے ظہر کا ذکر کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وقت نماز کی تعلیم کے سلسلے میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی نماز پڑھائی تھی، یہی وجہ ہے کہ نماز ظہر کی نماز کو پیشین کہا جاتا ہے۔

نماز ظہر کا اول وقت اسی وقت شروع ہو جاتا ہے جب کہ آسمان کے درمیان آفتاب مغرب کی طرف تھوڑا سا مائل ہوتا ہے جس کو زوال کہتے ہیں اور اس کا آخری وقت وہ ہوتا ہے جب کہ آدمی کا سایہ اس کے طول کے برابر علاوہ سایہ اصلی کے ہو جاتا ہے۔ سایہ اصلی کے بارے میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ وہ سایہ ہوتا ہے جو زوال کے وقت ہوتا ہے یعنی اکثر مقامات پر جب کہ آفتاب سمت راس پر نہیں آتا وہاں ٹھیک دوپہر کے وقت ہر چیز کا تھوڑا سا سایہ ہوتا ہے اس سائے کو چھوڑ کر جب تک کسی چیز کے طول کے برابر سایہ رہے گا ظہر کا وقت باقی رہے گا۔

(عصر کا وقت آنے تک) یہ جملہ دراصل پہلے جملہ کی تاکید ہے کیونکہ جب ایک مثل تک سایہ پہنچ گیا تو وقت ظہر ختم ہو گیا۔ اور عصر کا وقت شروع ہو گیا چونکہ اس جملے کا مطلب پہلے ہی جملے سے ادا ہو گیا تھا اس لیے یہی کہا جائے گا کہ یہ جملہ پہلے جملے کی

تاکید کے لیے لایا گیا ہے ہاں اتنی بات اور کہی جاسکتی ہے کہ یہ جملہ اس چیز کی دلیل ہے کہ ظہر اور عصر کے درمیان وقت مشترک نہیں ہے جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے۔ عصر کے وقت کی ابتداء تو معلوم ہوگئی کہ جب ظہر کا وقت ختم ہو جائے گا عصر کا وقت شروع ہو جائے گا۔ آخری وقت کی بات یہ ہے کہ جب تک آفتاب زرد نہیں ہو جاتا عصر کا وقت بلا کراہیت باقی رہتا ہے چنانچہ حدیث میں اسی طرف اشارہ ہے۔ البتہ اس کے بعد سے غروب آفتاب تک وقت جواز باقی رہتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آفتاب کی زردی سے کیا مراد ہے تو بعض حضرات کہتے ہیں کہ آفتاب کے زرد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب اتنا بدل جائے کہ اس کی طرف نظر اٹھانے سے آنکھوں میں خیرگی نہ ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ غروب آفتاب کی جو شعاعیں دیوار وغیرہ پڑتی ہیں اس میں تغیر ہو جائے۔

نمازِ ظہر کے وقت ایک مثل میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت امام احمد اور صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نیز حضرت امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل تک باقی رہتا ہے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے چنانچہ ان حضرات کی دلیل یہی حدیث ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کا آخری وقت ایک مثل تک رہتا ہے۔

جہاں تک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق ہے تو ایک روایت کے مطابق ان کا بھی وہی مسلک ہے جو جمہور علماء کا ہے بلکہ بعض نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ امام اعظم کا فتویٰ بھی اسی مسلک پر ہے۔ چنانچہ درمختار میں بہت سی کتابوں کے حوالوں سے اسی مسلک کو ترجیح دی گئی ہے۔ مگر ان کا مشہور مسلک یہ ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے ان کے دلائل ہدایہ وغیرہ میں مذکور ہیں۔

بہر حال علماء نے اس سلسلہ میں ایک صاف اور سیدھی راہ نکالی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مناسب یہ ہے کہ ظہر کی نماز تو ایک مثل کے اندر اندر پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے تا کہ دونوں نمازیں بلا اختلاف ادا ہو جائیں۔

بَابُ : اَلْاِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ

یہ باب گرمی کی شدت میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کرنے کے بیان میں ہے

677-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

677: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "جب گرمی شدید ہو تو (ظہر کی) نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا حصہ ہے"۔

شرح

جہنم جاڑے کے دنوں میں اندر کی طرف سانس لیتی ہے اور گرمی کے دنوں میں سانس کو باہر نکالتی ہے جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے، بعض لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ گرمی کا تعلق سورج نکلنے سے ہے۔

اور بعض نے کہا ہے کہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اونچے مقام پر گرمی نہیں ہوتی جب کہ سورج اس سے قریب ہوتا ہے، اور اصل وجہ گرمی اور جاڑے کی یہ ہے کہ زمین گرم ہو کر اپنی سانس یعنی بخارات باہر نکالتی ہے۔ اس سے گرمی معلوم ہوتی ہے اور کوئی مانع اس سے نہیں ہے کہ جہنم کا ایک ٹکڑا زمین کے اندر ہو، اور جیالوجی (علم الارض) سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے اندر ہزار فٹ پر ایسی حرارت ہے کہ اگر وہاں حیوان پہنچیں تو فوراً مر جائیں، اور اس سے بھی زیادہ نیچے ایسی گرمی ہے کہ لوہا، تانبہ اور شیشہ پگھلا ہوا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو جہنم سے بچائے، آمین، نیز جمہور نے اسے حقیقت پر محمول کیا ہے، اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ بطور تشبیہ و تقریب کہا گیا ہے یعنی یہ گویا جہنم کی آگ کی طرح ہے، اس لئے اس کی ضرر رسانیوں سے بچو، اور احتیاط کرو، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب جلدی پڑھتے تھے بعض روایتوں میں شفق ڈوبنے تک مغرب کو موخر کرنے کا جو ذکر ملتا ہے وہ بیان جواز کے لئے ہے۔

678-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

⬌ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب گرمی شدید ہو تو ظہر کو ٹھنڈا کر کے ادا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا حصہ ہے۔

679-حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

⬌ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں ادا کیا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا حصہ ہے۔

680-حَدَّثَنَا تَمِيْمُ بْنُ الْمُنْتَصِرِ الْوَاسِطِىُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ

678: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1394 اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 402 اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 157 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 499

679: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 538 یا 537 ورقم الحدیث: 3259

680: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الظُّهْرِ بِالْهَاجِرَةِ فَقَالَ لَنَا اَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَهَنَّمَ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ظہر کی نماز جلدی ادا کر لیتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھا کرو' کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش کا حصہ ہے۔

681-حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِیُّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''ظہر کی نماز کو ٹھنڈا کر کے ادا کیا کرو''۔

دنیا کی گرمی سردی اور دوزخ کے سانس لینے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب گرمی کی شدت ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔ اور صحیح البخاری کی ایک روایت میں ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت پڑھا کرو (یعنی ابوہریرہ کی روایت میں تو بالصلوٰۃ کا لفظ آیا ہے اور ابوسعید کی روایت میں بالظہر کا لفظ آیا ہے نیز اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ) کیونکہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے اور (دوزخ کی) آگ نے اپنے رب سے شکایۃ عرض کیا کہ میرے پروردگا! میرے بعض (شعلے) بعض کو کھائے لیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دے دی ہے۔ اب وہ ایک سانس جاڑے میں لیتی ہے اور ایک سانس گرمی میں۔ گرمی میں جس وقت تمہیں زیادہ گرمی معلوم ہوتی ہے اور جاڑے میں جس وقت تمہیں زیادہ سردی معلوم ہوتی ہے (تو اس کا سبب یہی ہوتا ہے کہ وہ ایک سانس گرمی میں اور ایک سانس سردی میں لیتی ہے)۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم) اور صحیح البخاری کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جس وقت تم گرمی کی شدت محسوس کرتے ہو تو اس کا سبب دوزخ کا گرم سانس ہوتا ہے اور جس وقت تم سردی کی شدت محسوس کرتے ہو تو اس کا سبب دوزخ کا ٹھنڈا سانس ہوتا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح: جلداول: رقم الحدیث، 557)

پروردگار سے دوزخ کی آگ کی نے یہ شکایت کی کہ میرے بعض (شعلے) بعض کو کھائے لیتے ہیں۔ کنایہ ہے اجزاء آگ کی کثرت سے اور آپس کے اختلاط سے یعنی آگ کے شعلے اتنے زیادہ ہوتے ہیں اور اس شدت سے بھڑکتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ دوسرے شعلے کو فنا کر گھاٹ اتار کر اس کی جگہ بھی خود لے لے۔ چنانچہ پروردگار نے اسے سانس لینے کی اجازت دے دی یعنی سانس سے مراد شعلے کو دبانا اور اس کا دوزخ سے باہر نکلنا ہے۔

جس طرح کہ جاندار سانس لیتا ہے تو ہوا باہر نکلتی ہے۔ بہر حال ایسے وقت باوجود یہ کہ مشقت بہت ہوتی ہے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ ایسے سخت وقت میں جب کہ گرمی اپنی شدت پر ہوتی ہے دل و دماغ تپش کی وجہ سے بے چین ہوتے ہیں نیز

681: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

خشوع اور سکون واطمینان حاصل نہیں ہوتا جو نماز کی روح ہیں۔اس موقع پر عقلی طور پر چند اشکال پیدا ہوتے ہیں ان کی وضاحت کر دینی ضروری ہے۔ پہلا اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ گرمی اور سردی کی شدت زمین کی حرکت، عرض البلد اور آفتاب کی وجہ سے ہوتی ہے اس لئے یہاں یہ کیسے کہا گیا کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہوتی ہے؟ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہاں دوزخ کی بھاپ کو گرمی کی شدت کا سبب بتایا گیا ہے نہ کہ اصل گرمی کا۔اس پر یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ گرمی اور سردی کی شدت بھی آفتاب کے قرب و بعد کی بناء پر ہوتی ہے کیونکہ اس کے باوجود ہو سکتا ہے کہ دوزخ کا سانس اس میں مزید شدت پیدا کرتا ہو لہٰذا اس کا انکار مخبر صادق کی خبر کے ہوتے ہوئے طریقہ اسلام کے منافی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اتنی بات تو طے ہے کہ زمین میں حرارت کی علت سورج کا مقابلہ اور اس کی شعاعیں پڑنا ہے اور یہ کہیں ثابت نہیں ہوا ہے کہ سورج دوزخ نہیں ہے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ ہمارے نظام کی دوزخ یہی ہو جسے ہم سورج کہتے ہیں کیونکہ سورج میں ناریت کا تموج اور اشتعال اس قدر ہے کہ دوزخ کی تمام صفات اس پر منطبق ہوتی ہیں اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ سورج دوزخ نہیں ہے تو یہ بالکل بعید اور ناممکن نہیں ہے کہ دوزخ علیحدہ ہو اور اس کی گرمی کا اثر زمین پر پڑتا ہو۔

دوسرا اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دوزخ نے شکایت کیسے کی کیونکہ دوزخ بے زبان ہے اور بے زبان اظہار مدعا کیسے کر سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح زبان کے لئے تلفظ ضروری نہیں ہے اسی طرح تلفظ کے لئے زبان بھی ضروری نہیں ہے۔کیونکہ اکثر جانوروں کی زبان ہوتی ہے مگر وہ تلفظ نہیں کرتے ایسے ہی بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کے زبان نہیں ہوتی مگر وہ بات کرتی ہیں۔ لہٰذا یہ اشکال پیدا کرنا کہ بغیر زبان کے بات کرنا ناممکن ہے کم فہمی کی بات ہے۔کیونکہ اگر کوئی یہ پوچھنے بیٹھ جائے کہ زبان سے بات کیوں کی جاتی ہے اس سے سننے کا کام کیوں نہیں لیا جاتا؟ آنکھ سے دیکھتے اور کان سے سنتے کیوں ہو ان سے بات کیوں نہیں کرتے جب کہ یہ سب اعضاء بظاہر ایک ہی مادہ سے بنتے ہیں جو نطفہ ہے تو ہر ایک قوت کی تخصیص کی وجہ ایک خاص چیز سے کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہی دیا جائے گا کہ یہ صانع مطلق کی قدرت ہے کہ بولنا زبان سے مختص کیا، دیکھنا آنکھ سے اور سننا کان سے ورنہ یہ سب اعضاء گوشت کا ایک حصہ ہونے میں برابر ہیں۔ٹھیک اسی طرح یہاں بھی یہی کہا جائے گا کہ کیا صانع مطلق کی یہ قدرت نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنی ایک مخلوق کو گویائی کی قوت دے دے اور جب کہ حکماء کی ایک جماعت تو یہ بھی کہتی ہے کہ اجرام فلکیہ میں نفوس ہیں اور ان میں احساس وادراک کی قوت ہے تو اس صورت میں بولنا بعید ہے؟۔

تیسرا اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دوزخ جاندار نہیں ہے وہ سانس کیسے لیتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دوزخ میں نفس ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے اور جب مذکورہ بالا بحث کی رو سے اس سے تکلم ثابت ہو سکتا ہے تو سانس لینے میں کیا اشکال باقی رہ جائے گا!۔ چوتھا اشکال یہ ہے کہ آگ کے ٹھنڈا سانس لینے کے کیا معنی؟۔اس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ آگ سے مراد اس کی جگہ یعنی دوزخ ہے اور اس میں ایک طبقہ زمہریر بھی ہے۔ پانچواں اشکال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اس حدیث کے مفہوم کے مطابق تو یہ چاہئے تھا کہ سخت سردی کے موسم میں فجر کو بھی تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سردی میں صبح کو سورج نکلتے تک اسی شدت کے ساتھ رہتی ہے اگر طلوع آفتاب تک نماز میں تاخیر کی جاتی ہے تو وہاں سرے سے وقت ہی جاتا

رہتا۔ بہر حال۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود صحابہ بھی گرمی کے موسم میں ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھتے تھے۔ چنانچہ صحیح البخاری کی ایک روایت میں منقول ہے کہ صحابہ ظہر کی نماز (تاخیر سے) ٹھنڈا کر کے پڑھتے تھے یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے زمین پر پڑنے لگتے تھے۔ اور یہ سب ہی جانتے ہیں کہ ٹیلے چونکہ پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے ان کے سائے زمین پر بہت دیر کے بعد پڑتے ہیں بخلاف دراز چیزوں مثلاً مینار وغیرہ کے ان کے سائے جلدی ہی پڑنے لگتے ہیں۔

بعض روایتوں میں منقول ہے کہ صحابہ ظہر کی نماز کے لئے دیواروں کے سائے میں ہو کر جاتے تھے۔ اور دیواروں کے بارے میں تحقیق ہو چکی ہے کہ اس وقت دیواریں عام طور پر سات سات گز کی ہوتی تھی۔ لہٰذا ان کے سائے میں چلنا اس وقت کار آمد ہوتا ہوگا جب کہ سورج کافی نیچے ہوتا ہو۔ بعض حضرات نے تاخیر کی حد آدھا وقت مقرر کی ہے یعنی کچھ علماء یہ فرماتے ہیں کہ گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز آدھے وقت تک مؤخر کر کے پڑھنی چاہئے۔

بعض شوافع حضرات حدیث سے ثابت شدہ ابراد (یعنی نماز کو ٹھنڈا کر کے) کا محمول وقت زوال کو بتاتے ہیں یعنی ان کا کہنا یہ ہے کہ اس ابراد کا مقصد نماز ظہر میں اتنی تاخیر نہیں ہے جو حنفیہ بتاتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وقت استواء کی شدید گرمی سے بچنے کے لئے زوال کی وقت ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے۔ ان حضرت کی یہ تاویل نہ صرف یہ کہ بعید از مفہوم ہے بلکہ خلاف مشاہدہ بھی ہے کیونکہ وقت استواء کے مقابلہ میں زوال کے وقت گرمی کی شدت میں کمی آجانے کا خیال تجربہ و مشاہدہ ہے۔

ہدایہ میں مذکور ہے کہ جن شہروں میں گرمی کی شدت آفتاب کے ایک مثل سایہ پہنچنے کے وقت ہوتی ہے وہاں تو ابراد کا مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب کہ نماز ایک مثل سایہ ہونے کے بعد پڑھی جائے۔ الحاصل۔ ظہر کی نماز کو ابراد میں یعنی ٹھنڈا کر کے پڑھنے کے بارے میں بہت زیادہ حدیثیں وارد ہیں جن سے متفقہ طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈا کر کے پڑھنا ہی افضل و اولیٰ ہے۔ جہاں تک حدیث حباب رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے جس میں مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گرمی کے موسم میں دوپہر کی شدت کے بارے میں شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری درخواست قبول نہیں کی۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز کو پورے وقت تک موخر کرنے کی درخواست کی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں فرمائی کہ اگر اتنی تاخیر کی جائے گی تو نماز کا وقت بھی نکل جائے گا۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ابراد رخصت ہے اور وہ بھی سب کے لئے نہیں بلکہ ان لوگوں کے لئے ہے جو جماعت کے لئے مسجدوں میں جانے کے لئے مشقت و محنت کا سامنا کرتے ہیں۔ جو لوگ تنہا نماز پڑھتے ہوں یا اپنے پڑوس و محلہ کی مسجد میں نماز کے لئے آتے ہوں ان کے لئے میرے نزدیک یہ پسندیدہ ہے کہ وہ اول وقت سے تاخیر نہ کریں، یہ قول ظاہر حدیث کے خلاف ہے اس لئے اس کی اتباع نہیں کی جاسکتی۔ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک حدیث نقل کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں بھی باوجود یہ کہ سب یکجا رہتے تھے ابراء کا حکم فرمایا کرتے تھے، نیز امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو آدمی گرمی کی شدت سے بچنے کے لئے ظہر کی نماز کو تاخیر سے پڑھنے کے لئے کہتا ہے اس مسلک کی اتباع سنت

کی وجہ سے اولیٰ و افضل ہے۔

بَابُ: وَقْتِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ

یہ باب نمازِ عصر کے وقت کے بیان میں ہے

عصر کا وقت ایک نئی حقیقت کی منادی کرتا ہے، وہ یہ کہ ہر عروج کے لئے زوال، ہر جوانی کے لئے بڑھاپا اور ہر مد کے لئے جزر مقدر ہے۔ کائنات کی کوئی چیز بھی اس قانون سے مستثنیٰ نہیں ہے، صرف ایک ہی ذات ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، اُس کے سوا کسی کے لئے بھی بقا نہیں۔ جس طرح دن چمکا، اُس کی دوپہر ہوئی اور اب غروب کے کنارے کھڑا ہے، اسی طرح یہ دنیا بھی پیدا ہوئی، شباب کو پہنچی اور ایک دن خاتمہ کے قریب جا لگے گی۔ عصر کے وقت یہ خاموش تذکیر بندے کو اس بات پر اکساتی ہے کہ وہ آخرت کو یاد کرے اور توبہ و استغفار کے لئے اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہو۔

سورج کی روشنی میں نمازِ عصر پڑھنے کا بیان

682- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَانَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِيْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ

◈ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج بلند اور چمکدار ہوتا تھا اس کے بعد کوئی شخص نواحی علاقے کی طرف جاتا' تو سورج پھر بھی بلند ہی ہوتا تھا۔

شرح

عوالی عالیہ کی جمع ہے، مدینہ شہر کے باہر بلندی پر جو بستیاں ہیں انہیں عوالی کہا جاتا ہے۔ مسجد بنی قریظہ بھی اسی طرف ہے۔ مدینہ کے جنوب مغرب میں جو بستیاں تھیں انہیں عوالی کہا جاتا تھا، ان میں سے بعض مدینہ سے دو میل بعض تین میل اور بعض آٹھ میل کی دوری پر تھیں۔

683- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِيْ لَمْ يُظْهِرْهَا الْفَيْءُ بَعْدُ

◈ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عصر کی نماز ادا کر لیتے تھے جب دھوپ ان (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کے حجرے میں موجود ہوتی تھی اور ان کے حجرے کا سایہ پھیلا نہیں ہوتا تھا۔

682: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1407' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 404' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 506

683: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 546' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1381

نمازِ عصر میں تاخیر کے مستحب ہونے کا بیان

نمازِ عصر میں ابر کے دن تو جلدی چاہیئے، نہ اتنی کہ وقت سے پیشتر ہو جائے۔ باقی ہمیشہ اس میں تاخیر مستحب ہے۔ اسی واسطے اس کا نام عصر رکھا گیا لانھا تعصر (یعنی وہ نچوڑ کے وقت پڑھی جاتی ہے) حاکم و دارقطنی نے زیاد بن عبداللہ نخعی سے روایت کی ہم امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ مسجد جامع میں بیٹھے تھے مؤذن نے آ کر عرض کی: یا امیر المومنین نماز۔ امیر المومنین نے فرمایا بیٹھو۔ وہ بیٹھ گیا۔ دیر کے بعد پھر حاضر ہوا اور نماز کے لئے عرض کی۔ امیر المومنین نے فرمایا ھذا الکلب یعلمنا السنۃ (یہ کتا ہمیں سنت سکھاتا ہے) پھر اٹھ کر ہمیں نمازِ عصر پڑھائی۔ جب ہم نماز پڑھ کر وہاں آئے جہاں مسجد میں پہلے بیٹھے تھے فجثونا للرکب لنزول الشمس للغروب نتراھا (ہم زانوؤں پر کھڑے ہو کر سورج کو دیکھنے لگے کہ وہ غروب کے لئے نیچے اتر گیا تھا۔ (سنن الدارقطنی باب ذکر بیان المواقیت، نشر السنۃ ملتان)

بَابُ: الْمُحَافَظَةِ عَلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ

یہ باب عصر کی نماز کی حفاظت کے بیان میں ہے

کفار کے لئے دعائے ضرر کرنے کا بیان

684- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَلَاَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خندق کے دن ارشاد فرمایا' اللہ تعالیٰ! ان کفار کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے' کیونکہ انہوں نے ہمیں درمیانی نماز ادا کرنے کا موقع نہیں دیا۔

شرح

غزوہ خندق کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں جو ۴ھ یا ۵ھ میں ہوا تھا۔ اس جنگ کو غزوہ خندق اس لئے کہا جاتا ہے کہ اسی غزوہ کے موقعہ پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے دشمنوں سے بچاؤ کی خاطر مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی تھی۔ خندق کھودنے میں تمام مسلمانوں کے ہمراہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) بھی بنفس نفیس شریک تھے۔ جس طرح دیگر مخلص مومنین دن بھر بھوکے پیاسے رہ کر اللہ کے دین کی حفاظت اور اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی کامیابی کے لئے اس محنت ومشقت میں مصروف رہتے تھے اسی طرح آقائے نامدار سرور کائنات فخر دو عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بڑی بڑی تکالیف برداشت فرما کر مصائب و رنج اٹھا کر بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ کر سردی کی شدید پریشانی اور زمین کو کھودنے پتھر اکھاڑنے کی سخت محنت جھیل کر اپنے جانثار رفقاء کے ہمراہ خندق کھودتے تھے۔ اسی جنگ میں بسبب تردد اور تیراندازی رسول اللہ

684: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی چار نمازیں قضا گئی تھیں انہیں میں عصر کی نماز بھی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے یہ دعائے ضرر فرمائی جس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح ان کفار ومشرکین نے ہماری نمازیں قضا کرا کر ہمیں سخت روحانی تکلیف واذیت میں مبتلا کیا ہے، اللہ کرے وہ بھی دنیا وآخرت کے شدید عذاب میں مبتلا کئے جائیں۔ ایک معمولی سا خلجان یہاں واقع ہوسکتا ہے کہ جنگ احد کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو جبکہ کفار کی جانب سے بے انتہا تکلیف پہنچائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں دعائے ضرر نہیں کی اور یہاں دعائے ضرر فرمائی اس کی وجہ کیا ہے؟۔

اس کا مختصر ترین جواب یہ ہے کہ جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کا معاملہ تھا وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت کا تقاضا تھا کہ اپنے نفس کے معاملہ میں کسی کے لئے دعائے ضرر نہ کریں مگر یہاں نماز کا سوال تھا جس کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نہ تھا بلکہ حقوق اللہ سے تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے ضرر فرمائی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ "صلوٰۃ وسطیٰ" عصر کی نماز ہے چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین اور تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم میں سے اکثر جلیل القدر حضرات، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم وغیرہ کا قول یہی ہے لہٰذا قرآن شریف کی آیت کریمہ آیت (حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، البقرۃ:238) (یعنی محافظت کرو تم سب نمازوں کی اور درمیانی نماز کی) میں وسطیٰ سے عصر کی نماز ہی مراد لی جائے گی۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس کے تعین میں اکثر صحابہ کرام اور تابعین کا اختلاف رہا ہے تو اس کی وجہ بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ اس وقت تک ان حضرات تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث (جو آئندہ فصل میں آرہی ہے) نہیں پہنچی ہوگی جس سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ "صلوٰۃ وسطیٰ" سے عصر کی نماز مراد ہے۔ اس لئے وہ حضرات اپنے اجتہاد اور رائے کی بناء پر اس کے تعین میں اختلاف کرتے ہوں گے چنانچہ اس حدیث کے صحت کے بعد یہ متعین ہوگیا کہ اس سے مراد عصر کی نماز ہے۔

نماز عصر رہ جانے کے سبب اہل ومال اور اعمال کے برباد ہوجانے کا بیان

685-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الَّذِیْ تَفُوْتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس شخص کی عصر کی نماز رہ جائے گویا اس کے اہل خانہ اور اس کا مال برباد ہوگئے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جس آدمی کی عصر کی نماز قضا ہوجائے تو وہ ایسا ہے جیسے کہ اس کا گھربار اور مال واولاد سب فنا کے گھاٹ اتر جائیں۔ یا ان میں کمی واقع ہوجائے لہٰذا جس طرح کوئی آدمی اپنے اہل وعیال کی تباہی وبربادی سے ڈرتا رہتا ہے جیسا کہ پہلے بھی بتایا جاچکا ہے۔ یہاں بھی صرف نماز عصر کے ذکر کی وجہ سے یہ ہے کہ یہ نماز وسطیٰ ہے اس کو چھوڑنا دوسری نمازوں کو چھوڑنے کے

685: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1417' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 511

مقابلے میں زیادہ سخت گناہ ہے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے عصر کی نماز چھوڑ دی (گویا) اس کے تمام (نیک) اعمال برباد ہو گئے۔ (صحیح البخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 561)

اس حدیث سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس آدمی نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کے تمام نیک اعمال برباد ہو جائیں گے، حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ تمام اعمال کے برباد ہو جانے کی بدبختی تو صرف اس آدمی کے حصہ میں آتی ہے جو مرتد مرتا ہے لہٰذا اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے عصر کی نماز چھوڑ دی تو اس نماز کی وجہ سے اسے جو اجر و ثواب ملتا اور اس کی نیکیوں میں جو زیادتی ہوتی ہے وہ اس سے محروم رہا یا یہ کہ اس دن کے اعمال میں جو کمال اسے نماز عصر کی بناء پر حاصل ہوتا وہ ضائع ہو گیا جس سے اس کے اعمال میں کمی واقع ہو گئی۔ حنفیہ کے نزدیک صرف مرتد ہو جانے سے تمام اعمال باطل ہو جاتے ہیں ان کے نزدیک موت کی قید نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کسی آدمی پر حج واجب تھا اور وہ حج کرنے کے بعد (نعوذ باللہ) مرتد ہو گیا پھر بعد میں اللہ نے اسے ہدایت بخشی اور وہ اسلام میں داخل ہو گیا تو اسے حج دوبارہ کرنا ہو گا معتزلہ کے نزدیک کبیرہ گناہوں کے صدور سے بھی اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔

686- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ح و حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَبَسَ الْمُشْرِكُونَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ حَبَسُونَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى مَلَأَ اللّٰهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عصر کی نماز ادا نہیں کرنے دی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان لوگوں نے ہمیں ''درمیانی نماز'' نہیں ادا کرنے دی اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے۔

بَابُ: وَقْتِ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ

یہ باب مغرب کی نماز کے وقت کے بیان میں ہے

مغرب کے وقت زندگی ایک نئے دروازے میں داخل ہوتی ہے۔ یہ دروازہ حیات کے بعد موت اور زندگی کے بعد برزخ کے دروازے سے مشابہ ہے۔ مصرف کائنات دن کی نشانی کے بعد رات کی نشانی، اور سورج کی تابانی کے بعد چاند کی چاندنی دکھاتا ہے۔ دن کے ہنگامے سرد پڑتے ہیں اور ستاروں کی بزم آراستہ ہوتی ہے، گرمی، لُو اور دن کی شوراشوری کی تلخیاں کم ہوتی ہیں اور دن بھر کا تھکا ہارا انسان رات کی خنک لوریوں میں ایک نئی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ بے حس اور بلید لوگ ممکن ہے کائنات کے اتنے بڑے الٹ پھیر کو کچھ نہ محسوس کرتے ہوں۔ جس کے اندر حس موجود ہوگی، وہ اس سے بے خبر کیسے گزر سکتا ہے؟ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ آدمی اتنی بڑی قدرت وحکمت کا مشاہدہ کرے اور جس قدیر وحکیم نے یہ قدرت وحکمت دکھائی ہے، اُس سے بالکل بے پروا اور

686: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1425' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 24' ورقم الحدیث: 2984

بے نیاز رہ سکے! اگر اُس کے دل کے اندر زندگی کی کوئی رمق ہے تو وہ اس موقع پر ضرور متنبہ ہوگا اور اپنے اُس خالق و مالک کے آگے اپنا سرِ نیاز جھکائے گا جس کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ اُس نے آن کی آن میں پوری دنیا کو شب کی چادر میں چھپا دیا۔

مغرب کی نماز کو اول وقت میں پڑھنے کا بیان

687-حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ النَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ يَقُوْلُ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَاِنَّهُ لَيَنْظُرُ اِلٰى مَوَاقِعِ نَبْلِهِ

◄► حضرت رافع بن خدیج ﷜ بیان کرتے ہیں۔ ہم لوگ جب نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کرتے تھے تو نماز پڑھ کر فارغ ہونے کے بعد کوئی شخص اپنے تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتا تھا۔

شرح

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مغرب کی نماز ایسے (اول) وقت پڑھ لیتے تھے کہ نماز پڑھ کر واپس آنے کے بعد اگر کوئی آدمی تیر پھینکتا تو وہ یہ دیکھ لیتا تھا کہ وہ تیر جا کر کہاں گرا ہے۔ بہر حال۔ تمام علماء کے نزدیک بالاتفاق مغرب کی نماز اول وقت پڑھنا مستحب ہے۔

جب سورج غروب ہو جائے تو مغرب کا وقت شروع ہوتا ہے اور شفق کے غائب ہونے سے پہلے تک رہتا ہے- مغرب کی طرف جو سرخی اس وقت آتی ہے اس کو شفق کہتے ہیں، صاحبین کے نزدیک شفق احمر (سرخی) تک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک شفق ابیض تک (سفیدی) سے پہلے تک مغرب کا وقت رہتا ہے۔ اور اسی پر فتویٰ اور عمل ہے۔

687م-حَدَّثَنَا اَبُوْ يَحْيٰى الزَّعْفَرَانِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى نَحْوَهٗ

◄► یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ ہمراہ بھی منقول ہے۔

688-حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ اِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ

◄► حضرت سلمہ بن اکوع ﷜ بیان کرتے ہیں: وہ نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں مغرب کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج پردے میں چھپ جاتا تھا۔

687: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 559' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1439' ورقم الحدیث: 1440

688: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 561' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1438' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 417' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 164

شرح

سورج ڈوبتے ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے، بلاوجہ احتیاط کے نام پر تاخیر نہیں کرتے تھے، اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے۔

689-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَنْبَاَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ عُمَرَ بْنِ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ اُمَّتِيْ عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ حَتّٰى تَشْتَبِكَ النُّجُوْمُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ مَاجَةَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيٰى يَقُوْلُ اضْطَرَبَ النَّاسُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِبَغْدَادَ فَذَهَبْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ الْاَعْيَنُ اِلَى الْعَوَّامِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ فَاَخْرَجَ اِلَيْنَا اَصْلَ اَبِيْهِ فَاِذَا الْحَدِيْثُ فِيْهِ

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت اس وقت تک فطرت پر گامزن رہے گی جب تک وہ مغرب کی نماز کو اتنی تاخیر سے ادا نہیں کریں گے کہ ستارے چمکنے لگیں۔امام ابن ماجہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن یحییٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے بغداد میں لوگ اس حدیث کے حوالے سے مضطرب ہو گئے تو میں اور ابوبکر اعین' عباد بن عوام کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو انہوں نے اپنے والد کی اصل ہمارے سامنے نکال کر دکھائی اس میں یہ حدیث موجود تھی۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کے وقت فقط ستارے نظر آ جانے سے کراہت نہیں آتی البتہ ستارے گنجان ہو کر جگمگانے لگتے ہیں تو جب وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مغرب کی نماز تاخیر سے پڑھی تھی اور وہ بھی بیان جواز کے لئے ورنہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اول وقت ہی مغرب کی نماز ادا فرماتے تھے۔

شرح السنہ میں ہے کہ اہل علم (صحابہ اور تابعین) نے اختیار کیا ہے کہ مغرب کی نماز جلدی پڑھی جائے، اور جس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مغرب کی تاخیر منقول ہے وہ بیان جواز کے لئے ہے۔

نماز مغرب کے اول وآخر وقت کا بیان

نماز مغرب کا اول وقت وہ ہے جس وقت سورج غروب ہو اور اس کا آخر وقت جب تک شفق غائب نہ ہو۔اور امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرماتے ہیں اتنی مقدار وقت ہے جس میں تین رکعات پڑھی جا سکتی ہوں۔کیونکہ جرائیل علیہ السلام نے دونوں دنوں میں اسی وقت امامت کرائی تھی۔

اور ہمارے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ نماز مغرب کا اول وقت جب سورج غروب ہو اور اس کا آخری وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے۔اور جس روایت کو (امام شافعی نے بیان کیا ہے) وہ کراہت سے بچنے کے لئے ہے۔اور امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک شفق اس سفیدی کو کہتے ہیں جو افق میں سرخی کے بعد آئے۔جبکہ صاحبین کے نزدیک شفق سرخی کو کہتے ہیں۔اور

689:اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ایک روایت امام اعظم اور ایک قول کے مطابق امام شافعی سے بھی یہ روایت ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شفق سرخی ہے۔ اور امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نماز مغرب کا آخری وقت شفق کے سیاہ پڑنے تک ہے۔ اور پہلی روایت حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے۔ امام مالک علیہ الرحمہ نے اس کو "المؤطا" میں ذکر کیا ہے اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے۔ (ہدایہ اولین، مطبوعہ لاہور پاکستان)

شفق کے فقہی معنی ومفہوم کا بیان

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک شفق اس سفیدی کا نام ہے جو مغرب میں سرخی ڈوبنے کے بعد صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔ مغرب کا وقت آفتاب چھپنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور شفق غائب ہو جانے کے وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اکثر ائمہ کے نزدیک شفق اس سرخی کو کہتے ہیں جو آفتاب چھپنے کے بعد ظاہر ہوتی ہے چنانچہ اہل لغت کا کہنا بھی یہی ہے۔

مگر حضرت امام اعظم اور علماء کی ایک دوسری جماعت کا قول یہ ہے کہ شفق اس سفیدی کا نام ہے جو سرخی ختم ہونے کے بعد نمودار ہوتی ہے اہل لغت و دیگر ائمہ کے قول کے مطابق حضرت امام اعظم کا بھی ایک قول یہ ہے کہ شفق سرخی کا نام ہے چنانچہ شرح وقایہ میں فتویٰ اسی قول پر مذکور ہے۔ لہٰذا احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ مغرب کی نماز تو سرخی غائب ہونے سے پہلے پڑھی جائے اور عشاء کی نماز سفیدی غائب ہونے کے بعد پڑھی جائے تا کہ دونوں نمازیں بلا اختلاف ادا ہوں عشاء کے بارے میں مختار مسلک اور فیصلہ یہ ہے کہ اس کا وقت شفق غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ٹھیک آدھی رات تک بلا کراہت باقی رہتا ہے البتہ وقت جو طلوع فجر سے پہلے تک رہتا ہے فجر کا وقت طلوع صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب پر ختم ہو جاتا ہے۔ بظاہر تو حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلوع صبح صادق کے بعد سے طلوع آفتاب تک تمام وقت نماز فجر کے لیے مختار ہے۔

بَابُ: وَقْتِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ

یہ باب عشاء کی نماز کے وقت میں ہے

عشا کا وقت ایک احتساب کا وقت ہے۔ رات کی تاریکی بڑھ کر حرکت و عمل کے آخری آثار کو بھی ختم کر دیتی ہے۔ آدمی ہر چیز سے کنارہ کش ہو کر سکون اور آرام کا طالب ہوتا ہے تا کہ آنے والی منزل کے سفر کے لئے تازہ ہو سکے۔ یہ وقت اِس بات کے لئے نہایت موزوں ہوتا ہے کہ آدمی بستر پر جانے سے پہلے ایک مرتبہ اپنے رب کے حضور میں حاضری دے لے۔ ممکن ہے یہ فرصت، آخری فرصت ہی ہو اور آج کے سونے کے بعد اُس کو جاگنا نصیب نہ ہو۔ (تزکیہ نفس ۲۴۲)

عشاء کی نماز میں تاخیر کے مستحب ہونے کا بیان

690- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ

690: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 588 'اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 46 'اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 533

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاْخِيْرِ الْعِشَآءِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر مجھے اپنی امت کو مشقت میں مبتلا کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا' تو میں انہیں یہ ہدایت کرتا کہ وہ عشاء کی نماز تاخیر سے ادا کریں۔

691-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَخَّرْتُ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ نِصْفِ اللَّيْلِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اگر مجھے اپنی امت کو مشقت میں مبتلا کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا' تو میں انہیں یہ ہدایت کرتا کہ وہ عشاء کی نماز کو ایک تہائی رات تک یا نصف رات تک مؤخر کریں۔

شرح

شفق غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور صبح صادق ہونے سے پہلے تک رہتا ہے، وتر کی نماز کا بھی یہی وقت ہے لیکن وتر کو فرضِ عشاء سے پہلے نہ پڑھے اس لئے ان میں ترتیب واجب ہے مگر بھول کر۔ پڑھ لے تو جائز ہے فائدہ: نمازِ عیدین کا وقت، سورج کے اچھی طرح نکل آنے یعنی ایک نیزہ بلند ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے، ان کا جلدی پڑھنا افضل ہے مگر عید الفطر اول وقت سے کچھ دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

مسجد میں نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

692-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا قَالَ نَعَمْ اَخَّرَ لَيْلَةً صَلٰوةَ الْعِشَآءِ اِلٰى قَرِيْبٍ مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَلَمَّا صَلّٰى اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوْا وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِىْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ قَالَ اَنَسٌ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ

حمید نامی راوی بیان کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پہنی ہے انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف رات کے قریب تک عشاء کی نماز کو مؤخر کیا۔ نماز ادا کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کیا اور ارشاد فرمایا۔

''کچھ لوگ نماز ادا کر کے سو چکے ہیں اور کچھ لوگ جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے اس وقت تک نماز کی حالت میں شمار ہوئے''۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

691: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 167

692: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 538

شرح

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے: جب باوضو ہو کر کوئی شخص مسجد میں آئے پھر نماز کا انتظار کرے، تو اس کے کاتب اس شخص کے ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھتے ہیں۔ اور نماز کا انتظار کرنا، دعا کی طرح لکھا جاتا ہے۔ اس شخص کو گھر سے نکلنے سے واپس آنے تک نمازی (یعنی حالت نماز میں) لکھا ہے۔ (صحیح ترغیب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے نفس میں یاد کرتا ہے تو میں بھی یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک بازو بھر اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ ایک بازو بھر میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک گز اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر وہ چل کر آئے تو میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں۔

(صحیح بخاری، ۷۴۰)

نصف رات تک عشاء کی نماز کا انتظار کرنے کا بیان

693- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ ثُمَّ لَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَخَرَجَ فَصَلّٰى بِهِمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَأَنْتُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ وَلَوْلَا الضَّعِيفُ وَالسَّقِيمُ أَحْبَبْتُ أَنْ أُؤَخِّرَ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے یہاں تک کہ نصف رات گزر گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کچھ لوگ نماز ادا کر کے سو بھی چکے ہیں اور تم لوگ جب سے نماز کا انتظار کر رہے ہو تم نماز کی حالت میں شمار ہوئے ہو اگر بوڑھے اور بیمار لوگوں کا سوال نہ ہوتا' تو مجھے یہ بات پسند تھی کہ میں اس نماز کو نصف رات تک مؤخر کرتا''۔

شرح

جس طرح دوسری احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ کسی بھی دوسرے دین کے لوگ عشاء کی نماز کا انتظار نہیں کرتے، لہٰذا اس ارشاد کی روشنی میں حدیث کے الفاظ دوسرے لوگوں نے نماز پڑھ کر اپنے اپنے بستر سنبھال لئے ہیں، کی تشریح یہی کی جائے گی کہ دوسرے دین کے لوگ (مثلاً یہود و نصاریٰ) تو شام کی نماز پڑھ کر یا اپنے مذہب کے مطابق عبادت کر کے اپنے اپنے بستروں پر جا کر نیند کی آغوش میں پہنچ گئے مگر چونکہ تمہارے نصیب میں اس نماز کی سعادت و فضیلت لکھی ہوئی ہے۔ اس لئے تم اب اس سعادت و فضیلت کی تکمیل کی خاطر نماز کی انتظار میں بیٹھے ہوئے ہو۔ اور چونکہ تم اپنا آرام اپنی نیند اور اپنا

693: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 422' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 537

چین سب اپنے پروردگار کی عبادت کے انتظار میں لٹا چکے ہواس لئے تمہارا پروردگار بھی اس محنت و مشقت کا صلہ اس طرح تمہیں دے گا کہ تمہارے اس انتظار کے ایک ایک لمحے کو سراپا عبادت و باعث سعادت بنادے گا بایں طور پر کہ تمہارا یہ جتنا وقت انتظار میں گزرا ہے یا جتنا وقت گزرے گا تو سمجھو کہ وہ نماز ہی میں گزرا ہے یا گزرے گا یعنی جتنا ثواب نماز پڑھنے کا ملتا ہے اتنا ہی ثواب اس انتظار کا بھی ملے گا۔ یا پھر اس جملے کا مطلب یہ ہوگا کہ دوسرے محلوں کے مسلمان جو اس مسجد میں حاضر نہیں ہیں عشاء کی نماز پڑھ کر سو رہے ہیں اور تم لوگ اب تک نماز عشاء کے انتظار میں یہاں بیٹھے ہو اس طرح ان مسلمانوں کے مقابلے میں تم زیادہ ثواب وفضیلت کے حقدار بنو گے، یہی معنی مابعد کے الفاظ (وانکم لن تزالوا لخ) کے زیادہ قریب اور مناسب ہیں۔ بہر حال۔ یہ حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عشاء کی نماز میں آدھی رات تک تاخیر جائز ہے بلکہ عبادت کے سلسلے میں زیادہ محنت و مشقت اٹھانے کی وجہ سے مستحب اور افضل ہے۔

بَابُ: مِيقَاتِ الصَّلٰوةِ فِي الْغَيْمِ

یہ باب ابر آلود دن میں نماز کے وقت میں ہے

694- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَاجِرِ عَنْ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ فَقَالَ بَكِّرُوا بِالصَّلٰوةِ فِي الْيَوْمِ الْغَيْمِ فَاِنَّهُ مَنْ فَاتَتْهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهُ

◆◆ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں شریک تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابر آلود دن میں نماز جلد ادا کر لیا کرو کیونکہ جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے اس کا عمل ضائع ہو جائے گا۔

شرح

آج کل جدید دور میں گھڑیوں کے سبب ٹائم ٹیبل میسر ہے اس لئے اگر موسم ابر آلود ہو تب بھی گھڑیوں کی وساطت سے غروب آفتاب کا پتہ چل جاتا ہے۔

بَابُ: مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلٰوةِ اَوْ نَسِيَهَا

باب اس شخص کے بیان میں ہے جو نماز کے وقت سو یا رہ جائے یا نماز ادا کرنا بھول جائے

695- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ

694: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

695: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 613

بْنِ مَالِكٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَغْفُلُ عَنِ الصَّلٰوةِ اَوْ يَرْقُدُ عَنْهَا قَالَ يُصَلِّيهَا اِذَا ذَكَرَهَا

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو نماز سے غافل ہو جاتا ہے یا نماز کے وقت سویا رہ جاتا ہے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے جب یاد آئے وہ اسے ادا کر لے۔

شرح

ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے "وہی اس کا وقت ہے" یعنی جس وقت جاگ کر اٹھے یا جب نماز یاد آجائے اسی وقت پڑھ لے، اگر چہ اس وقت سورج نکلنے یا ڈوبنے کا وقت ہو یا ٹھیک دوپہر کا وقت ہو، یا فجر یا عصر کے بعد یاد آئے، کیونکہ یہ حدیث عام ہے ،اوراس سے ان احادیث کی تخصیص ہوگئی جس میں ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے، یہی قول امام احمد کا ہے،اور ائمہ احناف نے کہا نماز پڑھے جب تک سورج نہ نکلے یا ڈوب نہ جائے ،اور یہ قول حنفیہ کا ہے، کیونکہ امام بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب سورج کا کنارہ نکلے تو نماز میں دیر کرو، یہاں تک کہ سورج اونچا ہو جائے، اور جب سورج کا کنارہ غائب ہو جائے، تو نماز میں دیر کرو یہاں تک کہ بالکل غائب ہو جائے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز سے پہلے غافل ہو کر سو جائے تو اس حالت میں نماز کی تاخیر کے قصور کی نسبت سونے والے کی طرف نہیں ہوتی کیونکہ وہ سونے کی حالت میں مکلف نہیں ہے بلکہ مجبور ہے البتہ اس کی طرف قصور کی نسبت جاگنے کی حالت میں ہوگی کہ اس نے ایسا طریقہ کیوں اختیار کیا جس کی وجہ سے وہ نماز پڑھے بغیر سو گیا مثلاً وقت سے پہلے سو گیا تو اس میں اس کی خطا ہے ایسے ہی اس نے ایسے کام کئے جو نیند کا سبب ہیں مثلاً لیٹ گیا یا شطرنج کے کھیل یا ایسے دوسرے کاموں میں مشغول رہا جو نسیان و بھول کا باعث ہوتے ہیں تو اس میں اس کا قصور ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ نماز کا یاد کرنا بمنزلہ اللہ کے یاد کرنے کے ہے اس لئے نماز یاد کرنے کو اللہ نے اپنا یاد کرنا قرار دے کر فرمایا کہ جب مجھے یاد کرو یعنی نماز جب تمہیں یاد آئے کہ وہ میرے یاد کرنے کا سبب ہے تو پڑھ لیا کرو۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ لذکری کے معنی یہ ہیں کہ میں جب تمہیں نماز یاد دلا دوں اور اس وقت نماز پڑھ لیا کرو تمہارا کچھ قصور نہیں۔

696-حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے وہ اسے اس وقت ادا کرے جب اسے یاد آجائے۔

شرح

اگر کوئی آدمی نماز پڑھنی بھول جائے یا نماز کے وقت ایسا غافل ہو کر سو جائے کہ نماز کا وقت نکل جائے اور نماز نہ پڑھ سکے تو

696: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1565' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 178' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 612

اس کا کفارہ صرف یہی ہے کہ اسے جب بھی یاد آ جائے یا جب بھی سو کر اٹھے نماز قضاء پڑھ لے۔ یہ نہیں کہ جس طرح بغیر عذر کے رمضان کے روزے چھوڑنے کا کفارہ صدقہ وغیرہ ہوتا ہے نماز کے ترک کرنے پر بھی کفارہ کے طور پر کئی پڑھنی پڑیں گی یا صدقہ وغیرہ دینا ہوگا۔ ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو نماز پڑھنے سے رہ گئی ہو وہ جب بھی یاد آئے اس کے پڑھنے میں تاخیر وغیرہ کرنی چاہیے۔

سو کر اٹھنے کے بعد نماز پڑھنے کا بیان

697- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ فَسَارَ لَيْلَةً حَتّٰى اِذَا اَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اكْلَاْ لَنَا اللَّيْلَ فَصَلّٰى بِلَالٌ مَّا قُدِّرَ لَهٗ وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ مُوَاجِهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ بِلَالٌ وَّلَا اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَهُمُ اسْتِيْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیْ بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ اَخَذَ بِنَفْسِی الَّذِیْ اَخَذَ بِنَفْسِكَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اقْتَادُوْا فَاقْتَادُوْا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ مَنْ نَّسِیَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ قَالَ وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَقْرَؤُهَا لِلذِّكْرٰى

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خیبر سے واپس تشریف لا رہے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر سفر کرتے رہے یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیند آنے لگی' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے آخری پہر پڑاؤ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا آج رات تم نے ہماری نگرانی کرنی ہے پھر جتنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے نصیب میں تھا اتنی دیر وہ نماز ادا کرتے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سو گئے۔

جب صبح صادق کا وقت قریب آیا' تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مشرق کی طرف رخ کر کے اپنے پالان کے ساتھ ٹیک لگائی۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بھی آنکھ لگ گئی۔

انہوں نے اس وقت اپنے پالان کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کوئی بھی شخص بیدار نہیں ہوا یہاں تک کہ دھوپ نکل آئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے بیدار ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے اٹھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے بلال! (تم کیوں سو گئے تھے؟) تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں'

697: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1558' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 435' و رقم الحدیث: 436

اس ذات نے آپ ﷺ پر نیند طاری کی۔ اس نے مجھے بھی نیند کا شکار کیا' تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ اپنے جانوروں کی لگامیں تھام کر چل پڑو صحابہ کرام ؓ نے ان کی لگامیں پکڑیں تھوڑا سا آگے جا کر نبی کریم ﷺ نے وضو کیا۔

آپ ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو ہدایت کی تو انہوں نے نماز کے لیے اقامت کہی پھر نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی۔ نماز مکمل کر لینے کے بعد نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''اگر کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے' تو جیسے ہی اسے یاد آئے' تو وہ اسے ادا کرلے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:۔''میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔'' ابن شہاب اس لفظ کو للذکری پڑھتے تھے۔

شرح

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ کا مطلب یہ ہے کہ نماز کی روح ذکر اللہ ہے اور نماز اول سے آخر تک ذکر ہی ذکر ہے زبان سے بھی دل سے بھی اور دوسرے اعضاء سے بھی اس لئے نماز میں ذکر اللہ سے غفلت نہ ہونی چاہیے اور اس کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ اگر کوئی شخص نیند میں مغلوب ہو گیا یا کسی کام میں لگ کر بھول گیا اور نماز کا وقت نکل گیا تو جب نیند سے بیدار ہو یا بھول پر متنبہ ہو اور نماز یاد آئے اسی وقت نماز کی قضاء پڑھ لے جیسا کہ بعض روایات حدیث میں آیا ہے۔

یاد آنے پر نماز پڑھنے کا بیان

698- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرُوْا تَفْرِيطَهُمْ فِى النَّوْمِ فَقَالَ نَامُوا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِى النَّوْمِ تَفْرِيطٌ اِنَّمَا التَّفْرِيطُ فِى الْيَقَظَةِ فَاِذَا نَسِىَ اَحَدُكُمْ صَلٰوةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا وَلِوَقْتِهَا مِنَ الْغَدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَبَاحٍ فَسَمِعَنِىْ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ وَاَنَا اُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ فَقَالَ يَا فَتّٰى انْظُرْ كَيْفَ تُحَدِّثُ فَاِنِّىْ شَاهِدٌ لِلْحَدِيْثِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَمَا اَنْكَرَ مِنْ حَدِيْثِهٖ شَيْئًا .

◆◆ حضرت ابوقتادہ ؓ کے بارے میں یہ بات منقول ہے ایک مرتبہ لوگوں نے ان کے سامنے نیند میں تفریط کا ذکر کیا' تو انہوں نے بتایا: ایک مرتبہ لوگ سو گئے یہاں تک کہ سورج نکل آیا' تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سونے میں تفریط نہیں ہوتی ہے؟ بیداری میں ہوتی ہے' جب کوئی شخص نماز ادا کرنا بھول جائے اور نماز کے وقت سویا رہ جائے' تو جیسے ہی اسے یاد آئے اسے ادا کرے یا اگلے دن اسے اس کے وقت میں ادا کرے۔

عبداللہ بن رباح نامی راوی بیان کرتے ہیں: حضرت عمران بن حصین ؓ نے مجھے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا تو بولے: اے نوجوان! تم اس بات کا جائزہ لو کہ تم کیا حدیث بیان کر رہے ہو؟ کیونکہ اس وقت میں بھی نبی کریم ﷺ

698: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 437' ورقم الحدیث: 438

کے ساتھ موجود تھا۔ عبداللہ بن رباح کہتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی کسی بات کا انکار نہیں کیا۔

بَابُ: وَقْتِ الصَّلٰوةِ فِي الْعُذْرِ وَالضَّرُوْرَةِ

یہ باب عذر یا ضرورت کی حالت میں نماز کے وقت میں ہے

عذر کے زائل ہونے پر جواز بہ سبب عذر ختم ہو جانے کا بیان

ما جاز بعذر بطل بزواله . (الاشباہ ص ۴۳)

جو چیز کسی عذر کی وجہ سے جائز ہوئی تھی اس کا جواز عذر کے زائل ہوتے ہی ختم ہو جائے گا۔ اس قاعدہ کا ثبوت یہ حکم ہے۔

جس طرح قرآن میں نماز خوف کا طریقہ بیان ہوا ہے۔ اور (اے محبوب ﷺ) جب آپ ان (مسلمانوں) کے درمیان ہوں اور آپ (حالت جنگ میں) نماز کے لئے کھڑے ہوں تو مسلمانوں کی ایک جماعت نماز پڑھے اور یہ لوگ اپنے ہتھیاروں کے ساتھ مسلح رہیں اور جب وہ سجدہ کر لیں تو پیچھے چلے جائیں اور مسلمانوں کی دوسری جماعت جس نماز نہیں پڑھی تھی وہ آکر آپ کے ساتھ (دوسری رکعت) نماز پڑھے اور وہ (بھی) اپنے اسلحہ کے ساتھ مسلح رہیں۔ کافر یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے اسلحہ اور ساز و سامان سے غافل ہو جاؤ تو وہ یک بارگی ٹوٹ کر تم پر حملہ کر دیں۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (النساء، ۱۰۲)

اس آیت مبارکہ میں نماز خوف کا طریقہ قرآن نے بیان کیا ہے اور یہ اس وقت ہے جب حالت جنگ میں دشمن کا خوف ہو تو تب امام مسلمانوں کے دو گروہ بنائے گا اور مذکورہ طریقے کے مطابق نماز پڑھائے گا لیکن جب دشمن کا خوف ختم ہو جائے تو یہ حکم بھی ختم ہو جائے گا کیونکہ یہ حکم صرف عذر کی وجہ سے مباح ہوا تھا اور عذر کے اٹھتے ہی حکم بھی زائل ہو جائے گا۔

ابطال تیمّم کا بیان

جب کوئی شخص وضو کرنے پر قادر نہ ہو اور تیمّم کی شرائط کے پائے جانے پر وہ تیمّم کرتا ہے تو جیسے ہی وہ پانی دیکھ لیتا ہے اور اس کے استعمال پر قادر ہوا تو اس کا تیمّم ٹوٹ جائے گا کیونکہ وہ عذر کی وجہ سے مباح ہوا تھا اور عذر کے ختم ہوتے ہی حکم بھی ختم ہو جائے گا۔

اصلی کی شہادت کا بیان

اگر ایک شخص بیمار ہوا اور شہادت دینے کے قابل نہ رہا اور اس نے شہادت کے لئے کسی شخص کو وکیل بنایا تو وکیل کی شہادت درست ہو گی لیکن جب اصل شخص تندرست ہو گیا اور شہادت پر قادر ہوا تو وکیل کی شہادت باطل ہو جائے گی۔ (الاشباہ)

کھجوروں کی بیع منع و جائز کا بیان

ابو البختری کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کھجوروں کی بیع کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک کھجوروں کی بیع سے منع فرمایا کہ جب تک وہ کھائی جانے یا کھلائی جانے کے

قابل یا وزن کے قابل ہو جائیں۔ میں نے پوچھا؟ وزن کے لائق ہونے کا کیا مطلب ہے تو ان کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص بولا۔ حتی کہ وہ کاٹ کر محفوظ رکھنے کے قابل ہو جائیں۔ (مسلم ج ۲ص ۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس سے معلوم ہوا کہ کھجوریں درختوں پر ہوں تو ان کی بیع منع ہے کیونکہ مقدار و وصف صحیح معنوں میں مجہول ہے اور اگر کھجوریں پک جائیں تو پھر بیع جائز ہے۔ اور اسی طرح وہ بیع جو درختوں پر پھلوں کے لگنے سے پہلے کی جائے باطل ہے کیونکہ یہ بات مجہول ہے کہ پھل لگیں یا نہ لگیں اور اگر لگیں تو کتنی مقدار یا کس قدر لگیں۔ لہٰذا بیع منع ہے اور اگر پھل لگا اور پھر پک گیا تو یہ پھل کی سلامتی ہی اس کا ظہور ہے پھر اسکی بیع درست ہوگی کیونکہ اب عذر مجہولیت جاتا رہا۔

فقہائے احناف فرماتے ہیں کہ ظہور صلاحیت سے پہلے بھی پھلوں کی بیع جائز ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

(فتح القدیر ج ۵ص ۴۸۸، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے پیوند لگے ہوئے درخت کو بیچا اس کے پھل بائع کے ہیں مگر یہ خریدار ان کی شرط لگائے۔ (بخاری، ج ۱ص ۲۹۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

وقت جانے سے پہلے پہلے ایک رکعت پالینے کا بیان

699-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ اَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَّعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَّعَنِ الْاَعْرَجِ يُحَدِّثُونَهُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا وَمَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے اس نے اس نماز کو پالیا اور اگر سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز کی ایک رکعت پالے تو اس نے اس نماز کو پالیا۔

طلوع آفتاب سے پہلے ایک رکعت پالینے کا بیان

700-حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيَّانِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا وَمَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ

699: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 579' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1373' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 186' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 516

700: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1375' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 550

اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَهَا

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو شخص سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت کو پالے اس نے اس کو پالیا اور جو شخص سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت کو پالے اس نے اسے پالیا۔

700 م-حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

◆◆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

شرح

صورت مسئلہ یہ ہے کہ مثلاً ایک آدمی عصر کی نماز بالکل آخری وقت میں پڑھنے کھڑا ہوا، ابھی اس نے ایک ہی رکعت نماز پڑھ پائی تھی۔ کہ سورج ڈوب گیا اسی طرح ایک آدمی فجر کی نماز بالکل آخری وقت میں پڑھنے کھڑا ہوا حتیٰ کہ ایک رکعت پڑھنے کے بعد سورج نکل آیا تو اس حدیث کی رو سے دونوں کی نمازیں صحیح ہو جائیں گی۔ مگر اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے چنانچہ اکثر علماء کے نزدیک اس حدیث کے مطابق آفتاب کے طلوع وغروب کی بناء پر فجر، عصر کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اوران کے متبعین فرماتے ہیں کہ عصر کی نماز میں تو یہ شکل صحیح ہے کہ غروب آفتاب کی بناء پر عصر کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن فجر کے بارے میں معاملہ بالکل مختلف ہوگا بایں طور کہ طلوع آفتاب کے بعد فجر کی نماز باطل ہو جائے گی۔

اس طرح یہ حدیث چونکہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف ہوگی اس لئے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اس حدیث اور ان احادیث میں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آفتاب کے طلوع وغروب کے وقت نماز خواہ نفل ہوں یا فرض پڑھنا ممنوع ہے۔ تعارض واقع ہو رہا ہے اس لئے ہم نے اصول فقہ کے اس قاعدے کے مطابق کہ جب دو آیتوں میں تعارض ہو تو حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور جب دو حدیثوں میں تعارض ہو تو قیاس کا سہارا لینا چاہئے، قیاس پر عمل کیا ہے چنانچہ قیاس نے اس حدیث کے حکم کو تو نماز عصر میں ترجیح دی اور احادیث نہی کو فجر کی نماز میں ترجیح دی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فجر میں طلوع آفتاب تک پورا وقت کامل ہوتا ہے لہٰذا طلوع آفتاب سے پہلے پہلے جب نماز شروع کی جاتی ہے تو وہ اسی صفت کمال کے ساتھ واجب ہوتی ہے جس کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ جس طرح ابتداء صفت کمال سے ہوئی ہے اسی طرح اختتام بھی صفت کمال کے ساتھ یعنی وقت کے اندر اندر ہو۔ مگر جب ایک رکعت کے بعد آفتاب طلوع ہو گیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے نماز میں نقصان پیدا ہو گیا لہٰذا یہ نماز جس طرح صفت کمال کے ساتھ واجب ہوئی تھی اس طرح ادا نہیں ہوئی اور جب صفت کمال کے ساتھ ادا نہیں ہوئی تو گویا پوری نماز باطل ہو گئی۔ اس کے برعکس عصر میں دوسری شکل ہے وہ یہ کہ عصر میں غروب آفتاب تک پورا وقت کامل نہیں ہوتا یعنی جب تک کہ آفتاب زرد نہ ہو جائے اس وقت تک تو وقت مختار یا وقت کامل رہتا ہے مگر آفتاب کے زرد ہو جانے کے بعد آخر میں

700م: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1374

واضح طور پر ہو جاتا ہے لہٰذا عصر کی نماز جب بالکل وقت آخر یعنی ناقص میں شروع کی جائے گی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کی ابتداء چونکہ وقت ناقص میں ہوئی اس لئے اس کا وجوب بھی صفت نقصان کے ساتھ ہو لہٰذا اس کا اختتام جب غروب آفتاب پر ہوگا تو کہا جائے گا کہ غروب آفتاب سے نماز میں نقصان پیدا ہو جانے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔ کیونکہ جس طرح اس کی ابتداء وقت ناقص میں ہوئی تھی اسی طرح اس کی انتہاء بھی وقت ناقص میں ہوئی گویا جس صفت کے ساتھ نماز واجب ہوئی تھی اسی صفت کے ساتھ (یعنی ناقص سے) ادا ہوئی۔ جن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طلوع آفتاب اور نصف النہار کے وقت نماز پڑھنا ممنوع ہے

ان کے بارے میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا تعلق نوافل کے ساتھ ہے یعنی اگر کوئی آدمی ان تینوں اوقات میں نفل نماز پڑھنا چاہئے تو اس کے لئے یہ جائز نہ ہوگا البتہ فرض نمازیں ان تینوں اوقات میں بھی جائز ہوں گی لیکن احادیث کے الفاظ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی تائید نہیں کرتے ہیں کیونکہ حدیث میں فرض ونفل کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی بلکہ عمومی طور پر تمام نمازوں کے بارے میں کہا گیا ہے۔ لہٰذا اگر اس بارے میں کسی نماز کی تخصیص کی جاتی ہے تو یہی کہنا پڑے گا کہ یہ حدیث کے ظاہری منشاء اور مفہوم کے سراسر خلاف ہے۔

ابن ملک فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے پہلے جملے کا مطلب یہ ہے کہ جس آدمی نے طلوع آفتاب سے پہلے صبح کی نماز کی ایک رکعت پالی تو بے شک اس نے نماز کا وقت پالیا اگر چہ وہ وقت نماز کے مناسب نہیں تھا لیکن پھر وہ وقت نماز کے مناسب اس لئے ہو گیا کہ ایک رکعت کی مقدار وقت بہرحال باقی رہا تھا لہٰذا وہ نماز اس آدمی کے لئے لازم ہوگی۔

بَابُ: النَّهْيِ عَنِ النَّوْمِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ وَعَنِ الْحَدِيْثِ بَعْدَهَا

یہ باب عشاء کی نماز سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات چیت کرنے کی ممانعت کے بیان میں ہے

عشاء کی نماز سے پہلے سونے کی کراہت کا بیان

701-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَّعَبْدُ الْوَهَّابِ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ عَنْ اَبِي بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُّؤَخِّرَ الْعِشَآءَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا

◆◆ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کو تاخیر سے ادا کرنا پسند کرتے تھے آپ اس سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔

شرح

عشاء کی نماز سے پہلے سونے کو اکثر علماء نے مکروہ کہا ہے، بعضوں نے اس کی اجازت دی ہے، امام نووی نے کہا ہے کہ اگر نیند کا غلبہ ہو، اور نماز کی قضا کا اندیشہ نہ ہو تو سونے میں کوئی حرج نہیں، نیز بات چیت سے مراد لایعنی بات چیت ہے جس سے دنیا اور

701: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 568' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 4849' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 168

آخرت کا کوئی مفاد وابستہ نہ ہو۔

عشاء کی نماز کے بعد گفتگو کی ممانعت کا بیان

702- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلَى الطَّائِفِىُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْعِشَآءِ وَلَا سَمَرَ بَعْدَهَا

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے پہلے کبھی نہیں سوئے اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بات چیت نہیں کی۔

شرح

بیکار اور غیر ضروری باتیں عشاء کے بعد کرنی مکروہ ہے، اور کراہت کی علت یہ ہے کہ شاید رات زیادہ گزر جائے اور تہجد کے لئے آنکھ نہ کھلے، یا فجر کی نماز اول وقت اور باجماعت ادا نہ ہو سکے، اور یہ وجہ بھی ہے کہ سوتے میں گویا آدمی مرجاتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ خاتمہ عبادت پر ہو، نہ دنیا کی باتوں پر، اگر دین یا دنیا کی ضروری باتیں ہوں تو ان کا کرنا جائز ہے، دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کے بعد مسلمانوں کے کاموں کے متعلق ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے باتیں کیں۔

703- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ حَبِيْبٍ وَّعَلِىُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَدَبَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمَرَ بَعْدَ الْعِشَآءِ يَعْنِىْ زَجَرَنَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کے بعد گفتگو کرنے پر ہمیں ڈانٹا تھا۔

عشاء کے بعد مہمانوں سے ہم کلام ہونے کا بیان

عبدالرحمٰن بن ابوبکر، روایت کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ غریب لوگ تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو اس میں سے لے جائے اور اگر چار کا ہو تو پانچواں یا چھٹا ان میں سے لے جائے ابوبکر تین آدمی لے گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس لے گئے عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ہم تھے اور ہمارے باپ تھے اور ہماری ماں تھیں اور میں نہیں جانتا کہ آیا انہوں نے یہ بھی کہا یا نہیں کہ ہماری بی بی اور ہمارا خادم بھی تھا جو ہمارے گھر اور ابوبکر کے گھر میں مشترک تھا ابوبکر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کھانا کھایا اور وہیں عشاء کی نماز ادا کی اس کے بعد بھی اتنے ٹھہرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام بھی فرمالیا اس کے بعد اپنے گھر میں آئے ان سے ان کی بی بی نے کہا کہ تمہیں تمہارے مہمانوں سے کس نے روک لیا؟ یا یہ کہ تمہارے مہمان انتظار کر رہے ہیں وہ بولے کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا انہوں نے کہا آپ کے آنے تک ان لوگوں نے کھانے سے انکار

702: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

703: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کہ کھانا ان کے سامنے پیش کیا گیا تھا مگر انہوں نے نہ مانا عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں تو مارے خوف کے جا کر چھپ گیا چنانچہ ابوبکر نے غصہ میں عنثر کہہ کر اور بہت سخت سست مجھے کہہ ڈالا اور کہا تمہیں گوارا نہ ہو کھاؤ اس کے بعد کہا کہ اللہ کی قسم میں ہرگز نہ کھاؤں گا کہتے ہیں کی خدا کی قسم ا ہم جب کوئی لقمہ لیتے تھے تو اس کے نیچے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ مہمان سب آسودہ ہو گئے اور کھانا جس قدر کہ پہلا تھا اس سے زیادہ رہ گیا تو ابوبکر نے اس کی طرح دیکھا وہ اسی قدر تھا جیسا کہ پہلے تھا یا اس سے بھی زیادہ تو اپنی بی بی سے کہا کہ اے بن فراش کی بہن یہ کیا ماجرا ہے وہ بولیں کہ اپنی آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یقیناً یہ اس وقت پہلے سے تگنا ہے پھر اس میں سے ابوبکر نے کھایا اور کہا یہ قسم شیطان کی طرف سے تھی بالآخر اس میں سے ایک لقمہ انہوں نے کھالیا اس کے بعد اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھا لے گئے وہ صبح کو وہاں پہنچا اور ہمارے اور ایک قوم کے درمیان میں کچھ عہد تھا اس کی مدت گزر چکی تھی تو ہم نے بارہ آدمی علیحدہ علیحدہ کر دیئے ان میں سے ہر ایک ساتھ کچھ کچھ آدمی تھے واللہ اعلم ہر شخص کے ساتھ کس کس قدر آدمی تھے غرض اس کھانے سے سب نے کھالیا عبدالرحمٰن نے جیسا کچھ بیان کیا ہو۔ (بخاری، حدیث نمبر ۵۷۲)

عشاء کے دینی مسائل میں کلام کرنے کا بیان

قرۃ بن خالد، روایت کرتے ہیں کہ ہم حسن بصری کا انتظار کر رہے تھے انہوں نے آنے میں اتنی دیر کی کہ ان کے مسجد سے اٹھ جانے کا وقت قریب آ گیا تب وہ آئے اور کہنے لگے کہ مجھے میرے پڑوسیوں نے بلا لیا تھا اس وجہ سے دیر ہوگئی پھر انہوں نے بیان کیا کہ انس بن مالک نے کہا کہ ہم نے ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کیا یہاں تک کہ نصف شب ہوگئی تب آپ تشریف لائے اور ہمیں نماز پڑھائی اس کے بعد آپ نے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ دیکھو لوگ نماز پڑھ چکے اور سو رہے اور تم برابر نماز میں رہے جب تک کہ تم نے نماز کا انتظار کیا اسی حدیث کے پیش نظر خود حسن بصری کا قول ہے کہ جب تک لوگ نیکی کرنے کے منتظر رہتے ہیں وہ اس نیکی کے کرنے کا ثواب پاتے رہتے ہیں قرۃ نے کہا کہ حسن کا یہ قول انس کی حدیث میں داخل ہے۔

(بخاری، حدیث نمبر ۵۷۲)

بَابُ: النَّهْيِ اَنْ يُقَالَ صَلٰوةُ الْعَتَمَةِ

یہ باب نماز "عتمہ" کہنے کی ممانعت کے بیان میں ہے

عتمہ کے معنی ومفہوم کا بیان

عتمہ اس تاریکی کو کہتے ہیں جو شفق غائب ہونے کے بعد ہوتی ہے چنانچہ پہلے عرب میں عتمہ عشاء کو کہتے تھے مگر بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو منع کر دیا کہ عشاء کو عتمہ نہ کہا جائے۔ یہاں تاخیر سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز تہائی رات تک تاخیر کر کے پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد دنیا کی باتیں کرنے کو پسند نہیں فرماتے تھے اور اس کا مقصد یہ تھا کہ اعمال کا خاتمہ عبادت اور ذکر اللہ پر ہونا چاہئے کیونکہ نیند بمنزلہ موت ہے۔ شرح السنۃ میں منقول ہے کہ عشاء سے پہلے سونے کو اکثر علماء نے مکروہ کہا ہے اور بعض حضرات نے سونے کی اجازت دی ہے چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ

عنہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عشاء سے پہلے سوتے اور بعض علماء کے نزدیک صرف رمضان میں عشاء سے پہلے سونا جائز ہے۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر نیند کا غلبہ ہو اور یہ خوف نہ ہو کہ عشاء کی نماز کا وقت سونے کی نذر ہو جائے گا تو سونا مکروہ نہیں ہے۔ عشاء کے بعد باتوں میں مشغول ہونے کو علماء کی ایک جماعت نے مکروہ کہا ہے چنانچہ حضرت سعید ابن مسیب کے بارے میں بھی منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میرے نزدیک بغیر عشاء کی نماز پڑھے سو رہنا اس سے بہتر ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد کوئی آدمی لغو کلام اور دنیاوی باتوں میں مشغول ہو۔ بعض علماء نے عشاء کے بعد علم کی باتیں کرنے کی اجازت دی ہے اسی طرح ضرورت اور حاجت کے سلسلے میں یا گھر والوں اور مہمان کے ساتھ باتیں کرنے کی بھی اجازت دی ہے۔ (ملا علی قاری)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں جائز ہیں، یعنی اگر کوئی آدمی عشاء کی نماز سے پہلے سستی اور کاہلی کو دور کرنے اور نشاط و تازگی حاصل کرنے کے لئے سونا چاہے تو اس کے لئے سونا جائز ہے، اسی طرح عشاء کی نماز کے بعد ایسی باتیں کرنا جو ضروری ہوں اور بے معنی نہ ہوں جائز ہے۔

704- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ لَبِيدٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلٰوتِكُمْ فَاِنَّهَا الْعِشَآءُ وَاِنَّهُمْ لَيُعْتِمُوْنَ بِالْاِبِلِ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''دیہاتی لوگ تمہاری اس نماز کے نام کے حوالے سے تم پر غالب نہ آجائیں کیونکہ یہ عشاء ہے اور وہ لوگ اس وقت اونٹوں کا دودھ دوہ کر فارغ ہوتے ہیں''۔

شرح

دیہاتی لوگوں" سے مراد ایام جاہلیت کے دیہاتی لوگ ہیں جو مغرب کو تو عشاء کہتے تھے اور عشاء کو عتمہ، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منع فرما دیا کہ یہ نام نہ لئے جائیں کیونکہ اس میں ان کا غالب ہونا لازم آتا ہے اس لئے کہ جب ان لوگوں کا رکھا نام استعمال کیا جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے ان کی زبان کو اپنایا جس کی بناء پر وہ تم پر غالب رہے لہٰذا تم وہی نام استعمال کرو جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں یعنی مغرب اور عشاء۔ لہٰذا۔ بظاہر تو اس نہی کا تعلق دیہاتی لوگوں سے ہے کہ وہ غالب نہ ہوں لیکن حقیقت میں اس نہی کا تعلق تمام مسلمانوں سے ہے کہ وہ ان نمازوں کے ناموں کے سلسلے میں دیہاتی لوگوں کی موافقت نہ کریں تاکہ مسلمانوں پر ان کا غالب ہونا لازم نہ آئے۔

اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی زبان اور اپنا کلام اصطلاح شریعت کے مطابق درست کریں

704: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1453' ورقم الحدیث: 1454' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 4984' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 540' ورقم الحدیث: 541

اور جو باتیں کفار و فجار کی زبان زد ہوں ان سے پرہیز کریں۔ نہی اور علت نہی بیان فرمانے کے بعد فَاِنَّهَا بِحَلَابِ الْاِبِلِ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کو عتمہ کہنے کی وجہ کی طرف بھی اشارہ فرمادیا ہے۔ "تعتم" صحیح روایت میں صیغہ معروف کے ساتھ ہے اور یہ بتایا جاچکا ہے کہ عتمہ تاریکی کو کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ دیہاتی لوگ اونٹنیوں کے دودھ دوہنے کی وجہ سے عشاء کو تاریکی میں پڑھتے تھے بایں طور پر کہ وہ شفق غائب ہونے کے بعد دودھ شروع کرتے تھے پھر اس کے بعد عشاء پڑھتے۔

ایک دوسری روایت میں یہ لفظ صیغہ مجہول کے ساتھ مذکور ہے جس کے معنی یہ ہوں گے۔ اونٹنیوں کا دودھ دوہنے کی وجہ سے عشاء کی نماز تاریکی میں پڑھی جاتی تھی۔ بہر حال ایام جاہلیت میں عرب کے لوگ عتمہ تاریکی کو کہتے تھے۔ جب اسلام کی مقدس روشنی نے عرب کی سرزمین کو کفر و شرک کے اندھیروں سے صاف کیا اور نمازیں شروع ہوئیں تو عشاء کی نماز کو دیہاتی لوگ صلوٰۃ العتمہ کہنے لگے چنانچہ اس نام سے مسلمانوں کو روکا گیا اور اہل جاہلیت سے مشابہت کی بناء پر اس نام کو مکروہ قرار دے دیا گیا۔ یہ پہلے بھی کئی جگہ بتایا جاچکا ہے کہ جن روایتوں میں بجائے عشاء کی عتمہ کا لفظ آیا ہے وہ روایتیں اس نہی سے قبل کی ہوں گی۔

705 - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ح و حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلٰوتِكُمْ زَادَ ابْنُ حَرْمَلَةَ فَاِنَّمَا هِيَ الْعِشَاءُ وَاِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ الْعَتَمَةُ لِاِعْتَامِهِمْ بِالْاِبِلِ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: دیہاتی لوگ تمہاری نماز کے نام کے حوالے سے تم پر غالب نہ آجائیں۔ ابن حرملہ نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں "یہ عشاء ہے" وہ لوگ اسے عتمہ اس لیے کہتے ہیں: کیونکہ وہ اونٹوں کا کام کاج کرنے کے حوالے سے تاخیر کر دیتے ہیں۔

شرح

اس سے پہلے بتایا جاچکا ہے کہ پہلے عرب میں لوگ عشاء کو عتمہ کہتے تھے مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عشاء کو عتمہ کہنے سے منع کر دیا تو یہ نام ترک کر دیا گیا، مگر یہاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عشاء کو عتمہ ہی کہا ہے تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ اس وقت تک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم نہیں ہوا ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کو عتمہ کہنے سے منع کر دیا ہے۔ عشاء کے وقت کے سلسلے میں بھی پہلے بتایا جاچکا ہے کہ تہائی رات تک تو وقت مختار ہے اور طلوع صبح سے پہلے پہلے تک وقت جواز رہتا ہے۔

عشاء کی نماز میں تاخیر کرنے کا بیان

حضرت ابن جریج فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے کہا تمہارے نزدیک عشا کی نماز پڑھنے کے لئے کونسا وقت زیادہ بہتر ہے؟ وہ وقت کہ جسے لوگ عتمہ کہتے ہیں، امام کے ساتھ پڑھے یا اکیلا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ

705: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عنہما سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں دیر فرما دی یہاں تک کہ لوگ سو گئے پھر جاگے پھر سو گئے اور پھر جاگے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا: نماز! عطا کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے گویا کہ میں اب بھی ان کی طرف دیکھ رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری امت پر کوئی دقت نہ ہوتی تو میں اسے اسی وقت نماز پڑھنے کا حکم دیتا راوی کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر ہاتھ کیسے رکھا ہوا تھا جیسا کہ اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا، عطاء نے اپنی انگلیاں کچھ کھولیں پھر اپنی انگلیوں کے کنارے اپنے سر پر رکھے پھر ان کو سر سے جھکایا اور پھیرا یہاں تک کہ آپ کا انگوٹھا کان کے اس کنارے کی طرف پہنچا جو کنارہ منہ کی طرف ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھا کنپٹی تک اور داڑھی کے کنارے تک ہاتھ نہ کسی کو پکڑتا تھا ورنہ ہی ہاتھ کسی چیز کو چھوتا تھا میں نے عطاء سے کہا کہ کیا آپ کو اس کا بھی ذکر کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کی نماز میں کتنی دیر فرمائی کہنے لگے کہ میں نہیں جانتا، عطاء کہنے لگے کہ میں اس چیز کو پسند کرتا ہوں چاہے امام کے ساتھ نماز پڑھوں یا اکیلا نماز پڑھوں دیر کر کے جس طرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات دیر کر کے نماز پڑھائی اگر مجھے تنہائی میں مشقت ہو یا لوگوں پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں اور تو ان کا امام ہو تو انہیں درمیانی وقت میں نماز پڑھاؤ، نہ تو جلدی اور نہ ہی دیر کر کے۔

(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 1447)

کِتَابُ الْاَذَانِ وَالسُّنَّةِ فِيْهِ

یہ کتاب اذان اور اس میں طریقہ سنت کے بیان میں ہے

اذان کے معنی ومفہوم کا بیان

اذان کے لغوی معنی ہیں، خبردار کرنا، اطلاع دینا اور اعلان کرنا۔ شریعت کی اصطلاح میں اذان سے مراد وہ مخصوص کلمات ہیں جن کے ذریعے لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے۔

لغت میں اذان کے معنی "خبر دینا" ہیں اور اصطلاح شریعت میں "چند مخصوص الفاظ کے ساتھ اوقات مخصوصہ میں نماز کا وقت ہونے کی خبر دینے" کو اذان کہتے ہیں۔

اس تعریف سے وہ اذان خارج ہے جو نماز کے علاوہ دیگر امور کے لئے ہے مسنون کی گئی ہے جیسا کہ بچے کی پیدائش کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان کے کلمات اور بائیں کان میں اقامت کے کلمات کہے جاتے ہیں اور اسی طرح اس آدمی کے کان میں اذان کہنا مستحب ہے جو کسی رنج میں مبتلا ہو یا اسے مرگی وغیرہ کا مرض ہو یا وہ غصے کی حالت میں ہو، یا جس کی عادتیں خراب ہوگئی ہوں خواہ وہ انسان ہو یا جانور۔

حضرت دیلمی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ راوی ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ایک دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے غمگین دیکھ کر فرمایا کہ اے ابن ابی طالب: میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں لہٰذا تم اپنے اہل بیت میں سے کسی کو حکم دو کہ وہ تمہارے کان میں اذان کہے جس سے تمہارا غم ختم ہو جائے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد کے مطابق عمل کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات صحیح ثابت ہوئی نیز اس روایت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک نقل کرنے والے ہر راوی نے کہا ہے کہ ہم نے اس طریقے کو آزمایا تو مجرب ثابت ہوا۔ ایسے ہی حضرت دیلمی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جس کی عادتیں خراب ہوگئی ہوں خواہ وہ انسان ہو یا جانور تو اس کے کان میں اذان کہو"۔ بہر حال۔ فرائض نماز کے لئے اذان کہنا سنت موکدہ ہے تاکہ لوگ نماز کے وقت مسجد میں جمع ہوئیں اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں۔ اذان کی مشروعیت کے سلسلے میں مشہور اور صحیح یہ ہے کہ اذان کی مشروعیت کی ابتداء عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خواب ہے جس کی تفصیل آئندہ احادیث میں آئے گی۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اذان کا خواب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی دیکھا تھا۔

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ دس صحابہ کرام کو خواب میں اذان کے کلمات کی تعلیم دی گئی تھی بلکہ کچھ حضرات نے تو کہا ہے کہ خواب دیکھنے والے چودہ صحابہ کرام ہیں۔ بعض علماء محققین کا قول یہ ہے کہ اذان کی مشروعیت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کے نتیجے میں ہوئی ہے جس کی طرف شب معراج میں ایک فرشتے نے رہنمائی کی تھی چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں جب عرش پر پہنچے اور سدرۃ المنتہیٰ تک جو کبریائی حق جل مجدہ کا محل خاص ہے پہنچے تو وہاں سے ایک فرشتہ نکلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ فرشتہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اس اللہ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے تمام مخلوق سے زیادہ قریب ترین درگاہ عزت سے میں ہوں لیکن میں نے پیدائش سے لے کر آج تک اس وقت کے علاوہ اس فرشتہ کو کبھی نہیں دیکھا ہے چنانچہ اس فرشتہ نے کہا "اللہ اکبر اللہ اکبر" یعنی اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی کہ میرے بندہ نے سچ کہا انا اکبر انا اکبر (یعنی میں بہت بڑا ہوں میں بہت بڑا ہوں) اس کے بعد اس فرشتے نے اذان کے باقی کلمات ذکر کیے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذان کے کلمات صحابہ کرام کے خواب سے بھی بہت پہلے شب معراج میں سن چکے تھے۔

چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں محقق فیصلہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے کلمات شب معراج میں سن تو لئے تھے لیکن ان کلمات کو نماز کے لئے اذان میں ادا کرنے کا حکم نہیں ہوا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بغیر اذان کے نماز ادا کرتے رہے یہاں تک کہ مدینہ تشریف لائے اور یہاں صحابہ کرام سے مشورہ کیا چنانچہ بعض صحابہ کرام نے خواب میں ان کلمات کو سنا اس کے بعد وحی بھی آ گئی کہ جو کلمات آسمان پر سنے گئے تھے اب وہ زمین پر اذان کے لئے مسنون کر دیئے جائیں۔

بَابُ: بَدْءِ الْاَذَانِ

یہ باب اذان کے آغاز کے بیان میں ہے

اذان کی مشروعیت کا بیان

706- حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنِ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ التَّيْمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ هَمَّ بِالْبُوْقِ وَاَمَرَ بِالنَّاقُوْسِ فَنُحِتَ فَاُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ فِي الْمَنَامِ قَالَ رَاَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فَقُلْتُ لَهٗ يَا عَبْدَ اللّٰهِ تَبِيعُ النَّاقُوْسَ قَالَ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ قُلْتُ اُنَادِيْ بِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكَ قُلْتُ وَمَا هُوَ قَالَ تَقُوْلُ

706: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 499 اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 189

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ زَیْدٍ حَتّٰی اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ بِمَا رَاٰی قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَاَیْتُ رَجُلًا عَلَیْہِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ یَحْمِلُ نَاقُوْسًا فَقَصَّ عَلَیْہِ الْخَبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ صَاحِبَکُمْ قَدْ رَاٰی رُؤْیَا فَاخْرُجْ مَعَ بِلَالٍ اِلَی الْمَسْجِدِ فَاَلْقِہَا عَلَیْہِ وَلْیُنَادِ بِلَالٌ فَاِنَّہٗ اَنْدٰی صَوْتًا مِنْکَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ بِلَالٍ اِلَی الْمَسْجِدِ فَجَعَلْتُ اُلْقِیْہَا عَلَیْہِ وَھُوَ یُنَادِیْ بِہَا فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالصَّوْتِ فَخَرَجَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاللّٰہِ لَقَدْ رَاَیْتُ مِثْلَ الَّذِیْ رَاٰی

قَالَ اَبُوْ عُبَیْدٍ فَاَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ الْحَکَمِیُّ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ زَیْدٍ الْاَنْصَارِیَّ قَالَ فِیْ ذٰلِکَ

اَحْمَدُ اللّٰـہَ ذَاالْجَلَالِ وَذَا الْاِکْرَامِ ۔۔۔ حَمْـدًا عَلَـی الْاَذَانِ کَثِیْـرًا

اِذْ اَتَـانِـیْ بِـہِ الْبَشِیْرُ مِنَ اللّٰـہِ ۔۔۔ فَـاَکْـرِمْ بِـہٖ لَـدَیَّ بَشِیْـرًا

فِـیْ لَیَـالٍ وَّالٰـی بِھِنَّ ثَـلٰـثٍ ۔۔۔ کُـلَّـمَـا جَـآءَ زَادَنِـیْ تَـوْقِـیْـرًا

◆◆ محمد بن عبداللہ بن زید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: پہلے نبی کریم ﷺ نے باجہ بجانے کا ارادہ کیا آپ ﷺ نے ناقوس کے بارے میں حکم دیا اسے تیار کیا گیا' تو حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں دکھایا گیا وہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے دو سبز چادریں پہنی ہوئی تھیں۔ اس نے ناقوس اٹھایا ہوا تھا۔

میں نے اس سے کہا: اے اللہ کے بندے کیا تم اس ناقوس کو فروخت کرو گے؟ اس نے دریافت کیا: تم اس کے ذریعے کیا کرو گے؟ میں نے جواب دیا: میں اس کے ذریعے نماز کے لیے اعلان کروں گا۔ تو وہ بولا کیا میں تمہاری رہنمائی اس سے زیادہ بہتر چیز کی طرف نہ کروں۔ میں نے دریافت کیا: وہ کیا ہے اس نے کہا تم یہ پڑھو:

اَللّٰـہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو خواب انہوں نے دیکھا تھا وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے بیان کیا انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ناقوس اٹھایا ہوا تھا۔ پھر انہوں نے پورا واقعہ سنایا تو نبی کریم ﷺ نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) سے ارشاد فرمایا: تمہارے ساتھی نے ایک خواب دیکھا ہے (پھر نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا)

''تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد جاؤ اور اسے یہ کلمات سناؤ اور بلال رضی اللہ عنہ اس کے ذریعے اعلان کرے کیونکہ اس کی آواز تم

سے زیادہ بلند ہے''۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد آیا میں نے انہیں یہ کلمات سنانے شروع کیے اور وہ بلند آواز میں انہیں پڑھنے لگے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آواز سنی تو وہ بھی آئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! میں نے بھی اسی کی مانند خواب دیکھا ہے جو اس نے دیکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے اس صورتحال کے بارے میں یہ اشعار کہے تھے:

''جلال واکرام والے اللہ تعالیٰ کی میں حمد بیان کرتا ہوں یہ حمد اس بات پر ہے جو اس نے مجھے اذان دینے (کا طریقہ سکھایا) اور یہ حمد بہت زیادہ ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خوشخبری دینے والا میرے پاس آیا تو اس خوشخبری دینے والے کی میرے ہاں بڑی عزت ہے جب وہ تین راتوں تک میرے پاس مسلسل آتا رہا جب کبھی بھی وہ آیا تو اس نے میری عزت اور وقار میں اضافہ ہی کیا''۔

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے اور یہاں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور مسجد بنائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ کیا کہ نماز کے وقت اعلان کے لئے کوئی ایسی چیز متعین کی جانی چاہئے جس کے ذریعے تمام لوگوں کو اوقات نماز کی اطلاع ہو جایا کرے تا کہ سب لوگ وقت پر مسجد میں حاضر ہو جائیں اور جماعت سے نماز ہو سکے چنانچہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ مشورہ دیا کہ نماز کے وقت کسی بلند جگہ پر آگ روشن کردی جایا کرے تا کہ اسے دیکھ کر لوگ مسجد میں جمع ہو جائیں بعض نے رائے دی ناقوس بجانا چاہئے تا کہ اس کی آواز سن کر لوگ مسجد میں حاضر ہو جائیں۔

چند صائب الرائے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے ان تجویزوں کے سلسلے میں عرض کیا کہ آگ تو یہودی اپنی عبادت کے وقت اعلان کے لئے روشن کرتے ہیں، اسی طرح ناقوس نصاری اپنی عبادت کے وقت اعلان کے لئے بجاتے ہیں لہٰذا ہمیں یہ دونوں طریقے اختیار نہ کرنے چاہئیں تا کہ یہود و نصاری کی مشابہت لازم نہ آئے، لہٰذا ان کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ سوچنا چاہئے۔ بات معقول تھی اس لئے بغیر کسی فیصلے کے مجلس برخاست ہوئی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اپنے اپنے گھر آ گئے۔ ایک مخلص صحابی حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلے میں بہت فکر مند ہیں اور کوئی بہتر طریقہ سامنے نہیں آتا تو بہت پریشان ہوئے ان کی دلی خواہش تھی کہ یہ مسئلہ کسی طرح جلد از جلد طے ہو جائے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فکر دور ہو جائے چنانچہ یہ اسی سوچ و بچار میں گھر آ کر سو گئے خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک فرشتہ شکل ان کے سامنے کھڑا ہو اذان کے کلمات کہہ رہا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں بالکل سویا ہوا نہیں تھا بلکہ غنودگی

لیے عالم بیدار میں تھا اور بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر بدگمانی کا خوف نہ ہوتا تو میں کہتا کہ میں اس وقت سویا ہی نہیں تھا۔ اسی بنا پر بعض علماء کرام نے اس واقعہ کو حال اور کشف پر محمول کیا ہے جوارباب باطن کو حالت بیداری میں ہوتا ہے۔ بہر حال حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ صبح کو اٹھ کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اپنا خواب بیان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ یہ خواب سچ ہے اور فرمایا کہ بلال کو اپنے ہمراہ لو، تم انہیں وہ کلمات جو تمہیں خواب میں تعلیم فرمائے گئے ہیں بتاتے رہو وہ انہیں زور سے ادا کریں گے کیونکہ وہ تم سے بلند آواز ہیں۔ چنانچہ جب اس طرح دونوں نے اذان دی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز شہر میں پہنچی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ابھی جو کلمات ادا کئے گئے ہیں میں نے بھی خواب میں ایسے ہی کلمات سنے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

منقول ہے کہ اسی رات کو دس گیارہ یا چودہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے ایسا ہی خواب دیکھا تھا۔ "ناقوس" نصاریٰ کے ہاں عبادت کے وقت کی خبر دینے کے سلسلے میں استعمال ہوتا تھا اور اس کی شکل یہ ہوتی تھی کہ وہ لوگ ایک بڑی لکڑی کو کسی چھوٹی لکڑی پر مارتے تھے اس سے جو آواز پیدا ہوتی تھی وہی عبادت کے وقت کا اعلان ہوتی تھی۔ یہودیوں کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ وہ اپنی عبادت کے وقت سینگ بجایا کرتے تھے چنانچہ آگ جلانے کا ذکر صرف حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اسی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے اور کسی روایت میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے ہاں دو فرقے ہوں گے ایک فرقہ تو سینگ بجاتا ہوگا اور دوسرا فرقہ آگ جلاتا ہوگا۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اذان کے کلمات (شروع میں اللہ اکبر کے علاوہ) تو جفت ہیں اور اقامت کے کلمات طاق ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام وتابعین عظام میں سے اکثر اہل علم اور امام زہری، امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی، امام اسحاق اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا یہی مسلک ہے مگر حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے متبعین کے نزدیک اذان وتکبیر دونوں کے کلمات جفت ہیں ان کی دلیل آگے آئے گی۔

خواب صحابہ اور کلمات اذان کا بیان

707- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَشَارَ النَّاسَ لِمَا يُهِمُّهُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَذَكَرُوا الْبُوْقَ فَكَرِهَهُ مِنْ اَجْلِ الْيَهُوْدِ ثُمَّ ذَكَرُوا النَّاقُوْسَ فَكَرِهَهُ مِنْ اَجْلِ النَّصَارٰى فَاُرِىَ النِّدَاءَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ وَّعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَطَرَقَ الْاَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلًا فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا بِهٖ فَاَذَّنَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَزَادَ بِلَالٌ فِيْ نِدَاءِ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاَقَرَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

707: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وَلٰکِنَّہٗ سَبَقَنِیْ
وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ رَاَیْتُ مِثْلَ الَّذِیْ رَاٰی آئی تو نبی کریم ﷺ نے
نقل کرتے ہیں جب لوگوں کو نماز کے سلسلے میں دقت پیش
◆◆ سالم اپنے والد کا یہ بیان تو نبی کریم ﷺ نے اسے یہودیوں کی
اس حوالے سے لوگوں سے مشورہ کیا کچھ لوگوں نے بگل بجانے کا تذکرہ کیا' تو نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کی وجہ سے اسے ناپسند کیا' پھر
وجہ سے ناپسند کیا' پھر کچھ لوگوں نے ناقوس کا تذکرہ کیا' جس میں اذان دینے کا طریقہ تھا۔ اس انصاری کا نام عبداللہ بن
اسی رات ایک انصاری شخص کو ایک خواب دکھایا گیا

زید تھا۔ تو وہ انصاری رات کے وقت ہی نبی کریم ﷺ کی
اس کے علاوہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی خواب دکھایا گیا'
خدمت میں حاضر ہوئے' تو نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال کو یہ حکم دیا' تو انہوں نے اذان دی۔
زہری کہتے ہیں' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے صبح کی اذان میں یہ الفاظ زائد کیے۔ ''نماز نیند سے بہتر ہے'' تو نبی کریم ﷺ
نے انہیں برقرار رکھا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! میں نے بھی اسی کی مانند خواب دیکھا ہے'
جس طرح اس (انصاری) نے دیکھا ہے' تاہم یہ مجھ سے سبقت لے گیا ہے۔

اچھے خواب کی فضیلت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبوت کے آثار میں سے اب کچھ باقی نہیں رہا
ہے علاوہ مبشرات کے صحابہ نے یہ سن کر عرض کیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھے خواب۔ (بخاری)
"اور امام مالک نے اس روایت میں جس کو انہوں نے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں (وہ
اچھے خواب) جن کو مسلمان آدمی (اپنے لئے) دیکھتا ہے یا اس کے بارے میں کوئی اور شخص دیکھے۔
(مشکوۃ المصابیح: جلد چہارم: حدیث نمبر 540)

مبشرات "(میم کے پیش اور باء کے زبر کے ساتھ) بشارت سے مشتق ہے جس کے معنی خوش خبری کے ہیں اعرابی میں لفظ"
بشارت" کا استعمال عام طور پر خیر کے سیاق میں ہوتا ہے لیکن کبھی شر کے ساتھ بھی اس کو استعمال کرلیا جاتا ہے اسی طرح رویا کا
اطلاق عام طور پر اچھے خواب پر ہوتا ہے اور برے خواب کو حلم کہتے ہیں لیکن یہ فرق و تخصیص شرعی نقطہ نظر سے ہے ویسے لغت کے
اعتبار سے رؤیا مطلق خواب کو کہتے ہیں، چنانچہ یہاں حدیث میں بھی لفظ رؤیا مطلق خواب کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے اور اگر یہ
کہا جائے کہ رؤیاء سے اچھا خواب مراد ہے تو اس صورت میں کہا جائے گا کہ لفظ" صالحہ " کا ذکر محض لفظ رؤیا کی وضاحت وتشریح
کے لئے ہے یا یہ کہ "صالحہ "اصل میں صادقہ کے معنی میں ہے کہ رؤیا صالحہ سے مراد وہ اچھا خواب ہے جو سچا یعنی واقع کے مطابق
ہو۔ پہلے معنی میں یعنی لفظ صالحہ کو رؤیا کی وضاحت وتشریح قرار دینا زیادہ صحیح اور مبشرات کے معنی کے موافق ہے کیونکہ اچھے خواب کا
مطلب اچھی خبر ہے اور بشارت بھی کلیۃ یا عام طور پر دل ودماغ کو خوش کرنے والی ہی ہوتی ہے۔
اگرچہ طیبی کے قول کے مطابق بشارت میں صدق کا بھی اعتبار ہوتا ہے لیکن حدیث کا سیاق اس کا متقاضی ہے کہ دوسرے معنی

صادقہ (بمعنی صادقہ) مراد لیا جائے کیونکہ حدیث میں خواب کو نبوت کا ایک جز کہا گیا ہے اور نبوت میں سچی خبر کا اعتبار ہے خواہ وہ خوش کرنے والی ہو یا ڈرانے والی ہو، اس صورت میں کہا جائے گا کہ لفظ مبشرات کا استعمال از راہ تغلیب یا یہ کہ "مبشرات" اپنے مطلق معنی یعنی "مخبرات" پر محمول ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد چہارم: حدیث نمبر 541)

ظاہر یہ ہے کہ یہاں رویاء صالحہ سے مراد صادقہ ہے یعنی وہ اچھا خواب جو سچا بھی ہو اس موقع پر ایک اشکال واقع ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کسی چیز کا کوئی جز وحصہ اس چیز سے جدا نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ ہوتا ہے اس اعتبار سے کہا جائے گا کہ جب نبوت باقی نہیں رہی ہے تو نبوت کا جز وحصہ یعنی رویاء صالحہ کیوں کر باقی رہے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس ارشاد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی یہ ہیں کہ رویاء صالحہ علم نبوت کے اجزاء اور حصوں میں سے ایک جز وحصہ ہے اور ظاہر ہے کہ علم نبوت باقی ہے اگر چہ نبوت باقی نہیں ہے گویا حدیث میں مذکورہ الفاظ کے ذریعہ رویاء صالحہ کی فضیلت ومنقبت بیان فرمائی گئی ہے کہ اچھا خواب حقیقت میں نبوت کا پرتو ہے اگر چہ اس کو دیکھنے والا غیر نبی ہو جیسا کہ ایک ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

نیک راہ در وش حلم گرانباری اور میانہ روی نبوت میں سے ہے چھیالیس کے عدد کی تخصیص کے بارے میں اگر چہ علماء نے مختلف باتیں لکھی ہیں لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ نہ صرف اس کا بلکہ دوسری متعدد چیزوں جیسے نماز کی رکعات اور تسبیحات وغیرہ کے بارے میں اعداد مشروع ومذکور ہیں ان کی علت وحقیقت کا علم شارع السلام علیہ کو ہی ہے ایک اور روایت میں چھیالیس کے بجائے چھبیس ایک روایت میں چھہتر اور ایک روایت میں چوبیس کا عدد مذکور ہے اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کسی بھی روایت میں کسی خاص عدد سے تحدید مراد نہیں ہے محض تکثیر مراد ہے

خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے کا بیان

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس نے اپنے خواب میں مجھ کو دیکھا اس نے حق دیکھا یعنی اس کا خواب سچا ہے کہ اس نے مجھ کو ہی دیکھا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد چہارم: حدیث نمبر 543)

واضح رہے کہ اس مضمون کی احادیث، جو متعدد طرق واسانید سے اور مختلف الفاظ میں منقول ہیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا اس بارے میں دروغ خیال اور شیطانی اثرات کا قطعا دخل نہیں ہوتا، چنانچہ علماء نے اس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل میں شمار کیا ہے اور اس کو اعجاز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے۔

البتہ علماء کے ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ ان احادیث کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس صورت وحلیہ میں دیکھنے سے ہے چنانچہ بعض حضرات تو کہتے ہیں کہ ان احادیث کا تعلق اس شخص سے ہے جو اپنے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مخصوص صورت وحلیہ میں دیکھے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم متصف تھے، پھر بعض حضرات نے اس بارے میں توسع کیا ہے

اور کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صورت وشکل میں دیکھے جو پوری عمر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق رہی ہے۔ یعنی خواہ جوانی کی صورت وشکل میں دیکھے خواہ کہولت اور خواہ آخری عمر کی صورت میں دیکھے۔

اور بعض حضرات نے اس دائرے کو محدود کیا اور کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شکل وصورت میں دیکھنے کا اعتبار ہے جو بالوں کو بھی دیکھنے کا اعتبار کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور لحیہ مبارک میں تھے اور جو تعداد میں بیس تک بھی نہیں پہنچے تھے۔

منقول ہے کہ حضرت محمد بن سیرین جو تعبیر خواب کے فن میں امام تھے کے پاس جب کوئی شخص آ کر بیان کرتا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے تو وہ کہتے تھے کہ بتاؤ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس شکل وصورت اور کس حلیہ میں دیکھا ہے اگر وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان نہ کرتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھا تو ابن سیرین اس سے کہتے کہ بھاگ جاؤ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں نہیں دیکھا ہے۔

اس بارے میں حضرت امام نووی فرماتے ہیں کہ جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے بہر صورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا خواہ اس نے مخصوص صورت وحلیہ میں دیکھا ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے یا کسی اور شکل وشباہت میں دیکھا ہو کیونکہ شکل وشباہت کا مختلف ہونا ذات کے مختلف کے ہونے کو ضروری قرار نہیں دیتا، علاوہ ازیں یہ نکتہ بھی ملحوظ رہنا چاہئے کہ شکل وشباہت میں اختلاف وتفاوت کا تعلق خواب دیکھنے والے کے ایمان کے کمال ونقصان سے بھی ہو سکتا ہے یعنی جس شخص نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی صورت وشکل میں دیکھا یہ اس کے ایمان کامل اور عقیدے کے صالح ہونے کی علامت قرار پائے گا اور جس شخص نے اس کے بہر خلاف دیکھا، یہ اس کے ایمان کی کمزوری اور عقیدے کے فساد کی علامت قرار پائے گا اسی طرح ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوڑھا دیکھا ایک شخص نے جوان دیکھا ایک شخص نے رضامند دیکھا ایک شخص نے خفگی کے عالم میں دیکھا ایک شخص نے روتے ہوئے دیکھا ایک شخص نے شاد وخوش دیکھا اور ایک شخص نے ناخوش دیکھا تو یہ ساری حالتیں خواب دیکھنے والے کے ایمانی احوال کے فرق وتفاوت پر مبنی ہوں گی کہ جو شخص جس درجہ کے ایمان کا حامل ہوگا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی درجہ کی مثالی صورت میں دیکھا گا اس اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا گویا اپنے احوال ایمانی کو پہچاننے کا ایک معیار ہے۔

لہٰذا یہ ایک چیز سالکین طریقت کے لئے یہ ایک مفید ضابطہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ اپنے باطن کی حالت کو پہچان کر اس کی اصلاح کریں اسی پر قیاس کرتے ہوئے بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ارشاد سنے تو اس کا حدیث وسنت سے تقابل کرے اگر وہ ارشاد حدیث وسنت کے موافق ہو تو وہ یقیناً حق ہے اور اگر موافق نہ ہو، جانے کہ یہ میرے ذہن اور سامع کا خلل ہے لہٰذا خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سننا حق ہے اگر صورت مبارک اور ارشادات مقدسہ میں کوئی تفاوت ومخالفت نظر آئے تو سمجھنا چاہئے کہ یہ خواب دیکھنے والے کے نقص وکوتاہی کے اعتبار سے ہے۔

حضرت شیخ سنگی سے منقول ہے کہ ایک فقیر نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو شراب کے پینے کیلئے فرمارہے ہیں، اس خواب کی وجہ سے اس کے ذہن میں سخت خلجان پیدا ہوا اس نے اس خلجان کو دور کرنے کے لئے علماء سے رجوع کیا اور ان سے پوچھا کہ اس خواب کی حقیقت کیا ہے کہ ہر عالم نے اس کی مختلف تعبیر و تاویل بیان کی اسی دوران یہ مسئلہ حدیث کے ایک عالم حضرت شیخ ابن عراق کے سامنے آیا جو عالم باعمل اور نہایت متبع سنت تھے انہوں نے فرمایا کہ اصل بات یوں نہیں ہے جس طرح اس نے سنی ہے بلکہ اس کا ذہن و سامعہ، خلل اور انتشار کا شکار رہا ہے۔ حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا تھا کہ لاتشرب الخمر شراب ہرگز نہ پینا مگر اس نے اس جملہ کو یوں سنا اشرب الخمر۔

بَابُ: التَّرْجِيعِ فِي الْأَذَانِ

یہ باب اذان میں ترجیع کے بیان میں ہے

708- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ وَّكَانَ يَتِيْمًا فِىْ حِجْرِ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ بْنِ مِعْيَرٍ حِيْنَ جَهَّزَهُ اِلَى الشَّامِ فَقُلْتُ لِاَبِىْ مَحْذُوْرَةَ اَىْ عَمِّ اِنِّىْ خَارِجٌ اِلَى الشَّامِ وَاِنِّىْ اُسْاَلُ عَنْ تَاْذِيْنِكَ فَاَخْبَرَنِىْ اَنَّ اَبَا مَحْذُوْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ فِىْ نَفَرٍ فَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْنَا صَوْتَ الْمُؤَذِّنِ وَنَحْنُ عَنْهُ مُتَنَكِّبُوْنَ فَصَرَخْنَا نَحْكِيْهِ نَهْزَاُ بِهٖ فَسَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ اِلَيْنَا قَوْمًا فَاَقْعَدُوْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَيُّكُمُ الَّذِىْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ قَدِ ارْتَفَعَ فَاَشَارَ اِلَىَّ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَصَدَقُوْا فَاَرْسَلَ كُلَّهُمْ وَحَبَسَنِىْ وَقَالَ لِىْ قُمْ فَاَذِّنْ فَقُمْتُ وَلَا شَىْءَ اَكْرَهُ اِلَىَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مِمَّا يَاْمُرُنِىْ بِهٖ فَقُمْتُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْقٰى عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّاْذِيْنَ هُوَ بِنَفْسِهٖ فَقَالَ قُلِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِىْ ارْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَىَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَىَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَىَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَىَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ دَعَانِىْ حِيْنَ قَضَيْتُ التَّاْذِيْنَ فَاَعْطَانِىْ صُرَّةً فِيْهَا شَىْءٌ مِّنْ فِضَّةٍ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى نَاصِيَةِ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ ثُمَّ اَمَرَّهَا عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ عَلٰى ثَدْيَيْهِ ثُمَّ عَلٰى كَبِدِهٖ ثُمَّ بَلَغَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُرَّةَ اَبِىْ

708: اخرجه مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 480' اخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 500' ورقم الحدیث: 501' ورقم الحدیث: 502,503' ورقم الحدیث: 504' ورقم الحدیث: 505' اخرجه الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 191' ورقم الحدیث: 192' اخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 628' ورقم الحدیث: 629' ورقم الحدیث: 630' ورقم الحدیث: 632

مَحْذُوْرَةَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَرْتَنِىْ بِالتَّاْذِيْنِ بِمَكَّةَ قَالَ نَعَمْ قَدْ اَمَرْتُكَ فَذَهَبَ كُلُّ شَىْءٍ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَرَاهِيَةٍ وَّعَادَ ذٰلِكَ كُلُّهٗ مَحَبَّةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمْتُ عَلٰى عَتَّابِ بْنِ اَسِيْدٍ عَامِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَاَذَّنْتُ مَعَهٗ بِالصَّلٰوةِ عَنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاَخْبَرَنِىْ ذٰلِكَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَا مَحْذُوْرَةَ عَلٰى مَا اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَيْرِيْزٍ.

عبداللہ بن محیریز' جو یتیمی کے دور میں حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کے زیر پرورش رہے تھے' وہ بیان کرتے ہیں:
جب انہوں نے شام جانے کی تیاری کی تو میں نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے کہا چچا جان میں شام جانے والا ہوں
وہاں مجھ سے آپ کے اذان دینے کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔
راوی کہتے ہیں: عبداللہ نے ہمیں یہ بتایا کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی میں کچھ لوگوں کے ساتھ کسی راستے میں جارہا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن نے نماز کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اذان دی۔
ہم نے اذان دینے والے کی آواز سنی تو ہم نے اس کا مذاق اڑانے کی غرض سے اس کی نقل کرتے ہوئے بلند آواز میں چیختے ہوئے وہی کلمات دہرائے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آواز سن لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ہماری طرف بھیجا' ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا گیا۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: میں نے تم میں سے کس کی آواز کو سنا ہے' جس کی آواز زیادہ بلند تھی تو لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا اور انہوں نے یہ بات سچ کہی تھی۔
تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی سب کو چھوڑ دیا اور مجھے روک لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اٹھو اور اذان دو! میں اٹھا اس وقت میرے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم تھا۔
میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اذان کے کلمات بذات خود سکھائے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ پڑھو:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: تم بلند آواز میں یہ پڑھو:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

جب میں نے اذان مکمل کر لی تو نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک تھیلی عطا کی جس میں کچھ چاندی تھی پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر رکھا اور اسے پھیرتے ہوئے ان کے چہرے پر لے آئے پھر ان کے سینے پر لائے پھر ان کے جگر پر رکھا۔ پھر نبی کریم ﷺ کا دست مبارک حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی ناف تک پہنچا۔

پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں برکت نصیب کرے اور تم پر برکتیں نازل کرے۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ مجھے مکہ میں اذان دینے کی اجازت دیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے میں تمہیں اس کی اجازت دیتا ہوں۔

تو نبی کریم ﷺ کے بارے میں ان کی جتنی بھی ناپسندیدگی تھی وہ سب ختم ہوگئی اور وہ سب نبی کریم ﷺ کی محبت میں تبدیل ہوگئی۔

وہ کہتے ہیں: میں حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جو نبی کریم ﷺ کی طرف سے مکہ کے گورنر تھے تو نبی کریم ﷺ کے حکم کے تحت میں نے وہاں نماز کے لیے اذان دینا شروع کی۔

راوی کہتے ہیں: جن صاحب نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے انہوں نے بھی مجھے یہی روایت سنائی ہے جو روایت عبداللہ نے مجھے سنائی ہے۔

اذان میں ترجیع سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

حضرت عبداللہ ابن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس بنائے جانے کا حکم دیا تا کہ نماز کی جماعت میں لوگوں کے حاضر ہونے کے لیے اسے بجایا جائے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی اپنے ہاتھ میں ناقوس لیے ہوئے (جاتا) ہے میں نے اس آدمی سے کہا کہ بندہ خدا! کیا تم یہ ناقوس بیچو گے؟ اس آدمی نے کہا کہ تم اس کا کیا کرو گے؟ میں نے کہا کہ ہم اسے بجا کر لوگوں کو نماز (کی جماعت) کے لئے بلایا کریں گے۔ اس نے کہا کہ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ میں نے کہا کہ ہاں ضرور بتاؤ! اس آدمی نے کہا کہ کہو اللہ اکبر تک اس نے اذان بتا کر پھر اسی طرح اقامت بھی بتائی، جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خواب سن کر) فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ خواب سچا ہے، اب تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہو کر جو کچھ خواب میں دیکھا ہے انہیں بتاتے جاؤ اور وہ اذان کہیں کیونکہ وہ تم سے بلند آواز ہیں۔ چنانچہ میں بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہو کر انہیں سکھلاتا گیا اور وہ اذان دیتے رہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ، حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب اپنے مکان میں اذان کی آواز سنی تو (جلدی کی بنا پر) اپنی چادر کھینچتے ہوئے مکان سے باہر نکلے اور یہ کہتے ہوئے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں) حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الحمد اللہ (یعنی سب تعریفیں

اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں) یہ حدیث ابوداؤد، دارمی، اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے مگر ابن ماجہ نے تکبیر کا ذکر نہیں کیا اور امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن انہوں نے ناقوس کے قصے کی تصریح نہیں کی۔

حدیث کے پہلے جزء کا یہ مطلب نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس بجانے کا حکم دے دیا تھا۔ بلکہ یہاں حکم کا مطلب یہ ہے کہ جب اس سلسلے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مشورہ کیا اور کوئی مناسب تجویز ذہن میں نہیں آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس بجانے کا حکم دینے کا ارادہ فرمایا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ ابن زید کے رضی اللہ عنہ کو خواب کے ذریعے اس کی نوبت نہ آنے دی۔

یہ حدیث احناف کے مسلک کی موید ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تکبیر اور اذان کے کلمات میں کوئی فرق نہیں ہے جس طرح اذان کے کلمات کو سوائے شروع میں اللہ اکبر اور آخر میں لا الہ الا اللہ کے دو دو مرتبہ کہا جاتا ہے اسی طرح تکبیر کے کلمات کو بھی دو مرتبہ کہا جاتا ہے البتہ تکبیر میں صرف قد قامت الصلوٰۃ کا اضافہ ہے جو اذان میں نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ کے خواب کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی کہ یہ خواب سچا ہے اب اس تصدیق کا تعلق یا تو وحی سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اس خواب کے سچا ہونے کی خبر دے دی تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے حق کہا یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کی بناء پر اس خواب کو سچا مانا۔ اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انشاء اللہ کہنا برکت اور اظہار طمانیت کے طور پر تھا۔ نہ کہ شک کے لیے۔ اذان کی آواز سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جو یہ کہا کہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ بات اس وقت کہی ہو جب انہیں معلوم ہو گیا ہو کہ یہ اذان حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ کے خواب کے نتیجے میں کہی گئی ہے یا پھر انہیں اس خواب کا علم مکاشفہ کے ذریعے ہو گیا ہوگا۔ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ موذن کا بلند آواز اور خوش گلو ہونا مستحب ہے۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک اذان میں ترجیع یعنی شہادتین کو دو مرتبہ کہنا سنت ہے۔ ترجیع کی شکل یہ ہوتی ہے کہ پہلے شہادتیں کو دو مرتبہ پست آواز سے کہا جاتا ہے پھر دو مرتبہ بلند آواز سے ان حضرات کی دلیل یہی حدیث ہے۔

علمائے احناف فرماتے ہیں کہ یہ تکرار حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی تعلیم کے لیے تھا نہ کہ تشریع کے لیے۔ یعنی پہلی مرتبہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے جب شہادتین کو پست آواز سے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ان کلمات کو پھر ادا کرو اور بلند آواز سے ادا کرو چنانچہ اس سلسلے میں حضرت ابومحذورہ کی جو ایک دوسری روایت منقول ہے اس میں ترجیع نہیں ہے۔

نیز حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی جو اذان کے باب میں اصل کی حیثیت رکھتی ہے ترجیع نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو موذنوں کے سردار ہیں، نہ ان کی اذان میں اور نہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان میں جو

نبوی میں اذان کہتے تھے اور نہ ہی حضرت سعد قرظ رضی اللہ عنہ کی اذان میں جو مسجد قبا کے موذن تھے ترجیع منقول ہے۔ پھر یہ کہ اس سلسلے میں حضرت ابی محذورہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ تکرار شہادتین کی تعلیم کے لیے تھا۔

اذان واقامت کے کلمات کے جفت ہونے میں مذاہب اربعہ

اذان کے کلمات (شروع میں اللہ اکبر کے علاوہ) تو جفت ہیں اور اقامت کے کلمات طاق ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام و تابعین عظام میں سے اکثر اہل علم اور امام زہری، امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی، امام اسحاق اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا یہی مسلک ہے مگر حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے متبعین کے نزدیک اذان وتکبیر دونوں کے کلمات جفت ہیں۔

ائمہ احناف کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان اور اقامت دو دو مرتبہ کہی جاتی تھی امام ابوعیسیٰ کہتے ہیں حدیث عبداللہ بن زید کو روایت کیا ہے وکیع نے اعمش سے انہوں نے عمرو بن مروہ سے اور انہوں نے عبدالرحمن بن ابی لیلی سے کہ عبداللہ بن زید نے اذان کے بارے میں خواب دیکھا شعبہ عمرو بن مروہ سے اور وہ عبدالرحمن بن ابی لیلی سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ بن زید نے اذان کو خواب میں دیکھا یہ اصح ہے ابن ابی لیلی کی حدیث سے اور عبدالرحمن بن ابی لیلی کو عبداللہ بن زید سے سماع نہیں بعض اہل علم کا قول ہے کہ اذان اور اقامت دونوں دو دو مرتبہ ہیں اور سفیان ثوری ابن مبارک اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 187)

اذان واقامت کے کلمات کا بیان

709- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَامِرٍ الْاَحْوَلِ اَنَّ مَكْحُوْلًا حَدَّثَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَيْرِيْزٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ اَبَا مَحْذُوْرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ عَلَّمَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَّالْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً الْاَذَانُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْاِقَامَةُ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

◄► عبداللہ بن محیریز بیان کرتے ہیں: حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اذان

کے انیس کلمات اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے تھے۔

اذان کے کلمات یہ تھے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

اقامت کے سترہ کلمات یہ تھے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ

اذان میں کلمہ اول کو چار بار کہنے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

اللہ اکبر" کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس چیز سے بہت بلند و بالا ہے کہ کوئی آدمی اس کی کبریائی وعظمت کی حقیقت کو پہچانے۔ یا اللہ تعالیٰ اس حیثیت سے بہت بڑا ہے کہ اس کی ذات پاک کی طرف ان چیزوں کی نسبت کی جائے جو اس کی عظمت و بزرگی کے مناسب نہیں ہیں، یا پھر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ رب العزت تمام چیزوں سے بہت بڑا ہے۔ اذان وتکبیر میں اللہ اکبر کی حرف را ساکن ہوتی ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور جمہور علماء رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک یہ کلمہ اذان میں پہلی بار چار مرتبہ کہا جاتا ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک دو مرتبہ کہا جاتا ہے۔ اس کلمہ کو چار مرتبہ کہنے میں یہ لطیف نکتہ ہے کہ گویا یہ حکم چار دانگ عالم میں جاری وحاوی ہے اور عناصر اربعہ سے مرکب نفس انسانی کی خواہشات کے تزکیہ میں بہت موثر ہے۔ حی علی الفلاح کے معنی یہ ہیں کہ تم ہر مکروہ چیز سے چھٹکارا حاصل کرنے اور ہر مراد کے ملنے کی طرف آؤ۔

بَابُ: اَلسُّنَّةِ فِی الْاَذَانِ

یہ باب اذان کے طریقے کے بیان میں ہے

انگلیاں کان میں ڈال کر اذان پڑھنے کا بیان

710- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَالًا

710: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اَنْ يَّجْعَلَ اِصْبَعَيْهِ فِىْ اُذُنَيْهِ وَقَالَ اِنَّهٗ اَرْفَعُ لِصَوْتِكَ

عبدالرحمٰن بن سعد نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (جو نبی کریم ﷺ کے مؤذن تھے) ان کا یہ بیان نقل کیا ہے' نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا کہ وہ اذان کے وقت اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال لیا کریں' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: اس سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہوگی۔

شرح

حضرت سعد رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسجد قبا میں مؤذن تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک یہ اس مسجد میں اذان کہتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں اذان کہنا چھوڑ کر شام چلے گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں مسجد قبا سے بلا کر مسجد نبوی میں اذان کہنے کی خدمت پر مامور فرمایا اور یہ اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اس باسعادت خدمت کو انجام دیتے رہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عمار رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تابعی مقبول ہیں اور ان کے بیٹے یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پوتے کا نام بھی سعد ہے اور ان کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن مسطور ہیں اس طرح عمار کے والد حضرت سعد ان کے لڑکے سعد کے دادا ہوئے۔ چنانچہ یہ حدیث حضرت عبدالرحمٰن نے اپنے دادا حضرت سعد سے نقل کی ہے اور انہوں نے اپنے والد حضرت عمار سے نقل کی ہے جو تابعی ہیں اور انہوں نے اپنے والد مکرم حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے سنا ہے جو صحابیت کی سعادت سے مشرف ہیں۔ ابیہ اور جدہ دونوں کی ضمیریں لفظ ابی کی طرف راجع ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان کے وقت کانوں میں انگلیاں اس لئے دی جاتی ہیں تاکہ آواز زیادہ سے زیادہ بلند ہو سکے اور اس میں شاید یہ حکمت ہے کہ کانوں میں انگلیاں رکھ لینے سے بلند آواز ہی مؤذن کے کان میں آئے گی اس لئے وہ اس کی کوشش کرے گا کہ جہاں تک ہو سکے۔ پورے زور سے چلا کر اذان کہے۔

711- حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِىْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْطَحِ وَهُوَ فِىْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ فَخَرَجَ بِلَالٌ فَاَذَّنَ فَاسْتَدَارَ فِىْ اَذَانِهٖ وَجَعَلَ اِصْبَعَيْهِ فِىْ اُذُنَيْهِ

عون بن ابوجحیفہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں "ابطح" میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ ﷺ اس وقت ایک سرخ خیمے میں تشریف فرما تھے' حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے' انہوں نے اذان دی تو اذان دینے کے دوران وہ گھوم گئے' انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھی ہوئی تھیں۔

معدوم علت کے باوجود حکم پر عمل کا جاری ہونا

مذکورہ احادیث وہدایہ کے متن سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ کانوں میں انگلیاں ڈالنے کی علت یہ ہے کہ اس سے اذان کی آواز بلند ہوتی ہے۔ جبکہ موجودہ دور میں لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ آواز لاؤڈ سپیکر کے ذریعے بلند ہوتی ہے۔

711: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اس لئے یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ احکام شرع میں جس قدر بھی احکام مشروع ہیں ان میں اگر بعض اوقات علت نہ بھی ہو تب بھی عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی حکم نص سے ثابت ہو جائے تو اس میں وجود علت یا معدوم علت کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ خواہ وہ حکم کسی علت کی بناء پر شریعت میں جاری ہوا ہو۔

اسی طرح اگر کسی نے یہ کہا کہ نماز اصلاح نفس یا تذکیہ نفس کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ اور میں تذکیہ نفس کر چکا ہوں اس لئے اب میں ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہو گیا لہٰذا مجھے نماز پڑھنا ضروری نہیں۔ تو اس کے اس عقیدے کو رد کر دیا جائے گا۔ کیونکہ انسان خواہ تذکیہ نفس کے کتنے بڑے درجے پر فائز کیوں نہ ہو جائے نماز اس سے کسی صورت میں بھی ساقط نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ اس کا ثبوت نص قطعی سے حاصل ہو چکا ہے۔ اس سے وہ جہلاء نام نہاد لوگ سبق حاصل کریں یا وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم دل کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ جن کا ظاہر نماز پڑھنے سے گھبرائے وہ دل میں کس طرح نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

نماز اور روزے کی خصوصیات کا بیان

712- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ مُعَلَّقَتَانِ فِي أَعْنَاقِ الْمُؤَذِّنِينَ لِلْمُسْلِمِينَ صَلَاتُهُمْ وَصِيَامُهُمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''دو خصوصیات ایسی ہیں جو مسلمانوں کے لیے اذان دینے والوں کی گردنوں میں لٹکی ہوئی ہوں گی' (یعنی ان کے وقت کا تعین مؤذن کے ذمہ ہے) ایک ان کی نماز اور ایک ان کے روزے''۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے دو اہم اور بنیادی اعمال ایسے ہیں جو مؤذن پر موقوف ہیں یعنی مؤذن ان اعمال کی صحت و تکمیل کے ذمہ دار ہیں۔ پہلی چیز تو روزہ ہے کہ مسلمان مؤذنوں کی اذان ہی پر اعتماد کرتے ہوئے افطار کرتے ہیں۔ اور دوسری چیز نماز ہے جس کی ادائیگی مؤذنوں کی اذان کے تحت ہوتی ہے۔ بہر حال حدیث کا حاصل یہ ہے کہ مؤذنوں کو چاہئے کہ وہ اپنی عظیم ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے بڑے احتیاط کے ساتھ اور اوقات کی پوری رعایت کرتے ہوئے اذان کہا کریں تا کہ مسلمانوں کے ان دونوں اعمال میں خلل واقع نہ ہو۔

اقامت کو مؤخر کرنے کا بیان

713- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ

712: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

713: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

سَمُرَةَ قَالَ كَانَ بِلَالٌ لَا يُؤَخِّرُ الْاَذَانَ عَنِ الْوَقْتِ وَرُبَّمَا اَخَّرَ الْاِقَامَةَ شَيْئًا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کو اس کے وقت سے مؤخر نہیں کرتے تھے تاہم وہ بعض اوقات اقامت کو کچھ مؤخر کر دیتے تھے۔

714- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ اَشْعَثَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِى الْعَاصِ قَالَ كَانَ اٰخِرُ مَا عَهِدَ اِلَىَّ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا اَتَّخِذَ مُؤَذِّنًا يَاْخُذُ عَلَى الْاَذَانِ اَجْرًا

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آخری عہد یہ لیا تھا: میں ایسے شخص کو مؤذن بناؤں جو اذان دینے کا معاوضہ نہیں لے۔

نماز فجر کے لئے تثویب کا بیان

715- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَسَدِىُّ عَنْ اَبِىْ اِسْرَآئِيْلَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ بِلَالٍ قَالَ اَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُثَوِّبَ فِى الْفَجْرِ وَنَهَانِىْ اَنْ اُثَوِّبَ فِى الْعِشَآءِ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں فجر کی نماز میں "تثویب" کہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عشاء کی نماز میں تثویب کہنے سے منع کیا۔

شرح

تثویب" وہ اعلام ہوتا ہے جس سے پہلے کوئی اعلام ہو چکا ہو اور اس کی غرض اور اس سے پہلے کے اعلام کی غرض ایک ہو۔ مثلاً پہلے اعلام سے لوگوں کو نماز کے لئے بلانا مقصود ہو تو اس اعلام سے بھی یہی مقصود ہو۔ تثویب کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا، یہ تثویب اس لئے ہے کہ ایک مرتبہ حی علی الصلوٰۃ کہہ کر لوگوں کو نماز کے لئے بلایا گیا پھر دوبارہ الصلوٰۃ خیر من النوم سے لوگوں کو آگاہ کیا گیا۔ یہ تثویب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رائج تھی اور مسنون یہی ہے پھر اس کے بعد کوفہ کے علماء نے اذان و تکبیر کے درمیانی وقفے میں حی علی الفلاح کہنا رائج کیا، اس کے بعد ہر فرقہ و طبقہ کے لوگوں نے اپنے اپنے عرف کے مطابق کچھ نہ کچھ طریقہ تثویب کے طور پر رائج کیا مگر یہ تمام تثویبیں فجر کی نماز ہی کے لئے رائج کی گئیں، کیونکہ فجر کا وقت نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہے۔ پھر آخر میں متاخرین علماء نے تمام نمازوں کے لئے تثویب رائج کی اور اسے بنظر استحسان دیکھا حالانکہ متقدمین کے نزدیک یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ احداث ہے اور بدعت ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اس کا انکار بایں طور منقول ہے کہ ایک آدمی تثویب کہتا تھا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارہ میں فرمایا کہ

714: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 209

715: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 198

"اخرجوا هذا المبتدع من المسجد" یعنی اس بدعتی آدمی کو مسجد سے نکال باہر کرو!۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک دن جب کہ وہ مسجد میں موجود تھے مؤذن کو غیر فجر میں تھویب کرتے ہوئے سنا تو مسجد سے باہر نکل آئے اور دوسروں سے بھی کہا کہ اس آدمی کے سامنے نہ رہو، باہر نکل آؤ کیونکہ یہ بدعتی ہے۔

فقہ حنفی کی کتب سے مسئلہ تھویب کی اباحت کا بیان

فقہ میں تھویب اسے کہتے ہیں یعنی مسلمانوں کو نماز کی اطلاع اذان سے دے کر پھر دوبارہ اطلاع دینا اور وہ شہروں کے عرف پر ہے جہاں جس طرح اطلاع مکرر رائج ہو وہی تھویب ہے خواہ عام طور پر ہو جیسے "صلاۃ" کہی جاتی ہے یا خاص طریقہ پر، مثلاً کسی سے کہنا اذان ہوگئی یا جماعت کھڑی ہوتی ہے یا امام آگئے یا کوئی قول یا فعل ایسا جس میں دوبارہ اطلاع دینا ہو وہ سب تھویب ہے اور اس کا اور صلاۃ کا ایک حکم ہے یعنی جائز، جس کی اجازت سے عامہ کتب مذہب متون مثل تنویر۔

(۱) الابصار وقایه(۲) ونقایه() وغرر الاحکام(۳) وکنز(۴) وغرر الاذکار(۵) ووافی(۶) وملتقی(۷) اصلاح(۸)نور الایضاح(۱۰)وشروحانندرمختار (۱۱)وردالمحتار (۱۲)وطحطاوی (۱۳)وعنایه()ونهایه(۱۴) وغنیه(۱۵) شرح منیه وصغیری(۱۶) وبحرالرائق(۱۷) ونهر الفائق(۱۸) وتبیین الحقائق (۱۹)وبرجندی(۲۰) وقهستانی(۲۱) ودرر(۲۲) وابن ملك(۲۳) وکافی(۲۴) ومجتبی(۲۵) وایضاح(۲۶) وأمدادالفتاح (۲۷)ومراقی الفلاح(۲۸) وحاشیه مراقی للعلامة الطحطاوی(۲۹)وفتاوی مثل ظهیریه(۳۰) وخانیه(۳۱) وخلاصه(۳۲) وخزانة المفتین(۳۳) وجواهر اخلاطی(۳۴) وعلمگیری(۳۵) وغیرها مالامال هیں، وهو الذی علیه عامة الائمة المتاخرین والخلاف خلاف زمان لابرهان(عام ائمه متاخرین اسی پر هیں اور یه اختلاف زمانی اختلاف هے برهانی نهیں۔

مختصر الوقایہ میں ہے: التثویب حسن فی کل صلاۃ (تھویب ہر نماز کے لئے بہتر ہے۔

(مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایہ فصل الاذان نور محمد کارخانہ تجارت کراچی)

فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنے کا بیان

716-حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ بِلَالٍ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْذِنُهُ بِصَلٰوةِ الْفَجْرِ فَقِيلَ هُوَ نَائِمٌ فَقَالَ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاُقِرَّتْ فِيْ تَاْذِيْنِ الْفَجْرِ فَثَبَتَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ

◄► حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز کے لیے بلانے آئے، تو انہیں

716: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بتایا گیا کہ نبی کریم ﷺ سو رہے ہیں' تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''نماز نیند سے بہتر ہے' نماز نیند سے بہتر ہے'' تو فجر کی نماز میں ان الفاظ کو مقرر کر دیا گیا' اس کے بعد یہی طریقہ رائج رہا۔

اذان والے کے لئے حق اقامت ہونے کا بیان

717- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا الْاِفْرِيْقِیُّ عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِیِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَاَمَرَنِیْ فَاَذَّنْتُ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ يُقِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخَا صُدَاءٍ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اذان دی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہنے لگے' تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: صداء قبیلے کے فرد نے اذان دی ہے' تو جو شخص اذان دے وہی اقامت کہے۔

شرح

صدائی کے بھائی سے مراد زیاد ابن حارث صدائی ہیں، عرب میں قاعدہ تھا جو آدمی جس قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اسے اس قبیلہ کا بھائی کہا جاتا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اس حدیث کے مطابق غیر مؤذن کو تکبیر کہنا مکروہ ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ اکثر و بیشتر حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان کہتے تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ تکبیر کہتے تھے۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ اگر غیر مؤذن تکبیر کہنا چاہئے تو مؤذن سے اجازت لے لے۔ اگر مؤذن کو کسی دوسرے کی تکبیر کہنا ناگوار ہو تو پھر غیر مؤذن کو تکبیر کہنا مناسب نہیں ہے۔

بَابُ: مَا يُقَالُ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ

یہ باب مؤذن اذان دے' تو کیا پڑھا جائے؟ کے بیان میں ہے

اذان کا جواب دینے کا بیان

718- حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الشَّافِعِیُّ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّیُّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقُوْلُوْا مِثْلَ قَوْلِهٖ

717: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 514' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 199

718: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 208

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب مؤذن اذان دے تو تم اسی کی مانند کہو جو مؤذن کہتا ہے۔

شرح

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم میں سے بھی ہر آدمی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے، پھر جب مؤذن اشهد ان لا اله الا الله کہے تو تم میں سے بھی ہر آدمی اشهد ان لا اله الا الله کہے، پھر جب اشهد ان محمد الرسول الله کہے تو تم میں سے بھی ہر آدمی اشهد ان محمد الرسول الله کہے پھر جب مؤذن حی علی الصلوة کہے تو تم میں سے ہر آدمی لاحول ولاقوة الا بالله کہے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو تم میں سے ہر آدمی لاحول ولاقوة الا بالله کہے، پھر جب مؤذن الله اکبر، الله اکبر کہے تو تم میں سے ہر آدمی کہے الله اکبر، الله اکبر پھر جب مؤذن کہے لا اله لا الله تو تم بھی کہو لا اله لا الله جس نے (اذان کے جواب میں یہ کلمات) صدق دل سے کہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 623)

یہاں اللہ اکبر اختصار کی وجہ سے دو مرتبہ ذکر کیا گیا ہے کیونکہ سمجھانے کے لئے دو ہی مرتبہ کہنا کافی تھا اس لئے شہادتین یعنی اشهدان لا اله الا الله اور اشهد ان محمد الرسول الله کو بھی صرف ایک ایک مرتبہ ہی ذکر کیا گیا ہے۔ لا حول ولاقوة الا بالله کے معنی یہ ہیں، برائی سے بچنے اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، جب مؤذن حی علی الصلوة، حی علی الفلاح کہتا ہے تو وہ لوگوں کو نماز کے لئے بلاتا ہے۔ لہٰذا اس کے جواب میں یہ کلمہ کہنے والا گویا یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ایک امر عظیم اور زبردست فرض کی ادائیگی کا معاملہ ہے میں ایک عاجز و کمزور بندہ ہوں۔ میری قوت و طاقت کی کیا مجال کہ اس ذمہ داری کی ادائیگی کی متحمل ہوسکوں۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت ہی ہوتی ہے جو ہم اس امر عظیم کو پورا کرتے ہیں اور چونکہ نماز کے لئے آنے کی طاقت اور قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہوتی لہٰذا اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرماتا ہے تو ہم نماز کے لئے آتے ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مؤذن جب اذان کہتا ہے تو اس کے کہے ہوئے کلمات کو اسی طرح دہرانا یعنی اس کا جواب دینا مستحب ہے البتہ حیعلتین یعنی حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھنا چاہئے۔ بعض مقامات پر کچھ حضرات حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں ماشاء اللہ کان ولم یشاء لم یکن فرماتے ہیں یہ غلط اور مسنون طریقے کے خلاف ہے۔ اذان کا جواب ہر سننے والے کو دینا چاہئے خواہ باوضو ہو یا بے وضو اور خواہ جنبی ہو یا حائض، بشرطیکہ جواب دینے میں کوئی چیز مانع نہ ہو مثلاً کوئی بیت الخلاء میں ہو یا جماع کرتا ہوا، یا نماز پڑھ رہا ہو یا ایسے ہی کوئی دوسرا مانع ہو تو وہ اس وقت جواب نہ دے لیکن اس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ ان امور سے فراغت کے بعد اذان کے کلمات جواب میں کہے۔ "صدق دل سے کہے" کا تعلق یا تو لاحول ولاقوة الا بالله سے ہے کہ یہ کلمہ صدق دل سے کہا جائے یا پھر اس کا تعلق پوری اذان کے کلمات سے ہے کہ جواب میں تمام کلمات پورے خلوص اور صدق دل کے ساتھ کہے جائیں اور ظاہری طور پر بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا

نقل پوری اذان سے ہے۔ جنت میں تو تمام مسلمان ہی داخل ہوں گے چاہے وہ کسی عذاب کے بغیر داخل ہوں یا عذاب کے بعد داخل ہوں۔ لہٰذا یہاں جنت میں داخل ہونے سے مراد یہ ہے کہ ایسا آدمی جو اذان کا جواب صدق دل سے دیتا ہے یعنی زبان سے تو ان کلمات کو ادا کرتا ہے اور دل میں ان کلمات کی صداقت کا پورا اعتقاد رکھتا ہے تو وہ نجات پائے ہوئے لوگوں کے ہمراہ جنت میں داخل ہوگا۔

مؤذن کے جواب کلمات اذان پڑھنے کا بیان

719- حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ اَبُوْ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَنْبَاَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ اَبِى الْمَلِيحِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ اَبِى سُفْيَانَ حَدَّثَتْنِى عَمَّتِىْ اُمُّ حَبِيْبَةَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا كَانَ عِنْدَهَا فِىْ يَوْمِهَا وَلَيْلَتِهَا فَسَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يُؤَذِّنُ قَالَ كَمَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ

عبداللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں: میری پھوپھی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے رات یا دن میں جس وقت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں ہوتے تھے اور مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی کلمات پڑھا کرتے تھے جو مؤذن کہتا تھا۔

اذان کا جواب دینے کی فضیلت کا بیان

720- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِىِّ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا كَمَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم اذان سنو تو اسی کی مانند کہو جو مؤذن کہتا ہے۔

شرح

اذان اللہ تعالیٰ کے اذکار میں ایک بہت بڑے رتبے کا ذکر ہے اس میں توحید اور رسالت کی شہادت اعلان کے ساتھ ہوتی ہے اس سے اسلام کی شان و شوکت ظاہر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اذان دینے کی فضیلت اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہے چنانچہ اس عنوان کے تحت وہ احادیث ذکر کی جائیں گی جن سے معلوم ہوگا کہ اذان دینا درحقیقت برکت و سعادت سے اپنا دامن بھرنا ہے۔ اب اس میں کلام ہے کہ آیا اذان کہنا زیادہ افضل ہے یا امامت کہنا؟ چنانچہ مختار اور معتمد قول یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کو یہ یقین ہو کہ وہ امامت کے پورے حقوق بجالائے گا تو اس کے لئے امامت کرنا افضل ہوگا ورنہ بصورت دیگر اس کے لئے اذان کہنا ہی افضل ہوگا۔

719: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

720: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 611' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 846' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 522' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 208' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 672

علماء کا اس معاملے میں اختلاف ہے کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اذان کہی ہے یا نہیں؟ گو ایک حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کہی ہے مگر بعض حضرات نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے کر اذان کہلائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو اس طرح تعبیر کیا گیا ہے جیسے کہ محاورے میں کہا جاتا ہے کہ فلاں بادشاہ نے قلعہ بنایا ہے حالانکہ بادشاہ خود اپنے ہاتھ سے قلعہ نہیں بناتا بلکہ اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس نے حکم دے کر قلعہ بنوایا ہے۔

سنن دار قطنی کی ایک روایت میں اس کی تصریح بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کہنے کا حکم کیا تھا (نہ کہ خود اذان دی تھی) واللہ اعلم۔ اذان کا جواب دینا واجب ہے اگر کئی آدمی مل کر اذان دیں تو اس شکل میں حرمت اول کے لئے ہوگی یعنی اس کا جواب دینا چاہئے اور اگر کوئی آدمی کئی طرف سے یعنی مختلف محلوں کی مساجد سے اذان سنے تو صرف اپنی مسجد کے مؤذن کا جواب دینا واجب ہوگا اور اگر کوئی آدمی اذان کے وقت مسجد میں بیٹھا ہوا ہو تو اس کے لئے اذان کا جواب واجب نہیں ہے کیونکہ اس شکل میں تو اسے اجابت فعلی حاصل ہی ہے۔ اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہے کہ قرآن پڑھنے والا آدمی اذان کا جواب دے یا نہ دے! چنانچہ اس سلسلے میں مختار قول یہ ہے کہ وہ اذان کا جواب نہ دے۔

721- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ

◆◆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اذان سن کر یہ کہے۔ "میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے راضی ہوں (یعنی ان پر ایمان رکھتا ہوں)" (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) تو اس شخص کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

شرح

اس میں اختیار ہے کہ ان کلمات کو یا تو اس وقت پڑھا جائے جب مؤذن اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ کہے یا اذان ختم ہو جانے کے بعد پڑھے۔ مناسب تو یہی ہے کہ اذان ختم ہونے کے بعد یہ کلمات پڑھے جائیں تا کہ اذان کے دوسرے کلمات کے جواب ترک نہ ہوں۔ اور ظاہر تو یہ ہے کہ مذکورہ ثواب اسی وقت ملے گا جبکہ اذان کے کلمات کا جواب دے کر بعد میں ان کلمات کو پڑھا گا۔

721: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 849' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 525' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 210' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 678'

اذان کے بعد دعا مانگنے کی فضیلت کا بیان

722- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَالْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ قَالُوا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْأَلْهَانِيُّ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

◈ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اذان کے بعد یہ دعا مانگے قیامت کے دن اسے میرے شفاعت نصیب ہوگی۔

''اے اللہ! اے اس مکمل دعوت اور (اس کے نتیجے میں) کھڑی ہونے والی نماز کے پروردگار! تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا کر اور انہیں اس ''مقام محمود'' پر فائز کر! جس کا تو نے ان کے ساتھ وعدہ کیا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کی حمد اور مقام محمود کا بیان

حمد بڑی عظیم شے ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس بناء پر وہ محمود بھی ہے۔ وہ اس وقت بھی محمود تھا جب اس کی تعریف کرنے والا بھی کوئی نہ تھا۔ حمد چونکہ اس کی ذاتی خوبی ہے۔ ذاتی خوبی مخلوق کی احتیاج سے بھی ماوراء ہے۔ وہ تعریف کرنے والوں کا محتاج نہیں ہے۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ سب تعریف کرنے والوں کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اس نے تعریف کرنے والوں کو ایک طرف رکھ دیا ہے۔ کوئی حامد تعریف کرے یا نہ کرے وہ اپنی ذات میں ہر حمد کا حق دار ہے ہر خوبی کا سزاوار وہ ہے۔ اس حمد کی بناء پر وہ محمود ہے۔ اب جو وسعت، جامعیت، ہمہ گیریت اس حمد میں ہے وہی شان محمود میں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے مگر کسی کے مقام کا نام مقام محمود نہیں رکھا کیونکہ محمود اس کا اپنا ذاتی نام ہے۔ جو حمد کا سزاوار ہے اور حقیقی محمود وہی ہے اس لئے اس نے مقام محمود کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا ہے۔ آپ غور کیجئے ادھر قرآن حمد سے شروع ہو رہا ہے اور الحمد للہ کہہ کر اعلان ہو رہا ہے کہ محمودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ حمد سے شروع ہونے والا اس کا کلام اور محمود پر ختم ہو جانے والی ساری تعریفیں، ادھر قیامت پر ختم ہو جانے والی ساری کائنات، ساری مخلوقات و کائنات کا خاتمہ قیامت پر ہوگا اور ساری حمد کا خاتمہ محمود کی ذات پر ہے۔ جب وہ انتہائے کائنات کا دن ہوگا تو مقامِ محمود انتہائے حمد کا مقام ہے وہ مقام کسی اور نبی اور ولی کو نہیں دیا بلکہ فرمایا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تیری شانِ حمد کا عالم یہ ہے کہ یہاں اس دنیا میں محمود میرا نام ہے اس کو روزِ قیامت تیرا مقام بنا دوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو مقامِ محمود کہہ دینا کوئی اتفاقیہ امر نہیں ہے۔ بلکہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے نزول کے وقت یہ کہہ دیا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تورات کی خلوت میں میری بارگاہ میں حاضر ہو، میں تجھے روزِ قیامت پوری مخلوق کے درمیان مقام

722: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 614 ورقم الحدیث: 4719 'اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 529 'اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 211 'اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 679

محمود پر فائز فرمادوں گا۔

علامہ ابن کثیر نے جو مقام محمود کا معنی بیان کیا اس کی وضاحت یہ ہے کہ انہوں نے کہا: مقام محمود کو مقام محمود اس لئے کہا گیا کہ ادھر ساری مخلوق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر رہی ہوگی اور خود باری تعالیٰ بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر رہا ہوگا۔ (ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم،5، 103)

اذان میں نام محمد ﷺ سن کر انگوٹھے چومنے کا بیان

صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں کہ قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں موجود ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت ﷺ کی ملاقات کا شوق ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی، کہ وہ تمہارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی میں نور محمدی ﷺ چمکایا۔ تو اس نور نے اللہ کی تسبیح پڑھی۔ اسی وجہ سے اس انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ جیسا کہ روض الفائق میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال محمدی ﷺ کو حضرت آدم کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ ظاہر فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی آنکھوں پر پھیرا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

سنت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

محیط میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر اذان دینا شروع کی۔ جب انہوں نے ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' کہا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا۔ اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! میری آنکھیں آپ کے نام سے ٹھنڈی رہیں۔ جب حضرت بلال رضی اللہ اذان دے چکے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! جو شخص ایسا کرے گا جیسا کہ تم نے کیا خدا تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔ (تفسیر روح البیان)

شفاعت حلال ہوگئی

لما سمع قول الموذن اشهد ان محمد رسول الله قال هذا وقبل باطن الانملتين السبابتين و مسح على عينيه فقال ﷺ من فعل مثل ما فعل فقد حلت شفاعتي .(المقاصد الحسنه في الاحاديث الدائرة على السنة)

امام سخاوی علیہ الرحمہ نے امام دیلمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب موذن کو '**اشھد ان محمد رسول اللہ**'' کہتے سنا تو یہ ہی کہا اور اپنی انگشتان شہادت کے پورے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص میرے اس پیارے دوست کی طرح کرے گا میری شفاعت اس کے لئے حلال ہوگئی۔

مفتی مکہ کا فتویٰ

سید العلماء امام الحرمین شریفین مولانا جمال الدین بن عمر المکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضور ﷺ کے اسم مبارک کے ذکر کے وقت انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے ان لفظوں میں جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضور اقدس ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے۔ بلکہ مستحب ہے ہمارے مشائخ نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین ص ۱۴)

علامہ شامی علیہ الرحمہ نے حدیث کے امام، امام دیلمی علیہ الرحمہ کی کتاب ''الفردوس'' کے حوالے سے یہ حدیث لکھی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اذان میں ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' سن کر (آنکھوں پر) انگوٹھے رکھ کر چومے، میں اس کی قیادت کر کے اس کو جنت کی صفوں میں داخل کردوں گا۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۷۰، عثمانیہ، استنبول)

بَابُ: فَضْلِ الْاَذَانِ وَثَوَابِ الْمُؤَذِّنِيْنَ

یہ باب اذان کی فضیلت اور مؤذنین کے ثواب کے بیان میں ہے

مؤذن کے لئے قیامت کے دن گواہی کا بیان

723 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَةَ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ اَبُوْهُ فِیْ حِجْرِ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ لِیْ اَبُوْ سَعِيْدٍ اِذَا كُنْتَ فِی الْبَوَادِیْ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالْاَذَانِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَسْمَعُهٗ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَجَرٌ وَّلَا حَجَرٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ

عبداللہ بن عبدالرحمن اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں' ان کے والد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے زیر پرورش تھے۔ (ان کے والد کہتے ہیں:) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: جب تم جنگل میں ہو' تو بلند آواز میں اذان دینا کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ مؤذن کی آواز جو بھی جن' انسان یا کوئی بھی چیز سنے گی وہ قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دیں گے۔

شرح

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤذن کی انتہائی آواز کو جو بھی سنتا ہے خواہ انسان ہو یا جن اور یا جو بھی چیز وہ سب قیامت کے دن مؤذن (کے ایمان) کی گواہی دیں گے۔

(صحیح البخاری، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 621)

مدی کے معنی "انتہا یعنی اخیر" ہیں۔ آواز کی انتہا یہ ہے کہ اس کی بھنک میں آجائے اور یہ نہ معلوم ہو کہ آواز دینے والا کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں اگرچہ یہی معنی کافی تھا کہ "مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے الخ" لیکن مدی بمعنی انتہاء کو ذکر کر کے اس طرف

723: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 609' ورقم الحدیث: 3696' ورقم الحدیث: 3600' ورقم الحدیث: 7548' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 643

اشارہ مقصود تھا کہ جن کے کان میں اذان کی محض بھنک پڑ جائے گی جب وہ مؤذن کے ایمان کی گواہی دیں گے تو وہ لوگ تو بطریق اولیٰ گواہ ہوں گے جو مؤذن کے قریب ہوں گے اور اذان کو قریب سے سنیں گے۔ علماء لکھتے ہیں کہ درحقیقت اس حدیث سے مؤذن کو ترغیب دلانی مقصود ہے کہ اذان نہایت بلند آواز سے کہا کریں تا کہ ان کے ایمان کی گواہی دینے والے زیادہ سے زیادہ ہوں۔

مؤذن کے لیے ہر خشک وتر کی چیزوں کی دعا کا بیان

724- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسٰى بْنِ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ يَحْيٰى عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهٗ مَدٰى صَوْتِهٖ وَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ كُلُّ رَطْبٍ وَّيَابِسٍ وَّشَاهِدُ الصَّلٰوةِ يُكْتَبُ لَهٗ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ حَسَنَةً وَّيُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: مؤذن کی آواز جہاں تک جاتی ہے اتنی ہی اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اس کے لیے ہر تر اور خشک چیز دعائے مغفرت کرتی ہے اور نماز میں شریک ہونے والے شخص کے لیے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اذان اور اقامت کے درمیان ہونے والے اس کے ہر گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

شرح

آواز کی انتہا کے مطابق بخشش" کا مطلب یہ ہے کہ مؤذن اذان کہتے وقت جس قدر آواز بلند کرتا ہے اس کی مغفرت اسی قدر ہوتی ہے اور اگر وہ آواز کو انتہائی درجے تک پہنچا دیتا ہے یعنی اس کی جتنی طاقت ہوتی ہے اتنی ہی آواز بلند کرتا ہے تو مغفرت بھی پوری ہی پاتا ہے۔ بعض نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اگر گناہ کا جسم فرض کیا جائے اور وہ اتنے ہوں کہ مؤذن کی آواز جہاں تک بھی پہنچے وہاں تک سما جائیں تو اس کے وہ سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ رطب (تر) سے مراد وہ مخلوق ہیں جن میں نمو ہوتا ہے جیسے انسان اور نباتات وغیرہ اور یابس (خشک) سے جمادات یعنی پتھر اور مٹی وغیرہ مراد ہیں۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ لفظ وَشَاهِدُ الصَّلٰوةِ لفظ اَلْمُؤَذِّنُ پر عطف کیا گیا ہے اس طرح پورے جملہ کے معنی یہ ہوں گے "مغفرت کی جاتی ہے مؤذن کی اور ان لوگوں کی جو جماعت میں حاضر ہوتے ہیں۔" مگر ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس کا عطف کل رطب پر ہے اور اسے عطف خاص علیٰ عام کہا جاتا ہے یکتب لہ اور عنہ کی ضمیر یا تو شَاهِدُ کی طرف راجع ہے یا پھر مؤذن کی طرف راجع ہوگی۔ حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ مؤذن نمازیوں کا سا ثواب پاتا ہے کیونکہ یہ ان کو نماز کی طرف بلاتا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ جو آدمی بھلی بات کا باعث ہوتا ہے اسے اس بھلائی کے کرنے والے کی مانند ثواب ملتا ہے۔

قیامت کے دن مؤذنین کی گردنوں کے لمبا ہونے کا بیان

725- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ

724: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 515' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 644

725: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 850' ورقم الحدیث: 851

بنحو عن عیسی بن طلحۃ قال سمعت معاویۃ بن ابی سفیان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤذنون اطول الناس اعناقا یوم القیمۃ

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''قیامت کے دن اذان دینے والے لوگوں کی گردنیں سب سے زیادہ لمبی ہوں گی (یعنی وہ بلند حیثیت کے مالک ہوں گے)''۔

شرح

اور یہ ان کے شرف واعزاز اور بلند رتبہ کی دلیل ہوگی، اور گردن لمبی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان کے اعمال زیادہ ہوں گے، یا حقیقت میں گردنیں لمبی ہوں گی، اور وہ جنت کو دیکھتے ہوں گے، یا وہ لوگوں کے سردار ہوں گے، عرب لوگ سردار کو لمبی گردن والا کہتے ہیں، یا وہ پیاسے نہ ہوں گے، اس وجہ سے کہ گردن اٹھی ہوگی، اور لوگ پیاس کے مارے گردن موڑے ہوں گے۔
اونچی گردن کے معنی کے تعین میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ دنیا میں اذان دیتے تھے وہ قیامت کے روز بہت زیادہ ثواب والے اور مرتبے والے ہوں گے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مؤذن قیامت کے روز سردار ہوں گے۔ کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں قیامت کے روز مؤذن بہت زیادہ ثواب کے امیدوار ہوں گے کیونکہ جو آدمی کسی چیز کے حصول کی امید رکھتا ہے وہ گردن اونچی کر کے اس چیز کو دیکھتا ہے، اسی طرح میدان حشر میں جب کہ تمام لوگ حساب وکتاب کی بناء پر رنج وفکر میں ہوں گے۔ مؤذن آرام وراحت کے ساتھ اس بات کے منتظر ہوں گے کہ اب جنت میں داخلے کا حکم کیا جائے گا۔ بعض حضرات نے اس کے معنی یہ بھی بیان کئے ہیں کہ قیامت کے روز مؤذنوں کو باری تعالیٰ رب العزت کی بارگاہ میں مقام قرب وعزت حاصل ہوگا۔

بہترین لوگوں کو اذان کے لئے منتخب کرنے کا بیان

726- حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ حدثنا حسین بن عیسی اخو سلیم القاری عن الحکم بن ابان عن عکرمۃ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیؤذن لکم خیارکم ولیؤمکم قراؤکم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''تمہارے بہترین لوگ تمہارے لیے اذان دیں اور تمہارے سب سے اچھے قاری تمہاری امامت کریں''۔

سات سال اذان پڑھنے کی فضیلت کا بیان

727- حدثنا ابو کریب حدثنا مختار بن غسان حدثنا حفص بن عمر الازرق البرجمی عن جابر عن عکرمۃ عن ابن عباس ح و حدثنا روح بن الفرج حدثنا علی بن الحسن بن شقیق حدثنا ابو حمزۃ عن جابر عن عکرمۃ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اذن محتسبا سبع سنین کتب اللہ لہ براءۃ من النار

726: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 591 727: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:''جو شخص ثواب کی امید رکھتے ہوئے سات سال تک اذان دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جہنم سے بری ہونے کو تحریر کر دیتا ہے''۔

بارہ سال تک اذان پڑھنے کی فضیلت کا بیان

728- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَذَّنَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ سِتُّونَ حَسَنَةً وَلِكُلِّ إِقَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:''جو شخص بارہ سال تک اذان دیتا ہے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور روزانہ اس کے اذان دینے کی وجہ سے اس کے نامہ اعمال میں ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر ایک اقامت کے حوالے سے اس کو تیس نیکیاں ملتی ہیں''۔

شرح

اذان کی بہ نسبت تکبیر کا ثواب آدھا غالباً اس لئے ہوتا ہے کہ تکبیر خاص طور پر ان لوگوں کو مطلع کرنے کے لئے ہوتی ہے جو جماعت میں حاضر ہوتے ہیں اور اذان کے ذریعہ عمومی طور پر حاضرین اور غائبین سب ہی کو مطلع کیا جاتا ہے یا پھر اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اذان دینے میں زیادہ محنت برداشت کرنی پڑتی ہے اور اس کی بہ نسبت تکبیر میں کم محنت ہوتی ہے۔

دعا قبول ہونے کے اوقات کا بیان

بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ دن اور رات میں نوے (۹۰) اوقات ایسے ہیں جن میں دعا قبول ہوتی ہے۔ اذان کے وقت تکبیر کے وقت، وضو کے بعد، گھر یا مسجد میں داخل ہونے کے بعد، مسجد سے نکلنے کے بعد، سورہ فاتحہ کے بعد، آمین کے وقت، سمع اللہ لمن حمدہ سننے کے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت، سجدہ میں تشہد کے وقت، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں ظہر سے پہلے زوال کے وقت، مغرب وعشاء کے درمیان، ختم قرآن کے وقت، طواف کعبہ میں، امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت، لیلۃ القدر۔ جمعرات اور ان دونوں کے دن کو سحر کے وقت۔ رات کی آخری تہائی کے وقت، ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔ (حکایات تلیوبی)

بَابُ: إِفْرَادِ الْإِقَامَةِ

یہ باب صرف اقامت کے بیان میں ہے

729- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْجَرَّاحِ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ

728: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

729: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث:603' ورقم الحدیث:605' ورقم الحدیث:606,607' ورقم الحدیث:3457' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث:836' ورقم الحدیث:837' ورقم الحدیث:838' ورقم الحدیث:839' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث:508' ورقم الحدیث:509' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث:626

أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ الْتَمَسُوا شَيْئًا يُؤْذِنُونَ بِهِ عِلْمًا لِلصَّلٰوةِ فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ

◈◈ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے (نماز کے لیے بلانے کے لئے) کوئی طریقہ تلاش کیا تاکہ اسے نماز کا علامتی نشان قرار دیا جاسکے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا: وہ اذان (کے کلمات) کو جفت تعداد میں اور اقامت (کے کلمات) کو طاق تعداد میں کہیں۔

730- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ

◈◈ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا: وہ اذان (کے کلمات) کو جفت تعداد میں اور اقامت (کے کلمات) کو طاق تعداد میں کہیں۔

731- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ سَعْدٍ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَذَانَ بِلَالٍ كَانَ مَثْنَى مَثْنَى وَإِقَامَتَهُ مُفْرَدَةٌ

◈◈ عبدالرحمٰن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے) ان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

''حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کے کلمات دو دو مرتبہ ہوتے تھے اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ ہوتے تھے''۔

732- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنِي مُعَمَّرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ

731: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي أَبِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثْنَى مَثْنَى وَيُقِيمُ وَاحِدَةً

◈◈ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اذان دیتے ہوئے دیکھا ہے اس کے کلمات دو دو مرتبہ ہوتے تھے اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ ہوتے تھے۔

کلمات اقامت واذان میں فقہاء احناف وشوافع کا اختلاف دلائل

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اذان کے کلمات دو دو دفعہ اور تکبیر کے کلمات ایک ایک دفعہ (کہے جاتے) تھے البتہ (تکبیر میں) قد قامت الصلوٰۃ بے شک نماز تیار ہے مؤذن دو مرتبہ کہتا تھا۔ (ابوداؤد، سنن نسائی، دارمی)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہے جاتے تھے تو اس سے مراد یہ ہے کہ شروع میں اللہ اکبر چار مرتبہ کہتے تھے اور آخر میں لا الہ الا اللہ ایک مرتبہ کہتے تھے ان دونوں کلمات کے علاوہ باقی کلمات دو دو مرتبہ کہے جاتے تھے۔

732: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اقامت میں، جس طرح قد قامت الصلوٰۃ کا استثناء کیا گیا ہے اسی طرح تکبیر یعنی اللہ اکبر کو بھی مستثنیٰ کرنا مناسب تھا کیونکہ تکبیر بھی بلا اختلاف اول وآخر میں مکرر ہے۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان کے انیس کلمات اور تکبیر کے سترہ کلمات سکھلائے تھے۔ (مسند احمد بن حنبل، جامع ترمذی، ابوداؤد، سنن نسائی، دارمی، سنن ابن ماجہ)

فقہ حنفی کے مطابق اذان کے پندرہ کلمات ہیں مگر اس حدیث میں انیس ذکر کیے گئے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انیس کلمات ترجیع سمیت ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے اور یہ یاد رہے کہ۔ احناف کے نزدیک ترجیع تعلیم پر محمول ہے وہ مشروع نہیں ہے۔

تکبیر کے سترہ کلمات بتائے گئے ہیں بایں طور کہ ترجیع کے چار کلمات الگ کر کے اور دو کلمات قد قامت الصلوٰۃ کے بڑھا کر تکبیر کے کلمات سترہ ہوئے اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے لہٰذا یہ حدیث اذان کے بارے میں تو شوافع کے مسلک کی تائید کرتی ہے کہ ان کے ہاں اذان کے کلمات انیس ہوتے ہیں۔ اور تکبیر کے بارے میں حنفیہ کے مسلک کے موافق ہے کہ ان کے یہاں تکبیر کے کلمات سترہ ہوتے ہیں چنانچہ تکبیر کے کلمات کی تعیین میں احناف کی جانب سے یہی حدیث بطور دلیل پیش کی جاتی ہے۔

اس سے پہلے والی حدیث میں جس میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کے مطابق تکبیر کے کلمات کی تعداد گیارہ ثابت ہوتی ہے اگر صحیح ہے تو اس حدیث سے منسوخ ہے۔

کلمات اقامت کے جفت ہونے سے متعلق احادیث کا بیان

(۱) حضرت عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد ﷺ کے صحابہ نے بیان فرمایا کہ عبداللہ بن زید انصاری نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص کھڑا تھا اور اس پر دو سبز چادریں تھیں۔ پس وہ دیوار پہ کھڑا ہوا تو اس نے دو دو مرتبہ اذان اور دو دو مرتبہ اقامت کہی۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۲) آپ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے محمد ﷺ کے صحابہ نے خبر دی کہ عبداللہ بن زید انصاری نے خواب میں اذان دیکھی تو نبی پاک ﷺ کے پاس آئے اور انہیں خبر دی تو آپ نے فرمایا یہ بلال کو سکھاؤ تو انہوں نے دو دو بار اذان کہی اور دو دو بار اقامت کہی۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۳) حضرت ابو عمیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن زید انصاری کو از والد خود از دادِ خود بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہیں اذان دکھائی گئی۔ دو دو بار اور اقامت دو دو بار۔ آپ فرماتے ہیں میں نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا یہ کلمات حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سکھاؤ۔ آپ فرماتے ہیں میں آگے بڑھا پھر آپ ﷺ نے مجھے اقامت کہنے کا حکم دیا۔ اسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافیات میں بیان کیا اور حافظ نے درایہ میں کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

(۴) حضرت شعبی عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کی اذان سنی۔

پس آپ کی اذان اور اقامت دو دو بار تھی۔ اسے ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور یہ حدیث مرسل قوی ہے۔

(۵) حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اذان انیس کلمے اور اقامت سترہ کلمے سکھائے۔ اسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ' نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۶) آپ ہی بیان فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان انیس کلمے اور اقامت سترہ کلمہ سکھائی۔ اذان یہ حضرت عبدالعزیز بن رفیع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابومحذورہ کو دو دو مرتبہ اذان اور دو دو مرتبہ اقامت کہتے ہوئے سنا۔ اس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(۷) حضرت اسود بن یزید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ دو دو مرتبہ اذان کہتے اور دو دو مرتبہ اقامت کہتے اور آپ تکبیر سے آغاز کرتے اور تکبیر پر اختتام کرتے۔ اسے عبدالرزاق طحاوی اور دارقطنی نے بیان فرمایا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۸) حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے بلال کو دو دو مرتبہ اذان اور دو دو مرتبہ اقامت کہتے ہوئے سنا۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس کی سند حسن ہے۔

(۹) حضرت عون بن ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو دو بار اذان کہتے اور دو دو بار اقامت کہتے۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۱۰) حضرت یزید بن ابوعبید سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ جب جماعت کے ساتھ نماز نہ پائیں تو وہ اذان اور اقامت کہتے اور اقامت دو دو بار کہتے۔ اسے دارقطنی نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۱۱) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ دو دو بار اذان کہتے اور دو دو بار اقامت کہتے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور یہ مرسل حدیث ہے۔

(۱۲) حضرت فطر بن خلیفہ رضی اللہ عنہ' حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے سامنے ایک ایک مرتبہ اقامت کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ ایک ایسی چیز ہے جسے امراء نے کم کر دیا۔ اقامت دو دو بار ہے۔ اسے عبدالرزاق' ابوبکر بن ابی شیبہ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔ مذکورہ تمام روایات فقہ حنفی کی مؤید ہیں۔

بَابُ: اِذَا اُذِّنَ وَاَنْتَ فِی الْمَسْجِدِ فَلَا تَخْرُجْ

یہ باب جب اذان ہو رہی ہو اور تم مسجد میں موجود ہو تو باہر نہ جانے کے بیان میں ہے

733- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اِبْرٰهِیْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ اَبِی الشَّعْثَاءِ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا فِی الْمَسْجِدِ مَعَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ یَمْشِیْ فَاَتْبَعَهٗ اَبُوْ هُرَیْرَةَ بَصَرَهٗ حَتّٰی خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰی اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ ابوشعثاء بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے مؤذن نے اذان

733: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1487' ورقم الحدیث: 1488' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 536' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 204' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 682' ورقم الحدیث: 683

دی۔

ایک شخص مسجد میں سے اٹھا اور چلتا ہوا (باہر کی طرف جانے لگا) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھتے رہے جب وہ مسجد سے باہر چلا گیا' تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

734- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ فَرْوَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَهُ الْاَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَّهُوَ لَا يُرِيْدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ

◄► حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص مسجد میں اذان کو پالے پھر وہ مسجد سے باہر چلا جائے' جبکہ وہ کسی ضروری کام کی وجہ سے باہر نہ گیا ہو اور اس کا واپس آنے کا ارادہ بھی نہ ہو' تو ایسا شخص منافق ہوتا ہے''۔

734: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اذان کے بعد نماز پڑھے بغیر مسجد سے باہر جانے کی ممانعت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ تم مسجد میں موجود ہو اور نماز کے لئے اذان ہو جائے تو تم میں سے کوئی آدمی بغیر نماز پڑھے مسجد سے نہ نکلے۔ (مسند احمد بن حنبل، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1040)

علماء حنفیہ کے نزدیک اذان کے بعد مسجد سے نہ نکلنے کا یہ حکم اس آدمی کے لئے ہے جو کسی دوسری جماعت کا منتظم نہ ہو یعنی اگر کوئی آدمی کسی دوسری مسجد کا امام ہو تو اذان کے بعد مسجد سے جا سکتا ہے اگر کوئی آدمی دوسری مسجد کا امام نہ ہو یا جا کر واپس آنے کا قصد نہ کرے تو اس کا اذان سن کر مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی آدمی نماز پڑھ چکا ہے تو اس کے لئے مسجد سے نکلنا مکروہ نہیں لیکن ظہر اور عشاء کی نماز کے لئے اگر مؤذن تکبیر کہنی شروع کر دے تو اسے بھی نماز پڑھ لینے کے باوجود جماعت میں شریک ہونا چاہیے تاکہ ترک جماعت کا الزام نہ آئے دوسرے ائمہ کے نزدیک ایسی صورت میں ہر نماز میں شریک ہو جانا چاہیے۔ ان کے ہاں ظہر و عشاء کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ

مساجد اور جماعتوں کے بارے میں روایات

مسجد میں آنے والے کی فضیلت کا بیان

﴿فِىْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ الآية (النور:-3736)۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ''ان گھروں میں، جن میں اللہ تعالیٰ نے یہ اجازت دی ہے کہ اس کا نام بلند آواز میں لیا جائے اور اس کے نام کا تذکرہ کیا جائے۔ وہ ان میں صبح وشام اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ ان ترفع کے معنی اس میں بیہودگی نہ کرنے کے ہیں۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مراد اس سے یہی مسجدیں ہیں جن کی تعمیر، آبادی، ادب اور پاکیزگی کا حکم اللہ نے دیا ہے۔

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ توراۃ میں لکھا ہوا ہے کہ زمین پر مسجدیں میرا گھر ہیں، جو بھی باوضو میرے گھر پر میری ملاقات کے لئے آئے گا، میں اس کی عزت کرونگا ہر اس شخص پر جس سے ملنے کے لئے کوئی اس کے گھر آئے حق ہے کہ وہ اس کی تکریم کرے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم، سورہ نور، بیروت)

مسجد کی تعریف

مسجد کے لغوی معنی: سجدہ کرنے کی جگہ؛ چونکہ نماز کا اہم اور فضیلت کا حامل رکن سجدہ ہے اس لیے نماز پڑھنے کی جگہ کو بھی مسجد ہی کہا جاتا ہے اور مسجد کے لیے یہ نام قرآن کریم میں بھی آیا ہے۔

مسجد اور اس امت کی خصوصیات

اس امت کی خصوصیات میں سے ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے اس امت میں کسی خاص جگہ کو منتخب نہیں کیا بلکہ تمام روئے زمین کو مومن کی سجدہ گاہ اور عبادت کی جگہ بنایا ہے خواہ آبادی ہو یا جنگل، صرف جگہ پاک ہونی چاہیے بہر حال ہر جگہ نماز ادا کی جاسکتی ہے لیکن پھر بھی جس جگہ مسلمان آباد ہوں اور ان کا گھر بار ہو تو وہاں ایک ایسی جگہ ہونی

چاہیے جو اللہ کی عبادت کے لیے وقف ہو، وہ ہمیشہ پاک صاف رہے، جس کی برکت اور ماحول بھی انسان کو عبادت کی طرف بلاتا ہو۔

آدابِ مسجد

مولانا روم علیہ الرحمہ کیا خوب فرماتے ہیں۔ از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم شد از فضل رب
ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ادب کی توفیق طلب کرتے ہیں اس لئے کہ بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محروم ہو جاتا ہے۔
ہم دنیا کے بادشاہوں، حاکم، امراء کے درباروں میں جاتے ہیں تو وہاں پر جانے کے لئے کچھ پابندیاں ہوتی ہیں۔ دربار میں جانے کے کچھ آداب ہوتے ہیں وہاں پر ذراسی بے ادبی ہو جائے تو سزا ملتی ہے۔ یہ تو دنیا کہ بادشاہ ہیں ان سے پہلے کئی حاکم آ کر اپنے بادشاہت کر کے ختم ہو گئے ہیں۔ مسجد تو اس خالق کائنات کا مقدس گھر ہے۔ وہ" جسے چاہتا ہے تو عزت عطا کرتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت عطا کرتا ہے'۔ ہم اس مقدس گھر میں جاتے ہیں تو اس کے بھی آداب ہیں۔ ہم جتنے ادب سے اللہ پاک کے گھر جاتے ہیں اتنا ہی زیادہ فیضان پاتے ہیں۔ اس پُرفتن دور میں ہم نے مسجدوں کا ادب احترام چھوڑ دیا ہے نعوذ باللہ! مسجدوں کو بیٹھک بنالیا ہے۔ ہم خرید و فروخت اور دنیاوی گفتگو بھی مسجد میں کرنے لگ گئے ہیں مساجد میں آجکل موبائل پر ساز عام بج رہا ہے حالانکہ مسجد کا ادب واحترام تو یہ ہے کہ ہم دنیاوی باتیں مسجد میں نہ کریں لہو ولعب میں مشغول نہ ہوں آواز بلند نہ کریں گم شدہ چیز کو تلاش نہ کریں خرید و فروخت سے پرہیز کریں۔ خدارا! کتنے افسوس کی بات ہے۔ ہمارا اپنا گھر جو فانی ہے اس کی ہم حفاظت صفائی وغیرہ کرتے ہیں۔ خدا کے گھر کی ہم نے حفاظت صفائی ادب واحترام چھوڑ دیا ہے۔ جس طرح ہم اپنے گھر کو صاف رکھتے ہیں اسی طرح خدا کے گھر یعنی مسجد کو بھی صاف ستھرا رکھیں۔ مسجد کو غلاظت اور گندگی سے محفوظ رکھنا ضروری ہے مسجد میں ریح خارج کرنا آدابِ مسجد کے خلاف ہے۔ مسجد کو جھاڑو سے صاف ستھرا رکھنا چاہیے مٹی کا تیل جلانے سے پرہیز کیا جائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کر دینا ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ مساجد اس لئے نہیں کہ ان کے اندر پیشاب اور گندگی پھیلائی جائے بلکہ یہ تو اس لئے بنائی گئی ہیں کہ ان کے اندر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور قرآن حکیم کی تلاوت کی جائے۔ (مسلم)

ام المومنین سیّدنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جانب قبلہ کی دیوار رینٹ تھوک یا بلغم دیکھی تو اسے کھرچ لیا۔ (بخاری، مسلم)

آقا ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ مجھ پر میری امت کے نیک اور برے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو میں اس کے نیک اعمال میں اس موذی چیز کو ملاحظہ فرماتا ہوں جس کو راستہ سے ہٹایا گیا ہو اور اس کے برے اعمال میں کھنگار کو دیکھتا ہوں جو مسجد میں ہو اور دفن نہ کیا گیا ہو۔ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے تم اپنی مساجد کو بچوں، پاگلوں، بیع وشراء، جھگڑے

آواز بلند کرنے، حدود قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔ (کشف الغمہ)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: میرے بیٹے! مسجد تمہارا گھر ہونا چاہئے، کیونکہ میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسجدیں پرہیزگاروں کا گھر ہیں لہٰذا جس کا گھر مسجد ہو اللہ تعالیٰ اس کی راحت ورحمت کا اور پل صراط سے جنت کی طرف اس کے گزرنے کا ضامن ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا جاتا ہے کہ شیطان سے بچنے کے لئے مسجد ایک مضبوط قلعہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مساجد زمین کے اوپر اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں اور جس کی زیارت کی گئی ہے اس پر یہ حق ہے کہ وہ اپنی زیارت کرنے والے کا اعزاز واکرام کرتا ہے یعنی جو آدمی مسجد میں جاتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی زیارت کرتا ہے۔ اس طرح مسجد میں جانے والا بندہ تو زیارت کرنے والا ہوا اور جس کی زیارت کی گئی وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہوئی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ مسجد میں آنے والے بندوں کا اعزاز واکرام کرتا ہے اور انہیں اپنے فضل وکرم کی سعادتوں سے نوازتا ہے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی آدمی مسجد میں نماز پڑھنے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے جگہ پکڑتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت وشفقت کی نظر فرماتا ہے جس طرح اس آدمی کے اہل خانہ جو مدت کے بعد اپنے گھر لوٹا ہو اس کے ساتھ شفقت ومحبت سے پیش آتے ہیں اتنی بات سمجھ لیجئے کہ جن احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں جگہ پکڑنا ممنوع ہے تو اس کی شکل یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی مسجد میں کسی مخصوص جگہ کو ایسا اختیار کرتا ہے کہ اس جگہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ نہیں بیٹھتا تو یہ ممنوع ہے خواہ اس کا کسی مخصوص جگہ کو اختیار کرنا نماز پڑھنے اور ذکر اللہ ہی کے لئے کیوں نہ ہو کیونکہ اس طرح ریا ونمائش کا شبہ ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اور اس قسم کی وہ احادیث جن سے مسجد میں جگہ پکڑنے کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے اس بات پر محمول ہیں کہ مسجد کو کسی دنیاوی غرض و منفعت سے قطع نظر محض نماز پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنے کی نیت سے جائے قیام قرار دیا جائے۔

بَابُ: مَنْ بَنَى لِلّٰهِ مَسْجِدًا

یہ باب اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنانے والے کے بیان میں ہے

735- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَعْفَرِیُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيْعًا عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ اَبِی الْوَلِيْدِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُرَاقَةَ الْعَدَوِیِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يُذْكَرُ فِيْهِ اسْمُ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ

735: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو شخص مسجد تعمیر کرتا ہے' تاکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جائے' تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے''۔

شرح

اللہ کے لئے مسجد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ورضا حاصل کرنے کے لئے مسجد بناتا ہے، نہ کہ لوگوں کو دکھانے سنانے کے لئے اور اپنا نام پیدا کرنے کے لئے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس آدمی کے لئے جنت میں مکان بنا دیتا ہے اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ جو آدمی مسجد بنا کر اس پر اپنا نام لکھتا ہے تاکہ تشہیر کا ذریعہ بنے تو یہ اس کے عدم اخلاص کی دلیل ہے۔ لفظ مسجدا میں تنکیر (عمومیت) تقلیل کے لئے ہے۔ یعنی اگرچہ کوئی آدمی مسجد کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ بنائے اسے اس کا بدلہ اسی طرح دیا جائے گا۔ جس طرح کسی بڑی اور عالی شان مسجد بنانے والے کو۔ چنانچہ روایت میں یہ الفاظ ہیں اگرچہ وہ مسجد بیٹر کے گھونسلے کی مانند ہو۔ یہ مسجد کی تنگی واختصار میں مبالغہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو نیت کو دیکھتا ہے اگر کوئی آدمی دنیا کی شہرت اور نمائش کے جذبے سے بالاتر ہو کر محض اللہ کی رضا وخوشنودی کی غرض سے اور اپنی نیت کے پورے اخلاص کے ساتھ مسجد بناتا ہے تو وہ جنت میں اللہ کی طرف سے ایک مکان کا حقدار ہوگا اگرچہ اس کی بنائی ہوئی مسجد کتنی ہی چھوٹی اور مختصر کیوں نہ ہو۔

مسجد بنانے والے کے لئے جنت میں گھر بنوانے کا بیان

736- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس کی مانند گھر بنا دیتا ہے''۔

737- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا مِنْ مَّالِهٖ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص اپنے مال میں سے مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے''۔

738- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ نَشِيْطٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

736: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1190' ورقم الحدیث: 7396' ورقم الحدیث: 7397' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 318

737: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

738: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ حُسَیْنٍ النَّوْفَلِیِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰهِ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ اَوْ اَصْغَرَ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے اتنی چھوٹی مسجد بنائے جتنا کونج کا وہ گڑھا ہوتا ہے جو (وہ انڈہ دینے کے لیے بناتی ہے) یا اس سے بھی چھوٹی مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا''۔

اللہ کی رضا کے لئے مسجد پر نیک کام کرنے کا بیان

ایک بادشاہ نے ارادہ کیا کہ وہ ایک ایسی مسجد بنائے گا جس میں اس کے سوا کسی کا کوئی حصہ نہ ہو اس نے پہلے جگہ خریدی، پھر اعلان کردیا خبردار کوئی بھی اس مسجد میں کسی طرح کا اپنا حصہ شامل نہ کرے نہ مال نہ خدمت جس نے کام کرنا ہو مزدوری اور اجرت پر کرے خیر: اسی شرط کے ساتھ مسجد تیار ہوگئی سارا مال بادشاہ کا لگا مسجد کے دروازہ پر بادشاہ نے اپنا نام لکھوادیا اور مسجد میں نماز شروع ہوگئی ایک رات بادشاہ نے خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ اترا اس نے مسجد کے دروازہ سے بادشاہ کا نام کاٹ کر ایک عورت کا نام لکھ دیا بادشاہ نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا مجھے اسی کا حکم ہے صبح جب بادشاہ اٹھا تو بہت پریشان اپنے کارندے بھیجے کہ جا کر دیکھو! میرا نام موجود ہے یا نہیں؟ انہوں نے جا کر دیکھا بادشاہ کا نام موجود تھا مگر دوسری رات پھر وہی خواب اور تیسری رات بھی مگر جب جا کر دیکھتے تو بادشاہ کا کتبہ موجود ہوتا بادشاہ نے خواب میں اس عورت کا نام یاد کر لیا تھا اپنے لوگوں کو اس کی تلاش پر لگا دیا وہ عورت مل گئی اسے طلب کر لیا گیا وہ بہت بوڑھی تھی اور رعشہ کی وجہ سے اس کا جسم کپکپاتا تھا اور اس طلبی پر مزید بھی خوف سے کانپ رہی تھی بادشاہ نے کہا اے خاتون! آپ نے اس مسجد میں کیا حصہ ڈالا؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں میں غریب کمزور بڑھیا میری مجال کہ آپ کے اتنے سخت اعلان کے بعد کوئی جرات کرتی بادشاہ نے اس کو اللہ کا واسطہ دیا اور کہا آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا سچ بتا دیں وہ بولی: بادشاہ سلامت کچھ بھی نہیں، بس اتنا کہ ایک گرمی کی دوپہر میں وہاں سے گزر رہی تھی مزدور کاریگر سب اندر آرام میں تھے ایک جانور جو مسجد کا سامان اٹھاتا تھا وہ باہر بندھا ہوا تھا پیاس کی وجہ سے اس کا برا حال تھا اس کے قریب ہی پانی کا بھرا برتن رکھا تھا مگر وہ اس تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور بار بار زور لگا کر ہانپ رہا تھا میں نے وہ برتن اس کے قریب کر دیا اور اس نے وہ پانی پی لیا بس میں نے یہی خدمت کی بادشاہ رو پڑا اور کہنے لگا۔

اماں! آپ نے اتنا سا کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا تو اللہ تعالیٰ نے ساری مسجد آپ کے نام کردی اور میں نے اتنا سارا کام اپنے نام کے لئے کیا تو اللہ تعالیٰ نے مسجد کے اجر میں مجھے شامل نہ فرمایا پھر اس نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ جا کر مسجد سے میرا نام کاٹ دو اور اسی خاتون کا نام لکھ دو۔ (فکری حکایات)

بَابُ: تَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ

یہ باب مساجد کو پختہ بنانے کے بیان میں ہے

مساجد کے ذریعے فخر وتکبر کرنے والوں کا بیان

739- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک لوگ مساجد کے حوالے سے ایک دوسرے پر فخر کا اظہار نہیں کریں گے''۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ قرب قیامت لوگ بڑی بڑی مسجدیں بنائیں گے اور انہیں آراستہ کریں گے اور اس سے ان لوگوں کا مقصد اللہ کی رضا وخوشنودی اور ان کی نیت خالصۃ اللہ کے لئے نہیں ہوگی بلکہ ان کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ بڑے فخر ومباہات کے ساتھ اپنے اس کارنامے کو دنیا کے سامنے پیش کرسکیں اور دنیا والے ان کی تعریف وبڑائی میں زمین وآسمان کے قلابے ملادیں۔

مساجد کی سجاوٹ کرنے کا بیان

740- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَجَلِيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَاكُمْ سَتُشَرِّفُونَ مَسَاجِدَكُمْ بَعْدِي كَمَا شَرَّفَتِ الْيَهُودُ كَنَائِسَهَا وَكَمَا شَرَّفَتِ النَّصَارٰى بِيَعَهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''تمہارے بارے میں میرا یہ خیال ہے' تم لوگ میرے بعد اپنی مساجد کو بلند تعمیر کرنا شروع کروگے جس طرح یہودیوں نے اپنی عبادت گاہیں نمایاں کی تھیں اور جس طرح عیسائیوں نے اپنی عبادگاہیں نمایاں کی تھیں''۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ لوگ مسجدوں میں نقش ونگار کریں گے اور ان کے درودیوار پر سونا چڑھائیں گے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حسب عادت، انسانی لوگوں کے افعال کی خبر دینے کے مترادف ہے یعنی آئندہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو مسجدوں کو منقش ومزین کریں گے اور ان کے درودیوار

739: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 449' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 688

740: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

پر سونا چڑھائیں گے حالانکہ ان کا یہ طریقہ خلاف سنت ہوگا کیونکہ اسلام کی سادگی پسند فطرت اس قسم کی چیزوں کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ مزید یہ کہ اس طریقے سے یہود ونصاریٰ کی مشابہت ہوتی ہے۔ متاخرین علماء نے مساجد کی زیب وزینت اور ان میں نقش ونگار کی اجازت دی ہے اور کہا کہ لوگ اپنے مکانوں کو بلند ومطلا بناتے ہیں اور انہیں منقش ومزین کرتے ہیں اگر مسلمان اپنی مسجدوں کو لکڑی مٹی سے بالکل سادہ بنائیں تو ہوسکتا ہے کہ عوام کی نظروں میں ان کی وقعت وعظمت نہ ہو اس لئے مسجدوں کو ایسے ڈھنگ سے بنانے کی اجازت دے دی گئی ہے جو موجودہ زمانے کے معیار پر رفیع ومحترم سمجھی جائیں۔

مسجد نبوی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بالکل سادہ اور کچی تھی دیواریں اینٹوں کی اور چھت کھجور کی ٹہنیوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو دوبارہ بنوایا تو انہوں نے بھی اسی طرح مسجد کو سادہ رکھا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس مسجد کو از سر نو نئے طرز پر تعمیر کروایا چنانچہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ مسجد کو وسیع تر بنادیا بلکہ اس کی دیواروں میں منقش پتھر اور چھت میں سال استعمال کیا اس طرح مسجد نبوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مقابلے میں بہت بڑی اور خوبصورت ہوگئی۔

741- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا سَاءَ عَمَلُ قَوْمٍ قَطُّ اِلَّا زَخْرَفُوْا مَسٰجِدَهُمْ

◆◆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''کسی بھی قوم کا اجتماعی عمل اسی وقت خراب ہوتا ہے' جب وہ اپنی مساجد کو آراستہ کرنے لگیں''۔

بَاب :اَيْنَ يَجُوزُ بِنَاءُ الْمَسْجِدِ

یہ باب کہاں مسجد بنائی جانے کے بیان میں ہے

742- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِى التَّيَّاحِ الضُّبَعِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ مَوْضِعُ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِى النَّجَّارِ وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ وَّمَقَابِرُ لِلْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَامِنُوْنِىْ بِهٖ قَالُوْا لَا نَاْخُذُ لَهٗ ثَمَنًا اَبَدًا قَالَ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْنِيهِ وَهُمْ يُنَاوِلُوْنَهٗ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ قَبْلَ اَنْ

741: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

742: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 428' ورقم الحدیث: 1868' ورقم الحدیث: 3932' ورقم الحدیث: 2106' ورقم الحدیث: 2771' ورقم الحدیث: 2774' ورقم الحدیث: 2779' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1173' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 453' ورقم الحدیث: 454' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 701

يُبْنَى الْمَسْجِدَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کی مسجد کی جگہ بنونجار کی ملکیت تھی وہاں ان کے کچھ کھجوروں کے باغات تھے اور کچھ مشرکین کی قبریں تھیں' نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم اس کی قیمت مجھ سے وصول کرلو انہوں نے عرض کی: ہم آپ ﷺ سے اس کی قیمت ہرگز وصول نہیں کریں گے تو نبی کریم ﷺ نے اس مسجد کی تعمیر شروع کی' لوگوں نے آپ ﷺ کو اینٹیں وغیرہ پکڑانا شروع کیں' نبی کریم ﷺ ساتھ یہ پڑھ رہے تھے۔

''یاد رکھنا زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے' اے اللہ! تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت کردے''

راوی بیان کرتے ہیں: مسجد کی تعمیر کرنے سے پہلے نبی کریم ﷺ کو جہاں بھی نماز کا وقت ہوجاتا تھا آپ ﷺ وہیں نماز ادا کرلیتے تھے۔

شرح

مسجد نبوی ﷺ جس جگہ قائم کی گئی وہ دراصل دو یتیموں کی زمین تھی۔ ورثاء اور سرپرست اسے ہدیہ کرنے پر بضد تھے اور اس بات کو اپنے لئے بڑا اعزاز سمجھتے تھے کہ ان کی زمین شرف قبولیت پا کر مدینہ منورہ کی پہلی مسجد بنانے کے لئے استعمال ہوجائے مگر نبی کریم ﷺ نے بلا معاوضہ وہ زمین قبول نہیں فرمایا، دس دینار قیمت طے پائی اور آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کی ادائیگی کا حکم دیا اور اس جگہ پر مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کا فیصلہ ہوا۔ پتھروں کو گارے کے ساتھ چن دیا گیا۔ کھجور کی ٹہنیاں اور تنے چھت کے لئے استعمال ہوئے اور اس طرح سادگی اور وقار کے ساتھ مسجد کا کام مکمل ہوا۔ مسجد سے متصل ایک چبوترہ بنایا گیا جو ایسے افراد کے لئے دارالاقامہ تھا جو دور دراز سے آئے تھے اور مدینہ منورہ میں ان کا اپنا گھر نہ تھا۔

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی جبکہ کئی مسلم حکمرانوں نے اس میں توسیع اور تزئین و آرائش کا کام کیا۔ گنبد خضراء کو مسجد نبوی ﷺ میں امتیازی خصوصیت حاصل ہے جس کے نیچے حضرت محمد ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک ہیں۔ یہ مقام دراصل ام المومنین حضرت عائشہ کا حجرہ مبارک تھا۔ ریاست مدینہ میں مسجد نبوی ﷺ کی حیثیت مسلمانوں کے لئے عبادت گاہ، عدالت اور مدرسے کی تھی۔

مسجد نبوی ﷺ کا مقام

رسول اللہ ﷺ نے اسی مسجد کے سنگریزوں پر بیٹھ کر معاشرہ کے تمام مسائل کو قرآن کریم کی روشنی میں حل فرمایا۔ آپ کی تمام اصلاحی اور تعمیری سرگرمیاں یہیں سے انجام پاتی تھیں۔ سینکڑوں مہاجرین کی اس چھوٹی سی بستی میں منتقل ہونے کے نتیجہ میں آبادی کے مسائل تھے اور ان نو وارد افراد کو معاشرے میں ضم کرنے کے مسائل تھے۔ اس مسئلہ کو مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں بیٹھ کر مواخات کی شکل میں حل کیا گیا۔ نئی مملکت کے تمام سیاسی مسائل کے حل اور قانون سازی کے لئے اس مسجد نے پارلیمنٹ ہاؤس کا کردار ادا کیا۔ عدالتی فیصلوں کے لئے اسی مسجد نے سپریم کورٹ کا کردار ادا کیا۔ ہر قسم کی تعلیمی کاروائیاں اسی مسجد سے سرانجام پانے لگیں۔ تمام رفاہی کاموں کا مرکز یہی مسجد قرار پائی۔ تجارت وزراعت کے مسائل کے لئے یہی کامرس چیمبر اور یہی ایگریکلچر ہاؤس قرار دیا

گیا۔ دفاعی اقدامات اور جنگی حکمت عملی کے لئے بھی یہی مسجد بطور مرکز استعمال ہونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے جب کسی علاقے میں جہاد کے لئے لشکر روانہ کرنا ہوتا تو اسی مسجد سے اس کی تشکیل کی جاتی اور ایک موقع پر مجاہدین نے جہاد کی تربیت کا مرحلہ بھی اس مسجد کے صحن میں مکمل کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حبشہ کے کچھ لوگ آئے ہوئے تھے اور عید کے روز مسجد نبوی ﷺ کے صحن میں وہ نیزہ بازی کی مشق کر رہے تھے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ کی اوٹ میں کھڑے ہو کر دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد و مدرسہ کو مسلم معاشرہ کا محور بنا دیا تھا اور مسجد و مدرسہ کا کردار زندگی کے ہر شعبہ پر محیط تھا، جس کے نتیجے میں دیکھتے ہی دیکھتے صدیوں کے الجھے ہوئے تمام مسائل حل ہو گئے اور مدینہ منورہ کا معاشرہ دنیا کے لئے ایک عظیم الشان مثال بن گیا۔

رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کو صرف عبادت کی جگہ قرار نہیں دیا بلکہ اس سے لوگوں کی سماجی، سیاسی، علمی اور زندگی کے دیگر امور سے متعلق مسائل کے حل کے لئے بھی استفادہ کرتے تھے اسی لئے یہ مسجد مسلمانوں کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ برسوں سے لاکھوں مسلمان مسجد نبوی ﷺ اور اس کے احاطے میں واقع روضہ نبوی ﷺ کی زیارت کے لئے نہایت عقیدت و احترام اور ذوق و شوق کے ساتھ مدینے جاتے ہیں۔

قبیلہ بنونجار کے فضائل کا بیان

حضرت ابی اسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؟ انصار کے بہترین گھر یعنی ان کے افضل قبائل "بنونجار" پھر "بنو عبدالاشہل" پھر "بنو حارث اور پھر "بنو ساعدہ" ہیں اور انصار کے تمام ہی قبیلوں میں بھلائی اور نیکی ہے۔

(بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد پنجم: حدیث نمبر 873)

اور انصار کے تمام قبیلوں میں " میں تعمیم بعد تخصیص ہے۔ یعنی پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض خاص خاص قبیلوں کی فضیلت کا ذکر فرمایا اور پھر مجموعی طور پر تمام ہی قبیلوں کے بارے میں فرمایا کہ انصار کے سارے ہی قبائل خیر و بھلائی کی فضیلت رکھتے ہیں۔ اور ان کے سب قبیلے دوسرے تمام اہل مدینہ سے افضل ہیں۔

علامہ عسقلانی نے لکھا ہے کہ پہلے جو "خیر" کا لفظ ہے وہ تو "افضل" کے معنی میں ہے اور دوسرا "خیر" فضل کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ یوں تو انصار کے تمام ہی قبائل کو خیر و بھلائی حاصل ہے۔ لیکن مراتب کے اعتبار سے ان میں تفاوت ہے۔ اور علماء لکھتے ہیں کہ یہ تفاوت قبول اسلام میں سبقت کے اعتبار سے یعنی جس قبیلے نے قبول اسلام میں جس قدر سبقت کی تھی اسی قدر اس کی فضیلت بڑھی ہوئی ہے واضح ہو" دار " (یعنی گھر) سے مراد قبیلہ ہے۔ انصار کے تمام قبائل مدینہ کے اپنے الگ الگ محلوں میں رہتے تھے۔ اور جس محلّہ میں جو قبیلہ رہتا تھا وہ اسی قبیلہ کی نسبت سے "دار بنوفلاں" کے نام سے جانا جاتا تھا۔ چنانچہ اس اعتبار سے کہ "قبیلہ" کا اصل نام "بنوفلاں" کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا تھا، بہت سی روایتوں میں "بنوفلاں" کا لفظ "دار" کے بغیر ہی نقل ہوا ہے۔ اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ اقوام و قبائل اور اشخاص میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دینا اور اس افضلیت کو بیان کرنا جائز ہے، اس کا شمار غیبت میں نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ اس کی بنیاد کسی کی عداوت یا تنقیص اور خواہش نفس نہ ہو۔

743- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الدَّلَّالُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ

اللّٰہِ بْنِ عِیَاضٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَہٗ اَنْ یَّجْعَلَ مَسْجِدَ الطَّائِفِ حَیْثُ کَانَ طَاغِیَتُھُمْ

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ طائف میں وہاں مسجد بنائیں جہاں ان لوگوں کے بت ہوا کرتے تھے۔

744- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اَعْیَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَسُئِلَ عَنِ الْحِیطَانِ تُلْقٰی فِیْھَا الْعَذِرَاتُ فَقَالَ اِذَا سُقِیَتْ مِرَارًا فَصَلُّوْا فِیْھَا یَرْفَعُہٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے ان سے ان باغات کے بارے میں پوچھا گیا جہاں گندگی پھینکی جاتی تھی تو انہوں نے فرمایا: اسے کئی مرتبہ سیراب کیا جا چکا ہو تو تم اس پر نماز ادا کرلو۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے منقول مرفوع روایت کے طور پر یہ بات بیان کی۔

بَابُ: الْمَوَاضِعِ الَّتِیْ تُکْرَہُ فِیْھَا الصَّلٰوۃُ

یہ باب ان مقامات کے بیان میں ہے جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

قبرستان اور حمام میں نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان

745- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْہِ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَرْضُ کُلُّھَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبَرَۃَ وَالْحَمَّامَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''قبرستان اور حمام کے علاوہ تمام روئے زمین مسجد (یعنی نماز ادا کرنے کی جگہ) ہے''۔

سات مقامات پر نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان

746- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرٰھِیْمَ الدِّمَشْقِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یَزِیْدَ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَیُّوْبَ عَنْ زَیْدِ بْنِ جُبَیْرَۃَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَیْنِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ

743: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 450

744: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

745: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 492' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 317

746: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 346' ورقم الحدیث: 347

نَهَى أَنْ يُصَلَّى فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ فِي الْمَزْبَلَةِ وَالْمَجْزَرَةِ وَالْمَقْبَرَةِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ وَالْحَمَّامِ وَمَعَاطِنِ الْإِبِلِ وَفَوْقَ الْكَعْبَةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات جگہوں پر نماز ادا کرنے سے منع کیا ہے۔ بیت الخلاء، مذبح، قبر، راستہ، حمام، اونٹوں کا باڑہ اور بیت اللہ کی چھت۔

747- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعُ مَوَاطِنَ لَا تَجُوزُ فِيهَا الصَّلَاةُ ظَاهِرُ بَيْتِ اللَّهِ وَالْمَقْبَرَةُ وَالْمَزْبَلَةُ وَالْمَجْزَرَةُ وَالْحَمَّامُ وَعَطَنُ الْإِبِلِ وَمَحَجَّةُ الطَّرِيقِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سات جگہوں پر نماز ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ بیت اللہ کی چھت' قبرستان' راستہ' مذبح خانہ' حمام' اونٹوں کا باڑہ اور عام راستہ۔

شرح

بعض علماء سلف تو حدیث کے ظاہری الفاظ کو دیکھتے ہوئے یہی فرماتے ہیں کہ مقبرے کے اندر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور بعض علماء کے نزدیک مقبرہ میں نماز پڑھنا جائز ہے لیکن قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا متفقہ طور پر علماء کے نزدیک حرام ہے مزبلہ اور مجزرہ (یعنی کوڑی اور مذبح) میں نماز پڑھنا اس لئے مکروہ ہے کہ ان دونوں جگہوں میں نجاست وگندگی پھیلی رہتی ہے۔ چنانچہ ان مقامات میں اگر کسی ایسی جگہ نماز پڑھی جائے جو صاف ہو مگر اس کے قریب ہی نجاست بھی پڑی ہو یا نجاست ہی پر مصلی بچھا کر نماز پڑھی جائے۔ یہ مکروہ ہے اس سے دین کی حقارت و بے وقعتی ظاہر ہوتی ہے اور نماز کی رفعت شان اس بات کی متقاضی ہے کہ اسے بالکل پاک وصاف جگہ ادا کیا جائے نہ کہ ایسی جگہ جہاں گندگی ونجاست پھیلی ہوئی ہو۔

راستہ کے درمیان نماز پڑھنا اس لئے ممنوع ہے کہ وہاں لوگوں کے آنے جانے کی وجہ سے دھیان بٹتا ہے اور یکسوئی حاصل نہیں ہوتی نیز اس سے لوگوں کو آنے جانے میں تکلیف ہوتی ہے۔ پھر یہ کہ عام گزرگاہ ہونے کی وجہ سے اگر لوگ مجبوری کی بناء پر نمازی کے آگے سے گزریں گے تو ان کے گزرنے سے نمازی گناہگار ہوگا اور اگر لوگ بے ضرورت ہی گزریں گے۔ تو وہ گناہگار ہوں گے۔ حمام میں نماز پڑھنا اس لئے مکروہ ہے کہ وہ ستر کھلنے اور شیطان کے رہنے کی جگہ ہے کعبہ کی چھت پر بھی نماز پڑھنا اس لئے مکروہ ہے کہ اس سے کعبۃ اللہ کے بے ادبی ہوتی ہے۔ اب علماء کے ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ ان ساتوں جگہوں پر نماز پڑھنے کو مکروہ کہا گیا ہے تو آیا یہ مکروہ تنزیہی ہے یا مکروہ تحریمی؟ چنانچہ بعض علماء کے نزدیک تو ان ساتوں جگہ نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ مکروہ تحریمی ہیں۔

747: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 347

بَابُ: مَا يُكْرَهُ فِي الْمَسَاجِدِ

یہ باب مساجد امور مکروہ کے بیان میں ہے

مسجد کو بہ طور راستہ استعمال نہ کرنے کا بیان

748- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جَبِيرَةَ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِصَالٌ لَا تَنْبَغِي فِي الْمَسْجِدِ لَا يُتَّخَذُ طَرِيقًا وَلَا يُشْهَرُ فِيهِ سِلَاحٌ وَلَا يُنْبَضُ فِيهِ بِقَوْسٍ وَلَا يُنْشَرُ فِيهِ نَبْلٌ وَلَا يُمَرُّ فِيهِ بِلَحْمٍ نِيءٍ وَلَا يُضْرَبُ فِيهِ حَدٌّ وَلَا يُقْتَصُّ فِيهِ مِنْ أَحَدٍ وَلَا يُتَّخَذُ سُوقًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کچھ کام ایسے ہیں جو مسجد میں کرنا مناسب نہیں ہے' اسے راستہ نہ بنایا جائے' اس میں ہتھیار کو ظاہر نہ کیا جائے' اس میں کمان پر تیر نہ کھینچا جائے' اس میں تیروں کو بکھیرا نہ جائے' کچا گوشت لے کر اس میں سے گزرا نہ جائے' مسجد کے اندر حد جاری نہ کی جائے' اس میں قصاص نہ لیا جائے اور اسے بازار کے طور پر استعمال نہ کیا جائے (یعنی مسجد میں خرید وفروخت نہ کی جائے)

مسجد میں خرید وفروخت کی ممانعت کا بیان

749- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبَيْعِ وَالِابْتِيَاعِ وَعَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي الْمَسَاجِدِ

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد میں خرید وفروخت کرنے اور شعر وشاعری کرنے سے منع کیا ہے۔

شرح

اشعار سے مراد ایسے اشعار ہیں جن میں جھوٹ اور لغو باتیں ذکر کی گئی ہوں کیونکہ مسجد اللہ کی عبادت کرنے کی جگہ ہے وہاں خلاف شرع اور جھوٹ ولغو باتوں کو بیان کرنا ناجائز ہے البتہ ایسے اشعار جن میں اللہ کی توحید ومناجات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخلص متبعین اور فرمانبردار امتیوں کی تعریف وتوصیف، دین ومذہب اور اخلاق وکردار کو بخشنے والی

748: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

749: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1079' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 322' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 713' ورقم الحدیث: 714' اخرجہ ابن ماجہ فی ''السنن'' رقم الحدیث: 766' ورقم الحدیث: 1133

باتوں کا ذکر ہو تو ان کا پڑھنا ہر جگہ جائز اور مستحسن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شاعر اسلام حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لئے جو اپنے اشعار کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور کفار کی ہجو بیان کیا کرتے تھے مسجد نبوی میں منبر بچھواتے تھے اور حضرت حسان اس منبر پر کھڑے ہو کر اس قسم کے پاکیزہ اشعار پڑھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حسان رضی اللہ عنہ کی تائید کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے اشعار کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کی جانب سے کفار سے مقابلہ کرتے ہیں۔ مسجد میں جس طرح خرید و فروخت ممنوع ہے اسی طرح وہاں دنیا کے دوسرے معاملات طے کرنا منع ہیں۔

جمعہ کے روز نماز پڑھنے سے پہلے مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو منع فرمایا ہے علماء اس کی مختلف وجوہ بیان کرتے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ حلقہ باندھ کر بیٹھنا نمازیوں کی ہیت اجتماعی کے خلاف ہے نیز یہ کہ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے لئے مسجد میں جمع ہونا خود ایک مستقل اور عظیم الشان کام ہے جب تک اس کام یعنی نماز جمعہ سے فارغ نہ ہولیں، دوسرے کام میں مشغول ہونا مناسب نہیں ہے۔ نیز یہ کہ حلقہ باندھ کر بیٹھنا غفلت کا سبب ہے۔ ان دونوں صورتوں میں اس نہی کا تعلق خاص طور پر خطبے کے وقت سے نہیں ہوگا۔ تیسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ وقت خاموش اور چپ رہنے کا ہے اور نہایت توجہ کے ساتھ امام کا خطبہ سننے کا ہے اور چونکہ حلقہ باندھ کر بیٹھنے سے امام کے خطبے کی طرف توجہ کم ہو جاتی ہے لہٰذا یہ درست نہیں ہے۔ اس صورت میں اس ممانعت کا تعلق صرف خطبہ کے وقت سے ہوگا۔ لہٰذا پہلی اور دوسری توجیہ کی صورت میں یہ نہی تنزیہی ہوگی اور تیسری توجیہ کی صورت میں نہی تحریمی ہوگی۔

بچوں اور پاگلوں کو مساجد سے دور رکھنے کا بیان

750- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرٰهِيمَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ يَقْظَانَ عَنْ اَبِىْ سَعِيدٍ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِيْنَكُمْ وَشِرَائَكُمْ وَبَيْعَكُمْ وَخُصُومَاتِكُمْ وَرَفْعَ اَصْوَاتِكُمْ وَاِقَامَةَ حُدُوْدِكُمْ وَسَلَّ سُيُوفِكُمْ وَاتَّخِذُوْا عَلٰى اَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ وَجَمِّرُوْهَا فِى الْجُمَعِ .

◄► حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' ہماری مساجد سے اپنے بچوں' اپنے پاگل لوگوں' اپنے برے لوگوں' اپنی خرید و فروخت' اپنے باہمی جھگڑوں' آواز بلند کرنے' حدود قائم کرنے' تلوار سونت لینے کو الگ رکھو اور مسجد کے دروازوں کے پاس طہارت خانوں کو بنا لو اور جمعے کے موقع پر اس میں دھونی دے دیا کرو (تاکہ اس کی بو نہ پھیلے)

750: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ: النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ

یہ باب مسجد میں سو جانے کے بیان میں ہے

751-حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ اَنْبَانَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم لوگ مسجد میں سو جایا کرتے تھے۔

شرح

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ میں (ایک روز) مسجد میں پڑا سو رہا تھا کہ کسی آدمی نے میرے کنکر ماری میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم جا کر ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس لاؤ۔ (جو مسجد میں بلند آواز سے باتیں کر رہے تھے) میں ان کو بلا لایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کون ہو؟ یا فرمایا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا (یعنی مارتا۔ لیکن چونکہ تم لوگ یہاں کے رہنے والے نہیں ہو اور آداب مسجد سے واقف نہیں ہو یا یہ کہ مسافر ہو اس لئے عفو و شفقت کے مستحق ہو اور فرمایا کہ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں زور زور سے باتیں کر رہے ہو۔ (صحیح البخاری، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 705)

راوی کو شک واقع ہو رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ "تم کون ہو؟" یا یہ فرمایا کہ "تم کہاں کے رہنے والے ہو۔" بہر حال مسجد میں بلند آواز سے باتیں کرنا مکروہ ہے اگرچہ موضوع سخن علم ہی کیوں نہ ہو۔

752-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ يَعِيْشَ بْنَ قَيْسِ بْنِ طِخْفَةَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقُوْا فَانْطَلَقْنَا اِلٰى بَيْتِ عَائِشَةَ وَاَكَلْنَا وَشَرِبْنَا فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتُمْ نِمْتُمْ هَا هُنَا وَاِنْ شِئْتُمْ انْطَلَقْتُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ فَقُلْنَا بَلْ نَنْطَلِقُ اِلَى الْمَسْجِدِ

◆◆ یعیش بن قیس اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' جو اصحاب صفہ میں سے تھے' وہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا' تم لوگ چلو! ہم لوگ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے وہاں ہم نے کھایا اور پیا' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو یہاں سو جاؤ اگر تم چاہو تو مسجد چلے جاؤ' راوی کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: کہ ہم مسجد چلے

751: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

752: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 5040' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 3723

جاتے ہیں۔

بَابُ: اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلُ

یہ باب کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی کے بیان میں ہے

753- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنِ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ اَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَكَ مُصَلًّى فَصَلِّ حَيْثُ مَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد حرام۔

میں نے دریافت کیا: پھر کون سی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مسجد اقصیٰ۔ میں نے دریافت کیا: ان کے درمیان کتنی مدت ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس سال کی۔

(پھر آپ نے فرمایا:) ''تمام روئے زمین تمہارے لیے نماز ادا کرنے کی جگہ ہے جہاں تمہیں نماز کا وقت ہو جائے تم نماز ادا کر لو''۔

شرح

یہاں یہ اشکال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ کہ کعبۃ اللہ کو بنانے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور بیت المقدس کی بناء رکھنے والے حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں اور تاریخی طور پر یہ ثابت ہے کہ ان دونوں کے درمیان ایک ہزار برس سے زیادہ کا فرق ہے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کس اعتبار سے فرمایا کہ کعبۃ اللہ اور بیت المقدس کی بناء کے درمیان صرف چالیس سال کا فرق ہے۔

اس کے جواب میں علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ان دونوں مسجدوں کی بناء اول کی طرف اشارہ ہے اور یہ ثابت ہے کہ کعبہ کے بانی اولی حضرت ابراہیم علیہ السلام نہیں ہیں۔ اسی طرح بیت المقدس کے بھی بانی اولی حضرت سلیمان نہیں ہیں بلکہ کعبہ کی بناء سب سے پہلے آدم علیہ السلام نے رکھی ہے پھر حضرت آدم کے بعد ان کی اولاد تمام روئے زمین پر پھیل گئی۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ ان کی اولاد میں سے کسی نے بیت المقدس کی بنیاد رکھی ہو اور ان دونوں کے درمیان چالیس سال کا فرق رہا ہو۔ پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو بنایا اور حضرت سلیمان نے بیت المقدس کی تعمیر کی۔

753: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 3366' ورقم الحدیث: 3425' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1161' ورقم الحدیث: 1162' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 689

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ: مجھے اس حدیث کی توثیق علامہ ابن ہشام کے اس مقولہ سے معلوم ہوتی ہے جو انہوں نے کتاب التسیجات میں لکھا ہے کہ: "جب حضرت آدم کعبۃ اللہ کی تعمیر سے فارغ ہو گئے تو انہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب بیت المقدس کی سیر کر کے اسے بناؤ چنانچہ انہوں نے اس حکم کی تعمیل میں بیت المقدس بنایا اور اس میں عبادت کی۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کی بناء پر چالیس سال کے عرصے کا فرق ہو۔" بعض علماء سے اس حدیث کی توجیہ یہ منقول ہے کہ: "جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ بنایا تو مسجد کی حد مقرر کر دی تھی اسی طرح بیت المقدس کی بھی حد مقرر کر دی ہوگی۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ ان کی حدود کو مقرر کرنے کا درمیانی وقفہ چالیس سال کا ہو۔

بَابُ: اَلْمَسَاجِدِ فِى الدُّوْرِ

یہ باب گھر میں نماز کے لیے جگہ مخصوص کر لینے کے بیان میں ہے

754- حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيِّ وَكَانَ قَدْ عَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ دَلْوٍ فِىْ بِئْرٍ لَّهُمْ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ السَّالِمِيِّ وَكَانَ اِمَامَ قَوْمِهٖ بَنِىْ سَالِمٍ وَّكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ قَدْ اَنْكَرْتُ مِنْ بَصَرِىْ وَاِنَّ السَّيْلَ يَاْتِىْ فَيَحُوْلُ بَيْنِىْ وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِىْ وَيَشُقُّ عَلَىَّ اجْتِيَازُهٗ فَاِنْ رَاَيْتَ اَنْ تَاْتِيَنِىْ فَتُصَلِّىَ فِىْ بَيْتِىْ مَكَانًا اَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى فَافْعَلْ قَالَ اَفْعَلُ فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَ مَا اشْتَدَّ النَّهَارُ وَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنْتُ لَهٗ وَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى قَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّىَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِىْ اُحِبُّ اَنْ اُصَلِّىَ فِيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ احْتَبَسْتُهٗ عَلٰى خَزِيْرَةٍ تُصْنَعُ لَهُمْ

◆◆ حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' یہ وہ صحابی ہیں جنہیں (اپنے بچپن کی) یہ بات یاد ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کنوئیں میں سے ڈول میں پانی لے کر کلی کی تھی۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو اپنی قوم بنو سالم کے امام تھے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اصحاب میں شامل ہیں۔ جنہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت عتبان بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری

754: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 77' ورقم الحدیث: 189' ورقم الحدیث: 424,725' ورقم الحدیث: 667' ورقم الحدیث: 668,838' ورقم الحدیث: 839,840' ورقم الحدیث: 1185,1186' ورقم الحدیث: 6354' ورقم الحدیث: 4009' ورقم الحدیث: 4010' ورقم الحدیث: 5401' ورقم الحدیث: 6422' ورقم الحدیث: 6423' ورقم الحدیث: 6938' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 148,149' ورقم الحدیث: 1494' ورقم الحدیث: 1495' ورقم الحدیث: 1496' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 787' ورقم الحدیث: 834' ورقم الحدیث: 1326

میری نظر کمزور ہو چکی ہے۔ جب بارش ہوتی ہے تو سارا علاقہ پانی سے بھر جاتا ہے جو میرے اور محلے کی مسجد اگر آپ مناسب سمجھیں تو کے درمیان ہے میں وہاں نہیں جا سکتا اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ میرے ہاں تشریف لائیں اور میرے گھر میں نماز ادا کریں میں اس جگہ کو اپنی نماز پڑھنے کے لئے مخصوص کر لوں گا۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: میں ایسا کروں گا۔

(حضرت عتبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) اگلے دن نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دن چڑھنے کے بعد تشریف لے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے آپ ﷺ کو اجازت پیش کی۔ آپ ﷺ تشریف فرما نہیں ہوئے بلکہ گھر میں آنے کے بعد دریافت کیا: تم کیا چاہتے ہو کہ میں تمہارے گھر میں کہاں نماز ادا کروں۔ میں نے گھر کے اس کونے کی طرف اشارہ کیا۔ جسے میں اپنی نماز کے لیے مخصوص کرنا چاہتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے وہاں کھڑے ہوئے نے آپ کے پیچھے صف قائم کر لی۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں دو رکعات پڑھائیں۔

حضرت عتبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو کھانے کے لئے روک لیا جو آپ ﷺ کے لئے کھانا تیار کروایا تھا۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا آدمی (حضرت عبداللہ ابن مکتوم) سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے ایسا کوئی رہبر نہیں ہے جو مجھے مسجد میں لے جائے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ انہیں گھر میں نماز پڑھ لینے کی رخصت یعنی اجازت دے دی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی (اس کے بعد) جب وہ مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے واپس لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پھر بلایا اور ان سے فرمایا کہ کیا تم نماز کی اذان سنتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے مسجد میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1020)

صحیحین کی حدیث میں منقول ہے کہ "جب حضرت عتبان ابن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی بینائی کا شکوہ کیا (کہ اس کی وجہ سے میں مسجد میں حاضری سے معذور ہوں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ اپنے گھر ہی میں نماز پڑھ لیا کریں۔" لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ نابینا آدمی کو جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے مگر جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں دی اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فضلائے مہاجرین میں سے تھے ان کی شان کے لائق یہی بات تھی کہ وہ اولیٰ پر عمل کریں یعنی جماعت میں حاضر ہوا کریں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے تو اجازت دے دی مگر پھر وحی آ جانے یا اجتہاد کے بدل جانے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت واپس لے لی، اس حدیث میں اذان سننے کے بعد مسجد میں حاضری کی ضرورت و اہمیت کو کمال مبالغے کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

755- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ اَرْسَلَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَعَالَ فَخُطَّ لِىْ مَسْجِدًا فِىْ دَارِىْ اُصَلِّىْ فِيْهِ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا عَمِىَ فَجَاءَ فَفَعَلَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک انصاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں اور میرے گھر میں میرے لیے نماز کی جگہ مقرر کردیں تاکہ وہاں میں نماز ادا کیا کروں' (راوی کہتے ہیں) یہ ان کے نابینا ہوجانے کے بعد کا واقعہ ہے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

756- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِىٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْجَارُوْدِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَنَعَ بَعْضُ عُمُوْمَتِىْ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَقَالَ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ اُحِبُّ اَنْ تَاْكُلَ فِىْ بَيْتِىْ وَتُصَلِّىَ فِيْهِ قَالَ فَاَتَاهُ وَفِى الْبَيْتِ فَحْلٌ مِّنْ هٰذِهِ الْفُحُوْلِ فَاَمَرَ بِنَاحِيَةٍ مِّنْهُ فَكُنِسَ وَرُشَّ فَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْن مَاجَةَ اَلْفَحْلُ هُوَ الْحَصِيْرُ الَّذِىْ قَدِ اسْوَدَّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے ایک چچا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی' میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں کھانا بھی کھائیں اور گھر میں نماز بھی ادا کریں' راوی کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اس وقت گھر میں ایک بوریا پڑا ہوا تھا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کے بارے میں حکم دیا' تو اس کو جھاڑا گیا اور اس پر پانی چھڑکا گیا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس پر نماز ادا کی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ہم نے بھی نماز ادا کی۔

ابوعبداللہ (ابن ماجہ) کہتے ہیں (روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ) ''الفحل'' سے مراد وہ چٹائی ہے' جو (زیادہ استعمال کی وجہ سے) سیاہ ہوچکی ہو۔

نسبت والی جگہ اور عبادت الٰہی کا بیان

امام العارفین سید مخدوم علی ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش نے شریعت اور حقیقت اور ان کے باہمی ربط اور فرق و امتیاز کو کیا احسن طریق واضح کیا ہے، فرماتے ہیں:

پس حقیقت ایسے معنی کی تعبیر ہوتی ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر قیامت تک اس کی حیثیت ایک جیسی رہتی ہے جیسے معرفت خداوندی اور خاص نیت پر مبنی اعمال شریعت سے مراد وہ معنی ہیں جن میں تغیر وتبدل جائز ہے، جیسے احکام واوامر۔ پس شریعت انسانی فعل ہے اور

755: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

756: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حقیقت اللہ تعالیٰ کی نگہداشت اس کی طرف سے حفظ و عصمت۔ حقیقت کے باوجود بغیر شریعت مطہرہ کا قائم کرنا مشکل ترین ہے اسی طرح حقیقت کا قیام شریعت کی حفاظت کے بغیر ناممکن ترین ہے مثال کے طور پر یہ ہے کہ جسم میں جان موجود ہے تو انسان زندہ ہے۔ جان نکل جائے تو تن مردہ ہے اور جان (روح) ہوا ہے جسم و جان کی اہمیت باہم ملاپ سے ہے اسی طرح شریعت، حقیقت کے بغیر ریا اور حقیقت بغیر شریعت کے منافقت ہے، ارشاد خداوندی ہے۔

والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا (سورۃ عنکبوت)

جنہوں نے ہماری راہ میں جدوجہد کی، ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے

مجاہدہ شریعت ہے اور ہدایت اس کی حقیقت۔ شریعت بندہ کے لئے ظاہری احکام کی حفاظت اور حقیقت بندہ کے باطنی احوال کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ شریعت کا تعلق انسانی کسب سے ہے اور حقیقت کا واسطہ لطف خداوندی سے لہٰذا یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی اور دونوں کے درمیان فرق خود بخود واضح ہوگیا۔ (کشف المحجوب شریف)

اولیائے کرام و عظام چونکہ ہدایت ربانی اور شریعت مطہرہ پر پورے اخلاص سے عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ شریعت مطہرہ اور حقیقت خداوندی ہر دو کا حسین ترین امتزاج بن جاتے ہیں اور ان کی مثال ایک ایسے مہکتے ہوئے پھول کی ہوتی ہے کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا اپنے روح و قلب میں ایک سکون، اطمینان اور خوشگوار پن محسوس کرتا ہے۔

ایک انگریز، مفکر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ یعنی عظیم لوگوں کی زندگی ہمیں یاد دلاتی اور دعوت فکر و عمل دیتی ہے کہ ہم بھی اپنی زندگی کی تعمیر کر کے شاہراہ ترقی پر گامزن ہوسکتے ہیں۔ عظیم لوگوں کی زندگی زمانے کی شاہراہ پر اپنے نقوش قدم چھوڑ جاتی ہیں تا کہ سالکین راہ، ان پر چل کر اپنی منزل مقصود کو پالیں) اور یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ حضور قبلہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزہ زندگی میں ان کے مرشد کامل حضرت ابوالفضل الختلی کی حیات مبارکہ کا عکس پوری تابانیوں کے ساتھ جھلکتا ہے۔

حضرت مولانا روم اسی لیے کیا خوب فرماتے ہیں:

صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند

کسی مغربی مفکر و دانشور نے سادگی کی عظمت و تعریف بیان کرتے ہوئے ایک جگہ اس نے سادگی کی صفت سے خود متصف ہونے کی شدید آرزو کا اظہار کیا ہے۔ کسی نے اس بارے میں کیا بے مثال کہا ہے:

میں سادہ ہوں تو کیا ہے، سادگی ہی عین فطرت ہے   ہزاروں رنگ مٹتے ہیں اک سادہ حقیقت پر
بناوٹ کفر ہے اور سادگی نور خداوندی   نماز عشق بھاری ہے دکھاوے کی عبادت پر

حضور قبلہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نصیحت آموز قول فرماتے ہیں:

یعنی ہمارا ٹھکانا فانی ہے، ہمارے احوال عارضی ہیں ہمارے سانس گنے ہوئے ہیں اور ہماری سستی نمایاں ہے

اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے سید ہجویر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ فانی گھر کی تعمیر جہالت ہے عارضی احوال پر اعتماد بیوقوفی ہے گنتی کے سانسوں پر دل لگانا غفلت ہے اور کاہلی و سستی کو دین سمجھنا خیانت ہے کیونکہ جو چیز عاریۃً لی گئی ہے وہ واپس جائے گی جو چیز

فانی ہے وہ نہ رہے گی، جو شے گنتی میں آتی ہے وہ ضرور ختم ہوگی اور کاہلی وسستی کا کوئی علاج نہیں، گویا ہمیں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے متنبہ فرمایا کہ دنیا اور اسباب دنیا اس قابل نہیں کہ ان سے دل لگایا جائے۔ (کشف المحجوب شریف ترجمہ سید محمد فاروق القادری)

امام شریعت وطریقت، دانائے حقیقت ومعرفت، سرتاج الاولیاء واصفیا حضرت السید مخدوم علی ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کی گداگری فقیر عرصہ 50 سال سے کر رہا ہے۔ یہ سرکار داتا کے کرم کی انتہا ہے کہ مجھ جیسے سیاہ کار کو اپنی آغوش رحمت میں پناہ دے رکھی ہے۔ سرکار داتا کے سجادہ نشین حضرات میں سے قبلہ الحاج میاں خوشی محمد ہجویری دامت برکاتہم العالیہ کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ عشق مصطفیٰ سے سرشار ہو کر کئی کتب چھپوا کر فری تقسیم کر چکے ہیں اور بحمد اللہ اس سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ رب کائنات سے دست بدعا ہوں کہ سید ہجویر کے صدقہ میں راقم سگ درگاہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو نسبت حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ پر زندگی اور موت عطا فرمائے۔ (امین بحرمۃ سید المرسلین)

سید المرسلین، اولیاء کاملین واکملین کا فیض ان کی حیات طیبہ اور بعد از وصال یکساں جاری وساری رہتا ہے، حضور قبلہ عالم خود بھی فرماتے تھے، ولی اللہ جب اس دار فانی سے دار بقا کی طرف منتقل ہوتے ہیں تو ان کا فیض کئی گنا بڑھ جاتا ہے کیونکہ وہ اپنی عین حیات میں خداوند قدوس کو یاد کرتے ہیں اور بعد از وصال صد ملال خداوند قدوس مخلوق خدا کی زبان سے ان کو یاد کرتا ہے اور ان کا مزار پر انوار انوار وتجلیات کا مرکز بن جاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، حضور قبلہ عالم میاں عمر الدین ہمیشہ شہباز عظیم حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی اس رباعی کا ورد کرتے تھے۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم — خاکے شوم وزیر پائے تو زیم
مقصود من بندہ ز کونین توئی — بہر تو یرم وز برائے تو زیم

ترجمہ: میری سنای ہے کہ اے دوست تیرے قدموں میں رہوں، سراپا خاک ہو جاؤں اور تیرے قدموں تلے روندا جاؤں کیونکہ میرا مطلوب دو جہاں میں تیرے سوا کچھ نہیں۔ تیرے لئے زندہ ہوں اور تیرے ہی لیے مرتا ہوں کیونکہ۔

پیر کامل صورت ظل الہٰ — یعنی دیدہ پیر دیدہ کبریا
چونکہ ذات پیر را کردی قبول — ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول
گر جدا بینی ز حق تو خواجہ را — گم کنی ہم متن وہم دیباچہ را

ترجمہ: اگر آپ اطاعت پیر میں درجہ کمال پیدا کرے تو اسی میں تمہیں قرب خداوند تعالیٰ اور عشق رسول مقبول حاصل ہوگا۔ اگر تم اطاعت شیخ کو شرک سمجھتے رہے تو کتاب توحید کے مطلب ومعنیٰ سے کورے رہ جاؤ گے۔

بزرگوں نے فرمایا ہے:

پیر رہ کبریت احمر آمد است — سینہ او بحر اخضر آمد است

یعنی شیخ طریقت کبریت احمر سرخ گندھک یا کیمیا ہے جو اس کے ساتھ لگا سونا ہو گیا۔ پیر کا سینہ وہ چشمہ آب حیات ہے جہاں

مردہ قلوب کو زندگی (جاودانی) ملتی ہے۔

جو بھی ستایا ہوا زمانے کا سہارا لیتا ہے داتا کے آستانے کا

بَابُ: تَطْهِيرِ الْمَسْجِدِ وَتَطْيِيبِهَا

یہ باب مسجد کی صفائی اور اسے خوشبو سے آراستہ کرنے کے بیان میں ہے

757-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِى الْجَوْنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اَبِى مَرْيَمَ عَنْ اَبِى سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخْرَجَ اَذًى مِنَ الْمَسْجِدِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص مسجد سے کسی گندگی کو باہر نکال دیتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا''۔

مسجد کی صفائی کرنے کی فضیلت کا بیان

حضرت عبید رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی کہ مدینہ میں ایک عورت تھی جو مسجد کی صفائی ستھرائی کرتی تھی وہ مرگئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ نہ چلا۔ ایک روز اس کی قبر پر گزر ہوا۔ دریافت کیا یہ قبر کس کی ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا ام محجن کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی جو مسجد کا کام کرتی تھی؟ عرض کیا جی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صف باندھی اور اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر فرمایا۔ اے عورت! کونسا عمل اچھا پایا؟ صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین نے فرمایا کیا یہ سنتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس سے زائد سننے والے نہیں اس عورت نے جواب دیا مسجد کی صفائی کی وجہ سے جنت میں ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ (راوہ: ابوالشیخ ابن حبان)

758-حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ وَاَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ قَالَا حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ اَنْبَانَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِالْمَسَاجِدِ اَنْ تُبْنَى فِى الدُّوْرِ وَاَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے' گھر میں مساجد بنائی جائیں' انہیں صاف رکھا جائے اور خوشبو سے آراستہ کیا جائے۔

759- حَدَّثَنَا رِزْقُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِسْحٰقَ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ

757: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

758: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

759: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 455

هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُتَّخَذَ الْمَسَاجِدُ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم ﷺ نے یہ حکم دیا ہے' گھروں میں مساجد بنائی جائیں' انہیں صاف رکھا جائے اور خوشبو سے آراستہ کیا جائے۔

شرح

حضرت انس بیان کرتے رضی اللہ عنہ ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے ثواب میرے سامنے پیش کیے گئے۔ یہاں تک کہ اس کوڑے اور خاک کا ثواب بھی (پیش کیا گیا) جسے کسی آدمی نے مسجد سے (جھاڑو دے کر) نکالا ہو، نیز میرے سامنے میری امت کے گناہ بھی پیش کیے گئے۔ ان گناہوں میں مجھ کو اس سے بڑا کوئی گناہ نظر نہیں آیا کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت یاد ہو پھر اس نے اس کو بھلا دیا ہو۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 684)

کسی کو قرآن کی سورت یا آیت کا یاد ہو جانا اللہ کی بڑی نعمت ہے اور جس نے یاد کر کے اسے بھلا دیا گویا اس آدمی نے اس نعمت کی سخت بے قدری و ناشکری کی اور اس کی قدر نہ جانی لہٰذا ایسا آدمی سخت گناہ گار ہوگا۔

760-حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ اِيَاسٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ اَوَّلُ مَنْ اَسْرَجَ فِي الْمَسَاجِدِ تَمِيْمٌ الدَّارِيُّ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سب سے پہلے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے مساجد میں چراغ جلائے۔

مسجد میں روشنی کرنا، چٹائی بچھانا اور مسجد کی صفائی کرنے پر ثواب

مسجد میں خوشبو وغیرہ کا اہتمام کرنا، مسجد کو پاک و صاف رکھنا بھی مسجد کا حق ہے۔ خدا اور مصطفیٰ ﷺ کی نظر میں یہ جنت والوں کا کام ہے۔ ہمیں مسجد کا خیال رکھنا چاہیے۔ جس طرح ہم گھر کے سامان کی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح مسجد کے سامان کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ مسجد میں روشنی کرنا گویا کہ اپنی قبر میں روشنی کرنا ہے۔ مسجد نبوی ﷺ میں سب سے اعلیٰ فرش سیدنا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈالا اس سے پہلے صرف بجری تھی اس کی عالیشان عمارت سب سے پہلے سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بنائی۔ اس میں سب سے پہلے قندیلیں تمیم داری نے روشن کیں۔ عہد فاروقی میں رمضان المبارک کی تراویح کے موقع پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چراغاں کیا۔

جب سیدنا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے مسجد کی قندیلوں کو روشن دیکھا تو یہ دعا فرمائی "اللہ تعالیٰ سیدنا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر کو روشن فرمائے جیسے اس نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا ہے"۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں کبریت احمر کی روشنی کی جس کی روشنی بارہ میل ہوتی تھی اور اسے چاندی سونے سے آراستہ کیا۔ (تفسیر روح البیان)

760: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ارشاد پاک ہے جس نے مسجد میں چراغ جلایا جب تک مسجد اس روشنی سے منور رہتی ہے حاملین عرش اور تمام فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "جو شخص مسجد میں روشن قندیل لٹکائے اس پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ بجھ جائے اور جو شخص مسجد میں ایک چٹائی بچھادے تو اس پر ستر ہزار فرشتے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ چٹائی ٹوٹ جائے۔ (کشف الغمہ)

آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے، جس کسی نے مٹھی بھر مٹی مسجد سے نکالی اُس کا ثواب اُحد پہاڑ کے وزن کے برابر ہوگا۔

بَابُ: كَرَاهِيَةِ النُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ

یہ باب مسجد میں بلغم پھینکنے کی کراہت کے بیان میں ہے

مسجد کی دیواروں کے احترام کا بیان

761- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ اَبُوْ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِىْ جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا ثُمَّ قَالَ اِذَا تَنَخَّمَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهٖ وَلَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلْيَبْزُقْ عَنْ شِمَالِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى

◈ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مسجد کی دیوار میں تھوک لگا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ نے ایک کنکری لے کر اسے کھرچ کر صاف کر دیا اور ارشاد فرمایا: جب کسی نے تھوک پھینکنا ہو تو سامنے کی سمت میں یا دائیں طرف نہ پھینکے بلکہ بائیں طرف پھینکے یا بائیں پاؤں کے نیچے پھینکے۔

شرح

حضرت سائب ابن خلاد رضی اللہ عنہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ہیں فرمایا۔ ایک آدمی جماعت کی نماز پڑھا رہا تھا اور اس نے قبلہ کی طرف تھوک دیا (اتفاق سے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کی طرف) دیکھ رہے تھے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے مقتدیوں سے فرمایا کہ "آئندہ سے یہ آدمی تمہیں نماز نہ پڑھائے" اس کے بعد اس آدمی نے جب ان کو نماز پڑھانی چاہی تو ان لوگوں نے اسے (امامت سے) روک دیا اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کر دیا وہ آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں نے ہی لوگوں سے تمہیں امام نہ بنانے کے لئے کہا تھا اور راوی فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے (امامت سے روک دینے کا سبب بیان کرتے ہوئے یہ بھی) فرمایا تھا کہ تم نے (اس ممنوع فعل کا ارتکاب کر کے) اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔ (ابوداؤد)

761: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 408، ورقم الحدیث: 409، ورقم الحدیث: 410,411، ورقم الحدیث: 414، اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1225، اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 724

مسجد میں خوشبو لگانے کا بیان

762- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَحَكَّتْهَا وَجَعَلَتْ مَكَانَهَا خَلُوقًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْسَنَ هٰذَا

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مسجد کی قبلہ کی سمت میں بلغم لگا ہوا دیکھا تو آپ ﷺ غصے میں آگئے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا۔

ایک انصاری خاتون آئی اور اس نے اسے کھرچ دیا اور اس کی جگہ خلوق (مخصوص قسم کی خوشبو) لگادی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ کتنا اچھا ہوا ہے۔

نمازی کا سامنے کی جانب تھوکنے کی ممانعت کا بیان

763- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُصَلِّي بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الصَّلٰوةِ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهِ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ وَجْهِهِ فِي الصَّلٰوةِ

◆◆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے مسجد کی قبلہ کی سمت والی دیوار میں (بلغم لگا ہوا) دیکھا آپ اس وقت لوگوں کے آگے نماز ادا کر رہے تھے' آپ نے (نماز کے دوران ہی) اسے کھرچ دیا' نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو' تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے اس لئے کوئی بھی شخص نماز کے دوران سامنے کی سمت میں ہرگز نہ تھوکے۔

شرح

اس کا پروردگار اس کے اور قبلے کے درمیان ہوتا ہے۔ کے معنی یہ ہیں کہ جب کوئی آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو وہ قبلے کی طرف متوجہ ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے قریب ہونے کا ارادہ کرتا ہے لہٰذا چونکہ اس کا مطلوب اور مقصود اس کے اور قبلے کے درمیان ہے اس لئے یہ حکم دیا گیا ہے کہ قبلے کی سمت کو تھوک سے بچایا جائے۔ بائیں طرف یا قدموں کے نیچے تھوکنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اس صورت میں ہے جب کہ کوئی آدمی مسجد میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ مسجد میں نماز پڑھنے کی صورت میں بائیں طرف اور قدموں کے نیچے بھی تھوکنا نہیں چاہئے کہ اس سے مسجد کے آداب واحترام میں فرق آتا ہے بلکہ اس صورت میں اگر تھوکنے کی ضرورت محسوس ہو تو کسی کپڑے میں تھوک لیا جائے پھر اسے رگڑ کر صاف کر لیا جائے۔

762: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 727

763: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 753' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1224

مسجد کی دیواروں کو صاف رکھنے کا بیان

764- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَكَّ بُزَاقًا فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ

◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم ﷺ نے مسجد کی قبلہ کی سمت (والی دیوار) سے بلغم کو صاف کر دیا تھا۔

بَابُ: النَّهْيِ عَنْ اِنْشَادِ الضَّوَالِّ فِي الْمَسْجِدِ

یہ باب مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرنے کی ممانعت میں ہے

765- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ اَبِي سِنَانٍ سَعِيدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ دَعَا اِلَى الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَجَدْتَهُ اِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ

◆ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے نماز ادا کی تو ایک شخص بولا سرخ اونٹ کے بارے میں کون مجھے بتا سکتا ہے (یعنی اس کا اونٹ گم ہوا تھا)۔

تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے نہ پاؤ۔ مساجد اپنے مخصوص مقصد (یعنی عبادت) کے لیے بنائی گئی ہیں۔

766- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَهِيعَةَ ح و حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ

◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرنے سے منع کیا ہے۔

شرح

مسجد میں بعض وہ اشیاء یا کام ہوتے ہیں جن کا مسجد کے اندر نہ ہونا ضروری ہے۔ مثلاً (1) مسجد میں مٹی کا تیل جلانا۔ (2) یا سلائی جلانا۔ (3) گیس والے ہیٹر جلانا۔ (4) پیاز یا لہسن کھا کر مسجد میں جانا ہاں البتہ مذکورہ تمام اشیاء کی کسی طور پر بدبو زائل کر دی جائے تو ان کا مسجد میں ہونا کچھ مضر نہیں بصورت دیگر نا جائز و حرام ہے۔

چنانچہ علامہ علاؤالدین الحصکفی رقم طراز ہیں: مسجد کے اندر نجاست لے جانا مکروہ تحریمی ہے لہٰذا ناپاک تیل کے ساتھ وہاں

764: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

765: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1262' ورقم الحدیث: 1263' ورقم الحدیث: 1264

چراغ جلانا درست نہیں۔ (درمختار)

حدیث پاک میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اس بدبودار درخت سے کھایا وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتوں کو بھی ہر اس چیز سے تکلیف پہنچتی ہے۔ جس سے انسانوں کو پہنچتی ہے۔ (صحیح مسلم)

مسجد کے دیگر آداب: مسجد میں خرید وفروخت ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے: جب تم کسی کو مسجد میں خرید وفروخت کرتے دیکھوں تو کہوں کہ اللہ تعالیٰ تیرے سودے میں فائدہ نہ دے۔ (جامع ترمذی جلد1 صفحہ (758)

2۔ مسجد میں تعویزات بیچنا ممنوع ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ایک شخص مسجد میں تعویز بیچتا ہے تو اس تعویز میں تورات ،انجیل اور قرآن پاک لکھتا ہے اور اس پر رقم وصول کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اس کا ہدیہ مجھے دو تو یہ جائز نہیں الکبریٰ میں اسی طرح ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری (312)

3۔ مسجد میں سونے اور کھانے کا حکم۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: مسجد کے اندر سونا اور کھانا غیر معتکف کیلئے مکروہ ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری صفحہ (321)

4۔ مساجد میں دنیاوی معاملات کی باتیں کرنا حرام ہیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔

دنیا کی باتوں کے لئے مسجد میں جاکر بیٹھنا حرام ہے۔ اشباہ ونظائر میں فتح القدیر سے نقل فرمایا: مسجد میں دنیا کا کلام نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ یہ مباح باتوں کا حکم ہے پھر اگر باتیں خود بری ہوئیں تو اس کا کیا ذکر ہے دونوں سخت حرام در حرام، موجب عذاب شدید ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جدید جلد8 صفحہ (112)

درج بالا چند سطور میں آداب مسجد کے بارے تھوڑی سے روشنی ڈالی گئی اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے لوگوں کے دل ودماغ کے اندر مساجد جو کہ اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں کی اہمیت ومقام گر کر جائے ورنہ یہ بات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ آج ہم لوگ مساجد کا کس حد تک احترام بجالا رہے ہیں۔ مساجد کے اندر آوازیں بلند کی جارہی ہیں۔ ایک دوسری کی عیب جوئی ہو رہی ہے دنیاوی وسیاسی باتیں ہو رہی ہیں۔ کسی دور میں مسجد کی انتظامی کمیٹی مسجد کی خادم ہوا کرتی تھی آج خدمت مسجد کا کام تنخواہ دار نوکروں کو سونپ کر خود عہدہ صدارت وممبری پر فائز ہو کر مسجد جیسی مقدس جگہ کی حرمت کو اپنی نام نہاد سیاست کے ذریعے پامال کر رہی ہے۔ سچ تو یہ ہے آج کے دور میں یہ بات کثرت سے دیکھنے میں آرہی ہے کہ جہاں حکومتی عہدوں پہ نا اہل لوگوں کا بسیرا ہے وہاں مساجد کی کمیٹیاں بھی نا اہل صدور، ناظمین وممبران سے بھری پڑی ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بدقسمتی سے ہمارے ہاں کسی بھی شعبے میں کسی کو کوئی عہدہ سونپنے کا کوئی معیار نہیں رکھا جاتا۔ اگر معیار رکھا جائے تو ہر شعبہ زندگی میں ہم ترقی کر سکتے ہیں اور خصوصی مساجد کی انتظامی کمیٹی کا عہدے دار ہونے کے سلسلے میں اگر صرف اس قدر معیار رکھ دیا جائے کہ جو شخص مسجد میں نمازِ پنجگانہ باجماعت آکر پڑھے اور مسجد کی صفائی ستھرائی وغیرہ ودیگر کام خود اپنے ہاتھ سے کرے گا، تو وہی شخص عہدیدار اور رکن بننے کا اہل ہے۔ تو یقیناً مساجد کا نظام بہت بہتر اور شاندار ہو سکتا ہے۔۔۔۔

ہمارے ہاں شہروں اور دیہاتوں میں کثیر مساجد کے اندر آدب مسجد کے خلاف مختلف اشیاء کی گمشدگی کا اعلان ہوتا ہے، کسی کا

[illegible] گمشدہ چیز [illegible]

[illegible] مساجد میں [illegible] ہو جاتے ہیں [illegible]

مساجد کے صحن یا ان پر قبضہ جمائے ہوئے ہے۔ کاش اس جہالت سے انہیں چھٹکارا نصیب ہو جائے اور [illegible] کی روشنی میں

اپنے مدارس کو دیکھیں اور پھر دیکھیں کہ مذکورہ بے ضابطگیاں کیسے رونما ہوتی ہیں۔

767 - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَسَدِيِّ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "جو شخص کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنے تو وہ یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں وہ چیز واپس نہ کرے کیونکہ مساجد اس کام کے لیے نہیں بنائی گئیں"۔

شرح

اس سلسلہ میں بظاہر تو مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسے موقعہ پر یہ کلمات اس آدمی کی تنبیہ و توبیخ کے لئے صرف زبان سے ادا کیے جائیں دل سے بددعا نہ کی جائے اور نہ درحقیقت یہ خواہش ہو کہ ایک مسلمان کی گمشدہ چیز اسے واپس نہ ملے۔ اور اگر کوئی آدمی درحقیقت دلی خواہش پر یہی کہتا ہے کہ ایسے آدمی کو اس کی گم شدہ چیز نہ ملے تاکہ آئندہ کے لئے اسے عبرت ہو اور اپنے اس نا مناسب فعل کی سزا پائے اور یہ کہ پھر آئندہ وہ ایسی حرکت نہ کرنے پائے تو ایک حد تک یہ بھی صحیح ہوگا۔ اس سلسلہ میں مسجد کی عظمت و تقدس کا تقاضا تو یہ ہے کہ صرف گم شدہ چیز تلاش کرنے ہی کی تخصیص نہیں بلکہ ہر وہ چیز ممنوع ہے جس کو اختیار کرنا مسجد کی بناء غرض کے منافی ہو جیسے خرید و فروخت وغیرہ۔ چنانچہ عہد سلف کے بعض علماء اسی بناء پر کہ مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہیں اور کسی مقصد کی تکمیل کے لئے نہیں مسجد میں کسی سائل کو صدقہ وغیرہ دینا بھی اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

بَابُ: اَلصَّلٰوةِ فِي اَعْطَانِ الْاِبِلِ وَمُرَاحِ الْغَنَمِ

یہ باب اونٹوں کے باڑے یا بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

768- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَمْ تَجِدُوا إِلَّا مَرَابِضَ الْغَنَمِ وَأَعْطَانَ الْإِبِلِ فَصَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ

767: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1260 ورقم الحدیث: 1261 اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 473

768: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وَلَا تُصَلُّوْا فِیْ اَعْطَانِ الْاِبِلِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اگر تمہیں صرف بکریوں کے باڑے یا اونٹ کے باڑے میں ہی نماز ادا کرنے کا موقع ملتا ہے' تو پھر تم بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کرلو اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا نہ کرو''۔

شرح

اونٹوں کے بندھنے کی جگہ نماز پڑھنے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ اونٹوں کے پاس نماز پڑھنے میں یہ اندیشہ ہے کہ کہیں وہ کھل کر نمازی کو لات وغیرہ نہ ماردیں اس سے نہ صرف یہ کہ نمازی کو تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہے بلکہ اس طرح نماز دلجمعی اور سکون خاطر سے ادا نہیں ہوسکتی البتہ بکریوں سے چونکہ اس قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا اس لئے ان کے بندھنے کی جگہ نماز پڑھنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

اونٹ اور شیاطین کا بیان

769- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِیِّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوْا فِیْ اَعْطَانِ الْاِبِلِ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِيْنِ

حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کرلو اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا نہ کرو کیونکہ ان کی تخلیق شیاطین سے ہوئی ہے''۔

770- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الرَّبِيْعِ بْنِ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِیُّ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصَلّٰى فِیْ اَعْطَانِ الْاِبِلِ وَيُصَلّٰى فِیْ مُرَاحِ الْغَنَمِ

عبدالملک بن ربیع اپنے والد کے حوالے سے ان کے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اونٹوں کے باڑے میں نماز ادا نہیں کی جائے گی البتہ بکریوں کے باڑے میں نماز ادا کرلی جائے گی''۔

بَابُ: الدُّعَاءِ عِنْدَ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ

یہ باب مسجد میں داخل ہونے کی دعا کے بیان میں ہے

769: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 734

770: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

مسجد میں داخل ہونے سے پہلے نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجنے کا بیان

771- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ ذُنُوْبِىْ وَافْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ ذُنُوْبِىْ وَافْتَحْ لِىْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ

عبداللہ بن حسن اپنی والدہ سیّدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ان کی دادی سیّدہ فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے' یہ دعا کرتے تھے: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتے ہوئے' اللہ کے رسول پر سلام ہو' اے اللہ! میرے گناہوں کی مغفرت کردے' اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''۔ جب آپ ﷺ مسجد سے باہر تشریف لے جاتے تھے' تو یہ دعا کرتے تھے: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتے ہوئے' اللہ کے رسول پر سلام ہو' اے اللہ! میرے گناہوں کی مغفرت کردے' اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے''۔

درود وسلام کی فضیلت کے واقعات کا بیان

1۔ مواھب اللدنیہ میں امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ قیامت کے دن کسی مومن کی نیکیاں کم ہو جائیں گی اور گناہوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا تو وہ مومن پریشان کھڑا ہوگا۔ اچانک آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام میزان پر تشریف لائیں گے اور چپکے سے اپنے پاس سے بند پرچہ مبارک نکال کر اس کے پلڑے میں رکھ دیں گے۔ جیسے رکھتے ہی اس کی نیکیوں کا پلڑا اوزنی ہو جائے گا۔ اس شخص کو پتہ ہی نہیں چلے گا کہ یہ کون تھے جو اس کا بیڑا پار کر گئے۔ وہ پوچھے گا آپ کون ہیں؟ اتنے سخی، اتنے حسین وجمیل آپ نے مجھ پر کرم فرما کر مجھے جہنم کا ایندھن بننے سے بچالیا اور وہ کیا پرچہ تھا جو آپ نے میرے اعمال میں رکھا؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہوگا: میں تمہارا نبی ہوں اور یہ پرچہ درود ہے جو تم مجھ پر بھیجا کرتے تھے۔

2۔ درود شریف پر لکھی جانے والی عظیم کتاب دلائل الخیرات کے مؤلف امام جزولی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا مزار اقدس مراکش میں ہے۔ وہ اس کتاب کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ایک سفر میں تھے دورانِ سفر نماز کا وقت ہوگیا آپ وضو کرنے کے لئے ایک کنویں پر گئے، جس پر پانی نکالنے کے لئے کوئی ڈول تھا اور نہ ہی کوئی رسی۔ پانی نیچے تھا اسی سوچ میں تھے کہ اب پانی کیسے نکالا جائے۔ اچانک ساتھ ہی ایک گھر کی کھڑکی سے ایک بچی دیکھ رہی تھی جو سمجھ گئی کہ بزرگ کس لئے پریشان کھڑے ہیں انہیں پانی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ نیچے اتری اور کنویں کے کنارے پہنچ کر اس کنویں میں اپنا لعاب پھینک دیا اسی لمحے کنویں

771: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 314

کا پانی اچھل کر کنارے تک آ گیا اور ابلنے لگا۔ امام جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے وضو کر لیا تو بچی سے اس کرامت کا سبب پوچھا۔ اس نے بتایا کہ یہ سب کچھ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کثرت سے درود بھیجنے کا فیض ہے۔ امام جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت عزم کر لیا کہ میں اپنی زندگی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک کی ایک عظیم کتاب مرتب کروں گا اور دلائل الخیرات جیسی عظیم تصنیف وجود میں آ گئی۔ (جزولی، دلائل الخیرات: 12)

3۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صالح شخص نے کسی کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ مرنے کے بعد تیرا کیا حال ہوا اس نے بتایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے میری بخشش فرما کر جنت میں بھیج دیا۔ صالح شخص نے اس سلوک کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ جب فرشتوں نے میرے اعمال تولے، میرے گناہوں کو شمار کیا اور میرے پڑھے ہوئے درود پاک بھی شمار کئے تو سو درود گناہوں سے بڑھ گئے جبکہ باقی سب نیک اعمال سے میرے گناہ زیادہ تھے۔ جونہی درود پاک کا شمار بڑھ گیا تو اللہ پاک نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کا حساب کتاب ختم کر دو چونکہ اس کے درود بڑھ گئے ہیں اس لئے اس کو سیدھا جنت میں لے جاؤ۔ (ابن حجر مکی، الدر المنضود فی الصلوٰۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود: 183)

4۔ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المواہب اللدنیہ (1:40) میں فرماتے ہیں کہ جب آدم کی تخلیق کے بعد حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش ہوگئی تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا قرب چاہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ پہلے ان کا نکاح ہوگا اور مہر کے طور پر دونوں کو حکم ہوا کہ مل کر بیس بیس مرتبہ میرے محبوب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں۔ (ایک روایت میں تین تین مرتبہ بیان ہوا ہے۔) چنانچہ انہوں نے بیس مرتبہ یا تین مرتبہ درود پڑھا اور حضرت حوا ان پر حلال ہوگئیں۔

(صاوی، حاشیۃ علی تفسیر الجلالین، 1:52)

5۔ امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے تاجر اور عالم تھے، وہ عربی ادب کے بہت بڑے فاضل اور شاعر بھی تھے۔ انہیں اچانک فالج ہوگیا۔ بستر پر پڑے پڑے انہیں خیال آیا کہ بارگاہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی ایسا درد بھرا قصیدہ لکھوں جو درود وسلام سے معمور ہو۔ چنانچہ محبت وعشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر 166 اشعار پر مشتمل قصیدہ بردہ شریف جیسی شہرت دوام حاصل کرنے والی تصنیف تخلیق کر ڈالی۔ رات کو آقا صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا: بوصیری یہ قصیدہ سناؤ، عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں بول نہیں سکتا فالج زدہ ہوں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے بدن پر پھیرا جس سے انہیں شفا حاصل ہوگئی۔ پس امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ سنایا۔

قصیدہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمال مسرت وخوشی سے دائیں بائیں جھوم رہے تھے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ حالتِ خواب میں امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر (بردہ) عطا فرمائی۔ اسی وجہ سے اس کا نام قصیدہ بردہ پڑ گیا۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ صبح اٹھے تو فالج ختم ہو چکا تھا۔ گھر سے باہر نکلے، گلی میں انہیں ایک مجذوب شیخ ابو الرجاء رحمۃ اللہ علیہ ملے اور امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو فرمایا کہ رات والا وہ قصیدہ مجھے بھی سناؤ۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر حیرت زدہ ہو گئے اور پوچھا

آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ انہوں نے کہا: جب اسے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر خوشی سے ... تھے میں بھی دور کھڑا ان
رہا تھا۔ ([illegible])

مسجد میں داخل ہوتے وقت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا بیان

772- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

◆◆ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور پھر یہ پڑھے۔ ''اے اللہ تو میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔'' اور جب مسجد سے باہر نکلے تو یہ پڑھے۔
''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔''

773- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور یہ کہے۔ ''اے اللہ تو میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے''۔ جب وہ مسجد سے باہر آئے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اور یہ پڑھے۔ ''اے اللہ! تو مردود شیطان سے مجھے بچا کر رکھنا''۔

شرح

حضرت ابوطلحہ ص روایت کرتے ہیں: ایک روز میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش تھے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج سے بڑھ کر زیادہ خوش اور مسرور آپ کو کبھی نہیں پایا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آج جبریل امین آئے تھے ابھی نکل کر میرے پاس سے گئے ہیں اور مجھے انہوں نے خبر دی ہے کہ امت میں سے جو شخص مجھ

772: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1649' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 465' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 728

773: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

پر ایک بار درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دس نیکیاں لکھ لیتا ہے، اس کے دس گناہ معاف کر دیتا ہے، اور جس طرح اس بندے نے درود بھیجا تھا اللہ تعالیٰ انہی الفاظ سے اُس پر درود بھیجتا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق، 2:214، رقم: 3113)

بَابُ: اَلْمَشْيِ اِلَى الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز کے لیے چل کر جانے کے بیان میں ہے

وضو کر کے مسجد کی جانب چلنے کی فضیلت کا بیان

774- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهُ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِیْ صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جب کوئی شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر وہ مسجد میں آئے وہ صرف نماز کی ادائیگی کے لیے وہاں آئے وہ صرف نماز ہی ادا کرنا چاہتا ہو' تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے عوض میں اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کے ایک گناہ کو مٹا دیتا ہے' یہاں تک کہ وہ شخص مسجد میں داخل ہو جاتا ہے' تو جب وہ مسجد میں آ جاتا ہے' تو وہ نماز کی حالت میں شمار ہوتا ہے' جب تک وہ وہاں رکا رہتا ہے''۔

شرح

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کر کے گھر سے نکلے گا اور فرض نماز ادا کرنے کے لئے مسجد جائے تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا احرام باندھ کر حج کرنے والے کو ملتا ہے اور جو شخص چاشت کی نفل نماز ہی کے لئے تکلیف اٹھا کر گھر سے نکلے یعنی بغیر کسی غرض اور ریا کے محض چاشت کی نماز پڑھنے کے قصد سے گھر سے نکلے۔ تو اس کا ثواب عمرہ کرنے والے کے ثواب کے برابر ہے اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنا اور ان دونوں نمازوں کے درمیانی وقت لغو بیہودہ باتیں نہ کرنا ایسا عمل ہے جو علیین میں لکھا جاتا ہے۔ (مسند احمد، ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 690)

اس حدیث میں وضو کو احرام سے اور نماز کو حج سے مشابہت دی گئی ہے اور وہ دونوں میں تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح حاجی حج کے ارادہ سے گھر سے نکلتا ہے اور احرام باندھتا ہے تو اسی وقت سے اسے ثواب ملنا شروع ہو جاتا ہے اور اس کے ثواب کا سلسلہ اس کے واپس آ جانے تک جاری رہتا ہے اسی طرح جب کوئی شخص محض نماز کے ارادہ سے نکلتا ہے تو وہ جس وقت گھر سے نکلتا ہے اسے بھی اسی وقت سے ثواب ملنا شروع ہو جاتا ہے اور جب تک وہ نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر گھر واپس نہیں آ جاتا اس کو ثواب برابر ملتا رہتا ہے لیکن اتنی بات بھی سمجھ لیجیے کہ نمازی اور حاجی کے ثواب میں یہ برابری بہمہ وجوہ نہیں ہے ورنہ تو حج کرنے کے کوئی معنی

نہیں ہے بلکہ یعنی اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ثواب دونوں بالکل برابر ہیں کیونکہ حاجی کا ثواب نمازی کے ثواب سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ حج کی نسبت عمرہ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو فرض نماز کی بہ نسبت نفل نماز کو حاصل ہے کتاب فی علیین سے حدیث کے آخری جزو کا مطلب کنایۃً یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص نماز کی مداومت و محافظت کرے یعنی تمام نمازوں کو پابندی سے ادا کرتا رہے اور نماز کو اس کی تمام شرائط و آداب کا لحاظ کرتے ہوئے اس طرح پڑھتا رہے کہ اس کے اس عمل اور نیت میں نماز کے منافی کسی چیز کا دخل نہ ہو تو یہ ایک ایسی چیز ہے جس سے اعلیٰ اور بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔ جو فرشتے نیکیاں لکھنے پر مامور ہیں ان کے دفتر کا نام علیین ہے کہ تمام نیک اعمال وہیں جمع ہوتے ہیں۔

اقامت کے وقت مسجد میں داخل ہونے والے کے لئے حکم کا بیان

775- حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَأْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو تم دوڑتے ہوئے اس کی طرف نہ جاؤ بلکہ چلتے ہوئے جاؤ اور تم پر سکون سے چلنا لازم ہے جو نماز تمہیں ملے اسے ادا کرلو اور جو گزر چکی ہو اسے بعد میں مکمل کرلو۔

اقامت کے وقت کب کھڑے ہونے کا بیان

فقہاء احناف نے اقامت میں کھڑا ہونے کے بارے میں تین صورتیں بیان کی ہیں ان کا جاننا ضروری ہے، تاکہ محل اختلاف متعین ہوجائے۔ 1۔ اول یہ کہ امام وقت اقامت جانب محراب سے مسجد میں آئے۔ 2۔ دوسرا یہ کہ امام پیچھے یا اطراف مسجد سے آئے۔ 3۔ تیسرا یہ کہ امام ومقتدی وقت اقامت مسجد میں موجود ہوں۔ پہلی دو صورتوں میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں ہے، لیکن تیسری صورت میں ہمارا اختلاف ہے۔

تیسری صورت جس میں امام ومقتدی مسجد میں موجود ہوں تو اس کا حکم یہ ہے کہ حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا امام اور مقتدی کے لئے مستحب ہے اور اس سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اس کے متعلق فقہاء احناف صراحتاً بیان کرتے ہیں۔

1 علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی (المتوفی 557ھ) لکھتے ہیں۔ ولجملة فيه ان الموذن اذا قال حي الفلاح فان كان الامام معهم في المسجد يستحب للقوم ان يقوموا في الصف

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام قوم کے ساتھ مسجد میں ہو تو امام ومقتدی سب کو صف میں اس وقت کھڑا ہونا مستحب ہے جو موذن حی علی الفلاح کہے۔ (بدائع الصنائع 200/1 طبع مصر)

775: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1358

2 تنویر الابصار میں ہے: والقیام لامام وموتم حین قیل حی الفلاح ان کان الامام بقرب المحراب یعنی جب امام محراب کے قریب ہو تو امام اور قوم حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں گے۔ (تنویر الابصار بر حاشیہ شامی 354/1 طبع کوئٹہ)

3 علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فتاویٰ شامی میں لکھتے ہیں۔ ایسا ہی کنز الدقائق، نور الایضاح، اصلاح، ظہیریہ اور بدائع وغیرہ میں ہے اور الدرر کے متن اور شرح میں ہے کہ حی الصلوٰۃ پر قیام کیا جائے۔ الشیخ اسماعیل نے اپنی شرح عیون المذاہب نیز وقایہ، نقایہ، حاوی اور مختار میں نقل کیا: میں (ابن عابدین شامی) کہتا ہوں کہ ملتقی کے متن میں اسی کو بیان کیا گیا ہے اور ابن کمال نے بھی اسی کو صحیح قرار دیا ہے اور ذخیرہ میں کہا گیا ہے کہ امام اور مقتدی حضرات جب موذن حی الفلاح کہے اس وقت کھڑے ہوں۔ علماء ثلاثہ (امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد رحمہم اللہ عنہم) کے نزدیک۔ (ردالمحتار شامی ر کتاب الصلوٰۃ طبع الریاض)

علامہ شامی علیہ الرحمہ نے اس عبارت میں مستند کتابوں کا حوالہ پیش کیا کہ حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا چاہئے۔ اسی طرح تبیین الحقائق، درر شرح غرر، عمدۃ القاری شرح بخاری، شرح مسلم نووی، فتح الباری شرح بخاری، کرمانی شرح بخاری طبع بیروت، ارشاد الساری شرح بخاری، بحر الرائق، ملتقی الابحر، مجمع الانہر، محیط البرہانی، فتاویٰ ہندیہ المعروف فتاویٰ عالمگیری ر طبع کوئٹہ میں ہے۔

یقول الامام والقوم اذا قال الموذن حی الفلاح عند علمائنا الثلاثہ هو الصحیح

یعنی ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک امام اور مقتدی اس وقت کھڑے ہوں گے جب موذن حی علی الفلاح کہے اور یہی صحیح ہے۔ مذکورہ بالا کتب میں صراحتاً یہ بات موجود ہے کہ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اقامت کے وقت حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا مستحب ہے۔

اقامت میں امام ومقتدی کا حی الصلوٰۃ سے پہلے کھڑا ہونا کیسا ہے؟

ملا نظام الدین متوفی ھ نے فتاویٰ عالمگیری میں جو فقہ حنفی میں مستند ومتفق علیہ فتاویٰ ہے، نے لکھا: ویکرہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ الموذن قولہ حی الفلاح کذا فی المضمرات

اور کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے لیکن بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو جب موذن اپنے حی الفلاح پر پہنچے (فتاویٰ عالمگیری ر کتاب الصلوٰۃ طبع کوئٹہ)

علامہ سید احمد طحطاوی حنفی فرماتے ہیں۔ واذا اخذ الموذن فی الاقامۃ ودخل رجل المسجد فانہ یقعد ولا ینتظر قائما فانہ مکروہ کما فی المضمرات قہستانی ویفهم منہ کراهۃ القیام ابتداء الاقامۃ والناس عنها غافلون

اور جب موذن نے اقامت شروع کی اور کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا تو وہ بیٹھ جائے، کھڑے ہو کر انتظار نہ کرے کیونکہ یہ مکروہ ہے جیسا کہ قہستانی کی مضمرات میں ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ (حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح طبع مصر)

لہٰذا لوگوں کو اس غفلت سے نکل کر اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنا چاہئے۔

حضور ﷺ اور صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کا عمل واقوال

اس مسئلہ میں حدیث وآثار کافی تعداد میں موجود ہیں چند ایک ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: **اذا اقيمت الصلوة فلا تقوموا حتى تروني**

ترجمہ: جب اقامت کہی جائے کھڑے نہ ہو حتیٰ کہ مجھے نکلتا ہوا دیکھو

( ) صحیح بخاری باب یقوم الناس / رقم ( ) صحیح مسلم / رقم ( ) جامع ترمذی / رقم ( ) سنن ابو داؤد / رقم ( ) سنن نسائی / رقم ( ) صحیح ابن حبان / رقم ( ) فتح الباری شرح بخاری /... ( ) مسند احمد / رقم .. ( ) صحیح ابن خزیمہ / رقم ( ) مسند الطیالسی / رقم ( ) مستخرج ابی عوانہ / (رقم) ( ) سنن الدارمی / رقم ( ) مصنف ابن ابی شیبہ / رقم ( ) مصنف عبدالرزاق / رقم ( ) معجم ابن العرابی /..... رقم ( ) الاوسط ابن المنذر / رقم

امام بزار اپنی مسند میں، امام ابوالقاسم الطبرانی اپنی معجم میں، امام بیہقی اپنی سنن الکبریٰ میں، محدث سیمویہ اپنی کتاب میں سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

كان رسول الله ﷺ اذا قال بلال قد قامت الصلوة نهض فكبر

ترجمہ: جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ کہنے لگتے تو رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوتے پھر اللہ اکبر کہتے۔

( ) المسند البزار / مسند عبداللہ بن ابی اوفیٰ طبع مدینہ منورہ ( ) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد / طبع دار الفکر بیروت ( ) میزان الاعتدال / ( ) کنز العمال / رقم الحدیث طبع حلب ( ) سنن الکبریٰ بیہقی / طبع دکن ( ) سوالات ابن الجنید لابی زکریا یحییٰ بن معین / رقم ( ) تحفۃ الاحوذی / ( ) الشمائل الشریفۃ للسیوطی /.. رقم ( ) الاوسط لابن المنذر / رقم

مولوی اشرف علی تھانوی اوران کے خلیفہ ظفر احمد عثمانی نے اس حدیث کے بارے میں لکھا وہو حدیث حسن الاسناد

(اعلاء السنن، طبع کراچی)

امام عبدالرزاق اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرماتے ہیں۔ **عبدالرزاق عن ابن التيمي عن الصلب عن علقمة عن امه عن ام حبيبة ان رسول الله ﷺ كان في بيتها فسمع الموذن فقال كما يقول فلما قال حي على الصلوة نهض رسول الله ﷺ الى الصلوة**

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں تھے، موذن نے اقامت کہی، جب اس نے (حی الصلوۃ) کہا تو رسول اللہ ﷺ اس وقت نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

( ) مصنف عبدالرزاق / رقم طبع بیروت ( ) معجم الکبیر للطبرانی / رقم ( ) جامع الاحادیث ./ رقم ( ) کنز العمال

امام حسین رضی اللہ عنہ کا عمل

امام عبدالرزاق اپنی سند سے نقل کرتے ہیں: **فاقام المؤذن بالصلوة فلما قال قد قامت الصلوة قام حسين**

موذن نے نماز کے لئے اقامت کہی تو جب وہ قد قامت الصلوٰۃ کہنے لگا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔
(مصنف عبدالرزاق)

امام بیہقی سنن الکبریٰ میں لکھتے ہیں: وعن الحسين بن علي بن ابي طالب رضي الله عنه انه كان يفعل ذلك وهو قول عطاء والحسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور یہی قول عطاء اور حسن کا ہے (جیسا حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بارے میں پہلے لکھا ہے، یعنی قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہوتے) (سنن الکبریٰ، از بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عمل

امام بیہقی لکھتے ہیں: وروينا عن انس بن مالك رضي الله عنه انه اذا قيل قد قامت الصلوٰة وثب فقام
ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ کا معمول یہ تھا کہ جس وقت قد قامت الصلوٰۃ کہا جانے لگا تو آپ تیزی سے کھڑے ہو جاتے۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی)

محدث (ابن المنذر) اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ عن انس انه كان يقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوٰة
ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ اس وقت کھڑے ہوتے جب موذن قد قامت الصلوٰۃ کہنے لگتا۔

( ) فتح الباری شرح بخاری /، تحت حدیث طبع بیروت ( ) تحفة الاحوذی / ( ) کمال المعلم شرح صحیح مسلم للقاضی عیاض / ( ) نیل الاوطار / ( ) شرح الزرقانی علی موطا امام مالك / ( ) عون المعبود وحاشه ابن القيم / ( ) الثمر المستطاب للالبانی / ( ) الفقه الاسلامی وادلته للزحیلی / ( ) سبل السلام / (.) بستان الاخبار للابن تیمیة / تحت حدیث ( ) شرح البلوغ للعبدالرزاق الصنعانی /)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی تاکید

امام عبدالرزاق الصنعانی لکھتے ہیں: حضرت عطیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے جونہی موذن نے اقامت کہنا شروع کی ہم اٹھ کھڑے ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ پس جب موذن قد قامت الصلوٰۃ کہنے لگے تب کھڑے ہونا (مصنف عبدالرزاق)

اصحاب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ بیٹھ کر اقامت سننے اور قد قامت الصلوٰۃ کے نزدیک کھڑا ہونے کا مسئلہ بیان کر کے لکھتے ہیں: امام سعید بن مسعود نے بطریق ابی اسحاق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔
(فتح الباری، تحت حدیث، طبع بیروت)

صحابہ واکابر تابعین کا مذہب

معاویہ ابن قرۃ کہتے ہیں (صحابہ وتابعین) اسے مکروہ جانتے تھے کہ موذن کے اقامت شروع کرتے ہی آدمی نماز کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔ (مصنف عبدالرزاق، طبع بیروت)

تابعی حضرت ابواسحاق علیہ الرحمہ کا عمل

حضرت معمر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں ابواسحاق علیہ الرحمہ کے پاس آیا۔ وہ مسجد کے پڑوسی تھے، وہ گھر سے جماعت میں شمولیت کے لئے اس وقت تک نہ نکلتے جب تک اقامت نہ سن لیتے نیز فرمایا کہ میں نے (تابعین میں سے) اور بھی بہت سے لوگوں کو دیکھا جو ایسا ہی کرتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق، طبع بیروت)

مشہور تابعی حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کا فتویٰ وعمل

ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا لوگ کہتے ہیں کہ جب موذن قد قامت الصلوٰۃ کہنے لگے لوگوں کو اس وقت کھڑا ہونا چاہئے فرمایا، ہاں درست ہے۔ (مصنف عبدالرزاق، طبع بیروت)

امام بیہقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ بھی ایسا ہی کرتے تھے (جیسا روایت بالا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہوا ہے) اور امام عطاء کا بھی یہی قول ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، طبع حیدرآباد انڈیا)

امام حسن بصری علیہ الرحمہ کے اقوال واعمال

امام ابوبکر بن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں۔ امام حسن بصری علیہ الرحمہ امام کے کھڑے ہونے کو مکروہ سمجھتے تھے جبکہ موذن قد قامت الصلوٰۃ نہ کہنے لگے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

امام بیہقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ بھی ایسا ہی کرتے تھے (جیسا روایت بالا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہوا ہے) اور امام عطاء کا بھی یہی قول ہے۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی، طبع حیدرآباد انڈیا)

خلیفہ راشد واول تابعی، امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کا فرمان

ابوعبید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مقام (حناصرہ) میں، میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے سنا جس وقت موذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا تو فرماتے کھڑے ہو جاؤ نماز قائم ہوگی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے مسجدوں میں آدمی بھیجے (اور یہ فرمان جاری کیا) کہ جس وقت قد قامت الصلوٰۃ کہا جائے تو نماز کے لئے کھڑے ہو جایا کرو۔ (مصنف عبدالرزاق، طبع بیروت)

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کا عمل

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ موذن جب حی الصلوٰۃ کہتا آپ اس وقت کھڑے ہوتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ) حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ نے فرمایا جب موذن (اقامت کہتے ہوئے) حی الفلاح کہے تو نمازی صفوں میں کھڑے ہو جائیں۔ (کتاب الآثار لابی یوسف، طبع بیروت)

حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب موذن (اقامت میں) حی الفلاح کہے تو اس وقت چاہئے لوگ کھڑے ہو جائیں پھر صفیں درست کریں۔ (کتاب الآثار امام محمد طبع بیروت، جامع المسانید للخوارزمی طبع فیصل آباد)

تابعی جلیل امام الفقہاء امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا مذہب

امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کی روایت بالا کے متصلا بعد، امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت علیہ الرحمہ کا مذہب بیان کرتے ہوئے امام محمد بن حسن الشیبانی لکھتے ہیں۔

اور یہی (جو امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ کا ہے) ہمارا مذہب ہے اور یہی امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا قول ہے اور اگر امام موذن کے اقامت سے فارغ ہونے کا انتظار کرے گا پھر اس کے بعد اللہ اکبر کہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہ سب درست ہے۔

(کتاب الآثار امام محمد ررقم، جامع المسانید للخوارزمی ر، موطا امام محمد مترجم ص طبع لاہور)

امام ابو عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ کا اعلان حق

امام ابو عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ علماء صحابہ کرام اور دیگر لوگوں کا مذہب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت نے کھڑے ہو کر امام کی انتظار کو مکروہ کہا ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ جب امام مسجد میں ہی ہو اور تکبیر کہی جائے تو لوگ قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہوں یہ عبد اللہ بن مبارک کا قول ہے() جامع ترمذی رتحت رقم طبع بیروت () مستخرج الطوسی علی جامع الترمذی ر() مسند الصحابۃ فی الکتب التسعۃ ر() الفر السحاب فی نقد السنۃ والکتاب ر...... () الاختیارات الفقہیۃ للترمذی ر)

علامہ انور شاہ کشمیری کا اعتراف حق

علامہ انور شاہ کشمیری اپنی کتاب (فیض الباری شرح بخاری) میں اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کچھ احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اقامت پوری ہونے کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے اور کچھ حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ درمیان اقامت میں (حی علی الصلوٰۃ) پر کھڑے ہوا کرتے تھے اور ہماری کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

(فیض الباری شرح بخاری باب متی یقوم الناس، طبع انڈیا)

مفتی عزیز الرحمٰن کا اعتراف حق

اقامت کے متعلق ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔ نماز کے آداب میں سے فقہاء نے لکھا ہے کہ حی علی الفلاح کے وقت سب کھڑے ہو جائیں لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہو جائیں تو کوئی محل اعتراض نہیں ہے کیونکہ ترک استحباب اور ترک آداب پر کچھ طعن نہیں ہو سکتا۔ البتہ بہتر یہی ہے جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے اور درمختار میں بھی یہی لکھا ہے اور اگر امام آگے کی طرف سے یعنی سامنے کی طرف سے آوے جس وقت امام پر نظر پڑے، مقتدی کھڑے ہو جائیں۔ بہر حال اس میں ہر طرح وسعت ہے مگر اتباع تصریحات فقہا کا اولیٰ وافضل ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم، مفتی عزیز الرحمٰن طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)

مفتی فرید اکوڑہ خٹک کا اعتراف حق

مفتی فرید صاحب سے وقت اقامت حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے کے بارے میں سوال ہوا تو جواب میں لکھتے ہیں (حی الصلوٰۃ پڑھنے کے وقت قیام کرنا ادب اور افضل ہے۔) (فتاویٰ فریدیہ المعروف فرید جامع دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک طبع صوابی پاکستان)

مفتی محمد شفیع کا اعتراف حق

مفتی محمد شفیع سے بھی اقامت کے بارے میں حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہونے کے بارے میں سوال ہوا تو جواباً لکھتے ہیں (جس وقت تکبیر پڑھنے والا حی الصلوٰۃ پر پہنچے اس وقت مقتدیوں کو کھڑا ہونا چاہیے۔ (فتاویٰ امداد المفتین کامل طبع دار الاشاعت کراچی)

فقہاء نے اقامت میں پہلے کھڑے ہونے کو جس وجہ سے مکروہ فرمایا

امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ترجمہ: جب اقامت کہی جائے کھڑے نہ ہو، حتیٰ کہ مجھے نکلتا ہوا دیکھو۔

( ) صحیح بخاری باب یقوم الناس / رقم ( ) صحیح مسلم / رقم ( ) جامع ترمذی / رقم ( ) سنن ابو داؤد / رقم ( ) سنن نسائی / رقم ( ) صحیح ابن حبان / رقم ( ) فتح الباری شرح بخاری /.. ( ) مسند احمد / رقم .. ( ) صحیح ابن خزیمہ / رقم (.) مسند الطیالسی / رقم ( ) مستخرج ابی عوانہ / رقم ( ) سنن الدارمی / رقم ( ) مصنف ابن ابی شیبہ / رقم ( ) مصنف عبدالرزاق / رقم ( ) معجم ابن الاعرابی /..... رقم ( ) الاوسط ابن المنذر / رقم)

حجرہ شریف سے مسجد میں حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے صحابہ کرام کے شروع اقامت میں کھڑے ہو جانے کی وجہ سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ کو ناگوار گزرا کہ صحابہ میرے آنے سے پہلے کھڑے ہوں چنانچہ امام بیہقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

ترجمہ: قرین تحقیق یہ ہے کہ لوگ (بوقت اقامت) نبی پاک ﷺ کی مسجد میں تشریف آوری سے پہلے ہی اٹھ کھڑے ہوتے اور حضور ﷺ سے پہلے ہی اپنے کھڑے ہونے کی جگہ سنبھال لیتے۔ تب آپ ان پر تخفیف کرتے ہوئے انہیں حکم دیا کہ (جس وقت اقامت شروع ہو تو) وہ فوراً ہی نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوں، تاوقتیکہ حضور ﷺ کو تشریف لاتے ہوئے نہ دیکھ لیں۔ امام حافظ احمد بن حجر عسقلانی نے (فتح الباری) امام حافظ بدر الدین عینی نے (عمدۃ القاری)

امام نووی نے (شرح صحیح مسلم) قاضی شوکانی نے (نیل الاوطار) اور خلیل احمد انبیٹھوی نے (بذل المجہود) نے حدیث ابی قتادۃ کی شرح کرتے ہوئے امام بیہقی ہی والی بات لکھی ہے۔ یہ واقعہ ایک دو بار کا ہے۔

امام المحدثین قاضی عیاض مالکی، امام بدر الدین عینی، امام محی الدین نووی علیہ الرحمہ، شمس الحق عظیم آبادی غیر مقلد نے کہا کہ صحابہ کا آغاز اقامت میں کھڑا ہو جانے کا عمل ایک بار یا دو بار ہوا، دیکھئے (عمدۃ القاری، شرح صحیح مسلم نووی، عون المعبود)

جب نبی ﷺ نے اقامت میں پہلے کھڑے ہونے کو منع فرمایا جس وجہ سے فقہاء مکروہ فرماتے ہیں تو پھر علماء دیوبند اور غیر مقلدین کا شروع اقامت میں کھڑا ہونا کیا معنی رکھتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی منسوخ روایت پیش کرنا صرف ضد ہی نہیں تو اور کیا ہے؟

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض لوگ صفیں درست کرنے کا بہانہ بنا کر آغاز اقامت ہی میں کھڑے ہو جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر اقامت بیٹھ کر سنیں تو صفیں درست کرنے کی سنت ہم کب ادا کریں؟

ان کی خدمت میں جواباً عرض ہے کہ صحیحین وغیرہا کی احادیث مرفوعہ۔ نیز صحابہ کے عمل سے صاف ظاہر ہے کہ سب مقتدین آخر اقامت میں صفیں درست کا اہتمام فرماتے تھے، جب صفیں درست ہو جاتیں، تو پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع فرماتے، یہ بات متعدد احادیث میں موجود ہے لہٰذا اتباع سنت کا تقاضا یہی ہے کہ اقامت بیٹھ کر ہی سنی جائے اور امام و مقتدی (حی علی الصلوٰۃ) پر یکبارگی کھڑے ہونا شروع کر دیں اور (قد قامت الصلوٰۃ) پر مکمل کھڑے ہو جائیں۔ اگر صفیں درست نہ ہوں تو اس وقت صفیں بھی درست کر لی جائیں تا کہ صفیں درست کرنے کی اہم سنت بھی سنت نبوی، سنت خلفاء راشدین صحابہ کرام کے عمل کے مطابق انجام پائے اور جب صفیں درست ہو جائیں تو امام اللہ اکبر کہہ کر نماز کا آغاز کر دے تا کہ سب کام سنت کے مطابق پورے ہو جائیں۔ فقہاء نے چونکہ اقامت کھڑے ہو کر سننے کو مکروہ کہا ہے جیسا کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام سے پہلے کھڑے ہو کر اقامت سننا منع فرمانا ثابت ہے لہٰذا یہ کم از کم خلاف سنت ضرور ہے لہٰذا مستحب پر عمل کر کے اور اتباع سنت اپنا کر ثواب حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حق واضح ہونے کے بعد اس کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اقامت کے وقت کب کھڑے ہوں

اس مسئلہ میں لوگوں نے ایک من گھڑت دلیل کو عوام الناس میں پھیلانے کی کوشش کی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ہی اللہ کا نام لیا جائے تو تم اس کے احترام کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ حالانکہ ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ کوئی بھی خلاف سنت کام کسی قسم کے ثواب یا اجر کا حامل نہیں ہوتا۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے مسجد میں تشریف لانے سے پہلے اٹھ جاتے اور آپ کے آنے سے پہلے ہی اپنے کھڑے ہونے کی جگہوں کو سنبھال لیتے تب آپ ﷺ نے ان پر تخفیف و نرمی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: نماز کے لئے جلدی کھڑے نہ ہوا کرو مجھے دیکھ کر کھڑے ہوا کرو۔ (سنن کبریٰ، ج ۲، ص ۲۰، مطبوعہ بیروت)

امام بیہقی علیہ الرحمہ کی یہ روایت بڑی واضح طور پر بتا رہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے انہیں منع کر دیا۔ لہٰذا جو لوگ اقامت کے وقت ابتداء ہی میں کھڑے ہو جائیں انہیں کھڑے ہونے سے منع کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

ایک جماعت کے بہت بڑے عالم سے ہمارا جب اس مسئلہ میں مباحثہ ہوا، تو ہم نے ان سے اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے صحیح بخاری سے حدیث پیش کی، جس میں یہ تعین موجود تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ابتدائے اقامت کے وقت کھڑے ہونے سے منع کیا۔ اور اس طویل مباحثہ کے آخر وقت تک ہم اس سے مطالبہ کرتے رہے کہ ہمیں صحیح بخاری کی حدیث میں بیان کردہ قیام کی نفی کا

تعین آپ اپنے مؤقف کے مطابق بیان کردیں، لیکن آخر کار وہ عالم صاحب عاجز آ کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ اس مسئلہ کی کچھ مزید تحقیق کے بعد وہی مؤقف اپناؤں گا جو آپ کا مؤقف ہے۔ لیکن افسوس! وہ عالم عاجز آ کر بھی اس مسئلہ کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوا۔ حالانکہ اس عالم صاحب نے مسجد میں بیٹھ کر ہمارے سامنے اس بات کا اقرار کیا تھا۔ اب ہم قارئین کے سامنے صحیح بخاری کی وہی حدیث بیان کر رہے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے کہ اقامت کے شروع میں کھڑے نہ ہوں۔

عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی ۔

(صحیح بخاری، ج ا، ص ۸۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تم کھڑے نہ ہو جاؤ: جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔

اس حدیث مبارکہ میں لفظ ''اذا'' موجود ہے جس کا معنی یہ ہے کہ کھڑا ہونا اس وقت منع ہے جس وقت اقامت کہی جائے کیونکہ اقامت سے پہلے تو کھڑے ہونے کا معنی ومفہوم بنتا ہی نہیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابتدائے اقامت کے وقت کھڑے ہوئے تھے جس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمادیا۔ نبی کریم ﷺ کبھی حجرہ مبارک سے ''حی علی الصلوٰۃ'' کے وقت تشریف لاتے اور آپ ﷺ کا عمل یہ تھا کہ آپ ﷺ ''قد قامت الصلوٰۃ'' کے وقت کھڑے ہوتے تھے۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہے۔

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی مؤذن نے اقامت کہنا شروع کی، تو ہم اٹھ کھڑے ہوئے، اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ جب مؤذن ''قد قامت الصلوٰۃ'' کہے تب کھڑے ہونا۔ (المصنف، باب قیام الناس عند الاقامۃ، ج ا، ص ۵۰۶، دار القلم، بیروت)

مسجد کی جانب زیادہ قدم چل کر جانے کی فضیلت کا بیان

776- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يُكَفِّرُ اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيْدُ بِهٖ فِى الْحَسَنَاتِ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ وَكَثْرَةُ الْخُطَى اِلَى الْمَسْجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے' کیا میں تمہاری رہنمائی اس چیز کی طرف نہ کروں؟ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے' تو لوگوں نے عرض کی: جی یا رسول اللہ ﷺ' تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس وقت طبیعت آمادہ

776: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

نہ ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا' مسجد کے لیے زیادہ قدم چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔

سخت سردی یا مشقت میں وضو کرنے کی فضیلت کا بیان

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں تشریف لانے میں (خلاف عادت اتنی) تاخیر فرمائی کہ قریب تھا کہ سورج نکل آئے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھپٹتے ہوئے تشریف لائے چنانچہ نماز کے لئے تکبیر کہی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کے ہمراہ) نماز پڑھی (اس طرح کہ) نماز میں تخفیف کی (یعنی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد ہم سے بآواز بلند فرمایا کہ "جس طرح تم لوگ بیٹھے ہو اسی طرح اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ہوشیار! میں آج صبح کی نماز میں دیر سے آنے کی وجہ بیان کرتا ہوں (وہ یہ ہے) کہ میں نے آج رات (تہجد کی نماز کے لئے اٹھ کر وضو کیا اور جو کچھ میرے مقدر میں نماز تھی پڑھی اور نماز ہی میں مجھے اونگھ آ گئی یہاں تک کہ نیند مجھ پر غالب آ گئی (اس وقت) اچانک میں نے اپنے پروردگار بزرگ و برتر کو اچھی صورت میں (یعنی اچھی صفت کے ساتھ) دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا، "اے محمد!" میں نے عرض کیا "پروردگار میں حاضر ہوں!" اللہ تعالیٰ نے فرمایا (تمہیں معلوم ہے) مقربین فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ "پروردگار نہیں جانتا۔" اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ اسی طرح پوچھا (اور میں یہی جواب دیتا رہا)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے کندھوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا یہاں تک کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینے پر محسوس کی (جس کا اثر یہ ہوا کہ) میرے سامنے ہر چیز ظاہر ہو گئی اور تمام باتیں جان گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)!" میں نے عرض کیا کہ "پروردگار میں حاضر ہوں" فرمایا (اب بتاؤ) مقربین فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی کہ گناہوں کو مٹا دینے والی چیزوں کے بارے میں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ کون سی چیزیں ہیں؟" میں نے عرض کیا کہ جماعت کے واسطے (مسجدوں میں) آ جانا اور نماز پڑھ کر (اور دعا وغیرہ کے لئے) مسجد میں بیٹھے رہنا اور سختی کے ساتھ (جس وقت کہ سردی یا بیماری کی وجہ سے پانی کو استعمال کرنا تکلیف دہ معلوم ہو) اچھی طرح وضو کرنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ درجات کے بارے میں فرمایا وہ کیا ہیں میں نے عرض کیا کہ غریبوں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا نرم لہجے میں بات کرنا اور رات کو اس وقت (تہجد کی) نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اچھا اب اپنے لئے جو چاہو دعا کرو۔" چنانچہ میں نے دعا کی کہ اے اللہ! میں تجھ سے نیکیوں کے کرنے، برائیوں کے چھوڑنے، مسکینوں کی دوستی، اپنی بخشش اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں اور جب تو کسی قوم میں گمراہی ڈالنا چاہے تو مجھے بغیر گمراہی کے اٹھا لے اور میں تجھ سے تیری محبت (یعنی یہ کہ میں تجھے دوست رکھوں یا تو مجھے دوست رکھے) اور اس آدمی کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہے (یہ کہ میں اسے دوست رکھوں یا وہ مجھے دوست رکھے) اور ایسے عمل کی محبت کا جو تیری محبت سے نزدیک کر دے گا سوال کرتا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم سے) فرمایا کہ "یہ خواب بالکل سچ ہے لہٰذا تم اسے یاد کرو اور پھر لوگوں کو سکھلاؤ۔

(مسند احمد بن حنبل، جامع ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 709)

اذان سن کر نماز کی جانب چلے آنے کا بیان

777- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادَى بِهِنَّ فَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى وَإِنَّ اللَّهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدَى وَلَعَمْرِي لَوْ أَنَّ كُلَّكُمْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ الرَّجُلَ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَدْخُلَ فِي الصَّفِّ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ فَيَعْمِدُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيُصَلِّي فِيهِ فَمَا يَخْطُو خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَ اللَّهُ لَهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً

◆◆ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: جو شخص یہ بات پسند کرتا ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو تو وہ مسلمان ہو تو جیسے ہی اذان ہو اسے نمازوں کی حفاظت کرنی چاہیے یعنی باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے) اس کی وجہ یہ ہے' یہ نمازیں سنن ہدیٰ میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے لیے سنن ہدیٰ کو مشروع کیا ہے' میری زندگی کی قسم! اگر تم سب لوگ اپنے گھر میں نماز ادا کرنا شروع کر دو تو تم لوگ اپنے نبی کی سنت کو ترک کر دو گے اور اگر تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ترک کر دو گے تو تم لوگ گمراہ ہو جاؤ گے۔

مجھے اپنے بارے میں یہ بات یاد ہے' ہم میں سے وہی شخص باجماعت نماز میں شریک نہیں ہوتا تھا جو پکا منافق ہو اور مجھے یاد ہے ایک شخص کو دو آدمیوں کے درمیان سہارا دے کر لایا گیا اور اسے صف میں شامل کر دیا گیا' جو شخص بھی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح سے وضو کرتا ہے اور پھر مسجد جا کر وہاں نماز ادا کرتا ہے' تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے ایک گناہ کو مٹا دیتا ہے۔

گھر سے آنے والے نمازی کی دعا کا بیان

778- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التُّسْتَرِيُّ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْمُوَفَّقِ أَبُو الْجَهْمِ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَايَ هَذَا فَإِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا وَلَا بَطَرًا وَلَا رِيَاءً وَلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَأَسْأَلُكَ أَنْ تُعِيذَنِي مِنَ النَّارِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ أَقْبَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ وَاسْتَغْفَرَ لَهُ سَبْعُونَ أَلْفِ مَلَكٍ

777: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

778: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے گھر سے نماز کے لیے نکلتا ہے اور یہ پڑھتا ہے ''اے اللہ میں تجھ سے اس واسطے سے سوال کرتا ہوں جو سوال کرنے والوں کا تجھ پر حق ہے اور میں تجھ سے اپنے اس چلنے کے حق کی وجہ سے سوال کرتا ہوں' میں فخر کرتے ہوئے' تکبر کرتے ہوئے' ریاکاری کرتے ہوئے یا شہرت کے حصول کے لیے اپنے گھر سے نہیں نکلا ہوں' میں تیری ناراضگی سے بچنے کے لیے' تیری رضا کے لیے گھر سے نکلا ہوں' میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے آگ سے اور آگ کے عذاب سے بچالینا اور میرے گناہوں کی مغفرت کر دینا' کیونکہ تیرے علاوہ اور کوئی گناہوں کی مغفرت کرنے والا نہیں ہے''۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

رات کی تاریکی میں مسجد کی جانب چلنے والے کے لئے نور ہونے کا بیان

779- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ رَاشِدٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ إِسْمٰعِيلَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَشَّاءُونَ إِلَى الْمَسَاجِدِ فِي الظُّلَمِ أُولٰئِكَ الْخَوَّاضُونَ فِي رَحْمَةِ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تاریکیوں میں مسجد کی طرف جانے والے لوگ اللہ کی رحمت میں داخل ہونے والے ہوتے ہیں''۔

780- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَلَبِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ الشِّيرَازِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَشَّرِ الْمَشَّاءُونَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِنُورٍ تَامٍّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تاریکیوں میں مسجد کی طرف جانے والوں کو یہ خوشخبری دے دو قیامت کے دن انہیں مکمل نور نصیب ہوگا''۔

اندھیرے میں مسجد کی جانب چل کر جانے کی فضیلت کا بیان

781- حَدَّثَنَا مَجْزَأَةُ بْنُ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدٍ مَوْلٰى ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الصَّائِغُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي

779: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

780: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

781: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بِالنُّوْرِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تاریکی میں مسجد کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کی خوشخبری دے دو''۔

شرح

امام حاکم اور امام بیہقی نے البعث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معه نورهم یسعی ۔ جس دن کہ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور جو مسلمان ان کے ساتھ ہیں ان کو رسوا نہیں کرے گا۔ ان کا نور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا۔ سے مراد ہے کہ موحدین میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن نور عطا فرمائے گا۔ لیکن منافق کا نور بجھ جائے گا اور مومن ڈرے گا جب وہ منافق کے نور کو بجھتا ہوا دیکھے گا اور وہ کہے گا ربنا اتمم لنا نورنا اے ہمارے رب ہمارے لیے ہمارے نور کو پورا کر دیجیے۔

عبد بن حمید و ابن المنذر نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت ربنا اتمم لنا نورنا سے مراد ہے کہ یہ ایمان والوں کا قول ہوگا جب منافقین کا نور بجھ جائے گا۔ (تفسیر درمنثور، سورہ تحریم، بیروت)

بَابُ: الْاَبْعَدُ فَالْاَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ اَعْظَمُ اَجْرًا

یہ باب مسجد کی طرف زیادہ دور سے آنے کے سبب ثواب کے بیان میں ہے

782-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَبْعَدُ فَالْاَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ اَعْظَمُ اَجْرًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص مسجد سے جتنا زیادہ دور ہوتا ہے (یعنی جتنی زیادہ دور سے چل کر آتا ہے؟ اس کو اتنا ہی زیادہ اجر ملتا ہے''۔

شرح

مسجد کی طرف کثرت سے قدموں کا رکھنا ہے، یعنی ایسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جانا جو گھر سے دور ہو اس لئے کہ جتنے زیادہ قدم مسجد کی طرف اٹھیں گے اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔ نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار یہ ہے کہ مسجد میں ایک نماز پڑھ کر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے یا اگر مسجد سے نکلے بھی تو دل وہیں دوسری نماز میں لگا رہے اس کی بہت زیادہ فضیلت وعظمت بیان فرمائی جا رہی ہے۔

783-حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِىُّ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ

782: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 556

النَّهْدِيِّ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بَيْتُهُ أَقْصَى بَيْتٍ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ الصَّلٰوةُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَتَوَجَّعْتُ لَهُ فَقُلْتُ يَا فُلَانُ لَوْ أَنَّكَ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا يَقِيكَ الرَّمَضَ وَيَرْفَعُكَ مِنَ الْوَقَعِ وَيَقِيكَ هَوَامَّ الْأَرْضِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ بَيْتِي بِطُنُبِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَحَمَلْتُ بِهِ حِمْلًا حَتَّى أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ فَذَكَرَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَذَكَرَ أَنَّهُ يَرْجُو فِي أَثَرِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ

◆◆ ابوعثمان نہدی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انصار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کا گھر مدینہ منورہ میں (مسجد سے) سب سے زیادہ دور تھا۔

لیکن وہ ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں باجماعت نماز میں شریک ہوتا تھا۔

میں نے اس کے لیے ہمدردی محسوس کرتے ہوئے اسے کہا: اے فلاں شخص! اگر تم ایک گدھا خرید لو تو یہ مناسب ہوگا۔

اس طرح تم گرمی سے بھی بچ جاؤ گے اور پاؤں میں پتھر بھی نہیں لگیں گے اور زمین کے کیڑے مکوڑوں سے بھی بچ جاؤ گے۔

تو اس نے کہا اللہ کی قسم! مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے بالکل ساتھ ہو۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس سے مجھے بڑی پریشانی ہوئی۔

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلوایا اور اس سے اس بارے میں دریافت کیا۔

اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی وہی بات ذکر کی اور یہ بات بھی بیان کی کہ اسے یہ امید ہے کہ اسے اپنے قدموں (پر چل کر آنے کا ثواب حاصل ہوگا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے جو امید رکھی ہے وہ تمہیں حاصل ہوگا۔

784- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَرَادَتْ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْ دِيَارِهِمْ إِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُعْرُوا الْمَدِينَةَ فَقَالَ يَا بَنِي سَلِمَةَ أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ فَأَقَامُوا

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنوسلمہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنے علاقے سے مسجد کے قریب

783: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1512' ورقم الحدیث: 1513' ورقم الحدیث: 1514' ورقم الحدیث: 1515' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 557

784: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

منتقل ہو جائیں' تو نبی کریم ﷺ کو یہ بات پسند نہیں آئی کہ مدینہ منورہ کے اطراف خالی ہو جائیں' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بنوسلمہ! کیا تم اپنے زیادہ قدموں سے چل کر آنے کے ثواب کے حصول کے طلبگار نہیں ہو؟ تو وہ لوگ وہیں مقیم رہے۔

شرح

بنوسلمہ انصار مدینہ کا ایک خاندان ہے اس خاندان کے افراد مسجد نبوی سے دور رہتے تھے۔ جب مسجد نبوی کے قریب رہنے والوں میں سے کچھ لوگوں کا انتقال ہو جانے یا کسی دوسری جگہ چلے جانے کی وجہ سے ان کے مکانات خالی ہوئے تو بنوسلمہ نے مسجد نبوی کے قریب رہنے کی سعادت حاصل کی غرض سے ان خالی مکانات میں منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس ارادہ کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اس وقت تم لوگ جہاں آباد ہو وہی جگہ سعادت و بھلائی کے اعتبار سے تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ تم لوگ مسجد سے جتنا دور رہو گے مسجد آنے کے لئے تمہیں اتنا ہی چلنا پڑے گا اور نماز کے لئے تم جتنے زیادہ قدم اٹھاؤ گے تمہارے نامہ اعمال میں ان کے بدلے اتنا ہی ثواب لکھا جائے گا اس لئے بھلائی و بہتری اسی میں ہے کہ تم اپنی سابق جگہ آباد رہو۔

785- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتِ الْأَنْصَارُ بَعِيدَةً مَنَازِلُهُمْ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادُوا أَنْ يَقْتَرِبُوا فَنَزَلَتْ (وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ) قَالَ فَثَبَتُوا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کچھ انصاریوں کے گھر مسجد سے بہت دور تھے' انہوں نے مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"جو انہوں نے آگے بھیجا ہے وہ ہم نے نوٹ کر لیا ہے اور ان کے قدموں کے نشان بھی ہم نوٹ کر رہے ہیں"۔

تو وہ لوگ اپنی جگہ پر رہے۔

شرح

(آیت) ونکتب ما قدموا و آثارھم، یعنی ہم لکھیں گے ان اعمال کو جو انہوں نے آگے بھیجے ہیں عمل کرنے کو آگے بھیجنے سے تعبیر کر کے یہ بتلا دیا کہ جو اعمال اچھے یا برے اس دنیا میں کئے ہیں وہ یہیں ختم نہیں ہو گئے، بلکہ وہ تمہارا سامان بن کر آگے پہنچ گئے ہیں جن سے اگلی زندگی میں سابقہ پڑتا ہے، اچھے اعمال ہیں تو جنت کی باغ و بہار بنیں گے، برے ہیں تو جہنم کے انگارے۔ اور ان اعمال کو لکھنے سے اصل مقصود ان کو محفوظ رکھنا ہے، لکھنا بھی اس کا ایک ذریعہ ہے کہ خطاء و نسیان اور زیادت و نقصان کا احتمال نہ رہے۔

اعمال کی طرح اعمال کے اثرات بھی لکھے جاتے ہیں

وآثارھم، یعنی جس طرح ان کے کئے ہوئے اعمال لکھے جاتے ہیں اسی طرح ان کے آثار بھی لکھے جاتے ہیں۔ آثار سے

785: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

مراد اعمال کے وہ ثمرات ونتائج ہیں جو بعد میں ظاہر ہوتے اور باقی رہتے ہیں، مثلاً کسی نے لوگوں کو دین کی تعلیم دی یا بتلائے یا اس کے لئے کوئی کتاب تصنیف کی جس سے لوگوں نے دین کا نفع اٹھایا یا کوئی وقف کر دیا، جس سے لوگوں کو نفع پہنچا، یا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا، تو جہاں تک اس کے اس عمل خیر کے آثار پہنچیں گے اور جب تک باقی رہیں گے وہ سب اس کے اعمال نامہ میں لکھے جاتے رہیں گے۔ اسی طرح برے اعمال جن کے برے ثمرات دنیا میں باقی رہے، مثلاً ظالمانہ قوانین جاری کر دیئے، ایسے ادارے قائم کر دیئے جو انسانوں کے اعمال واخلاق کو خراب کر دیتے ہیں، یا لوگوں کو کسی غلط اور برے راستہ پر ڈال دیا۔ تو جہاں تک اور جب تک اس کے عمل کے برے نتائج اور مفاسد وجود میں آتے رہیں گے اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے رہیں گے۔

جیسا کہ اس آیت کی تفسیر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کو اس کا بھی ثواب ملے گا اور جتنے آدمی اس طریقہ پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب اس کو ملے گا بغیر اس کے کہ ان عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی آوے۔ اور جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس کو اس کا بھی گناہ ہوگا اور جتنے آدمی جب تک اس برے طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے ان کا گناہ بھی اس کو ہوتا رہے گا بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کمی آئے۔

آثار کے ایک معنی نشان قدم کے بھی آتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ انسان جب نماز کے لئے مسجد کی طرف چلتا ہے تو اس کے ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے۔ بعض روایات حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں آثار سے مراد یہی نشان قدم ہیں، جس طرح نماز کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے اسی طرح نماز کے لئے جانے میں جتنے قدم پڑتے ہیں ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ ابن کثیر نے ان روایات کو اس جگہ جمع کر دیا ہے جن میں یہ مذکور ہے کہ مدینہ طیبہ میں جن لوگوں کے مکانات مسجد نبوی سے دور تھے انہوں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب مکان بنالیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ جہاں رہتے ہو وہیں رہو، دور سے چل کر آؤ گے تو یہ وقت بھی ضائع نہ سمجھو، جتنے قدم زیادہ ہوں گے اتنا ہی تمہارا ثواب بڑھے گا۔

بَابُ: فَضْلِ الصَّلٰوةِ فِیْ جَمَاعَةٍ

یہ باب باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت میں ہے

786- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تَزِیْدُ عَلٰی صَلَاتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ وَصَلَاتِهٖ فِیْ سُوْقِهٖ بِضْعًا وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَةً

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

786: اخرجه البخاري في "الصحيح" رقم الحديث: 477' اخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1504' اخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 559' اخرجه الترمذي في "الجامع" رقم الحديث: 215

''آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اس کے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے یا بازار میں نماز ادا کرنے سے بیس سے زیادہ درجے فضیلت رکھتا ہے''۔

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جماعت کو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ حالت مرض میں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خود چل کر مسجد میں پہنچنا ممکن نہ تھا دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت محمدیہ میں جماعت کا بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہیے تھا کیونکہ نماز جیسی عظیم عبادت کی شان اسی کی متقاضی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو اسے اعلیٰ درجے پر پہنچایا جائے۔

جماعت کے وجوب سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

جماعت فرض وواجب ہے یا نہیں؟: اس بارے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے کہ آیا جماعت سنت ہے یا واجب اور یا فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ چنانچہ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے الا کسی عذر کی وجہ سے، یہ قول امام احمد بن حنبل، داؤد عطاء اور ابوثور رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا ہے بعض علماء کا قول یہ ہے کہ جو کوئی نماز کے لئے اذان سنے اور مسجد میں حاضر نہ ہو تو اس کی نماز درست نہیں، حضرت امام شافعی کے رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک جماعت فرض کفایہ ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے متبعین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک یہ ہے کہ جماعت سنت موکدہ واجب کے قریب ہے لیکن فقہ کی کتابوں کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت کے بارے میں حنفی فقہاء کے دو قول ہیں بعض کتابوں میں جماعت کو واجب لکھا گیا ہے اور بعض میں سنت موکدہ اور وجوب ہی کا قول راجح اور اکثر محققین حنفیہ کا مسلک بیان کیا گیا ہے۔

مشہور محقق حضرت ابن ہمام لکھتے ہیں کہ ہمارے اکثر مشائخ کا مسلک یہی ہے کہ جماعت واجب ہے لیکن اس کو سنت اس لئے کہا جاتا ہے کہ جماعت کا ثبوت سنت یعنی حدیث سے ہے نہ یہ کہ خود جماعت سنت ہے جیسا کہ نماز عیدین، وہ واجب ہے مگر اسے سنت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا ثبوت حدیث سے ہے۔

جماعت کے بعض احکام ومسائل کا بیان

کتاب بدائع میں لکھا ہے کہ جماعت کے لئے مسجد میں حاضر ہونا ہر عاقل بالغ غیر معذور پر واجب اور اگر ایک مسجد میں جماعت نہ ملے تو دوسری مسجدوں میں پھرنا واجب نہیں ہے البتہ جماعت کی سعادت حاصل کرنے کی خاطر اگر دوسری مسجدوں میں جائے تو یہ اچھی ہی بات ہوگی، قدوری نے لکھا ہے کہ اس صورت میں کہ اگر مسجد میں جماعت نہ ملے، تو چاہیے کہ اہل وعیال کو جمع کر کے گھر ہی میں جماعت سے نماز پڑھ لی جائے۔ اس مسئلے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے کہ محلے کی مسجد میں جماعت افضل ہے یا جامع مسجد میں، اگر ایک محلے میں دو مسجدیں ہوں تو ان میں سے قدیم مسجد کو اختیار کرنا چاہیے اور اگر دونوں برابر ہوں تو پھر جو مسجد قریب ہو اسے اختیار کیا جائے، جماعت نماز تراویح میں اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور نماز کسوف کے لئے سنت موکدہ ہے، رمضان کے وتر میں جماعت مستحب ہے رمضان کے علاوہ اور کسی زمانہ کے وتر میں جماعت مکروہ تنزیہی ہے مگر اس

کے مکروہ ہونے میں یہ شرط ہے کہ مواظبت کی جائے اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں۔ نماز خسوف میں اور تمام نوافل میں جماعت مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ نوافل اس اہتمام سے ادا کیے جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا کسی اور طریقے سے لوگوں کو جمع کر کے ہاں اگر بغیر اذان و اقامت کے اور بغیر بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جماعت کی حکمتیں اور فائدے:

جماعت کی حکمتیں کیا ہیں؟ اور اس کے کیا فائدے مرتب ہوتے ہیں، اس موضوع پر علماء نے بہت کچھ لکھا ہے۔

امام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ (۱) کوئی چیز اس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی عبادت اس طرح رسم عام کر دی جائے کہ وہ عبادت ایک ضروری عادت ہو جائے کہ اس کو چھوڑنا کسی عادت کو ترک کرنے کی طرح ناممکن ہو جائے اور تمام عبادتوں میں نماز سے زیادہ عظیم و شاندار کوئی عبادت نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے (۲) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جاہل بھی عالم بھی، للہٰذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں تاکہ اگر کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو دوسرا اسے بتا دے گویا اللہ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اسے دیکھتے ہیں جو خرابی اس میں ہوتی ہے بتلا دیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں پس نماز کی تکمیل کا یہ ایک ذریعہ ہوگا۔ (۳) جو لوگ بے نمازی ہوں گے ان کا بھی اس سے حال کھل جائے گا اور ان کے لئے وعظ و نصیحت کا موقع ملے گا۔ (۴) چند مسلمانوں کا مل کر اللہ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا حق تعالیٰ کی رحمت کے نزول اور قبولیت کے لئے ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے۔ (۵) اس امت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اس کے نام کا کلمہ بلند ہو اور کلمہ کفر پست ہو اور روئے زمین پر کوئی اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان خواہ وہ کسی درجے اور کسی طبقے کے ہوں، عام و خاص مسافر اور مقیم، چھوٹے اور بڑے سب ہی اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لئے جمع ہوں اور اسلام کی شان و شوکت اور اس کی ترغیب دی گئی اور اس کے چھوڑنے کی ممانعت کی گئی۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

(۶) جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور وہ ہر ایک کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکیں گے جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید و فضیلت جابجا قرآن عظیم اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان فرمائی گئی ہے۔ (علم الفقہ)

موجودہ زمانے کی نظریاتی دوڑ کے مطابق دیکھا جائے تو جماعت اسلام کے نظریہ مساوات کا سب سے اعلیٰ مظہر ہے دن میں پانچ مرتبہ اللہ کے تمام بندے جو دنیاوی اعتبار سے کسی بھی منصب و مرتبے کے ہوتے ہیں اپنی تمام برتری و فوقیت اور اپنے دنیاوی جاہ و جلال کو بالائے طاق رکھ کر اللہ کے حضور میں تمام عام مسلمانوں کے ساتھ مل کر سربسجود ہو جاتے ہیں اور زبان حال سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز۔

787 - حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

787: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ الْجَمَاعَةِ عَلٰی صَلٰوةِ اَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جُزْءًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
باجماعت نماز ادا کرنا تنہا نماز ادا کرنے پر پچیس گنا فضیلت رکھتا ہے۔

788- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰی صَلَاتِهٖ فِیْ بَيْتِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اس کے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے پر پچیس گنا فضیلت رکھتا ہے"۔

شرح

اس سے پہلی والی حدیث میں نماز باجماعت کی فضیلت بیس گنا کا ذکر ہے اور اس حدیث میں پچیس گنا فضیلت بتائی گئی ہے، اس کی توجیہ علماء نے یہ کی ہے کہ یہ فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ۲۵ گنا بتلائی گئی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مزید اضافہ فرما کر اسے ۲۷ گنا کر دیا، اور بعض نے کہا کہ یہ کمی بیشی نماز میں خشوع وخضوع اور اس کے سنن وآداب کی حفاظت کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

نماز بہ جماعت ادا کرنے والے کے لئے ستائیس درجے ثواب میں اضافہ ہونے کا بیان

789- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ رُسْتَةُ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تَفْضُلُ عَلٰی صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَحْدَهٗ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اس کے تنہا نماز ادا کرنے پر ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے"۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے تو جماعت کی نماز کے ثواب کی زیادتی ستائیس درجے معلوم ہوتی ہے مگر دوسری روایتوں میں پچیس درجے زیادتی مذکور ہے چنانچہ علماء محدثین لکھتے ہیں کہ اکثر روایتوں میں یہی ثابت ہے کہ جماعت کی نماز کا ثواب تنہا نماز کے ثواب سے پچیس درجے زیادہ ہوتا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کی ایک ایسی روایت ہے کہ جس میں ستائیس

788: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 560

789: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1476

درجے کا ذکر کیا گیا ہے لہٰذا اس حدیث اور ان احادیث میں یہ تطبیق پیدا کی جائے گی ۔ پہلے نبی ... ثواب کی زیادتی معلوم ہوئی ہوگی پھر بعد میں حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ستائیس درجے ثواب کی زیادتی ...
تطبیق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کہا جائے کہ درجات کا اختلاف نمازی کے احوال کے تفاوت کی بناء پر ہے ...
جماعت کی نماز کا ثواب اس کے اپنے احوال کی بناء پر ستائیس گنا ملتا ہے اور کسی نمازی کو جماعت کی نماز کا ثواب ...
احوال کی بناء پر پچیس گناہ ملتا ہے۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ ثواب کی زیادتی کی یہ فضیلت اس جماعت کی نماز ...
ہے جو مسجد میں ادا کی جائے گی یا اس جماعت کی نماز کے لئے بھی ہے جو مسجد میں نہیں بلکہ گھر وغیرہ میں ادا کی جائے چنانچہ ...
رائے تو یہ ہے کہ یہ فضیلت مسجد کی جماعت کے ساتھ مختص ہے مگر دوسرے بعض علماء کا قول ہے کہ یہ فضیلت عمومی طور پر جماعت کی
نماز کے لئے ہے خواہ مسجد میں ادا کی جانے والی جماعت ہو یا مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ۔

790- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَصِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَحْدَهٗ اَرْبَعًا وَّعِشْرِيْنَ اَوْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً

◆◆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''آدمی کا باجماعت نماز ادا کرنا اس کے تنہا نماز ادا کرنے پر چوبیس (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) پچیس درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے''۔

بَابُ: التَّغْلِيْظِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ

یہ باب جماعت میں شریک نہ ہونے کی شدید مذمت میں ہے

نماز باجماعت ادا نہ کرنیوالوں کے لئے وعید کا بیان

791- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَتُقَامَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ اَنْطَلِقَ بِرِجَالٍ مَّعَهُمْ حُزَمٌ مِّنْ حَطَبٍ اِلٰى قَوْمٍ لَّا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''پہلے میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں نماز کے لیے حکم دوں اسے قائم کیا جائے' پھر میں کسی شخص کو حکم دوں وہ لوگوں کو نماز

790: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 554' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 842

791: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 548

پڑھائے' پھر میں کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر جاؤں جن کے ساتھ لکڑیوں کے گٹھے ہوں اور ان لوگوں کی طرف جاؤں جو باجماعت نماز میں شریک نہیں ہوئے اور پھر ان سمیت ان کے گھروں کو آگ لگا دوں''۔

شرح

اس حدیث سے جماعت کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جو لوگ جماعت کے لئے مسجدوں میں نہیں آتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار ہونے کی وعید کس مبالغے کے ساتھ بیان فرمائی جارہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود ارادہ فرمایا کہ جماعت ترک کردیں اور ان لوگوں کو جماعت میں حاضر نہ ہونے کے جرم کی سزا دیں۔ آخر حدیث میں ایسے لوگوں کی ذہنی افتاد اور طبعی کمزوری کی طرف اشارہ کردیا گیا ہے کہ انہیں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ مسجد میں دنیا کی ایسی حقیر شی بھی مل جائے گی تو وہ نماز میں شریک ہونے کے لئے بھاگے ہوئے آئیں مگر آخرت کی سعادت وثواب اور حق جل شانہ، کا قرب عظیم وغیر فانی چیز کے حصول کی طرف ان کا میلان نہیں ہوتا۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امام کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی عذر کی بناء پر کسی کو اپنا قائم مقام بنادے اور خود اپنی ضرورت کی وجہ سے چلا جائے۔

نابینا افراد کے لئے بھی نماز بہ جماعت ادا کرنے کا بیان

792- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِىْ رَزِيْنٍ عَنِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ كَبِيْرٌ ضَرِيْرٌ شَاسِعُ الدَّارِ وَلَيْسَ لِىْ قَائِدٌ يُلَاوِمُنِىْ فَهَلْ تَجِدُ لِىْ مِنْ رُخْصَةٍ قَالَ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا اَجِدُ لَكَ رُخْصَةً

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: میں عمر رسیدہ اور نابینا ہوں میرا گھر بھی دور ہے مجھے کوئی راستہ دکھانے والا بھی نہیں ہے' جو میرا ساتھ دے سکے' تو کیا آپ میرے لیے کوئی رخصت پاتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اذان کی آواز سنتے ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر مجھے تمہارے لیے کوئی رخصت نہیں ملتی۔

شرح

صحیحین کی حدیث میں منقول ہے کہ "جب حضرت عتبان ابن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی بینائی کا شکوہ کیا (کہ اس کی وجہ سے میں مسجد میں حاضری سے معذور ہوں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ اپنے گھر ہی میں نماز پڑھ لیا کریں۔" لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ نابینا آدمی کو جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے مگر جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں دی اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فضلائے مہاجرین میں سے تھے ان کی شان کے لائق یہی بات تھی کہ وہ اولیٰ پر عمل کریں یعنی جماعت میں حاضر ہوا کریں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے تو اجازت دے دی مگر پھر وحی آجانے یا اجتہاد کے بدل جانے کی وجہ سے آپ صلی

792: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 552

اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی، اس حدیث میں اذان سننے کے بعد جماعت میں حاضری کی تاکید ... کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

اس حدیث سے جماعت کی بڑی اہمیت اور تاکید ثابت ہوتی ہے، اور نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو جماعت سے غیر حاضر رہنے کی اجازت نہ دی، حالانکہ وہ اندھے تھے، اور انہوں نے کہا کہ میرے پاس کوئی آدمی بھی نہیں جو مجھ کو پکڑ کر لائے، کیونکہ ان کا گھر مسجد سے بہت دور تھا، وہ اذان کی آواز سنتے تھے اور بغیر آدمی کے آ سکتے تھے، اور بعضوں نے کہا حدیث کا مطلب یوں نہیں ہے کہ تمہارے لیے جماعت کا ترک جائز نہیں کیونکہ اندھا ہونا جماعت سے معافی کے لئے قوی عذر ہے اور آپ ﷺ نے عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی جماعت ان کے اندھے ہونے کی وجہ سے معاف کی، بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے لئے ایسی رخصت نہیں پاتا کہ تم جماعت میں حاضر نہ ہو، اور جماعت کا ثواب نہ پاؤ، واللہ اعلم۔

793- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ أَنْبَأَنَا هُشَيْمٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جو شخص اذان سنتا ہے اور مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے (نہیں آتا) تو اس کی نماز نہیں ہوتی البتہ عذر کا حکم مختلف ہے۔

ترک جماعت کے اعذار کا بیان

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے ہر عاقل بالغ غیر معذور پر جماعت واجب ہے لیکن اگر ایسا کوئی آدمی ہو یعنی اسے ایسا عذر لاحق ہو جس کی وجہ سے وہ مسجد میں جا کر جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا ہو تو اس کے لئے جماعت واجب نہیں رہتی، چنانچہ فقہاء نے ترک جماعت کے پندرہ عذر بیان کئے ہیں۔

(۱) نماز کے صحیح ہونے کی شرط مثلاً طہارت یا ستر عورت وغیرہ کا نہ پایا جانا۔ (۲) پانی کا بہت زوروں کے ساتھ برسنا، اس سلسلے میں حضرت امام محمد نے اپنی کتاب موطا میں لکھا ہے کہ اگرچہ شدید بارش کی صورت میں جماعت کے لئے نہ جانا جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ جا کر جماعت سے نماز پڑھی جائے۔ (۳) مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ کا ہونا۔ (۴) سردی اتنی سخت ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔ (۵) مسجد تک جانے میں مال و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔ (۶) مسجد جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔ (۷) مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرضے کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائے گا اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہو گی۔ (۸) رات اس قدر اندھیری ہو کہ راستہ نہ دکھائی دیتا ہو ایسی حالت میں یہ ضروری نہیں کہ لالٹین وغیرہ ساتھ لے کر جائے۔ (۹) رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔ (۱۰) کسی مریض کی تیمارداری کرنا ہو کہ اس کے جماعت میں

793: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 551

پڑھنے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔ (۱۱) پیشاب یا پاخانہ معلوم ہوتا ہو۔ (۱۲) سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی اور قافلہ نکل جائے گا، ریل کا مسئلہ بھی اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے مگر فرق اس قدر کہ وہاں ایک قافلے کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں کے بعد ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن کئی بار جاتی ہے اگر ایک وقت کی ریل نہ ملی تو دوسرے وقت جا سکتا ہے ہاں اگر ایسا ہی سخت حرج ہوا ہو تو جماعت چھوڑ دینے میں مضائقہ نہیں۔ (۱۳) فقہ وغیرہ پڑھنے یا پڑھانے میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ بالکل فرصت نہ ملتی ہو۔ (۱۴) کوئی ایسی بیماری مثلاً فالج وغیرہ ہو یا اتنا ضعیف ہو کہ چلنے پر قادر نہ ہو یا نابینا ہو اگرچہ اس کو مسجد تک پہنچا دینے والا کوئی مل سکے یا لنگڑا ہو یا دونوں طرف سے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں۔ (۱۵) کھانا تیار یا تیاری کے قریب ہو اور ایسی بھوک لگی ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔

ترک جماعت والوں کے دلوں پر مہر لگا دینے کا بیان

794 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتُوَائِيِّ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِيْنَاءَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّابْنُ عُمَرَ اَنَّهُمَا سَمِعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجَمَاعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: یا تو لوگ با جماعت نماز ترک کرنے سے باز آجائیں گے یا پھر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور پھر وہ ضرور غافل لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔

شرح

ایمان کا نور ان کے دلوں سے جاتا رہے گا، اور عبادت کی لذت اور حلاوت ان کو حاصل نہ ہوگی، یا عبادت کا اثر ان کے دلوں پر نہ ہوگا، اور دل میں غفلت اور تاریکی بھر جائے گی، یہ فرمودہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجرب ہے۔

ترک جماعت کے سبب وعید کا بیان

795 - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْهُذَلِيُّ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزِّبْرِقَانِ بْنِ عَمْرٍو الضَّمْرِيِّ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَنْتَهِيَنَّ رِجَالٌ عَنْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ اَوْ لَاُحَرِّقَنَّ بُيُوْتَهُمْ

◆◆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''لوگ جماعت ترک کرنے سے یا تو باز آجائیں گے یا پھر میں ان کے گھروں کو آگ لگا دوں گا''۔

794: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1999' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1369

795: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَاب :صَلٰوةِ الْعِشَآءِ وَالْفَجْرِ فِیْ جَمَاعَةٍ

یہ باب عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بیان میں ہے

796- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الدِّمَشْقِیُّ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ اَبِیْ كَثِیْرٍ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ التَّیْمِیُّ حَدَّثَنِیْ عِیْسَی بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَتْنِیْ عَائِشَةُ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِیْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو یہ پتہ چل جائے کہ عشاء اور فجر کی نمازوں (کو باجماعت ادا کرنے میں) کیا فضیلت ہے' تو وہ ان میں ضرور شریک ہوں خواہ وہ گھسٹ کر چل کر آئیں۔

شرح

اگر چل نہ سکے تو ہاتھ اور پاؤں کے بل جماعت میں آئیں، اس حدیث سے عشاء اور فجر کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اور اس کا سبب یہ ہے کہ ان دونوں صلاتوں کا وقت نیند اور سستی کا وقت ہوتا ہے، اور نفس پر بہت شاق ہوتا ہے کہ آرام چھوڑ کر نماز کے لئے حاضر ہو، اور جو عبادت نفس پر زیادہ شاق ہو اس میں زیادہ ثواب ہے۔

797- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَثْقَلَ الصَّلٰوةِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ صَلٰوةُ الْعِشَآءِ وَصَلٰوةُ الْفَجْرِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِیْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''منافقین کے لیے سب سے بھاری نماز عشاء اور فجر کی نماز ہے۔ اگر انہیں پتہ چل جائے کہ ان کا کیا اجر و ثواب ہے' تو وہ ان میں شریک ہوں اگرچہ انہیں گھسٹ کر آنا پڑے''۔

798- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِیَّةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدٍ جَمَاعَةً اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً لَا تَفُوْتُهُ الرَّكْعَةُ الْاُوْلٰی مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا عِتْقًا مِنَ النَّارِ

◆◆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

796: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

797: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1481

798: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

''جو شخص مسجد میں جماعت کے ساتھ چالیس دن تک نماز ادا کرتا رہے اس طرح کہ اس کی عشاء کی نماز کی کوئی ایک رکعت بھی فوت نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے یہ بات لکھ دیتا ہے' یہ جہنم سے آزاد ہے''۔

شرح

اور ابوداؤد میں ہے کہ ہر شے کی ایک عمدگی ہے، اور نماز کی عمدگی تکبیر اولیٰ ہے، اس لئے اس پر محافظت کرو، نیز اس حدیث کی روشنی میں بعض لوگوں نے کہا ہے کہ جس شخص نے جماعت کی پہلی رکعت پائی اس نے گویا تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ پائی، کیونکہ دوسری روایت میں رکعت اولیٰ کے بدل تکبیر اولیٰ ہے، اور تکبیر اولیٰ پانے میں تین قول ہیں، ایک یہ کہ امام کی تکبیر کے ساتھ ہی شریک ہو، دوسرے یہ کہ امام کی قرات سے پہلے نماز میں شریک ہو جائے، تیسرے یہ کہ رکوع سے پہلے شریک ہو جائے، اور اخیر قول میں آسانی ہے۔

بَابُ: لُزُوْمِ الْمَسْجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلٰوۃِ

یہ باب مسجد میں رہنے اور نماز کا انتظار کرنے میں ہے

نماز پڑھ کر نماز والی جگہ پر بیٹھے رہنے کی فضیلت کا بیان

799- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِیْ صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِیْ مَجْلِسِهِ الَّذِیْ صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو جائے' تو وہ نماز کی حالت میں شمار ہوتا ہے' جب تک وہ نماز کی وجہ سے وہاں رکا رہتا ہے اور فرشتے اس شخص کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں' جب تک وہ اپنی اس جگہ پر بیٹھا رہتا ہے جہاں اس نے نماز ادا کی تھی' وہ فرشتے کہتے ہیں: اے اللہ! تو اس کی مغفرت کر دے' اے اللہ! تو اس پر رحم کر' اے اللہ! تو اس کی توبہ قبول کر لے (وہ ایسا اس وقت تک کرتے رہتے ہیں) جب تک وہ اس جگہ پر بے وضو نہیں ہوتا اور جب تک وہ (وضو توڑ کر ہوا خارج کر کے) ان فرشتوں کو اذیت نہیں دیتا''۔

شرح

فرشتے اس کے لئے اس وقت تک دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ باوضو رہتا ہے، اگر وہ زبان یا ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچا دیتا ہے تو فرشتوں کی دعا بند ہو جاتی ہے، اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے مسجد میں ہمیشہ باوضو رہنا چاہئے، اگر چہ

799: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بے وضو بھی رہ سکتا ہے مگر یہ فضیلت حاصل نہ ہوگی۔

مسجد میں نماز پڑھنے اور ذکر کرنے کی فضیلت کا بیان

800- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَوَطَّنَ رَجُلٌ مُسْلِمٌ الْمَسَاجِدَ لِلصَّلٰوةِ وَالذِّكْرِ اِلَّا تَبَشْبَشَ اللّٰهُ لَهٗ كَمَا يَتَبَشْبَشُ اَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ اِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''جو شخص نماز ادا کرنے اور ذکر کرنے کے لیے مسجد کو اپنا وطن بنالیتا ہے (یعنی وہاں ٹھہرا رہتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس شخص سے اس طرح خوش ہوتا ہے' جس طرح کسی غائب شدہ شخص کے واپس آنے پر اس کے گھر والے خوش ہوتے ہیں''۔

801- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ فَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ وَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْرِعًا قَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ اَبْشِرُوْا هٰذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ السَّمَاءِ يُبَاهِىْ بِكُمُ الْمَلٰٓئِكَةَ يَقُوْلُ انْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِىْ قَدْ قَضَوْا فَرِيْضَةً وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَ اُخْرٰى

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کی' تو جس نے جانا تھا وہ واپس چلا گیا جس نے ٹھہرنا تھا وہ ٹھہر گیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سانس پھول رہا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے چادر ہٹی ہوئی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ یہ خوشخبری حاصل کرو کہ تمہارے پروردگار نے آسمان کا ایک دروازہ کھولا ہے اور تم لوگوں کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار کر رہا ہے' وہ یہ فرمارہا ہے' تم میرے بندوں کو دیکھو کہ انہوں نے ایک فرض کو ادا کر دیا ہے اور دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں۔

مسجد کی خبر گیری کرنے والے کے ایمان کی گواہی کا بیان

802- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ دَرَّاجٍ عَنْ اَبِى الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهٗ بِالْاِيْمَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ) الْاٰيَةَ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ

800: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

801: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

802: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2617' ورقم الحدیث: 3093

پابندگی سے مسجد حاضر ہوتا ہے' تو اس کے حق میں ایمان کی گواہی دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ "بے شک اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہ شخص آباد کرے گا' جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو"۔

شرح

اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ تم اگر کسی ایسے آدمی کو دیکھو جو اللہ کے گھر کی خبر گیری کرتا ہو یعنی اس کی حفاظت و مرمت کرتا ہے اس میں جھاڑو وغیرہ دے کر اس کی صفائی وستھرائی رکھتا ہے اس میں نماز پڑھتا ہے اور عبادت کرتا ہے اور اس میں دینی علوم کے درس وتدریس میں مشغول رہتا ہے تو تم اس کے حق میں گواہی دو کہ وہ مرد مومن اور اللہ ورسول ﷺ کا اطاعت گذار و فرمانبردار بندہ ہے۔

مسجدوں کو آباد رکھنے والوں کی فضیلت کا بیان

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ،

عمارت مساجد سے اس جگہ مراد ہے ہمیشہ عبادت ذکر الٰہی اور علم وقرآن کی تعلیم سے مسجدوں کو آباد رکھنا۔ حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ مسجد کا عادی بن گیا ہے (جب کام سے چھوٹتا ہے مسجد کا رخ کرتا ہے) تو اس کے مؤمن ہونے کی شہادت دو کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے: إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ رواہ الترمذی والدارمی والبغوی۔

حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص صبح یا شام مسجد کو جاتا ہے تو جتنی مرتبہ بھی جائے اللہ (ہر مرتبہ جانے کے بدلے میں) اس کے لئے جنت میں ایک مکان تیار کر دیتا ہے۔ متفق علیہ۔ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس روز اللہ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اس روز سات آدمیوں کو اللہ اپنے سایہ میں لے لے گا۔ ان سات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اس آدمی کا شمار کیا کہ جب وہ مسجد سے نکلتا ہے تو واپس مسجد میں آنے تک دل اس کا مسجد میں ہی پڑا رہتا ہے۔ متفق علیہ۔

حضرت سلمان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص گھر میں اچھی طرح وضو کرنے کے بعد مسجد کو جاتا ہے وہ اللہ کی ملاقات کو آنے والا (یعنی اللہ کا مہمان) ہو جاتا ہے اور میزبان پر حق ہے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ رواہ الطبرانی وعبدالرزاق وابن جریر فی تفسیر یہما والبیہقی فی شعب الایمان۔ عمرو بن میمون کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی فرماتے تھے: زمین پر مسجدیں اللہ کے گھر ہیں۔ جو ان مسجدوں میں اللہ کی ملاقات کو آئے اللہ پر حق ہے کہ وہ ان کی عزت کرے۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان وعبدالرزاق وابن جریر فی تفسیر یہما۔

مسجد کی آبادکاری کے ذیل میں آتا ہے کہ مسجد کو بنانا سجانا روشن کرنا اور مناسب امور سے اس کی حفاظت کرنا مثلاً خرید و فروخت اور دنیا کی باتوں سے اس کو پاک رکھنا۔ محمود بن لبید کا بیان ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نے ایک مسجد بنانے کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے اس کو ناپسند کیا (کیونکہ مدینہ شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک مسجد موجود تھی) اور اس ارادہ کو ترک کرنے

کی خواہش کی۔ حضرت عثمان نے فرمایا: میں نے خودسنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے: جو اللہ کے لئے مسجد بنائے گا اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔

دوسری روایت میں آیا ہے: اسی شکل کا گھر اللہ اس کے لئے جنت میں بنائے گا۔ ایک اور روایت میں آیا ہے: جو شخص اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کوئی مسجد بنائے گا اللہ اس کے لئے ویسا ہی مکان جنت میں بنائے گا۔ رواہ احمد والشیخان فی الصحیحین والترمذی وصححہ وابن ماجہ والبغوی۔ ابن ماجہ نے یہ حدیث حضرت علی کی روایت سے بھی بیان کی ہے۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس کی روایت سے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے کوئی مسجد بنائے گا گو ایسا ہی گھونسلہ ہو جیسے قطاۃ اپنے انڈوں کے بنالیتی ہے اللہ اس کے لئے جنت میں مکان بنائے گا۔ طبرانی نے حضرت ابوامامہ کی روایت سے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے مسجد بنائے گا اللہ جنت کے اندر اس سے بڑا مکان اس کے لئے بنائے گا۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی شخص مسجد کے اندر کسی کو اپنی گم شدہ اونٹنی تلاش کرتے سنے تو کہے: اللہ کرے تیری اونٹنی واپس نہ ملے کیونکہ مسجدیں اس کام کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں۔ رواہ مسلم

حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ گھروں کے اندر مسجد (نماز کی جگہ) بنالی جائے اور اس کو پاک صاف اور خوشبودار رکھا جائے۔ رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ۔

حضرت عمرو بن شعیب کے دادا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے اندر اشعار گا کر پڑھنے اور خرید و فروخت اور نماز سے پہلے وہاں گھیرا بنا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ رواہ ابوداؤد والترمذی۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم کسی کو مسجد کے اندر خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہو: اللہ تجھے اس تجارت میں نفع نہ دے اور اگر مسجد کے اندر کسی کو گم شدہ اونٹنی ڈھونڈتے (یعنی لوگوں سے پوچھتے اور کہتے سنتے) پاؤ تو کہو: اللہ کرے تیری اونٹنی واپس نہ ملے۔ رواہ الترمذی والدارمی۔

فعسٰی اولئك ان یکونوا من المھتدین۔ پس ایسے لوگوں کی نسبت توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود تک پہنچ جائیں گے۔ المھتدین یعنی اطاعت الٰہی کے پابند جو ان کو جنت میں لے جانے والی ہے (اگرچہ اللہ کے فرمانبرداروں کا جنت میں داخلہ یقینی ہے مگر) صیغۂ امید (عسیٰ) کا استعمال بہ چند وجوہ کیا گیا: (۱) کافر جو اپنے اعمال سے فائدہ اندوز ہونے اور ہدایت یافتہ ہونے کا یقین کئے بیٹھے تھے ان کو تنبیہ اور زجر کرنا مقصود ہے کہ تم کس گنتی میں ہو تم کو تو اپنے اعمال کے نتیجہ انگیز ہونے کی امید ہی نہ رکھنی چاہئے۔ مسلمانوں کے ہدایت یافتہ ہونے کا معاملہ گومگو اور غیر یقینی حالت میں ہے مسلمان بھی اپنے کو قطعی نجات یافتہ نہیں کہہ سکتے۔ (۲) مسلمانوں کو باز داشت کہ کہیں اپنے اعمال پر مغرور نہ ہو جانا اور اپنی ان نیکیوں پر بھروسہ نہ بیٹھنا (بلکہ خوف کے ساتھ امید رکھنا)۔

ابونعیم نے حضرت علی کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے کسی پیغمبر کے پاس وحی بھیجی کہ تمہاری امت میں جو میرے اطاعت گذار بندے ہیں ان سے کہہ دو کہ اپنے اعمال پر مگن نہ ہو جانا کیونکہ قیامت

کے دن جب میں کسی بندے کی حساب فہمی کروں گا اور اس کو عذاب دینا چاہوں گا تو عذاب دوں گا (اس کے اعمال موجب نجات نہ ہو سکیں گے) اور تمہاری امت میں جو میرے نافرمان ہیں ان سے کہہ دو کہ خود اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو (اور ناامید نہ ہو) میں بڑے بڑے گناہ بخش دوں گا اور پرواہ نہ کروں گا۔ واللہ اعلم۔

مسلم اور ابن حبان اور ابوداؤد نے کہا کہ حضرت نعمان بن بشیر نے فرمایا: میں چند صحابیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ہم میں سے ایک آدمی کہنے لگا: مسلمان ہونے کے بعد مجھے پرواہ نہیں کہ میں اللہ کے لئے کوئی عمل کروں بس میں تو حاجیوں کو پانی پلاؤں گا (اسی کو سب سے زیادہ اچھا عمل جانتا ہوں) دوسرے نے کہا کہ نہیں مسجد حرام کی آبادکاری (سب سے اچھا عمل ہے میں تو یہی کروں گا) تیسرا بولا (سب غلط ہیں) جو کچھ تم نے کہا اس سے بڑھ کر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس مت چیخو۔ یہ واقعہ جمعہ کے دن کا تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا: جمعہ کی نماز کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمہارے ان جھگڑوں کے متعلق دریافت کروں گا۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر جامع البیان، طبری، توبہ، بیروت)

كِتَابُ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ وَالسُّنَّةِ فِيْهَا

یہ کتاب نماز کو قائم کرنے اور اس کے طریقہ سنت کے بیان میں ہے

قیام نماز کا بیان

حضرت بایزید بسطامی کا فرمان ہے: میں نے تیس سال کا مجاہدہ کیا مگر میں نے علم اور اس کے مطابق عمل کرنے سے اور کسی چیز کو اپنے لیے مشکل نہیں پایا۔ نماز کی حقیقت کے بارے میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور نماز قائم کرو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز قائم کرو اور وہ جو تمہارے ملک میں ہیں۔ (اُن کا خیال رکھو)۔

نماز ایک مخصوص عبادت ہے جو روزانہ چند مخصوص اَحکام کے ساتھ ادا کی جاتی ہے اور اللہ جل جلالہ کا حکم ہے پانچ وقتوں میں نمازیں ادا کرو۔

حدیث شریف میں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب منور میں ایسا جوش ہوتا تھا جیسا کہ کانسی کی دیگ میں جس کے نیچے آگ جلتی ہو۔

امیر المومنین حضرت سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ نماز کا قصد کیا کرتے تو آپ کے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے اور کپڑے سے باہر سر نکال دیتے اور آپ پر کپکپی طاری ہو جاتی اور فرماتے کہ اُس امانت کے ادا کرنے کا وقت آ گیا ہے، جس کے اُٹھانے سے آسمان اور زمین عاجز آ گئے تھے۔

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ کی نماز کا بیان

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حاتم اصم سے پوچھا۔ آپ نماز کس طرح ادا کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کہ جب نماز کا وقت آ جاتا ہے تو ایک وضو ظاہر کا کرتا ہوں اور ایک باطن کا۔ ظاہری وضو پانی سے کرتا ہوں اور باطنی وضو توبہ سے۔ پھر مسجد میں داخل ہوتا ہوں اور مسجد بیت الحرام کا مشاہدہ کرتا ہوں۔ مقام ابراہیم کو اپنے دو اَبرو کے سامنے رکھتا ہوں، بہشت کو اپنے قدموں کے نیچے رکھتا ہوں اور ملک الموت کو اپنی پیٹھ کے پیچھے خیال کرتا ہوں، پھر نہایت حُرمت کے ساتھ قیام اور بڑی ہیبت کے ساتھ قرات اور خاکساری کے ساتھ رکوع، عاجزی کے ساتھ سجود اور بڑے حلم و وقار کے ساتھ قعود اور پھر آخر میں شکرِ حق کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں اور توفیق قبضہ قدرت میں ہے

نماز کے فوائد کا بیان

یہ جاننا چاہئے کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ طالبانِ حق، اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں ابتداء سے انتہا تک اسی سے راہِ حق طے کرتے ہیں اور اسی میں مشغول ہوتے ہیں۔ ان کے مقامات عموماً اس میں کشف ہوتے ہیں۔ چنانچہ طہارت طالبانِ حق کے لئے توبہ ہوتی ہے اور قبلہ کی طرف رُخ کرنا پیر کے ساتھ تعلق کے قائم مقام ہے اور قیام کرنا مجاہدۂ نفس اور قرات ذکر دوام اور رکوع تواضع اور معرفتِ نفس اور تشہد، اُنسِ حق اور سلام دنیا سے علیحدگی اور مقامات کی پابندی سے نکلنے کے قائم مقام ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے تمام تعلقات سے منقطع ہوجاتے تو کمالِ حیرت کے محل میں شوقِ دیدار کے طالب ہوتے اور فقط یادِ حق سے تعلق مضبوط کرتے، پھر فرماتے: اے بلال رضی اللہ عنہ ہمیں نماز سے خوش کرو۔ یعنی نماز کی اذان دوتا کہ نماز پڑھ کر راحتِ قلب حاصل کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ یعنی مجھے نماز ہی میں سرور اور فرحت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری فرماتے ہیں: سچے فرمانبردار کی علامت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ اُس کے لئے مقرر ہوتا ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو وہ اُس بندہ کو نماز ادا کرنے پر آمادہ کرے اور اگر وہ شخص سورہا ہو تو اُسے بیدار کردے اور یہ علامت حضرت سہل بن عبداللہ تستری میں ظاہر تھی۔ اس لئے کہ آپ بوڑھے اور معذور ہوگئے تھے۔ لیکن جب نماز کا وقت آیا تو ٹھیک ٹھاک ہوجاتے اور نماز ادا کرچکتے تو پھر عاجز اور معذور کھڑے کے کھڑے رہ جاتے۔

روایت ہے کہ حضرت حسین بن منصور رحمہ اللہ تعالیٰ رات دن میں چار سو رکعت نماز پڑھنا لازم رکھتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ جو اتنے بلند درجہ پر ہیں تو اِس قدر رنج اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ سب رنج وراحت تیرے اپنے حال میں ظاہر ہوتا ہے اور دوستانِ حق جو فانی الصفت ہوتے ہیں اُنہیں نہ رنج محسوس ہوتا ہے نہ راحت۔ خبردار سستی کا نام حق تک پہنچنا اور حرص کا نام طلب حق نہ رکھنا۔

فرماتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی جب بوڑھے ہوگئے تو روزانہ ایّام جوانی کے اَوراد میں سے کوئی وِرد بھی نہ چھوڑتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا اے شیخ! اب آپ ضعیف ہوگئے ہیں ان اوراد میں سے کچھ چھوڑ دیجئے تو آپ نے فرمایا:
یہ وہ چیزیں ہیں کہ شروع سلوک میں، میں نے جو کچھ پایا انہی کی بدولت پایا۔ اَب محال ہے کہ انتہائے سلوک میں اِن کو ترک کردوں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن میں ایک عابدہ عورت کو دیکھا کہ بچھو نے اُس کو نماز میں چالیس جگہ کاٹا اور اُس میں کچھ بھی تغیر ظاہر نہ ہوا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئی تو میں نے اُس سے کہا: اے امّاں جان آپ نے اُس بچھو کو کیوں نہیں ہٹایا؟ تو وہ فرماتی ہیں: لڑکے تو ابھی بچہ ہے کس طرح ممکن ہوسکتا ہے میں خداوند تعالیٰ کے کام میں اپنا کام کرتی۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس سال سفر کیا مگر میری کوئی نماز جماعت کے بغیر نہیں ہوتی تھی اور جمعۃ المبارک کے روز میں ایک قصبہ میں ہوتا تھا اور نماز کے اَحکام اِس سے زیادہ ہیں کہ اُن کو بیان کرسکیں لیکن مقامات میں سے جو بات نماز سے تعلق

رکھتی ہے وہ محبت الٰہی ہے۔

بَابُ: افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز کی ابتداء کے بیان میں ہے

نماز کی ابتداء اور خوف خدا کی کیفیت کا بیان

امام حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا آپ کے گھر والوں میں سے کسی نے پوچھا آپ کا وضو کے وقت یہ کیا حال ہو جاتا ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں کس کے سامنے کھڑے ہونے جارہا ہوں اور جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ کے جسم میں لرزہ پڑ جاتا کسی نے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: میں اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں اور اس سے مناجات کرنا چاہتا ہوں تو میرے جسم میں لرزہ پڑ جاتا ہے۔

اور جب تمہارے امام حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ گوشہ تنہائی میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو روتے اور آپ کے جسم کے اعضاء میں اضطراب پیدا ہو جاتا اور آپ کے قلب (مبارک) میں خوف خدا سے حزن واندوہ پیدا ہو جاتا تھا۔

اور جب آپ کو ہارون رشید کے تاریک اور وحشتناک قید خانہ میں لے جایا گیا تو وہاں آپ خدا کی اطاعت وعبادت میں مشغول ہو گئے اور اس بہترین وپسندیدہ فرصت کے مہیا ہونے پر اپنے پروردگار کا شکر بجالائے اور اپنے پروردگار کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کرتے میں نے تجھ سے عرض کیا تھا کہ مجھے اپنی عبادت کا موقعہ عنایت فرما تو نے میری اس دعا کو قبول کیا لہٰذا میں تیری اس چیز پر حمد وثنا بجالاتا ہوں۔

صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنے کا بیان

803- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ

◄► حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف رخ کرتے اور رفع یدین کرتے ہوئے اللہ اکبر کہتے۔

تکبیر تحریمہ کی وجہ تسمیہ کا بیان

علامہ ابن محمود البابرتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ نماز کا فرض ہے اس کا رکن نہیں ہے۔ اور اسمیت کے تحقق کے لئے اس

803: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 828' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 964' ورقم الحدیث: 965' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 304' ورقم الحدیث: 305' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1038' ورقم الحدیث: 1100' ورقم الحدیث: 1180' ورقم الحدیث: 1261' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 862' ورقم الحدیث: 1061

ے آخر میں تاء کو لاحق کیا گیا ہے۔ اور اب یہ نام اس تکبیر کے ساتھ خاص ہے۔ کیونکہ یہ تکبیر ہر اس چیز کو حرام قرار دیتی ہے جو اس سے پہلے حلال تھی۔ (جیسا مباح کاموں کا مثلا کھانا، پینا اور کلام کرنا وغیرہ ہیں)۔ اور باقی تمام تکبیرات میں سے کوئی تکبیر بھی اشیاء مباحہ کو حرام کرنے والی نہیں۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۱، ص، بیروت)

تکبیر تحریمہ کی فرضیت کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تو تکبیر سے شروع فرماتے تھے اور قرأت کی ابتداء الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ آہستہ سے پڑھتے تھے جیسا کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے۔

کیونکہ رب کی بڑائی بولنے اور بزرگی وعظمت بیان کرنے ہی سے اس کا خوف دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تقدیس ہی وہ چیز ہے جس کی معرفت سب اعمال واخلاق سے پہلے حاصل ہونی چاہیے۔ بہر حال اس کے کمالات وانعامات پر نظر کرتے ہوئے نماز میں اور نماز سے باہر اس کی بڑائی کا اقرار واعلان کرنا تمہارا کام ہے۔

کبریائی صرف اللہ کے لیے ہے اس لیے اسی کی کبریائی کا ذکر تمہاری زبان پر ہونا چاہیے اور اسی کا چرچا لوگوں میں کرنا چاہیے۔ نماز کا آغاز تکبیر یعنی اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) کے کلمات ہی سے ہوتا ہے اور اذان میں بھی بار بار اس کلمہ کو دہرایا جاتا ہے تا کہ فضا اللہ کی تکبیر سے گونج اٹھے۔ تکبیر کا حکم سورۂ بنی اسرائیل کی آخری آیت میں بھی دیا گیا ہے۔ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا اور اس کی بڑائی بیان کرو جیسی بڑائی بیان کرنا چاہیے۔

اللہ کی بڑائی بیان کرنے میں شرک کی تردید بھی ہے اور توحید کا اثبات بھی۔ مشرکین نے کسی کو مہادیو بنا دیا ہے اور کسی کو مہاتما جن کی وہ پرستش کرتے ہیں لیکن یہ صرف دعوے ہیں حقیقت یہ ہے کہ کبریائی اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے اور نہ اس کے سوا کوئی معبود ہے جس کی پرستش کی جائے۔

تکبیر تحریمہ کے بدلے میں الفاظ ادا کرنے کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر اس نے تکبیر کے بدلے "اللہ اجل، اللہ اعظم، یا الرحمن اکبر، یا لا الہ الا اللہ کہے یا اللہ تعالیٰ کے دوسرے اسماء صفاتیہ میں سے کسی نام کو پڑھے تو طرفین کے اس کا ایسا کرنا کافی ہے۔

جبکہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا: اگر وہ شخص تکبیر اچھی طرح کہہ سکتا ہو تو اس کے لئے اللہ اکبر، اللہ الاکبر، اللہ الکبیر کے علاوہ جائز نہیں۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صرف پہلے دو کلمات کے علاوہ کہنا جائز نہیں۔ اور امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ تکبیر صرف پہلے کلمہ کے ساتھ جائز ہے کیونکہ اسی کو نقل کیا گیا ہے۔ اور اس میں اصولی طور پر توقیف ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تعریف میں الف لام کا داخل کرنا یہ زیادہ بلاغت رکھتا ہے۔ لہٰذا

''الاکبر''اکبر'' کے قائم مقام ہو گیا۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ''افعل فعیل'' یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہونے میں برابر ہیں۔ مگر جس وقت پڑھنے والا ان کو اچھی طرح نہ پڑھ سکتا ہو۔ کیونکہ وہ صرف معنی پر قادر ہے۔

اور طرفین علیہما الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ لغت کے اعتبار سے تکبیر تعظیم ہے۔ اور وہ حاصل ہو جاتی ہے۔ (لہٰذا مذکورہ کلمات کے ساتھ تکبیر کہنا جائز ہے)۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

نماز کے شروع میں ثناء پڑھنے کا بیان

804- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِیُّ حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ عَلِیٍّ الرِّفَاعِیُّ عَنْ اَبِی الْمُتَوَكِّلِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ صَلَاتَهٗ يَقُوْلُ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

◆◆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آغاز میں یہ پڑھتے تھے۔

''تو پاک ہے اے اللہ! حمد تیرے لئے ہے' تیرا نام برکت والا ہے' تیری بزرگی عظیم ہے' تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے''۔

شرح

پھر نمازی کہے'': سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اِلٰى آخِرِهٖ ''اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ ثناء کو ان کلمات '(اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ) اِلٰى آخِرِهٖ'' سے ملائے۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کہا کرتے تھے۔

جبکہ طرفین کی دلیل یہ ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے اور پھر پڑھتے''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اِلٰى آخِرِهٖ) ''اور اس پر کچھ زیادہ نہ کرتے۔ اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی روایت کو تہجد پر محمول کیا جائے گا۔ اور ان کا قول'' وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ ''مشہور روایت میں ذکر نہیں ہوا اس لئے فرائض میں اسے نہ لایا جائے گا۔ اور افضل یہ ہے کہ تکبیر سے پہلے (انی وجہت) نہ پڑھے تا کہ نیت تکبیر کے ساتھ مل جائے جو کہ صحیح ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

نماز میں چھینک آجانے کا بیان

805- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَعَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ

804: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 775' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 242' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 892' ورقم الحدیث: 899

805: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 744' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1353' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 781' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 60' ورقم الحدیث: 333' ورقم الحدیث: 893' ورقم الحدیث: 894

عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ سَكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَآءَةِ قَالَ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَرَاَيْتَ سُكُوْتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَآءَةِ فَاَخْبِرْنِیْ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنْ خَطَايَایَ كَمَا يُنَقَّی الثَّوْبُ كَالثَّوْبِ الْاَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَايَایَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قرأت کرنے کے درمیان تھوڑی دیر خاموش رہتے تھے۔ میں نے عرض کی: سکوت کرتے ہیں آپ مجھے بتائیں کہ آپ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان سکوت کرتے ہیں آپ مجھے بتائیں کہ آپ کیا پڑھتے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: میں یہ پڑھتا ہوں۔

"اے اللہ! میرے اور میری کوتاہیوں کے درمیان اتنا فاصلہ کردے جتنا تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ رکھا ہے۔ اے اللہ مجھے میری کوتاہیوں سے اس طرح پاک کردے جیسے کپڑے کو صاف کیا جاتا ہے جیسے سفید کپڑے کو میل سے پاک کردیا جاتا ہے۔ اے اللہ میری کوتاہیوں کو پانی' برف اور اولوں کے ذریعے دھودے"۔

شرح

حضرت رفاعہ ابن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی نماز کے درمیان مجھے چھینک آ گئی میں نے یہ کلمات حمد کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى، تمام تعریف اللہ کے لئے ہے بہت زیادہ تعریف، بہت پاکیزہ یعنی خالص بابرکت) اور برکت کی گئی جیسی (تعریف) کہ دوست رکھتا ہے ہمارا رب اور پسند کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ چکے تو (ہماری طرف) متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ نماز میں باتیں کرنے والا کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کے خوف) سے کوئی نہیں بولا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری مرتبہ یہی فرمایا جب بھی کوئی نہیں بولا جب تیسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تو رفاعہ نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے (میں نے دیکھا ہے) کہ تیس سے زیادہ فرشتے ان کلمات کو لے جانے میں جلدی کر رہے تھے کہ ان میں سے کون پہلے اس کو لے جائے۔" (جامع ترمذی، ابوداؤد، سنن نسائی، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 956)

ابن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نماز میں چھینکنے والے کے لئے حمد بیان کرنا جائز ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ حمد دل میں کہے یا خلاف اولیٰ سے بچنے کی خاطر چھینک کے بعد سکوت اختیار کرے جیسا کہ شرح منیہ میں مذکور ہے۔

حضرت معاویہ ابن حکم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ

یرحمک اللہ کہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ارشاد نبوت اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ (نماز میں انسان کی بات مناسب نہیں ہے) میں "کلام الناس" اس لئے فرمایا گیا ہے تاکہ اس حکم سے وہ تسمیات واذکار نکل جائیں جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں جو اگرچہ انسان کا کلام ہی ہیں لیکن ان سے انسانوں کو خطاب کرنے یا ان کو سمجھانے کا ارادہ نہیں ہوتا لہٰذا یہاں "کلام الناس" (انسان کی بات) سے مراد وہ کلام ہے جس میں لوگوں کو خطاب کیا گیا ہو یا خود مخاطب بننے کا ارادہ ہو۔فقہاء لکھتے ہیں کہ "اگر کوئی آدمی کسی نمازی سے حالت نماز میں پوچھے کہ "تمہارے پاس کیا اور کس قسم کا مال ہے؟ اور وہ نمازی جواب میں یہ آیت پڑھے (وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ، النحل:8) (گھوڑے، خچر اور گدھے) یا کسی نماز پڑھنے والے کے آگے کوئی کتاب رکھی ہو اور ایک آدمی یحییٰ نامی سامنے کھڑا ہوا ہو اور اس آدمی کو خطاب کرنے کی نیت سے یہ آیت پڑھے (يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ)19۔مریم:12) (اے یحییٰ یہ کتاب لے لو) تو ان صورتوں میں نمازی نے اگرچہ قرآن کی آیتیں پڑھی ہیں لیکن یہ پڑھنا چونکہ ایک دوسرے آدمی کو خطاب کرنے کے ارادے سے ہے اس لئے نماز فاسد ہو جائے گی۔

ہاں اگر خطاب کا ارادے نہ کرے بلکہ قرات کے ارادہ سے پڑھے گا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔کاہن کی تعریف: عرب میں کاہن ان لوگوں کو کہتے ہیں جو جنات شیاطین اور ارواح خبیثہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے اور شیاطین جھوٹی سچی خبریں ان کو بتاتے تھے، اس طرح وہ لوگ علم غیب کا دعویٰ کر کے شیاطین وجنات کی پہنچائی ہوئی انہی باتوں کو غیب کی بات کہہ کر دوسرے لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ایسے لوگوں کے پاس جانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے چنانچہ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جو آدمی کسی عراف یا کاہن کے پاس جائے اور ان کی بتائی ہوئی باتوں کو سچ جانے تو اس نے بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی چیز (یعنی قرآن) سے کفر کیا۔

اس روایت کو امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔عراف کسے کہتے ہیں: کاہن کی تعریف تو معلوم ہوگئی، اب یہ بھی جان لیجئے عراف کسے کہتے ہیں۔عراف اس آدمی کو کہتے ہیں جو کسی عمل یا جادو ومنتر کے ذریعے کسی چیز کی حقیقت بیان کرتا ہے، چوری کی چیزوں کا پتہ بتاتا ہے اور مکان کی کسی گم شدہ چیز کا حال بتاتا ہے ان کے پاس بھی جانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔عمل رمل: جس طرح جنات وشیاطین کے ذریعے یا علم نجوم کے ذریعہ غیب کی باتوں کا پتہ لگانے کی کچھ لوگ کوشش کرتے ہیں۔اسی طرح رمل کے ذریعے بھی کچھ لوگ غیب کی باتوں تک پہنچنا چاہتے ہیں۔چنانچہ رمل اس علم کا نام ہے جس میں خطوط کھینچ کر اور ان کے ذریعے حساب لگا کر پوشیدہ باتوں کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے۔حدیث کے الفاظ سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل کے بارے میں ایک ایسا کلمہ بیان فرمادیا ہے جس سے کسی نہ کسی حد تک علم رمل کا جواز نکلتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

پہلے تو سمجھ لیجئے کہ وہ نبی جو علم رمل جانتے تھے اور خط کھینچتے تھے حضرت ادریس یا حضرت دانیال علیہما السلام تھے اس کے بعد حدیث کی طرف آیئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے علم رمل کا جواز نہیں ہوتا کیونکہ بقول خطابی یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیق بالمحال کی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فَمَنْ وَّافَقَ خَطُّهُ ازراہ زجر فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی

دوسرے کا خط کھینچنا اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کھینچنے کے موافق نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ ان نبی کا معجزہ تھا اور معجزہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تک محدود رہتا ہے اور پھر یہ کہ اگر کوئی آدمی خط کھینچے اور کہے کہ یہ اس نبی کے خط کھینچنے اور کہے کہ یہ اس نبی کے خط کھینچنے کے موافق ہے تو یہ غلط ہوگا۔ اس لئے کہ خط کی موافقت صحیح طور پر تواتر یا نص سے ثابت ہوسکتی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو۔ جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ منقول نہیں۔ لہٰذا ارشاد نبوت سے حاصل یہ نکلا کہ جب کسی رمال (علم رمل جاننے والا) اور اس نبی کے خط میں موافقت نہیں ہوسکتی تو بھی عمل رمل کو اختیار کرنا بھی درست نہیں۔

اسی طرح کہ دو اور سلسلے ہیں ان کا مدار حساب پر ہے جنہیں اصطلاحی طور پر عمل تکسیر اور عمل تخریج سے موسوم کیا جاتا ہے ان کے بارے میں بھی محققین علماء اور مشائخ کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ اعمال بھی شرعاً جائز نہیں ہیں اور ان کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ آخر عبارت کا مطلب یہ ہے کہ لفظ "کذا" علامت صحت ہے یعنی اگر یہ ضرورت محسوس ہو کہ عبارت میں کسی ایسے لفظ پر کہ جس کے بارے میں عدم صحت کا گمان ہوگیا ہے کوئی ایسی علامت لگادی جائے جس کے ذریعہ سے اس لفظ کا صحیح ہونا ثابت ہوجائے تو اس موقع پر اس لفظ پر کذا لکھ دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ اس طرح صحیح ہے، چونکہ اس حدیث کا لفظ "لکنی" اصول میں ہے، مگر مصابیح میں نہیں ہے، اس صورت میں یہ ممکن تھا کہ اس لفظ کے عدم صحت کا گمان ہوجاتا۔ اس لئے صاحب جامع الاصول نے اس لفظ پر کذا لکھ کر اس بات کی تصحیح کر دی ہے کہ یہ لفظ اصول میں یوں ہی ہے اور یہ صحیح ہے۔

کلمات ثناء کا بیان

806- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِمْرَانَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا حَارِثَةُ بْنُ اَبِي الرِّجَالِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تھے' تو آپ یہ پڑھتے تھے:

"تو پاک ہے اے اللہ! حمد تیرے لئے ہے تیرا نام برکت والا ہے تیری بزرگی عظیم ہے' اور تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے"۔

نماز کے شروع میں دعاؤں سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ

نماز کے شروع میں جن دعاؤں اور اذکار کا پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے مثلاً انی وجھت الخ یا سبحانک اللھم الخ یا ان کے علاوہ دیگر دعائیں ان سب کو یا بعض کو فرائض و نوافل میں پڑھنا امام شافعی کے نزدیک مستحب ہے، امام اعظم، امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ صرف سبحانك اللهم الخ پڑھا جائے اور اس کے علاوہ جو دعائیں ثابت ہیں وہ سب نوافل پر محمول ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دعاؤں کو نفلوں میں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت امام ابویوسف کے نزدیک سبحانك اللهم الخ اور انی وجھت الخ دونوں دعاؤں کو پڑھنا چاہئے۔ امام طحاوی نے بھی اس کو اختیار کیا ہے ان دونوں دعاؤں کی ترتیب میں نمازی کو

806: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 243

[illegible] پہلے سبحانک اللھم پڑھے یا انی وجہت تو پہلے پڑھ لے ویسے مشہور یہی ہے کہ انی وجہت، سبحانک اللھم کے بعد پڑھا جائے۔

بَابُ: اِلْاِسْتِعَاذَةِ فِی الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز میں استعاذہ پڑھنے کے بیان میں ہے

807- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَاصِمٍ الْعَنَزِيِّ عَنِ ابْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ دَخَلَ فِی الصَّلٰوةِ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ثَلَاثًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا ثَلَاثًا سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ قَالَ عَمْرٌو هَمْزُهُ الْمُوْتَةُ وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ وَنَفْخُهُ الْكِبْرُ

جبیر بن معطم کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نماز شروع کرتے تھے' تو پہلے یہ پڑھتے تھے۔

''اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' جو کبریائی والا ہے' اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' جو کبریائی والا ہے''۔

آپ ﷺ تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے۔ پھر تین مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے۔

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے' جو بہت زیادہ ہو' ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے' جو بہت زیادہ ہو''۔

پھر تین مرتبہ یہ پڑھتے تھے۔

''میں صبح شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں''۔

پھر یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! میں مردود شیطان سے اس کے کچوکے' اس کے پھونکنے اور اس کے تھتکارنے (یعنی اس کے ہر قسم کے شر) سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

عمرو نامی راوی نے یہ روایت بیان کی ہے' شیطان کے ''ہمز'' سے مراد جنون اس کے ''نفس'' سے مراد شعر کہنا اور اس کے ''نفخ'' سے مراد تکبر کرنا ہے۔

شرح

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ شیطان کے نفخ سے تکبر، اس کے نفث سے شعر اور اس کے ہمز سے جنون مراد ہے۔"

تشریح "نفخ شیطان" سے مراد تکبر و خود پسندی ہے جس میں شیطان آدمی کو اس طرح پھنساتا ہے کہ اس کو خود اس کی نظر میں اس حیثیت سے دکھاتا ہے کہ وہ آدمی اپنے آپ کو اچھا اور اعلیٰ سمجھ کر تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے اس طرح شیطان آدمی سے تکبر کا ارتکاب

807: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 764' و رقم الحدیث: 765

کراتا ہے۔ گویا نفخ شیطان کا مطلب یہ ہوا کہ شیطان آدمی میں تکبر کی لہر پھونک دیتا ہے۔ نفث سے جس کے معنی دم کرنے یعنی پھونکنے کے ہیں سحر مراد لیا گیا ہے جو شیطان آدمی پر کرتا ہے یا آدمی سے کسی دوسرے پہ کراتا ہے یہ معنی ارشاد ربانی آیت (وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ) سورت الناس) کی مناسبت سے زیادہ اولیٰ ہے کیونکہ اس آیت کریمہ میں نفّٰثٰت سے مراد سحر کرنے والی عورتیں ہیں۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ "نفث" سے مراد غیر سنجیدہ اور برے مضمون کے اشعار ہیں جنہیں شیطان آدمی کے تخیل میں ڈالتا ہے اور پھر انہیں اس کی زبان سے صادر کراتا ہے جیسے برے منتر یا وہ غلط اشعار جن میں مسلمانوں کی ہجو اور کفر و فسق کے الفاظ ہوتے ہیں۔ "همز" سے مراد غیبت کرنا اور لعن وطعن کرنا ہے۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ ہمز شیطان سے اس کا وسوسہ مراد ہے جیسا کہ اس آیت (وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ،المومنون:67) میں ہمزات سے مراد شیطان کے وسوسے لئے گئے ہیں۔

بہرحال یہ معانی اسی وقت مراد لئے جائیں گے جب کہ یہ ثابت ہو جائے کہ حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان تینوں الفاظ کی جو توضیح نقل کی گئی ہے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول نہیں ہے بلکہ کسی راوی کا ہے۔ اگر یہ توضیح صحیح طور پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو تو پھر وہی معنی مراد ہوں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے معنی مراد نہیں لئے جائیں گے۔

شیطان مردود کے شر سے بچنے کی دعا مانگنے کا بیان

808- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَهَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ قَالَ هَمْزُهُ الْمُوْتَةُ وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ وَنَفْخُهُ الْكِبْرُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی۔

''اے اللہ! میں مردود شیطان اس کے ٹہوکے اس کے پھونک مارنے اور اس کے تھوکنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' راوی کہتے ہیں: اس کے ٹہوکے سے مراد جنون ہے اس کے تھوکنے سے مراد شعر و شاعری کرنا ہے اور اس کے پھونک مارنے سے مراد تکبر کرنا ہے۔

نماز میں بسم اللہ پڑھنے کے فقہی احکام کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نماز ''الحمد للّٰه رب العالمین'' سے شروع کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

808: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بظاہر تو اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے لیکن سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا تمام ائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے کیونکہ دوسری احادیث سے بسم اللہ کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے خواہ بسم اللہ کو سورہ فاتحہ کا جزء مانا جائے جیسا کہ شوافع فرماتے ہیں خواہ نہ مانا جائے جیسا کہ حنفیہ فرماتے ہیں۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہاں الحمد للہ رب العالمین سے مراد سورہ فاتحہ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فاتحہ سے نماز شروع کرتے تھے جیسا کہ یہ کہا جائے کہ فلاں آدمی نے الم پڑھا تو اس سے مراد سورہ بقرہ ہی لی جاتی ہے اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ سورۃ کا جزء ہے لہٰذا اس قول سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔

احناف کی جانب سے اس کی تاویل یہ کی جاتی ہے کہ یہاں مطلق نفی مراد نہیں ہے بلکہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے بلکہ آہستہ سے پڑھتے تھے اور بآواز بلند نماز کی ابتداء ''الحمد للہ رب العالمین'' سے کرتے تھے کیونکہ یہ بات پوری صحت کی ساتھ ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بسم اللہ بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ آواز بلند پڑھی جانے والی نماز میں بھی آہستہ پڑھتے تھے۔

حضرت شیخ ابن ہمام نے بعض حفاظ حدیث (یعنی وہ لوگ جن کو بہت زیادہ احادیث زبانی یاد رہتی تھیں) سے نقل کیا ہے کہ کوئی بھی ایسی حدیث ثابت نہیں ہے جس میں بسم اللہ کا بآواز بلند پڑھنا بصراحت ثابت ہو تو وہاں اگر کوئی ایسی حدیث ثابت بھی ہے کہ جس سے بسم اللہ بآواز بلند پڑھنا ثابت ہوتا ہے تو اس کی اسناد میں کلام کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ صحابہ وتابعین اور تبع تابعین کی ایک بڑی جماعت سے بسم اللہ آہستہ پڑھنا بکثرت منقول ہے اور اگر اتفاقی طور پر کسی کے بارے میں بآواز بلند پڑھنا ثابت ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو انہوں نے لوگوں کی تعلیم کے لیے بسم اللہ بآواز بلند پڑھی ہوگی یا پھر ان مقتدیوں کی روایت ہے جو ان کے بالکل قریب نماز میں کھڑے ہوتے تھے کہ اگر وہ، بسم اللہ آہستہ سے بھی پڑھتے تھے تو مقتدی سن لیتے تھے اور اسی کو انہوں نے بآواز بلند پڑھنے سے تعبیر کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں اس مسئلے سے متعلق دو باب قائم کیے ہیں ایک باب میں تو ان احادیث کو نقل کیا ہے جن سے بسم اللہ آواز بلند پڑھنا ثابت ہے اور دوسرے باب میں وہ احادیث نقل کی ہیں جو آہستہ آواز سے پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں اور امام ترمذی نے ترجیح انہیں احادیث کو دی ہے جن سے بآواز آہستہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور کہا ہے کہ اس طرف (یعنی بسم اللہ آہستہ پڑھنے کے مسلک کے حق میں) اکثر اہل علم مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام وغیرہ ہیں۔ (جامع ترمذی)

نماز میں قراتِ تسمیہ کے حکم سری کا بیان

تسمیہ کی شرعی حیثیت کے تحت تسمیہ کا سورہ فاتحہ کا حصہ نہ ہونا اس امر سے بھی مترشح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہری

نمازوں میں قرات بالجہر کا آغاز الحمدللہ رب العالمین،، سے کرتے تھے۔بسم اللہ کی قرات جہراً نہ فرماتے تھے۔اس سلسلے میں چند احادیث ملاحظہ ہوں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر و عمر و عثمان کانوا یفتتحون القراۃ بالحمد اللہ رب العلمین وزاد مسلم لایذکرون بسم اللہ الرحمن الرحیم فی اول قراۃ ولا فی آخرھا

سنن داری میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ،اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جہری قرات کا آغاز الحمدللہ سے فرمایا کرتے تھے صحیح مسلم کے مزید الفاظ یہ ہیں کہ پہلی اور دوسری مرتبہ دونوں قراتوں میں (جہرا) بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔

(صحیح لمسلم، 1 : 172، کتاب الصلوٰۃ، رقم : 52 مسند احمد بن حنبل، 3 : 101، 114سنن الدارمی، 1 : 300 مطبوعہ، دارالقلم دمشق، سنن النسائی، 2 : 97، رقم : 902)

سعید بن منصور سنن میں ابووائل رضی اللہ عنہ سے اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

کانوا یسرون التعوذ والبسملة فی الصلوۃ. صحابہ کرام نماز میں تعوذ اور تسمیہ آہستہ پڑھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

قال صلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر وعثمان (رضی اللہ عنھم) فلم أسمع أحدا منھم یجھرء بسم اللہ الرحمن الرحیم

انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،ابوبکر رضی اللہ عنہ،عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔میں نے ان میں سے کسی کو بھی جہراً بسم اللہ پڑھتے نہیں سنا۔(سنن نسائی،2:98،رقم:907)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دور میں ابتداء دوران نماز بسم اللہ جہراً پڑھتے تھے۔اس پر مشرکین مکہ استہزاء کرتے کیونکہ وہ مسلیمہ کذاب،،کو رحمٰن کہتے تھے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سن کر وہ طعنہ دیتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اہل یمامہ کے معبود مسلیمہ کذاب،، کی طرف بلاتے ہیں۔اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بسم اللہ کی قرأت آہستہ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باخفائھا فما جھر بھا حتی مات.

لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرمایا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پوشیدہ پڑھا کرو، پھر تا وقتِ وفات کبھی نماز میں بسم اللہ پکار کر نہیں پڑھی۔(طبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

فلما نزلت ھذہ الایة أمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لایجھر بھا.

جب آیت بسم اللہ نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بسم اللہ بلند آواز سے نہ پڑھی جائے۔ (طبرانی)

اسی طرح صحیح بخاری، صحیح مسلم اور طبرانی کے علاوہ مصنف ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، اور بیہقی وغیرہ متعدد کتب حدیث میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ تسمیہ کی قرات سورہ فاتحہ یا کسی اور سورت کے حصے کے طور پر نہیں بلکہ الگ حیثیت سے کی جاتی تھی۔ اگر یہ حصہ سورۃ فاتحہ ہوتی تو یقیناً اس کی قرات بھی اس کے ساتھ بلند آواز سے کی جاتی۔ جن روایات میں بسم اللہ کی قرات کا دوران نماز بلند آواز سے ہونا مذکور ہے وہ مکی دور کے اوائل ایام سے متعلق ہیں۔ لیکن بعد میں صراحت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر پڑھنے کی ممانعت فرمادی۔ لہٰذا تسمیہ کا نماز میں پڑھا جانا تلاوتِ قرآن کے آغاز وافتتاح کے طور پر ہے۔ کیونکہ حمد وثناء کے بعد جب سورہ فاتحہ کی قرات شروع ہوتی ہے تو یہی دوران نماز تلاوت قرآن کا آغاز ہے اور یہاں بھی یہ حکم ہے کہ تلاوت قرآن کا آغاز پہلے تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) اور پھر تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) سے کیا جائے۔

بَابُ: وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز کے دوران دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنے کے بیان میں ہے

ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کا بیان

809- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَاْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ

◄► قبیصہ بن ہلب اپنے والد کا بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی تو آپ نے اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں کے ذریعے پکڑا۔

810- حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ ح و حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَا حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ فَاَخَذَ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ

◄► حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں دست مبارک کے ساتھ بائیں ہاتھ کو پکڑ لیا تھا۔

811- حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الْهَرَوِیُّ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَاتِمٍ اَنْبَاَنَا هُشَيْمٌ اَنْبَاَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ اَبِیْ

809: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 252

810: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

811: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 755' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 887

زَيْنَبَ السُّلَمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَاضِعٌ يَدِي الْيُسْرٰى عَلَى الْيُمْنٰى فَاَخَذَ بِيَدِي الْيُمْنٰى فَوَضَعَهَا عَلَى الْيُسْرٰى

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے میں نے اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور اسے میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیا۔

ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنے میں دلائل اور ان کا تجزیے کا بیان

ایسا سوال جو ہمیشہ بہت سے لوگوں کے ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا نماز میں ہاتھ باندھنا جائز ہے یا نہیں؟ فقہ جعفریہ والوں کے نزدیک یہ عمل جائز نہیں ہے؟ (۱) جیسا کہ خلاف (۲)، غنیہ (۳) اور دروس (۴) جیسی کتب میں ذکر ہوا ہے۔

سید مرتضی نے اپنی کتاب الانتصار (۵) میں اس کے جائز نہ ہونے پر اجماع ہونے کا دعوی کیا ہے۔ اسی طرح اہل بیت علیہم السلام سے بھی اس بارے میں بہت سی روایات نقل ہوئی ہیں۔

نیز اہل سنت میں بھی امام مالک اور بعض فقہائے سلف اسے مکروہ سمجھتے ہیں اسے تابعین بلکہ بعض صحابہ کرام سے نقل ہوا ہے کہ وہ نماز میں ہاتھ کھولنے کا عقیدہ رکھتے تھے۔

اہل سنت کے درمیان اس مسئلے میں اختلاف کا باعث پیغمبر کی نماز کے متعلق وہ صحیح جن ۱- خلاف ۱: ۱۰۹، ۲- خلاف ۱: ۱۰۹، ۳- (غنیۃ النزوع: ۸۱، ۴- الدروس الشرعیۃ: ۱۸۵، ۵- الانتصار: ۴۱.)

٦- بداية المجتهد ۱: ۱۳٦؛ ذہبی اس کتاب کے مؤلف قرطبی کے بارے میں کہتے ہیں: وہ فقہ میں علامہ تھے۔ فقہ میں برتری پائی۔ وہ اندلس میں علم وفضل اور کمال میں بے نظیر تھے۔ جیسا کہ فقہ میں لوگوں کی پناہ گاہ تھے اسی طرح حکمت میں بھی لوگ انہیں کی طرف رجوع کیا کرتے۔ (سیر اعلام النبلاء ۲۱: ۳۰۸.)

میں یہ ذکر ہوا ہے کہ آنحضرت حالت نماز میں ہاتھ نہیں باندھتے تھے۔ جیسا کہ ابن رشد نے بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابراہیم نخعی (۱) جنہوں نے اہل سنت کے آئمہ اربعہ میں سے بعض سے پہلے وفات پائی وہ بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کے قائل تھے۔

اسی طرح حسن بصری (۲) تابعی جسے اہل سنت علم وعمل میں اہل زمانہ کا سردار مانتے ہیں وہ بھی نماز میں ہاتھ کھول کر پڑھا کرتے تھے۔

۱- وہ پہلی صدی کے بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے بعض صحابہ کرام کو بھی درک کیا اور ۹٦ ھ میں وفات پائی۔

ذہبی کہتے ہیں: وہ امام، حافظ، فقیہ عراق اور بزرگ شخصیت تھے اور ایک جماعت نے ان سے روایات نقل کی ہیں اسی طرح انہوں نے حکم بن عتیبہ، سلیمان بن مہران اور ان کے علاوہ کئی ایک افراد سے روایات نقل کی ہیں۔ وہ معتقد تھے کہ ابو ہریرہ کی بہت سی

روایت مسنون ہیں۔

عجلی کہتے ہیں وہ مفتی کوفہ فقیہ اور پرہیز گار انسان تھے۔ احمد بن حنبل سے بھی نقل ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں: ابراہیم ذہین، عالم اور صاحب سنت تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۴: ۵۲۰)

۲۔ حسن بصری حضرت عمر کی خلافت کے پورے ہونے سے دو سال پہلے پیدا ہوئے اور حضرت عثمان کی اقتداء میں نماز جمعہ میں شریک ہوا کرتے کہا جاتا ہے کہ علم و عمل میں وہ اپنے زمانے کے سردار تھے۔

ابن سعد لکھتے ہیں: وہ جامع، عالم، رفیع، فقیہ، ثقہ، حجت، قابل اعتماد، عابد، ناسک اور کثیر العلم تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۴: ۵۷۱)۔ جبکہ ہمارے (شیعوں) ہاں اس کی مذمت میں روایات ذکر ہوئی ہیں۔

ابن سیرین (۱) اور لیث بن سعد (۲) اور عبداللہ بن زبیر جو صحابی ہے اور مالک کے مذہب میں بھی مشہور نظریہ یہی ہے، اسی طرح اہل مغرب بھی اسی نظریے (نماز میں ہاتھ کھولنے) پر عقیدہ رکھتے اور اسی پر عمل کیا کرتے تھے۔

۱۔ محمد بن سیرین خلیفہ دوم کی خلافت کے اواخر میں پیدا ہوئے اور ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔ اس نے تیس صحابہ کرام کو درک کیا۔ عجلی کہتے ہیں: پرہیز گاروں میں اس سے بڑھکر فقیہ اور فقہاء میں اس سے بڑھکر کسی کو پرہیز گار نہیں دیکھا۔ طبری کہتے ہیں: ابن سیرین فقیہ، عالم، متقی، کثیر الحدیث اور سچے انسان تھے، اہل علم و فضل نے بھی اسکی گواہی دی ہے جو حجت ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۴: ۶۰۶)۔ وہ بھی نماز میں ہاتھ کھولنے کا عقیدہ رکھتے تھے۔

اگرچہ ہمارے سابقہ علماء نے اس کے متعلق کوئی اشارہ نہیں کیا لیکن حجاج بن یوسف کی مدح میں اس کچھ مطالب نقل ہوئے ہیں۔

تستری کہتے ہیں: اگر اس کے متعلق بیان کئے جانے والے مطالب صحیح ہوں تو یہی اس کی نادانی اور جہالت کے لئے کافی ہیں۔ (قاموس الرجال ۹: ۳۲۲؛ تنقیح المقال ۳: ۱۳۰)

۲۔ لیث بن سعد کے بارے میں کہا گیا ہے: وہ امام، حافظ، شیخ الاسلام اور عالم دیار مصر تھے جو ۹۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۵ھ میں وفات پائی۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں: لیث کثیر العلم، صحیح الحدیث، ثقہ اور قابل اعتماد تھے۔ مصریوں میں ان سے بڑھکر کوئی صحیح الحدیث نہیں ہے۔

ابن سعد کہتے ہیں: لیث فتویٰ میں مستقل اور ثقہ تھے اس نے بہت سی احادیث نقل کی ہیں۔ عجلی اور نسائی اسکے بارے میں کہتے ہیں: لیث ثقہ ہے۔ ابن خراش کہتے ہیں: وہ سچا انسان ہے اور اسکی احادیث بھی صحیح ہیں۔ شافعی کہتے ہیں: لیث، مالک سے بھی بڑھکر فقیہ تھا لیکن اصحاب نے اسے ترجیح نہ دی؟ (سیر اعلام النبلاء ۸: ۱۳۶)۔ وہ بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کے قائل تھے۔

ارسال والوں کے مطابق اس نے امام صادق علیہ السلام کا ادراک کیا ان عظمت و منقبت بھی بیان کی لیکن یہ اس کی ہدایت کا باعث نہ بن سکی۔ (قاموس الرجال ۸: ۶۳۲؛ تنقیح المقال ۲: ۶۳)

امام مالک علیہ الرحمہ سے عدم ارسال کی روایات کا بیان

مالکیوں کی کتاب "المدونہ" میں لکھا ہوا ہے۔ "وقال مالک فی وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلوٰۃ قال: لا اعرف ذلك فی الفریضۃ و کان یکرھہ ولکن فی النوافل اذا طال القیام فلاباس بذلك یعین به نفسه"

(امام) مالک نے نماز میں ہاتھ باندھنے کے بارے میں کہا: "مجھے فرض نماز میں اس کا ثبوت معلوم نہیں" وہ اسے مکروہ سمجھتے تھے، اگر نوافل میں قیام لمبا ہو تو ہاتھ باندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس طرح وہ اپنے آپ کو مدد دے سکتا ہے۔ (المدونہ)

اس غیر ثابت قول کے مقابلے میں موطا امام مالک میں باب باندھا ہوا ہے: "باب وضع الیدین احداھما علی الاخری فی الصلوٰۃ" (۱) اس باب میں امام مالک سیدنا سہل بن سعد والی حدیث لائے ہیں: "کان الناس یؤمرون أن یضع الرجل الید الیمنیٰ علی ذراعه الیسریٰ فی الصلوٰۃ" لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ذراع پر رکھے۔ (الاستذکار، والزرقانی)

ابن عبدالبر نے کہا۔

وروی ابن نافع وعبدالمالك ومطرف عن مالك أنه قال: توضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلوٰۃ فی الفریضۃ والنافلۃ، قال: لا باس بذلك، قال ابو عمر: وھو قول المدنیین من اصحابه"

ابن نافع، عبدالمالک اور مطرف نے (امام) مالک سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: "فرض اور نفل (دونوں نمازوں) میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا چاہیے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔" ابو عمر (ابن عبدالبر) نے کہا: اور ان (امام مالک) کے مدنی شاگردوں کا یہی قول ہے۔" (الاستذکار، ج۲ص۲۹۱)

نماز میں ہاتھ باندھنے کے فقہی دلائل کا بیان

حضرت سہل بن سعد نے فرمایا: لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ذراع پر رکھیں۔

(مؤطا امام مالک، ج۱ص۱۵۹، صحیح بخاری مع فتح الباری، ج۲، ۱۷۸)

دلیل نمبر (۱) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کی احادیث متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صحیح یا حسن اسانید کے ساتھ مروی ہیں، مثلاً: ۱-وائل بن حجر (مسلم: ۴۰۱ وابوداؤد: ۷۲۷) ۲-جابر (احمد، رقم الحدیث ۱۵۱۵۶ وسندہ حسن) ۳-ابن عباس (صحیح ابن حبان، الموارد ۸۸۵ وسندہ صحیح) ۴-عبداللہ بن جابر البیاضی (معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم الاصبہانی، وسندہ حسن واوردہ الضیاء فی المختارۃ) ۵-غضیف بن الحارث (مسند احمد وسندہ حسن) ۶-عبداللہ بن مسعود (ابوداؤد وابن ماجہ وسندہ حسن) ۷-عبداللہ بن زبیر (ابوداؤد: واسنادہ حسن واوردہ الضیاء المقدسی فی المختارۃ) یہ حدیث متواتر ہے۔ (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ج ۶۸ ص ۲۸)

ارسال والی روایت کی سند میں ضعف کا بیان

المعجم الکبیر للطبرانی میں معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ارسال یدین کرتے تھے اور کبھی

ہم دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھتے تھے۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۲)

اس دلیل کا جائزہ یہ ہے کہ اس روایت کی سند کا ایک راوی خصیف بن جحدر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۲۰ ص ۱۳۹) امام بخاری، ابن الجارود، الساجی شعبہ، القطان اور ابن معین وغیرہ نے کہا: کذاب (جھوٹا) ہے۔ (دیکھئے لسان المیزان ج ۲، ۳۸۶) حافظ ہیثمی نے کہا۔ کذاب ہے۔ (مجمع الزوائد، ج ۲ ص ۱۰۲)

نماز میں ہاتھ باندھنا قیام کی صفت ہے

احکام فقہیہ کی روشنی میں فقہاء نے ہاتھ باندھنے کو قیام کی صفت قرار دیا ہے۔ اسی طرح قومہ کے درمیان ہاتھ نہ باندھنا بھی اسی وجہ سے ہے وہ قیام نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ قیام ہوتا تو فرض ہوتا۔ اس کی عدم فرضیت کی دلیل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ وہ قیام نہیں ہے۔ لہٰذا اس وقت اس میں ہاتھ نہیں باندھے جاتے۔ اس لئے قیام کی صورت میں اس کی صفت کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہاتھوں کا باندھا جائے تاکہ صفت قائم ہو اور قیام صفت سے موصوف یا ذات کی پہچان ہوتی ہے کیونکہ صفت کا مقصد ہی ذات یا موصوف کی معرفت ہے۔ (رضوی عفی عنہ)

امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک ارسال عزیمت جبکہ اعتماد رخصت ہے

امام سرخسی علیہ الرحمہ مبسوط میں لکھتے ہیں۔ ہاتھ میں باندھنے میں اصل سنت ہے۔ جبکہ امام اوزاعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نمازی کو ارسال اور اعتماد میں اختیار دیا جائے گا۔

کثرت روایات کی وجہ سے خبر واحد پر ترجیح ثابت ہو جائے گی کیونکہ ہاتھ باندھنے میں روایات کی کثرت ہے جس کا تقاضہ یہ ہے اسے اس خبر واحد جس میں ارسال کا ذکر ہے اس پر ترجیح دی جائے گی۔ لہٰذا امام مالک علیہ الرحمہ کے مؤقف ارسال کی بجائے اعتماد پر عمل کیا جائے گا۔ کیونکہ جب کسی عمل کے بارے میں روایات کی کثرت واقع ہو تو اسے ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

بَابُ: افْتِتَاحِ الْقِرَائَةِ

یہ باب قرأت کا آغاز کرنے کے بیان میں ہے

812- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ الْقِرَائَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

سیدہ عائشہ بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ قرأت کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے کرتے تھے۔

812: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1110' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 783' اخرجہ ابن ماجہ فی ''السنن'' رقم الحدیث: 869' ورقم الحدیث:

813- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح و حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ يَفْتَتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرأت کا آغاز الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔

814- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَبَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَّعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمِّ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْتَتِحُ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرأت کا آغاز ''الحمد للہ رب العلمین'' سے کرتے تھے۔

نماز میں قرأت کا آغاز الحمدللہ سے کرنے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نماز ''الحمد اللہ رب العالمین'' سے شروع کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

بظاہر تو اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے وقت سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے لیکن سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا تمام ائمہ کے نزدیک متفق علیہ ہے کیونکہ دوسری احادیث سے بسم اللہ کا پڑھنا ثابت ہوتا ہے خواہ بسم اللہ کو سورہ فاتحہ کا جزء مانا جائے جیسا کہ شوافع فرماتے ہیں خواہ نہ مانا جائے جیسا کہ حنفیہ فرماتے ہیں۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہاں الحمدللہ رب العالمین سے مراد سورہ فاتحہ ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فاتحہ سے نماز شروع کرتے تھے جیسا کہ یہ کہا جائے کہ فلاں آدمی نے الم پڑھا تو اس سے مراد سورہ بقرہ ہی لی جاتی ہے اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک بسم اللہ سورۃ کا جزء ہے لہٰذا اس قول سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے۔

احناف کی جانب سے اس کی تاویل یہ کی جاتی ہے کہ یہاں مطلق نفی مراد نہیں ہے بلکہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ آواز بلند نہیں پڑھتے تھے بلکہ آہستہ سے پڑھتے تھے اور با آواز بلند نماز کی ابتداء ''الحمد اللہ رب العالمین'' سے کرتے تھے کیونکہ یہ بات پوری صحت کی ساتھ ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بسم اللہ بہ آواز بلند نہیں پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ با آواز بلند پڑھی جانے والی نماز میں بھی آہستہ

813: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 246' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 901' ورقم الحدیث: 902

814: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت شیخ ابن امام نے بعض حفاظ حدیث (یعنی وہ لوگ جن کو بہت زیادہ احادیث زبانی یاد رہتی تھیں) سے نقل کیا ہے کہ کوئی بھی ایسی حدیث ثابت نہیں ہے جس میں بسم اللہ کا آواز بلند پڑھنا بصراحت ثابت ہوتو وہاں اگر کوئی ایسی حدیث ثابت بھی ہے کہ جس سے بسم اللہ آواز بلند پڑھنا ثابت ہوتا ہے تو اس کی اسناد میں کلام کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کی ایک بڑی جماعت سے بسم اللہ آہستہ پڑھنا بکثرت منقول ہے اور اگر اتفاقی طور کسی کے بارے میں آواز بلند پڑھنا ثابت ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو انہوں نے لوگوں کی تعلیم کے لیے بسم اللہ آواز بلند پڑھی ہوگی یا پھر ان مقتدیوں کی روایت ہے جو ان کے بالکل قریب نماز میں کھڑے ہوتے تھے کہ اگر وہ، بسم اللہ آہستہ سے بھی پڑھتے تھے تو مقتدی سن لیتے تھے اور اسی کو انہوں نے بآواز بلند پڑھنے سے تعبیر کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں اس مسئلے سے متعلق دو باب قائم کیے ہیں ایک باب میں تو ان احادیث کو نقل کیا ہے جن سے بسم اللہ آواز بلند پڑھنا ثابت ہے اور دوسرے باب میں وہ احادیث نقل کی ہیں جو آہستہ آواز سے پڑھنے پر دلالت کرتی ہیں اور امام ترمذی نے ترجیح انہیں احادیث کو دی ہے جن سے بآواز آہستہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے اور کہا ہے کہ اس طرف (یعنی بسم اللہ آہستہ پڑھنے کے مسلک کے حق میں) اکثر اہل علم مثلاً صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان غنی، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام وغیرہ ہیں۔ (جامع ترمذی)

نماز میں بسم اللہ بلند آواز سے نہ پڑھنے کا بیان

815- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَايَةَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ وَقَلَّمَا رَاَيْتُ رَجُلًا اَشَدَّ عَلَيْهِ فِي الْاِسْلَامِ حَدَثًا مِنْهُ فَسَمِعَنِيْ وَاَنَا اَقْرَاُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ اَيْ بُنَيَّ اِيَّاكَ وَالْحَدَثَ فَاِنِّيْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّمَعَ عُمَرَ وَمَعَ عُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ رَجُلًا مِنْهُمْ يَقُوْلُهُ فَاِذَا قَرَاْتَ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: میں نے کم ہی کوئی ایسا شخص دیکھا ہوگا' جو اسلام میں کوئی نئی چیز پیدا کرنے کی حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے زیادہ شدید مخالفت کرتا ہو۔

ایک مرتبہ انہوں نے مجھے سنا میں نے (قرأت کرتے ہوئے) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی پڑھ لی تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے نیا طریقہ ایجاد کرنے سے بچو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت

815: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 244' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 907

عثمان غنی کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی قرأت کے آغاز میں (بلند آواز میں بسم اللہ پڑھتے ہوئے نہیں سنا)

تو تم جب قرأت کرو تو الحمد للّٰہ رب العلمین سے شروع کرو۔

بسم اللہ کا فاتحہ کے جز ہونے یا نہ ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے الفاظ کو اصطلاح میں تسمیہ کہا جاتا ہے۔ یہی ایک آیت کے حصے کے طور پر قرآن حکیم کی سورۃ النمل میں وارد ہوا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بالاتفاق حصہ قرآن بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ انہ من سلیمن وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

بے شک وہ (خط) سلیمان کی جانب سے (آیا) ہے اور وہ اللہ کے نام سے شروع (کیا گیا) ہے جو بے حد مہربان بڑا رحم فرمانے والا ہے o

آئمہ فقہ میں سے شوافع اسے سورۃ الفاتحہ کا جزو قرار دیتے ہیں۔ جب کہ بعض علماء ہر سورت سے پہلے بسم اللہ وارد ہونے کی بناء پر سوائے سورۃ برات کے اسے ہر سورت کا جزو تسلیم کرتے ہیں۔ ان میں ابن عباس ابن عمر ابن زبیر ابو ہریرۃ اور تابعین میں سے عطاء طاؤس سعید بن جبیر مکحول اور زہری وغیرہ ہم کے اسماء بیان کیے جاتے ہیں۔ امام عبداللہ بن مبارک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل سے بھی ایک قول اس طرح منقول ہے۔ قول معروف اور مذہب مختار یہ ہے کہ بسم اللہ قرآن کا حصہ ہے۔ لیکن سورۃ الفاتحہ یا دوسری سورتوں کا جزو نہیں بلکہ ہر سورت سے پہلے اسے محض امتیاز و انفصال اور تیمن وتبرک کے لیے بیان کیا گیا ہے۔ عبداللہ بن عباس سے اسناد صحیح کے ساتھ مروی ہے۔

کان المسلمون لایعرفون انقضاء السورة وفی روایة لایعرفون فصل السورة حتی تنزل بسم اللہ الرحمن الرحیم فاذا نزلت عرفوا السورة قد انقضت وفی روایة ان السورة قد ختمت واستقبلت او ابتداءت سورة اخری۔

مسلمانوں کو دو سورتوں کے درمیان فرق وانفصال کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ چنانچہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے نازل ہونے سے ایسی حد فاصل قائم ہوئی کہ لوگوں کو اس کے ذریعے ہر ایک سورت کے شروع ہونے یا ختم ہونے اور دوسری کے شروع ہونے کی معرفت حاصل ہوگئی۔

مدینہ وبصرہ اور شام کے قراء وفقہا بھی اسی قول کے موید ہیں کہ بسم اللہ سورۃ النمل میں وارد ہونے کے اعتبار سے ایک مرتبہ تو قرآن کی مستقل آیت ہے۔ لیکن باقی تمام سورتوں سے اس کا ورود محض فصل کے طور پر ہے تا کہ اس کے ذریعے دو متصل سورتوں کے درمیان واضح فرق کا پتہ چل جائے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری، امام احمد بن حنبل، امام اور امام اوزاعی وغیرہم کا مذہب بھی یہی ہے۔

بَابُ: الْقِرَائَةِ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ

یہ باب فجر کی نماز میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے

816- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا شَرِیْکٌ وَّسُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ زِیَادِ بْنِ عِلَاقَۃَ عَنْ قُطْبَۃَ بْنِ مَالِکٍ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَاُ فِی الصُّبْحِ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّھَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ

حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نماز میں یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّھَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ

''اور لمبے لمبے کھجوروں کے درخت جن کے خوشے تہ درتہ ہوتے ہیں''۔

817- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ اَصْبَغَ مَوْلٰی عَمْرِو بْنِ حُرَیْثٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَیْثٍ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ یَقْرَاُ فِی الْفَجْرِ کَاَنِّیْ اَسْمَعُ قِرَائَتَہٗ فَلَا اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْکُنَّسِ

حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں یہ قرأت کی یہ قرأت گویا آج بھی میری سماعت میں ہے:

فَلَا اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْکُنَّسِ

818- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنْ عَوْفٍ عَنْ اَبِی الْمِنْھَالِ عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ ح و حَدَّثَنَا سُوَیْدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ اَبِیْہِ حَدَّثَہٗ اَبُو الْمِنْھَالِ عَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْرَاُ فِی الْفَجْرِ مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَۃِ

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں ساٹھ سے لے کر ایک سو آیات تک تلاوت کی تھی۔

819- حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَکْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

816: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1024' ورقم الحدیث: 1025' ورقم الحدیث: 1026' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 306' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 949

817: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 817

818: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1031' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 947

819: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا فَيُطِيلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقْصِرُ فِي الثَّانِيَةِ وَكَذٰلِكَ فِي الصُّبْحِ

◆◆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جب ظہر کی نماز پڑھاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت طویل ادا کرتے تھے اور دوسری رکعت کچھ مختصر ادا کرتے تھے' صبح کی نماز میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

فجر کی نماز میں سورہ مؤمنوں کی قرأت کرنے کا بیان

820- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ قَرَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ بِالْمُؤْمِنُوْنَ فَلَمَّا اَتٰى عَلٰى ذِكْرِ عِيْسٰى اَصَابَتْهُ شَرْقَةٌ فَرَكَعَ يَعْنِيْ سَعْلَةً

◆◆ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورہ مومنون کی تلاوت کی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرے پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانسی آگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں چلے گئے۔

بَابُ: الْقِرَاءَةِ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعے کے دن فجر کی نماز میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے

821-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُخَوَّلٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الم تَنْزِيْلُ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل اور سورہ الدهر کی تلاوت کرتے تھے۔

822-حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الم تَنْزِيْلُ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ

◆◆ مصعب بن سعد اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے

820:اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث:774' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث:1022' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث:649' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث:1006

821:اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث:2028' ورقم الحدیث:2029' ورقم الحدیث:2030' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث:1074' ورقم الحدیث:1075' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث:520' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث:955' ورقم الحدیث 1430

822:اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

دن فجر کی نماز میں ''سورہ الم تنزیل'' اور ''سورہ الدھر'' کی تلاوت کرتے تھے۔

823- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الم تَنْزِيْلُ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۃ الٓمٓ تنزیل اور سورۃ هل اتى على الانسان کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

824- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ اَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِیْ قَيْسٍ عَنْ اَبِیْ فَرْوَةَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الم تَنْزِيْلُ وَهَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ

قَالَ اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ هٰكَذَا حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لَا اَشُكُّ فِيْهِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے دن صبح کی نماز میں ''الم تنزیل'' اور ''سورہ الدھر'' کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

اسحاق نامی راوی بیان کرتے ہیں: عمرو نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت اسی طرح ہمیں بیان کی ہے اس میں مجھے کوئی شک نہیں ہے۔

شرح

حضرات شوافع اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جمعہ کے روز نماز فجر میں حدیث میں مذکورہ سورتیں ہی پڑھنی چاہئیں مگر حنفیہ چونکہ تعین سورت سے منع کرتے ہیں اس لئے فرماتے ہیں کہ یہ اولیٰ نہیں ہے کہ کسی خاص سورت کو کسی روز خاص نماز کے ساتھ اس طرح متعین کرلیا جائے کہ اس کے علاوہ کوئی دوسری سورت پڑھی ہی نہ جائے۔ ان حضرات کے نزدیک تعین قرات و سورت کی ممانعت کی وجہ صرف یہ ہے کہ اگر کسی خاص نماز کے ساتھ کسی خاص سورت کو متعین کردیا جائے گا تو لوگ اسی ایک سورت کو لازم وواجب سمجھ کر پڑھیں گے اور اس کے علاوہ دوسری سورتوں کو پڑھنا مکروہ سمجھیں گے۔ ہاں اگر کوئی آدمی مثلاً اس حدیث کے مطابق جمعہ کے روز نماز فجر کی پہلی رکعت میں الم تنزیل سورت السجدہ) اور دوسری رکعت میں ھل اتی علی الانسان (سورۃ دہر) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات کی برکت حاصل کرنے اور اتباع سنت کے جذبے سے پڑھا کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ ان سورتوں کے علاوہ کبھی کبھی کوئی دوسری سورت بھی پڑھ لیا کرے تاکہ کم علم اور عوام یہ نہ سمجھیں کہ ان سورتوں کے علاوہ کوئی دوسری سورت پڑھنی جائز نہیں ہے۔

823: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 891' ورقم الحدیث: 1068' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 2031' ورقم الحدیث: 2032' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 954' ورقم الحدیث: 2031' ورقم الحدیث 2032' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 954

824: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اس کے علاوہ حنفیہ کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس عمل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوام ثابت نہیں ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی یہ سورتیں پڑھا کرتے تھے لہٰذا کبھی کبھی پڑھنا تو ہر آدمی کے لئے افضل ہے۔ اس موقعہ پر یہ مسئلہ بھی سن لیجئے کہ اگر کوئی آدمی صبح کی نماز میں سورت سجدہ پڑھے تو اسے سجدہ تلاوت بھی کرنا چاہئے اگرچہ شوافع کے کچھ علماء نے بعض ایام میں امام کے لئے اس کو ترک کرنا ہی اولیٰ قرار دیا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدہ تلاوت کرنا ہی ثابت ہے۔

بَابُ: الْقِرَائَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

یہ باب ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے

825- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ قَزَعَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِیَّ عَنْ صَلوٰةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَيْسَ لَكَ فِیْ ذٰلِكَ خَيْرٌ قُلْتُ بَيِّنْ رَحِمَكَ اللّٰهُ قَالَ كَانَتِ الصَّلوٰةُ تُقَامُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ يَخْرُجُ اَحَدُنَا اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقْضِیْ حَاجَتَهُ فَيَجِیْءُ فَيَتَوَضَّاُ فَيَجِدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الظُّهْرِ

◆ قزعہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے فرمایا اس میں تمہارے لیے کوئی بہتری نہیں ہے میں نے کہا آپ بیان تو کیجئے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے تو انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہر کی نماز ادا کرنے کے لیے اقامت کہی جاتی' تو اس کے بعد ہم سے کوئی ایک شخص کھلے میدان کی طرف جاتا وہاں قضائے حاجت کرتا اور وضو کر کے (مسجد میں آتا تھا) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ظہر کی پہلی رکعت میں ہی پاتا تھا۔

شرح

حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں سورت واللیل اذا یغشی پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سورت سبح اسم ربک الاعلی پڑھا کرتے تھے اور عصر کی نماز میں بھی اسی قدر (کوئی آیت یا سورۃ) پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں اس سے لمبی قرات کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 794)

جس طرح دیگر احادیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں نماز میں فلاں سورت پڑھتے تھے اور اس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ وہ سورت پہلی رکعت میں پڑھتے تھے یا دوسری میں۔ یا ایک رکعت میں بغیر پہلی دوسری کے تعین کے پڑھتے تھے۔ اس طرح اس حدیث میں بھی کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں سورت واللیل اذا یغشی کس رکعت میں پڑھتے تھے آیا پہلی رکعت میں یا دوسری میں؟ اس سلسلہ میں دو ہی احتمال ہو سکتے ہیں یا تو یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی سورت کو دونوں رکعتوں میں پڑھتے تھے یا یہ کہ ایک سورت کا کچھ حصہ تو پہلی رکعت میں پڑھتے تھے اور کچھ حصہ دوسری

825: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث 1020' ورقم الحدیث 1021' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث 972

رکعت میں (پہلے احتمال میں تکرار لازم آئے گا اور دوسرے میں تبعیض (یعنی کسی ایک سورت کا کچھ حصہ پہلی رکعت میں اور کچھ حصہ دوسری رکعت میں پڑھنا لازم آئے گا اور یہ دونوں یعنی تکرار و تبعیض غیر اولی ہیں اگرچہ جائز ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار و تبعیض ثابت نہیں ہے۔

چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ ایک رکعت میں پوری سورت پڑھنا اگرچہ وہ چھوٹی ہو افضل ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ ایک رکعت میں کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھا جائے اگرچہ وہ سورت طویل ہو۔ ہاں اس مسئلے میں تراویح مستثنیٰ ہے کیونکہ اس میں تو پورا قرآن سارے مہینہ میں ختم کرنا افضل ہے لہٰذا ان سے دونوں احتمالات اور ان میں پیدا شدہ اشکالات کو دیکھتے ہوئے کوئی ایسا تیسرا احتمال پیدا کیا جائے گا جو حدیث کی منشاء کے مطابق اور اس سے مناسب ہو اور وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ سورت کے علاوہ کوئی دوسری سورت بھی پڑھتے تھے خواہ پہلی رکعت میں پڑھتے ہوں یا دوسری میں۔

826- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِي مَعْمَرٍ قَالَ قُلْنَا لِخَبَّابٍ بِاَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ

◆◆ ابومعمر بیان کرتے ہیں' ہم نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرنے کے بارے میں آپ لوگوں کو کیسے پتہ چلتا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: آپ کی داڑھی کی حرکت کی وجہ سے۔

827- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَشْبَهَ صَلٰوةً بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فُلَانٍ قَالَ وَكَانَ يُطِيلُ الْاُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَيُخَفِّفُ الْاُخْرَيَيْنِ وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے فلاں شخص کو سب سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مطابق نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

راوی کہتے ہیں: وہ صاحب ظہر کی پہلی دو رکعات طویل ادا کرتے تھے اور آخری دو رکعات مختصر ادا کرتے تھے اور عصر کی نماز مختصر ادا کرتے تھے۔

828- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدٌ الْعَمِّيُّ عَنْ

826: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 746' ورقم الحدیث: 760' ورقم الحدیث: 761' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 801

827: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 981' ورقم الحدیث: 982

828: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اَبِیْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اجْتَمَعَ ثَلٰثُوْنَ بَدْرِيًّا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا تَعَالَوْا حَتّٰى نَقِيْسَ قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا لَمْ يَجْهَرْ فِيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ فَمَا اخْتَلَفَ مِنْهُمْ رَجُلَانِ فَقَاسُوْا قِرَاءَتَهٗ فِی الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مِنَ الظُّهْرِ بِقَدْرِ ثَلٰثِيْنَ اٰيَةً وَّفِی الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَقَاسُوْا ذٰلِكَ فِیْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قَدْرِ النِّصْفِ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اکٹھے ہوئے انہوں نے کہا آگے بڑھو تا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کا اندازہ لگائیں اس نماز میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز میں قرأت نہیں کرتے ہیں تو ان میں سے دو آدمیوں کے درمیان بھی کوئی اختلاف نہیں ہوا انہوں نے ظہر کی نماز کی پہلی رکعت میں تیس آیات کی مقدار کے برابر قرأت کا اندازہ لگایا اور دوسری رکعت میں اس سے نصف مقدار کا اندازہ لگایا اور عصر کی نماز میں انہوں نے یہ اندازہ لگایا کہ یہ ظہر کی آخری دو رکعات سے نصف مقدار کے مطابق قرأت تھی۔

بَابُ: الْجَهْرِ بِالْاٰيَةِ اَحْيَانًا فِیْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

باب 47- ظہر یا عصر کی نماز میں بعض اوقات کوئی آیت بلند آواز میں پڑھنا

829- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِیُّ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ بِنَا فِی الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا

◆◆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں (ابتدائی) دو رکعات میں سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھا کرتے تھے اور کبھی کبھار (آپ کی آواز اتنی بلند ہو جاتی تھی) کہ ہمیں کوئی ایک آیت سنائی دے جاتی تھی۔

830- حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ عَنْ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيْدِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ بِنَا الظُّهْرَ فَنَسْمَعُ مِنْهُ الْاٰيَةَ بَعْدَ الْاٰيَاتِ مِنْ سُوْرَةِ لُقْمَانَ وَالذّٰرِيٰتِ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ظہر کی نماز پڑھاتے تھے تو (بعض

829: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 759 ورقم الحدیث: 762 ورقم الحدیث: 776 ورقم الحدیث: 778,779 اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1012 ورقم الحدیث: 1013 اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 798 ورقم الحدیث: 799 ورقم الحدیث: 800 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 973 ورقم الحدیث: 974 ورقم الحدیث: 975 ورقم الحدیث: 976 ورقم الحدیث: 977

830: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 970

اوقات) سورہ لقمان یا سورہ ذریات کی چند آیات کے بعد کوئی ایک آیت ہمیں آپ ﷺ کی زبانی سنائی دے جاتی تھی۔

ظہر کی نماز میں قرأت کرنے کا بیان

حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں سورت واللیل اذا یغشی پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سورت سبح اسم ربک الاعلی پڑھا کرتے تھے اور عصر کی نماز میں بھی اسی قدر (کوئی آیت یا سورۃ) پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں اس سے لمبی قرات کرتے تھے۔

(صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 794)

تشریح جس طرح دیگر احادیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں نماز میں فلاں سورت پڑھتے تھے اور اس کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ وہ سورت پہلی رکعت میں پڑھتے تھے یا دوسری میں۔ یا ایک رکعت میں بغیر پہلی دوسری کے تعین کے پڑھتے تھے۔ اس طرح اس حدیث میں بھی کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں سورت واللیل اذا یغشی کس رکعت میں پڑھتے تھے آیا پہلی رکعت میں یا دوسری میں؟ اس سلسلہ میں دو ہی احتمال ہو سکتے ہیں یا تو یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی سورت کو دونوں رکعتوں میں پڑھتے تھے یا یہ کہ ایک سورت کا کچھ حصہ تو پہلی رکعت میں پڑھتے تھے اور کچھ حصہ دوسری رکعت میں (پہلے احتمال میں تکرار لازم آئے گا اور دوسرے میں تبعیض (یعنی کسی ایک سورت کا کچھ حصہ پہلی رکعت میں اور کچھ حصہ دوسری رکعت میں پڑھنا لازم آئے گا اور یہ دونوں یعنی تکرار و تبعیض غیر اولی ہیں اگرچہ جائز ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار و تبعیض ثابت نہیں ہے۔

چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ ایک رکعت میں پوری سورت پڑھنا اگرچہ وہ چھوٹی ہو افضل ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ ایک رکعت میں کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھا جائے اگرچہ وہ سورت طویل ہو۔ ہاں اس مسئلے میں تراویح مستثنٰی ہے کیونکہ اس میں تو پورا قرآن سارے مہینہ میں ختم کرنا افضل ہے لہٰذا ان سے دونوں احتمالات اور ان میں پیدا شدہ اشکالات کو دیکھتے ہوئے کوئی ایسا تیسرا احتمال پیدا کیا جائے گا جو حدیث کی منشاء کے مطابق اور اس سے مناسب ہو اور وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ سورت کے علاوہ کوئی دوسری سورت بھی پڑھتے تھے خواہ پہلی رکعت میں پڑھتے ہوں یا دوسری میں۔

نماز میں قرأت کرنے کے طریقے کا بیان

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ اور دو سورتیں (یعنی ہر رکعت میں سورت فاتحہ اور ایک سورۃ) پڑھتے تھے اور بعد کی دونوں رکعتوں میں صرف سورت فاتحہ پڑھتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں (بھی) آیت سنا دیا کرتے تھے اور دوسری رکعت کی بہ نسبت پہلی رکعت کو زیادہ طویل کرتے تھے اسی طرح عصر اور فجر کی نماز میں بھی کرتے تھے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 792)

نماز کی رکعتوں میں قرأت سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

ظہر کی نماز میں یوں تو قرات سری (یعنی آہستہ آواز سے) سے ہوتی ہے اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھتے تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات ظہر کی نماز میں کوئی آیت یا سورت بآواز بھی پڑھ دیا کرتے تھے اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ لوگ جان لیں کہ سورت فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا کوئی آیت بھی پڑھی جاتی ہے۔یا لوگوں کو اس بات کا علم ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں سورت کی قرات کر رہے ہیں۔اتنی بات اور سمجھ لیجئے کہ یہاں ظہر کی تخصیص تقیدی نہیں ہے بلکہ اتفاقی ہے۔یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں ایسا ہی کرتے تھے۔پہلی رکعت کو طویل کرنے کا مسئلہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی رکعت کو دوسری رکعتوں سے زیادہ طویل کرنا چاہئے۔چنانچہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک یہی ہے کہ تمام نمازوں میں پہلی رکعت کو دوسری رکعت کی بہ نسبت زیادہ طویل کرنا چاہئے۔حنفیہ میں سے حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی مسلک یہی ہے،ان حضرات نے ظہر،عصر اور صبح کی نمازوں میں پہلی رکعت کو طویل کرنے کے مسئلے کو احادیث سے ثابت کیا ہے اور مغرب وعشاء کو ان تینوں پر قیاس کیا ہے۔عبدالرزاق نے اس حدیث کے آخر میں معمر سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ "ہمارا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت کو اس لئے طویل کرتے تھے کہ لوگ پہلی رکعت پالیں، امام ابوداؤد اور ابن خزیمہ رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما نے بھی یہی لکھا ہے۔حضرت امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک پہلی رکعت کو طویل کرنا صرف فجر کی نماز کے ساتھ خاص ہے کیونکہ وہ وقت نیند وغفلت کا ہوتا ہے۔ورنہ تو دونوں رکعتیں چونکہ استحقاق قرات میں برابر ہیں۔اس لئے مقدار قرات میں بھی برابر ہونی چاہئیں چنانچہ ایک حدیث میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رکعت میں تیس آیتوں کی مقدار قرات کیا کرتے تھے جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے کہ جس سے پہلی رکعت کو طویل کرنے کا اثبات ہوتا ہے تو یہ اس بات پر محمول ہے کہ چونکہ پہلی رکعت میں دعائے استفتاح (یعنی سبحانک اللھم اور اعوذ باللہ و بسم اللہ پڑھی جاتی ہے اس لئے پہلی رکعت طویل معلوم ہوتی تھی نیز یہ کہ طوالت تین آیتوں سے بھی کم کی مقدار میں ہوتی تھی۔خلاصہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک احب یعنی اچھا ہے۔

بَابُ: الْقِرَائَةِ فِيْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ

یہ باب مغرب کی نماز میں قرأت کرنے میں ہے

مغرب کی نماز میں سورت مرسلات پڑھنے کا بیان

831- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّهٖ قَالَ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ هِيَ لُبَابَةُ اَنَّهَا سَمِعَتْ

831: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 763 'ورقم الحدیث: 4429' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1033 'ورقم الحدیث: 1034' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث 810 'اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 308 'اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 985

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ان کی والدہ سیدہ لبابہ سیدہ اُم فضل رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورہ مرسلات پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

شرح

حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورت والمرسلات عرفا پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلداول: رقم الحدیث، 796)

یہ احادیث اور وہ حدیث جس میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں سورت اعراف، سورت انفال اور سورت دخان پڑھتے تھے یا اسی قسم کی دوسری احادیث سب اسی بات پر دلالت کرتی ہیں کہ نمازوں میں کسی خاص اور متعین سورت کا پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ نمازی کی آسانی وسہولت پر موقوف ہے کہ وہ جس نماز میں جو بھی سورت چاہے پڑھ سکتا ہے۔

فقہا جو یہ لکھتے ہیں کہ فجر وظہر میں طوال مفصل، عصر وعشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھنا چاہئے تو ان کے تعین قرات کی اصلی دلیل یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو جو اس زمانہ میں کوفہ کے گورنر تھے ایک خط لکھا تھا اس میں یہ مذکورہ تفصیل لکھی تھی اس کے مطابق نمازوں میں قرات کا اس طرح تعین قرار پایا۔

اس مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں طول وقصر کے سلسلے میں قرات کا مسئلہ اختلاف احوال واوقات اور مصلحت جواز کے ساتھ مختلف تھا پھر بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس مکتوب گرامی کی روشنی میں قرات کا ایک نہج اور اصول مقرر کیا گیا جس کو فقہاء کی اصطلاح میں طوال مفصل، طوال مفصل "سورت حجرات سے سورت والسماء ذات البروج تک اور "اوساط مفصل" سورت والسماء ذات البروج سے سورت لم یکن (البینہ) تک اور "قصار مفصل" سورت لم یکن کے بعد سے سورت الناس تک کی سورتوں کو کہا جاتا ہے۔

اور اوساط مفصل اور قصار مفصل کا نام دیا گیا اور ہو سکتا ہے کہ اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کوئی دلیل براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول وفعل سے ہاتھ لگی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طریقہ کے مطابق کبھی کبھی قرات کرتے ہوں جس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا ہے اور کبھی کبھی اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہی معمول رہتا ہو جو ان احادیث میں مذکور ہے۔ بہر حال ہم تو سمجھتے ہیں کہ فقہاء کے مقرر کردہ اس اصول کے لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہی دلیل کے لئے کافی ہے؟

مغرب کی نماز میں سورت طور کی تلاوت کرنے کا بیان

832- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ

832: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 764' ورقم الحدیث: 3050' ورقم الحدیث: 4023' ورقم الحدیث: 4854' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 1035' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 811' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 986

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ قَالَ جُبَيْرٌ فِي غَيْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَلَمَّا سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ اِلٰى قَوْلِهِ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَانٍ مُّبِيْنٍ كَادَ قَلْبِيْ يَطِيْرُ

◄► محمد بن جبیر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورہ طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے ایک دوسری روایت میں یہ بات بیان کی ہے: جب میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا:

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ

''کیا کسی چیز کے بغیر ان کی تخلیق ہوئی ہے یا وہ خود ہی تخلیق کرنے والے ہیں''۔

یہ آیت یہاں تک ہے:

فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَانٍ مُّبِيْنٍ

''تو ان میں سے غور سے سننے والے کو چاہیے کہ واضح دلیل لے آئے''۔

تو میرا دل یوں تھا جیسے اُڑ جائے گا (یعنی میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے)۔

833- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ بُدَيْلٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

بَابُ: الْقِرَائَةِ فِيْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ

یہ باب عشاء کی نماز میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے

834- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ جَمِيْعًا عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ

833: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

834: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 767' ورقم الحدیث: 769' ورقم الحدیث: 4952' ورقم الحدیث: 7546' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1037' ورقم الحدیث: 1038' ورقم الحدیث: 1039' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1221' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 310' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 999' ورقم الحدیث: 1000

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ التین کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

شرح

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح باطنی طور پر دنیا کے سب سے مکمل واکمل انسان تھے اسی طرح مبداء فیاض نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری جسمانی حسن وخوبصورتی کے بھی سب سے اعلیٰ وارفع مرتبے پر فائز کیا تھا پھر یہ کہ جس طرح اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن صورت کا سب سے اعلیٰ نمونہ بنایا تھا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسن آواز میں بھی سب سے امتیازی درجہ عنایت فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کی یہ شہادت کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے زیادہ کوئی اچھی آواز نہیں سنی محض ایک جذباتی عقیدت کا تاثر یا مبالغہ آرائی نہیں ہے بلکہ ایک ایسی حقیقت کی شہادت ہے جس کی صداقت کو اپنے تو الگ رہے کبھی بیگانوں نے بھی چیلنج کرنے کی جرات نہیں کی۔ یہاں بھی اس حدیث جس کی یہی وضاحت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں سورت والتین والزیتون ایک رکعت میں پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں کسی دوسری سورت کی قرات فرماتے تھے۔

835-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَانَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ جَمِيْعًا عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ مِثْلَهٗ قَالَ فَمَا سَمِعْتُ اِنْسَانًا اَحْسَنَ صَوْتًا اَوْ قِرَائَةً مِنْهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں۔
''میں نے کسی بھی شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اچھی آواز یا اچھی قرأت کرتے ہوئے نہیں سنا۔''

836-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَانَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ صَلّٰى بِاَصْحَابِهِ الْعِشَآءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَاْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَاقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے ہوئے نماز لمبی کردی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم سورہ شمس، سورہ الاعلی، سورہ لیل اور سورہ علق کی تلاوت کرلیا کرو۔

بَابُ: الْقِرَائَةِ خَلْفَ الْاِمَامِ

یہ باب امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بیان میں ہے

837-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَّسَهْلُ بْنُ اَبِىْ سَهْلٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

836: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1041' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 997' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 986

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

◆◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھتا۔اس کی نماز (کامل) نہیں ہوتی۔

نماز میں سورت فاتحہ پڑھنے سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے اگر کوئی آدمی سورت فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔چنانچہ اسی حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض ہے کیونکہ حدیث نے صراحت کے ساتھ ایسے آدمی کی نماز کی نفی کی ہے جس نے نماز میں سورت فاتحہ نہیں پڑھی۔حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔اس حدیث کے بارے میں امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں نفی کمال مراد ہے یعنی سورت فاتحہ کے نماز ادا تو ہوجاتی ہے مگر مکمل طور پر ادا نہیں ہوتی۔اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے آیت (فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ) 73۔المزمل:20) (یعنی قرآن میں سے جو پڑھنا آسان ہو وہ پڑھو،اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا فرض نہیں بلکہ مطلق قرآن کی کوئی بھی سورت یا آیتیں پڑھنا فرض ہے۔اس کے علاوہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک اعرابی کی نماز کے سلسلے میں یہ تعلیم فرمائی تھی کہ فاقرؤ ما تیسر معک من القران (یعنی تمہارے لئے قرآن میں سے جو کچھ پڑھنا آسان ہو وہ پڑھو) بہر حال۔حنفیہ مسلک کے مطابق نماز میں فرض کہ جس کے بغیر نماز ادا نہیں ہوتی قرآن کی ایک آیت یا تین آیتوں کا پڑھنا ہے خواہ سورت فاتحہ ہو یا دوسری کوئی سورت اور سورت فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اس کے بغیر نماز ناقص ادا ہوتی ہے۔

838-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ اَنَّ اَبَا السَّائِبِ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَّمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ فَقُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَاِنِّيْ اَكُوْنُ اَحْيَانًا وَّرَاءَ الْاِمَامِ فَغَمَزَ ذِرَاعِيْ وَقَالَ يَا فَارِسِيُّ اقْرَاْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ

◆◆ ابوسائب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

837: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث:756' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث:872' ورقم الحدیث:873' ورقم الحدیث:874' ورقم الحدیث:875' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث:822' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث:247' ورقم الحدیث:909' ورقم الحدیث:910

838: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث:877' ورقم الحدیث:878,879' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث:821' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث:2953' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 908

"جو شخص نماز ادا کرتے ہوئے سورہ فاتحہ تلاوت نہ کرے تو اس کی نماز نامکمل ہوتی ہے پوری نہیں ہوتی۔"

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: بعض اوقات میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرے بازو کو دباتے ہوئے فرمایا: اے فارسی! تم اپنے دل میں اسے پڑھ لیا کرو۔

سورت فاتحہ مقتدی کو پڑھنی چاہئے یا نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے تو یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنی چاہئے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے صحیح روایت میں منقول ہے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی۔ اور یہی حضرت امام احمد کا بھی مسلک ہے، امام مالک کے نزدیک فرض نہیں مگر آہستہ آواز کی نماز میں مستحب ہے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین یعنی حضرت امام ابویوسف و امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ آہستہ آواز اور بلند آواز دونوں قسم کی نمازوں میں سورت فاتحہ پڑھنا مقتدی پر فرض نہیں ہے بلکہ حنفی فقہاء تو اس کو مکروہ تحریمی لکھتے ہیں۔ امام محمد کے مسلک کی تحقیق: ابھی ہم نے اوپر لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم اور صاحبین کا متفقہ طور پر یہ مسلک ہے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں ہے مگر اس سلسلے میں کچھ غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے جس کی بنیاد پر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امام محمد کا مسلک امام اعظم اور امام ابویوسف سے کچھ مختلف ہے چنانچہ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اور کچھ دوسرے علماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ امام محمد اس کے قائل ہیں کہ آہستہ آواز کی نماز میں مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے ہم سمجھتے ہیں کہ امام محمد کی طرف اس قول کی نسبت کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے کیونکہ امام محمد کی کتابوں سے بالکل صاف طریقہ پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں شیخین یعنی امام اعظم اور امام ابویوسف سے بالکل متفق ہیں۔

چنانچہ امام محمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ لا قرأۃ خلف الا مام فیما جھر فیہ و لا فیما لم یجھر بذلک جاءت عامۃ الاثار وھو قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالی۔ "نماز خواہ بلند آواز کی ہو یا آہستہ آواز کی کسی حال میں بھی امام کے پیچھے قرات نہیں ہے اسی کے مطابق ہمیں بہت سے احادیث پہنچی ہیں اور یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے۔" نیز امام موصوف نے اپنی دوسری تصنیف کتاب الآثار میں قرات خلف الامام کے عدم اثبات میں احادیث و آثار کو نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا: وبہ ناخذلانری القراءۃ خلف الا مام شیء من الصلوۃ یجھر فیہ او لا یجھر فیہ۔ "اور یہی (یعنی عدم قرات خلف الامام) ہمارا بھی مسلک ہے ہم قرات خلف الامام کو کسی بھی نماز میں خواہ وہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی نماز روا نہیں رکھتے۔"

بہر حال مذکورہ بالا مذہب کو دیکھتے ہوئے یہ بات ظاہر ہوئی کہ سورت فاتحہ کے سلسلہ میں حنفیہ دو چیزوں کے قائل ہیں۔ اول تو یہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا کسی بھی حال میں فرض نہیں خواہ وہ نماز بلند آواز کی ہو یا آہستہ آواز کی اور دوسری یہ کہ اگر کوئی مقتدی سورت فاتحہ پڑھتا ہے تو گویا وہ مکروہ تحریمی کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس موقعہ پر ہم صرف اتنی بات صاف کریں گے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض کیوں نہیں ہے اور اس کے دلائل کیا ہیں۔ تو جاننا ہے کہ جو حضرات یہ فرماتے ہیں کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اس کی سب سے بڑی دلیل اس باب کی پہلی حدیث ہے یعنی لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب ان حضرات کے نزدیک امام کا پڑھنا

مقتدی کے حق میں کافی نہیں بلکہ ہر ایک آدمی کو بطور خود پڑھنا ضروری ہے۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے۔ جب امام نے پڑھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری جماعت نے پڑھا، چنانچہ وہ اپنے اس قول کی تائید میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں من کان لہ امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ (یعنی جو آدمی کسی امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ تو اس امام کی قرات اس (مقتدی) کی بھی قرات سمجھی جائے گی) گو بعض علماء نے اگر چہ اس حدیث کی صحت میں کلام کیا ہے۔ مگر حقیقت میں ان کا کلام صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث بہت سی اسناد سے ثابت ہے جن میں سے بعض اسناد تو اس درجے کی صحیح و سالم ہیں کہ اس میں کسی کلام کی گنجائش ہی نہیں۔ بہر حال اس حدیث سے یہ بات بصراحت ثابت ہوتی ہے۔ کہ مقتدی کو قرات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ تو سورت فاتحہ کی اور نہ کسی اور سورت کی۔ اس موقع پر یہ احتمال بھی پیدا نہیں کیا جا سکتا کہ شاید اس حدیث کا تعلق بلند آواز کی نماز سے ہو کیونکہ یہ بات بھی صحیح طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عصر کی نماز کے وقت تھا۔ جو آہستہ آواز کی نماز ہے اور جب آہستہ آواز کی نماز میں یہ حکم ہے تو بلند آواز کی نماز میں تو بدرجہ اولی یہی حکم ہوگا۔

مقتدی کی نماز کے طریقے کا بیان

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم (با جماعت) نماز پڑھو تو (پہلے) اپنی صفوں کو سیدھی کرو پھر (تم میں سے) ایک آدمی تمہارا امام بنے، چنانچہ جب وہ امام تکبیر تحریمہ یعنی) اللہ اکبر کہے تو تم (بھی اللہ اکبر) کہو، جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا اور جب امام (رکوع میں جانے کے لئے) اللہ اکبر کہے اور رکوع میں جائے تم بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاؤ اور امام تم سے پہلے رکوع کرتا ہے اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کا پہلے سر اٹھانا پہلے رکوع کرنے کا بدلہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو اللہ تمہاری تعریف سنتا ہے۔ اور صحیح مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو۔" (صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 791)

حدیث کے الفاظ "فتلک بتلک" یعنی امام سے پہلے سر اٹھانا پہلے رکوع کرنے کا بدلہ ہے۔" کا مطلب یہ ہے کہ امام مقتدی سے پہلے رکوع سے سر اس لئے اٹھاتا ہے تا کہ امام اور مقتدی کے رکوع کی مقدار برابر ہو جائے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد واضح طور پر یوں ہے کہ "جب امام رکوع میں تم سے پہلے گیا تو گویا اس وقت تمہارے اور امام کی رکوع کی مقدار برابر نہ رہی مگر جب امام نے رکوع سے تم سے پہلے سر اٹھایا اور تم نے اس کے بعد سر اٹھایا تو گویا تمہاری اس تاخیر سے وہ لمحہ پورا ہو گیا جس میں امام نے رکوع میں جانے میں تم سے پہل کی تھی اور جس طرح تم رکوع میں امام کے بعد گئے اس طرح رکوع سے اٹھے بھی امام کے بعد ہی لہذا امام اور مقتدی دونوں کے رکوع کی مقدار پوری ہو گئی۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو مقتدی اللّٰھم ربنا لک الحمد کہیں مگر ایک دوسری روایت میں ربنا و لک الحمد (واؤ کے ساتھ) کے الفاظ مروی ہیں۔ نیز ایک روایت میں اللّٰھم ربنا ولک الحمد بھی مروی ہے۔

یہ حدیث حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس مسئلے میں مستدل ہے کہ امام رکوع سے اٹھتے ہوئے صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور مقتدی ربنا لک الحمد کہیں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک امام، مقتدی اور منفرد تینوں ہی کو یہ دونوں کلمات کہنے چاہئیں صاحبین سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے لیکن اس قید کے ساتھ کہ امام ربنا لک الحمد آہستہ آواز سے کہے۔ منفرد (یعنی تنہا نماز پڑھنے والے آدمی کے بارے میں متفقہ طور پر یہ حکم ہے کہ وہ دونوں کلمات کہے اگرچہ صرف ایک پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اکتفاء ربنا لک الحمد پر کیا جائے۔ دونوں کلمات کہنے کی صورت میں سمع اللہ اٹھتے ہوئے اور ربنا لک الحمد حالت قیام میں کہا جائے۔ حدیث کا آخری جملہ واذا قرأ فانصتوا (یعنی جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی دلیل ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش رہنا چاہئے قرات نہ کرنی چاہئے خواہ نماز بلند آواز کی ہو یا آہستہ آواز کی۔

839- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ ح و حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ السَّعْدِيِّ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ فِىْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُوْرَةٍ فِىْ فَرِيْضَةٍ اَوْ غَيْرِهَا

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے اس شخص کی نماز نہیں ہوتی ہے جو ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور ایک سورت ساتھ نہیں پڑھتا ہے خواہ فرض نماز ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور ہو۔

840- حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ الْجَزَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ صَلٰوةٍ لَا يُقْرَاُ فِيْهَا بِاُمِّ الْكِتَابِ فَهِىَ خِدَاجٌ

◆◆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نامکمل ہوتی ہے۔

841- حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السُّكَيْنِ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ السَّلْعِيُّ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ صَلٰوةٍ لَا يُقْرَاُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِىَ خِدَاجٌ فَهِىَ خِدَاجٌ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی گئی ہو وہ نامکمل ہوتی ہے وہ نامکمل ہوتی ہے۔

839: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

840: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

841: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

842 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ يَقْرَأُ فَقَالَ سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفِي كُلِّ صَلٰوةٍ قِرَاءَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَجَبَ هٰذَا

◆◆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے ایک شخص نے ان سے دریافت کیا: جب امام قرأت کررہا ہو تو کیا میں بھی قرأت کروں؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ کیا ہر نماز میں قرأت کی جائے گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں تو حاضرین میں سے ایک صاحب بولے: یہ لازم ہوگئی ہے۔

شرح

بحث یہ ہے کہ سورت فاتحہ مقتدی کو پڑھنی چاہئے یا نہیں؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے تو یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنی چاہئے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے صحیح روایت میں منقول ہے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی۔ اور یہی حضرت امام احمد کا بھی مسلک ہے، امام مالک کے نزدیک فرض نہیں مگر آہستہ آواز کی نماز میں مستحب ہے ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین یعنی حضرت امام ابویوسف وامام محمد کا مذہب یہ ہے کہ آہستہ آواز اور بلند آواز دونوں قسم کی نمازوں میں سورت فاتحہ پڑھنا مقتدی پر فرض نہیں ہے بلکہ حنفی فقہاء تو اس کو مکروہ تحریمی لکھتے ہیں۔ امام محمد کے مسلک کی تحقیق: ابھی ہم نے اوپر لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم اور صاحبین کا متفقہ طور پر یہ مسلک ہے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض نہیں ہے مگر اس سلسلے میں کچھ غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے جس کی بنیاد پر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ امام محمد کا مسلک امام اعظم اور امام ابویوسف سے کچھ مختلف ہے چنانچہ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اور کچھ دوسرے علماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ امام محمد اس کے قائل ہیں کہ آہستہ آواز کی نماز میں مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے ہم سمجھتے ہیں کہ امام محمد کی طرف اس قول کی نسبت کسی غلط فہمی کا نتیجہ ہے کیونکہ امام محمد کی کتابوں سے بالکل صاف طریقہ یہ پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں شیخین یعنی امام اعظم اور امام ابویوسف سے بالکل متفق ہیں۔ چنانچہ امام محمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ: لاقرأۃ خلف الامام فیما جہر فیہ ولا فیما لم یجہر بذلک جاءت عامۃ الاثار وھو قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ "نماز خواہ بلند آواز کی ہو یا آہستہ آواز کی کسی حال میں بھی امام کے پیچھے قرات نہیں ہے اسی کے مطابق ہمیں بہت سے احادیث پہنچی ہیں اور یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے۔" نیز امام موصوف نے اپنی دوسری تصنیف کتاب الاثار میں قرات خلف الامام کے عدم اثبات میں احادیث و آثار کو نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا: وبہ ناخذلانری القراءۃ خلف الامام شیء من الصلوٰۃ یجہر فیہ او لا یجہر فیہ۔" اور یہی (یعنی عدم قرات خلف الامام) ہمارا بھی مسلک ہے ہم قرات خلف الامام کو کسی بھی نماز میں خواہ وہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی نماز روا

842: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

نہیں رکھتے۔" بہر حال مذکورہ بالا مذہب کو دیکھتے ہوئے یہ بات ظاہر ہوئی کہ سورت فاتحہ کے سلسلہ میں حنفیہ دو چیزوں کے قائل ہیں۔ اول تو یہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا کسی بھی حال میں فرض نہیں خواہ وہ نماز بلند آواز کی ہو یا آہستہ آواز کی اور دوسری یہ کہ اگر کوئی مقتدی سورت فاتحہ پڑھتا ہے تو گویا وہ مکروہ تحریمی کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس موقعہ پر ہم صرف اتنی بات صاف کریں گے کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض کیوں نہیں ہے اور اس کے دلائل کیا ہیں۔ تو جاننا ہے کہ جو حضرات یہ فرماتے ہیں کہ مقتدی پر سورت فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے اس کی سب سے بڑی دلیل اس باب کی پہلی حدیث ہے یعنی لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب ان حضرات کے نزدیک امام کا پڑھنا مقتدی کے حق میں کافی نہیں بلکہ ہر ایک آدمی کو بطور خود پڑھنا ضروری ہے۔ امام اعظم فرماتے ہیں کہ امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے۔ جب امام نے پڑھا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پوری جماعت نے پڑھا، چنانچہ وہ اپنے اس قول کی تائید میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں من کان لہ امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ (یعنی جو آدمی کسی امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ تو اس امام کی قرات اس (مقتدی) کی بھی قرات سمجھی جائے گی) گو بعض علماء نے اگرچہ اس حدیث کی صحت میں کلام کیا ہے۔ مگر حقیقت میں ان کا کلام صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث بہت سی اسناد سے ثابت ہے جن میں سے بعض اسناد تو اس درجے کی صحیح و سالم ہیں کہ اس میں کسی کلام کی گنجائش ہی نہیں۔ بہر حال اس حدیث سے یہ بات بصراحت ثابت ہوتی ہے۔ کہ مقتدی کو قرات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ تو سورت فاتحہ کی اور نہ کسی اور سورت کی۔ اس موقع پر یہ احتمال بھی پیدا نہیں کیا جا سکتا کہ شاید اس حدیث کا تعلق بلند آواز کی نماز سے ہو کیونکہ یہ بات بھی صحیح طور پر ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عصر کی نماز کے وقت تھا۔ جو آہستہ آواز کی نماز ہے اور جب آہستہ آواز کی نماز میں یہ حکم ہے تو بلند آواز کی نماز میں تو بدرجہ اولی یہی حکم ہوگا۔

آخری دو رکعات میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنے کا بیان

843- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ يَّزِيْدَ الْفَقِيرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقْرَاُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَّفِي الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگ ظہر اور عصر کی نماز میں امام کی اقتداء میں پہلی دو رکعات میں قرأت کرتے تھے ہم سورہ فاتحہ اور اسکے ساتھ ایک اور سورت پڑھتے تھے جبکہ آخری دو رکعات میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

بَابُ: فِيْ سَكْتَتَيِ الْإِمَامِ

یہ باب امام کا دو مرتبہ سکتہ کرنے کے بیان میں ہے

844- حَدَّثَنَا جَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ جَمِيْلٍ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ

843: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ سَكْتَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ فَكَتَبْنَا اِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَكَتَبَ اَنَّ سَمُرَةَ قَدْ حَفِظَ قَالَ سَعِيْدٌ فَقُلْنَا لِقَتَادَةَ مَا هَاتَانِ السَّكْتَتَانِ قَالَ اِذَا دَخَلَ فِيْ صَلٰوتِهٖ وَاِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ وَاِذَا قَرَاَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ وَكَانَ يُعْجِبُهُمْ اِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ اَنْ يَّسْكُتَ حَتّٰى يَتَرَادَّ اِلَيْهِ نَفَسُهٗ

◄► حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو مرتبہ سکتہ کرنا مجھے یاد ہے' تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس بات کا انکار کیا' (راوی کہتے ہیں) ہم نے اس بارے میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ خط لکھا تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے جوابی خط میں لکھا: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی یادداشت درست ہے۔

سعید نامی راوی بیان کرتے ہیں: ہم نے قتادہ سے دریافت کیا: یہ دو سکتے کب ہوں گے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب آدمی نماز میں داخل ہو' اور جب قرأت کر کے فارغ ہو۔

اس کے بعد انہوں نے فرمایا: جب امام "ولا الضالین" پڑھ لے۔

راوی بیان کرتے ہیں: انہیں یہ بات پسند تھی' جب امام قرأت کر کے فارغ ہو' تو سکتہ کرے' تا کہ اس کا سانس ٹھیک ہو جائے۔

شرح

تکبیر تحریمہ کے بعد خاموشی اختیار کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے چنانچہ اس موقعہ پر دعائے استفتاح (یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ) پڑھنے کے لئے خاموشی اختیار کرنا تمام آئمہ کے نزدیک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ دوسری جگہ یعنی سورت فاتحہ ختم کرنے کے بعد خاموشی اختیار کرنا حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سنت ہے تا کہ مقتدی اس عرصے میں سورت فاتحہ پڑھ لیں اور امام کے ساتھ منازعت لازم نہ آئے جو ممنوع ہے حنفیہ اور مالکیہ مسلک میں سورت فاتحہ پڑھنے کے بعد خاموشی اختیار کرنا مکروہ ہے۔

845 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خِدَاشٍ وَّعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ اِشْكَابَ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ سَمُرَةُ حَفِظْتُ سَكْتَتَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ سَكْتَةً قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَسَكْتَةً عِنْدَ الرُّكُوْعِ فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ عِمْرَانُ بْنُ الْحُصَيْنِ فَكَتَبُوْا اِلَى الْمَدِيْنَةِ اِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَصَدَّقَ سَمُرَةَ

◄► حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نماز کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دو مرتبہ خاموش ہونا مجھے یاد ہے' ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت سے پہلے کچھ دیر خاموش ہوتے تھے اور ایک رکوع میں جانے سے پہلے کچھ دیر کے لیے خاموش

844: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 784' ورقم الحدیث: 785' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 251

845: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 782

ہوتے تھے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ان کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا' ان لوگوں نے مدینہ منورہ میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو انہوں نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی بات کو درست قرار دیا۔

بَابُ: اِذَا قَرَاَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا

یہ باب جب امام قرأت کرے تو خاموش رہنے کے حکم میں ہے

امام کے پیچھے قرأت سے ممانعت کا بیان

846- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا وَاِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعِيْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے' تا کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے' تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ تلاوت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ ''غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' کہے' تو تم آمین پڑھو جب وہ رکوع میں جائے' تو تم بھی رکوع میں جاؤ اور جب وہ ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' پڑھے تو تم ''اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' پڑھو۔ جب وہ سجدے میں جائے' تو تم بھی سجدے میں جاؤ اگر وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو''۔

شرح

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ مقتدی تکبیر، امام کے تکبیر کہنے کے بعد کہیں۔ نہ تو اس کے ساتھ ساتھ کہیں اور نہ اس سے پہلے کہیں اور یہ حکم تکبیر تحریمہ میں تو واجب ہے البتہ دوسری تکبیرات میں مستحب ہے۔ حدیث کے دوسرے جزء فاذا قرا سے مراد مطلق ہے یعنی خواہ امام بلند قراءت کرے یا آہستہ سے پڑھے۔ دونوں صورتوں میں مقتدیوں کو خاموشی سے اس کی قرات سننا چاہئے اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے " فانصتوا " یعنی چپ رہو فرمایا۔ فاستمعوا یعنی سنو نہیں فرمایا ارشاد ربانی ہے۔ آیت (وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ،الاعراف:204) "یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو (بلند آواز سے پڑھنے کی صورت میں) اسے سنو اور آہستہ آواز سے پڑھنے کی صورت میں) خاموش رہو۔" لہٰذا معلوم ہوا کہ امام

846: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث:604' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث:920' ورقم الحدیث:921'

کے پیچھے مقتدیوں کے لئے کچھ پڑھنا مطلقاً ممنوع ہے خواہ نماز جہری (با آواز بلند ہو یا سری با آواز آہستہ) سورت فاتحہ کی قرات میں ائمہ کے مسلک: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنا خواہ نماز جہری ہو یا سری واجب ہے اور سورت فاتحہ کے علاوہ کوئی سورت وغیرہ پڑھنا جائز ہے۔ حضرت امام احمد، حضرت امام مالک اور ایک قول کے مطابق خود حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا بھی مسلک یہ ہے کہ مقتدی کے لئے سورت فاتحہ کا پڑھنا صرف سری نماز میں واجب ہے جہری نماز میں محض امام کی قرات سننا کافی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں خواہ نماز سری ہو یا جہری دونوں صورتوں میں مطلقاً قرأت مقتدی کے لئے ممنوع ہے نیز صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کے رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک بھی مقتدی کو پڑھنا مکروہ ہے۔

حضرت امام محمد جو حضرت امام اعظم کے جلیل القدر شاگرد اور فقہ حنفیہ کے امام ہیں فرماتے ہیں کہ "صحابہ" کی ایک جماعت کے قول کے مطابق امام کے پیچھے مقتدی اگر سورت فاتحہ کی قرات کرے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ عمل اس دلیل پر کیا جائے جو زیادہ قوی اور مضبوط ہو، چنانچہ حنفیہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔ الحدیث (مَنْ کَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ قِرَاءَۃٌ لَهٗ۔" یعنی (نماز میں) جس آدمی کا امام ہو تو امام کی قرات ہی اس (مقتدی) کی قرات ہوگی۔ "یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ البخاری ومسلم کے علاوہ سب ہی نے اسے نقل کیا ہے اور ہدایہ میں تو یہاں تک مذکورہ ہے علیہ اجماع الصحابۃ یعنی اسی پر صحابہ کا اتفاق تھا۔

قرآن کی قرأت کے وقت خاموش رہنے اور سننے کے حکم کا بیان

"وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" عَنِ الْكَلَامِ "لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ" نَزَلَتْ فِيْ تَرْكِ الْكَلَامِ فِي الْخُطْبَةِ وَعَبَّرَ عَنْهَا بِالْقُرْاٰنِ لِاشْتِمَالِهَا عَلَيْهِ وَقِيْلَ فِيْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ مُطْلَقًا،

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور کلام کرنے سے چپ رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ آیت جمعہ میں خطبہ کے وقت ترک کلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کو قرآن سے تعبیر کیا ہے کیونکہ وہ خطبہ بھی قرآن پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں قرآن سے مراد مطلق قرأت قرآن ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق روایت ہے کہ یہ آیت صحابہ کرام کے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے دوران نماز آوازیں بلند کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (زاد المسیر 3۔312، در منثور 2۔155)

حضرت قتادہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جب شروع شروع میں نماز فرض ہوئی تو لوگ اپنی نمازوں میں گفتگو کیا کرتے تھے ایک شخص آتا اور اپنے ساتھ والے سے پوچھتا کہ کتنی رکعتیں ہوئیں وہ کہتا اتنی پڑھ لی ہیں اس پر اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعز شانہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (طبری 9۔111، قرطبی 7۔353)

زہری کہتے ہیں کہ یہ ایک انصاری نوجوان کے متعلق نازل ہوئیں جو ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قرات کرتا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فرض نماز میں قرات کی آپ کے صحابہ بھی آپ کے پیچھے بلند آواز

سے قرأت کرنے لگے جس سے آپ سے نماز میں خلط ہو گیا تو اس پر یہ آیت اتری۔ سعید بن جبیر، مجاہد، عطاء، عمرو بن دینار، اور مفسرین کی ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ آیت کریمہ جمعہ کے دن اور دوران خطبہ امام کے سامنے خاموشی اختیار کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ (طبری 9۔112، قرطبی 7۔353۔)

احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں رات کو پڑاؤ ڈالنے کے بعد صبح کو فرمایا کہ میں نے اپنے اشعری رفقائے سفر کو ان کی تلاوت کی آوازوں سے رات کے اندھیرے میں پہچان لیا کہ ان کے خیمے کس طرف اور کہاں ہیں، اگرچہ دن میں مجھے ان کے جائے قیام کا علم نہیں تھا۔

اس واقعہ میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اشعری حضرات کو اس سے منع نہیں فرمایا کہ بلند آواز سے کیوں قرأت کی اور نہ سونے والوں کو ہدایت فرمائی کہ جب قرآن پڑھا جا رہا ہو تو تم سب بیٹھو اور قرآن سنو۔

اس قسم کی روایات سے فقہاء نے خارج نماز کی تلاوت کے معاملہ میں کچھ گنجائش دی ہے، لیکن اولی اور بہتر سب کے نزدیک یہی ہے کہ خارج نماز بھی جب کہیں سے تلاوت قرآن کی آواز آئے تو اس پر کان لگائے اور خاموش رہے اور اسی لئے ایسے مواقع میں جہاں لوگ سونے میں یا اپنے کاروبار میں مشغول ہوں تلاوت قرآن با آواز بلند کرنا مناسب نہیں۔

آیت قرأت کا نماز سے متعلق ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں یہ آیت فرض نماز کے بارے میں ہے۔ طلحہ کا بیان ہے کہ عبید بن عمر اور عطاء بن ابی رباح کو میں نے دیکھا کہ واعظ وعظ کہہ رہا تھا اور وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے تو میں نے کہا تم اس وعظ کو نہیں سنتے اور وعید کے قابل ہو رہے ہو؟ انہوں نے میری طرف دیکھا پھر باتوں میں مشغول ہو گئے۔ میں نے پھر یہی کہا انہوں نے پھر میری طرف دیکھا اور پھر باتوں میں مشغول ہو گئے۔ میں نے پھر یہی کہا انہوں نے پھر میری طرف دیکھے اور پھر اپنی باتوں میں لگ گئے، میں نے پھر تیسری مرتبہ ان سے یہی کہا۔ تیسری بار انہوں نے میری طرف دیکھ کر فرمایا یہ نماز کے بارے میں ہے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں نماز کے سوا جب کوئی پڑھ رہا ہو تو کلام کرنے میں کوئی حرج نہیں اور بھی بہت سے بزرگوں کا فرمان ہے کہ مراد اس سے نماز میں ہے۔ حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ یہ آیت نماز اور جمعہ کے خطبے کے بارے میں ہے۔ حضرت عطاء سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

حسن فرماتے ہیں نماز میں اور ذکر کے وقت، سعید بن جبیر فرماتے ہیں بقرہ عید اور میٹھی عید اور جمعہ کے دن اور جن نمازوں میں امام اونچی قرأت پڑھے۔ ابن جریر کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ مراد اس سے نماز میں اور خطبے میں چپ رہنا ہے جیسے کہ حکم ہوا ہے امام کے پیچھے خطبے کی حالت میں چپ رہو۔ مجاہد نے اسے مکروہ سمجھا کہ جب امام خوف کی آیت یا رحمت کی آیت تلاوت کرے تو اس کے پیچھے سے کوئی شخص کچھ کہے بلکہ خاموشی کے لئے کہا۔

حضرت حسن فرماتے ہیں جب تو قرآن سننے بیٹھے تو اس کے احترام میں خاموش رہا کر۔ مسند احمد میں فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو شخص کان لگا کر کتاب اللہ کی کسی آیت کو سنے تو اس کے لئے کثرت سے بڑھنے والی نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر اسے

پڑھے تو اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا۔

جب امام قرأت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ (حدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، لہٰذا جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب امام قرائت کرے تو تم خاموش رہو۔

(سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 819)

فاذا اکبر فکبروا کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ مقتدی تکبیر امام کے تکبیر کہنے کے بعد کہیں۔ نہ تو اس کے ساتھ ساتھ کہیں اور نہ اس سے پہلے کہیں اور یہ حکم تکبیر تحریمہ میں تو واجب ہے اور دوسری تکبیرات میں مستحب ہے۔

حدیث کے دوسرے جزء فاذا قرا سے مراد مطلق ہے یعنی خواہ امام بلند قراءت کرے یا آہستہ سے پڑھے۔ دونوں صورتوں میں مقتدیوں کو خاموشی سے اس کی قرات سننا چاہئے اس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "فانصتوا" یعنی چپ رہو فرمایا۔ فاستمعوا یعنی سنو نہیں فرمایا ارشاد ربانی ہے۔

آیت (وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ) (7۔الاعراف:204)

یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو بلند آواز سے پڑھنے کی صورت میں اسے سنو اور آہستہ آواز سے پڑھنے کی صورت میں خاموش رہو۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ امام کے پیچھے مقتدیوں کے لیے کچھ پڑھنا مطلقاً ممنوع ہے خواہ نماز جہری با آواز بلند ہو یا سری با آواز آہستہ ہو۔

مدرک رکوع کی رکعت کا عدم فاتحہ خلف الامام ہونے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم (جماعت میں شریک ہونے کے لیے) نماز میں آؤ اور مجھے سجدے کی حالت میں پاؤ تو تم بھی سجدے میں چلے جاؤ۔

اور اس سجدے کو کسی حساب میں نہ لگاؤ ہاں جس آدمی نے (امام کے ساتھ) رکوع پالیا تو اس نے پوری رکعت پالی۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1113)

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی آدمی جماعت میں آکر اس حال میں شریک ہو کہ امام سجدے میں ہو اور وہ بھی سجدے میں چلا جائے تو اس کی پوری رکعت نہیں ہوتی ہاں اگر کوئی آدمی اس حال میں شریک ہو کہ امام رکوع میں ہو اور اسے رکوع مل جائے تو اسکی پوری رکعت ادا ہو جاتی ہے چنانچہ اس حدیث کے پہلے جزء کا مطلب یہی ہے کہ اگر کوئی آدمی جماعت میں اس وقت شریک ہو جب امام سجدے میں ہو تو وہ سجدے میں چلا جائے۔ مگر اس سجدے کی وجہ سے وہ اس رکعت کا ادا کرنا نہ سمجھے کیونکہ جس طرح رکوع میں شریک ہو جانے سے پوری رکعت مل جاتی ہے اسی طرح سجدے میں شریک ہونے پر پوری

رکعت نہیں پائی۔

[illegible]
رکعت یعنی جس نے امام کو رکوع میں پالیا [illegible]
حقیقی معنی میں استعمال کئے گئے ہیں اس طرح [illegible]
بھی پائی تو اس نے امام کے ساتھ پوری نماز کو پالیا [illegible]
ہوگی۔

ان لوگوں کو اس سوال کا جواب دینا چاہئے کہ اس حدیث کے مطابق امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے [illegible]
رکعت کس طرح ہو جائے گی۔ جس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے [illegible]
پائی۔ امید ہے امام کے پیچھے قرأت کرنے والوں کے لئے یہ دلیل بھی کافی ہوگی۔

امام کے پیچھے فاتحہ اور کسی دوسری سورت کی قرأت میں مذاہب اربعہ

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مقتدی کو سورت فاتحہ پڑھنا خواہ نماز جہری ہو یا سری واجب ہے اور سورت فاتحہ کے علاوہ کوئی سورت وغیرہ پڑھنا جائز ہے۔

حضرت امام احمد، حضرت امام مالک اور ایک قول کے مطابق خود حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا بھی مسلک یہ ہے کہ مقتدی کے لیے سورت فاتحہ کا پڑھنا صرف سری نماز میں واجب ہے جہری نماز میں محض امام کی قرات سننا کافی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں خواہ نماز سری ہو یا جہری دونوں صورتوں میں مطلقاً قرات مقتدی کے لیے ممنوع ہے نیز صاحبین یعنی حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد کے رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک بھی مقتدی کو پڑھنا مکروہ ہے۔

حضرت امام محمد جو حضرت امام اعظم کے جلیل القدر شاگرد اور فقہ حنفیہ کے امام ہیں فرماتے ہیں کہ "صحابہ" کی ایک جماعت کے قول کے مطابق امام کے پیچھے مقتدی اگر سورت فاتحہ کی قرات کرے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ عمل اس دلیل پر کیا جائے جو زیادہ قوی اور مضبوط ہو، چنانچہ حنفیہ کی دلیل یہ حدیث ہے۔

الحدیث (مَنْ كَانَ لَهُ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ قِرَاءَةٌ لَهُ).

یعنی نماز میں جس آدمی کا امام ہو تو امام کی قرات ہی اس مقتدی کی قرات ہوگی۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ البخاری و مسلم کے علاوہ سب ہی نے اسے نقل کیا ہے اور ہدایہ میں تو یہاں تک مذکورہ ہے علیہ اجماع الصحابۃ یعنی اسی پر صحابہ کا اتفاق تھا۔

847 - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي غَلَّابٍ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ عَنْ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ الْإِمَامُ فَأَنْصِتُوا فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ أَوَّلَ ذِكْرِ أَحَدِكُمُ التَّشَهُّدُ

◄► حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب امام قرأت کرے تو تم لوگ خاموش رہو اور قعدہ میں تم لوگ سب سے پہلے تشہد پڑھو''۔

قرأت میں منازعت کرنے سے ممانعت کا بیان

848- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أُكَيْمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَصْحَابِهِ صَلَاةً نَظُنُّ أَنَّهَا الصُّبْحُ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ قَالَ رَجُلٌ أَنَا قَالَ إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی میرا خیال ہے کہ وہ صبح کی نماز تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم میں سے کسی شخص نے تلاوت کی ہے؟ ایک صاحب نے عرض کی: میں نے کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی سوچ رہا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ تلاوت میں میرا مقابلہ کیا جا رہا ہے؟

شرح

احناف کے نزدیک سورہ فاتحہ واجب ہے فرض نہیں، بعض اماموں کے نزدیک فرض ہے۔ وہ حضرات حدیث کے یہ معنی کرتے ہیں کہ جو فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز صحیح نہیں، ہم اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ جو فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز کامل نہیں یعنی لائے نفی جنس کی خبر ان کے ہاں صحیح ہے، ہمارے ہاں کامل مگر مذہب حنفی نہایت قوی ہے اور ان کا یہ ترجمہ نہایت مناسب چند وجوہ سے: ایک یہ کہ حنفی ترجمہ کی صورت میں یہ حدیث قرآن کی اس آیت کے خلاف نہ ہوگی "فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" اور ان بزرگوں کے ترجمہ پر یہ حدیث اس آیت کے سخت خلاف ہوگی کیونکہ قرآن سے معلوم ہو رہا ہے کہ مطلقاً تلاوت کافی ہے اور حدیث کہہ رہی ہے کہ بغیر فاتحہ نماز نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ اسی حدیث کے آخر میں آ رہا ہے کہ جو سورہ فاتحہ اور ساتھ کچھ اور نہ پڑھے اس کی نماز نہیں اور ان بزرگوں کے ہاں سورت ملانا فرض نہیں تو ایک ہی لفظ سے سورہ فاتحہ فرض ماننا اور ضم سورت فرض نہ ماننا کچھ عجیب سی بات ہے۔ تیسرے یہ کہ اگلی حدیث ابوہریرہ میں حنفی معنی صراحۃً آ رہے ہیں کہ جو نماز میں الحمد نہ پڑھے اس کی نماز ناقص ہے اور حدیث کی شرح حدیث سے ہو تو قوی ہے، نیز حنفیوں کے نزدیک فاتحہ مطلقاً پڑھنے سے مراد مطلقاً پڑھنا ہے حقیقتاً ہو یا حکماً۔ اکیلا امام حقیقتاً فاتحہ پڑھے گا اور مقتدی حکماً کہ امام کا پڑھنا اس کا پڑھنا مانا جائے گا مگر بعض کے نزدیک یہاں حقیقتاً پڑھنا ہی مراد ہے ان کے ہاں مقتدی پر بھی فاتحہ پڑھنا فرض ہے لیکن حنفیوں کی توجیہ نہایت ہی قوی ہے چند وجوہ سے: ایک یہ کہ اس صورت میں یہ حدیث

847: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 902' ورقم الحدیث: 903' ورقم الحدیث: 905' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 972' ورقم الحدیث: 973' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 829' ورقم الحدیث: 1063' ورقم الحدیث: 1171' ورقم الحدیث: 1279' اخرجہ ابن ماجہ فی ''السنن'' رقم الحدیث: 90

848: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 826' ورقم الحدیث: 827' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 312' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث:

اس آیت کے خلاف نہ ہوگی "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا" الخ۔ ان لوگوں کی تفسیر کے مطابق آیت وحدیث میں حت تعارض ہوگا۔ دوسرے یہ کہ اس صورت میں یہ حدیث مسلم شریف کی اس روایت کے خلاف نہ ہوگی "وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا"۔ تیسرے یہ کہ حنفی ترجمے کے مطابق رکوع میں ملنے والا بلا تکلف رکعت پالے گا مگر ان لوگوں کو اس مسئلے پر بہت مصیبت پیش آئے گی کہ بغیر فاتحہ پڑھے رکعت کیسے پالی۔ چوتھے یہ کہ بعض صورتوں میں وہ لوگ اس حدیث پر عمل نہیں کر سکتے مثلاً مقتدی فاتحہ کے بیچ میں تھا کہ امام نے رکوع کر دیا اس کے لیے یہ حدیث وبال جان بن جائے گی لہٰذا مذہب حنفی نہایت ہی قوی ہے۔

جہری نمازوں میں قرأت نہ کرنے کا بیان

849- حَدَّثَنَا جَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ اُكَيْمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ وَزَادَ فِيْهِ قَالَ فَسَكَتُوْا بَعْدُ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ الْاِمَامُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی' اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث ذکر کی ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس کے بعد جن نمازوں میں امام بلند آواز میں قرأت کرتا' لوگ ان میں خاموش رہا کرتے تھے۔

850- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْاِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جس شخص کا امام موجود ہو' تو امام کی قرأت ہی اس کی قرأت ہوتی ہے''۔

امام کے پیچھے قرأت نہ کرنے کا ثبوت آثار صحابہ سے ہونے کا بیان

امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھنے کی بات تقریباً اسی صحابہ کرام سے منقول ہے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری)

درج ذیل صحابہ کرام بہت سختی کے ساتھ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت علی مرتضیٰ (۴) حضرت عثمان ذوالنورین (۵) حضرت عبداللہ بن مسعود (۶) حضرت سعد بن ابی وقاص (۷) حضرت زید بن ثابت (۸) حضرت جابر (۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۱۰) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

(مصنف عبدالرزاق، طبرانی کبیر، طبرانی اوسط مجمع الزوائد، موطا امام مالک، موطا امام محمد)

850: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ الْجَهْرِ بِآمِينَ

یہ باب بلند آواز میں ”آمین“ کہنے کے بیان میں ہے

851- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو (کیونکہ اس وقت) فرشتے بھی ”آمین“ کہتے ہیں اور جو شخص فرشتوں کے ”آمین“ کہنے کے ساتھ ”آمین“ کہے گا اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

852- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَجَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ وَهَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ الْحَرَّانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوا فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
”جب قرأت کرنے والا آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جس شخص کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے ساتھ ہوگا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی“۔

نماز میں امام و مقتدی کا آہستہ آواز سے آمین کہنے میں فقہی مذاہب

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز میں) غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا اور پھر دراز آواز سے آمین کہی۔ (ابوداؤد، دارمی، جامع ترمذی)

دراز آواز سے آمین کہنے" کا مطلب یا تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین بآواز بلند کہی یا پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ آمین میں الف کو مد کے ساتھ یعنی کھینچ کر کہا۔

آمین کہنے کا مسئلہ بھی ائمہ کے یہاں بحث فیہ ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ بات جاننی چاہیے کہ اس مسئلے میں تو سب ائمہ متفق ہیں کہ سورت فاتحہ کے بعد آمین کہنا ہر نمازی کے لیے سنت ہے خواہ منفرد ہو یا امام کے ساتھ اسی طرح مقتدی کو بھی آمین کہنا

851- اخرجہ البخاری فی "صحیحہ" رقم الحدیث 6402 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 925

852- اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 926

سنت ہے خواہ امام کہے یا نہ کہے۔اب اختلاف اس چیز میں ہے کہ آیا آمین بآواز بلند کہی جائے یا آہستہ آواز سے؟ چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک آمین بآواز بلند کہنی چاہئے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک آمین آہستہ آواز سے کہنی چاہئے چنانچہ وہ ان احادیث کے بارے میں جن سے آمین بآواز بلند کہنا ثابت ہے اور جو شافع وغیرہ کی مستدل ہیں یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام احادیث اس بات پر محمول ہیں کہ ابتداء اسلام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کی خاطر آمین بآواز بلند کہتے تھے تاکہ صحابہ کرام یہ جان لیں کہ سورت فاتحہ کے بعد آمین کہنا چاہئے۔صحابہ جب یہ سیکھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آمین آہستہ آواز سے کہنے لگے۔

حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ احمد، ابویعلی، طبرانی، دارمی، اور حاکم نے شعبہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ علقمہ ابن عائل اپنے والد مکرم حضرت وائل سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے (یعنی وائل) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب " غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پر پہنچے تو آہستہ آواز سے آمین کہی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا" چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں امام کو آہستہ آواز سے پڑھنا چاہئے۔(۱) اعوذ باللہ (۲) بسم اللہ (۳) سبحانک اللھم (۴) آمین

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ بھی آمین آہستہ آواز سے کہتے تھے اس کے علاوہ یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ کلمات دعا کو آہستہ آواز سے پڑھنا ہی اولیٰ اور صحیح ہے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آیت (اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً) 7 ۔ الاعراف : 55) یعنی اپنے رب سے دعا گڑگڑا کر اور چپکے سے کرو۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آمین بھی دعا ہی ہے لہٰذا آمین کو آہستہ سے کہنا اس آیت عمل پیرا کرنا ہے۔نیز یہ کہ اس بات پر اتفاق ہے کہ آمین قرآن کا لفظ نہیں ہے اس لیے مناسب یہی ہے کہ اس کی آواز قرآن کے الفاظ کی آواز سے ہم آہنگ نہ ہو جس طرح کی مصحف (یعنی اوراق قرآن) میں لکھنا جائز نہیں ہے۔

853- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمِّ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ تَرَكَ النَّاسُ التَّاْمِيْنَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ حَتّٰى يَسْمَعَهَا اَهْلُ الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَيَرْتَجَّ بِهَا الْمَسْجِدُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے آمین کہنا ترک کر دیا ہے' جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ''غیر المغضوب علیھم ولا الضالین'' پڑھتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہتے تھے' یہاں تک کہ پہلی صف کے لوگ اس کو سن لیتے تھے اور اس آمین کہنے کے ذریعے مسجد گونج اٹھتی تھی۔

854- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ سَلَمَةَ بْنِ

853: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 934

854: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

كُهَيْلٍ عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا جب آپ ''ولاالضالین'' پڑھتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آمین بھی کہتے تھے۔

855-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَعَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ فَسَمِعْنَاهَا

عبدالجبار بن وائل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''ولا الضالین'' پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین بھی کہا جسے ہم نے سنا۔

856-حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَىْءٍ مَّا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّاْمِيْنِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں' یہودی کسی بھی چیز کے حوالے سے تم سے اتنا حسد نہیں کرتے جتنا حسد وہ سلام کرنے اور آمین کہنے کے حوالے سے تم سے کرتے ہیں۔

857-حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْخَلَّالُ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّاَبُوْ مُسْهِرٍ قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ صَالِحِ بْنِ صُبَيْحٍ الْمُرِّيُّ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَىْءٍ مَّا حَسَدَتْكُمْ عَلٰى اٰمِيْنَ فَاَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ اٰمِيْنَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''یہودی کسی بھی چیز کے حوالے سے تمہارے ساتھ اتنا حسد نہیں کرتے' جتنا وہ آمین کہنے پر کرتے ہیں' تو تم آمین بکثرت کہا کرو''۔

آمین آہستہ کہنے کے دلائل کا بیان

دلیل نمبر 1 آمین دعا ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا ۔(سورۃ یونس:89)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون کے بارے میں فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کرلی گئی

857: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اَخْرَجَ اَبُو الشَّيْخِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا دَعَا اَمَّنَ هَارُوْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى دُعَائِهِ . يَقُوْلُ آمِيْن (تفسیر درمنثور ج3،ص567)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے اور حضرت ہارون علیہ السلام ان کی دعا پر آمین کہتے۔

قَالَ عَطَاءٌ آمِيْنُ دُعَاءٌ (صحیح بخاری: ج1،ص107)

ترجمہ: معروف جلیل القدر تابعی حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آمین دعا ہے۔

دعا میں اصل یہ ہے کہ آہستہ کی جائے

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً (سورۃ الاعراف:55)

ترجمہ: دعا مانگو تم اپنے رب سے عاجزی اور آہستہ آواز سے۔

دلیل نمبر2

آمین اللہ تعالیٰ کا نام ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَهِلَالِ بْنِ يَسَافٍ وَ مُجَاهِدٍ قَالَ؛ آمِيْنُ اِسْمٌ مِّنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

(مصنف عبدالرزاق ج2 ص64، مصنف ابن ابی شیبہ ج2 ص316)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ہلال بن یساف رحمہ اللہ اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آمین اللہ کا نام ہے۔

ذکر میں اصل یہ ہے کہ آہستہ کیا جائے

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ .(سورۃ اعراف:205)

ترجمہ: ذکر کیجیے اپنے رب کا دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ، آہستہ آواز میں۔

قَالَ الْإِمَامُ فَخْرُ الدِّيْنِ الرَّازِيُّ قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اِخْفَاءُ التَّامِيْنِ اَفْضَلُ وَاحْتَجَّ اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَلٰى صِحَّةِ قَوْلِهِ قَالَ فِيْ قَوْلِهِ (آمِيْنَ) وَجْهَانِ؛ اَحَدُهُمَا: اَنَّهُ دُعَاءٌ . وَالثَّانِيْ: اَنَّهُ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانَ دُعَاءً وَجَبَ اِخْفَاءُهُ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى (اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً) وَاِنْ كَانَ اِسْمًا مِّنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَجَبَ اِخْفَاءُهُ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى (وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً) (تفسیر کبیر امام رازی ج14 ص131)

ترجمہ: امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: آہستہ آواز سے آمین کہنا افضل ہے اور اپنے قول کی صحت پر دلیل قائم کی اور فرمایا کہ اس قول (آمین) میں دو جہتیں ہیں:

آمین دعا ہے۔ آمین اللہ کا نام ہے

[illegible] ہے تو بھی اس کا آہستہ آواز سے کہنا واجب ہے (واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة) کی وجہ سے [illegible]

کا نام ہے تو بھی اس کا آہستہ آواز سے کہنا واجب ہے (وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً) کی وجہ سے۔

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ الْفَقِيهُ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيبَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ (مسند احمد ج 1 ص 228)

ترجمہ: حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر ذکر آہستہ آواز کے ساتھ کرنا ہے۔

دلیل نمبر 3

نماز میں آمین آہستہ کہا جائے

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْدَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ حُجْرًا اَبَا الْعَنْبَسِ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ وَائِلٍ وَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ وَائِلٍ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ) قَالَ آمِيْنَ خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ ۔ (مسند ابی داود طیالسی ص 138، مسند احمد ج 4 ص 389)

ترجمہ: حضرت وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ) کی قرأت کی تو آمین آہستہ آواز سے کہی۔

دلیل نمبر 4

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْدَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ نَا يَزِيْدُ نَا سَعِيْدٌ نَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ اَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكْتَتَيْنِ: سَكْتَةٌ اِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةٌ اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَائَةِ (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ) (سنن ابی داود ج 1 ص 122)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے درمیان نماز میں سکتوں کے متعلق مذاکرہ ہوا تو حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں دو سکتوں کو یاد کیا ایک جب تکبیر تحریمہ کہتے، سکتہ کرتے یعنی خاموش رہتے اور دوسرا جب (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ) کی قرأت سے فارغ ہوتے تو سکتہ کرتے، یعنی خاموش رہتے۔

دلیل نمبر 5

قَالَ الْإِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ اَبُوْجَعْفَرٍ الطَّحَاوِيُّ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْكَيْسَانِيُّ قَالَ

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ ثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِیْ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّامِيْنَ ۔(سنن طحاوی ج ۱ ص 150)

ترجمہ: حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نماز میں بسم الله الرحمن الرحيم ، اعوذ بالله من الشيطن الرجيم اور آمین کی قرأت کے وقت آواز بلند نہیں کرتے تھے۔

دلیل نمبر 6

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَلِیٌّ وَعَبْدُاللّٰهِ لَا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّامِيْنَ ۔(اعلاء السنن ج2ص249)

ترجمہ: حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نماز میں بســــم الله الرحمن الرحيم ،اعوذ بالله من الشيطن الرجيم اور آمین کی قرأت کے وقت آواز بلند نہیں کرتے تھے۔

دلیل نمبر 7

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ يُخْفِى الْاِمَامُ ثَلَاثًا :اَلْاِسْتِعَاذَةُ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَآمِيْنَ ۔(المحلی بالآثار ،امام ابن حزم رحمه الله ج2ص280

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امام نماز میں تین چیزوں اعوذ بالله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم اور آمین کی قرأت آہستہ آواز سے کرے۔

دلیل نمبر 8

رَوَى الْاِمَامُ الْمُحَدِّثُ الْفَقِيْهُ الْاَعْظَمُ اَبُوْحَنِيْفَةَ نُعْمَانُ بْنُ ثَابِتِ التَّابِعِیُّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَرْبَعٌ يُخَافِتُ بِهِنَّ الْاِمَامُ؛سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَالتَّعَوُّذِ مِنَ الشَّيْطَانِ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَآمِيْن ۔(كتاب الآثار ،امام ابو حنيفة برواية امام محمد ج ا ص162 ،مصنف عبدالرزاق ج2ص57

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام نماز میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ,بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور آمین کی قرأت آہستہ آواز سے کرے۔

دلیل نمبر 9

عَنِ النَّخْعِیِّ وَالشَّعْبِیِّ وَاِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِیِّ كَانُوْا يَخْفُوْنَ بِاٰمِيْنَ ۔(الجوهر النقی ج2ص58)

ترجمہ: حضرت امام نخعی، حضرت امام شعبی اور حضرت امام ابراہیم تیمی رحمہم اللہ نماز میں آمین آہستہ آواز سے کہتے تھے۔

نوٹ: یادرہے ان میں امام شعبی رحمہ اللہ پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں

دلیل نمبر 10

قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ الْفَقِيْهُ الْاَعْظَمُ اَبُوْحَنِيْفَةَ نُعْمَانُ بْنُ ثَابِتِ التَّابِعِیُّ (اَرْبَعٌ يُخَافِتُ بِهِنَّ

الْإِمَامُ، سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَالتَّعَوُّذِ مِنَ الشَّيْطٰنِ وَبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَآمِيْنَ) قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ ۔ (کتاب الآثار امام ابوحنیفہ بروایۃ امام محمد ج1 ص162)

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام نماز میں سبحانك اللھم وبحمدك، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آمین کی قرأت آہستہ آواز سے کرے۔ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی یہی ہے۔

بَابُ: رَفْعِ الْيَدَيْنِ اِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ

باب 54- رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کرنا

858- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَاَبُوْ عُمَرَ الضَّرِيْرُ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے نماز کے آغاز میں رفع یدین کیا آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کیے جب آپ ﷺ رکوع میں جانے لگے اور جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اس وقت بھی رفع یدین کیا تاہم آپ ﷺ نے دو سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کیا۔

نماز میں دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرنے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ انہوں نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت میں فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ نماز کو تم میں سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے اور جب رکوع میں جاتے تھے تو اپنے دونوں زانو ہاتھوں سے مضبوط پکڑتے تھے اور اپنی پیٹھ جھکا دیتے تھے (تاکہ گردن کے برابر ہو جائے) اور جب اپنا سر (رکوع سے) اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ سارے جوڑ اپنی اپنی جگہ پر آ جاتے تھے اور جب سجدے میں جاتے تو دونوں ہاتھ زمین پر (منہ کے بل) رکھ دیتے تھے اور انہیں نہ پھیلاتے تھے اور نہ (پہلو کی طرف) بیٹھتے تھے اور پاؤں کی انگلیاں قبلے کی طرف سامنے رکھتے تھے اور جب دو رکعتیں پڑھنے کے بعد بیٹھتے تھے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے تھے اور جب آخری رکعت پڑھ کر بیٹھتے تھے تو بائیں پاؤں کو آگے نکال دیتے اور دوسرے (یعنی دائیں) پاؤں کو کھڑا کر کے کولھے پر

858: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 859' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 721' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 255' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1024' ورقم الحدیث: 1143

بیٹھ جاتے تھے۔ (صحیح البخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلداول: رقم الحدیث، 756)

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تھے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں کی لو کے مقابل تک اٹھانا چاہئے کیونکہ دیگر احادیث میں اسی طرح مروی ہے اور چونکہ بعض روایات میں ان دونوں سے الگ ایک تیسرا طریقہ یعنی ہاتھوں کو کانوں کی اوپر کی جانب تک اٹھانا بھی آیا ہے۔ اس لئے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ تو کانوں کے نیچے یعنی کندھوں تک اٹھانے کے طریقہ کو اختیار کیا اور نہ کانوں کے اوپر کی جانب تک اٹھانے کے طریقہ کو اختیار کیا بلکہ درمیانی طریقہ اختیار کیا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان روایات کی تطبیق کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اس طرح اٹھانا چاہئے کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں تو کاندھوں کے مقابل رہیں انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل اور انگلیوں کے سرے کان کے اوپر کے حصے پر رکھے جائیں تا کہ اس طریقے سے تمام احادیث میں عمل ممکن ہو جائے اور روایتوں میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہ رہ جائے اور ان احادیث میں ایک دوسری تطبیق یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ احادیث مختلف اوقات سے متعلق ہیں یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہاتھ اٹھاتے ہوں گے اور کبھی اس طرح۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں سے دونوں زانو مضبوطی سے پکڑ لیتے تھے اور انگلیوں کو کشادہ رکھتے تھے اور پھر گردن مبارک کو جھکا کر بالکل پیٹھ کر برابر کر دیتے تھے۔ علماء نے لکھا ہے کہ رکوع میں تو انگلیاں کشادہ رکھنی چاہئیں اور سجدے میں ملی ہوں نیز تکبیر تحریمہ اور تشہد میں ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا چاہئے۔ سجدے میں زمین پر ہاتھ رکھنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدے کی حالت میں انگلیاں اور ہتھلیاں زمین پر پھیلا دینی چاہئیں اور پہنچے اٹھے ہوئے اور پہلو اس طرح الگ رکھنے چاہئیں کہ اگر بکری کا بچہ چاہے تو نیچے سے گزر جائے۔ اس حدیث میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا کہ قومہ سے سجدہ میں جانے کے وقت زمین پر پہلے زانو رکھے جائیں یا ہاتھ تو اس سلسلہ میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ درست تو دونوں طریقے ہیں لیکن اکثر آئمہ کے نزدیک افضل اور مختار یہی ہے کہ زمین پر پہلے زانو رکھے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ بلند کرنے میں مذاہب اربعہ

نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع یدین دونوں ہاتھ کو بلند کرنا بالاتفاق مستحب ہے، الامام النووی رحمہ اللہ یہی فرماتے ہیں۔

قال الإمام النووي في شرح صحيح مسلم : أجمعت الأمة على استحباب رفع اليدين عند تكبيرة الإحرام .

لیکن نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع یدین کے حکم میں اختلاف ہے اس بارے میں دو قول ہیں۔ نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع یدین واجب ہے، امام الاوزاعی اور امام الحمیدی یعنی شیخ البخاری اور داود ظاہری اور ان کے بعض اصحاب

اور بقول امام حاکم امام ابن خزیمۃ اور أحمد بن سیار بن أیوب شوافع میں سے اور امام ابن حزم کا مذہب یہی ہے۔نماز کی ابتداء میں تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع یدین سنت ہے۔

امام أعظم أبوحنیفہ اوران کے أصحاب اور امام مالک، اور امام الشافعی، اور امام أحمد اور امام أبوعبید، اور امام أبی ثور، اور امام إسحاق، وابن المنذر، وغیرہم کثیر کا یہی مذہب ہے۔(شرح صحیح مسلم، فتح الباری)

تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرنے کا بیان

859- حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَجْعَلَهُمَا قَرِيبًا مِنْ اُذُنَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ صَنَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ

◆◆ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تکبیر کہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے یہاں تک کہ انہیں اپنے کانوں کے قریب کیا پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے سر اٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

رفع یدین کی مستدل دخیلی ومرسل ومنسوخ روایات کا بیان

860- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِى الصَّلٰوةِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ وَحِيْنَ يَرْكَعُ وَحِيْنَ يَسْجُدُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کرتے ہوئے نماز کے آغاز میں رکوع میں جاتے ہوئے اور سجدہ میں جاتے ہوئے دونوں کندھوں تک رفع یدین کیا تھا۔

861- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا رِفْدَةُ بْنُ قُضَاعَةَ الْغَسَّانِىُّ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِىُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عُمَيْرِ بْنِ حَبِيْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ فِى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ

◆◆ عمیر بن حبیب بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز میں ہر مرتبہ تکبیر کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

862- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

859: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 863' ورقم الحدیث: 864' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 745' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 879' ورقم الحدیث: 880' ورقم الحدیث: 1023' ورقم الحدیث: 1055' ورقم الحدیث: 1084' ورقم الحدیث: 1142

860: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

861: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِىْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ سَمِعْتُهُ وَهُوَ فِىْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمْ اَبُوْ قَتَادَةَ بْنُ رِبْعِيٍّ قَالَ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَامَ فِى الصَّلٰوةِ اعْتَدَلَ قَائِمًا وَّرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ فَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ فَاعْتَدَلَ فَاِذَا قَامَ مِنَ الثِّنْتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ

محمد بن عمرو حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کرتے ہیں: میں نے انہیں سنا وہ اس وقت دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان موجود تھے جن میں سے ایک حضرت ابوقتادہ ربعی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ سب کے مقابلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل سیدھے کھڑے ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے اور اپنے دونوں کندھوں تک لاتے تھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''اللہ اکبر'' کہتے تھے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جانے لگتے تھے' تو رفع یدین کرتے تھے' یہاں تک کہ ان دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے تھے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے' تو دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات کے بعد کھڑے ہوتے تھے اس وقت بھی تکبیر کہتے تھے اور رفع یدین کرتے تھے اور دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے بالکل اسی طرح جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے آغاز میں اٹھائے تھے۔

863 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ قَالَ اجْتَمَعَ اَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ وَاَبُوْ اُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوْا صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدٍ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ رَفَعَ حِيْنَ كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاسْتَوٰى حَتّٰى رَجَعَ كُلُّ عَظْمٍ اِلٰى مَوْضِعِهٖ

عباس بن سہل بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا' تو حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ کے مقابلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے' تو تکبیر کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جانے کے لیے تکبیر کہتے تھے اس وقت بھی رفع یدین کرتے تھے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے تھے' تو رفع یدین کرتے تھے پھر

8: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 733' ورقم الحدیث: 734' ورقم الحدیث: 738' ورقم الحدیث: 972' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 260

سیدھے کھڑے ہوجاتے تھے' یہاں تک کہ ہر جوڑ اپنی جگہ پر آجاتا تھا۔

864- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو أَيُّوبَ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ

أَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ وَإِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے' تو تکبیر کہتے اور رفع یدین کرتے تھے' یہاں تک کہ آپ کے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر آجاتے تھے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جانے لگتے' تو ایسا ہی کرتے تھے۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے' تو ایسا ہی کرتے تھے۔ جب سجدوں کے بعد اٹھتے تھے' تو تب بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

865- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رِيَاحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ تکبیر کہتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

رفع یدین کے منسوخ ہونے کا بیان

ہم احناف یہ نہیں کہتے کہ رفع یدین والی حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اوائل اسلام میں رفع یدین کیا جاتا تھا پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منسوخ کر دیا۔ دین اسلام میں یہ ایک بڑی خوبی ہے کہ حالات کے مطابق اور لوگوں کے احوال کے مطابق حکم دیا جاتا ہے قرآن مجید میں بھی ناسخ آیات اور منسوخ آیات موجود ہیں، اس طرح حدیث مبارکہ میں بھی ناسخ ومنسوخ موجود ہیں لیکن یہ ہر کسی کا کام نہیں، ماہر علما کرام یہ پہچان کر سکتے ہیں کہ فلاں حدیث منسوخ ہے اور فلاں نہیں۔ رفع یدین کو مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ سے منسوخ کہتے ہیں: امام مسلم یہ روایت کرتے ہیں۔

عن جابر بن سمرة قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مالي اراكم رفعي يديكم كانها اذناب خيل شمس اسكنوا في الصلوة الخ (صحیح مسلم، 2011 طبع ملک سراج الدین لاہور)

864: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1809' ورقم الحدیث: 1810' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 744' ورقم الحدیث: 760' ورقم الحدیث: 761' ورقم الحدیث: 1509' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 266' ورقم الحدیث: 3421' ورقم الحدیث: 3422' ورقم الحدیث: 3423' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 896' ورقم الحدیث: 1049' ورقم الحدیث: 1125' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 1054

865: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] (نماز
پڑھ رہے تھے ارشاد فرمایا [illegible] کہ میں تمہیں کس لیے [illegible] سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتا
ہوں۔ نماز میں سکون سے رہا کرو۔

اس حدیث پاک میں رفع یدین سے منع کیا گیا اور تشبیہ دی کہ سرکش قبیلے کے گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ یہ حدیث امام احمد بن حنبل نے بھی روایت کی ہے، امام ابوداؤد نے بھی روایت کی ہے، مسند ابی عوانہ میں بھی روایت کی گئی، امام بیہقی نے سنن کبری میں روایت کی ہے، امام ترمذی اور امام ابوداؤد حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔

قال ابن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی اور تمام صحابہ سے فقیہ ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کیا میں تمہیں وہ نماز پڑھاؤں جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے؟ تو نماز پڑھائی اور رفع یدین نہیں کیا سوائے پہلی مرتبہ کے۔ اگر رفع یدین منسوخ نہ ہوتا تو آپ ضرور کرتے چونکہ ان کے نزدیک منسوخ تھا۔ اس لیے فرمایا کہ وہ نماز پڑھاؤں جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز ہے، حالانکہ تمام عمر صحابہ کرام آپ ہی کی طرح نماز ادا کرتے۔ معلوم ہوا جب رفع یدین منسوخ ہوا تو آپ نے محسوس کیا کہ صحابہ کو بتادوں۔

رفع یدین کی فقہی تصریحات میں مذاہب اربعہ

احناف کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین خلاف اولی ہے یعنی بہتر نہیں ہے فتاوی شامی میں ہے

قولہ إلا فی سبع) أشار إلی أنہ لا یرفع عند تکبیرات الانتقالات ، خلافا للشافعی وأحمد ، فیکرہ عندنا ولا یفسد الصلوٰۃ الخ رد المحتار علی الدر المختار ، کتاب الصلوٰۃ ، فصل فی بیان تألیف الصلوٰۃ إلی انتہائہا ۔

مالکیہ کے نزدیک بھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین مکروہ وخلاف اولی ہے، مذہب مالکیہ کی مستند کتاب المدونۃ الکبری میں ہے،

ففی المدونۃ الکبری قال الإمام مالک: (لا أعرف رفع الیدین فی شیء من تکبیر الصلوٰۃ، لا فی خفض ولا فی رفع إلا فی افتتاح الصلوٰۃ، یرفع یدیہ شیئا خفیفا، والمرأۃ فی ذلک بمنزلۃ الرجل)، قال ابن القاسم : (کان رفع الیدین ضعیفا إلا فی تکبیرۃ الإحرام)

المدونۃ الکبری للامام مالک ص 107 دار الفکر بیروت

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز کی تکبیرات میں کسی جگہ رفع الیدین نہیں جانتا نہ رکوع میں جاتے وقت اور نہ رکوع سے اٹھتے وقت مگر صرف نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے وقت، امام مالک کے صاحب وشاگرد ابن القاسم فرماتے ہیں کہ رفع الیدین کرنا ضعیف ہے مگر صرف تکبیر تحریمہ میں. امام مالک رحمہ اللہ کے الفاظ پر ذرا غور کریں لا أعرف یعنی میں نہیں جانتا تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنا الخ

یادرہے کہ کتاب المدونۃ الکبری فقہ مالکی کی اصل وبنیاد ہے دیگر تمام کتابوں پر مقدم ہے اور مؤطا الامام مالک کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے اور اکثر علماء المالکیۃ کی جانب سے اس کتاب المدونۃ کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور فتاوی کے باب میں بھی علماء المالکیۃ کا اسی پر اعتماد ہے اور روایت ودرجہ کے اعتبار سے سب سے أصدق وأعلی کتاب ہے

علامہ ابن رشد المالکی نے بھی یہی تصریح کی ہے اور فرمایا کہ رفع یدین میں اختلاف کا سبب دراصل اس باب میں واردشدہ مختلف روایات کی وجہ سے ہے یعنی چونکہ روایات مختلف ہیں لہٰذا ائمہ مجتہدین کا عمل بھی ہوگا۔ اھ لہٰذا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنے والوں کی نماز غلط ہے تو ایسے لوگ جاہل وکاذب ہیں۔

وأما اختلافهم في المواضع التي ترفع فيها فذهب أهل الكوفة أبو حنيفة وسفيان الثورى وسائر فقهائهم إلى انه لا يرفع المصلي يديه إلا عند تكبيرة الإحرام فقط، وهي رواية ابن القاسم عن مالك " الى ان قال " والسبب في هذا الاختلاف كله اختلاف الآثار الواردة في ذلك الخ

بداية المجتهد ، كتاب الصلوة ، للعلامه ابن رُشد المالكى

علامہ عبدالرحمٰن الجزیری نے بھی یہی تصریح کی ہے کہ مالکیہ کے نزدیک رفع یدین دونوں کندھوں تک تکبیر تحریمہ کے وقت مستحب ہے اس کے علاوہ مکروہ ہے۔

المالكية قالوا: رفع اليدين حذو المنكبين عند تكبيرة الاحرام مندوب، وفيما عدا ذلك مكروه الخ الفقه على المذاهب الاربعة ' لعبد الرحمن الجزيرى ' الجزء الاول ، كتاب الصلوة باب رفع اليدين

شافعیہ کے نزدیک رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے، امام شافعی کی کتاب الأم میں یہی تصریح موجود ہے اور دیگر علماء شافعیہ کا بھی یہی مذہب ہے

قال سألت الشافعي: أين ترفع الأيدى في الصلوة؟ قال: يرفع المصلي يديه في أول ركعة ثلاث مرات، وفيما سواها من الصلوة مرتين مرتين يرفع يديه حين يفتتح الصلوة مع تكبيرة الافتتاح حذو منكبيه ويفعل ذلك عند تكبيرة الركوع وعند قوله " سمع الله لمن حمده " حين يرفع راسه من الركوع ولا تكبيرة للافتتاح إلا في الأول وفي كل ركعة تكبير ركوع، وقول سمع الله لمن حمده عند رفع رأسه من الركوع فيرفع يديه في هذين الموضعين في كل صلاة الخ

كتاب الام ، باب رفع اليدين في الصلوٰة

قال الشافعي) وبهذا نقول فنامر كل مصل إماما ، او ماموما ، أو منفردا ، رجلا ، أو امراة ، ان يرفع يديه إذا افتتح الصلوة ، وإذا كبر للركوع ، وإذا رفع راسه من الركوع ويكون رفعه في كل واحدة من هذه الثلاث حذو منكبيه ؛ ويثبت يديه مرفوعتين حتى يفرغ من التكبير كله ويكون مع افتتاح التكبير ، ورد يديه عن الرفع مع انقضائه . كتاب الأم ، باب رفع اليدين في التكبير في الصلوٰة

حنابلہ کے نزدیک بھی رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سنت ہے۔

مسألة : قال : (ويرفع يديه كرفعه الأول) يعني يرفعهما إلى حذو منكبيه ، أو إلى فروع أذنيه ، كفعله عند تكبيرة الإحرام ، ويكون ابتداء رفعه عند ابتداء تكبيره ، وانتهاؤه عند انتهائه .

كتاب المُغني لابن قدامة الحنبلي ، كتاب الصلوة ، باب صفة الصلوة

شارحین حدیث کے مطابق رفع یدین کی ممانعت کا بیان

شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی نے دوٹوک لکھا ہے۔ تمسكوا بحديث جابر بن سمرة اسكنوا في الصلوٰة لترك رفع اليدين عندالركوع .(فتح الباری كتاب النفقات ،باب وجوب النفقة على الاهل والعيال)

انہوں (محدثین) نے سیدنا جابر بن سمرہ ص کی حدیث اسکنوفی الصلوٰۃ سے دلیل پکڑی ہے اور اسے رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی دلیل بنایا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حقیقت سے خوب پردہ اٹھادیا ہے کہ محدثین کی ایک جماعت نے اس حدیث کو رکوع کے وقت رفع یدین نہ کرنے کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے اس سے استدلال کیا ہے۔ والحمدللہ علیٰ ذلک۔

امام بدرالدین عینی کا فیصلہ: شارح بخاری حضرت امام عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

قلت في الحديث الاول انكار لرفع اليد في الصلوٰة وامر بالسكون فيها .(البنايه في شرح الهدايه)

میں کہتا ہوں کہ پہلی حدیث (سیّدنا جابر بن سمرہ ص والی روایت) میں نماز میں رفع یدین کرنے کا انکار ہے اور سکون یعنی رفع یدین نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ علامہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔

قد ذكر ابن القصار هذا الحديث حجة في النهي عن رفع الا يدي على رواية المنع من ذالك جملة .(الاكمال المعلم بفوائد المسلم)

ابن قصار نے ذکر کیا ہے کہ رفع یدین منع کرنے والی روایتوں میں سب سے واضح طور پر یہ حدیث حجت اور دلیل ہے رفع یدین روکنے پر۔ یعنی اس حدیث میں دوٹوک کھلے لفظوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کرنے سے منع فرمادیا ہے۔

866- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَإِذَا رَكَعَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نماز کے آغاز میں اور رکوع میں جاتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے۔

رفع یدین کی مواظبت والی حدیث کے من گھڑت ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدے میں ایسا نہیں فرماتے یہ نماز آپ ﷺ کی ہمیشہ رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے اسے بیہقی نے روایت کیا اور یہ ضعیف حدیث ہے بلکہ یہ من گھڑت حدیث ہے۔ (آثار سنن، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

867- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي فَقَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ فَلَمَّا رَكَعَ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا مِثْلَ ذَلِكَ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سوچا کہ میں ضرور نبی کریم ﷺ کی نماز کا جائزہ لوں گا کہ آپ ﷺ کیسے نماز ادا کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے' آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے انہیں کندھوں تک بلند کیا پھر جب آپ ﷺ رکوع میں گئے' تو آپ ﷺ نے اسی کی مانند رفع یدین کیا پھر جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو اسی طرح رفع یدین کیا۔

رفع یدین کے ترک پر دلائل کا بیان

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہیں رسول ﷺ کی نماز جیسی نماز نہ پڑھاؤں؟ پھر انہوں نے نماز پڑھائی تو سوائے پہلی مرتبہ کے رفع یدین نہیں کیا۔ اسے اصحاب ثلاثہ نے روایت کیا اور یہ صحیح حدیث ہے۔

حضرت اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عمر بن خطاب کو دیکھا وہ صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اسے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور یہ صحیح اثر ہے۔

حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد رفع یدین نہ کرتے اسے طحاوی ابوبکر بن ابی شیبہ اور بیہقی نے روایت کیا اور اس کی سند صحیح ہے۔

866: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

867: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 726' ورقم الحدیث: 727' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 888' ورقم الحدیث: 1101' ورقم الحدیث: 1264' ورقم الحدیث: 1267

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ نماز کی صرف پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔اس کوامام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے معرفت میں روایت کیا اوراس کی سند صحیح ہے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سوائے آغاز کے نماز کی کسی چیز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اسے طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اوراس کی سند مرسل جید ہے۔

حضرت ابواسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب صرف نماز کے آغاز میں اپنے ہاتھوں کواٹھاتے اس حدیث کے راوی وکیع فرماتے ہیں پھر نہیں اٹھاتے تھے۔اس حدیث کو ابوبکر رضی اللہ عنہ بن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اوراس کی سند صحیح ہے۔نیموی فرماتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم اوران کے بعد والوں نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے لیکن خلفائے اربعہ سے سوائے تکبیر تحریمہ کے ہاتھوں کواٹھانا ثابت نہیں اللہ ہی درست بات کوزیادہ جاننے والا ہے۔(آثار سنن، کتاب صلوٰۃ)

868- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ حُذَيْفَةَ حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَقُوْلُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ

وَرَفَعَ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ يَدَيْهِ اِلٰى اُذُنَيْهِ

ابوزبیر بیان کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نماز کے آغاز میں رفع یدین کرتے تھے' پھر جب وہ رکوع میں جاتے تھے اور رکوع سے سر اٹھاتے تھے' تو بھی ایسا ہی کرتے تھے اور یہ بیان کرتے تھے: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ابراہیم بن طہمان دونوں کانوں تک رفع یدین کرتے تھے۔

رفع یدین نہ کرنے کی قولی وناسخ روایت کا بیان

حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ ، وَاَبُو كُرَيْبٍ ، قَالَا : حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْاَعْمَشِ ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ، قَالَ : خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ مَا لِى اَرَاكُمْ رَافِعِى اَيْدِيكُمْ ، كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ ، اسْكُنُوا فِى الصَّلَاةِ ،

(صحیح مسلم کتاب الصَّلَاۃ باب اَلْاَمْرِ بِالسُّكُونِ فِي الصَّلَاۃِ۔رقم الحدیث،656)

حضرت جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں رافعی ایدیکم (یعنی تم کو ہاتھ اٹھاتے ہوئے) دیکھتا ہوں جیسا کہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں، سکون اختیار کرو نماز میں۔(صحیح مسلم)

تنبیہ: یہاں عام گھوڑے کی بجائے سرکش (شرارتی) گھوڑے کی مثال دی گئی ہے، جس کی دم اوپر نیچے ہوتی ہے۔

868: اس روایت کونقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

تخریج الحدیث

صحيح مسلم - الصلوٰة (430)سنن النسائي - الإمامة (816)سنن النسائي - السهو (1184)سنن النسائي - السهو (1185)سنن أبي داود - الصلوٰة (661)سنن أبي داود - الصلوٰة (1000)سنن ابن ماجه - إقامة الصلوٰة والسنة فيها (992)مسند أحمد - أول مسند البصريين (5/93)مسند أحمد - أول مسند البصريين (5/101)مسند أحمد - أول مسند البصريين (5/102)مسند أحمد - أول مسند البصريين (5/106)مسند أحمد - أول مسند البصريين 5/107)

رفع یدین نہ کرنے پر احادیث و آثار کا بیان

تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین یعنی ہاتھوں کے اٹھانے میں کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ تمام علماء وائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا چاہئے۔ تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوسرے مواقع پر رفع یدین کا مسئلہ حنفیہ وشوافع کے درمیان ایک معرکۃ الآراء مسئلے کی حیثیت رکھتا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا چاہئے اور شوافع کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی رفع یدین کرنا چاہئے۔ حق تو یہ ہے کہ دونوں طرف دلائل کے انبار ہیں اور احادیث و آثار کے ذخائر ہیں جن کی بنیادوں پر طرفین اپنے اپنے مسلک کی عمارت کھڑی کرتے ہیں۔ علمائے حنفیہ نے تمام احادیث میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ان حضرات کی جانب سے کہا جاتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو رفع یدین کرتے ہوں اور کبھی نہ کرتے ہوں، یا یہ کہ پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے لیکن بعد میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ دوسرے مواقع کے لئے رفع یدین کو منسوخ قرار دے دیا گیا۔ حنفیہ کے پاس اپنے مسلک کی تائید میں بہت زیادہ احادیث و آثار ہیں انہیں یہاں ذکر کیا جاتا ہے تاکہ حنفی مسلک پوری طرف واضح ہو جائے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترمذی میں دو باب قائم کئے ہیں۔ پہلا باب تو رکوع کے وقت رفع یدین کا ہے۔ اس کے ضمن میں امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ دوسرا باب یہ ہے کہ " ہاتھ اٹھانا صرف نماز کی ابتداء کے وقت دیکھا گیا ہے " اس باب کے ضمن میں امام جامع ترمذی نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نقل کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ " حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ادا کرتا ہوں " چنانچہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی اور انہوں نے صرف پہلی مرتبہ ہی (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت) ہاتھ اٹھائے۔

اسی باب میں امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہونا ثابت کیا ہے۔ نیز امام موصوف نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے اور صحابہ و تابعین میں سے اکثر اہل علم اس کے قائل ہیں اور سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ و اہل کوفہ کا قول بھی یہی ہے۔ جامع الاصول میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ابوداؤد و سنن نسائی کے حوالے سے اور براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی ابوداؤد کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا " میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نماز شروع فرماتے تھے تو (تکبیر تحریمہ کے وقت) دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے قریب تک اٹھاتے تھے اور ایسا دوبارہ نہیں کرتے تھے۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں کہ "پھر دوبارہ ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو جاتے تھے۔" اس موقع پر اتنی سی بات اور سنتے چلیے کہ اس حدیث کے بارے میں ابوداؤد نے جو یہ کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ ان کے نزدیک صحیح ہونے سے مراد یہ ہو کہ اس خاص سند وطریق سے صحیح ثابت نہیں لہٰذا ایک خاص سند وطریق سے صحیح ثابت نہ ہونا اصل حدیث کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ یا پھر یہ احتمال ہے کہ ابوداؤد کا مقصد اس حدیث کو حسن ثابت کرنا ہو جیسا کہ ترمذی نے کہا ہے لہٰذا اس صورت میں کہا جائے گا تمام ائمہ ومحدثین کے نزدیک حدیث حسن قابل استدلال ہوتی ہے۔

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "موطا" میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو جس سے رکوع اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین ثابت ہوتا ہے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔ یہ سنت ہے کہ ہر مرتبہ جھکنے اور اٹھنے کے وقت تکبیر کہی جائے لیکن رفع یدین سوائے ایک مرتبہ (یعنی تحریمہ کے وقت) کے دوسرے مواقع پر نہ ہو اور یہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور اس سلسلے میں بہت زیادہ آثار وارد ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد عاصم ابن کلیب جرمی کی ایک روایت جسے عاصم نے اپنے والد مکرم سے جو حضرت علی المرتضیٰ کے تابعین میں سے ہیں روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سوائے تکبیر اولیٰ کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

عبدالعزیز ابن حکم کی روایت نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ ابتداء نماز میں پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے اس کے علاوہ اور کسی موقع پر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

مجاہد کی روایت نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے چنانچہ وہ صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

اسود سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ صرف تکبیر اولیٰ کے موقع پر رفع یدین کرتے تھے۔" لہٰذا۔ جب حضرت عمر، حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت قرب رکھتے تھے ترک رفع یدین پر عمل کرتے تھے تو وہ عمل جو اس کے برخلاف ہے قبول کرنے کے سلسلے میں اولیٰ اور بہتر نہیں ہوگا۔

شرح ابن ہمام میں ایک روایت دارقطنی اور ابن عدی سے نقل کی گئی ہے جسے انہوں نے محمد ابن جابر سے انہوں نے حماد ابن سلیمان سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے اور انہوں نے عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ۔ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ نماز پڑھی ہے چنانچہ انہوں نے سوائے تکبیر اولیٰ کے اور کسی موقع پر رفع یدین نہیں کیا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوحنیفہ اور امام اوزاعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما مکہ کے دارالحیاطین میں جمع ہوئے۔ امام اوزاعی

رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ حضرت امام صاحب نے جواب دیا اس لئے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں کچھ صحت کے ساتھ ثابت نہیں ہے! امام اوزاعی نے فرمایا کہ مجھے زہری نے حضرت سالم کی یہ حدیث بیان کی کہ انہوں نے اپنے والد حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اولیٰ کے وقت، رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔" حضرت امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ مجھ سے حماد نے ان سے ابراہیم نے اور ان سے علقمہ اور اسود نے اور ان دونوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ابتداء نماز میں دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور دوبارہ ایسا نہیں کرتے تھے۔

یہ روایت سن کر امام اوزاعی نے کہا کہ میں نے تو زہری سے نقل کیا اور انہوں نے سالم سے اور انہوں نے اپنے باپ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور انہوں نے سالم سے اور انہوں نے اپنے باپ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور آپ اس کے مقابلے میں حماد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابراہیم سے اور انہوں نے علقمہ سے نقل کیا ہے یعنی میری بیان کردہ سند آپ کی بیان کردہ سند سے عالی اور افضل ہے۔

حضرت امام اعظم نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو پھر سنو کہ حماد، زہری سے زیادہ فقیہ ہیں اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہیں اور اسی طرح علقمہ بھی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں فقہ میں کم نہیں ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت وصحابیت کا شرف حاصل ہے۔ نیز اسود کو بھی بہت زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ اور عبداللہ تو خود عبداللہ ہیں۔ یعنی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف کیا کی جائے کہ علم فقہ میں اپنی عظمت شان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت وصحبت کی سعادت وشرف کی وجہ سے مشہور ہیں۔" گویا۔ امام اوزاعی نے تو اسناد کے عالی ہونے کی حیثیت سے حدیث کو ترجیح دی اور حضرت امام اعظم نے راویان حدیث کے فقیہ ہونے کے اعتبار سے حدیث کو ترجیح دی۔

چنانچہ حضرت امام اعظم کا اصول یہی ہے کہ وہ فقیہ راوی کو غیر راویوں پر ترجیح دیتے ہیں جیسا کہ اصول فقہ میں مذکور ہے۔ نہایہ شرح ہدایہ میں "عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو مسجد حرام میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جو رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کر رہا تھا، انہوں نے اس آدمی سے کہا کہ ایسا مت کرو کیونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اختیار کیا تھا اور بعد میں اسے ترک کر دیا یعنی ان مواقع پر رفع یدین کا حکم پہلے تھا اب منسوخ ہو گیا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا تو ہم نے بھی رفع یدین کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ترک کر دیا تو ہم نے بھی ترک کر دیا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ (یعنی وہ دس خوش نصیب صحابہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں جنتی ہونے کی خوشخبری دی تھی) صرف ابتداء نماز ہی میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔

حضرت مجاہد حضرت عبداللہ ابن عمر کا معمول نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر کے پیچھے سالہا سال نماز ادا کی ہے مگر میں نے اس کو سوائے ابتداء نماز کے اور کسی موقع پر رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ حالانکہ حضرت عبداللہ ابن عمر کی وہ روایت گزر چکی ہے۔ جس سے تینوں مواقع پر رفع یدین کا اثبات ہوتا ہے اور جو شوافع کی سب سے اہم دلیل ہے۔ لہٰذا اصول حدیث کا چونکہ قاعدہ ہے کہ راوی کا عمل اگر خود اس کی روایت کے خلاف ہو تو روایت پر عمل نہیں کیا جاتا اس لئے حضرت عبداللہ ابن عمر کی وہ روایت ساقط العمل قرار دی جائے گی۔ بہرحال۔ ان روایات وآثار سے معلوم ہوا کہ رفع یدین دونوں کے اثبات میں احادیث و آثار وارد ہیں اور صحابہ کی ایک جماعت خصوصاً حضرت عبداللہ مسعود اور ان کے تابعین رفع یدین نہ کرنے ہی کے حق میں ہیں۔

لہٰذا۔ ان تمام موافق ومخالف احادیث کا محمول یہی ہوسکتا ہے کہ ہم یہ کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقات مختلفہ میں دونوں طریقے وجود میں آئے ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ کے علم فقہ اور ان کی اسناد کا نطقہ منتہا حضرت عبداللہ ابن مسعود اور ان کے تابعین کی ذات گرامی ہے اور چونکہ ان کا رجحان عدم رفع یدین کی طرف ہے اس لئے امام اعظم ابوحنیفہ کے ترک رفع یدین کے مسلک ہی کو اختیار کیا ہے اور اب تمام حنفیہ اسی مسلک کے حامی اور اس مسلک پر عامل ہیں۔ علمائے حنفیہ صرف اسی قدر نہیں کہتے بلکہ ان حضرات کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مواقع پر رفع یدین کا حکم منسوخ ہے کیونکہ جب حضرت عبداللہ ابن عمر کے بارے میں یہ ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ ترک رفع یدین ہی اختیار کرتے تھے باوجود اس کے کہ رفع یدین کی حدیث کے راوی یہی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے تو رفع یدین کا حکم رہا ہوگا مگر بعد میں یہ حکم باوجود کثرت احادیث وآثار کے منسوخ ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مسئلے کی پوری تفصیل اپنی کتاب شرح سفر السعادۃ میں نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہاں پیش کیا گیا ہے۔ ان کی تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ ان کے نزدیک رفع یدین اور عدم رفع یدین دونوں ہی سنت ہیں مگر رفع یدین نہ کرنا ہی اولیٰ اور راجح ہے البتہ دیگر علماء حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ رفع یدین کا حکم اور طریقہ منسوخ ہے۔ (شرح سفر السعادۃ، کتاب صلوٰۃ)

بَابَ ۹ : الرُّكُوعِ فِي الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز میں رکوع کرنے کے بیان میں ہے

رکوع کے لغوی وفقہی مفہوم کا بیان

رکوع کے لغوی معنی ہیں جھکنا یا پیٹھ ٹیڑھی کرنا۔ اصطلاح میں کبھی عاجزی و پستی کو بھی رکوع کہا جاتا ہے اور کبھی پوری رکعت کو بلکہ پوری نماز کو بھی رکوع کہہ دیتے ہیں، رب فرماتا ہے: "وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ"۔ حق یہ ہے کہ پچھلی امتوں کی نمازوں میں رکوع نہ تھا، رکوع صرف اسی امت کی نماز سے مختص ہے۔ رب نے حضرت مریم علیہا السلام سے فرمایا: "وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ" وہاں رکوع بمعنی خضوع وانکسار ہے۔ رکوع ہر رکعت کا رکن ہے کہ رکوع مل جانے سے رکعت مل جاتی ہے۔

رکوع کرنے کے سنت طریقے کا بیان

869- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَاْسَهٗ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع میں جاتے تھے' تو اپنے سر مبارک کو نہ اونچا رکھتے تھے نہ نیچا کرتے تھے بلکہ درمیان میں رکھتے تھے۔

870- حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلٰوةٌ لَّا يُقِيْمُ الرَّجُلُ فِيْهَا صُلْبَهٗ فِی الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

◆◆ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اس شخص کی نماز درست نہیں ہوتی' جو نماز میں رکوع اور سجدے میں اپنی پیٹھ کو سیدھا نہیں کرتا۔

871- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ خَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهٗ فَلَمَحَ بِمُؤْخِرِ عَيْنِهٖ رَجُلًا لَّا يُقِيْمُ صَلٰوتَهٗ يَعْنِیْ صُلْبَهٗ فِی الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّا يُقِيْمُ صُلْبَهٗ فِی الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ

◆◆ عبدالرحمٰن بن علی اپنے والد حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' یہ وہ صحابی ہیں جو ایک وفد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے' وہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کے کنارے سے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع اور سجود میں اپنی نماز کو (یعنی اپنی پشت کو سیدھا نہیں کر رہا تھا) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز مکمل کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! اس شخص کی نماز درست نہیں ہوتی جو رکوع اور سجدے کے دوران اپنی پشت کو سیدھا نہیں رکھتا۔

872- حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ الْفِرْيَابِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ حَدَّثَنَا

870: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 855' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 265' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1026' ورقم الحدیث: 1110

871: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

872: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

طلحة بن زيد عن راشد قال سمعت وابصة بن معبد يقول رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي فكان اذا ركع سوى ظهره حتى لو صب عليه الماء لاستقر

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں جاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پشت کو بالکل سیدھا رکھتے تھے یہاں تک کہ اگر اس پر پانی بہایا جاتا تو وہ اس پر ٹھہر جاتا۔

بَابُ: وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ

یہ باب دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کے بیان میں ہے

873- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ مُّصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَكَعْتُ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ فَطَبَّقْتُ فَضَرَبَ يَدِيْ وَقَالَ قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ اُمِرْنَا اَنْ نَّرْفَعَ اِلَى الرُّكَبِ

مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کے پہلو میں نماز ادا کی تو میں نے اپنی دونوں ہتھیلیاں ملا کر دونوں زانوؤں کے درمیان رکھ دیں تو میرے والد نے میرے ہاتھ پر مارا اور یہ بتایا کہ پہلے ہم اس طرح کیا کرتے تھے لیکن پھر ہمیں یہ حکم دیا گیا کہ ہم (رکوع میں) اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھا کریں۔

874- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ اَبِي الرِّجَالِ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَيُجَافِيْ بِعَضُدَيْهِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع میں جاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھتے تھے اور اپنے بازوؤں کو (پہلو سے) دور رکھتے تھے۔

بَابُ: مَا يَقُوْلُ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ

یہ باب جب آدمی رکوع سے سر اٹھائے تو کیا پڑھے گا؟

875- حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ وَيَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا حَدَّثَنَا

873: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 790' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1193' ورقم الحدیث: 1194' ورقم الحدیث: 1195' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 867' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 259' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1031' ورقم الحدیث: 1032

874: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب "سمع اللہ لمن حمدہ" پڑھتے تھے تو "ربنا ولک الحمد" بھی پڑھتے تھے۔

ربنا لک الحمد آہستہ آواز کہنے میں اتفاق مذاہب اربعہ

"ربنالک الحمد" کو بالجہر پڑھنے کا رواج ماضی قریب میں ہوا ہے، اور وہ بھی صرف ایک جماعت اور ان میں بھی صرف چندی لوگوں کے بیچ، اس کے برخلاف حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ، اور دیگر تمام فرقوں کے یہاں اس مسئلہ کا نام ونشان تک نہیں ہے، سلف صالحین، صحابہ وتابعین کے ادوار میں اس مسئلہ کا کوئی سراغ نہیں ملتا، عہد صحابہ سے لیکر عصر حاضر تک حدیث وفقہ اور تفسیر قرآن کا جتنا مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ذخیرہ موجود ہے کسی میں بھی اس مسئلہ کی جانب ادنیٰ اشارہ تک نہیں، قرآن کے بعد سب سے معتبر کتاب "صحیح بخاری" ہے، اس میں ہمیں یہ ابواب تو نظر آتے ہیں: "باب جهر الامام بالتامین"، "باب جهر الماموم بالتامین" مگر "باب الجهر باللهم ربنا لك الحمد" یعنی دعاء قومہ کو بلند آواز سے پڑھنا، اس کے اثبات میں کوئی باب نظر نہیں آتا، حالانکہ دعائے قومہ میں جہر کے قائلین جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں وہ صحیح بخاری میں موجود ہیں۔

حیرت ہے کہ امام بخاری جن کے بارے میں "امام الدنیا فی فقه الحدیث" اور "فقہ البخاری فی تراجمہ" کہا گیا ہے، ان کے ذہن کی رسائی بھی اس مسئلہ تک نہ ہو سکی جسے آج پیدا کیا جا رہا ہے، امام بخاری پر کیا موقوف دنیا کے کسی محدث نے بھی دعاء قومہ میں جہر کا فتویٰ نہیں دیا ہے، عصر حاضر کے ناصر الدین الالبانی ہیں انہوں نے صفۃ صلوٰۃ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے، اس کتاب میں یہ مسئلہ تو مل جائے گا کہ "آمین با آواز بلند کہنا چاہئے" مگر "ربنا لک الحمد" بلند آواز سے پڑھنا، اس کا بیان کیا نام ونشان تک نہ ملے گا، بلکہ "اصل صفۃ الصلوٰۃ" کی بعض کی عبارات سے لگتا ہے کہ علامہ البانی کے نزدیک ربنا لک الحمد کا آہستہ پڑھنا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ (اصل صفۃ الصلوٰۃ: ج ۲ ص ۶۷۸)

876- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب امام "سمع اللہ لمن حمدہ" پڑھے تو تم "ربنا ولک الحمد" پڑھو۔

877- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِیْ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

877: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

علَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جب امام "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" پڑھے تو تم "اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" پڑھو۔

مقتدی کا ربنا لک الحمد کہنے میں فقہی مذاہب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ) کہے تو تم (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) کہو کیونکہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہوگیا اس کے تمام سابقہ گناہ معاف کردیئے گئے امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور صحابہ وتابعین میں سے بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے کہ امام (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ) کہے تو مقتدی (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) کہیں اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے ابن سیرین فرماتے ہیں کہ مقتدی بھی امام کی طرح ہی کہے (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ) اور امام شافعی اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 257)

878- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ

حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

"اللہ تعالیٰ نے اس کی بات سن لی جس نے اس کی حمد کو بیان کیا اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! تیرے لیے □ اتنی حمد مخصوص ہے (یعنی ہم تیری اتنی حمد بیان کرتے ہیں) جو آسمانوں جتنی بھری ہوئی ہو اور زمین کے جتنی بھری ہوئی ہو اس کے بعد جو چیز تو چاہے اتنی بھری ہوئی ہو۔"

879- حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى السُّدِّيُّ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ ذُكِرَتِ الْجُدُوْدُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ رَجُلٌ جَدُّ فُلَانٍ فِي الْخَيْلِ وَقَالَ اٰخَرُ جَدُّ فُلَانٍ فِي الْاِبِلِ وَقَالَ اٰخَرُ جَدُّ فُلَانٍ فِي الْغَنَمِ وَقَالَ اٰخَرُ جَدُّ فُلَانٍ فِي الرَّقِيْقِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهٗ وَرَفَعَ رَاْسَهٗ مِنْ اٰخِرِ الرَّكْعَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَطَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهٗ

878: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1067 ورقم الحدیث: 1068 اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 846

879: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بِالْجَدِّ لِيَعْلَمُوا اَنَّهُ لَيْسَ كَمَا يَقُولُوْنَ

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال و دولت کی فراوانی کا ذکر کیا گیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز ادا کر رہے تھے' ایک صاحب بولے' فلاں شخص کے پاس اتنے گھوڑے ہیں' دوسرے نے کہا' فلاں کے پاس اتنے اونٹ ہیں' ایک نے کہا' فلاں کے پاس اتنے غلام ہیں' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز مکمل کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری رکعت میں سر کو اٹھایا اور یہ دعا مانگی۔

''اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے لیے مخصوص ہے' اتنی حمد جو آسمانوں کو بھر دے اور زمین کو بھر دے اور اس کے بعد جس چیز کو تو چاہے اس کو بھر دے' اے اللہ! تو جسے عطا کر دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جسے تو نہ دے اسے کوئی دینے والا نہیں ہے اور تیری مرضی کے مقابلے میں کسی کوشش کرنے والے کی کوشش (یا مال و دولت والے کی مال و دولت) اس کے کام نہیں آتی''۔

یہاں پہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ ''جد'' کو بلند آواز میں ادا کیا تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ حقیقت وہ نہیں ہے' جو انہوں نے بیان کی ہے۔

شرح

مقتدی کو تمام اذکار بشمول تکبیراتِ انتقال اور ربنا لک الحمد آہستہ کہنا چاہیے، یہی مسنون طریقہ ہے اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کا عام تعامل تھا، تاہم اگر تکبیراتِ انتقال کو زور سے کہہ دیا جائے تو اس سے نہ نماز فاسد ہوگی اور نہ ہی سجدۂ سہو واجب ہوگا، کیونکہ سجدۂ سہو قراءتِ قرآن میں جہر کی جگہ سر اور سر کی جگہ جہر سے واجب ہوتا ہے۔

بَابُ: السُّجُوْدِ

یہ باب سجدوں کے بیان میں ہے

880-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ عَمِّهِ يَزِيْدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَجَدَ جَافٰى يَدَيْهِ فَلَوْ اَنَّ بَهْمَةً اَرَادَتْ اَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں بازو پہلو سے الگ رکھتے تھے' یہاں تک کہ اگر بکری کا کوئی بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بازوؤں میں سے گزرنا چاہتا' تو گزر سکتا تھا۔

881-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ

880: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث 1107,1108,1109' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 898' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث:

نمرة فمر بنا ركب فأناخوا بناحية الطريق فقال لي أبي كن في بهمك حتى آتي هؤلاء فأسائلهم قال فخرج وجئت يعني دنوت فإذا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُمْ فَكُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى عُفْرَتَيْ إِبْطَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا سَجَدَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ النَّاسُ يَقُولُونَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ يَقُولُ النَّاسُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ

•• عبید اللہ خزاعی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں اپنے والد کے ہمراہ وادی نمرہ کے مقام "قاع" میں تھا ہمارے پاس سے کچھ سوار گزرے۔ انہوں نے راستے کے ایک طرف اپنے جانور بٹھا دیے۔ میرے والد نے مجھ سے کہا: تم اپنے چوپایوں میں رہو۔ میں ان لوگوں کے پاس جا کر بات کرتا ہوں۔ وہ چلے گئے تو میں آیا۔ یعنی قریب ہوا تو وہاں نبی کریم ﷺ موجود تھے۔ نماز کا وقت ہو گیا۔ میں نے ان لوگوں کے ہمراہ نماز ادا کی۔ تو نبی کریم ﷺ جب بھی سجدے میں گئے میں آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھتا رہا۔

امام ابن ماجہ کہتے ہیں: لوگ یہ کہتے ہیں کہ راوی کا نام عبید اللہ بن عبد اللہ ہے، جبکہ ابن ابی شیبہ یہ کہتے ہیں: لوگ یہ کہتے ہیں کہ راوی کا نام عبد اللہ بن عبید اللہ ہے۔

881- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَصَفْوَانُ بْنُ عِيسٰى وَاَبُوْ دَاوُدَ قَالُوْا حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَقْرَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

•• یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

882- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَامَ مِنَ السُّجُوْدِ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ

•• حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ سجدے میں گئے تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھے اور جب آپ ﷺ سجدے سے اٹھے تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں گھٹنوں سے پہلے دونوں ہاتھ اٹھائے۔

883- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيْرُ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوُسٍ

881- اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 274' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1107

882- اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 838' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 628' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1088' ورقم الحدیث:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ

◆◆ حضرت ابن عباس نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

884-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلٰى سَبْعٍ وَّلَا أَكُفَّ شَعَرًا وَّلَا ثَوْبًا

قَالَ ابْنُ طَاوُسٍ فَكَانَ أَبِي يَقُوْلُ الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ وَكَانَ يَعُدُّ الْجَبْهَةَ وَالْأَنْفَ وَاحِدًا

◆◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے میں سات ہڈیوں (اعضاء) پر سجدہ کروں۔ اور (نماز کے دوران) کپڑے یا بال نہ سمیٹوں۔

طاؤس کے صاحبزادے کہتے ہیں: میرے والد یہ کہا کرتے تھے دونوں ہاتھ، دو گھٹنے، دو پاؤں ہیں۔ وہ چہرے اور ناک کو ایک ہی عضو شمار کرتے تھے۔

885-حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ وَّجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ

◆◆ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں:۔ ایک اس کا چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں''۔

شرح

اس حدیث کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ سجدے میں جسم کے کس کس عضو کو زمین پر ٹیکنا چاہئے چنانچہ حکم دیا گیا ہے کہ سجدے کے وقت پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے پنجوں کو زمین پر ٹیکنا چاہئے۔ اکثر ائمہ کے نزدیک سجدہ ناک اور پیشانی دونوں سے کرنا چاہیے بغیر ان دونوں کو زمین پر لگائے سجدہ جائز نہیں ہے مگر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم

883: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 809' ورقم الحدیث: 810' ورقم الحدیث: 815,816' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1095' ورقم الحدیث: 1096' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 889' ورقم الحدیث: 890' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 273' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1092' ورقم الحدیث: 1112' ورقم الحدیث: 1114

884: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 812' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1098' ورقم الحدیث: 1099' ورقم الحدیث: 231' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1095' ورقم الحدیث: 1097

885: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1100' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 891' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 272' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1093' ورقم الحدیث: 1098

فرماتے ہیں کہ اگر محض پیشانی ہی ٹیک کر سجدہ کرلیا جائے تو جائز ہے البتہ بغیر عذر کے ایسا کرنا مکروہ ہے۔ حضرت امام شافعی اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک محض ناک کو زمین پر ٹیک کر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر کوئی ایسا عذر پیش ہو کہ پیشانی کو زمین پر ٹیکنا ممکن نہ ہو تو جائز ہے۔

اس سلسلے میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو قول ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ جائز نہیں ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے لیکن کراہت کے ساتھ۔ سجدے میں دونوں پاؤں کو زمین پر رکھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی آدمی سجدے میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھالے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور ایک پاؤں اٹھالے گا تو سجدہ مکروہ ہوگا۔ سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کو قبلے کی طرف رکھنا فرض ہے خواہ ایک ہی انگلی رکھی جائے۔

اگر انگلیاں قبلہ کی سمت نہ ہوں گی تو جائز نہیں ہوگا۔ درمختار میں ایک جگہ مذکور ہے کہ "پیشانی اور دونوں پاؤں کے ساتھ سجدہ کرنا فرض ہے اور دونوں پیروں میں کم سے کم ایک انگلی زمین پر رکھنا شرط ہے اور ہاتھوں اور زانوؤں کو زمین پر رکھنا سنت ہے، حنفیہ اور شافعیہ کا مسلک یہی ہے۔ سجدے میں بال اور کپڑے کو ہٹانے اور سمیٹنے کی ممانعت: حدیث جملے کا مطلب یہ ہے کہ سجدے میں جاتے ہوئے بالوں اور کپڑوں کو اس غرض سے سمیٹنا اور ہٹانا تاکہ وہ خاک آلود اور گندے نہ ہوں ممنوع ہے، ویسے بھی بغیر اس مقصد کے یوں ہی کپڑوں اور بالوں کو سمیٹنا یا دامن وغیرہ کا باندھ لینا ممنوع ہے۔ بالوں کو سمیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ سر کے بالوں کو جمع کر کے دستار وغیرہ کے اندر کرلیا جائے تاکہ سجدے میں لٹکنے نہ پائیں۔ اس سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اس کا مسئلہ یہ ہے کہ بالوں کو ایسے ہی چھوڑ دینا چاہئے تاکہ وہ بھی سجدہ کریں۔

886- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا اَحْمَرُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَاْوِىْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُجَافِىْ بِيَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ اِذَا سَجَدَ

◆ حضرت احمر رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں وہ بیان کرتے ہیں' ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بڑی نرمی محسوس ہوتی تھی' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے ہوئے (بڑے اہتمام اور مشقت کے ساتھ) اپنے دونوں بازو پہلو سے الگ رکھتے تھے۔

شرح

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان اتنا فرق رکھتے تھے کہ اگر بکری کا بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کے نیچے سے گذرنا چاہئے تو گذر سکتا تھا۔" یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں جیسا کہ خود بغوی نے شرح السنۃ میں اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے اور مسلم نے یہ حدیث بالمعنی نقل کی ہے (جس کے الفاظ یہ ہیں) کہ حضرت میمونہ نے رضی اللہ عنہا فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس طرح) سجدے کرتے تھے کہ اگر بکری کا

886: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 902

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں سے نکلنا چاہتا تو نکل جاتا۔ (مشکوٰۃ المصابیح جلد اول رقم الحدیث 854)

ہاتھوں کے درمیان فرق رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں اپنے دونوں بازو پہلو سے اور پیٹ اور ران سے الگ رکھتے تھے۔ حدیث میں بکری کے بچے کے لئے "بھمۃ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ بھمۃ بکری کے اس بچہ کو کہتے ہیں جو بڑا ہو کر اپنے پاؤں چلنے لگتا ہے اور جب بکری کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس وقت اسے "سخلۃ" کہتے ہیں۔ "ہذا لفظ ابی داؤد" سے مصنف مشکوٰۃ کا مقصد صاحب مصابیح پر اعتراض کرنا ہے کہ اس حدیث کو جس کے الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ پہلی فصل میں نقل کرنا نہیں چاہیے تھا کیونکہ پہلی فصل میں تو صرف شیخین یعنی البخاری و مسلم کی روایت کردہ احادیث ہی نقل کی جاتی ہیں۔

بَابُ: التَّسْبِيحِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

یہ باب رکوع اور سجدے میں تسبیح پڑھنے کے بیان میں ہے

نماز میں تسبیح پڑھنے کا بیان

887 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْبَجَلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَيُّوبَ الْغَافِقِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَمِّي إِيَاسَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوهَا فِي رُكُوعِكُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوهَا فِي سُجُودِكُمْ

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی۔

''اور تم اپنے عظیم پروردگار کی نام کی پاکی بیان کرو''۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ فرمایا: تم اسے اپنے رکوع میں شامل کرلو۔

جب یہ آیت نازل ہوئی۔

''تم اپنے اعلیٰ پروردگار کے اسم کی پاکی بیان کرو''۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: تم اسے اپنے سجدے میں شامل کرلو۔

شرح

علماء نے فرمایا ہے کہ قاری جب سبح اسم ربك الاعلیٰ کی تلاوت کرے تو مستحب ہے کہ یہ کہے سبحان ربی الاعلیٰ، صحابہ کرام حضرت عبداللہ بن عباس، ابن عمر، ابن زبیر، ابوموسیٰ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہی معمول تھا کہ جب یہ سورت شروع کرتے تو سبحان ربی الاعلیٰ کہا کرتے تھے (قرطبی) یعنی نماز کے سوا جب تلاوت کریں تو ایسا کہنا مستحب ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر جہنی سے روایت ہے کہ جب سورہ سبح اسم ربك الاعلیٰ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

887: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 875' ورقم الحدیث: 876

فرمایا اجعلوھا فی سجودکم یعنی یہ کلمہ سبحان ربی الاعلیٰ اپنے سجدہ میں کہا کرو تسبیح اسم ربک الاعلیٰ تسبیح کے معنی پاک رکھنے اور پاک بیان کرنے کے ہیں، تسبیح اسم ربک کے معنی یہ ہیں کہ اپنے رب کے نام کو پاک رکھئے، اور ہر ایسی چیز سے اس کے نام کو پاک رکھئے جو اس کے شایاں نہیں، اس میں یہ بھی داخل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو صرف ان ناموں سے پکاریئے جو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے بیان فرمائے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلائے ہیں ان کے سوا کسی اور نام سے اس کو پکارنا جائز نہیں۔

اسی طرح اس حکم میں یہ بھی داخل ہے کہ جو نام اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے وہ کسی مخلوق کے لئے استعمال کرنا اس کی تنزیہہ وتقدیس کے خلاف ہے اسلئے جائز نہیں (قرطبی) جیسے رحمٰن، رزاق، غفار، قدوس وغیرہ آج کل اس معاملے میں غفلت بڑھتی جارہی ہے، لوگوں کو ناموں کے اختصار کا شوق ہے، عبدالرحمٰن کو رحمٰن، عبدالرزاق کو رزاق، عبدالغفار کو غفار بے تکلف کہتے رہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس کا کہنے والا اور سننے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور یہ گناہ بے لذت رات دن بلا وجہ ہوتا رہتا ہے۔ اور بعض حضرات مفسرین نے اس جگہ اسم سے مراد خود مسمی کو ذات مراد لی ہے اور عربی زبان کے اعتبار سے اس کی گنجائش بھی ہے اور قرآن کریم میں بھی اس معنے کے لئے استعمال ہوا ہے، اور حدیث میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلمہ کو نماز کے سجدے میں پڑھنے کا حکم دیا اس کی تعمیل میں جو کلمہ اختیار کیا گیا وہ سبحان اسم ربک الاعلیٰ نہیں بلکہ سبحان ربی الاعلیٰ ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسم اس جگہ مقصود نہیں خود مسمی مراد ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ اعلیٰ، لاہور)

888- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي جَعْفَرٍ عَنْ اَبِي الْاَزْهَرِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا رَكَعَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّاِذَا سَجَدَ قَالَ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

◆◆ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع میں تین مرتبہ "سبحان ربی العظیم" اور سجدے میں تین مرتبہ "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

889- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے میں بکثرت یہ دعا مانگا کرتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ

(اے اللہ تو پاک ہے تو ہمارا پروردگار ہے ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہے اے اللہ میری مغفرت کردے)

888: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

889: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 794' ورقم الحدیث: 817' ورقم الحدیث: 4293' ورقم الحدیث: 4967' ورقم الحدیث: 4968' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1084' ورقم الحدیث: 1085,1086' ورقم الحدیث: 1087' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 877' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1046' ورقم الحدیث: 1121' ورقم الحدیث: 1122

(سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) قرآن میں نبی کریم ﷺ کو جو حکم دیا گیا ہے آپ اس پر عمل کرنے کے لیے ایسا کرتے تھے۔

890- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ يَزِيْدَ الْهُذَلِيِّ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِيْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلٰثًا فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّ رُكُوْعُهٗ وَاِذَا سَجَدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ فِيْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلٰثًا فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب کوئی شخص رکوع میں جائے تو وہ رکوع میں ”سبحان ربی العظیم“ تین مرتبہ پڑھے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو اس نے اپنے رکوع کو مکمل کرلیا۔

جب کوئی شخص سجدے میں جائے تو وہ سجدے میں ”سبحان ربی الاعلیٰ“ تین مرتبہ پڑھے جب وہ ایسا کرے گا تو اس نے اپنے سجدے کو مکمل کرلیا اور یہ (اس تسبیح کی) کم از کم مقدار ہے“۔

بَابُ: الِاعْتِدَالِ فِي السُّجُوْدِ

یہ باب دو سجدوں کے درمیان اعتدال کے بیان میں ہے

سجدہ کرنے کے طریقے کا بیان

حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو پہلے اپنے دونوں گھٹنے (زمین پر) ٹیکتے اور پھر دونوں ہاتھ رکھتے اور جب سجدے سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر دونوں گھٹنے اٹھاتے۔

(ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، داری، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 862)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا مسلک بھی یہی ہے کہ سجدہ کرتے وقت پہلے دونوں گھٹنے زمین پر ٹیکنے چاہئیں اس کے بعد دونوں ہاتھ رکھے جائیں اسی طرح سجدے سے اٹھتے وقت پہلے دونوں ہاتھ اور پھر دونوں گھٹنے اٹھانے چاہئیں ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سجدے سے) گھٹنوں کے بل اٹھتے تھے اور اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر ٹیکتے تھے۔" علماء نے اعضاء سجدہ کو زمین پر رکھنے کے سلسلے میں ایک اصول متعین کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اعضاء سجدہ کو زمین پر ٹیکنا زمین کے قرب کے اعتبار سے ہے یعنی جو عضو زمین سے زیادہ قریب ہو اسے پہلے زمین پر رکھا جائے اسی ترتیب سے تمام عضو رکھے جائیں اور سجدے سے اٹھتے وقت اس کا عکس ہونا چاہئے۔ یعنی جو عضو زمین سے زیادہ قریب ہو اسے سب

890: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 886 اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 261

بعد میں اٹھانا چاہئے۔ زمین پر ناک اور پیشانی ٹیکنے کے سلسلے میں مسئلہ تو یہ ہے کہ ناک اور پیشانی یہ دونوں عضو ایسے عضو ہیں کہ دونوں عضو ایک ساتھ زمین پر ٹیکنے چاہئیں لیکن بعض حضرات کا قول یہ بھی ہے کہ ناک زمین سے زیادہ قریب ہے اس لئے پہلے ناک رکھی جائے اس کے بعد پیشانی ٹیکی جائے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ "سجدے میں جاتے وقت اگر کسی عذر مثلاً موزے وغیرہ کی بناء پر گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے پہلے رکھنا دشوار ہو تو پہلے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک لئے جائیں اس کے بعد دونوں گھٹنے رکھے جائیں۔

سجدے میں اعتدال اختیار کرنے کا بیان

891- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَعْتَدِلْ وَلَا يَفْتَرِشْ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ الْكَلْبِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص سجدے میں جائے تو اعتدال (کے طور پر) بیٹھے اور اپنے بازوؤں کو یوں نہ بچھائے جیسے کتا اپنے پاؤں بچھاتا ہے۔

شرح

بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سجدے میں "اعتدال" یعنی ٹھہرنے سے مراد یہ ہے کہ سجدہ میں طمانیت یعنی خاطر جمعی سے ٹھہرا جائے اور سجدہ میں جو تسبیح پڑھی جاتی ہے اسے اطمینان سے پڑھا جائے۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "سجدہ میں اعتدال سے مراد یہ ہے کہ پشت کو ہموار رکھا جائے۔ دونوں ہاتھ زمین پر رکھے جائیں، کہنیاں زمین سے اوپر اٹھی رہیں اور پیٹ رانوں سے الگ رہے۔

892- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَسْجُدْ أَحَدُكُمْ وَهُوَ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"سجدے میں اعتدال اختیار کرو اور کوئی شخص سجدے میں اپنے بازو کتے کی طرح نہ بچھائے"۔

شرح

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم سجدہ کرو تو اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھو اور کہنیوں کو زمین سے اونچا رکھو۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 853)

سجدہ میں ہاتھوں کو رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین پر کانوں کے سامنے رکھی رہیں۔ انگلیاں آپس

891: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 275

892: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1027، ورقم الحدیث: 1109، ورقم الحدیث: 1112

میں ملی ہوں اور یہ کہ ہاتھ ملے رہیں کسی کپڑے وغیرہ کے اندر انہیں چھپایا گیا ہو۔ [illegible] سکتے ہیں یا تو یہ کہ دونوں کہنیاں زمین سے اٹھی رہیں یا پھر یہ کہ دونوں پہلوؤں سے اونچی رہیں۔ یہ صورت [illegible] مردوں کے لئے ہے عورتیں اس حکم میں شامل نہیں ہیں کیونکہ عورتوں کو تو سجدے میں کہنیوں کو زمین پر پہلوؤں سے ملی ہوئی [illegible] حکم ہے اس لئے کہ اس طرح جسم کی نمائش نہیں ہوتی اور پردہ اچھی طرح ہوتا ہے۔

بَابُ: الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

یہ باب دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے بیان میں ہے

سجدے میں کمر سیدھی رکھنے کا بیان

893- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ اَبِي الْجَوْزَاءِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَّاِذَا سَجَدَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَّكَانَ يَفْتَرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے' تو آپ ﷺ اس وقت تک سجدے میں نہیں جاتے تھے جب تک آپ ﷺ بالکل سیدھے کھڑے نہیں ہو جاتے تھے' پھر جب آپ ﷺ سجدہ کر لیتے اور جب سر کو اٹھاتے' تو اس وقت تک دوبارہ سجدے میں نہیں جاتے تھے' جب تک بالکل سیدھے ہو کر بیٹھ نہیں جاتے تھے' آپ ﷺ اپنی بائیں ٹانگ کو بچھا لیتے تھے۔

شرح

حضرت طلق ابن علی حنفی فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ بزرگ و برتر اس بندے کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو اپنی نماز کے سجود و رکوع میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا۔ (مسند احمد بن حنبل، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 868)

بارگاہ الٰہی میں وہی نماز مقبولیت کے درجے کو پہنچتی ہے جس کے تمام ارکان پوری طرح ادا کئے جاویں اگر کوئی رکن اپنے قواعد و آداب کے مطابق درست نہیں ہو تو نماز قبولیت کے درجے کو نہیں پہنچتی چنانچہ رکوع و سجود چونکہ نماز کے اہم ترین رکن ہیں اس لئے ان میں اگر نقص رہ جاتا ہے تو گویا پوری نماز ناقص رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ نماز اتمام و کمال کے مرتبے کو نہیں پہنچتی لہٰذا اس حدیث کے ذریعے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ رکوع و سجود (کو پوری) احتیاط کے ساتھ ادا کرنا چاہئے یعنی پہلے رکوع و سجود سے اٹھنے کے بعد کمر کو اچھی طرح سیدھا کر لینا چاہئے اس کے بعد دوسرا رکوع و سجدہ کیا جائے اگر ایسا نہیں کیا جائے گا پہلے رکوع و سجدہ سے اٹھ کر کمر کو سیدھی کئے بغیر دوسرے رکوع و سجدے میں جلدی جلدی جائے گا تو وہ رکوع و سجود ادا کہلانے کا مستحق نہیں ہوگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا اس کی نماز کی طرف رب قدوس نظر بھی نہیں کرے گا یعنی اسے قبول نہیں کریگا۔

نماز میں اقعاء کی ممانعت کا بیان

894-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم دو سجدوں کے درمیان اقعاء (کے طور پر) نہ بیٹھنا۔

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس یوں تو پورے عالم ہی کے لئے سراپا رحمت وشفقت تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لوگوں کے لئے تو بے انتہا شفیق تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ومحبت ہی کا یہ اثر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کو اپنے لئے پسند فرماتے تھے۔ وہی چیز اپنی امت کے افراد کے لئے بھی پسند فرماتے تھے اور جس چیز کو اپنے لئے ناپسند سمجھتے اسے اپنی امت کے لوگوں کے لئے بھی ناپسند سمجھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسی جذبے کا اظہار حضرت علی المرتضیٰ سے فرمایا اور یہ ظاہر کر دیا کہ چونکہ میں دونوں سجدوں کے درمیان اقعاء کو اپنے لئے پسند نہیں کرتا اس لئے تمہارے اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی مجھے یہ چیز پسند نہیں ہے اس لئے اس سے بچو۔

اقعاء کی تحقیق: اقعاء کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح بیٹھا جائے کہ کولہے زمین پر لگے ہوئے ہوں اور رانیں اور پنڈلیاں کھڑی ہوں اور ہاتھ زمین پر رکھے ہوں جس طرح کتا زمین پر بیٹھتا ہے۔ اقعاء کے صحیح معنی تو یہی ہیں البتہ بعض حضرات نے اس کا مطلب یہ کیا ہے کہ دونوں سجدوں کے درمیان پاؤں کے پنجوں کو کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھا جائے۔ ان کے علاوہ علماء نے اور بھی کئی معنی لکھے ہیں۔ بہر حال اقعاء کی جو بھی شکل اختیار کی جائے۔ دونوں سجدوں کی درمیان اسے اختیار کرنا متفقہ طور پر تمام علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔

895-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوَابٍ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ النَّخَعِيُّ عَنْ أَبِي مَالِكٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسٰى وَأَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ لَا تُقْعِ إِقْعَاءَ الْكَلْبِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! تم اس طرح نہ بیٹھنا، جس طرح کتا بیٹھتا ہے۔

896-حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنْبَأَنَا الْعَلَاءُ أَبُو مُحَمَّدٍ قَالَ

894: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 282

895: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

896: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعْتَ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَلَا تُقْعِ كَمَا يُقْعِي الْكَلْبُ ضَعْ اَلْيَتَيْكَ بَيْنَ قَدَمَيْكَ وَاَلْزِقْ ظَاهِرَ قَدَمَيْكَ بِالْاَرْضِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جب تم سجدے سے اپنا سر اٹھاؤ تو اس طرح نہ بیٹھنا جس طرح کتا بیٹھتا ہے اپنے دونوں سرین اپنے دونوں قدموں کے درمیان رکھ دو اور اپنے پاؤں کے کنارے زمین کے ساتھ ملا دو۔

بَابُ: مَا يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

یہ باب دو سجدوں کے درمیان پڑھے جانے کے بیان میں ہے

897- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ حُذَيْفَةَ ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْاَحْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان یہ پڑھتے تھے۔ ''اے میرے پروردگار! تو میری مغفرت کر دے اے میرے پروردگار! تو میری مغفرت کر دے۔''

شرح

بعض فقہاء کے نزدیک اس حدیث کی بناء پر فرض و نفل تمام نمازوں میں دو سجدوں کے درمیان دعاء کرنا مستحب ہے، لیکن حنفیہ اور اکثر فقہاء کے نزدیک یہ دعاء صرف نفل نماز میں پڑھنی چاہیے، فرائض میں نہیں پڑھنی چاہیے، اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرض نمازوں کی ادائیگی کے بارے میں جو حدیثیں منقول ہیں ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کا ذکر نہیں، لیکن اس کا پڑھنا مکروہ بھی نہیں ہے، عام طور پر احناف نے اس کو مباح اور جائز قرار دیا ہے اور مشہور محقق علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے چونکہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو سجدوں کے درمیان دعاء واجب ہے اور فقہاء کا اصول ہے کہ از راہِ احتیاط ایسے طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ فقہاء کے اختلاف سے بچتے ہوئے متفقہ طور پر اس کی عبادت درست ہو جائے اور اگر دو سجدوں کے درمیان پڑھ لی جائے تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی رائے پر بھی نماز درست ہو جاتی ہے، اس لئے دعاء پڑھ لینا مستحب ہے۔

898- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ صَبِيْحٍ عَنْ كَامِلٍ اَبِي الْعَلَاءِ قَالَ سَمِعْتُ حَبِيْبَ بْنَ اَبِيْ ثَابِتٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

897: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1811' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 871' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 262' ورقم الحدیث: 263' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1007' ورقم الحدیث: 1008' ورقم الحدیث: 1045' ورقم الحدیث: 1132' ورقم الحدیث: 1163' اخرجہ ابن ماجہ فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1351

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ فِیْ صَلٰوۃِ اللَّیْلِ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَارْفَعْنِیْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں دو سجدوں کے درمیان یہ پڑھتے تھے۔

''اے میرے پروردگار تو میری مغفرت کردے تو مجھ پر رحم کر، تو مجھے طاقت دے، تو مجھے رزق دے اور مجھے بلند مرتبہ نصیب کر۔''

بَابُ: مَا جَآءَ فِی التَّشَهُّدِ

یہ باب روایات تشہد کے بیان میں ہے

تشہد کے مفہوم کا بیان

شہادت کے معنی گواہی دینا اور ایسی سچی خبر دینا کہ اس میں دل وزبان کے ساتھ ہو یعنی جو خبر زبان سے دی جائے وہی دل میں بھی ہو۔ "تشہد" کہتے ہیں گواہ ہونے کو اور اس علم کے اظہار کرنے کو جو دل میں ہے۔ اصطلاح شریعت میں تشہد اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اس ذکر کو جو قعدہ نماز میں پڑھا جاتا ہے کہتے ہیں۔ گویا التحیات کو تشہد اس لئے کہا گیا ہے کہ اس میں شہادتین کا کلمہ بھی پڑھا جاتا ہے

نماز میں اللہ کے نیک بندوں پر سلام بھیجنے کا بیان

899- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ نُمَیْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِیْقِ بْنِ سَلَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ح و حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِیُّ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ قَبْلَ عِبَادِہٖ السَّلَامُ عَلٰی جِبْرَائِیْلَ وَمِیکَائِیْلَ وَعَلٰی فُلَانٍ وَّفُلَانٍ یَعْنُوْنَ الْمَلٰٓئِکَۃَ فَسَمِعَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسْتُمْ فَقُوْلُوا اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ فَاِنَّہٗ اِذَا قَالَ ذٰلِکَ اَصَابَتْ کُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

899: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 831' ورقم الحدیث: 835' ورقم الحدیث: 6230' ورقم الحدیث: 6328' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 895' ورقم الحدیث: 896' ورقم الحدیث: 897' ورقم الحدیث: 898' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 968' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1164' ورقم الحدیث: 1169' ورقم الحدیث: 1276' ورقم الحدیث: 1278' ورقم الحدیث: 1297

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کررہے تھے۔ ہم نے پڑھا: اللہ تعالیٰ کو سلام ہو اس کے بندوں سے پہلے جبرائیل کو سلام ہو، میکائیل کو سلام ہو، فلاں کو سلام ہو اور فلاں کو سلام ہو (ان کی مراد مختلف فرشتے تھے)۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو آپ نے ہماری طرف رخ کرکے ارشاد فرمایا: تم یہ نہ کہو: اللہ تعالیٰ پر سلام ہو بے شک اللہ تعالیٰ خود سلام (یعنی سلامتی عطا کرنے والا) ہے جب کوئی شخص نماز میں بیٹھے تو یہ پڑھے:

''ہر طرح کی جسمانی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں اے نبی! آپ پر سلام ہو اس کی رحمتیں ہوں اور برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو''۔

جب کوئی شخص نماز میں یہ پڑھ لے گا تو آسمان اور زمین میں موجود تمام نیک بندوں کو یہ سلام پہنچ جائے گا (پھر وہ یہ پڑھے)

''میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں''۔

شرح

ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج حاصل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ الٰہی میں باریاب ہوئے تو اللہ جل شانہ کی تعریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات زبان سے ادا فرمائے: **التحیات للہ والصلوات والطیبات** ۔"تمام تعریفیں اور مالی و بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔" اس کے جواب میں بارگاہ الوہیت سے فرمایا گیا۔ **السلام علیك ایھا النبی ورحمة اللہ و برکاته** ۔ "اے نبی تم پر سلام اور اللہ کی برکتیں و رحمتیں!۔" اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **علینا وعلی عباد اللہ الصالحین** ۔ "ہم پر بھی سلام اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام۔" تب جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔ **اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ** ۔ "میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔" بہر حال **السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین** میں "نیک بندوں" کی قید لگا کر اس طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ بدبخت و بدکار بندوں پر سلام بھیجنا یا ان کو سلام کہنا مناسب نہیں ہے۔ اس کی سعادت کے حقدار اور لائق تو وہی بندے ہیں جو اپنے عقیدہ و فکر اور اعمال و کردار کے اعتبار سے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں پسندیدہ ہیں جنہیں "صالح" کہا جاتا ہے اور "بندہ صالح" وہی ہے جو حقوق اللہ و حقوق العباد دونوں کی رعایت کو مدنظر رکھتا ہے اور دونوں کو پورا کرتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ "صالح" دراصل اس حالت کا نام ہے جس میں بندے کے ذاتی و نفسانی ارادے و خواہشات موت کے گھاٹ اتر جائیں اور اللہ تعالیٰ کی مراد و مقصد پر قائم رہے (جس کی وجہ سے وہ بندہ صالح کہلانے کا مستحق ہو) لہٰذا بندے کو چاہئے کہ وہ پروردگار کی رضا و خواہش پر اس کیفیت کے ساتھ راضی اور اپنے تمام امور کو

...ہوۓ امام کی طرف اس طرح سونپنے والا ہو جاۓ جیسا کہ نومولود بچہ دایہ کے ہاتھ میں یا میت نہلانے والوں کے ہاتھ میں ہوتی

* علماء فرماتے ہیں کہ جب بندہ اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور اس کا جذبہ بندگی و اطاعت اس قدر لطیف و پاکیزہ ہو جاتا ہے تو وہ ...طور پر تمام دنیاوی و جسمانی اور نفسانی آفات اور بلاؤں سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔ آخر میں۔ اتنی بات اور سمجھتے چلے کہ ...یات کو دونوں قعدوں میں پڑھنا چاہئے اور یہ کہ درمیان کا قعدہ (یعنی جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے ہیں) واجب ہے اور آخری ...(جس میں سلام پھیرا جاتا ہے) فرض ہے۔

898- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا الثَّوْرِىُّ عَنْ مَنْصُوْرٍ وَّالْاَعْمَشِ وَحُصَيْنٍ وَّاَبِىْ هَاشِمٍ وَّحَمَّادٌ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ وَّعَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ وَاَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

◆◆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی منقول ہے۔

899- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ وَمَنْصُوْرٍ وَّحُصَيْنٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ح قَالَ و حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ وَالْاَسْوَدِ وَاَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ التَّشَهُّدَ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو تشہد کی تعلیم دیتے تھے (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت شدہ تشہد کا بیان

900- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّطَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَكَانَ يَقُوْلُ التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جس طرح ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھایا کرتے تھے آپ یہ پڑھتے تھے۔

900: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 900' ورقم الحدیث: 901' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 974' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 290' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1173' ورقم الحدیث: 1277

"برکت والی تمام جسمانی، زبانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ اے نبی ﷺ آپ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور اس کی رحمتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

شرح

اس روایت میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تشہد یعنی التحیات کے جو الفاظ نقل کیے گئے ہیں اس پر حضرات شافعیہ عمل کرتے ہیں اور التحیات میں انہی الفاظ کو پڑھتے ہیں لیکن حنفیہ حضرات کے ہاں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے روایت کردہ تشہد کے الفاظ پر جو اس سے پہلی روایت میں گذرے ہیں عمل کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے روایت کردہ تشہد کے بارے میں محدثین صراحت کرتے ہیں کہ یہ صحیح تر ہے چنانچہ حضرت علامہ ابن حجر شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ " تشہد کے سلسلے میں جتنی احادیث مروی ہیں ان سب میں سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث سب سے زیادہ صحیح تر ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرتے ہیں اور صحابہ و تابعین میں سے اکثر اہل علم کا معمول بھی انہیں کی حدیث کے مطابق تھا۔ پھر یہ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ تشہد کے لئے حکم فرمایا تھا کہ اسے لوگوں کو سکھایا جائے، چنانچہ مسند امام احمد ابن حنبل میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اسی تشہد کو لوگوں کو سکھائیں۔ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح مجھے قرآن کی تعلیم دیتے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھایا۔

پھر حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایتوں میں یہ بھی بڑا فرق ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو تو بخاری و مسلم دونوں نے نقل کیا ہے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو صرف مسلم نے نقل کیا ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ آپ نے وہ تشہد اختیار فرمایا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے یعنی "التحیات للہ الزاکیات للہ الطیبات للہ السلام علیک ایھا النبی الخ۔ بہر حال علماء لکھتے ہیں کہ یہ پوری بحث صرف اولیت و افضلیت سے متعلق ہے یعنی حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد پڑھنا افضل ہے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی تشہد پڑھنا افضل ہے۔

901- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ عَرُوْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ قَتَادَةَ وَهٰذَا حَدِيْثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَنَا وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلٰوتَنَا فَقَالَ اِذَا صَلَّيْتُمْ فَكَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ اَوَّلِ قَوْلِ اَحَدِكُمُ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَبْعُ كَلِمَاتٍ هُنَّ تَحِيَّةُ الصَّلٰوةِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ہمارے سامنے سنت طریقے بیان کیے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھنے کا طریقہ تعلیم دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز ادا کرو تو جب قعدہ میں بیٹھو تو سب سے پہلے تم یہ پڑھو:

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

''تمام جسمانی، زبانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور اس کی رحمتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

یہ سات کلمات ہیں جو نماز کی تحیت ہیں۔

902-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔

(اس کے الفاظ یہ ہیں)

902: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1174' ورقم الحدیث: 1280

''اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مدد سے میں یہ کہتا ہوں کہ تمام زبانی، جسمانی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔اے نبی ﷺ! آپ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔''

تشہد و درود پڑھنے کی فرضیت میں فقہ شافعی کا مؤقف واحناف کے دلائل کا بیان

علامہ ابن محمود البابرتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک تشہد اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا فرض ہے۔ تشہد کی فرضیت کی دلیل ان کے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے کہ تشہد ہم پر فرض ہے'' عَنْهُ كُنَّا نَقُولُ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيْنَا التَّشَهُّدُ السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ : قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ ، إلَى أَنْ قَالَ فِي آخِرِهِ '' اور اس حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ''قل'' کے صیغہ سے خطاب ہے جس کا تقاضہ یہ ہے کہ امر وجوب کے لئے آتا ہے۔اور اس کو اتمام نماز کے ساتھ معلق کیا گیا ہے لہٰذا تشہد پڑھنا فرض ہے۔

درود شریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے''صلوا علیہ'' یہ بھی امر کا صیغہ ہے جبکہ خارج نماز میں درود شریف پڑھنا فرض نہیں ہے۔لہٰذا نماز میں اس کو پڑھنا فرض ہو گیا۔

ہمارے نزدیک حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ''إذَا قُلْت هَذَا أَوْ فَعَلْت فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُك '' بے شک اس کو اتمام نماز کے ساتھ معلق کیا گیا ہے۔لیکن اس میں دو چیزوں کو جمع کیا گیا ہے۔یعنی یا تو اس کو پڑھ لو یا قعدہ کر لو تمہاری نماز مکمل ہو گئی۔لہٰذا ہم نے ان دونوں کو ملا کر اس طرح جمع کر دیا کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑا تو جائز نہیں۔کیونکہ اختیار کے ثبوت کی وجہ سے دوسرا غیر معلق ہوا لہٰذا جب دو چیزوں میں اختیار ثابت ہوا تو ان میں سے کسی ایک لانا واجب ہوا۔اور ایسے ہی درود پاک کے عدم فرضیت کی دلیل بھی ہے۔

اس پر اشکال یہ ہے کہ آپ کی اس تقریر کے مطابق جو درود پاک کے بارے میں نص وارد ہے اس کی مخالفت لازم آئے گی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ نماز کے باہر درود پاک کے بارے میں یہ نص وارد نہیں بلکہ نص کا حکم جس میں آپ نے صیغہ امر سے استدلال کیا ہے وہ نماز اور خارج نماز دونوں کو شامل ہے۔لہٰذا خارج نماز میں واجب ہے۔اور امام کرخی علیہ الرحمہ نے کہا ہے زندگی میں ایک مرتبہ واجب ہے اور امام طحاوی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر آئے تو درود شریف پڑھنا واجب ہے۔لہٰذا ہم نے امر کا لحاظ کیا کیونکہ امر وجوب کا تقاضہ کرتا ہے۔اور وہ حاصل ہو چکا ہے۔لہٰذا اس آیت کی دلالت نماز میں درود شریف کے وجوب پر نہیں کرتی۔

امام شافعی علیہ الرحمہ کا حدیث استدلال کرنا کہ امر تقاضہ وجوب کرتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں امر بطور تعلیم وارد ہوا

اور جہاں امر تعلیم کے طریقے پر ہو وہ مفید فرضیت نہیں ہوتا۔ (عنایہ شرح الہدایہ، بتصرف، ج ۲، ص ۱۶، بیروت)

بَابُ: الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کے بیان میں ہے

صلوٰۃ وسلام سے متعلق احادیث اور آثار کا بیان

۱- ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت یصلون سے مراد ہے کہ وہ برکت حاصل کرتے ہیں۔

۲- عبد بن حمید وابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی صلاۃ سے مراد ہے فرشتوں کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہے اور فرشتوں کی صلاۃ سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا ہے۔

۳- ابن ابی حاتم وابو الشیخ فی العظمۃ وابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تیرا رب درود بھیجتا ہے تو ان کے رب نے پکارا اے موسیٰ اگر وہ لوگ مجھ سے سوال کرتے ہیں کیا تیرا رب درود بھیجتا ہے؟ تو کہہ دو ہاں میں بھی اور میرے فرشتے بھی میرے نبیوں پر اور میرے رسولوں پر درود بھیجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی آیت ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی (کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں)

۴- ابن المنذر نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے آیت ان اللہ وملئکتہ کے بارے میں روایت کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے اس آیت کی وجہ سے آپ کو مبارک بادیں دینی شروع کی اور ابی بن کعب (رض) نے فرمایا نہیں اتارا گیا آپ کے بارے میں خیر کو مگر ہم سب اس میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی آیت وبشر المومنین (کہ آپ بھی ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیں کہ تمہاری مبارک بادیں دینے پر تم کو بھی خوشخبری ہو جنت کی)۔

۵- ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ کا درود بھیجنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ ان کی مغفرت مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ درود نہیں بھیجتے لیکن مغفرت فرماتے ہیں لیکن لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ سے مراد آپ کے لیے مغفرت کو طلب کرنا ہے۔

۶- ابن مردویہ نے ابن مسعود (رض) سے روایت کیا کہ وہ اس کو اس طرح پڑھتے تو آیت صلوا علیہ کما صلی اللہ علیہ وسلم وتسلیما (یعنی تم ان پر درود بھیجو جیسے کہ درود ان پر بھیجا گیا اور خوب سلام بھیجو۔

۷- سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن ابی حاتم وابن مردویہ نے کعب بن عجرہ (رض) سے روایت کیا کہ جب یہ آیت ان اللہ وملئکته یصلون علی النبی ، یا ایها الذین اٰمنوا صلو علیه وسلمو ا تسلیما نازل ہوئی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ

ہم نے آپ پر سلام کہنا تو سیکھ لیا اور آپ پر صلوٰۃ بھیجنے سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انك حمید مجید اللّٰھم بارك علی محمد وعلیٰ اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انك حمید مجید ۔

۸-ابن جریر نے یونس بن خباب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم کو فارس کے ایک آدمی نے خطبہ دیا اور اس آیت ان اللہ وملئکتہ کے بارے میں کہا کہ مجھے اس آدمی نے بتایا جس نے ابن عباس سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم نے آپ پر سلام کہنے کو جان لیا مگر آپ درود کس طرح سے پہنچائیں؟ تو آپ نے فرمایا اس طرح کہو اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انك حمید مجید اللّٰھم بارك علی محمد وعلیٰ اٰل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انك حمید مجید ۔

۹-ابن جریر نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے آیت ان اللہ وملئکتہ کے بارے میں روایت کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ اس سلام کو تو ہم نے پہچان لیا لیکن آپ پر صلاۃ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا یوں کہو: اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ اٰل محمد عبدك ورسولك واھل بیتہ کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انك حمید مجید وارحم محمد وعلیٰ اٰل محمد کما رحمت اٰل ابراھیم انك حمید مجید وبارك علی محمد وعلیٰ اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انك حمید مجید ۔

۱۰-ابن جریر نے عبدالرحمٰن بن ابی کثیر بن ابی مسعود انصاری (رض) سے روایت ہے کہ جب یہ آیت ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ پر سلام کو ہم نے پہچان لیا ہے مگر آپ پر درود کیسے ہوگا۔ حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض فرمایا کہو الل م صل علی محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم اللّٰھم وبارك علی محمد کما بارکت علی ابراھیم ۔

۱۱-عبدالرزاق نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں وہ کہا کرتے تھے۔ اللّٰھم صل علی محمد وعلی اھل بیتہ وعلی ازواجہ وذریتہ کما صلیت علی ابراھیم ا ل ابراھیم انك حمید مجید وبارك علی محمد وعلی اھل بیتہ وعلی ازواجہ وذریتہ کما بارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انك حمید مجید ۔

۱۲-عبدالرزاق وابن ابی شیبہ واحمد وعبد بن حمید والبخاری ومسلم وابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن مردویہ نے کعب بن عجرہ (رض) سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ آپ پر سلام کو تو ہم نے جان لیا مگر آپ پر صلوٰۃ پیش کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا یوں کہو اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انك حمید مجید اللّٰھم وبارك علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت علی ابارھیم وعلی ال ابراھیم انك حمید مجید ۔

۱۳-ابوداؤد وابن مردویہ والبیہقی نے اپنی سنن میں ابوہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ بات خوش (اچھی) لگے کہ (اس کے ثواب کو) پورے پیالے کے ساتھ ناپا جائے تو ایسا جب ہوگا جب وہ ہمارے اہل بیت پر درود بھیجے۔ اس کو چاہیے یوں کہے آیت **اللّٰھم صل علی محمد النبی وازواجہ وذریتہ واھل بیتہ کما صلیت علی ابراھیم انک حمید مجید .**

۱۴-ابن عدی نے حضرت علی (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ خوش لگے کہ اس کے ثواب کو پورے پیانے کے ساتھ ناپا جائے تو ایسا جب ہوگا جب وہ ہمارے اہل بیت پر درود بھیجے گا اس کو چاہیے کہ یوں کہے: **اللّٰھم اجعل صلواتك ورحمتك علی محمد وازواجہ وذریتہ وامھات المومنین کماصلیت علی ابراھیم انك حمید مجید .**

۱۵-الدارقطنی فی الافراد وابن النجار فی تاریخہ ابوبکر صدیق (رض) سے روایت کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور سلام کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا اور خندہ پیشانی کا اظہار فرمایا اور اس کو اپنے پہلو میں بٹھایا جب اس آدمی نے اپنی حاجت پوری کر لی تو وہ اٹھ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا اور خندہ پیشانی کا اظہار فرمایا اور اس کو اپنے پہلو میں بٹھایا جب اس آدمی نے اپنی حاجت پوری کر لی تو وہ اٹھ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! یہ آدمی وہ ہے جس کے اتنے اعمال بلند کیے جاتے ہیں جتنے تمام زمین والون کے اعمال بلند کیے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ایسا کیوں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی صبح ہوتی ہے کہ یہ مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے ساری مخلوق کی درود کی طرح میں نے عرض کیا وہ کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں آیت **اللّٰھم صل علی محمد النبی عدد من صل علیہ من خلقك وصل علی محمد النبی کما ینبغی لنا ان نصلی علیہ وصل علی محمد النبی کما امرتنا ان نصلی علیہ** (اے اللہ درود بھیج محمد پر جو نبی ہیں اس تعداد کے برابر جو آپ کی مخلوق میں ان پر درود بھیجتا ہے اور درود بھیج محمد پر جو نبی ہیں جیسے ہم کو چاہیے کہ ہم آپ پر درود بھیجیں اور درود بھیجتے ہیں محمد پر جو نبی ہیں جیسے ہم کو چاہیے کہ ہم آپ پر درود بھیجیں اور درود بھیجتے ہیں محمد پر جو نبی ہیں جیسے ہم کو حکم دیا گیا کہ ہم آپ پر درود بھیجیں۔

۱۶-ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید قراءت وابن ابی حاتم الشافعین وابن مردویہ نے طلحہ بن عبید اللہ (رض) سے روایت کیا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ پر درود کس طرح پیش کیا جائے؟ آپ نے فرمایا یوں کہہ اللّٰھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید۔

۱۷-ابن جریر نے طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا آیت ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی آپ پر درود بھیجنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا یوں کہہ **اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انك حمید مجید وبارك علی محمد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انك حمید مجید .**

۱۸- ابن جریر نے کعب بن عجرہ (رض) سے روایت کیا کہ جب یہ آیت ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی
ہوئی تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ پر سلام کو تو ہم نے پہچان لیا مگر یا رسول اللہ! آپ پر درود
طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا: اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلیٰ
انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلیٰ اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم
حمید مجید ۔

۱۹- ابن ابی شیبہ واحمد وعبد بن حمید والبخاری والنسائی وابن ماجہ وابن مردویہ نے ابو سعید خدری (رض) سے روایت کیا کہ
ہم نے کہا یا رسول اللہ! کہ آپ پر سلام کو تو ہم نے جان لیا ہے مگر آپ پر درود بھیجنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے فرمایا یوں کہو: اللّٰھم
صل علی محمد عبدک ورسولک کما صلیت وعلی اٰل ابراھیم وبارک علی محمد وعلی اٰل محمد کما
بارکت علی ابراھیم

۲۰- عبد بن حمید والنسائی وابن مردویہ نے ابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے پوچھا کس طرح ہم آپ پر درود پڑھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل
محمد وبارک علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت وبارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم فی
العلمین انک حمید مجید اور سلام کا طریقہ تو وہی ہے تو جان چکے ہو۔

۲۱- مالک وعبدالرزاق وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابوداود والترمذی والنسائی وابن مردویہ نے ابو مسعود انصاری (رض) سے
روایت کیا کہ بشیر بن سعید نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم آپ پر درود بھیجیں تو ہم کس طرح آپ پر درود
بھیجیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے تمنی کی کہ ہم آپ سے سوال نہ کرتے پھر آپ نے فرمایا یوں کہو
اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وبارک علی محمد وعلیٰ اٰل محمد کما
بارکت علی ابراھیم فی العالمین انک حمید مجید اور سلام تو اس طرح جو تم جان چکے ہو۔

۲۲- مالک واحمد وعبد بن حمید والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ وابن مردویہ نے ابو حمید ساعدی (رض) سے روایت
کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم کس طرح آپ پر درود بھیجیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں
کہو۔ اللّٰھم صل علی محمد وازواجہ وذریتہ کما صلی تعلی ابراھیم وبارک علی محمد وازواجہ وذریتہ
کما بارکت علی اٰل ابراھیم انک حمید مجید ۔

۲۳- ابن مردویہ نے حضرت علی (رض) سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کس طرح آپ پر درود بھیجیں؟
آپ نے فرمایا یوں کہو اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلیٰ ابراھیم انک
حمید مجید۔

۲۴- ابن مردویہ نے ابو ہریرہ (رض) سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے جان لیا کہ کس طرح آپ پر

سلام کریں مگر ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو اللّٰھم صلواتك وبركاتك على اٰل محمد كما جعلتها على ابراهيم انك حميد مجيد ۔

۲۵-ابن ابی شیبہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب کوئی آدمی نماز میں کہے آیت ان الله وملئكته يصلون على النبى ۔ تو اس کو چاہیے کہ آپ پر درود بھی بھیجے۔

۲۶-ابن ابی شیبہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب کوئی آدمی نماز میں کہے آیت ان الله وملئكته يصلون على النبى ، تو اس کو چاہیے کہ آپ پر درود بھی بھیجے۔

۲۶-ابن خزیمہ والحاکم وصححہ والبیہقی نے اپنی سنن میں ابوسعید عقبہ بن عمرو سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ آپ پر سلام کو تو ہم نے پہچان لیا ہے مگر ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے پھر فرمایا جب تم مجھ پر درود بھیجو تو یوں کہو اللّٰھم صل على محمد النبى الامى وعلى اٰل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى اٰل ابراهيم وبارك على محمد النبى الامى وعلى اٰل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى اٰل ابراهيم انك حميد مجيد ۔

۲۷-ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود (رض) سے روایت کیا کہ ایک آدمی تشہد پڑھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنی ذات کے لیے دعا کرے۔

۲۸-البخاری فی الادب المفرد وابوسعید خدری (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان آدمی کے پاس صدقہ کا مال نہ ہو اس کو چاہیے کہ اپنی دعا میں یوں کہے، اللّٰھم صل على محمد عبدك ورسولك وصل على المومنين والمومنت والمسلمين والمسلمت ۔ کیونکہ یہ عمل اس کے لیے زکوٰۃ بن جائے گا۔

۲۹-البخاری فی الادب المفرد وابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے یوں کہا اللّٰھم صل على محمد وعلى اٰل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى ال ابراهيم وبارك على محمد وعلى اٰل محمد كما باركت على ابراهيم على اٰل ابراهيم وترحم على محمد وعلى ال محمد ترحمت علىٰ ابراهيم واٰل ابراهيم شهدت له يوم القيمة باشهادة وشفعت له ۔ تو میں اس کے لیے قیامت کے دن گواہی دوں گا اور انکے لیے سفارش کروں گا۔

۳۰-البخاری فی الادب انس ومالک بن اوس بن حدثان (رض) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور فرمایا جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گے اور اسکے لیے دس درجات بلند کریں گے۔

درود شریف کی فضیلت

۳۱-ابن ابی شیبہ واحمد والبخاری فی الادب انس بن مالک (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص

نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں بھیجے گا اور اس سے دس گناہ مٹادے گا۔

٣٣-البخاری فی الادب ومسلم وابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے جب پہلے درجے پر چڑھے تو فرمایا آمین پھر دوسرے درجے پر چڑھے تو فرمایا آمین پھر تیسرے درجے پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ صحابہ نے کہا یارسول اللہ ہم نے آپ سے سنا کہ آپ نے تین مرتبہ آمین کہا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں پہلے درجہ پر چڑھا میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا وہ بندہ بدبخت ہے۔ جس نے رمضان کا مہینہ پایا۔ وہ گزر گیا کہ اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا آمین پھر جبرئیل نے فرمایا وہ بندہ بدبخت ہے جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے ایک کو پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کیا۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جبرئیل نے فرمایا وہ بندہ بدبخت ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے آپ پر درود نہ پڑھا میں نے کہا آمین۔

٣٤-البخاری فی الادب ابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور فرمایا آمین، آمین، آمین پوچھا گیا یارسول اللہ! آپ تو ایسا نہیں کرتے تھے (یعنی پہلے آپ آمین نہیں کہتے تھے) اب آپ نے کیوں کہی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بددعا کی وہ آدمی ذلیل ورسوا ہو جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے ایک کو پایا اور اس نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔ میں نے کہا آمین پھر جبرئیل نے کہا اس آدمی کی ناک مٹی میں ملے یعنی ذلیل ورسوا ہو جس پر رمضان کا مہینہ داخل ہوا اور اسکی مغفرت نہ ہوئی میں نے کہا آمین۔ پھر انہوں نے کہا اس آدمی کی ناک مٹی میں ملے اس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے میں نے کہا آمین۔

درود وسلام کا طریقہ

٣٥-ابن سعد واحمد والنسائی وابن مردویہ نے زید بن ابی خارجہ (رض) سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ہم نے جان لیا کہ آپ پر کس طرح سلام ہے مگر ہم آپ کو درود کیسے پیش کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر درود بھیجو اور اس میں کوشش کرو اور پھر یوں کہو: اللّٰھم بارك علی محمد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم واٰل ابراھیم انك حمید مجید۔

٣٦-ابن مردویہ نے انس (رض) سے روایت کیا کہ انصار میں سے ایک نوجوان نے کہا یارسول اللہ آپ پر درود کا کیا طریقہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو: اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم واٰل ابراھیم تو انصار میں سے ایک نوجوان نے کہا یارسول اللہ آل محمد کون ہیں؟ فرمایا ہر مومن (میری آل میں سے ہے)۔

٣٧-احمد وعبد بن حمید وابن مردویہ نے بریدہ (رض) سے روایت کیا کہ ہم نے کہا یارسول اللہ! ہم نے یہ بات جان لی ہے کہ ہم آپ پر سلام کیسے پڑھیں لیکن ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا یوں کہو اللّٰھم اجعل صلواتك ورحمتك وبرکاتك علی محمد وعلی اٰل محمد کما جعلته علی ابراھیم انك حمید مجید۔

٣٨-عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن مردویہ نے بریدہ (رض) سے روایت کیا کہ ہم نے کہا یارسول اللہ! ہم نے یہ بات جان

لی کہ ہم آپ پر سلام کیسے پڑھیں لیکن ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ آپ نے فرمایا یوں کہو۔ اللّٰھم اجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك علی محمد وعلی ال محمد كما جعلته علی ابراهیم انك حمید مجید۔

۳۸۔عبدالرزاق نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ پر ناموں اور ذاتوں کے ساتھ پیش کیے جاتے ہو مجھ پر اچھی طرح درود پڑھو۔

۳۹۔عبدالرزاق نے ابوطلحہ (رض) سے روایت کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ کو خوشی کی حالت میں پایا۔ میں نے کہا یارسول اللہ! میں نے آج سے زیادہ آپ کو خوش اور اچھی طبیعت والا پایا جب سے میں نے آپ کو دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کونسی چیز مجھے خوش ہونے روک سکتی ہے۔ جبکہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس سے ابھی گئے ہیں اور مجھ کو خوشخبری دی ہے کہ ہر اس بندے کے لیے جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ اس سے مٹا دیئے جائیں گے اور اسکے لیے دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے اور مجھ پر اس طرح درود پیش کیا جاتا ہے جیسے اس نے کہا اور اسطرح اس کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے جیسے اس نے دعا کی۔

۴۰۔عبدالرزاق نے ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مجھے یعقوب بن زید تیمی (رض) سے نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آنے والا میرے رب کی طرف سے میرے پاس آیا اور کہا کہ تجھ پر کوئی بندہ درود نہیں پڑھے گا مگر اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجیں گے۔ اس آدمی نے کہا میں اپنی ساری دعاؤں کو آپ کے لیے مخصوص نہ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تب تو اللہ تعالیٰ تیرے دنیا اور آخرت کے غموں کو کافی ہو جائے گا۔

۴۱۔الطبرانی وابن مردویہ وابن النجار نے حسن بن علی (رض) سے روایت کیا کہ صحابہ نے کہا یارسول اللہ اللہ کے اس قول کے بارے میں بتایئے آیت ان اللہ وملئکته یصلون علی النبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایہ پوشیدہ راز ہے اگر تو مجھ سے اس بارے میں سوال نہ کرتے تو میں تم کو نہ بتاتا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ دو فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے۔ جس مسلمان بندہ کے پاس میرا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان دونوں فرشتوں کے جواب میں کہتے آمین اور جو مسلمان بندہ کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت نہ کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان دونوں فرشتوں کے جواب میں آمین کہتے ہیں۔

۴۲۔مسلم واحمد ابوداود والنسائی وابن حبان نے ابوہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں بھیجتے ہیں۔

۴۳۔انزمذی وحسنہ نے ابن حبان نے ابن مسعود (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے مجھ سے زیادہ قریب قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والے ہوں گے۔

۴۴۔احمد والترمذی وحسنہ وابن حبان نے ابن مسعود (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں

نے مجھ سے زیادہ قریب قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والے ہوں گے۔

۴۵- احمد والترمذی نے حسین بن علی (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل وہ ہے کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

۴۶- ابن ماجہ نے ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا تو وہ جنت کے راستے سے ہٹ گیا۔

۴۷- الترمذی وحسنہ ابو ہریرہ (رض) عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کیا اور اپنے نبی پر درود نہ بھیجا تو یہ بات ان پر حسرت اور افسوس کا باعث ہوگی اگر اللہ چاہیں گے ان کو عذاب دیں گے اور اگر چاہیں گے تو بخش دیں گے۔

۴۸- البیہقی فی شعب الایمان جابر (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اکٹھے ہوئے پھر وہ اللہ کا ذکر کیے بغیر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر متفرق ہو گئے تو وہ بد بودار مردے سے کھڑے ہوئے ہیں۔

۴۹- النسائی وابن ابی عاصم وابوبکر فی الغیلانیات والبغوی فی الجعدیات والبیہقی فی شعب اور الضیاء نے ابوسعید خدری (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی قوم کسی مجلس میں نہیں بیٹھتی اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھتے تو ان پر قیامت کے دن حسرت کا باعث ہوگی اگر وہ جنت میں داخل ہو جائیں تو ثواب نہ دیکھیں گے۔

۵۰- البیہقی فی الشعب انس (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اس آدمی کی ناک مٹی میں ملے (یعنی رسوا ہو) جس کے پاس آپ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے۔

۵۱- القاضی اسمٰعیل نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخیل کے لیے یہ کافی ہے کہ کوئی قوم میرا ذکر کرے اور مجھ پر درود نہ بھیجیں۔

۵۲- الاصفہانی نے الترغیب میں اور الدیلمی نے انس (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے قیامت کے دن قیامت کی ہولنا کیوں سے زیادہ محفوظ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا۔ البتہ اللہ اور اس کے فرشتے اس عمل کے لیے کافی تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اس کے ساتھ خاص فرمادیا تا کہ ان کو اس عمل پر بدلہ دے۔

۵۳- الخطیب فی تاریخہ والاصفہانی نے ابوبکر صدیق (رض) سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کو مٹا دیتا ہے ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا افضل ہے غلام کے آزاد کرنے سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت جان قربان کرنے سے افضل ہے یا فرمایا اللہ کے راستے میں تلوار کے چلانے سے افضل ہے۔

۵۴- ابن عدی نے ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر درود بھیجو اللہ تعالیٰ تم پر رحمتیں بھیجے گا۔

۵۵-ابن ابی شیبہ واحمد وعبد بن حمید والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان ابی بن کعب (رض) سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ آپ بتائیے اگر میں ساری دعا آپ کے لیے خاص کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ تیرے دنیا اور آخرت کے غموں کے لیے کافی ہو جائے گا۔

درود شریف کے فضائل

۵۶-ابن ابی شیبہ واحمد وعبد بن حمید والترمذی ابوطلحہ انصاری (رض) نے فرمایا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہشاش بشاش اور آپ کے چہرہ مبارک سے خوشی نظر آ رہی تھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کہ آپ آج بہت ہشاش بشاش ہیں اور آپ کے چہرہ مبارک میں خوشی ظاہر ہو رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک آنے والا آیا میرے رب کی طرف سے اور اس نے کہا تیری امت میں سے جو تجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دے گا اور اس سے دس برائیاں مٹا دے گا اور اس کے دس درجے بلند کر دے گا۔ اور اسی جیسا بدلہ عطاء فرمائے گا اور دوسرے لفظ میں یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور اسنے کہا اے محمد! کیا آپ راضی نہیں ہوں گے اس بات سے کہ آپ کے رب فرماتے ہیں جو کوئی آپ کی امت میں سے ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو میں اس پر دس رحمتیں بھیجوں گا۔ اور آپ کی امت میں سے کوئی آپ کو سلام کرے گا تو میں اس پر دس سلام بھیجوں گا آپ نے فرمایا کیوں نہیں (میں ان سے راضی ہوں)۔

۵۷-البیہقی فی شعب الایمان وابن عساکر وابن المنذر نے اپنی تاریخ میں انس بن مالک (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تم میں سے مجھ سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر دنیا میں زیادہ درود پڑھتا تھا جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو سو مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری کرے گا ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو اس کے ساتھ مقرر فرما دیتے ہیں۔ جو اس درود کو میری قبر میں پیش کرے گا جیسے تم پر تحائف پیش کیے جاتے ہیں جو مجھ پر درود پڑھنے والے کا نام اور دس پشتوں تک اس کا نسب پیش کرے گا میں اس کا عمل سفید صحیفے میں لکھ دوں گا۔

۵۸-البیہقی فی شعب والخطیب وابن عساکر نے ابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر میری قبر آکر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو شخص مجھ پر درود دور سے پڑھتا ہے تو وہ اس دنیا وآخرت کے کاموں کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن میں انہیں کا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں۔

۵۹-ابن ابی شیبہ وابن مردویہ نے ابو ہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن درود کثرت سے بھیجو کیونکہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

۶۰-عبد الرزاق وابن ابی شیبہ والطبرانی والحاکم فی الکنی عامر بن ربیعہ (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ اب تم زیادہ پڑھو یا کم پڑھو۔

۶۱-عبد الرزاق وعبد بن حمید نے وابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ کوئی آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے تو یہ دعا پڑھے اللھم تقبل شفاعۃ محمد الکبری وارفع درجتہ والعلیا واعطہ سولہ فی الآخرۃ والاولی کما اتیت ابراہیم وموسیٰ (اے اللہ! محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کو بری شفاعت قبول فرمایئے اور آپ کا بلند درجہ کو مزید بلند فرمایا اور آپ کی التجا قبول فرما جس طرح آپ نے ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کو عطا فرمایا۔

درود شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے

۶۲-عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن ماجہ نے ابن مسعود (رض) سے روایت کیا کہ جب تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو ان پر اچھی طرح درود بھیجو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اسے پیش کیا جاتا ہے۔صحابہ نے کہا کہ ہم نے جان لیا فرمایا یہ دعا کیا کرو:

اللّٰھم صلوتك ورحمتك وبركاتك علی علی سید المرسلین وامام المتقین وخاتم النبین محمد عبدك ورسولك امام الخیر وقائد الخیر ورسول الرحمة اللّٰھم البعثه مقام محمودا یغبطه به الاولون والاٰخرون اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ محمد وعلی اٰل محمد کم اصلیت علی ابراھیم واٰل ابراھیم انك حمید مجید ۔

ترجمہ: اے اللہ آپ کی رحمتیں اور آپ کی برکتیں ہوں تمام رسولوں کے سردار پر اور متقین کے امام اور خاتم النبیین پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں خیر کے امام اور خیر کے قائد ہیں اور رحمت والے رسول ہیں۔اے اللہ ان کو مقام محمود عطا فرمایئے جس کا رشک پہلے اور پچھلے لوگوں نے کیا اے اللہ! رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد پر جیسے آپ نے رحمت بھیجی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر بلاشبہ آپ تعریف والے اور بزرگی والے ہیں)۔

۶۳-ابن مردویہ نے روایت کیا کہ ابن مسعود (رض) نے فرمایا کہ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ہم نے جان لیا کہ آپ پر کیسے سلام پیش کرتا ہے۔اب کسی طرح ہم آپ پر درود بھیجیں۔تو آپ نے فرمایا اس طرح کہو:

اللّٰھم صل علی محمد وابا فه درجة الوسیلة من الجنة اللّٰھم اجعل فی المصطفین محبته وفی المقربین مودته وفی علیین ذکره وداره والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ اٰل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انك حمید مجید وبارك علی محمد وعلیٰ اٰل محمد ۔

ترجمہ: اے اللہ رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کو وسیلہ کے درجہ پر پہنچایئے جنت میں سے اے اللہ ان کو کر دیجیے چنے ہوئے لوگوں میں ان کی محبت کو اور مقرب لوگوں میں ان کی دوستی کو اور علیین میں ان کے ذکر کو اور ان کے گھر کو اور سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت ہو اے اللہ رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد پر جیسے آپ نے ابراہیم اور ان کی آل پر رحمت بھیجی بلاشبہ آپ تعریف والے اور بزرگی والے ہیں اور برکت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد پر۔

۶۴-الخطیب نے اپنی تاریخ میں عائشہ (رض) سے روایت کیا کہ اپنی مجلسوں کو زینت دو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے

۶۵- شیرازی القاب میں زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ابن مسعود (رض) نے فرمایا اے زید بن وہب جب جمعہ کا دن ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا نہ چھوڑ تو یوں کہہ کہ اللھم صل علی النبی الامی۔

۶۶- عبدالرزاق واسمٰعیل وابن مردویہ والبیہقی فی شعب الایمان ابوہریرہ (رض) سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے تمام نبیوں اوراس کے رسولوں پر سلام بھیجو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے ہی بھیجا جیسے مجھے بھیجا۔

۶۷- ابن ابی شیبہ القاضی اسمٰعیل وابن مردویہ والبیہقی فی شعب الایمان ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ درود نبی کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں۔ لیکن مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے مغفرت ہوگی۔

۶۸- ابن ابی داود نے المصاحف میں حمیدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عائشہ (رض) نے ہمارے لیے اپنے سامان کی وصیت کی اور آپ کے مصحف میں یوں تھا آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی والذین یصلون علی النبی والذین یصفون الصفوف الاول مھینا۔ (تفسیر در منثور، سورہ احزاب، لاہور)

903- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں پتہ چل گیا ہے لیکن ہم درود کیسے بھیجیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یہ پڑھا کرو:

''اے اللہ! تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم' جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں' پر درود نازل کر جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت نازل کر اور محمد کی آل پر بھی جیسے تو نے حضرت ابراہیم پر برکت نازل کی''۔

نماز میں درود وسلام بھیجنے کا بیان

لغوی طور پر ''صلوٰۃ'' کے معنی دعا، رحمت اور استغفار کے ہیں اور درود کا مطلب ہے بندوں کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ جل شانہ کی ایسی رحمت کو طلب کرنا جو دنیا و آخرت کی بھلائی کو شامل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام یعنی درود بھیجنے کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔ آیت (يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ، (الاحزاب:56) ''اے ایمان والو تم آپ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر سلام اور رحمت بھیجو۔ ''علمائے امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم وجوب کے لئے ہے چنانچہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جتنی مرتبہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

903: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 4798' ورقم الحدیث: 6358' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1292

کا نام مبارک سنا جائے ہر ہر بار درود بھیجا جائے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جس طرح پوری زندگی میں صرف ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی دینی فرض ہے اسی طرح پوری عمر میں صرف ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا فرض ہے۔ اس کے بعد زیادہ سے زیادہ درود بھیجنا مستحب ومسنون اور شعار اسلام میں ہے جس پر بیحد وحساب اجر وثواب کا وعدہ ہے۔

حضرت قاضی ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تو فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے مومنین پر فرض کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجا جائے اور چونکہ اس سلسلے میں کوئی خاص وقت متعین نہیں کیا اس لئے واجب ہے کہ درود وسلام زیادہ سے زیادہ بھیجا جائے اور اس میں غفلت نہ برتی جائے" لیکن بعض حضرات نے حضرت قاضی ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کے مقابلے میں پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔

التحیات میں درود پڑھنا فرض ہے یا سنت: حضرت امام اشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے التحیات میں درود پڑھنے کو فرض کہا ہے لیکن علماء نے صراحت کی ہے کہ امام اشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول شاذ ہے اس مسئلے میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا موافق کوئی عالم نہیں ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا معتمد ومفتی بہ قول یہ ہے کہ کوئی آدمی اگر ایک ہی مجلس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک کئی مرتبہ سنے تو اس پر صرف ایک مرتبہ درود بھیجنا واجب ہے اور ہر مرتبہ بھیجنا مستحب ہے اور التحیات میں درود پڑھنا سنت ہے۔ صلوٰۃ وسلام کے الفاظ کا استعمال غیر انبیاء کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

علماء کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں کے ناموں سے ساتھ صلوٰۃ وسلام کے الفاظ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے انبیاء کے اسماء کے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ بولے اور لکھے جاتے ہیں تو اس طرح انبیاء کے علاوہ کسی دوسری آدمی کے نام کے ساتھ ان الفاظ کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟ چنانچہ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ "ان الفاظ کا استعمال صرف انبیاء کے لئے مخصوص ہے۔ ان کے علاوہ کسی دوسرے آدمی کے لئے ان الفاظ کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے البتہ دوسرے لوگوں کے اسماء کے ساتھ غفر اللہ، رحمہ اللہ اور رضی اللہ وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کیا ہے کہ انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں پر دورد بھیجنا خلاف اولیٰ ہے۔ بعض حضرات نے حرام اور مکروہ بھی کہا ہے اس مسئلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ "غیر انبیاء اور ملائکہ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا ابتداً اور مستقلاً مکروہ تنزیہی ہے البتہ انبیاء کے ساتھ ان پر بھیجنا جائز ہے مثلاً اس طرح کہا جاسکتا ہے **صلی اللہ علی محمد و علی الہ و اصحابہ وسلم** یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل اولاد پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اللہ کی رحمت و برکت ہو۔

904- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ

904: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3370' ورقم الحدیث: 4797' ورقم الحدیث: 6357' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 907' ورقم الحدیث: 908,909' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 483' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1286' ورقم الحدیث: 1287' ورقم الحدیث: 1288

الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِي لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا قَدْ عَرَفْنَا السَّلَامَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ابن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں: حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی میرے ساتھ ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کیا میں تمہیں کوئی تحفہ دوں ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم جان چکے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہم کیسے بھیجیں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

''اے اللہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے۔ اے اللہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر برکت نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر برکت نازل کی بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے۔''

شرح

صحابہ کے سوال کا حاصل یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجیں تو سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہوگیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا۔ کہ التحیات میں ہم "السلام علیک ایھا النبی" کہا کریں۔ اب یہ بھی بتا دیجئے کہ درود کس طرح بھیجیں؟ صحابہ کے قول "اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بتا دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کس طرح بھیجیں" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لسان اقدس کے ذریعے ہمیں سلام بھیجنے کی تعلیم دی۔ اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے تعلیم اس لئے کہا گیا ہے کہ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے جو بھی احکام بیان فرمائے ہیں وہ از خود اور اپنے ذہن وفکر سے نہیں بیان فرمائے ہیں بلکہ وہ احکام بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لسان اقدس کے ذریعہ نافذ فرمایا۔

آل کی تعریف وتحقیق: اہل وعیال کو کہتے ہیں اس کے معنی "تابعدار" بھی مراد لئے جاتے ہیں چنانچہ "وعلی ال محمد" میں آل کے تعین کے سلسلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ "ال محمد" سے مراد صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال ہیں۔ کچھ حضرات نے کہا ہے کہ آل سے مراد تابعدار مراد ہیں بعض علماء کی رائے۔ ہے کہ ہر مومن آل محمد میں سے ہے کسی نے کہا کہ ہر متقی مومن آل محمد میں شامل ہے یہ سب علماء کے اقوال ہیں لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں آل سے مراد تابعدار ہیں۔ گو بعض علماء نے "آل" کی تفسیر "اہل بیت" سے کی ہے یعنی ان حضرات کے نزدیک "آل محمد" سے اہل بیت یعنی وہ لوگ مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور "جنہیں بنی ہاشم" کہا جاتا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ "اہل بیت" میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور اولاد شامل

ہیں اور چونکہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ربط بھی ان سب سے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وجہ سے بہت زیادہ قوی ہے اس لئے وہ بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔ "کما صلیت علی ابراھیم" میں صرف حضرت ابراہیم کی تخصیص کی گئی ہے اور کسی نبی کا ذکر نہیں کیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اول تو حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں، نیز یہ کہ اصول دین میں شریعت محمدی ان کے تابع ہے۔ "اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت نازل کر" کا مطلب یہ ہے کہ "رب قدوس! تو نے ہمارے سرکار دوسردار رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شرف وفضیلت عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بزرگی و بڑائی دی ہے اس کو ہمیشہ اور باقی رکھ! روایت کے آخری الفاظ الا ان مسلما لم یذکر الخ کا مطلب یہ ہے کہ مسلم نے جو روایت نقل کی ہے اس کے پہلے اور دوسرے دونوں ہی درود میں "علی ابراہیم" کے الفاظ نہیں ہیں یعنی اس کے الفاظ اس طرح ہیں "کما صلیت علی آل ابراھیم" اور "کما بارکت علی آل ابراھیم"

905- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ طَالُوتَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَاجِشُونُ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُمِرْنَا بِالصَّلٰوةِ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ فَقَالَ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرٰهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرٰهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ

◆◆ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہمیں آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے تو ہم آپ ﷺ پر کیسے درود بھیجیں تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو۔

"اے اللہ تو حضرت محمد ﷺ ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر درود نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل کیا اور تو حضرت محمد ﷺ ان کی ازواج اور ان کی ذریت پر برکت نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر تمام جہانوں میں برکت نازل کی بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے۔"

نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی فضیلت کا بیان

906- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ بَيَانٍ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي فَاخِتَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَحْسِنُوا الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّ ذٰلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ قَالَ فَقَالُوا لَهُ فَعَلِّمْنَا قَالَ قُولُوا اللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ

905: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3369' ورقم الحدیث: 6360' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 69' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 979' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1293

906: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو اچھے طریقے سے درود بھیجو کیونکہ تم یہ بات نہیں جانتے ہو ہوسکتا ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا جائے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں درود پڑھنے کا طریقہ تعلیم دیں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو۔

"اے اللہ! تو اپنے درود' اپنی رحمت اور اپنی برکتوں کو تمام رسولوں کے سردار' پرہیزگاروں کے امام' انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کردے جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں جو بھلائی کے امام ہیں اور بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں' وہ رحمت والے رسول ہیں' اے اللہ! تو انہیں اس مقام محمود پر فائز کردے جس کی وجہ سے پہلے والے اور بعد والے سب لوگ ان پر رشک کریں گے' اے اللہ! تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر درود نازل کیا' بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے' اے اللہ! تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر برکت نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل کی' بے شک تو لائق حمد اور بزرگی کا مالک ہے"۔

907- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ

◆◆ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' جو بھی مسلمان مجھ پر درود بھیجتا ہے' تو فرشتے اس پر اتنا ہی درود بھیجتے ہیں جتنا اس نے مجھ پر درود بھیجا تھا اب یہ آدمی کی مرضی ہے' وہ تھوڑا درود بھیجے یا زیادہ بھیجے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جب کوئی آدمی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(سنن ابوداؤد، بیہقی، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 890)

اہل سنت و جماعت کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ آقائے نامدار فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) عالم برزخ میں زندہ ہیں

مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم برزخ میں زندہ نہیں ہیں بلکہ جب کوئی آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرتا ہے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک جسم میں لوٹ آتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس تعارض کا جواب یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ "روح لوٹانے" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ روح مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بدن میں ہمہ وقت موجود نہیں رہتی صرف سلام بھیجنے کے وقت اسے کچھ وقت کے لئے بدن میں واپس کر دیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک چونکہ ہمہ وقت مشاہدہ رب العزت میں مستغرق رہتی ہے اس لئے اس کو حالت استغراق ومشاہدہ سے ہٹا کر اس عالم کی طرف متوجہ کر دیا جاتا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کے درود وسلام سنیں اور اس کا جواب دیں۔ چنانچہ روح مبارک کے اسی طرح متوجہ کرنے اور آگاہ کرنے کو ان الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے" ورنہ تو تمام انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔
اب سوال یہ رہ گیا کہ حدیث مین مذکورہ فضیلت خاص طور پر ان لوگوں سے متعلق ہے جو روضہ اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور اس کی زیارت کرتے ہیں یا عمومی طور پر سب لوگوں کے لئے ہے؟ تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی فضیلت کا تعلق عمومی طور پر ہے۔ یعنی خواہ کوئی آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر سلام پیش کرے یا کسی دور دراز علاقے سے سلام بھیجے۔ سلام بھیجے۔ البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ جو آدمی روضہ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل نہیں کر سکتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا سلام فرشتوں کے واسطے سے سنتے ہیں۔

درود بھولنے والے جنت کے راستے کو بھول گئے ہیں

908- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ

◈ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص مجھ پر درود بھیجنا بھول جائے وہ جنت کے راستے سے بھٹک جاتا ہے''۔

بَابُ: مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب تشہد میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے کیا پڑھا جائے؟

تشہد سے فارغ ہونے کے بعد مانگی جانے والی دعا کا بیان

909- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي

908: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

909: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1324' ورقم الحدیث: 1326' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 983' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1309

حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ عَائِشَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''جب کوئی شخص آخری تشہد سے فارغ ہو جائے' تو وہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے۔ جہنم کا عذاب، زندگی اور موت کی آزمائش اور دجال کی آزمائش''۔

شرح

مطلب یہ کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے: اللّٰهم انی اعوذبك من عذاب جهنم ومن عذاب القبر ومن فتنة المحياء والممات ومن شر المسيح الدجال ۔"اے اللہ! میں دوزخ کے عذاب، قبر کے عذاب، زندگی اور موت کے فتنوں اور دجال کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

910- حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مَّا تَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ اَتَشَهَّدُ ثُمَّ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِهٖ مِنَ النَّارِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا اُحْسِنُ دَنْدَنَتَكَ وَلَا دَنْدَنَةَ مُعَاذٍ فَقَالَ حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے یہ دریافت کیا: تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟ اس نے عرض کی: میں تشہد کے کلمات پڑھتا ہوں پھر میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے اس کی پناہ مانگتا ہوں' اللہ کی قسم! میں' آپ ﷺ کی طرح یا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرح اچھے طریقے سے دعا نہیں کر سکتا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم بھی اسی کے آس پاس دعا مانگتے ہیں۔

بَابُ: الْاِشَارَةِ فِي التَّشَهُّدِ

یہ باب تشہد میں اشارہ کرنے کے بیان میں ہے

911- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عِصَامِ بْنِ قُدَامَةَ عَنْ مَّالِكِ بْنِ نُمَيْرٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعًا يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى فِي الصَّلٰوةِ وَيُشِيْرُ بِاِصْبَعِهٖ

مالک بن نمیر خزاعی رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا' آپ ﷺ نے

910: اخرجہ ابن ماجہ فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3847

911: اخرجہ ابن ماجہ فی ''السنن'' رقم الحدیث: 991' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1270' ورقم الحدیث: 1273

نماز کے دوران اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں زانوں پر رکھا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کر رہے تھے۔

شرح

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ التحیات میں کلمہ شہادت پڑھتے وقت دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی اٹھاتے وقت یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ چھنگلیاں اور اس کے قریب والی انگلی کو بند کر لیا جائے اور انگوٹھے کے سرے کو بیچ کی انگلی کے سرے پر رکھ کے حلقہ بنالیا جائے اور شہادت کی انگلی اٹھائی جائے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھتے وقت ہی اس طرح حلقہ بنالینا چاہیے لیکن حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ حلقہ انگلی اٹھاتے وقت ہی بنانا چاہیے۔

912- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَلَّقَ بِالْاِبْهَامِ وَالْوُسْطٰى وَرَفَعَ الَّتِيْ تَلِيْهِمَا يَدْعُوْ بِهَا فِي التَّشَهُّدِ

◆◆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انگوٹھے اور درمیان والی انگلی کے ذریعے حلقہ بنایا اور اس کے ساتھ والی انگلی کو اٹھایا' تشہد کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ذریعے (اشارہ کرتے ہوئے) دعا مانگی۔

سبابہ کی تحقیق کا بیان

سبابہ شہادت کی انگلی کو کہتے ہیں۔ "سب" کے لغوی معنی گالی کے ہیں ایام جاہلیت میں اہل عرب جب کسی کو گالی دیتے تھے اس انگلی کو اٹھاتے تھے اسی مناسبت سے اس انگلی کا نام اسی وقت سے سبابہ رائج ہو گیا پھر بعد میں اس انگلی کا اسلامی نام مسبحہ اور سباحہ ہو گیا کیونکہ تسبیح و توحید کے وقت اس انگلی کو اٹھاتے ہیں۔ بہر حال۔ حدیث کے الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات میں کلمہ شہادت پڑھتے وقت اس انگلی سے اس طرح اشارہ کیا کہ نفی یعنی اشهد ان لا اله کہتے وقت انگلی اٹھائی اور اثبات یعنی الا اللہ کہتے وقت انگلی رکھ دی۔

سبابہ کے متعلق فقہاء احناف کی فقہی تصریحات کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ اس مسئلہ میں ہمارے تینوں ائمہ کرام سے روایتیں وارد ہیں۔ جس نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اُس میں عدم روایت یا روایت عدم کا زعم کیا محض ناواقفی یا خطائے بشری پر مبنی تھا امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کتاب المشیخۃ میں اشارے کے بارے میں ایک حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے فرماتے ہیں:

فنفعل مافعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونصنع ماصنعه وهو قول ابی حنیفة وقولنا ۔ ذکره

912: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

العلامة الحلبی فی الحلیة عن البدائع .

یعنی پس ہم کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور عمل کرتے ہیں اس پر جو حضور کا فعل تھا اور وہ مذہب ہے امام ابوحنیفہ کا اور ہمارا۔ اس کو علامہ حلبی نے حلیہ میں بدائع سے نقل فرمایا ہے۔

(بدائع الصنائع ،فصل فی سنن الصلوٰۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی)

ویروی عنہ رحمۃ اللہ تعالیٰ ثم قال ھذا قولی وقول ابی حنیفۃ ۔ اثرہ العلامۃ عن الذخیرۃ وشرح الزاھدی صاحب القنیۃ

اور انہی سے مروی ہے پھر امام محمد نے فرمایا اشارہ کرنا میرا قول ہے اور قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ کا۔ علامہ حلبی نے ذخیرہ اور شرح الزاہدی صاحب قنیہ سے اسے نقل کیا (حلیۃ المحلی شرح منیہ المصلی)

وہ مذکورہ اور کبیری اور ردالمحتار میں اسے امام ابویوسف رحمہ اللہ سے روایت کیا یہاں تک کہ شامی نے اس حاشیہ میں تصریح کی: ھو منقول عن ائمتنا الثلثۃ۔ (یہ ہمارے تینوں ائمہ سے منقول ہے۔

(ردالمختار ، باب صفۃ الصلوٰۃ ، مطبوعہ مجتبائی دھلی)

اور اسی میں ہے:

ھذا ما اعتمدہ المتأخرون لثبوتہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاحادیث اصحیحۃ والصحۃ نقلہ عن ائمتنا الثلثۃ فلذا قال فی الفتح ان الاول (یعنی عدم الاشارہ) خلاف الدرایۃوالروایۃ ، وفیہ عن القھستانی وعن اصحابنا جمیعا انہ سنۃ فیحلق ابھام الیمنی ووسطاھاملصقاراسھابراسھا ویشیر بالسبابۃ .

اسی پر متاخرین نے اعتماد کیا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث صحیحہ کے ساتھ ثابت ہے اور ہمارے تینوں ائمہ سے اس کا منقول ہونا صحیح ہے اسی لئے فتح میں کہا پہلا (یعنی اشارہ نہ کرنا) درایت سے ہے کہ ہمارے تمام احناف کے نزدیک یہ سنت ہے لہٰذا دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور درمیان انگلی کے سروں کو ملا کے حلقہ بنا کر سبابہ سے اشارہ کرے۔

(ردالمختارباب صفۃ الصلوٰۃ مطبوعہ مجتبائی دھلی)

کبیری میں ہے:

قبض الاصابع عند الاشارۃ المروی عن محمد فی کیفیۃ الاشارۃ وعن کثیر من المشائخ (انہ) لایشیر اصلا وھو خلاف الدریۃ والروایۃ فعن محمد ان ما ذکرہ فی کیفیۃ الاشارۃ ھو قولہ وقولہ ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ ملخصاً ۔ .

اشارہ کے وقت انگلیاں بند کر لے، طریقہ اشارہ میں امام محمد سے یہی مروی ہے اور متعدد مشائخ کا قول ہے کہ اشارہ اصلاً نہ کیا جائے یہ درایت وروایت کے خلاف ہے۔ امام محمد سے منقول ہے کہ کیفیت اشارہ میں کچھ ذکر کیا ہے یہ ان کا اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ

تعالیٰ کاقول ہے۔ (غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ، صفۃ الصلوٰۃ ، مطبوعہ سہیل اکیڈیمی لاہور)

اوراسی طرح محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا۔ بالجملہ اشارہ مذکورہ کی خوبی میں کچھ شک نہیں، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوراقوال ہمارے مجتہدین کرام کے اسی کومفید، بعداس کے اگر کتب متاخرین مثل تنویر الابصار و ولوالجیہ وتجنیس وخلاصہ وبزازیہ و واقعات و عمدۃالمفتی ومنیتی المفتی وتبیین کبریٰ ومضمرات و ہندیہ وغیرہا عامہ فتاوٰی میں عدم اشارہ کی ترجیح وتصحیح منقول ہوتو قابلِ اعتماد نہیں ہوسکتی علماء نے ان اقوال پرالتفات نہ فرمایااور خلافِ عقل ونقل ٹھہرایا۔

تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنے کے بارے میں احادیث

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال : وضع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفہ الیمنیٰ علی فخذہ الیمنی و قبض اصابعہ کلہا و اشار باصبعہ التی تلی الابہام ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنادا ہنا ہاتھ اپنی داہنی ران اقدس پر رکھااور سب انگلیاں بندکر کے انگوٹھے کے پاس کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ (الصحیح لمسلم ،الصلوٰۃ)

عن وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عقد فی جلوس التشہد الخنصر والبنصر ثم حلق الوسطی بالابہام واشار بالسبابۃ ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جلسہ تشہد میں اپنی چھوٹی انگلی اوراس کے برابروالی کو بندکیا پھر بیچ کی انگلی کوانگوٹھے کے ساتھ ملاکر حلقہ بنایا،اورانگشت شہادت سے اشارہ فرمایا۔

السنن لابی داؤد، الصلوٰۃ، السنن الکبریٰ للبیہقی،

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال : قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : اَلْإِشَارَةُ بِالْإِصْبَعِ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: انگلی سے اشارہ کرنا شیطان پر دھاردار ہتھیار سے زیادہ سخت ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال : هِيَ مُذْعِرَةٌ لِلشَّيْطَانِ ۔

حضرت عبداللہ بن رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشادفرمایا: وہ شیطان کے دل میں خوف ڈالنے والا ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلی قدس سرہ فرماتے ہیں۔اس باب میں احادیث وآثار بکثرت وارد، ہمارے محققین کا بھی یہی

مذہب صحیح ومعتمد علیہ ہے۔ صغیری میں ملتقط وشرح ہدایہ سے اسکی تصحیح نقل کی۔ اور اسی پر علامہ فہامہ محقق علی الاطلاق مولانا کمال الدین محمد بن الہمام، علامہ ابن امیر الحاج حلبی، فاضل بہنسی، باقانی، ملاخسرو، علامہ شرنبلالی، اور فاضل ابراہیم طرابلسی وغیرہم اکابر نے اعتماد فرمایا۔ اور انہیں کا صاحب در مختار فاضل مدقق علاء الدین حصکفی، فاضل اجل سید احمد طحطاوی اور فاضل ابن عابد بن شامی وغیرہم اجلہ نے اتباع کیا۔

علامہ بدرالدین عینی نے تحفہ سے اس کا استحباب نقل فرمایا ہے۔ صاحب محیط اور ملا قہستانی نے سنت کہا اس مسئلہ میں ہمارے تینوں ائمہ کرام سے روایتیں وارد جس نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس میں عدم روایت یا روایت عدم کا زعم کیا محض ناواقفی یا خطائے بشری پر مبنی۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب المشیخہ میں اشارے کے بارے میں ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کر کے فرماتے ہیں۔

پس ہم کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور عمل کرتے ہیں اس پر جو حضور کا فعل تھا، اور یہ مذہب ہے ہمارا اور امام اعظم ابوحنیفہ کا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (فتاوی رضویہ، کتاب الصلوٰۃ)

913 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ فَيَدْعُوْ بِهَا وَالْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهٖ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جب بیٹھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے تھے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو بلند کر کے اس کے ساتھ دعا مانگتے تھے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے پر ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سیدھا رکھا ہوتا تھا۔

تشہد میں انگلی کے اشارہ سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

مثل عدد ترپین" کا مطلب یہ ہے کہ اہل حساب گنتی کے وقت انگلیوں کو جس طرح بند کرتے جاتے ہیں کہ انہوں نے ہر انگلی کو ایک عدد متعین کے لئے مقرر کیا ہوا ہے کہ انہیں اکائیوں کے لئے یہاں رکھا جائے اور دہائی، سینکڑہ اور ہزار کے لئے فلاں فلاں جگہ۔ لہٰذا راوی کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی کو اشارے کے لئے اٹھاتے وقت بقیہ انگلیوں کو اس طرح بند کیا جس طرح ترپین کے عدد کے لئے انگلیوں کو بند کرتے ہیں اور صورت اس کی یہ ہوتی ہے کہ چھنگلیا، اس کے قریب والی انگلی اور بیچ کی انگلی کو بند کر لیا جائے۔ شہادت کی انگلی کھلی رکھی جائے اور انگوٹھے کے سرے کو شہادت کی انگلی کی جڑ میں رکھا جائے۔ یہ عدد ترپین (۵۳) کہلاتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد نے اس حدیث

913: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1309' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 294' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1268

پر عمل کرتے ہوئے اسی طریقے کو اختیار کیا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک شہادت کی انگلی اٹھانے کا طریقہ: ابھی آپ نے عدد ترپن کی وضاحت پڑھی اسی طرح ایک عدد تسعین (۹۰) ہوتا ہے اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ چھنگلیا اور اس کے قریب والی انگلی کو بند کر لیا جائے اور شہادت کی انگلی کو کھول دیا جائے اور انگوٹھے کا سرا بیچ کی انگلی کے سرے پر رکھ کر حلقہ کی شکل دے دی جائے۔ حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ شہادت کی انگلی اٹھانے کے لئے یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

حضرت امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے نیز حضرت امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے اور یہی طریقہ آگے آنے والی صحیح مسلم کی روایت سے بھی ثابت ہے جو حضرت عبداللہ ابن زبیر سے مروی ہے، اسی طرح احمد، وابوداؤد نے بھی حضرت وائل ابن حجر سے نقل کیا ہے۔

حضرت امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی تمام انگلیاں بند کر لی جائیں اور شہادت کی انگلی کھلی رکھی جائے۔ بعض احادیث میں انگلیوں کو بند کئے بغیر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا بھی ثابت ہے۔

چنانچہ بعض حنفی علماء کا مختار مسلک یہی ہے اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی مختلف رہا ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو اشارہ بغیر عقد کے کرتے ہوں گے اور کبھی عقد کے ساتھ کرتے ہوں گے۔ اسی بنا پر ان مختلف احادیث کی توجیہ کہ جن سے یہ دونوں طریقے ثابت ہوتے ہیں یہی کی جاتی ہے۔ ماوراء النھر (یعنی بخارا وسمرقند وغیرہ) کے حنفیہ نے اس عمل عقد واشارت (یعنی داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو بند کر کے شہادت کی انگلی کو اٹھانے) کو ترک کیا ہے، گو متقدمین کے ہاں یہ عمل جاری تھا مگر متاخرین نے اس میں اختلاف کیا ہے لیکن حرمین اور عرب کے دوسرے شہروں کے علماء کے نزدیک مختار مسلک عمل عقد و اشارت کرنا ہی ہے۔

علامہ شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن کا شمار محققین حنفیہ میں ہوتا ہے فرمایا ہے کہ "اول تشہد (التحیات) میں شہادتین تک تو ہاتھ کھلا رکھنا چاہئے اور تہلیل کے وقت انگلیوں کو بند کر لینا چاہئے نیز (شہادت کی انگلی سے) اشارہ کرنا چاہئے۔" موصوف لکھتے ہیں کہ "اشارہ کرنے کو منع کرنا روایت اور درایت کے خلاف ہے۔" محیط میں مذکور ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو اٹھانا حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک سنت ہے اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی اسی طرح ثابت ہے۔

علامہ نجم الدین زاہدی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہمارے علماء کا متفقہ طور پر یہ قول ہے کہ عمل اشارت سنت ہے۔" لہٰذا جب صحابہ کرام تابعین، ائمہ دین، محدثین عظام، فقہائے امت اور علمائے کوفہ و مدینہ سب ہی کا مذہب و مسلک یہ ہے کہ التحیات میں شہادتین کے وقت دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کو اٹھانا یعنی اشارہ وحدانیت کرنا چاہئے اور یہ کہ اس کے ثبوت میں بہت زیادہ احادیث اور اقوال صحابہ وارد ہیں تو پھر اس پر عمل کرنا ہی اولیٰ وارجح ہوگا۔ اشارہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو شافعیہ کے نزدیک الا اللہ کہتے وقت شہادت کی انگلی اٹھائی جائے اور حنفیہ کے نزدیک جس وقت لا الہ کہے تو انگلی اٹھائے اور جب الا اللہ کہے تو انگلی رکھ دے۔ اس سلسلہ میں اتنی بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ انگلی سے اوپر کی جانب اشارہ نہ کیا جائے تاکہ جہت کا وہم

پیدا نہ ہو جائے۔ حدیث کے الفاظ لا یدعو بھا (اس کے ساتھ دعا مانگتے) کا مطلب یہی ہے کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ وحدانیت کرتے جس کی طرف ترجمہ میں یہ بھی اشارہ کر دیا گیا ہے یا پھر دعا سے مراد ذکر ہے کو دعا بھی کہتے ہیں کیونکہ ذکر کرنے والا بھی مستحق انعام واکرام ہوتا ہے۔ حدیث کے آخری جملے "بایاں ہاتھ اپنے زانو پر کھلا ہوا رکھتے تھے" کا مطلب یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کو زانو کے قریب یعنی ران پر کھلا ہوا قبلہ رخ رکھتے تھے۔

بَابُ: التَّسْلِيمِ

یہ باب سلام پھیرنے کے بیان میں ہے

914- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

●● حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار کی سفیدی نظر آجاتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم "السلام علیکم و رحمة الله" پڑھتے تھے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے وقت اپنا چہرہ مبارک اتنا پھیرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منور رخسار نظر آنے لگتا تھا۔ قربان جایئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اس سعادت پر کہ ان کو نماز میں رحمت عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلوئے مبارک نصیب ہوتا تھا۔ کاش کے اندر نماز م جاشو د پہلوے تو تا بہ تقریب سلام افتد نظر بر روئے تو۔

915- حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ

●● عامر بن سعد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرتے تھے۔

امام کا سلام پھیرنے کے بعد دائیں یا بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان

قبیصہ بن ہلب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری امامت کرتے اور پھر دونوں جانب گھوم کر بیٹھتے کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف اس باب میں عبداللہ بن مسعود انس عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضی

914: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 996' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 295' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1321' ورقم الحدیث: 1322,1324' ورقم الحدیث: 1323

اللہ عنہ بھی روایات مروی ہیں امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باب کی حدیث حسن ہے اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے کہ جس طرف چاہے گھوم کر بیٹھے چاہے تو دائیں جانب سے یہ دونوں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

حضرت علی بن ابو طالب سے مروی ہے کہ اگر آپ کو دائیں طرف سے کوئی حاجت ہوتی تو دائیں طرف اور اگر بائیں طرف سے کوئی حاجت ہوتی تو بائیں طرف سے گھوم کر بیٹھتے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث 289)

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد کبھی تو دائیں جانب سے پھرتے تھے اور بائیں طرف بیٹھتے تھے اور بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر کر دعا مانگتے اور اپنے حجرہ شریف کی جانب (جو بائیں طرف تھا) تشریف لے جاتے تو کبھی اس کے برعکس کرتے تھے بائیں طرف سے پھر کر دائیں طرف بیٹھ جاتے تھے۔ پہلے طریقے کو عزیمت یعنی اولیت پر محمول کیا گیا ہے کیونکہ اس میں دائیں طرف سے ابتداء ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اکثر اسی طرح ہوتا ہے، لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دوسری صورت یعنی بائیں طرف سے پھرنا اگرچہ رخصت یعنی جائز ہے اور اس صورت کو کم ہی اختیار بھی کیا جاتا تھا لیکن سنت کو واجب کا درجہ دینا چونکہ ٹھیک نہیں ہے اس لئے صرف پہلی صورت یعنی دائیں طرف سے پھرنے کو لازم و واجب قرار نہ دیا جائے اور شارع کی جانب سے دی گئی رخصت (یعنی اجازت) کو کہ وہ دوسری صورت ہے نا قابل اختیار نہ جانا جائے اس لئے کہ حدیث شریف میں وارد ہے "حق تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی جانب سے عنایت کی گئی رخصتوں پر عمل کیا جائے جیسا کہ وہ عزیمتوں پر عمل کرنے کو پسند کرتا ہے۔" یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ چیز پسندیدہ اور محبوب ہے کہ اس عمل کو اختیار کیا جائے جس میں عزیمت یعنی اولیت ہے، اسی طرح اس کے نزدیک یہ چیز بھی قابل قبول اور پسندیدہ ہے کہ ان اعمال کو بھی اختیار کیا جائے جن کو حق تعالیٰ نے اولیٰ وافضل نہ سہی بہر حال جائز مقرر کر رکھا ہے۔

حضرات شوافع نے ان احادیث سے مصلی کے لئے یہ درمیانی طریقہ اختیار کیا ہے کہ وہ اپنی ضرورت و سہولت جس طرف دیکھے، اسی طرف پھرے یعنی اگر اس کا مکان وغیرہ اس کے دائیں جانب ہے تو اسے دائیں طرف پھرنا چاہیے اور اگر بائیں طرف ہو تو اسے بائیں طرف پھرنا ہے چاہیے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی منقول ہے کہ "رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مقتدیوں کی طرف بھی منہ کر کے اور پشت قبلے کی طرف کر کے بیٹھتے تھے۔

916- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

◆◆ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا کرتے

916: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1315 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1315 ورقم الحدیث 1316

تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے رخسار نظر آجاتے تھے (سلام پھیرتے ہوئے آپ یہ کہتے تھے)"السلام علیکم ورحمۃ اللہ"" "السلام علیکم و رحمۃ اللہ"۔

سلام میں دائیں جانب اور بائیں جانب متوجہ ہونے کا بیان

917- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِىْ مَرْيَمَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ صَلّٰى بِنَا عَلِىٌّ يَوْمَ الْجَمَلِ صَلٰوةً ذَكَّرَنَا صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِمَّا اَنْ نَكُوْنَ نَسِيْنَاهَا وَاِمَّا اَنْ نَكُوْنَ تَرَكْنَاهَا فَسَلَّمَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَعَلٰى شِمَالِهٖ

⟐ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کے دن ہمیں نماز پڑھائی' تو اس نماز نے ہمیں نبی کریم ﷺ کی نماز کی یاد دلا دی' جسے یا' تو ہم بھول چکے تھے' یا اسے ترک کر چکے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دائیں طرف اور بائیں طرف سلام پھیرا۔

شرح

پھر وہ اپنی دائیں طرف سلام پھیرے۔ پس وہ کہے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" اور اسی طرح اپنی بائیں جانب کرے۔ اسی روایت کی وجہ سے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ دائیں طرف سلام پھیرتے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے دائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جاتی اور بائیں جانب بائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جاتی تھی۔ اور وہ پہلے سلام میں اپنی دائیں طرف والے مردوں، عورتوں اور فرشتوں کی نیت کرے۔ اور ایسے ہی دوسرے سلام میں کرے۔ کیونکہ اعمال کے ثواب کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ اور ہمارے زمانے میں وہ عورتوں کی نیت نہ کرے اور نہ ہی اس شخص کی نیت جو نماز میں شریک نہیں ہے۔ یہی صحیح روایت ہے۔ کیونکہ خطاب حاضر ہونے والوں کا حصہ ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ)

بَابُ: مَنْ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمَةً وَّاحِدَةً

یہ باب ایک سلام پھیرنے والے کے بیان میں ہے

918- حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ الْمَدِيْنِىُّ اَحْمَدُ بْنُ اَبِىْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِىُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلَّمَ تَسْلِيْمَةً وَّاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ

⟐ عبدالمہیمن رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے اپنے سامنے کی طرف ایک ہی مرتبہ سلام کیا تھا۔

917: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔ 918: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

دونوں جانب سلام پھیرنے سے متعلق فقہی مذاہب

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک سلام چہرے کے سامنے کی طرف پھیرتے پھر تھوڑا سا دائیں طرف مائل ہو جاتے اس باب میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے امام اسماعیل بخاری فرماتے ہیں کہ اہل شام زہیر بن محمد سے منکر احادیث روایت کرتے ہیں اہل عراق کی روایت اس سے بہتر ہیں۔

امام بخاری اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ زہیر بن محمد جو شام گئے شاید وہ یہ نہیں ہیں جن سے اہل عراق روایت کرتے ہیں شاید وہ کوئی اور ہیں جن کا نام تبدیل کر دیا گیا ہے۔ بعض اہل علم نماز میں ایک سلام پھیرنے کے قائل ہیں جبکہ دو سلام پھیرنے کی روایات اصح ہیں اور اسی پر اہل علم کی اکثریت کا عمل ہے جن میں صحابہ تابعین اور بعد کے علماء شامل ہیں صحابہ کرام اور تابعین وغیرہ کی ایک جماعت فرض نماز میں ایک سلام پھیرنے کی قائل ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں اگر چاہے تو ایک سلام پھیر لے اور دو سلام پھیرنا چاہے تو دو سلام پھیر لے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث 284)

919- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمَةً وَّاحِدَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ایک مرتبہ سامنے کی طرف سلام کرتے تھے۔

920- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ رَاشِدٍ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلٰى سَلَمَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فَسَلَّمَ مَرَّةً وَّاحِدَةً

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مرتبہ سلام پھیرا تھا۔

شرح

یہ حدیثیں امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل ہیں، لیکن دو سلام کی حدیثیں زیادہ صحیح اور راجح ہیں، اور ان حدیثوں کا یہ مطلب لیا ہے کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہر سے ایک ہی سلام کیا ہو، اور دوسرا سلام دھیرے سے کیا ہو، پس ان لوگوں نے ایک ہی سلام سنا، اور سامنے سلام کرنے کا معنی یہ ہے کہ سلام شروع کرتے تھے اور قبلے کی طرف منہ ہوتا پھر منہ کو دائیں طرف موڑتے، سلام کی مختلف کیفیات کے لئے ملاحظہ ہو اوپر کی احادیث جو ذکر ہوئی ہیں۔

919: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 296

920: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ: رَدِّ السَّلَامِ عَلَى الْإِمَامِ

یہ باب امام کوسلام کا جواب دینے کے بیان میں ہے

921- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْهُذَلِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ فَرُدُّوْا عَلَيْهِ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب امام سلام پھیرے تو تم اسے جواب دو۔

مقتدی کا سلام میں امام کی نیت کرنے کا بیان

922- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْقَاسِمِ اَنْبَاَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُسَلِّمَ عَلٰى اَئِمَّتِنَا وَاَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم اپنے اماموں کو سلام کریں اور ہم میں سے ہر شخص دوسرے کو سلام کرے۔

شرح

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ سلام پھیرتے وقت امام کے سلام کے جواب کی نیت کریں، ہم آپس میں محبت رکھیں اور ایک دوسرے کو سلام کریں۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 923)

پہلے حکم کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی جب سلام پھیریں تو اس وقت وہ یہ نیت کریں کہ ہم امام کے سلام کا جواب دے رہے ہیں، اس کی شکل یہ ہوگی جو مقتدی امام کے دائیں جانب ہوں وہ تو دوسرے سلام میں، جو مقتدی بائیں جانب ہوں وہ پہلے سلام میں اور جو مقتدی امام کے مقابل ہوں وہ دونوں سلام میں امام کے سلام کے جواب کی نیت کریں اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جب امام سلام پھیرے تو وہ بھی اس وقت یہ نیت کرے کہ میں مقتدیوں کو سلام کر رہا ہوں۔ دوسرے حکم کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان آپس میں یعنی نمازیوں اور اللہ کے تمام بندوں سے محبت کریں، ان کے ساتھ خوش خلقی، مروت اور اچھے اخلاق سے پیش آئیں۔ تیسرے حکم کا مطلب یہ ہے کہ "جس طرح امام سلام پھیرتے وقت مقتدیوں پر سلام کی اور مقتدی سلام پھیرتے وقت امام کے سلام کے جواب کی نیت کرتے ہیں اسی طرح تمام مقتدی نماز میں سلام پھیرتے وقت آپس میں ایک دوسرے کو سلام کی نیت کریں۔ اس طرح کہ دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں جانب کے مقتدیوں کی نیت کریں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں جانب کے مقتدیوں کی نیت کرنی چاہیے۔ اور ہر نمازی کو چاہئے کہ وہ دونوں سلام میں ملائکہ کی بھی نیت کرے کیونکہ احادیث میں اس کا حکم بھی

921: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1001

دیا گیا ہے اور حنفیہ کے بعض علماء نے تو کہا ہے کہ یہ سنت ہے گو دوسرے حضرات نے اسے ترک کیا ہے۔

نماز میں سلام وجواب کے منسوخ ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورکونین ﷺ نماز میں ہوتے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سلام کا جواب دیتے تھے پھر کچھ دنوں کے بعد جب ہم نجاشی کے ہاں سے واپس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے (حسب معمول) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سلام کا جواب نہیں دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو) ہم نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز میں سلام کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے تھے آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کیوں نہیں دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز خود ایک بڑا شغل ہے۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 945)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملک حبشہ کا بادشاہ ایک عیسائی تھا جس کا لقب نجاشی تھا چونکہ یہ ایک عالم تھا اس لئے جب توریت وانجیل کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونا معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لا کر اللہ کے اطاعت گزار بندوں میں شامل ہو گئے، جب ۹ھ میں ان کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت افسوس ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ہمراہ کھڑے ہو کر ان کے جنازے کی غائبانہ نماز پڑھی۔ چونکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ عقیدت تھی اس لئے جب مسلمان مکہ میں کفار کے ہاتھوں بڑی اذیت ناک تکالیف میں مبتلا ہو گئے اور ان کی جانوں کے لالے پڑ گئے تو اکثر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء پر ان کے ملک کو ہجرت کر گئے انہوں نے اپنے ملک میں صحابہ کی آمد کو اپنے لئے دین و دنیا کی بہت بڑی سعادت سمجھ کر صحابہ کی بہت زیادہ خدمت کی اور ان کے ساتھ بہت زیادہ حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے بعد میں جب صحابہ کو علم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے جا چکے ہیں تو وہ بھی مدینہ چلے آئے۔ چنانچہ اسی وقت کا واقعہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے ہیں کہ حبشہ سے واپس آنے والے قافلے میں میں بھی شریک تھا جب ہم لوگ مدینے پہنچ کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے ہم نے حسب معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سلام کا جواب نہ دیا پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے استفسار پر فرمایا کہ نماز خود ایک بہت بڑا شغل ہے یعنی نماز میں قرآن وتسبیحات اور دعا مناجات پڑھنے کا شغل ہی اتنی اہمیت وعظمت کا حامل ہے کہ ایسی صورت میں کسی دوسرے آدمی سے سلام وکلام کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے یا یہ کہ نمازی کا فرض ہے کہ نماز میں پورے انہماک کے ساتھ مشغول رہے اور جو کچھ نماز میں پڑھے اس پر غور کرے اور نماز کے سوا کسی دوسری جانب خیال کو متوجہ نہ ہونے دے اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کسی کے سلام کا جواب دینا یا کسی سے گفتگو کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

سر یا ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مفسد نماز نہیں: شرح منیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی کسی کے سلام کا جواب

ہاتھ یا سر کے اشارے سے دے یا اسی طرح کوئی آدمی نمازی سے کسی چیز کو طلب کرے اور وہ سر یا ہاتھوں سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کرے تو اس کی نماز فاسد تو نہیں البتہ مکروہ ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں ہوتے تھے اور اس وقت کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب کس طرح دیتے تھے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے اشارہ کر دیا کرتے تھے۔"

(جامع ترمذی، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 955)

اور نسائی میں ایک روایت بجائے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے صہیب رضی اللہ عنہ سے اچھی طرح منقول ہے (یعنی ترمذی کی روایت میں تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا اور نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال سے رضی اللہ عنہ یہ سوال کیا تھا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر حالت نماز میں ہوتے اور اس وقت کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سلام کا جواب اپنے ہاتھ کے اشارے سے دیا کرتے تھے اور اشارہ کرنے کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ ہاتھ کا پنجہ کھول کر ہتھیلی کو زمین کی طرف لے جاتے تھے جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ کی روایت میں اس کی صراحت بھی کی گئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف انگلی سے اشارہ کر لینے پر اکتفا کر لیا کرتے تھے۔ نماز میں سلام کا جواب ہاتھ یا سر کے اشارے سے دینا مکروہ ہے: فتاویٰ ظہیر میں مذکورہ ہے کہ اگر کوئی آدمی حالت نماز میں کسی کے سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر کا اشارہ کرے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی سر یا ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دے گا۔ تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

صحیح اور مفتی بہ قول جو شرح منیہ اور شامی وغیرہ میں مذکور ہے وہ یہ ہے کہ نمازی کو کسی کے سلام کا جواب ہاتھ یا سر کے اشارہ سے دینا مکروہ تنزیہی ہے لہٰذا اب اس حدیث کی توجیہ یہ کی جائے گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں سلام کا جواب ہاتھ کے اشارہ سے اس وقت دیا کرتے تھے جب نماز میں بات چیت ممنوع نہیں قرار دیا گیا تھا جب نماز میں کسی قسم کی کوئی بھی گفتگو ممنوع قرار دے دی گئی تو سلام کا جواب بھی زبان یا اشارہ سے دینا منسوخ ہو گیا کیونکہ اشارہ کرنا بھی ایک طرح کلام ہی کے معنی ہیں۔

بَاب :لَا يَخُصُّ الْإِمَامُ نَفْسَهُ بِالدُّعَاءِ

یہ باب امام کا اپنی ذات کے لئے دعا کو خاص نہ کرنے کے بیان میں ہے

نماز کے بعد دعا مانگنے کا بیان

923- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَذِّنِ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَؤُمُّ عَبْدٌ

فیخص نفسہ بدعوۃ دونہم فإن فعل فقد خانہم

●● حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "کوئی بھی شخص جو امامت کر رہا ہو وہ دعا کے لیے اپنی ذات کو مخصوص نہ کرے، اگر وہ ایسا کرے گا تو وہ لوگوں کے ساتھ خیانت کا مرتکب ہوگا"۔

دعا کے معنی ومفہوم کا بیان

دعا کے معنی ہیں کہ "اعلیٰ ذات سے ادنیٰ چیزوں میں سے کچھ بطریق عاجزی طلب کرنا" امام نووی فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ میں اور ہر جگہ کے علماء اس بات پر متفق رہے ہیں کہ دعا کرنا مستحب ہے ان کی دلیل قرآن وحدیث کے ظاہری اور واضح مفہوم کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کا عمل بھی ہے کیونکہ تمام انبیاء کرام دعا مانگا کرتے تھے۔ لیکن بعض زہاد اور اہل معارف یہ بھی کہتا ہے کہ ترک دعا (یعنی دعا نہ مانگنا) افضل ہے کیونکہ اس طرح رضاء مولیٰ اور اپنی قسمت پر اور تقدیر کے ساتھ راضی ہونے کا مکمل اظہار ہوتا ہے۔
مولانا شاہ محمد اسحق صاحب نے ان زہاد واہل معارف کے اس قول کے بارہ میں کہا ہے کہ یہ قول اس خاص کیفیت پر محمول ہے جو بعض وقت بعض مردان حق پر طاری ہوتی ہے اور جس میں رضاء بقضاء ہی غالب ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ پیش آیا کہ جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ دعا کیجئے اور اپنے پروردگار سے اپنی نجات وسلامتی کے لئے درخواست کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جل شانہ میرا حال جانتا ہے مجھے کوئی درخواست کرنے اور دعا مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔

درود وسلام کے بغیر دعا رد ہو جانے کا بیان

امیر المومنین حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "دعا اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی جب تک کہ تم اپنے نبی پر درود نہ بھیجو۔ (جامع ترمذی، مشکوۃ المصابیح جلد اول، رقم الحدیث 903)
مطلب یہ ہے کہ دعا کی قبولیت درود پر موقوف ہے کیونکہ درود خود مقبول ہے اس لئے اس کے توسط اور وسیلے سے دعا بھی مقبول ہوتی ہے مور مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد دست در پائے کبوتر زد وناگاہ رسید۔
حصن حصین میں منقول ہے کہ حضرت شیخ ابوسلیمان درانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "جب تم اللہ کے سامنے اپنی کسی حاجت کی تکمیل کے لئے دست دعا دراز کرو تو ابتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے کرو اس کے بعد تم جو کچھ چاہتے ہو اس کے لئے دعا مانگو اور دعا کو درود پر ختم کرو (یعنی دعا سے پہلے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو اور دعا کے بعد بھی) کیونکہ اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے دونوں درودوں کو قبول کرتا ہے اور وہ اس چیز سے بزرگ وبرتر ہے کہ اس دعا کو چھوڑ دے جو ان دونوں درودوں کے درمیان ہے۔ (یعنی اللہ کے رحم وکرم سے یہ بات بعید ہے کہ وہ دونوں کو تو قبول کر کے ان کے درمیان مانگی جانے والی دعا کو قبول نہ کرے)

علامہ طیبی اس حدیث کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ "یہ بھی ممکن ہے کہ یہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہو اس شکل میں یہ حدیث موقوف ہوگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو اس صورت میں یہ حدیث مرفوع ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ

یہ حدیث موقوف ہے یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہی ارشاد ہے۔ لیکن محققین علمائے حدیث فرماتے ہیں کہ "اس قسم کی بات کوئی راوی اپنی طرف سے کہہ نہیں سکتا۔ اس لئے یہ حدیث روایۃ تو موقوف ہی ہے لیکن حکماً مرفوع ہے۔

بَابُ: مَا يُقَالُ بَعْدَ التَّسْلِيمِ

یہ باب سلام پھیرنے کے بعد کیا پڑھا جانے کے بیان میں ہے

924- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد صرف اتنی دیر بیٹھتے تھے جتنی دیر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے تھے۔

"اے اللہ! تو سلامتی عطا کرنے والا ہے تجھ سے ہی سلامتی حاصل ہو سکتی ہے اے جلال اور اکرام والے! تو برکت والا ہے۔"

شرح

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں پڑھی جاتی ہیں ان کے سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اسی قدر بیٹھتے تھے کہ یہ دعا پڑھ لیں۔ لیکن جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں۔ جیسے فجر، عصر، ان کے سلام پھیرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے زیادہ بیٹھنا بھی ثابت ہے، چنانچہ اسی بناء پر علماء کرام لکھتے ہیں کہ ان نمازوں کے بعد طلوع آفتاب وغروب آفتاب تک ذکر میں مشغول رہنا مستحب ہے۔

سلام کے بعد "نہ بیٹھنے" کی ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیت نماز میں صرف اتنی ہی دیر تک بیٹھے رہتے کہ یہ دعا پڑھ لیں یا یہ کہ آپ اکثر و بیشتر صرف اسی قدر بیٹھتے تھے۔ یہاں جو دعا ذکر کی گئی ہے اس میں یہ الفاظ بھی پڑھے جاتے ہیں والیك يرجع السلام فحينا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام حالانکہ یہ الفاظ احادیث سے ثابت نہیں ہیں بلکہ بعد میں ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لہٰذا درست ہے۔

925- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ مَوْلًى لِأُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ حِينَ يُسَلِّمُ اللَّهُمَّ

924: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1334 ورقم الحدیث 1335,1336 اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1512 اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 298 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1337

925: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اِنِّیْ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا طَيِّبًا وَّعَمَلًا مُتَقَبَّلًا

◆◆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں سلام پھیرنے کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے۔
''اے اللہ! میں تجھ سے نفع دینے والے علم' پاکیزہ رزق اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں''۔

شرح

اس حدیث سے یہ معلوم ہوکہ "اللّٰھم انت السلام" کے بعد جہاں نماز پڑھی ہے اسی جگہ بیٹھے ہوئے دوسری دعا بھی پڑھ سکتے ہیں، اور پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا بھی کیا کہ "اللّٰھم انت السلام" کے بعد اٹھ گئے، دوسری حدیث میں نماز کے بعد آیۃ الکرسی اور تسبیحات کا پڑھنا وارد ہے، اور ممکن ہے کہ فرض کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چیزیں نہ پڑھتے ہوں بلکہ سنتوں کے بعد پڑھتے ہوں۔

926- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ وَّاَبُوْ يَحْيٰى التَّيْمِيُّ وَابْنُ الْاَجْلَحِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا يُحْصِيْهِمَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُمَا يَسِيْرٌ وَّمَنْ يَّعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَّيُكَبِّرُ عَشْرًا وَّيَحْمَدُ عَشْرًا فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهٖ فَذٰلِكَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ وَّخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيْزَانِ وَاِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ سَبَّحَ وَحَمِدَ وَكَبَّرَ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَاَلْفٌ فِي الْمِيْزَانِ فَاَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ اَلْفَيْنِ وَخَمْسَ مِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالُوْا وَكَيْفَ لَا يُحْصِيْهِمَا قَالَ يَاْتِيْ اَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى يَنْفَكَّ الْعَبْدُ لَا يَعْقِلُ وَيَاْتِيْهِ وَهُوَ فِيْ مَضْجَعِهٖ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهٗ حَتّٰى يَنَامَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: دو عادات ایسی ہیں' جنہیں جو بھی مسلمان اختیار کرے گا' جنت میں داخل ہو جائے گا اور وہ دونوں آسان بھی ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے لوگ تھوڑے ہیں ہر نماز کے بعد دس مرتبہ ''سبحان اللہ'' پڑھنا، دس مرتبہ ''اللہ اکبر'' پڑھنا، دس مرتبہ ''الحمد للہ'' پڑھنا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے انہیں شمار کیا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (روزانہ کے حساب سے) زبان کے حساب سے یہ ڈیڑھ سو کلمات ہیں اور میزان میں یہ ڈیڑھ ہزار ہوں گے۔

اسی طرح جب آدمی اپنے بستر پر جائے' تو وہ ایک سو مرتبہ "سبحان اللہ"، "الحمد للہ" اور ''اللہ اکبر'' پڑھ لے' تو یہ زبانی طور پر ایک سو ہوں گے اور میزان میں ایک ہزار ہوں گے' تو کون شخص ایسا ہے' جو روزانہ دو ہزار پانچ سو

926: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث 5065' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث 3410' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1347

سُنا کرتا ہے؟

لوگوں نے عرض کی: کوئی شخص ان دونوں پر عمل کیوں نہیں کر سکتا؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آدمی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اسے یہ کہتا ہے فلاں چیز یاد کرو، فلاں چیز یاد کرو یہاں تک کہ بندے کو یہ یاد ہی نہیں رہتا (کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے)

اسی طرح جب آدمی اپنے بستر پر جاتا ہے تو شیطان اسے سلانے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ آدمی سو جاتا ہے۔

تسبیح فاطمہ پڑھنے کی فضیلت کا بیان

927 - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ بِشْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ اَهْلُ الْاَمْوَالِ وَالدُّثُوْرِ بِالْاَجْرِ يَقُوْلُوْنَ كَمَا نَقُوْلُ وَيُنْفِقُوْنَ وَلَا نُنْفِقُ قَالَ لِيْ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَمْرٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ اَدْرَكْتُمْ مَنْ قَبْلَكُمْ وَفُتُّمْ مَنْ بَعْدَكُمْ تَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّتُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَاَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ قَالَ سُفْيَانُ لَا اَدْرِيْ اَيَّتُهُنَّ اَرْبَعٌ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی (سفیان نامی راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں) میں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! صاحب اموال اور صاحب حیثیت لوگ زیادہ اجر لے جاتے ہیں، وہ اسی طرح (اوراد و وظائف) پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں، وہ (اموال) خرچ کرتے ہیں لیکن ہم خرچ نہیں کرتے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے معاملے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ کہ جب تم اسے سرانجام دو گے تو تم اس شخص تک پہنچ جاؤ گے، جو تم سے آگے ہے اور اسے پیچھے چھوڑ دو گے، جو تمہارے بعد ہے، تم ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو، اس کی پاکی بیان کرو اور اس کی کبریائی کا اعتراف کرو (یعنی سبحان اللہ پڑھو، الحمد للہ پڑھو اور اللہ اکبر پڑھو) **33**، **33** اور **34** مرتبہ۔

سفیان نامی راوی کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم کہ اس میں سے 34 مرتبہ کون سا ہے؟

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن فقراء مہاجرین رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! دولت مند لوگ بلند درجات (یعنی ثواب، قرب الٰہی اور رضائے حق) اور دائمی نعمت) یعنی بہشت کی نعمت کو حاصل کرنے میں ہم سے سبقت) لے گئے (یعنی وہ اپنے مال و دولت کی وجہ سے بڑا ثواب حاصل کرتے ہیں اور بہشت کی نعمتوں کے مستحق ہوتے ہیں اور ہم تو اپنی غربت و افلاس کی وجہ سے بلندی درجات میں ان سے پیچھے رہ جاتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیسے؟ انہوں نے عرض کیا وہ اسی طرح نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور وہ اسی طرح روزہ رکھتے

927: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں (ان اعمال میں تو وہ اور ہم برابر ہیں لیکن مال وزر کی وجہ سے) وہ صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور (غربت وافلاس کی وجہ سے) ہم صدقہ وخیرات کر نہیں سکتے، وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم غلام آزاد نہیں کر سکتے (اس طرح وہ ان اعمال کے ثواب کے حق دار ہو جاتے ہیں اور ہم محروم رہتے ہیں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کیا میں تم لوگوں کو ایسی بات نہ بتادوں کہ اس پر عمل کر کے تم ان لوگوں کے درجات کو پہنچ جاؤ جو تم سے پہلے اسلام لا چکے ہیں اور ان لوگوں کے مرتبے سے بڑھ جاؤ جو تمہارے بعد کے ہیں (یعنی تمہارے بعد اسلام لائے ہیں یا تمہارے بعد پیدا ہوں گے) اور (مال دار لوگوں میں سے) کوئی آدمی تم سے بہتر نہ ہوگا بجز اس آدمی کے جو تم ہی جیسا عمل کرے (یعنی اگر مالدار لوگوں نے میری بتائی ہوئی بات پر تمہاری طرح علم کیا تو پھر مرتبہ کے اعتبار سے وہی تم سے بہتر ہوں گے) فقراء نے عرض کیا" یارسول اللہ! بہتر ہے، فرمائیے (وہ کیا بات ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تم لوگ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ اللہ اکبر اور الحمد للہ تینتیس مرتبہ پڑھ لیا کرو۔" (حدیث کے ایک راوی) ابوصالح فرماتے ہیں کہ (کچھ دنوں کے بعد) فقراء مہاجرین (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے دولت مند بھائیوں نے ہمارے عمل کا حال سنا اور وہ بھی وہی کرنے لگے جو ہم کرتے ہیں (اس طرح پھر وہی لوگ ہم سے افضل ہوئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 931)

اور روایت کے آخری الفاظ جو ابوصالح کا قول ہے صرف صحیح مسلم ہی نے نقل کئے ہیں نیز صحیح البخاری کی ایک روایت میں تینتیس مرتبہ پڑھنے کے بجائے یہ ہے کہ "ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔

پہلی روایت میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ "ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ تینتیس مرتبہ پڑھو" تو اس میں دو احتمال ہیں اول تو یہ کہ ان تینوں کلمات کو مجموعی طور پر تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھا جائے چنانچہ مشائخ کا عمل اسی پر ہے اور یہی افضل بھی اور یہ کہ اس کی صراحت بھی بعض روایات میں تو موجود ہے۔

دوم یہ کہ ان تینوں کلمات کو ملا کر تینتیس مرتبہ پڑھا جائے، اس طرح ان میں سے ہر ایک کو بھی تینتیس مرتبہ پڑھنا ہو جائے گا۔ شکر کرنے والا امیر صبر کرنے والے غریب سے افضل ہے حدیث کے آخری لفظ ذلك فضل الله الخ (اس دار الفناء میں جتنے ازدہم پیدا ہوئے وہ فانی ہیں صحیح اور باقی رہنے والی بات یہی ہے کہ انسانی جدوجہد اور تدابیر تقدیر الٰہی سے پابستہ زنجیر ہیں) کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ نے دولت مند لوگوں کو تم پر فضیلت دی ہے تو یہ محض اس کا فضل وکرم ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل وکرم سے نواز کر اس کے قدموں میں مال ودولت کے ڈھیر ڈال دیتا ہے لہٰذا تمہیں چاہیے کہ اس معاملے میں صبر کا دامن پکڑے رہو اور تقدیر الٰہی پر راضی رہو کہ اس نے بعض بندوں کو بعض بندوں پر فضیلت وبزرگی عطا فرمادی ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ شکر کرنے والا دولت مند صبر کرنے والے غریب سے افضل ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی اتنی بات بھی ہے کہ دولت مند اپنے مال ودولت کے معاملے میں مختلف قسم کے گناہ کے خوف سے خالی نہیں ہوتا جب کہ فقیر وغریب ان گناہوں کے خوف سے جو مال ودولت کی بناء پر صادر ہوتے ہیں امن میں رہتا ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ علماء کرام نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے چنانچہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر اکثر اہل اللہ فضیلت فقر کے قائل ہیں اور ابن عطاء کا قول ہے کہ شاکر دولت مند جو دولت کا حق ادا کرتا ہو صابر غریب سے افضل ہے۔

928- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ حَدَّثَنِي ثَوْبَانُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

◆◆ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو تین مرتبہ استغفار پڑھتے تھے اور یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! تو سلامتی عطا کرنے والا ہے سلامتی تجھ سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ اے جلال اور اکرام والے تو برکت والا ہے۔''

شرح

مطلب یہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر لیتے تھے تو پہلے تین مرتبہ استغفار کرتے یعنی استغفر اللہ تین مرتبہ کہتے اس کے بعد مذکورہ بالا دعا پڑھتے۔ بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کے لئے تین مرتبہ اس طرح کہتے تھے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ۔

فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا بیان

امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لوگ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے ذکر کرتے تھے حتیٰ کہ میں جب ذکر سنتا تو پہچان جاتا کہ اب وہ نماز سے فارغ ہوئے ہیں۔

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۱۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں فرض نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان ہوا ہے ہم نے صحیح بخاری کی اس روایت کو اس لئے پیش کیا ہے کہ نام نہاد اسلام کی تبلیغ کرنے والے اور بخاری کا صرف نام استعمال کر کے لوگوں کو اپنی ذاتی خواہشات کی طرف ورغلانے والوں کو یہ پتہ چل جائے کہ وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اور بغیر علم کے فرض نمازوں کے بعد والے ذکر کو بدعت کہہ دیتے ہیں۔

نماز کے بعد ذکر بالجہر کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ افضل بھی ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ علیہ نے اپنی صحیحین میں باب

928: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1333' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1513' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 300' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1336

الذکر بعد الصلوٰۃ (نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان) پر ابواب قائم کیے ہیں، اور یہ ثابت کیا ہے کہ نماز کے بعد ذکر کرنا نہ صرف جائز، مستحب اور مسنون ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مبارکہ نقل کی جا میں وہ فرماتے ہیں:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں فرض نماز کے بعد آواز بلند ذکر معروف تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (بچپن میں اپنے گھر میں) جب میں اِس ذکر کی آواز سنتا تو جان لیتا کہ لوگ نماز سے فارغ ہو چکے ہیں۔

(1. بخاری، الصحیح، کتاب صفۃ الصلوٰۃ، باب الذکر بعد الصلوٰۃ، 1:288، رقم:805، 2. مسلم، الصحیح، کتاب المساجد، باب الذکر بعد الصلوٰۃ، 1:410، رقم:583)

اِسی طرح حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہر نماز میں سلام پھیرنے کے بعد کہا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے، اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غالب آنے والا اور قوت رکھنے والا نہیں اور ہم سوائے اس کے کسی کی عبادت نہیں کرتے اس کے لئے تمام نعمتیں ہیں اور اسی کے لیے فضل اور تمام اچھی تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کا دین خالص ہے اگر چہ کافروں کو یہ ناگوار گزرے۔ (1. مسلم، الصحیح، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ وبیان صفتہ، 1:415، رقم: 594، 2. ابوداود، السنن، کتاب الوتر، باب مایقول الرجل إذا سلم، 2:82، رقم:1506، 1507، 3. نسائی، السنن، کتاب السہو، باب عدد التہلیل والذکر بعد التسلیم، 3:70، رقم:1340)

امام شافعی المسند (44، 45:) میں اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے پڑھتے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہی ہے، اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غالب آنے والا اور قوت رکھنے والا نہیں اور ہم سوائے اس کے کسی کی عبادت نہیں کرتے اس کے لئے تمام نعمتیں ہیں اور اسی کے لیے فضل اور تمام اچھی تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کا دین خالص ہے اگر چہ کافروں کو یہ ناگوار گزرے۔

اس حدیث مبارکہ کے تحت ذکر بالجہر کے جواز میں علامہ طحطاوی فرماتے ہیں: فرض نمازوں کے بعد ذکر بالجہر کرنا جائز ہے۔ (طحطاوی، مراقی الفلاح:174)

علاوہ ازیں اِجتماعی طور پر ذکر بالجہر کرنا بھی حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

• اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے متعلق جیسا خیال رکھتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ اپنے دل میں میرا ذکر (ذکر خفی) کرے تو میں بھی تنہا اس کا ذکر (ذکر خفی) کرتا ہوں، اور اگر وہ جماعت میں میرا ذکر (ذکر جلی) کرے تو میں اس کی جماعت سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر (ذکر جلی) کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک آئے تو میں ایک بازو کے برابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ ایک بازو کے برابر میرے نزدیک

آئے تو میں دو بازوؤں کے برابر اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آئے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ کل شی ھالک الا وجہہ، 26946، رقم 6970)

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے ذکر بالجہر کرنا ثابت ہے۔ لیکن یہ امر ذہن نشین رہے کہ ذکر بالجہر کی دو اقسام ہیں:

ذکرِ مُتَوَسّط ذکرِ مُفْرَط

ذکر متوسط سے مراد ایسی درمیانی درجہ کی آواز سے کیا گیا ذکر ہے جو دوسروں کے لیے باعثِ خلل نہ ہو۔ جبکہ ذکر مفرط سے مراد بہت ہی بلند آواز سے ذکر کرنا جو کہ دوسروں کے لیے باعثِ تکلیف ہو۔

بہتر یہی ہے کہ نماز کے بعد ذکر بالجہر متوسط کرنا چاہیے اور اسی پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے۔ اس لیے ذکر بالجہر متوسط جائز اور مستحب ہے تاکہ حدیث شریف پر بھی عمل ہو اور دوسروں کے لیے باعثِ زحمت بھی نہ ہو۔

بَابُ: اِلانْصِرَافِ مِنْ الصَّلٰوۃِ

یہ باب نماز ختم ہونے کے بعد اٹھنے کے بیان میں ہے

نماز کے بعد کبھی دائیں اور کبھی بائیں جانب مڑ کر بیٹھنے کا بیان

929- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا اَبُوْ الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاکٍ عَنْ قَبِیْصَۃَ بْنِ ھُلْبٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَمَّنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ یَنْصَرِفُ عَنْ جَانِبَیْہِ جَمِیْعًا

◄► قبیصہ بن ہلب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہماری امامت کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ دونوں طرف سے اٹھ جایا کرتے تھے (یعنی کبھی دائیں طرف سے اور کبھی بائیں طرف سے اٹھا کرتے تھے)

930- حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ ح و حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ خَلَّادٍ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عُمَارَۃَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ لَا یَجْعَلَنَّ اَحَدُکُمْ لِلشَّیْطَانِ فِیْ نَفْسِہٖ جُزْئًا یَرٰی اَنَّ حَقًّا لِلّٰہِ عَلَیْہِ اَنْ لَّا یَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ یَّمِیْنِہٖ قَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثَرُ انْصِرَافِہٖ عَنْ یَّسَارِہٖ

◄► حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کوئی بھی شخص اپنی نماز میں شیطان کے لئے کوئی حصہ نہ رکھے (یعنی) وہ یہ نہ سمجھے کہ نماز کے بعد صرف دائیں طرف سے اُٹھا جاسکتا ہے' کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اکثر مرتبہ بائیں طرف سے اُٹھتے ہوئے دیکھا ہے۔

929: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1041' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 301

930: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 852' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1636' ورقم الحدیث: 1637' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1042' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1359

931- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْفَتِلُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ يَسَارِهٖ فِي الصَّلٰوةِ

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے (یعنی دونوں طرف سے) اٹھتے ہوئے دیکھا ہے۔

932- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا اِبْرٰهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ هِنْدٍ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَآءُ حِيْنَ يَقْضِيْ تَسْلِيْمَهٗ ثُمَّ يَلْبَثُ فِيْ مَكَانِهٖ يَسِيْرًا قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ

◆◆ سیّدہ اُم سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں' جب نبی کریم ﷺ سلام پھیر دیتے تو آپ کے سلام پھیرنے کے ساتھ ہی خواتین اُٹھ جاتی تھیں اور آپ ذرا سے وقفے کے بعد اُٹھتے تھے۔

بَابُ: اِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَوُضِعَ الْعَشَآءُ

یہ باب نماز کے وقت کھانا آجانے کے بیان میں ہے

933- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وُضِعَ الْعَشَآءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَآءِ

◆◆ حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کھانا رکھا جائے اور نماز کے لیے اقامت بھی کہی جائے' تو تم پہلے کھانا کھالو۔

شرح

جمہور علماء کے نزدیک یہ حکم مستحب ہے، اور بعضوں نے اسے واجب کہا ہے، اور ظاہر یہ کا یہی مذہب ہے، اور بعضوں نے کہا کہ اگر آدمی اتنا بھوکا ہو کہ نماز میں کھانے کا خیال رہے تو نماز سے پہلے کھانا کھالینا واجب ہے، ورنہ مستحب، اور دلیل اس کی یہ ہے کہ دوسری صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ بکری کے بازو کا گوشت کھانے کے لئے کاٹ رہے تھے کہ اتنے میں نماز کے لئے اذان ہوئی، تو آپ ﷺ نے چھری رکھ دی، اور نماز کے لئے چلے گئے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ، یعنی: جب دل فارغ ہو اس وقت عبادت کرو۔

931: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

932: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 837' ورقم الحدیث: 849' ورقم الحدیث: 866' ورقم الحدیث: 870' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1040' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1332

933: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1241' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 353' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 852

کھانے کے وقت جماعت کے کھڑے ہو جانے کا بیان

934- حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الْعَشَآءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَآءِ قَالَ فَتَعَشَّى ابْنُ عُمَرَ لَيْلَةً وَّهُوَ يَسْمَعُ الْاِقَامَةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کھانا رکھ دیا جائے اور نماز کا وقت ہو چکا ہو تو پہلے کھانا کھالو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں منقول ہے (بعض اوقات) وہ رات کا کھانا کھا رہے ہوتے تھے حالانکہ انہیں اقامت کی آواز آ رہی ہوتی تھی۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کے سامنے رات کا کھانا رکھا جائے اور (اسی وقت) نماز کی تکبیر کہی جائے تو وہ کھانا شروع کر دے اور کھانا کھانے میں جلدی نہ کرے بلکہ اس سے اطمینان کے ساتھ فارغ ہو۔" اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب ان کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور نماز شروع ہو جاتی تو نماز کے لئے اس وقت تک نہ آتے جب تک کہ کھانے سے فارغ نہ ہو لیتے اور امام کی قرات سنتے رہتے۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1022)

ظاہر ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ نماز پڑھنے والا بھوکا ہو اور وہ جانتا ہو کہ اس بھوک کی حالت میں نماز پڑھوں گا تو دھیان کھانے ہی میں لگا رہے گا اور نماز دل جمعی اور سکون کے ساتھ ادا نہیں کر سکوں گا تو اس کے لئے یہی اولیٰ ہو گا کہ وہ پہلے کھانا کھا لے اس کے بعد نماز پڑھے بشرطیکہ وقت میں وسعت ہو یعنی اتنا وقت ہو کہ وہ کھانے سے فراغت کے بعد اطمینان سے نماز پڑھ سکتا ہو۔

935- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِىْ سَهْلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ جَمِيْعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَضَرَ الْعَشَآءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَآءِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے، جب کھانے کا وقت ہو جائے اور نماز بھی کھڑی ہو چکی ہو، تو تم پہلے کھانا کھالو۔

934: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 5463' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1245

935: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ : الْجَمَاعَةِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيرَةِ

یہ باب بارش والی رات میں باجماعت نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

936- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي الْمَلِيحِ قَالَ خَرَجْتُ فِيْ لَيْلَةٍ مَّطِيْرَةٍ فَلَمَّا رَجَعْتُ اسْتَفْتَحْتُ فَقَالَ اَبِيْ مَنْ هٰذَا قَالَ اَبُو الْمَلِيحِ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَاَصَابَتْنَا سَمَاءٌ لَّمْ تَبُلَّ اَسَافِلَ نِعَالِنَا فَنَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ

◄► ابوملیح بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایک بارانی رات میں (نماز ادا کرنے کے لیے) نکلا جب میں واپس آیا' تو میں نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو میرے والد نے دریافت کیا: کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ابوملیح تو ان کے والد نے بتایا: مجھے اپنے بارے میں یہ بات یاد ہے ہم حدیبیہ کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے بارش ہوگئی اور اتنی بارش ہوئی کہ اس سے ہمارے جوتوں کے نچلے حصے بھی تر نہیں ہوئے لیکن نبی کریم ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا: تم لوگ اپنے اپنے پڑاؤ کی جگہ نماز ادا کرو۔

937- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ مُنَادِيْهِ فِي اللَّيْلَةِ الْمَطِيْرَةِ اَوِ اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ ذَاتِ الرِّيحِ صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بارش والی رات یا ہوا والی ٹھنڈی رات میں نبی کریم ﷺ کا منادی یہ اعلان کرتا تھا: اپنے اپنے پڑاؤ کی جگہ پر نماز ادا کرلو۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخت سردی اور بارش بھی ترک جماعت کے لئے عذر ہے ایسے اوقات میں جماعت چھوڑ کر اپنے گھر میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ حضرت ابن ہمام حضرت ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ؟ میں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ کیچڑ وغیرہ کی حالت میں جماعت کے لئے آپ کیا حکم دیتے ہیں تو انہوں نے فرمایا "جماعت کو چھوڑ دینا مجھے پسند نہیں۔

عذر کے سبب ترک جماعت کی اباحت کا بیان

938- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ قَالَ

936: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1057 ' 1057 ' ورقم الحدیث: 1059 ' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 853

937: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1060 ' ورقم الحدیث: 1061

سَمِعْتُ عَطَاءً يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يَوْمِ مَطَرٍ صَلُّوْا فِي رِحَالِكُمْ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں ایک دن جمعے کے دن جب بارش ہو رہی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگ اپنی رہائش جگہ پر ہی نماز ادا کرلو"۔

939- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَمَرَ الْمُؤَذِّنَ اَنْ يُؤَذِّنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَطِيْرٌ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ نَادِ فِي النَّاسِ فَلْيُصَلُّوْا فِي بُيُوْتِهِمْ فَقَالَ لَهُ النَّاسُ مَا هٰذَا الَّذِي صَنَعْتَ قَالَ قَدْ فَعَلَ هٰذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّي تَاْمُرُنِي اَنْ اُخْرِجَ النَّاسَ مِنْ بُيُوْتِهِمْ فَيَاْتُوْنِي يَدُوْسُوْنَ الطِّيْنَ اِلٰى رُكَبِهِمْ

◆◆ عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مؤذن کو یہ ہدایت کی: جمعے کے دن اذان دے اس دن بارش ہو رہی تھی تو مؤذن نے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کہا' پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم یہ اعلان کرو کہ وہ اپنے گھروں میں ہی نماز ادا کرلیں' تو کچھ لوگوں نے ان سے کہا' یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ عمل اس ذات نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہے' تم مجھے یہ ہدایت کر رہے ہو؟ کہ میں لوگوں کو ان کے گھروں سے اس حالت میں باہر نکالوں کہ جب وہ میرے پاس آئیں' تو ان کے گھٹنوں تک کیچڑ لگی ہوئی ہو۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو آدمی اذان کہنے والے (یعنی موذن) کی اذان سنے اور موذن کی تابعداری سے اسے کوئی عذر نہ روکے لوگوں نے پوچھا کہ عذر کیا ہے؟ فرمایا کہ ڈر، یا بیماری تو اس کی نماز جو بغیر جماعت اگرچہ مسجد ہی میں پڑھے قبول نہیں کی جاتی۔ (ابوداؤد، دار قطنی، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1034)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ حدیث بیان فرما رہے تھے کہ لوگوں نے درمیان میں پوچھا کہ وہ کیا عذر ہے جو جماعت سے روک سکتا ہے تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ڈر، خواہ کسی دشمن سے جان کا ہو یا مال و آبرو کا، یا کوئی سخت بیماری ہو" حضرت ابن مالک نے ڈر کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ڈر خواہ تو کسی کے ظلم کا شکار ہو جانے کا ہو یا ڈر کسی قرضدار کا ہو ایسی صورت میں کہ وہ اپنی مفلسی کی وجہ سے قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ ان اعذار کے علاوہ اس سے پہلے بقیہ اعذار

938: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

939: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 616' ورقم الحدیث: 668' ورقم الحدیث: 901' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1602' ورقم الحدیث: 1603,1607' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1066

ذکر کیے جا چکے ہیں مثلاً سخت سردی و بارش یا کھانا سامنے آ چکا ہو، یا استنجے کی حاجت ہو یہ سب چیزیں ترک جماعت کے حق میں معقول عذر ہیں اسی طرح بیماری بھی عذر ہے، مگر ایسی بیماری جس کی وجہ سے مسجد میں پہنچنا ممکن نہ ہو۔ بہر حال اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جو آدمی مؤذن کی اذان سنے اور پھر مؤذن کی تابعداری نہ کرے یعنی جماعت میں بلا عذر شریک نہ ہو تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ ہاں اگر کوئی آدمی کسی عذر کی بنا پر جماعت میں شریک نہ ہو تو اس کی نماز قبول ہو جائے گی لیکن اتنی بات سمجھ لیجئے کہ یہاں "قبول نہ ہونے" کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی نماز سرے سے ادا نہیں ہوگی بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ اس کے ذمہ سے نماز کی فرضیت تو ساقط ہو جائے گی مگر اسے نماز کا ثواب نہیں ملے گا۔ جیسا کہ اگر کوئی آدمی غصب کی گئی زمین پر نماز پڑھے تو اس کے ذمہ سے نماز کی فرضیت تو ساقط ہو جاتی ہے مگر اسے نماز کا ثواب نہیں ملتا یا اسی طرح اگر کوئی آدمی حرام مال سے حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض تو اتر جاتا ہے مگر اسے ثواب نہیں ملتا۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس حدیث اور اس سے پہلے گزرنے والی حدیث کے پیش نظر کسی آدمی کے لئے قصداً بلا عذر جماعت ترک کرنے کی مطلقاً اجازت نہیں ہے۔

بَابُ: مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّي

یہ باب نمازی کے لئے سترہ بنائی جانے والی چیز کے بیان میں ہے

لکڑی کے ذریعے سترہ بنانے کا بیان

940- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي وَالدَّوَابُّ تَمُرُّ بَيْنَ أَيْدِينَا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ فَلَا يَضُرُّهُ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ

موسیٰ بن طلحہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ نماز ادا کیا کرتے تھے حالانکہ جانور ہمارے آگے سے گزر رہے ہوتے تھے جب اس بات کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا گیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پالان کی پچھلی لکڑی جتنی کوئی چیز تمہارے سامنے ہو' تو اس کے پرے سے گزرنے والی کوئی چیز آدمی کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جب نمازی سترے کے قابل کسی چیز کو اپنے سامنے رکھ کر نماز پڑھے اور سترہ کے سامنے سے کوئی گزرے تو اس کا خیال نہ کرے کیونکہ سترے کی موجودگی میں سامنے سے کسی کا گزرنا نماز کے خشوع وخضوع پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ "یا پرواہ نہ کرے" کا تعلق گزرنے والے سے ہوگا۔ یعنی اگر نمازی کے آگے سترہ ہو تو اس کے سامنے گزرنے والا آدمی کچھ پرواہ نہ کرے

940: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1111' ورقم الحدیث: 1112' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 685' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 335

کیونکہ سترے کی موجودگی میں نمازی کے سامنے سے گزرنے کی وجہ سے وہ گناہگار نہیں ہوگا۔
کجاوہ (پالان) کی پچھلی لکڑی کا اندازہ بقدر ایک ہاتھ کے کیا ہے، اور موٹا بقدر ایک انگلی کے کافی ہے، اور سترے کے نزدیک کھڑا ہونا مصلی کے لئے بہتر ہے، اسی طرح سترے کو دائیں یا بائیں ابرو کے مقابل کرنا چاہئے۔

نیزے سے سترہ بنانے کا بیان

941- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُخْرَجُ لَهُ حَرْبَةٌ فِي السَّفَرِ فَيَنْصِبُهَا فَيُصَلِّي إِلَيْهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے لیے سفر کے دوران' نماز ادا کرتے وقت' ایک نیزہ نکالا جاتا تھا' جسے نصب کر دیا جاتا تھا' تو نبی کریم ﷺ اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے۔

شرح

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ میں ابطح کے مقام پر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ چمڑے کے ایک خیمے میں دیکھا اور میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لیتے ہوئے دیکھا اور دوسرے لوگوں کو (بھی) میں نے دیکھا کہ وہ پانی حاصل کرنے میں بڑی عجلت کر رہے تھے۔ چنانچہ جس آدمی کو اس پانی میں سے کچھ مل گیا اس نے (برکت حاصل کرنے کے لئے) اسے (اپنے بدن اور منہ پر) مل لیا اور جس آدمی کو کچھ نہ ملا اس نے ساتھ والے کے ہاتھ کی تری (ہی) لے کر مل لی پھر میں نے بلال کو دیکھا کہ انہوں نے نیزہ لے کر اسے گاڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ دھاری دار جوڑا پہنے اور دامن اٹھائے (خیمے سے) نکلے اور نیزے کی طرف کھڑے ہو کر صحابہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور میں دیکھ رہا تھا کہ آدمی اور چوپائے نیزہ کے سامنے آ جا رہے تھے۔ (صحیح مسلم، صحیح البخاری، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 736)

ابطح " ایک نالہ کا نام ہے جو منیٰ کے راستہ میں مکہ کے قریب ہی واقع ہے اس نالے کو محصب اور بطحا بھی کہتے ہیں۔ ابطح کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس نالہ میں سنگریزے ہیں۔ " حلہ " دو کپڑوں یعنی لنگی اور چادر کو کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حلہ زیب تن فرما رکھا تھا وہ سرخ دھاری دار تھا پورا کپڑا سرخ نہیں تھا جو مردوں کو پہننا مکروہ تحریمی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ سترے کے سامنے سے آدمیوں اور چوپاؤں کا گزرنا درست ہے۔

چٹائی کے ذریعے سترہ بنانے کا بیان

942- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

941: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

942: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 730' ورقم الحدیث: 5861' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1822' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث 1368' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 761'

حَصِيرٌ يَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ وَيَحْتَجِرُهُ بِاللَّيْلِ يُصَلِّي إِلَيْهِ

◆◆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چٹائی تھی جسے آپ دن کے وقت بچھا کر (اس پر تشریف فرما ہوتے تھے' اور رات کے وقت اسے آڑ بنا کر مسجد نبوی میں نوافل ادا کیا کرتے تھے۔

شرح

بہر حال سترے کی طرف نماز پڑھنا اس حدیث سے بھی نکلتا ہے، اور اسی لئے مولف نے اس کو اس باب میں رکھا ہے سترہ وہ آڑ جو مصلی اپنے سامنے کسی چیز سے کر لیتا ہے، اس کے آگے سے لوگ گزر سکتے ہیں۔

943- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِي عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ جَدِّهِ حُرَيْثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ شَيْئًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصًا فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَخُطَّ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''جب کوئی شخص نماز ادا کرے تو اسے اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لینی چاہئے' اگر اسے کوئی چیز نہیں ملتی' تو لاٹھی کو نصب کر لے' اگر وہ بھی نہیں ملتی' تو پھر لکیر لگا لے' اس کے پرے سے جو شخص گزرے گا تو اس کا نمازی کو کوئی نقصان نہیں ہوگا''۔

شرح

یہ حدیث اس بات کی اجازت دے رہی ہے کہ اگر کسی نمازی کو کوئی ایسی چیز دستیاب نہ ہو جو سترے کے طور پر کام دے سکے تو وہ اپنے عصا کو اپنے سامنے سترہ بنا کر کھڑا کر لے۔ اب اس سلسلہ میں اتنی اور سہولت دی گئی ہے کہ اگر زمین نرم ہو تو عصا کو زمین میں گاڑ دیا جائے اور اگر زمین سخت ہو کہ عصا کو گاڑنا مشکل ہو تو پھر اس شکل میں عصا کو گاڑنے کی بجائے اپنے سامنے طولا رکھ لیا جوے تا کہ گاڑنے کی مشابہت حاصل ہو جائے۔ فقہ کی کتاب شرح منیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی اپنے عصا کو سترے کے طور پر بجائے زمین میں گاڑنے کے اپنے سامنے رکھ لے تو بعض علماء کے نزدیک تو اس کے لئے یہ سترے کے طور پر کافی ہو جائے گا۔ یعنی سترے کا حکم پورا ہو جائے گا مگر بعض علماء کے نزدیک یہ سترے کے طور پر کافی نہیں ہوگا۔ کفایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی سترے کے طور پر عصا کو بجائے گاڑنے کے سامنے رکھنا چاہئے تو اسے عصا کو طولاً رکھنا چاہئے نہ کہ عرضاً۔

سترے کے طور پر لکیر کھینچنے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

سترے کے لئے کوئی بھی چیز موجود نہ ہونے کی شکل میں سامنے صرف لکیر کھینچ لینے میں علماء کا اختلاف: اس حدیث سے ایک بات تو یہ معلوم ہو رہی ہے کہ اگر کسی نمازی کو سترہ بنانے کے لئے کوئی چیز نہ ملے یہاں تک کہ اس کے پاس عصا بھی نہ ہو تو وہ اپنے

943: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 689' ورقم الحدیث: 690

سامنے صرف لکیر کھینچ کر نماز پڑھ لے اس کے لئے یہی لکیر سترہ بن جائے گی۔ چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول قدیم اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے بلکہ حنفیہ میں بھی بعد کے بعض علماء نے اس قول کو اختیار کیا

۲۔ حنفیہ کے اکثر علماء اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے قائل نہیں ہیں کیونکہ ان کے نزدیک لکیر کھینچ لینا معتبر نہیں

۳۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی قول جدید میں اپنے پہلے مسلک کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس سلسلہ میں جو حدیث وارد ہے وہ ضعیف اور مضطرب ہے۔ نیز یہ کہ نمازی اور سامنے سے گزرنے والے کے درمیان سترے کے طور پر صرف لکیر کا حائل ہونا نہ صرف یہ کہ کوئی اعتبار نہیں رکھتا بلکہ دور سے معلوم و ممیز بھی نہیں ہوتا۔

صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔ حضرت شیخ ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کا مفہوم بھی یہی ہے کہ لکیر کھینچنے کے بجائے سترہ کھڑا کرنا ہی اتباع سنت کی بناء پر اولیٰ اور بہتر ہے کیونکہ سامنے کھڑا ہوا سترہ پوری طرح ظاہر ہونے کی وجہ سے امتیاز بھی رکھتا ہے اور نمازی کے دل کو شک و شبہات سے نکال کر سکون خاطر اور اطمینان قلب کا باعث ہوتا ہے۔

اس کے بعد علماء نے وصف خط میں بھی اختلاف کیا ہے کہ لکیر کس طرح کھینچی جائے چنانچہ بعض علماء کے نزدیک لکیر بشکل ہلال کھینچنی چاہئے اور بعض حضرات نے جانب قبلہ طولاً کھینچنے کو لکھا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ لکیر عرضاً دائیں طرف سے بائیں طرف کو کھینچی جائے اور مختار طولاً ہی کھینچنا ہے۔

بَابُ: الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

یہ باب نمازی کے سامنے سے گزرنے کے بیان میں ہے

سترہ کا بیان یہاں سترہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے نمازی کے سامنے کھڑا کیا جائے جیسے دیوار، ستون، یا لکڑی لوہا وغیرہ۔ نماز کے آگے سترہ اس لئے کھڑا کیا جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے سجود کی جگہ متمیز ہو جائے اور نمازی کے آگے سے گزرنے والا آدمی گنہگار نہ ہو۔ سترے کہ لمبائی کم سے کم ایک ہاتھ اور موٹائی کم از کم ایک انگشت ہونا ضروری ہے۔ مقتدیوں کے لئے امام کا سترہ کافی ہے یعنی اگر امام کے آگے سترہ کھڑا ہو تو مقتدیوں کے آگے سے گزرنا جائز ہے اگر چہ ان کے سامنے کوئی چیز حائل نہ ہو۔ امام اور سترہ کے درمیان سے گزر جانا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ کوئی نمازی پیچھے سے پہلی صف میں خالی جگہ دیکھے تو اس کے لئے جائز ہے کہ پچھلی صفوں کے سامنے سے گزرتا ہوا پہلی صف میں خالی جگہ پہنچ کر کھڑا ہو جائے کیونکہ یہ پچھلی صف والوں کا قصور ہے کہ انہوں نے آگے بڑھ کر پہلی صف میں جگہ کو پر کیوں نہ کیا۔

چالیس سال تک نمازی کے انتظار کرنے کا بیان

944- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَرْسَلُونِي إِلَى زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَسْأَلُهُ عَنِ الْمُرُورِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي فَأَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

944: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ يَّقُوْمَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ سُفْيَانُ فَلَا اَدْرِىْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً اَوْ شَهْرًا اَوْ صَبَاحًا اَوْ سَاعَةً

◆◆ بُسر بن سعید بیان کرتے ہیں: لوگوں نے مجھے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں ان سے نمازی کے سامنے سے گزرنے کے بارے میں دریافت کروں' تو انہوں نے مجھے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' چالیس تک کھڑے رہنا آدمی کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرے۔

سفیان کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم اس سے مراد چالیس سال ہیں' چالیس مہینے ہیں' چالیس دن ہیں یا چالیس گھڑیاں ہیں۔

شرح

حضرت امام طحاوی نے "مشکل الآثار" میں فرمایا ہے کہ، یہاں چالیس سال مراد ہے نہ کہ چالیس مہینے یا چالیس دن۔ اور انہوں نے یہ بات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ثابت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی جو اپنے بھائی کے آگے سے اس حال میں گزرتا ہے کہ وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے (یعنی نماز پڑھتا ہے) اور وہ (اس کا گناہ) جان لے تو اس کے لئے اپنی جگہ پر ایک سو برس تک کھڑے رہنا زیادہ بہتر سمجھے گا بہ نسبت اس کے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرے۔ بہر حال ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گزرنا بہت بڑا گناہ ہے جس کی اہمیت کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کسی آدمی کو یہ معلوم ہو جائے کہ نمازی کے آگے سے گزرنا کتنا بڑا گناہ ہے اور اس کی سزا کتنی سخت ہے تو وہ چالیس برس یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ایک سو برس تک اپنی جگہ پر مستقلاً کھڑے رہنا زیادہ بہتر سمجھے گا بہ نسبت اس کے کہ وہ نمازی کے آگے سے گزرے۔

945- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَالِمٍ اَبِى النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ اَرْسَلَ اِلَى اَبِىْ جُهَيْمٍ الْاَنْصَارِيِّ يَسْاَلُهُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الرَّجُلِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيِ الرَّجُلِ وَهُوَ يُصَلِّىْ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُكُمْ مَا لَهُ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَىْ اَخِيْهِ وَهُوَ يُصَلِّىْ كَانَ لَاَنْ يَّقِفَ اَرْبَعِيْنَ قَالَ لَا اَدْرِىْ اَرْبَعِيْنَ عَامًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ شَهْرًا اَوْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا خَيْرٌ لَّهُ مِنْ ذٰلِكَ

◆◆ بسر بن سعید بیان کرتے ہیں' حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت ابوجہیم انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان سے یہ دریافت کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی انہوں نے نمازی کے آگے سے گزرنے والے شخص کے بارے میں کیا بات سنی ہے؟ حضرت ابوجہیم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اگر کسی شخص کو یہ پتا چل جائے کہ اسے اپنے بھائی کے آگے سے گزرنے پر کتنا گناہ ملے گا جبکہ (وہ بھائی) نماز ادا کر رہا ہو تو چالیس تک رکے رہنا اس کے لئے نمازی کے آگے سے گزرنے سے زیادہ بہتر ہوگا۔

945: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 510' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1132' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 701' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 336' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 755

راوی کہتے ہیں: مجھے نہیں معلوم اس سے مراد چالیس برس ہیں' چالیس مہینے ہیں یا چالیس دن ہیں؟

946- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَمِّهٖ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُكُمْ مَا لَهٗ فِیْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَیْ اَخِيْهِ مُعْتَرِضًا فِی الصَّلٰوةِ كَانَ لَاَنْ يُّقِيْمَ مِائَةَ عَامٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنَ الْخُطْوَةِ الَّتِیْ خَطَاهَا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اگر کوئی شخص یہ بات جان لے کہ اپنے بھائی کے آگے سے جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو' گزرنے میں کتنا حرج ہے' تو اس کے لیے ایک سو سال تک کھڑے رہنا' وہ ایک قدم اٹھانے سے بہتر ہوگا' جو اس نے اٹھایا ہے''۔

بَابُ: مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ

یہ باب نماز کو توڑ دینے والی چیزوں کے بیان میں ہے

947- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ بِعَرَفَةَ فَجِئْتُ اَنَا وَالْفَضْلُ عَلٰی اَتَانٍ فَمَرَرْنَا عَلٰی بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْنَا عَنْهَا وَتَرَكْنَاهَا ثُمَّ دَخَلْنَا فِی الصَّفِّ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میدان عرفات میں نماز ادا کر رہے تھے میں اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آئے ہم ایک صف کے کچھ حصے کے آگے سے گزرے پھر ہم اس سے اترے اور ہم نے اسے چھوڑ دیا اور صف میں شامل ہو گئے۔

شرح

اس واقعہ کو بیان کرنے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بتانا مقصود ہے کہ نمازیوں کے آگے سے گدھے کے گزر جانے سے نماز باطل نہیں ہوئی۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما چونکہ بالغ نہیں تھے اس لئے جب وہ نمازیوں آگے سے گزرے تو انہیں کسی نے روکا نہیں۔

948-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ هُوَ قَاصُّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ فِیْ حُجْرَةِ

946: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

947: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 76' ورقم الحدیث: 493' ورقم الحدیث: 861' ورقم الحدیث: 1857' ورقم الحدیث: 4412' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 1124,1127' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 715' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 337' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 751

948: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

أُمِّ سَلَمَةَ فَمَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ أَوْ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ بِيَدِهِ فَرَجَعَ فَمَرَّتْ زَيْنَبُ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَمَضَتْ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُنَّ أَغْلَبُ

◆◆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں نماز ادا کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے عبداللہ یا عمر بن ابوسلمہ گزرے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کیا' وہ واپس چلے گئے' پھر سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا گزریں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اس طرح اشارہ کیا' تو وہ گزر گئیں' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ خواتین غالب ہوتی ہیں (یعنی یہ بات نہیں مانتی ہیں)

949-حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ وَالْمَرْأَةُ الْحَائِضُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سیاہ کتا اور حیض والی عورت (نمازی کے آگے سے گزر کر) نماز کو توڑ دیتے ہیں:۔

950-حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ أَبُو طَالِبٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت، کتا اور گدھا (آگے سے گزر کر) نماز کو توڑ دیتے ہیں:۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت، گدھا اور کتا (نمازی کے آگے سے گزرنے کی صورت میں) نماز کو باطل کر دیتے ہیں اور کجاوہ کی پچھلی لکڑی کی مانند کسی چیز کو (نمازی کے آگے سترہ بنا کر) رکھ لینا (نماز کے) اس باطل کر دینے کو بچالیتا ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلداول: رقم الحدیث، 741)

نمازی کے آگے سے گزرنا نماز کو باطل نہیں کرتا: جمہور علمائے صحابہ وغیرہم کا یہ مذہب ہے کہ کوئی چیز یا کوئی آدمی اگر نمازی کے آگے سے گزر جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی خواہ مذکورہ بالا تینوں چیزیں ہوں یا ان کے علاوہ کچھ اور ہوں۔ جہاں تک اس حدیث یا اسی طرح کی دوسری احادیث کا تعلق ہے سب دراصل نمازی کے سامنے سترہ کھڑا کرنے کی اہمیت اور تاکید بیان کرنے میں مبالغے

949: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 703' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 750

950: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کے طریقے پر ہیں۔ یا اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ یہ تین چیزیں ایسی ہیں جو اگر نمازی کے آگے سے گزریں تو نماز میں خشوع و خضوع اور حضوری قلب کو کھو دیتی ہیں جو در حقیقت نماز کی اصل اور روح ہیں۔ یا پھر اس سے یہ مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ نمازی کے آگے سے ان چیزوں کے گزرنے سے چونکہ نمازی کا دل ان کی طرف ہٹ جاتا ہے اور اس کا دل ان چیزوں کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اس لئے نماز بھی بطلان کے قریب پہنچ جاتی ہے۔

عورت، گدھے اور کتے کی تخصیص کی وجہ: حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کے آگے سے صرف ان تین چیزوں کے گزر جانے سے نماز پر اثر پڑ سکتا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر چیزوں کے گزرنے سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ ان مذکورہ تین چیزوں کی تخصیص اسی لئے کی گئی ہے کہ ان کی طرف دل بہت زیادہ متوجہ ہو جاتا ہے چنانچہ عورت کی حیثیت تو ظاہری ہے گدھے کا معاملہ بھی یہ ہے کہ گدھے کے ساتھ چونکہ اکثر و بیشتر شیاطین رہتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس کے چیخنے کے وقت اعوذ پڑھنا مستحب ہے اس لئے جب گدھا نمازی کے آگے سے گزرے گا تو نمازی کا دل اس احساس کی بناء پر کہ اس کے ہمراہ شیاطین ہوں گے گدھے کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ یا ایسے ہی کتا نہ صرف یہ کہ نجس عین ہوتا ہے بلکہ اس سے تکلیف پہنچنے کا بھی خطرہ رہتا ہے اس لئے اس کے گزرنے کی صورت میں بھی ذہن پوری تیزی کے ساتھ اس کی طرف بھٹک جاتا ہے۔

951- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْمَرْاَةُ وَالْكَلْبُ وَالْحِمَارُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت، کتا اور گدھا (نمازی کے آگے سے گزر کر) نماز کو توڑ دیتے ہیں:۔

952- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ اِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَىِ الرَّجُلِ مِثْلُ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ الْاَسْوَدُ قَالَ قُلْتُ مَا بَالُ الْاَسْوَدِ مِنَ الْاَحْمَرِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا سَاَلْتَنِىْ فَقَالَ الْكَلْبُ الْاَسْوَدُ شَيْطَانٌ

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عورت، گدھا اور سیاہ کتا آدمی کے آگے سے گزر کر آدمی کی نماز کو توڑ دیتے ہیں: جبکہ آدمی کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی جتنی کوئی چیز (سترے کے طور پر موجود) نہ ہو۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: سیاہ کتے کا کیا معاملہ ہے؟ سرخ کیوں نہیں' تو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے

951: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

952: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1137' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 702' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 338' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 749' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 3210

بتایا: میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا تھا جس طرح تم نے مجھ سے سوال کیا ہے' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔

بَابُ: اِدْرَاْ مَا اسْتَطَعْتَ

یہ باب نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو ممکن حد تک دور کرنے کے بیان میں ہے

953- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى اَبُوْ الْمُعَلّٰى عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ فَذَكَرُوا الْكَلْبَ وَالْحِمَارَ وَالْمَرْاَةَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الْجَدْيِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ يَوْمًا فَذَهَبَ جَدْيٌ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَبَادَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ

◆◆ حسن عرنی بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے یہ مسئلہ ذکر کیا گیا: کونسی چیز (نمازی کے آگے سے گزرکر) نماز کو توڑ دیتی ہے؟ تو لوگوں نے کتے' گدھے اور عورت کا ذکر کیا۔

تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ لوگ بکری کے بچے کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ ایک دن نبی کریم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے اور بکری کا بچہ آپ ﷺ کے سامنے سے گزر رہا تھا' تو نبی کریم ﷺ قبلہ کی سمت میں تیزی سے آگے کی طرف ہوئے (یعنی آپ ﷺ نے بکری کے بچے کو آگے سے گزرنے سے روکنے کی کوشش کی)

954- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ اِلٰى سُتْرَةٍ وَّلْيَدْنُ مِنْهَا وَلَا يَدَعْ اَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِنْ جَآءَ اَحَدٌ يَمُرُّ فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّهٗ شَيْطَانٌ

◆◆ عبدالرحمٰن بن ابوسعید اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی شخص نماز ادا کرے تو اسے سترہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنی چاہئے اور اس کے قریب رہنا چاہئے اور کسی بھی شخص کو اپنے آگے سے گزرنے نہیں دینا چاہئے۔

اگر کوئی شخص آ کر گزرنا چاہے' تو اس سے جھگڑا کرنا چاہئے' کیونکہ وہ شیطان ہوگا۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ سترا اتنا نزدیک کھڑا کیا جائے کہ سجدہ اس کے پاس ہو سکے تاکہ شیطان اس کی نماز میں کوئی خلل نہ ڈال سکے کیونکہ نمازی اگر سترے سے دور کھڑا ہوگا تو اس کے سامنے سے کسی کے گزرنے کا احتمال ہوگا۔ چنانچہ شیطان ایسی صورت میں اس

953: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

954: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1128' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 697' ورقم الحدیث: 698' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث:

کے دل میں وسواس و شبہات کے بیج بوئے گا جس سے حضوری قلب میں فرق آ جائے گا۔ اور نماز میں حضور قلب کی دولت میسر نہیں رہی تو گویا اس کی نماز ٹوٹ گئی اس لئے کہ نماز کا کمال اور ثواب بغیر حضوری قلب کے حاصل نہیں ہوتا لہٰذا سترے کے قریب کھڑا ہونے کی وجہ سے اس آفت سے حفاظت حاصل ہوگی۔

955- حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَمَّالُ وَالْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُنْكَدِرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَدَعْ اَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّ مَعَهُ الْقَرِيْنَ وَ قَالَ الْمُنْكَدِرِيُّ فَاِنَّ مَعَهُ الْعُزّٰى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو تو کسی بھی شخص کو اپنے آگے سے نہ گزرنے دے اگر وہ شخص نہ مانے تو اس سے جھگڑا کرے کیونکہ اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

منکدری نامی راوی نے یہ بات نقل کی اس کے ساتھ عزیٰ ہوگا۔

سترہ سے متعلق بعض فقہی احکام کا بیان

۱. نماز پڑھنے والے کی سجدے کی جگہ میں سے کسی کا گزرنا مکروہ تحریمی اور سخت گناہ ہے لیکن اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی میدان یا بہت بڑی مسجد میں سجدے کی جگہ تک گزرنا منع ہے یعنی جہاں تک قیام کی حالت میں سجدے کی جگہ پر نظر جمائے ہوئے نگاہ پھیلتی ہو، عام چھوٹی بڑی مسجدوں میں قبلے کی دیوار تک آگے سے گزرنا مکروہ و منع ہے۔

۲. چبوترے یا چھت یا تخت وغیرہ اونچی جگہ پر نمازی ہو اگر وہ گزرنے والے کے قد سے زیادہ اونچی ہو تو مکروہ نہیں اور اس سے کم ہو تو مکروہ ہے۔

۳. اگر نمازی کے آگے سترہ ہو تو گزرنا مکروہ نہیں سترے کی لمبائی کم از کم ایک ہاتھ شرعی اور موٹائی کم از کم ایک انگلی کے برابر ہو اس سے پتلی ہو تب بھی کافی ہے اور سترہ نمازی کے قدم سے تقریباً تین ہاتھ کے فاصلہ پر ہونا سنت ہے زیادہ دور نہ ہو، بالکل سیدھ میں بھی نہ ہو کچھ دائیں یا بائیں ہو، داہنی ابرو کی سیدھ میں ہونا افضل ہے۔

۴. اگر لکڑی کا گاڑنا ممکن نہ ہو تو لمبائی میں زمین پر ڈال دے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ایک خط ہی کھینچ دے۔

۵. اگر اگلی صف میں جگہ خالی ہو اور پیچھے صفیں ہوں تو نمازی کو خالی جگہ تک جانے کے لئے لوگوں کی گردن پھلانگ کر جانا اور آگے سے گزرنا جائز ہے مکروہ نہیں۔

۶. بڑی نہر یا بڑا حوض جبکہ چھوٹی مسجد میں ہو سترہ نہیں بن سکتے اگر بہت بڑی مسجد یا میدان میں ہوں تو سترہ بن سکتے ہیں، کنواں چھوٹی مسجد میں سترہ بن سکتا ہے۔

955: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 1130' ورقم الحدیث: 1131

۷. امام کا سترہ سب مقتدیوں کے لئے کافی ہے پس جب امام کے آگے سترہ ہو تو صف کے سامنے سے گزرنا مکروہ نہیں مسبوق کے لئے بھی امام کے سلام کے بعد یہی حکم ہے کہ اب بھی امام کا سترہ اس کے لئے کافی ہے کیونکہ نماز شروع کرتے وقت کا اعتبار ہے۔

۸. خانہ کعبہ کے اندر یا مقام ابراہیم کے پیچھے یا مطاف (طواف کی جگہ) کے حاشیہ کے اندر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنا منع و مکروہ نہیں ہے۔

۹. بلاضرورت اپنے ہاتھ میں کوئی چیز تھام کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر ضرورت ہو مثلاً کوئی ایسی جگہ ہے کہ اس کے بغیر حفاظت ممکن نہیں تو مکروہ نہیں ہے۔

۱۰. ایسی جگہ نماز پڑھنا جہاں نجاست سامنے ہو یا نجاست کے ہونے کا گمان کیا جاتا ہو مثلاً قبرستان یا حمام وغیرہ ہو۔

۱۱. نمازی کے نزدیک سامنے یعنی جہاں تک بغیر سترہ گزرنا منع ہے قبریں ہوں اگر اس سے زیادہ دور ہوں یا سترہ حائل ہو یا قبریں دائیں یا بائیں یا پیچھے ہوں تو مکروہ نہیں، اسی طرح اگر قبرستان میں کوئی جگہ نماز کے لئے بنائی گئی ہو تو اس میں بھی نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔

۱۲. خانہ کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا اس طرح مسجد کی چھت پر بلاضرورت نماز پڑھنا۔

۱۳. مسجد میں کوئی جگہ اپنی نماز کے لئے مقرر کر لینا۔

۱۴. نماز میں بلاعذر چند قدم چلنا جبکہ پے در پے نہ ہو اگر عذر سے ہو تو مکروہ نہیں اور پے در پے تین قدم چلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۱۵. بلاعذر جلدی میں سب سے پیچھے کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہنا اور پھر تھوڑا اچل کر صف میں مل جانا اور عذر کے ساتھ ہو تو مکروہ نہیں۔

بَابُ: مَنْ صَلّٰى وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ شَيْءٌ

یہ باب جو شخص نماز ادا کرے اور اس کے اور قبلے کے درمیان کوئی چیز ہو

956-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَاَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ

◄► سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت نماز ادا کر رہے ہوتے تھے حالانکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قبلہ کے درمیان چوڑائی کی سمت میں یوں لیٹی ہوئی ہوتی تھی جس طرح جنازہ پڑا ہوتا ہے۔

شرح

جنازے کی مثال دے کر اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں مشغول ہوتے تھے میں

956: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 1140

اس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی گوشے وغیرہ میں نہیں پڑی رہتی تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پوری طرح لیٹی رہتی تھی اور اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رہتے تھے۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں نمازی کے آگے عورت کے آجانے سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

957- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا قَالَتْ كَانَ فِرَاشُهَا بِحِيَالِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدہ زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ کا یہ بیان نقل کرتی ہیں' ان کا بستر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدے کے مقام کے مدمقابل ہوتا تھا۔

958- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَأَنَا بِحِذَائِهِ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر رہے ہوتے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوتی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جاتے تھے' تو بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا مجھ پر آجاتا تھا۔

959- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي أَبُو الْمِقْدَامِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلَّى خَلْفَ الْمُتَحَدِّثِ وَالنَّائِمِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' بات چیت کرتے ہوئے شخص یا سونے والے شخص کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی جائے۔

بَابُ: النَّهْيِ أَنْ يُسْبَقَ الْإِمَامُ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

یہ باب امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں جانے کی ممانعت کے بیان میں ہے

960- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا أَنْ لَا نُبَادِرَ الْإِمَامَ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَإِذَا

957: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 4139

958: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 333' ورقم الحدیث: 379' ورقم الحدیث: 517' ورقم الحدیث: 518' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1502' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 656

959: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 694' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 1181

960: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی تھی کہ ہم امام سے پہلے رکوع میں نہ جائیں' جب وہ تکبیر کہے' تو تم تکبیر کہو جب وہ سجدے میں جائے' تو تم سجدے میں جاؤ۔

961 - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا يَخْشَى الَّذِىْ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''کیا وہ شخص جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھالیتا ہے' وہ اس بات سے ڈرتا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر میں تبدیل کردے''۔

شرح

جو آدمی نماز کے ارکان امام کے ساتھ ادا نہیں کرتا بلکہ امام سے پہلے ہی ادا کرلیتا ہے مثلاً رکوع وسجود سے امام کے سر اٹھانے سے پہلے اپنا سر اٹھالیتا ہے تو ایسے آدمی کے بارے میں مذکورہ بالا حدیث سخت ترین وعید ہے۔ گو علماء لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اپنے حقیقی معنی پر محمول نہیں ہے یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے گدھے کی مانند کم فہم وعقل کردے گا کیونکہ تمام جانوروں میں گدھا ہی سب سے زیادہ کم فہم ہوتا ہے لہٰذا یہ مسخ حقیقی نہیں ہوگا بلکہ مسخ معنوی ہوگا تاہم علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس حدیث کو اپنے حقیقی معنی پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس امت میں بھی مسخ ممکن ہے جیسا کہ "باب اشراط الساعۃ" میں مذکور ہے اور اس کے مؤید ایک روایت ہے کے یہ الفاظ ہیں کہ ان یحول اللہ صورتہ حمار یعنی اللہ تعالیٰ اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کی صورت کو گدھے جیسی صورت کردے۔ خطابی فرماتے ہیں کہ اس امت میں بھی مسخ جائز ہے لہٰذا اس حدیث کو اس کے حقیقی معنی پر محمول کرنا جائز ہے۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ مسخ خاص ہے اور امت کے لئے جو مسخ ممتنع ہے وہ مسخ عام ہے چنانچہ احادیث صحیحہ سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے۔

امام سے پہلے رکوع میں جانے اور مسخ صورت کے واقعہ کا بیان

مسخ صورت کی ایک عبرت ناک مثال علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ بالا قول کی تائید ایک عبرتناک واقعہ سے بھی ہوتی ہے جو ایک جلیل القدر محدث سے منقول ہے کہ وہ طلب علم اور حصول حدیث کی خاطر دمشق کے ایک عالم کے پاس پہنچے جو اپنے علم وفضل کی بناء پر بہت مشہور تھا انہوں نے اس عالم سے درس لینا شروع کیا مگر حصول علم کے دروان یہ واقعہ طالب علم کے لئے بڑا حیرتناک بنا رہا کہ استاد پوری مدت کبھی بھی ان کے سامنے نہیں آیا درس کے وقت استاد اور شاگرد کے درمیان ایک پردہ حائل رہتا تھا ان کو اس کی بڑی خواہش تھی کہ کم سے کم ایک مرتبہ اپنے استاد کے چہرے کی زیارت تو کریں۔ چنانچہ جب انہیں اس عالم کی خدمت

961: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 962' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 582' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 827

میں رہتے ہوئے بہت کافی عرصہ گذر گیا تو اس نے یہ محسوس کرلیا کہ طالب علم حصول حدیث کے شوق اور تعلق شیخ کے بھرپور جذبات کا پوری طرح حامل ہے تو استاد نے ایک دن درمیان میں حائل پردہ کو اٹھایا ان کی حیرت اور تعجب کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دیکھا کہ جو جلیل القدر عالم اور ان کا استاد جس کے علم وفضل کی شہرت چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے اپنے انسانی چہرے سے محروم ہے بلکہ اس کا منہ گدھے جیسا ہے استاد نے شاگرد کی حیرت اور تعجب کو دیکھتے ہوئے جو بات کہی اسے سنئے اور اس سے عبرت حاصل کیجئے۔ اس نے کہا اے میرے بیٹے! نماز کے ارکان ادا کرنے کے سلسلہ میں امام پر پہل کرنے سے بچنا میں نے جب یہ حدیث سنی کہ "کیا جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے جیسا کردے" تو مجھے بہت تعجب ہوا اور میں نے اسے بعید از امکان تصور کیا چنانچہ (یہ میری بدقسمتی کہ میں نے تجربہ کے طور پر) نماز کے ارکان ادا کرنے کے سلسلہ میں امام پر پہل کی جس کا نتیجہ میرے بیٹے اس وقت تمہارے سامنے ہے کہ میرا چہرہ واقعی گدھے کے چہرے جیسا ہوگیا۔ بہرحال ملا علی قاری اس کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد دراصل شدید تہدید اور انتہائی وعید کے طور پر ہے یا یہ کہ ایسے آدمی کو برزخ اور دوزخ میں اس عذاب کے اندر مبتلا کیا جائے گا۔

962- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ زِيَادِ بْنِ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ دَارِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ قَدْ بَدَّنْتُ فَاِذَا رَكَعْتُ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعْتُ فَارْفَعُوْا وَاِذَا سَجَدْتُ فَاسْجُدُوْا وَلَا اُلْفِيَنَّ رَجُلًا يَسْبِقُنِىْ اِلَى الرُّكُوْعِ وَلَا اِلَى السُّجُوْدِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''میں اب بھاری بھرکم ہوگیا ہوں' جب میں رکوع میں جاؤں' تو تم رکوع میں جاؤ' جب میں اٹھ جاؤں' تو تم اٹھ جاؤ' جب میں سجدے میں جاؤں' تو تم سجدے میں جاؤ اور میں کوئی ایسا شخص نہ پاؤں جو مجھ سے پہلے رکوع میں یا مجھ سے پہلے سجدے میں چلا جائے''۔

963- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ ح و حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَادِرُوْنِىْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ فَمَهْمَا اَسْبِقْكُمْ بِهٖ اِذَا رَكَعْتُ تُدْرِكُوْنِىْ بِهٖ اِذَا رَفَعْتُ وَمَهْمَا اَسْبِقْكُمْ بِهٖ اِذَا سَجَدْتُ تُدْرِكُوْنِىْ بِهٖ اِذَا رَفَعْتُ اِنِّىْ قَدْ بَدَّنْتُ

حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

962: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

963: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 619

''مجھ سے پہلے رکوع یا سجدے میں نہ چلے جاؤ' رکوع میں جاتے ہوئے تم سے پہلے جو میں جاتا ہوں تم اسے اس وقت پا لیتے ہو جب میں اٹھتا ہوں اور سجدے میں جاتے ہوئے تم سے پہلے جو میں جاتا ہوں' تو تم مجھے اس وقت پا لیتے ہو جب میں اٹھتا ہوں' اب میرا وزن کچھ زیادہ ہو گیا ہے''۔

بَابُ: مَا يُكْرَهُ فِي الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز میں امور مکروہ کے بیان میں ہے

964- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ التَّيْمِيُّ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الْجَفَاءِ اَنْ يُكْثِرَ الرَّجُلُ مَسْحَ جَبْهَتِهٖ قَبْلَ الْفَرَاغِ مِنْ صَلٰوتِهٖ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''زیادتی میں یہ چیز بھی شامل ہے' آدمی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اپنی پیشانی کو زیادہ مرتبہ صاف کرے''۔

965- حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَكِيْمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِي اِسْحٰقَ وَاِسْرَآئِيْلُ بْنُ يُوْنُسَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُفَقِّعْ اَصَابِعَكَ وَاَنْتَ فِي الصَّلٰوةِ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''نماز کے دوران تم اپنی انگلیوں کو نہ چٹخاؤ''۔

966- حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ سُفْيَانُ بْنُ زِيَادٍ الْمُؤَدِّبُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ فِي الصَّلٰوةِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' آدمی نماز کے دوران اپنے چہرے کو ڈھانپ لے۔

967- حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا قَدْ شَبَّكَ اَصَابِعَهٗ فِي الصَّلٰوةِ فَفَرَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ

964: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

965: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

966: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

967: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 386

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے نماز کے دوران اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کی ہوئی تھیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی انگلیوں کو کھلوا دیا۔

968- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلٰى فِيْهِ وَلَا يَعْوِيْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَضْحَكُ مِنْهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جب کسی شخص کو جماہی آئے' تو وہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے اور جماہی کی آواز پیدا نہ کرے' کیونکہ شیطان اس حرکت پر ہنس دیتا ہے۔

969- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ اَبِي الْيَقْظَانِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبُزَاقُ وَالْمُخَاطُ وَالْحَيْضُ وَالنُّعَاسُ فِي الصَّلٰوةِ مِنَ الشَّيْطَانِ

عدی بن ثابت اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: نماز کے دوران تھوک، بلغم، حیض اور اونگھ شیطان کی طرف سے آتے ہیں۔

نماز میں مکروہ افعال کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور نمازی کے لئے اپنے کپڑے یا بدن سے کھیلنا مکروہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزوں کو ناپسند کیا ہے۔ اور ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں عبث کو بھی ذکر کیا ہے۔ کیونکہ عبث نماز سے باہر حرام ہے تو تیرا نماز میں کیا خیال ہے۔

اور وہ کنکریوں کو نہ پلٹے کیونکہ یہ بھی ایک عبث کام کی قسم ہے۔ لیکن جب اس کو سجدہ کرنا ممکن نہ ہو تو وہ ایک مرتبہ اسے برابر کردے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! ایک بار دور کرو ورنہ اسے بھی چھوڑ دو۔ کیونکہ اسی میں نماز کی اصلاح ہے۔
اور وہ اپنی انگلیوں کو نہ چٹخائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم انگلیوں کو نہ چٹخاؤ جب تم حالت نماز میں ہو۔ اور تخصر بھی نہ کرے اور تخصر یہ ہے کہ ہاتھوں کو کوکھ پر رکھنا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تخصر کرنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے ترک سنت ہوتا ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

968: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

969: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث 2748

بَابُ: مَنْ اَمَّ قَوْمًا وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ

یہ باب جو شخص کسی قوم کی امامت کرے اور وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں

970- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنِ الْاِفْرِيْقِيِّ عَنْ عِمْرَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَّا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلٰوةٌ الرَّجُلُ يَؤُمُّ الْقَوْمَ وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَالرَّجُلُ لَا يَاْتِي الصَّلٰوةَ اِلَّا دِبَارًا يَعْنِيْ بَعْدَ مَا يَفُوْتُهُ الْوَقْتُ وَمَنِ اعْتَبَدَ مُحَرَّرًا

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تین طرح کے لوگ ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے' ایک وہ شخص جو لوگوں کی امامت کرے اور وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں' ایک وہ شخص جو وقت گزرنے کے بعد نماز ادا کرنے کے لیے آئے (راوی کہتے ہیں یعنی اس وقت جب اس نماز کا وقت فوت ہو چکا ہو) اور وہ شخص جو کسی آزاد شخص کو غلام بنالے''۔

971- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَرْحَبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ الْاَسْوَدِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْوَلِيْدِ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ لَّا تَرْتَفِعُ صَلٰوتُهُمْ فَوْقَ رُءُوْسِهِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ وَامْرَاَةٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَّاَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تین طرح کے لوگوں کی نماز ان کے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں جاتی' ایک وہ شخص جو کسی قوم کو نماز پڑھائے اور وہ لوگ اسے ناپسند کرتے ہوں' ایک وہ عورت جو ایسی حالت میں رات بسر کرے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض رہا ہو اور دو ایسے بھائی جو ایک دوسرے سے لاتعلقی اختیار کیے ہوئے ہوں''۔

بَابُ: اَلْاِثْنَانِ جَمَاعَةٌ

باب 83- دو آدمی بھی جماعت ہوتے ہیں

972- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ بَدْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَمْرِو بْنِ جَرَادٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْنَانِ فَمَا فَوْقَهُمَا جَمَاعَةٌ

◆◆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

970: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 593

971: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

972: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

"دو یا اس سے زیادہ لوگ جماعت ہوتے ہیں"۔

973-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت اٹھ کر نماز ادا کرنے لگے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف آ کر کھڑا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

974-حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز ادا کرنے لگے میں آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا۔

975-حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُخْتَارِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ وَبِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَصَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَلْفَنَا

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اہلیہ اور مجھے نماز پڑھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا اور اس خاتون نے ہمارے پیچھے کھڑے ہو کر نماز ادا کی۔

بَابُ: مَنْ يُسْتَحَبُّ أَنْ يَلِيَ الْإِمَامَ

یہ باب ہے کہ کس شخص کے لیے امام کے نزدیک کھڑے ہونا مستحب ہے؟

976-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي

973: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 728

974: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

975: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1500' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 609' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 802' ورقم الحدیث: 804

976: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 971' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 674' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 806' ورقم الحدیث: 811

مَعْمَرٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوۃِ وَیَقُوْلُ لَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ لِیَلِیَنِیْ مِنْکُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ

◆◆ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز (شروع کرنے سے پہلے) ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیر کر یہ فرماتے تھے آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف آجائے گا اور میرے قریب تجربہ کار اور سمجھدار لوگ کھڑے ہوں' پھر اس کے بعد وہ لوگ ہوں جو ان کے قریب کے مرتبے کے ہوں' پھر وہ لوگ ہوں جو ان کے قریب کے مرتبے کے ہوں۔

977- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ اَنْ یَّلِیَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ لِیَاْخُذُوْا عَنْهُ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند کرتے تھے کہ مہاجرین اور انصار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑے ہوں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کا طریقہ سیکھ سکیں۔

978- حَدَّثَنَا اَبُوْ کُرَیْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ زَائِدَۃَ عَنْ اَبِی الْاَشْهَبِ عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی فِیْ اَصْحَابِہٖ تَاَخُّرًا فَقَالَ تَقَدَّمُوْا فَاْتَمُّوْا بِیْ وَلْیَاْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَّتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَهُمُ اللّٰہُ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اصحاب کو دیکھا کہ وہ پیچھے ہونے کی کوشش کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم آگے بڑھو اور میری پیروی کرو کیونکہ تمہارے بعد والے لوگ تمہاری پیروی کریں گے۔ کچھ لوگ پیچھے ہونے کی کوشش کرتے رہتے ہیں: یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بھی انہیں پیچھے کر دیتا ہے۔

بَابُ: مَنْ اَحَقُّ بِالْاِمَامَۃِ

یہ باب ہے کہ کون شخص امامت کا زیادہ حقدار ہے؟

منصب امامت کا بیان

شریعت میں نماز کی امامت کا بڑا اہم اور عظیم الشان کام ہے تمام مقتدیوں کی نمازوں کا ذمہ دار ہونے کی وجہ سے امام مقرر کرنے کے سلسلے میں شریعت نے کچھ شرائط مقرر کی ہیں اور یہ بتایا ہے کہ اس اہم اور عظیم الشان منصب کا حامل کون آدمی ہو سکتا ہے، اس باب کے تحت اس قسم کی احادیث نقل کی جائیں گی جن سے معلوم ہوگا کہ امام مقرر کرنے کے وقت کن باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری

977: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

978: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 981' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 680' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 794

کہ امامت کا استحقاق کن لوگوں کو حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ مقتدیوں کو چاہیے کہ حاضر نمازیوں میں
اور جو آدمی امامت کے لائق زیادہ اوصاف ہوں اس کو امام بنائیں اگر کئی آدمی ایسے ہوں جن میں امامت کی لیاقت ہو تو کثرت
جس آدمی پر عمل کیا جائے یعنی جس آدمی کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہوں اسی کو امام بنایا جائے اگر کسی ایسے آدمی کی موجودگی میں جو
رائے کا مستحق اور لائق ہو کسی غیر مستحق اور نالائق آدمی کو امام بنالیا جائے گا تو سب نمازی ترک سنت کے فتنے میں مبتلا ہوں گے۔
امامت کا سب سے زیادہ استحقاق اس آدمی کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہری طور پر اس میں کوئی فسق
(۱) نظر نہ آتا ہو اور کم سے کم بقدر قرات مسنون اسے قرآن یاد ہو۔ (۲) پھر وہ آدمی جو قرآن مجید اچھا یعنی عمدہ آواز سے قرات کے
قاعدے کے موافق پڑھتا ہو۔ (۳) پھر وہ آدمی جو سب سے زیادہ خوبصورت ہو (۴) پھر وہ آدمی جو سب سے عمر زیادہ رکھتا ہوں۔
(۵) پھر وہ آدمی جو سب سے زیادہ خلیق ہو (۶) پھر وہ آدمی جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو (۷) پھر وہ آدمی جو سب سے عمدہ لباس
پہنے ہو (۸) پھر وہ آدمی جس کا سر سب سے زیادہ بڑا ہو (۹) پھر وہ آدمی جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے (۱۰) پھر وہ آدمی جو اصلی
آزاد ہو (۱۱) پھر وہ آدمی جس نے حدث اصغر سے تیمم کیا ہو بہ نسبت اس آدمی کے جس نے حدث اکبر سے تیمم کیا ہو۔ جس آدمی میں
دو وصف پائے جائیں وہ امامت کا زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس آدمی کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہے۔ مثلاً وہ آدمی جو نماز
کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھی طرح پڑھتا ہو امامت کا زیادہ مستحق اور اہل ہے بہ نسبت اس آدمی کے جو صرف نماز
کے مسائل جانتا ہو قرآن مجید اچھی طرح نہ پڑھتا ہو۔

979- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي فَلَمَّا أَرَدْنَا الِانْصِرَافَ قَالَ لَنَا إِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا

●● حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور میرا ایک ساتھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب ہم واپس جانے لگے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ فرمایا جب نماز کا وقت ہو جائے' تو تم دونوں اذان دینا اور اقامت کہنا۔ تم دونوں میں سے جو عمر میں بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔

مستحق امامت سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوم کی امامت وہ آدمی کرے جو "نماز کے احکام و مسائل جاننے کے ساتھ" قرآن مجید سب سے اچھا پڑھتا ہو (یعنی تجوید سے واقف ہو۔ اور حاضرین میں سب سے اچھا قاری ہو) اگر قرآن مجید اچھا پڑھنے میں سب برابر ہوں، تو وہ آدمی امامت کرے جو (قرات مسنونہ اچھی طرح پڑھنے کے ساتھ)

979: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 628' ورقم الحدیث: 630' ورقم الحدیث: 631' ورقم الحدیث: 685' ورقم الحدیث: 819' ورقم الحدیث: 2848' ورقم الحدیث: 6008' ورقم الحدیث: 7246' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1533' ورقم الحدیث: 1534' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 589' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 205' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 633' ورقم الحدیث: 634' ورقم الحدیث: 780

سنت کا علم سب سے زیادہ رکھتا ہو۔ اگر (قرآن مجید اچھی طرح پڑھنے اور) سنت کا علم جاننے میں سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو (مدینہ میں) سب سے پہلے ہجرت کر کے آیا ہو اگر (علم قرات اور) ہجرت میں سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو عمر میں سب سے بڑا ہو اور کوئی دوسرے کے علاقے میں امامت نہ کرے (یعنی دوسرے مقررہ امام کی جگہ امامت نہ کرے) اور کسی کے گھر میں اس کی مسند پر اس کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔" (صحیح مسلم) اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ " (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ کوئی آدمی دوسرے کے گھر میں (اس کی اجازت کے بغیر اگرچہ وہ صاحب خانہ سے افضل ہی کیوں نہ ہو) امامت نہ کرے۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1085)

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ میں سنت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں عہد صحابہ میں جو آدمی احادیث زیادہ جانتا تھا وہ بڑا فقیہ مانا جاتا تھا حضرت امام احمد اور امام ابو یوسف کا عمل اسی حدیث پر ہے، یعنی ان حضرات کے نزدیک امامت کے سلسلہ میں قاری عالم پر مقدم ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام محمد حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا مسلک یہ ہے کہ زیادہ علم جاننے والا اور فقیہ امامت کے سلسلے میں بڑے قاری پر مقدم ہے کیونکہ علم قرات کی ضرورت تو نماز کے صرف ایک ہی رکن میں (یعنی قرات کے وقت ہوتی ہے، برخلاف اس کے کہ علم کی ضرورت نماز کے تمام ارکان میں پڑتی ہے) جن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عالم پر سب سے اچھا قرآن پڑھنے والا مقدم ہے اس کا جواب ان حضرات کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو لوگ قاری ہوتے تھے وہی سب سے زیادہ علم والے بھی ہوتے تھے کیونکہ وہ لوگ قرآن کریم مع احکام کے سیکھتے تھے اسی وجہ سے احادیث میں قاری کو عالم پر مقدم رکھا گیا ہے اور اب ہمارے زمانے میں چونکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اکثر قاری مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں، اس لئے ہم عالم کو قاری پر مقدم رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان حضرات کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں حضرت ابوبکر صدیق سے لوگوں کو نماز پڑھوائی باوجود اس کے وہ قاری نہ تھے بلکہ سب سے زیادہ علم والے تھے حالانکہ اس وقت ان سے زیادہ بڑے بڑے موجود تھے۔

فاقدمہم ہجرۃ کے بارے میں ابن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ آج کل ہجرت چونکہ متروک ہے اس لئے اب یہاں حقیقی ہجرت کے بجائے معنوی ہجرت (یعنی گناہوں اور برائیوں سے ترک) کا اعتبار ہوگا یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے علم اور قرات میں برابری کے بعد پرہیز گاری کو مقدم رکھا ہے یعنی اگر وہ آدمی ایسے جمع ہوں جو عالم بھی ہوں اور قاری بھی ہوں تو ان دونوں میں سے امامت کا مستحق وہ آدمی ہوگا جو دوسرے کی بہ نسبت زیادہ پرہیز گاری کے وصف کے حامل ہوگا۔

اس حدیث میں امامت کے صرف اتنے ہی مراتب ذکر کئے گئے ہیں لیکن علماء نے کچھ اور مراتب ذکر کئے ہیں چنانچہ اگر عمر میں بھی سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہو اگر اخلاق میں بھی سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو اچھے چہرے والا ہو یعنی خوبصورت ہو اگر خوبصورتی میں سب برابر ہوں تو وہ آدمی امامت کرے جو سب سے عمدہ لباس پہنے ہوئے ہو یا سب سے زیادہ شریف النسب ہو اگر تمام اوصاف میں سب برابر ہوں تو اس صورت میں بہتر شکل یہ ہے کہ

قرعہ ڈالا جائے جس کا نام نکل آئے وہ امامت کرے یا پھر قوم جسے چاہے اپنا امام مقرر کرے اور اس کے پیچھے نماز پڑھے۔
حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی دوسرے آدمی کی سلطنت وعلاقے میں امامت نہ کرے اسی طرح ایسی جگہ بھی امامت نہ کرے جس کا مالک کوئی دوسرا آدمی ہو جیسا کہ دوسری روایت کے الفاظ فی اھلہ سے ثابت ہوا۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی مقام پر حاکم وقت امامت کرتا ہے یا حاکم وقت کی جانب سے مقرر شدہ اس کا نائب جو امیر اور خلیفہ کے ہی حکم میں ہوتا ہے امامت کے فرائض انجام دیتا ہے تو کسی دوسرے آدمی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ سبقت کر کے امامت کرے خاص طور پر عیدین اور جمعہ کی نماز میں تو یہ بالکل ہی مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح جس مسجد میں امام مقرر ہو یا کسی مکان میں صاحب خانہ کی موجودگی میں مقررہ امام اور صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر امامت کی طرف سبقت کرنا کسی دوسرے آدمی کا حق نہیں ہے کیونکہ اس طرح امور سلطنت میں انحطاط آپس میں بغض وعناد ترک ملاقات، افتراق واختلاف اور فتنہ وفساد کا دروازہ کھلتا ہے اور جب کہ جماعت کی مشروعیت ہی انہیں غیر اخلاقی چیزوں کے سدباب کے لئے ہوئی ہے چنانچہ اس سلسلے میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ رویہ قابل تقلید ہے کہ وہ اپنے فضل وشرف اور علم وتقویٰ کے باوجود حجاج بن یوسف جیسے ظالم وفاسق کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔

980- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ ضَمْعَجٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ فَإِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانَتِ الْهِجْرَةُ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًّا وَلَا يُؤَمَّ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يُجْلَسْ عَلَى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا بِإِذْنٍ أَوْ بِإِذْنِهِ

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لوگوں کی امامت وہ شخص کرے جو اللہ کی کتاب کی سب سے زیادہ اچھی قرأت کر سکتا ہو اگر وہ لوگ قرأت میں برابر ہوں' تو ان کی امامت وہ شخص کرے جس نے ہجرت پہلے کی ہو۔ اگر وہ ہجرت کے حوالے سے برابر ہوں' تو امامت وہ شخص کرے جس کی عمر زیادہ ہو اور کوئی شخص کسی دوسرے کے گھر میں' یا اس کے غلبے کے مقام میں اس کی امامت نہ کرے اور اس کے گھر میں اس کے بیٹھنے کی مخصوص جگہ پر نہ بیٹھے البتہ اجازت کے ساتھ۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس کی اجازت کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے۔

شرح

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جب (نماز پڑھنے کے لئے) تین

980: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1530' ورقم الحدیث: 1531' ورقم الحدیث: 1532' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 582' ورقم الحدیث: 583' ورقم الحدیث: 584' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 235' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 779' ورقم الحدیث: 782

آدمی (جمع) ہوں تو ان میں سے ایک امام بن جائے اور ان میں سے امامت کا زیادہ مستحق وہ ہے جو زیادہ تعلیم یافتہ ہو۔"
(صحیح مسلم مشکوٰۃ المصابیح: جلداول: حدیث نمبر 1086)

تین آدمیوں" کی قید اتفاقی ہے تین سے کم یا زیادہ ہونے کی شکل میں بھی یہی حکم ہے کہ ان میں سے ایک امام بن جائے اور باقی مقتدی علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر صحابہ عمر کا ایک بڑا حصہ طے کر چکے تھے جب اسلام کی سعادت سے مشرف ہوئے اس وجہ سے وہ لوگ قرآن پڑھنے سے پہلے علم دین سیکھتے تھے لیکن بعد میں یہ صورت نہ رہی بلکہ اب تو لوگ عمر کے ابتدائی حصے میں علم دین حاصل کرنے سے پہلے قرآن کریم پڑھنا سیکھ لیتے ہیں۔ بہر حال۔ امامت کے سلسلے میں اچھے قاری پر اس فقیہ اور عالم کو اولیت حاصل ہوگی جو نماز کے احکام و مسائل کا علم جانتا ہو معاملات کا زیادہ علم رکھنے والا قاری پر مقدم نہیں ہوسکتا۔

بَابُ: مَا يَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ

یہ باب ہے کہ امام پر کیا چیز لازم ہوتی ہے؟

981- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ سُلَيْمَانَ اَخُو فُلَيْحٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَازِمٍ قَالَ كَانَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِیُّ يُقَدِّمُ فِتْيَانَ قَوْمِهٖ يُصَلُّوْنَ بِهِمْ فَقِيْلَ لَهٗ تَفْعَلُ وَلَكَ مِنَ الْقِدَمِ مَا لَكَ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاِمَامُ ضَامِنٌ فَاِنْ اَحْسَنَ فَلَهٗ وَلَهُمْ وَاِنْ اَسَاءَ يَعْنِیْ فَعَلَيْهِ وَلَا عَلَيْهِمْ

ابوحازم بیان کرتے ہیں: حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے نوجوان لوگوں کو آگے کر دیتے تھے تا کہ وہ ان لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ان سے کہا گیا آپ ایسا کرتے ہیں: حالانکہ آپ کو آگے ہونے کا زیادہ حق ہے آپ ایسا کیوں کرتے ہیں: تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے امام ضامن ہوتا ہے اگر وہ اچھائی کرتا ہے تو اسے اس کا ثواب ملے گا اور لوگوں کو بھی اس کا ثواب ملے گا اور اگر وہ غلطی کرتا ہے تو امام پر اس کا وبال ہوگا لوگوں پر نہیں ہوگا۔

امامت میں غلطی کا وبال امام پر ہونے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں امام نماز پڑھائیں گے چنانچہ اگر وہ نماز اچھی پڑھائیں گے تو اس کا فائدہ تمہارے لئے ہے (اور ان کے لئے بھی ہے) اور اگر انہوں نے خطا کی (بے طرح نماز پڑھائی) تو تمہیں (پھر بھی) ثواب ملے گا اور اس کا گناہ ان پر ہوگا۔ (بخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلداول: حدیث نمبر 1102)

اگر امام اچھی طرح اور شرعی و مسنون طریقہ سے پڑھائے گا تو ظاہر ہے کہ اس کا ثواب امام اور مقتدی دونوں ہی کو ملے گا اور

981: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اگر امام نماز بے قاعدہ اور غیر شرعی و غیر مسنون طریقہ سے پڑھائے گا تو اس کی ذمہ داری مقتدیوں پر نہیں ہے مقتدیوں کو تو اس صورت میں بھی ثواب ملے گا کیونکہ انہوں نے تو نماز اچھی طرح ادا کی اور جماعت میں شریک ہونے کی نیت کی البتہ امام اپنی غلطی اور خطا کا خمیازہ خود بھگتے گا کیونکہ اس نے نماز پڑھانے میں تقصیر کی ہے۔اس حدیث کے ذریعے دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو وصیت فرمائی ہے کہ بعد میں جب برے اور غلط کار حاکم پیدا ہوں گے اور امامت کریں گے تو وہ امامت کی ادائیگی میں احکام و آداب کی رعایت نہیں کریں گے۔ لہٰذا اس وقت تم کو چاہیے کہ اپنی نماز درست اور صحیح طریقے پر ادا کرو۔ اگر امام اچھی طرح نماز پڑھائے گا تو اس کا فائدہ امام اور مقتدی دونوں کو ہوگا ورنہ غلط نماز پڑھانے کی شکل میں مقتدیوں پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا غلط نماز پڑھانے کی ذمہ داری تنہا امام پر ہوگی اور نقصان اسی کو ہوگا۔

982-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ عَنْ اُمِّ غُرَابٍ عَنِ امْرَاَةٍ یُّقَالُ لَهَا عَقِیْلَةُ عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ اُخْتِ خَرَشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَاْتِیْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ یَقُوْمُوْنَ سَاعَةً لَا یَجِدُوْنَ اِمَامًا یُّصَلِّیْ بِهِمْ

سیدہ سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ وہ ایک ساعت تک' (ایک گھڑی تک یعنی ایک گھنٹے تک یا ایک پہر تک) کھڑے رہیں گے اور انہیں کوئی امام نہیں ملے گا' جو انہیں نماز پڑھا دے۔

983-حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ عَنْ اَبِیْ عَلِیٍّ الْهَمْدَانِیِّ اَنَّهٗ خَرَجَ فِیْ سَفِیْنَةٍ فِیْهَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ الْجُهَنِیُّ فَحَانَتْ صَلٰوةٌ مِّنَ الصَّلَوَاتِ فَاَمَرْنَاهُ اَنْ یَّؤُمَّنَا وَقُلْنَا لَهٗ اِنَّكَ اَحَقُّنَا بِذٰلِكَ اَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَبٰى فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَمَّ النَّاسَ فَاَصَابَ فَالصَّلٰوةُ لَهٗ وَلَهُمْ وَمَنِ انْتَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا فَعَلَیْهِ وَلَا عَلَیْهِمْ

ابوعلی ہمدانی بیان کرتے ہیں: وہ ایک کشتی میں روانہ ہوئے جس میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے' نماز کا وقت ہو گیا' تو ہم نے ان سے درخواست کی وہ ہمیں نماز پڑھا دیں' ہم نے ان سے کہا' آپ اس بارے میں ہم سے زیادہ حق رکھتے ہیں' کیونکہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں' تو انہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور وہ بولے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص لوگوں کی امامت کرتا ہے اگر وہ درست نماز پڑھا دیتا ہے' تو اسے بھی ثواب ملتا ہے اور لوگوں کو بھی ثواب ملتا ہے' لیکن اگر اس کی نماز میں کوئی کمی آ جائے' تو اس کا وبال اس امام پر ہوتا ہے' لوگوں پر نہیں ہوتا۔

982: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 581

بَابُ: مَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ

یہ باب ہے کہ جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے اسے مختصر نماز پڑھانی چاہیے

984- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَتَی النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّیْ لَاَتَاَخَّرُ فِیْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ لِمَا يُطِيْلُ بِنَا فِيْهَا قَالَ فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ فِیْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيُجَوِّزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں فجر کی نماز میں اس لئے شریک نہیں ہوتا کیونکہ فلاں صاحب ہمیں بڑی لمبی نماز پڑھاتے ہیں' نبی کریم ﷺ غصے میں آ گئے' میں نے وعظ ونصیحت کے معاملے میں اس سے زیادہ کسی بھی موقع پر آپ کو اتنا غصے میں نہیں دیکھا آپ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ دوسروں کو متنفر کرتے ہیں' جس نے لوگوں کو نماز پڑھانی ہو' وہ مختصر نماز پڑھائے کیونکہ اس کے پیچھے کمزور' بڑی عمر کے اور ضرورت مند لوگ بھی ہوتے ہیں۔

شرح

حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جو آخری وصیت کی تھی وہ یہ تھی کہ "جب تم لوگوں کی امامت کرو تو انہیں ہلکی نماز پڑھاؤ۔ (مسلم)

اور کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنی قوم کی امامت کرو۔ '' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے دل میں کچھ کھٹک محسوس ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا کہ میرے قریب آؤ۔" (جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ گیا تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے آگے بٹھایا اور میرے سینے پر دونوں چھاتیوں کے درمیان اپنا دست مبارک رکھا پھر فرمایا کہ پشت پھیرو (میں نے اپنی پشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کر دی) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان اپنا دست مبارک پھیر کر فرمایا کہ "جاؤ اور اپنی قوم کی امامت کرو اور یہ (یہ یاد رکھو) کہ جب کوئی آدمی کسی قوم کا امام بنے تو اسے چاہیے کہ ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں بوڑھے بھی ہیں اور بیمار بھی ان میں کمزور لوگ بھی ہوتے ہیں اور حاجتمند بھی ہاں جب کوئی تنہا نماز پڑھے تو اسے اختیار ہے جس طرح چاہیے پڑھے۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1103)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ارشاد انی اجد فی نفسی شیا (یعنی مجھے اپنے دل میں کچھ کھٹک محسوس ہوتی ہے) کا مطلب

984: اخرجه البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 90' ورقم الحدیث: 704' ورقم الحدیث: 6110' ورقم الحدیث: 7159' اخرجه مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1044' ورقم الحدیث: 1045

تھا کہ میں امامت کے حقوق کی ادائیگی سے اپنے آپ کو عاجز پاتا ہوں یا کچھ وسوسے اور شبہات ہیں جو دل میں آتے ہیں یا یہ کہ امامت کے وقت میرے دل کے اندر ایک قسم کی برتری اور غرور کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیفیات کے دفعیہ کے لئے ان کے سینے اور پشت پر اپنا دست مبارک پھیرا جس کی برکت سے ان کی دل کی وہ کھٹک جاتی رہی جس کی موجودگی انہیں امامت پر آمادہ نہیں ہونے دیتی تھی۔ فاذا صلی احد کم الخ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تنہا نماز پڑھنے والا اپنی نماز کے معاملے میں مختار ہے چاہے تو وہ طویل نماز پڑھے چاہے مختصر لیکن علماء لکھتے ہیں کہ تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ طویل نماز پڑھے۔ اس زمانہ کے ائمہ کا معاملہ بڑا عجیب ہے جب وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے ہیں تو بہت زیادہ طوالت سے کام لیتے ہیں مگر جب تنہا نماز پڑھتے ہیں تو صرف اتنے ہی اختصار پر اکتفا کرتے ہیں جس سے نماز ادا ہو جائے۔ ائمہ کو اس طریق کار کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

985-حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ وَحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوجِزُ وَيُتِمُّ الصَّلٰوةَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختصر لیکن مکمل نماز ادا کیا کرتے تھے۔

986-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلّٰى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْاَنْصَارِيُّ بِاَصْحَابِهٖ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِّنَّا فَصَلّٰى فَاُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ فَقَالَ اِنَّهٗ مُنَافِقٌ فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ مَا قَالَ لَهٗ مُعَاذٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ فَتَّانًا يَا مُعَاذُ اِذَا صَلَّيْتَ بِالنَّاسِ فَاقْرَاْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَاقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز پڑھانا شروع کی تو نماز لمبی کر دی، ہم میں سے ایک شخص واپس چلا گیا، جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں بتایا گیا، تو وہ بولے: وہ منافق ہے، اس شخص کو اس بات کی اطلاع ملی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کہا تھا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: اے معاذ! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم فتنہ پیدا کرنے والے بن جاؤ؟ اے معاذ!
جب تم نے لوگوں کو نماز پڑھانی ہو، تو سورہ الشمس، سورہ الاعلیٰ، سورہ اللیل اور سورہ علق کی تلاوت کیا کرو۔

شرح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر آتے اور پھر اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتے تھے چنانچہ (ایک دن) انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عشاء کی نماز پڑھی

985: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1052

اور پھر آ کر اپنی قوم کی امامت کی اور (نماز میں) سورت بقرہ شروع کر دی (جب قرات طویل ہوئی تو) ایک آدمی سلام پھیر کر جماعت سے نکل آیا اور تنہا نماز پڑھ کر چلا گیا لوگوں نے (جب یہ دیکھا تو اس سے کہا کہ "فلاں نے ایسا کیا تو منافق ہو گیا ہے (کیونکہ جماعت سے جان بچا کر نکل بھاگنا تو منافقوں ہی کا کام ہے) اس نے کہا" نہیں اللہ کی قسم (میں منافق نہیں ہوا ہوں) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حقیقت حال بیان کروں گا" چنانچہ وہ آدمی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! ہم اونٹوں والے ہیں، دن کو کام کرتے ہیں (یعنی) اونٹوں کے ذریعے پانی کھینچ کر درختوں کی آبپاشی کرتے ہیں اور دن بھر محنت و مشقت میں لگے رہتے ہیں) معاذ رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ کر آئے اور ہمیں نماز پڑھائی اور سورت بقرہ شروع کر دی (لمبی قرات ہونے اور اپنے تھکے ہوئے ہونے کی وجہ سے میں بد دل ہو گیا) یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا" معاذ! کیا تم فتنے پیدا کرنے والے ہو؟ (یعنی کیا تم لوگوں سے جماعت ترک کرا کر انہیں دین سے بیزار اور فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہو؟ بہتر یہ ہے کہ) تم سورت والشمس وضحٰھا سورت والضحیٰ سورت واللیل اذا یغشی اور سورت سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھا کرو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 797)

یہ آدمی نعوذ باللہ جماعت یا نماز سے متنفر نہیں ہوا تھا بلکہ چونکہ دن بھر کی محنت و مشقت کی وجہ سے تھکا ماندہ تھا اس لئے جب قرات لمبی ہوئی اور نماز نے طوالت اختیار کی تو یہ مجبور ہو کر جماعت سے نکل آیا اور اپنی نماز تنہا پڑھ لی۔ اسی وجہ سے جماعت سے نکلتے ہوئے باوجود اس کے کہ سلام پھیرنے کا کوئی موقعہ و محل نہ تھا اس نے سلام پھیرا کیونکہ اس نے سوچا کہ نماز سے سلام پھیر کر نکلے تا کہ کم سے کم نماز پوری ہونے کی مشابہت تو ہو ہی جائے۔

ایک دوسری روایت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ کے بعد کچھ اور سورتیں بھی ذکر کی گئی ہیں مثلاً اذا السماء انفطرت اذا السماء انشقت اور سورت بروج و سورت طارق۔ حضرات شوافع نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ فرض نماز پڑھنے والے کو نفل نماز پڑھنے والے کی اقتدا کرنا جائز ہے اس لئے کہ حضرت معاذ ابن جبل جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتے تھے تو ان کی فرض نماز ادا ہو جاتی تھی اور اپنی جماعت کے ساتھ جو نماز پڑھتے تھے نفل رہتی تھی اور ان کے مقتدیوں کی نماز فرض ہوتی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو جائز رکھا انہیں اس عمل سے منع نہیں کیا۔ علماء حنفیہ کے نزدیک چونکہ فرض نماز پڑھنے والے کے لئے نفل نماز پڑھنے والے کی امامت میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اس لئے حضرات شوافع کو جواب دیا جاتا ہے کہ "نیت ایک ایسی چیز ہے جس پر کوئی دوسرا آدمی مطلع نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ خود نیت کرنے والا یہ نہ بتائے کہ اس نے کیا نیت کی تھی۔ لہٰذا یہ غالب ہے کہ حضرت معاذ ابن جبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بہ نیت فرض نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریقہ نماز سیکھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی برکت و فضیلت حاصل کرنے نیز تہمت نفاق سے بچنے کی خاطر بہ نیت نفل نماز پڑھتے ہوں پھر اپنی قوم کے پاس آ کر انہیں فرض نماز پڑھاتے ہوں گے تا کہ دونوں فضیلتیں حاصل ہو جائیں لہٰذا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو اس صورت پر محمول کرنا اولیٰ ہے کیونکہ یہ شکل تو بالاتفاق سب علماء کے نزدیک جائز ہے بخلاف پہلی شکل کے کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

امام کو مقتدیوں کی رعایت کرنی چاہئے: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امام کے لئے ضعیف، کمزور مقتدیوں کی رعایت کے پیش نظر نماز میں تخفیف کرنا سنت ہے اگر اسے اس بات کا احساس ہو کہ پیچھے مقتدی ضعیف و کمزور ہیں یا دن بھر کی محنت و مشقت سے تھکے ماندے ہیں یا انہیں کوئی دوسری مجبوری و تکلیف لاحق ہے تو اسے نماز ہلکی پھلکی پڑھانی چاہئے اتنی لمبی قرات نہ کرنی چاہئے جس سے ضعیف و کمزور لوگ تکلیف و پریشانی محسوس کریں اور اس بناء پر جماعت کو ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں۔

987- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ اَبِى الْعَاصِ يَقُوْلُ كَانَ اٰخِرُ مَا عَهِدَ اِلَىَّ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَمَّرَنِىْ عَلَى الطَّائِفِ قَالَ لِىْ يَا عُثْمَانُ تَجَاوَزْ فِى الصَّلٰوةِ وَاقْدِرِ النَّاسَ بِاَضْعَفِهِمْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَالصَّغِيْرَ وَالسَّقِيْمَ وَالْبَعِيْدَ وَذَا الْحَاجَةِ

◆◆ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے طائف کا امیر مقرر کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آخری عہد یہ لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عثمان! نماز کو مختصر پڑھنا اور سب سے کمزور شخص کا خیال رکھنا کیونکہ لوگوں میں بڑی عمر کے لوگ، کمسن لوگ، بیمار لوگ، دور سے آنے والے لوگ اور کام کاج والے لوگ بھی ہوتے ہیں:۔

988- حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِىٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِى الْعَاصِ اَنَّ اٰخِرَ مَا قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمْ

◆◆ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخر میں مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ جب تم لوگوں کی امامت کرو تو انہیں مختصر نماز پڑھانا۔

بَابُ: اَلْاِمَامِ يُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ اِذَا حَدَثَ اَمْرٌ

یہ باب ہے کہ جب کوئی ضرورت پیش آجائے' تو امام نماز مختصر کردے

989- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِىٍّ الْجَهْضَمِىُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَاَدْخُلُ فِى الصَّلٰوةِ وَاِنِّىْ اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِىِّ فَاَتَجَوَّزُ فِىْ صَلٰوتِىْ مِمَّا اَعْلَمُ لِوَجْدِ اُمِّهٖ بِبُكَائِهٖ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب میں نماز شروع کرنے

987: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 531' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 671

988: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1051

989: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 709' ورقم الحدیث: 710' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 1056

لگتا ہوں تو میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ میں طویل ادا کروں گا۔ لیکن پھر جب مجھے کسی بچے کی رونے کے آواز سنائی دیتی ہے تو میں اپنی نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے اندازہ ہے کہ اس کی ماں کو اس کے رونے کی وجہ سے کتنی پریشانی محسوس ہوتی ہے۔

990- حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِىْ كَرِيمَةَ الْحَرَّانِىُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُلَاثَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِى الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِى الصَّلٰوةِ

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''میں بعض اوقات کسی بچے کے رونے کی آواز کو سن کر نماز کو مختصر کر دیتا ہوں''۔

991- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرٰهِيْمَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ وَبِشْرُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَاَقُوْمُ فِى الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِيْهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّشُقَّ عَلٰى اُمِّهِ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' میں جب نماز شروع کرتا ہوں تو ارادہ یہ ہوتا ہے کہ لمبی نماز پڑھوں گا' لیکن پھر مجھے (اپنی مقتدیوں میں سے کسی عورت کے) بچے کے رونے کی آواز آتی ہے تو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ اس کی والدہ کو پریشانی میں مبتلا کروں۔

بَابُ: اِقَامَةِ الصُّفُوْفِ

یہ باب صفیں درست کرنے کے بیان میں ہے

992- حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ السُّوَائِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ قُلْنَا وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَلَ وَيَتَرَاصُّوْنَ فِى الصَّفِّ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کیا تم اس طرح صف نہیں

990: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

991: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 707' ورقم الحدیث: 868' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 789' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 824

992: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 967' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 661' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 815

بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کی بارگاہ میں صف قائم کرتے ہیں:۔
راوی کہتے ہیں: ہم نے عرض کی: فرشتے اپنے رب کی بارگاہ میں کیسے صف بناتے ہیں:؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں: اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر صف میں کھڑے ہوتے ہیں:۔

993- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبِي وَبِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ

◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: صفیں درست رکھو کیونکہ صفیں درست کرنا نماز مکمل کرنے کا حصہ ہے۔

994- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي الصَّفَّ حَتَّى يَجْعَلَهُ مِثْلَ الرُّمْحِ أَوِ الْقِدْحِ قَالَ فَرَأَى صَدْرَ رَجُلٍ نَاتِئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوا صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ

◆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ صفوں کو سیدھا کیا کرتے تھے یہاں تک کہ صف کو نیزے یا تیر کی طرح (بالکل سیدھا کر دیتے تھے)

راوی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کے سینے کو آگے نکلا ہوا دیکھا تو ارشاد فرمایا تم لوگ اپنی صفوں کو درست رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا کر دے گا۔

شرح

چہروں کے درمیان اختلاف پیدا فرما دے گا، کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے درمیان پھوٹ ڈال دے گا، جس کی وجہ سے افتراق وانتشار عام ہو جائے گا، اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس کے حقیقی معنی مراد ہیں، یعنی تمہارے چہروں کو گدی کی طرف پھیر کر انھیں بدل اور بگاڑ دیگا۔

'اختلاف نہ کرو" کا مطلب یہ ہے کہ صف میں برابر کھڑے ہو کسی کا کندھا آگے پیچھے نہ رہے، کیونکہ روحانی طور پر اس کا اثر دلوں پر پڑے گا، اور صفوں میں آگے پیچھے ہونے سے لوگوں کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا، جس سے مسلمانوں کی قوت وشوکت کمزور ہو جائے گی، اور دشمن کا تسلط وغلبہ بڑھے گا، اس سے معلوم ہوا کہ امام کو صفوں کی درستگی کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے، نیز

993: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 723' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 974' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 668

994: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 978' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 663' ورقم الحدیث: 665' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 227' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 809

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کے ساتھ پہلی صف میں وہ لوگ کھڑے ہوں جو علم وفضل اور عقل ودانش میں ممتاز ہوں، پھر وہ جوان سے کم ہوں، پھر وہ جوان سے کم ہوں۔

995-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ الصُّفُوْفَ وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت نازل کرتے ہیں جو صفوں کو ملا کر رکھتے ہیں اور (جو شخص صف کے درمیان میں) کشادگی کو بند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس عمل کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے۔

شرح

عرب میں تیر کی ہمواری اور سیدھا پن اس قدر مشہور تھا کہ دوسری چیزوں کے سیدھے پن اور ہمواری کو بھی تیر سے تشبیہ دیا کرتے تھے اس طرح گویا تیر بھی ان صفوں سے سیدھا کیا جاتا تھا۔" یہ جملہ کسی چیز کی ہمواری اور سیدھے پن کے لئے مثل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ تیروں کے ذریعہ دوسری چیزوں کو سیدھا اور برابر کرتے ہیں اور یہاں یہ مبالغے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے کہ صفیں اس قدر سیدھی اور ہموار ہوتی تھیں کہ تیر بھی ان کے ذریعہ سیدھے کئے جا سکتے تھے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ عبارت اپنے عکس پر محمول ہے لہٰذا اس کا مطلب یہ ہے کہ گویا صفیں تیروں کے ذریعہ برابر کرتے تھے" حدیث کے آخری جملے کا مطلب مولانا مظہر نے یہ بیان کیا ہے کہ ظاہری ادب وفرمانبرداری نہیں کرو گے تو تمہاری یہ ظاہری نافرمانی تمہارے باطن یعنی دلوں کے اختلاف کی طرف تمہیں پہنچائے گی۔ جو آگے چل کر آپس کے بغض وعناد اور کدورت وعداوت کا سبب بن جائے گی اور پھر قلوب کے یہ اختلاف اور یہ باطنی بری خصلتیں تمہاری ظاہری زندگی میں بھی اس طرح سرایت کر جائیں گی کہ تمہارے درمیان بغض وعداوت پیدا ہو جائے گی چنانچہ تم میں سے ہر آدمی ایک دوسرے سے اعراض کرے گا اور کسی کے دل میں کسی کے لئے ہمدردی کا کوئی جذبہ باقی نہ رہ جائے گا بہر حال حدیث کا حاصل یہ ہے کہ صفوں کو سیدھا اور ہموار رکھنے کی بڑی اہمیت ہے جب جماعت کھڑی ہو تو ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو صف کے برابر کرلے اور ایک دوسرے سے آگے پیچھے نہ کھڑا ہونا چاہیے، اگر صف سیدھا کرنے کے اس حکم کی پیروی نہیں کی جائے گی تو جان لو کہ رب قدوس اس کی سزا تمہیں یہ دے گا کہ تمہارے درمیان بغض ونفرت پیدا ہو جائے گی جس سے تمہارے معاشرتی وسماجی امن وسکون کا شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا۔

بَابُ: فَضْلِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ

یہ باب اگلی صف والوں کی فضیلت میں ہے

صفوں کو برابر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے جماعت میں کھڑے ہوں تو صف بندی اس طرح کریں کہ

995: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

آپس میں بالکل مل کر کھڑے ہوں تاکہ ایک دوسرے کے درمیان خلا نہ رہے اور آگے پیچھے ہٹ کر کھڑے نہ ہوں بلکہ برابر کھڑے رہیں اگر کئی صفیں ہوں تو وہ اس طرح قائم کی جائیں کہ ایک دوسری صف کے درمیان شروع سے لے کر آخر تک یکساں فرق رہے ایسا نہ ہو کہ کسی جگہ سے تو دونوں صفوں کا درمیانی فاصلہ کم ہو اور کسی جگہ سے زیادہ۔ اس باب کے تحت جو احادیث نقل کی جائیں گی ان سے صفوں کو برابر کرنے کی اہمیت و تاکید معلوم ہوگی اور صف بندی کے جو مسائل و احکام ہیں وہ واضح ہوں گے۔

پہلی صف والوں کے لئے تین مرتبہ دعائے مغفرت ہونے کا بیان

996-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِیُّ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرٰهِيْمَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَغْفِرُ لِلصَّفِّ الْمُقَدَّمِ ثَلٰثًا وَّلِلثَّانِیْ مَرَّةً

◄► حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف کے لیے تین مرتبہ دعائے مغفرت کی ہے اور دوسری صف کے لیے ایک مرتبہ کی ہے۔

997-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ مُصَرِّفٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْسَجَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ

◄► حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر (خاص) رحمت نازل کرتے ہیں''۔

پہلی صف والوں کی فضیلت کا بیان

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف (والوں) پر رحمت بھیجتے ہیں" (یہ سن کر) صحابہ کرام نے عرض کیا "یا رسول اللہ! دوسری صف (والوں) پر بھی (یعنی اس طرح فرمائے کہ پہلی اور دوسری صف پر رحمت بھیجتے ہیں مگر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس مرتبہ بھی دوسری صف کا ذکر نہیں کیا بلکہ) فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں" صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری صف پر بھی فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر یہی فرمایا) کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر رحمت بھیجتے ہیں، صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دوسری صف پر بھی فرمائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور دوسری صف پر بھی (اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ "اپنی صفوں کو برابر کو اپنے کندھوں کو ہموار رکھو (یعنی ایک سیدھ اور ہموار جگہ پر کھڑا ہو اور اونچا نیچا ہو کر مت کھڑے ہو) اور اپنے بھائیوں کے ہاتھ کے آگے نرم رہو۔ (یعنی اگر کوئی

996: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 816

997: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

آدمی کندھے پر ہاتھ رکھ کر تمہیں صف میں برابر کرے تو اس سے انکار نہ کرو بلکہ برابر ہو جاؤ، نیز صفوں میں خالی جگہ نہ چھوڑو کیونکہ شیطان خذف یعنی بھیڑ کا چھوٹا بچہ بن کر تمہارے درمیان گھس جاتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل بمشکوۃ المصابیح جلد اول حدیث: 1068)

صحابہ کے قول وعلی الثانی میں جو عطف ہے اسے عطف تلقین فرماتے ہیں یعنی صحابہ کا مطلب یہ تھا کہ پہلی صف کی فضیلت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی دوسری صف کی فضیلت بھی بیان فرمادیجئے کہ دوسری صف پر بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ دوسری صف کو بھی پہلی صف کی صف مذکورہ میں شامل فرمادیا جس سے معلوم ہوا کہ فضیلت کے اعتبار سے دوسری صف کا درجہ پہلی صف سے کم تر ہے۔

998- حَدَّثَنَا اَبُوْ ثَوْرٍ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ قَطَنٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِى الصَّفِّ الْاَوَّلِ لَكَانَتْ قُرْعَةٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "اگر لوگوں کو پہلی صف کے اجر و ثواب کا پتہ چل جائے، تو وہ اس کے لیے قرعہ اندازی کریں"۔

999- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ

◆◆ ابراہیم بن عبدالرحمٰن اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: "بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں"۔

شرح

علماء نے لکھا ہے کہ صف میں امام کے دائیں طرف کھڑا ہونا خواہ امام سے دور ہی کیوں نہ ہو بائیں طرف کھڑے ہونے سے خواہ امام سے کتنا ہی نزدیک کیوں نہ ہو افضل ہے ہاں اگر صف میں بائیں طرف جگہ خالی ہو تو پھر صف کے دونوں جانب کو برابر کرنے کی پیش نظر بائیں طرف ہی کھڑا ہونا افضل ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو برابر کرنے کے بعد نماز شروع کرتے تھے۔

بَابُ: صُفُوْفِ النِّسَآءِ

یہ باب خواتین کی صفوں کے بیان میں ہے

1000- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ

998: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 983

999: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خواتین کی سب سے بہترین صف ان کی صف سے آخری صف ہے اور سب سے کم بہتر صف ان کی سب سے پہلی صف ہے اور مردوں کی سب سے بہتر صف ان کی پہلی صف ہے اور سب سے کم بہتر صف ان کی آخری صف ہے''۔

شرح

پہلی حدیث میں عورتوں کی صف کا ذکر نہ پیش نظر تھا اس لئے وہاں ثم الذین یلونھم کے الفاظ دو مرتبہ ذکر فرمائے گئے اور یہاں چونکہ عورتوں کی صف کا ذکر بھی پیش نظر تھا اس لئے یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے گئے اس طرح صف کے چار درجے ہو گئے، یعنی پہلی صف میں بالغ اور صاحب عقل وفہم لوگ کھڑے ہوں اس کے بعد کی صفوں میں مراہق اور لڑکے کھڑے ہوں۔ اس کے بعد صفوں میں مخنث کھڑے ہوں اور پھر آخر میں عورتوں کی صف قائم کی جائے۔

1001 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ مُقَدَّمُهَا وَشَرُّهَا مُؤَخَّرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ مُؤَخَّرُهَا وَشَرُّهَا مُقَدَّمُهَا

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مردوں کی سب سے بہتر صف سب سے آگے والی اور سب سے کم بہتر صف سب سے پیچھے والی ہے اور خواتین کی سب سے بہتر صف سب سے پیچھے والی اور سب سے کم بہتر صف آگے والی ہے''۔

شرح

بہترین سے مراد ثواب کی زیادتی ہے یعنی پہلی صف والے دوسری صف والوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ثواب کے حق دار ہوتے ہیں۔ مردوں کے لئے بہترین صف پہلی صف کو اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ اس صورت میں وہ امام سے قریب ہوتے ہیں اور عورتوں سے دور اور پچھلی صف بدترین اس لئے ہوتی ہے کہ اس شکل میں امام سے دوری ہو جاتی ہے اور عورتوں سے نزدیکی۔ اس طرح عورتوں کے لئے پہلی صف اس لئے بدترین ہے کہ وہ پہلی صف میں کھڑے ہونے سے مردوں سے نزدیک ہو جاتی ہیں پچھلی صف ان کے لئے اس وجہ سے بہترین ہے کہ اس صورت میں وہ مردوں سے دور رہتی ہے۔ بہرحال حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مردوں کو تو پہلی صف میں کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہیے اور عورتوں کو آخری صف میں شامل ہونے کی سعی کرنی چاہیے۔

اگلی صف نے مراد امام کے پیچھے والی صف ہے، سب سے اچھی صف پہلی صف ہے کا مطلب یہ ہے کہ دوسری صفوں کی بہ نسبت اس میں خیر و بھلائی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ جو صف امام سے قریب ہوتی ہے تو جو لوگ اس میں ہوتے ہیں وہ امام سے براہِ راست مستفید ہوتے ہیں، تلاوت قرآن اور تکبیرات سنتے ہیں، اور عورتوں سے دور رہنے کی وجہ سے نماز میں خلل انداز ہونے

1000: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 224 1001: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

والے وسوسوں اور برے خیالات سے عام طور سے محفوظ رہتے ہیں، اور سب سے بری صف ان مردوں کی آخری صف ہے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں خیر و بھلائی دوسری صفوں کی بہ نسبت کم ہے، یہ مطلب نہیں کہ اس میں جو لوگ ہوں گے وہ برے ہوں گے۔

عورتوں کی آخری صف اس لئے بہتر ہے کہ وہ مردوں سے دور ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ فتنوں سے محفوظ رہتی ہیں، اور عورتوں کی اگلی صف سب سے خراب صف اس لئے ہے کہ وہ مردوں سے قریب ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ شیطان کے وسوسوں اور فتنوں سے محفوظ نہیں رہ پاتی ہیں۔

بَابُ: اَلصَّلٰوةِ بَيْنَ السَّوَارِیْ فِی الصَّفِّ

یہ باب صف میں موجود ستونوں کے درمیان نماز ادا کرنے میں ہے

1002 - حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ اَبُوْ طَالِبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ وَاَبُوْ قُتَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نُنْهٰى اَنْ نَصُفَّ بَيْنَ السَّوَارِیْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُطْرَدُ عَنْهَا طَرْدًا

◄► معاویہ بن قرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہمیں اس بات سے منع کیا گیا تھا کہ ہم ستونوں کے درمیان صف بنائیں' ہمیں اس بات پر ڈانٹ پلائی جاتی تھی۔

شرح

ستونوں یعنی پلروں کے بیچ میں صف باندھنے سے منع کئے جاتے تھے کیونکہ ان کے بیچ میں حائل ہونے کی وجہ سے صف ٹوٹ جاتی ہے، بعضوں نے کہا: اگر جگہ کی قلت ہو تو ستونوں کے بیچ میں بھی صف کرلیں، ترمذی نے کہا: امام احمد اور اسحاق نے ستونوں کے بیچ میں صف لگانے کو مکروہ کہا ہے، اور دوسرے علماء نے اس کی اجازت دی ہے، اور اگر ایک دو آدمی ہوں تو بالاتفاق ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

بَابُ: صَلٰوةِ الرَّجُلِ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ

یہ باب آدمی کا صف کے پیچھے تنہا کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے میں ہے

1003 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ وَكَانَ مِنَ الْوَفْدِ قَالَ خَرَجْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ وَصَلَّيْنَا خَلْفَهٗ ثُمَّ صَلَّيْنَا وَرَائَهٗ صَلٰوةً اُخْرٰى فَقَضَى الصَّلٰوةَ فَرَاٰى رَجُلًا فَرْدًا يُصَلِّیْ خَلْفَ الصَّفِّ قَالَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ

1002: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1003: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

انصَرَفَ قَالَ اسْتَقْبِلْ صَلٰوتَكَ لَا صَلٰوةَ لِلَّذِي خَلْفَ الصَّفِّ

حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ جو وفد میں شامل تھے وہ بیان کرتے ہیں ہم لوگ روانہ ہوئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی پھر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ایک اور نماز ادا کی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا جس نے صف کے پیچھے تنہا کھڑے ہوکر نماز ادا کی تھی۔

راوی کہتے ہیں: جب اس شخص نے نماز ادا کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس رکے اور ارشاد فرمایا: تم نئے سرے سے نماز ادا کرو کیونکہ جو شخص صف کے پیچھے تنہا کھڑے ہوکر نماز ادا کرتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

اکیلے صف میں نمازی کی نماز کے بارے میں مذاہب اربعہ

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔تشریح چونکہ پہلی صف میں جگہ خالی تھی اس کے باوجود وہ آدمی صف کے پیچھے تنہا کھڑا تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بطور استحباب دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔اس سلسلہ میں مسئلہ یہ ہے کہ جو آدمی صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہوکر نماز پڑھے گا یعنی پچھلی صف میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا نمازی نہیں ہوگا۔تو امام احمد کے مسلک کے مطابق اس کی نماز نہیں ہوگی۔مگر حضرت امام اعظم ،حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم ان تینوں ائمہ کے نزدیک صف کے پیچھے تنہا پڑھنے والے کی نماز ہو جاتی ہے۔تاہم ان حضرات کا قول یہ ہے کہ صف کے پیچھے تنہا نماز نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ یہ مکروہ ہے۔

صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنے میں اہل علم کا اختلاف ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایسے شخص کی نماز ظاہر حدیث کی رو سے فاسد ہے، یہی قول ابراہیم نخعی، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ کا ہے، مالک، اوزاعی اور شافعی کا کہنا ہے اس کی نماز جائز ہے، اور یہی قول اصحاب الرائے کا بھی ہے، ان لوگوں نے اس حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ اعادہ کا یہ حکم مستحب ہے واجب نہیں۔

1004 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ قَالَ اَخَذَ بِيَدِیْ زِيَادُ بْنُ اَبِی الْجَعْدِ فَاَوْقَفَنِیْ عَلٰی شَيْخٍ بِالرَّقَّةِ يُقَالُ لَهٗ وَابِصَةُ بْنُ مَعْبَدٍ فَقَالَ صَلّٰی رَجُلٌ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّعِيْدَ

ہلال بن یساف بیان کرتے ہیں: زیاد بن ابو جعد نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک بزرگ کے سامنے لاکر کھڑا کردیا جس کا نام حضرت وابصہ بن معبد تھا یہ "رقہ" کی بات ہے تو ان صاحب نے بتایا: ایک شخص نے صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہوکر نماز ادا کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوبارہ نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔

شرح

شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے کئی مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔(۱) نفل نماز جماعت سے پڑھنا جائز ہے۔(۲) اگر

1004: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 683' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 230' ورقم الحدیث: 231

جماعت صرف دو آدمیوں کی ہو یعنی ایک امام اور ایک مقتدی۔ تو مقتدی کو امام کی دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔ (۳) نماز میں تھوڑا سا عمل جائز ہے۔ (۴) مقتدی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ امام سے آگے ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو آگے کی جانب سے پھیرنے کی بجائے اپنے پیچھے سے پھیر کر دائیں طرف لا کھڑا کیا۔ (۵) ایسے آدمی کے پیچھے اقتداء جائز ہے جس نے شروع سے امام کی نیت نہ کر رکھی ہو۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ "صورت مذکورہ میں اگر تنہا مقتدی امام کے پیچھے یا بائیں طرف نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن مناسب نہیں ہے۔

بَابُ: فَضْلِ مَيْمَنَةِ الصَّفِّ

یہ باب صف کے دائیں طرف والے حصے کی فضیلت میں ہے

1005- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صف کے دائیں طرف والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں''۔

شرح

علماء نے لکھا ہے کہ صف میں امام کے دائیں طرف کھڑا ہونا خواہ امام سے دور ہی کیوں نہ ہو بائیں طرف کھڑے ہونے سے خواہ امام سے کتنا ہی نزدیک کیوں نہ ہو افضل ہے ہاں اگر صف میں بائیں طرف جگہ خالی ہو تو پھر صف کے دونوں جانب کو برابر کرنے کی پیش نظر بائیں طرف ہی کھڑا ہونا افضل ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفوں کو برابر کرنے کے بعد نماز شروع کرتے تھے

1006- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِسْعَرٌ مِمَّا نُحِبُّ اَوْ مِمَّا اُحِبُّ اَنْ نَقُوْمَ عَنْ يَمِيْنِهٖ

◆◆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم جب نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے تو ہم اس بات کو پسند کرتے تھے (ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) میں اس بات کو پسند کرتا تھا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے دائیں طرف کھڑے ہوں۔

1007- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِى الْحُسَيْنِ اَبُوْ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الْكِلَابِىُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ

1005: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 676

1006: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1640' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 615' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 821

بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ لَيْثِ بْنِ اَبِي سُلَيْمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَيْسَرَةَ الْمَسْجِدِ تَعَطَّلَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمَّرَ مَيْسَرَةَ الْمَسْجِدِ كُتِبَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْاَجْرِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی مسجد کا بائیں طرف والا حصہ معطل ہو گیا ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسجد کے بائیں طرف والے حصے کو آباد کرے گا، اسے دوگنا اجر ملے گا۔

بَابٌ ۹ : اَلْقِبْلَةِ

یہ باب قبلہ کے بارے میں ہے

مقام ابراہیم علیہ السلام اور اہل ایمان کے لئے جائے نماز کا بیان

1008- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ قَالَ لَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ طَوَافِ الْبَيْتِ اَتٰى مَقَامَ اِبْرٰهِيمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا مَقَامُ اَبِينَا اِبْرٰهِيمَ الَّذِي قَالَ اللّٰهُ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرٰهِيمَ مُصَلًّى قَالَ الْوَلِيدُ فَقُلْتُ لِمَالِكٍ اَهٰكَذَا قَرَاَ وَاتَّخِذُوا قَالَ نَعَمْ

◆◆ امام مالک، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کا طواف کر کے فارغ ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

''تم ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز بنالو''۔

ولید نامی راوی کہتے ہیں: میں نے امام مالک سے دریافت کیا: انہوں نے اسی طرح تلاوت کیا ہے ''تم بنالو'' تو امام مالک نے جواب دیا: جی ہاں۔

مقام ابراہیم علیہ السلام کو جائے نماز بنانے کا بیان

1009-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ

1007: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1008: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3969 'اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث 856,862 'اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 2961 'ورقم الحدیث 2962,2963 'ورقم الحدیث 2974

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْتَ مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى

◄◄ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم علیہ السلام کو جائے نماز بنالیں، تو (یہ مناسب ہوگا) تو یہ آیت نازل ہوئی۔

''تم لوگ مقام ابراہیم علیہ السلام کو جائے نماز بنالو۔''

شرح

مقام ابراہیم دراصل وہ پتھر ہے جسے حضرت اسمٰعیل کی بیوی صاحبہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نہانے کے لیےان کے پاؤں کے نیچے رکھا تھا، لیکن حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں یہ غلط ہے۔ دراصل وہ یہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر حضرات ابراہیم کعبہ بناتے تھے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ کی لمبی حدیث میں ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کرلیا تو حضرت عمر نے مقام ابراہیم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کیا یہی ہمارے باپ ابراہیم کا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں کہا پھر ہم اسے قبلہ کیوں نہ بنالیں؟ اس پر آیت نازل ہوئی ایک اور روایت میں ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ کے سوال پر تھوڑی ہی دیر گزری تھی جو حکم نازل ہوا ایک اور حدیث میں ہے کہ فتح مکہ والے دن مقام ابراہیم کے پتھر کی طرف اشارہ کر کے حضرت عمر نے پوچھا یہی ہے جسے قبلہ بنانے کا ہمیں حکم ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہی صحیح بخاری شریف میں ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے اپنے رب سے تین باتوں میں موافقت کی جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہی میری زبان سے نکلا میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاش کہ ہم مقام ابراہیم کو قبلہ بنالیتے تو حکم آیت (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى)2۔البقرۃ:125) نازل ہوا میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش کہ آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم دیں اس پر پردے کی آیت اتری جب مجھے معلوم ہوا کہ آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے خفا ہیں تو میں نے جاکر ان سے کہا کہ اگر تم باز نہ آؤ گی تو اللہ تعالیٰ تم سے اچھی بیویاں تمہارے بدلے اپنے نبی کو دے گا اس پر فرمان باری نازل ہوا کہ آیت (عسى ربه) الخ اس حدیث کی بہت سی اسناد ہیں اور بہت سی کتابوں میں مروی ہے ایک روایت میں بدر کے قیدیوں کے بارے میں بھی حضرت عمر کی موافقت مروی ہے آپ نے فرمایا تھا کہ اس سے فدیہ نہ لیا جائے بلکہ انہیں قتل کردیا جائے اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بھی یہی منظور تھا۔ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق جب مرگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جنازے کی نماز ادا کرنے کے لیے تیار ہوئے تو میں نے کہا تھا کہ کیا آپ اس منافق کافر کا جنازہ پڑھیں گے؟ آپ نے مجھے ڈانٹ دیا اس پر آیت آیت (وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ)9۔التوبہ:84) نازل ہوئی اور آپ کو ایسوں کے جنازے سے روکا گیا۔ ابن جریج میں روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے طواف میں تین مرتبہ رمل کیا یعنی دوڑ کی چال چلے اور چار پھیرے چل کر کئے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے آکر دو رکعت نماز ادا کی اور یہ آیت تلاوت فرمائی آیت (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى)(2۔البقرۃ:125) حضرت جابر کی حدیث میں ہے کہ مقام ابراہیم کو آپ نے اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کر

1009: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 2,4' ورقم الحدیث: 4483' ورقم الحدیث: 4916' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2959' ورقم الحدیث: 2960

تھے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام ابراہیم سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ بنا رہے تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کو پتھر دیتے جاتے تھے اور آپ کعبہ کی بنا کرتے جاتے تھے اور اس پتھر کو سرکاتے جاتے تھے جب دیوار اونچی کرنی ہوتی تھی وہاں لیجاتے تھے اسی طرح کعبہ کی دیواریں پوری کیں اس کا پورا بیان حضرت ابراہیم کے واقعہ میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس پتھر پر آپ کے دونوں قدموں کے نشان ظاہر تھے عرب کی جاہلیت کے زمانہ کے لوگوں نے بھی دیکھے تھے۔ ابوطالب نے اپنے مشہور قصیدہ میں کہا ہے: وموطئ ابراهيم في الصخر رطبة على قدميه حافيا غير ناعل

یعنی اس پتھر میں ابراہیم علیہ السلام کے دونوں پیروں کے نشان تازہ بتازہ ہیں جن میں جوتی نہیں بلکہ مسلمانوں نے بھی اسے دیکھا تھا حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے مقام ابراہیم میں حضرت خلیل اللہ کے پیروں کی انگلیوں اور آپ کے تلوے کا نشان دیکھا تھا پھر لوگوں کے چھونے سے وہ نشان مٹ گئے حضرت قتادہ فرماتے ہیں حکم اس کی جانب نماز ادا کرنے کا ہے تبرک کے طور پر چھونے اور ہاتھ لگانے کا نہیں اس امت نے بھی اگلی امتوں کی طرح بلا حکم الہ العالمین بعض کام اپنے ذمہ لازم کر لئے جو نقصان رساں ہیں وہ نشان لوگوں کے ہاتھ لگانے سے مٹ گئے۔ یہ مقام ابراہیم پہلے دیوار کعبہ کے متصل تھا کعبہ کے دروازے کی طرف حجر اسود کی جانب دروازے سے جانے والے کے دائیں جانب مستقل جگہ پر تھا جو آج بھی لوگوں کو معلوم ہے خلیل اللہ نے یا تو اسے یہاں رکھوا دیا تھا یا بیت اللہ بناتے ہوئے آخری حصہ یہی بنایا ہوگا اور یہیں وہ پتھر رکھا ہے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اسے پیچھے ہٹا دیا اس کے ثبوت میں بہت سی روایتیں ہیں پھر ایک مرتبہ پانی کے سیلاب میں یہ پتھر یہاں سے بھی ہٹ گیا تھا خلیفہ ثانی نے اسے پھر اپنی جگہ رکھوا دیا حضرت سفیان فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں ہوا کہ یہ اصلی جگہ سے ہٹایا گیا اس سے پہلے دیوار کعبہ سے کتنی دور تھا ایک روایت میں ہے کہ خود آنحضرت نے اس کی اصلی جگہ سے ہٹا کر وہاں رکھا تھا جہاں اب ہے لیکن یہ روایت مرسل ہے ٹھیک بات یہی ہے کہ حضرت عمر نے اسے پیچھے رکھا، واللہ اعلم۔

تبدیلی قبلہ کا بیان

1010- حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَّصُرِفَتِ الْقِبْلَةُ اِلَى الْكَعْبَةِ بَعْدَ دُخُوْلِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ بِشَهْرَيْنِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ اَكْثَرَ تَقَلُّبَ وَجْهِهٖ فِي السَّمَآءِ وَعَلِمَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ يَهْوَى الْكَعْبَةَ فَصَعِدَ جِبْرِيْلُ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتْبِعُهٗ بَصَرَهٗ وَهُوَ يَصْعَدُ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ يَنْظُرُ مَا يَاْتِيْهِ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ الْاٰيَةَ فَاَتَانَا اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ صُرِفَتْ اِلَى الْكَعْبَةِ وَقَدْ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَنَحْنُ رُكُوْعٌ فَتَحَوَّلْنَا فَبَنَيْنَا عَلٰى مَا مَضٰى مِنْ صَلٰوتِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جِبْرِيْلُ كَيْفَ حَالُنَا فِيْ

1010: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

صَلٰوتِنَا اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ

◄◄ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں اٹھارہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے دو ماہ بعد قبلہ کو پھیر کر کعبہ کی طرف کر دیا گیا' پہلے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز ادا کرتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آسمان کی طرف چہرہ اٹھا کر دیکھا کرتے تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں جو بات تھی اللہ تعالیٰ اس سے واقف تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنے کی آرزو ہے' حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان کی طرف بلند ہوئے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بار بار آسمان کی طرف دیکھنے لگے کہ وہ کیا حکم لے کر آتے ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

''ہم آسمان کی طرف تمہارے چہرے کا بار' بار اٹھنا دیکھ رہے ہیں''۔

راوی کہتے ہیں: ایک شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ قبلہ کو خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا ہے' راوی کہتے ہیں: ہم لوگ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے دو رکعات ادا کر چکے تھے' ہم اس وقت رکوع کی حالت میں تھے' تو ہم وہاں سے پھر کر (خانہ کعبہ کی طرف ہو گئے) تو جو نماز گزر چکی تھی' ہم نے اسے ہی جاری رکھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے جبرائیل علیہ السلام! جو نماز ہم نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی تھی' اس کا کیا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

''اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے' وہ تمہارے ایمان (یعنی اعمال) کو ضائع کر دے''۔

شرح

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ قرآن میں قبلہ کا حکم پہلا نسخ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی یہاں کے اکثر باشندے یہود تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھنے کا حکم دیا یہود اس سے بہت خوش ہوئے۔ آپ کئی ماہ تک اسی رخ نماز پڑھتے رہے لیکن خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت قبلہ ابراہیمی کی تھی آپ اللہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور نگاہیں آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے بالآخر آیت (قد نری) الخ نازل ہوئی اس پر یہود کہنے لگے کہ اس قبلہ سے یہ کیوں ہٹ گئے جس کے جواب میں کہا گیا کہ مشرق اور مغرب کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور فرمایا جدھر تمہارا منہ ہو ادھر ہی اللہ کا منہ ہے اور فرمایا کہ اگلا قبلہ امتحاناً تھا۔ اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اس پر یہ آیت اتری اور حکم ہوا کہ مسجد حرام کی طرف کعبہ کی طرف میزاب کی طرف منہ کرو جبرائیل علیہ السلام نے امامت کرائی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد حرام میں میزاب کے سامنے بیٹھے ہوئے اس آیت پاک کی تلاوت کی اور فرمایا میزاب کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہے۔

امام شافعی کا بھی ایک قول یہ ہے کہ عین کعبہ کی طرف توجہ مقصود ہے اور دوسرا قول آپ کا یہ ہے کہ کعبہ کی جہت ہونا کافی ہے اور یہی مذہب اکثر ائمہ کرام کا ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں مراد اس کی طرف ہے ابوالعالیہ مجاہد عکرمہ سعید بن جبیر قتادہ ربیع بن انس

ذخیرہ کا بھی یہی قول ہے۔ ایک حدیث میں بھی ہے کہ مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔
ابن جریج میں حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیت اللہ مسجد حرام والوں کا قبلہ اور مسجد اہل حرام کا قبلہ اور تمام زمین والوں کا حرام قبلہ ہے خواہ مشرق میں ہوں خواہ مغرب میں میری تمام امت کا قبلہ یہی ہے۔ ابونعیم میں بروایت براء مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ سترہ مہینے تک تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی لیکن آپ کو پسند امر یہ تھا کہ بیت اللہ کی طرف پڑھیں چنانچہ اللہ کے حکم سے آپ نے بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر عصر کی نماز ادا کی پھر نمازیوں میں سے ایک شخص مسجد والوں کے پاس گیا وہ رکوع میں تھے اس نے کہا میں حلفیہ گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ شریف کی طرف نماز ادا کی ہے یہ سن کر وہ جس حالت میں تھے اسی حالت میں بیت اللہ شریف کی طرف پھر گئے عبدالرزاق میں بھی یہ روایت قدرے کمی بیشی کے ساتھ مروی ہے نسائی میں حضرت ابوسعید بن معلیٰ سے مروی ہے کہ ہم صبح کے وقت مسجد نبوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جایا کرتے تھے اور وہاں کچھ نوافل پڑھا کرتے تھے ایک دن ہم گئے تو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے ہوئے ہیں میں نے کہا آج کوئی نئی بات ضرور ہوئی ہے میں بھی بیٹھ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت (قد نریٰ) تلاوت فرمائی میں نے اپنے ساتھی سے کہا آؤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوں منبر سے اترنے سے پہلے ہی ہم اس نئے حکم کی تعمیل کریں اور اول فرمانبردار بن جائیں چنانچہ ہم ایک طرف ہو گئے اور سب سے پہلے بیت اللہ شریف کی طرف نماز پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی منبر سے اتر آئے اور اس قبلہ کی طرف پہلی نماز ظہر ادا کی گئی۔

ابن مردویہ میں بروایت ابن عمر مروی ہے کہ پہلی نماز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی طرف ادا کی وہ ظہر کی نماز ہے اور یہی نماز صلوٰۃ وسطیٰ ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ پہلی نماز کعبہ کی طرف عصر کی ادا کی ہوئی اسی وجہ سے اہل قبا کو دوسرے دن صبح کے وقت اطلاع پہنچی۔ ابن مردویہ میں روایت نویلہ بنت مسلم موجود ہے کہ ہم مسجد بنو حارثہ میں ظہر یا عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کئے ہوئے ادا کر رہے تھے دو رکعت پڑھ چکے تھے کہ کسی نے آ کر قبلہ کے بدل جانے کی خبر دی۔ چنانچہ ہم نماز میں بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے اور باقی نماز اسی طرف ادا کی، اس گھومنے میں مرد عورتوں کی جگہ اور عورتیں مردوں کی جگہ آ گئیں، آپ کے پاس جب یہ خبر پہنچی تو خوش ہو کر فرمایا یہ ہیں ایمان بالغیب رکھنے والے۔

ابن مردویہ میں بروایت عمارہ بن اوس مروی ہے کہ رکوع کی حالت میں ہمیں اطلاع ہوئی اور ہم سب مرد عورتیں بچے اسی حالت میں قبلہ کی طرف گھوم گئے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے تم جہاں بھی ہو مشرق مغرب شمال یا جنوب میں ہر صورت نماز کے وقت منہ کعبہ کی طرف کر لیا کرو۔ ہاں البتہ سفر میں سواری پر نفل پڑھنے والا جدھر سواری جا رہی ہو ادھر ہی نفل ادا کر لے اس کے دل کی توجہ کعبہ کی طرف ہونی کافی ہے اسی طرح میدان جنگ میں نماز پڑھنے والا جس طرح اور جس طرف بن پڑے نماز ادا کر لے اور اسی طرح وہ شخص جسے قبلہ کی جہت کا قطعی علم نہیں وہ اندازہ سے جس طرف زیادہ دل مانے نماز ادا کر لے۔ پھر گو اس کی نماز فی الواقع قبلہ کی طرف نہ بھی ہوئی ہو تو بھی وہ اللہ کے ہاں معاف ہے۔

مسئلہ مالکیہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ نمازی حالت نماز میں اپنے سامنے اپنی نظریں رکھے نہ کہ سجدے کی جگہ

جیسے کہ شافعی، احمد اور ابوحنیفہ کا مذہب ہے اس لیے کہ آیت کے الفاظ یہ ہیں کہ منہ مسجد الحرام کی طرف کرو اور اگر سجدے کی جگہ نظر جمانا چاہے گا تو قدرے جھکنا پڑے گا اور یہ تکلیف کمال خشوع کے خلاف ہوگا بعض مالکیہ کا یہ قول بھی ہے کہ قیام کی حالت میں اپنے سینہ کی طرف نظر رکھے قاضی شریک کہتے ہیں کہ قیام کے وقت سجدہ کی جگہ نظر رکھے جیسے کہ جمہور جماعت کا قول ہے اس لئے کہ یہ پورا پورا خشوع خضوع ہے۔

اور اور ایک حدیث بھی اس مضمون کی وارد ہوئی ہے اور رکوع کی حالت میں اپنے قدموں کی جگہ پر نظر رکھے اور سجدے کے وقت ناک کی جگہ اور التحیات کے وقت اپنی گود کی طرف پھر ارشاد ہوتا ہے کہ یہ یہودی جو چاہیں باتیں بنائیں لیکن ان کے دل جانتے ہیں کہ قبلہ کی تبدیلی اللہ کی جانب سے ہے اور برحق ہے کیونکہ یہ خود ان کی کتابوں میں بھی موجود ہے لیکن یہ لوگ کفر وعناد اور تکبر وحسد کی وجہ سے اسے چھپاتے ہیں اللہ بھی ان کی ان کرتوتوں سے بے خبر نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورہ بقرہ، بیروت)

1011- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے''۔

بَابُ: مَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يَرْكَعَ

یہ باب ہے کہ جو شخص مسجد میں داخل ہو وہ اس وقت نہ بیٹھے (جب تک وہ) دو رکعات ادا نہیں کر لیتا نماز تحیت الوضو یا تحیت المسجد کا بیان

1012- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک دو رکعات ادا نہ کر لے''۔

شرح

یہ حدیث حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی دلیل ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ تحیۃ المسجد یعنی مسجد میں داخل

1011: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 342' ورقم الحدیث: 343

1012: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ہونے کے بعد دورکعت نماز پڑھنا واجب ہے اس لئے کہ اس حدیث میں امر وجوب کے لئے ہے۔ حنفیہ کے نزدیک چونکہ تحیۃ المسجد واجب نہیں مستحب ہے اس لئے وہ حضرات کہتے ہیں کہ یہاں امر (حکم) وجوب کے لئے نہیں بلکہ استحباب کے لئے ہے۔

1013- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِى قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَجْلِسَ

◆◆ حضرت ابوقتادہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص مسجد میں آئے تو اسے بیٹھنے سے پہلے دورکعت نماز ادا کر لینی چاہئے۔

شرح

تحیۃ المسجد کی دورکعت پڑھ لے، اور اگر دوسری کوئی سنت یا فرض جاتے ہی شروع کر دے تو تحیۃ المسجد ادا ہو جائے گی، اب اس کو علیحدہ پڑھنے کی ضرورت نہ ہوگی، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مسجد میں جائے تو دورکعت پڑھے، اور یہ ہر حالت کو عام اور شامل ہے۔

بَابُ: مَنْ اَكَلَ الثُّوْمَ فَلَا يَقْرَبَنَّ الْمَسْجِدَ

یہ باب ہے کہ جو شخص لہسن کھالے وہ مسجد کے قریب نہ آئے

1014- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ اَبِى عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيِّ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِى طَلْحَةَ الْيَعْمُرِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَطِيبًا اَوْ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ تَاْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا اُرَاهُمَا اِلَّا خَبِيثَتَيْنِ هٰذَا الثُّومُ وَهٰذَا الْبَصَلُ وَلَقَدْ كُنْتُ اَرَى الرَّجُلَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوجَدُ رِيحُهُ مِنْهُ فَيُؤْخَذُ بِيَدِهٖ حَتّٰى يُخْرَجَ اِلَى الْبَقِيعِ فَمَنْ كَانَ اٰكِلَهَا لَا بُدَّ فَلْيُمِتْهَا طَبْخًا

◆◆ معدان بن ابوطلحہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعے کے دن خطبہ دے رہے تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر بولے: اے لوگو! تم لوگ ان دو درختوں کا پھل کھاتے ہو میں' تو ان دونوں کو خبیث سمجھتا ہوں لہسن اور

1013: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 444' ورقم الحدیث: 1163' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1651' ورقم الحدیث: 1652' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 467' ورقم الحدیث: 468' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 316' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 729

1014: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1258' ورقم الحدیث: 1259' ورقم الحدیث: 4126' ورقم الحدیث: 4127' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 707' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 2726' ورقم الحدیث: 3363

پیاز۔ مجھے یہ بات یاد ہے نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں اگر کسی شخص سے ان کی بو آتی تھی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے بقیع کی طرف نکال دیا جاتا تھا' تو جس شخص نے اسے ضرور کھانا ہو وہ اسے پکا کر اس کی بو ختم کر دے۔

شرح

یہ دونوں خبیث اس اعتبار سے ہیں کہ انہیں کچا کھا کر مسجد میں جانا منع ہے، البتہ پک جانے کے بعد ان کا حکم بدل جائے گا، اوران کا کھانا جائز ہوگا۔

کیونکہ دوسرے مصلیان کو اس کی بدبو سے ایذا پہنچے گی، اور تکلیف ہوگی، یا فرشتوں کو تکلیف ہوگی، تمباکو، سگریٹ، بیڑی اور حقہ وغیرہ لہسن یا پیاز سے بھی زیادہ سخت بدبو والی چیزیں ہیں، اس لئے اس کے کھانے اور پینے سے پیدا ہونے والی بدبو کا حکم بھی پیاز اور لہسن ہی کا ہونا چاہئے، بلکہ اس سے بھی سخت۔

1015 - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الثُّومِ فَلَا يُؤْذِيَنَا بِهَا فِي مَسْجِدِنَا هَذَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَكَانَ أَبِي يَزِيدُ فِيهِ الْكُرَّاثَ وَالْبَصَلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي أَنَّهُ يَزِيدُ عَلَى حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي الثُّومِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص اس درخت یعنی لہسن کو کھالے وہ ہماری مسجد میں آ کر ہمیں اس کے ذریعے اذیت نہ پہنچائے''۔

ابراہیم نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے' ابویزید نامی راوی نے اس روایت کے الفاظ میں گندنا اور پیاز کا بھی اضافہ کیا ہے اور یہ ذکر کیا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ سے منقول ہے یعنی انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول لہسن کے بارے میں روایت میں اضافہ نقل کیا ہے۔

1016 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ شَيْئًا فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسْجِدَ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص اس درخت میں سے کچھ کھالے وہ مسجد میں ہرگز نہ آئے''۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جس طرح بدبودار چیزوں سے انسانوں کو تکلیف پہنچتی ہے اسی طرح فرشتے بھی ان سے تکلیف محسوس

1015: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1016: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

رتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ پیاز ولہسن وغیرہ کھا کر مسجدوں میں نہ آئیں کیونکہ مسجد میں فرشتوں کے حاضر ہونے کی وجہ سے ہیں اس لئے انہیں تکلیف ہوگی اس حکم میں ہر وہ چیز داخل ہے جو بدبودار ہو اس کا تعلق خواہ کھانے پینے سے ہو یا رہن سہن سے مثلاً منہ غلاظت و بدبو، بغل وغیر کی گندگی و تعفن وغیرہ وغیرہ۔ پھر مسجد ہی کی طرح ان دوسری جگہوں کا بھی یہی حکم ہے جہاں مجلس عبادت و وعظ منعقد ہوتی ہوں یا جہاں قرآن و حدیث کی تعلیم ہوتی ہو یا جہاں ذکر و تسبیح کے حلقے ہوتے ہوں کہ ان مقامات پر بھی بدبودار چیزوں کے ہمراہ نہ جانا چاہیے۔

بَابُ: الْمُصَلِّيْ يُسَلَّمُ عَلَيْهِ كَيْفَ يَرُدُّ

یہ باب ہے کہ جب کسی نمازی کو سلام کیا جائے' تو وہ کیسے جواب دے؟

1017- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْجِدَ قُبَاءَ يُصَلِّيْ فِيْهِ فَجَاءَتْ رِجَالٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُسَلِّمُوْنَ عَلَيْهِ فَسَاَلْتُ صُهَيْبًا وَّكَانَ مَعَهٗ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ قَالَ كَانَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ مسجد قبا تشریف لائے' آپ ﷺ وہاں نماز ادا کر رہے تھے کچھ انصار وہاں آئے انہوں نے نبی کریم ﷺ کو سلام کیا' تو میں نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: جو اس وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، نبی کریم ﷺ نے انہیں کیسے جواب دیا؟ تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کر کے جواب دیا تھا۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دورانِ نماز سلام کا جواب زبان سے نہ دے ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی، البتہ انگلی یا ہاتھ کے اشارے سے جواب دے سکتا ہے، اور اکثر علماء کا یہی قول ہے۔ جبکہ اس کا جواب دینا عمل کثیر نہ ہو۔

1018- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ ثُمَّ اَدْرَكْتُهٗ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَاَشَارَ اِلَيَّ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِيْ فَقَالَ اِنَّكَ سَلَّمْتَ عَلَيَّ اٰنِفًا وَّاَنَا اُصَلِّيْ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا جب میں واپس آپ ﷺ کی خدمت میں آیا' تو نبی کریم ﷺ نماز ادا کر رہے تھے میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا' تو آپ ﷺ نے اشارے کے

1017: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1182

1018: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 1205' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1188

ذریعے مجھے جواب دیا: جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا تم نے مجھے سلام کیا تھا اور میں اس وقت نماز ادا کر رہا تھا۔

شرح

یہ آپ ﷺ نے اس لئے فرمایا کہ جابر رضی اللہ عنہ کو جواب نہ دینے کی وجہ معلوم ہو جائے اوران کے دل کو رنج نہ ہو، سبحان اللہ آپ کو اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کا کس قدر خیال تھا۔

نماز میں سلام کا جواب دینے کی ممانعت کا بیان

1019 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ فِي الصَّلٰوةِ فَقِيْلَ لَنَا اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم پہلے نماز کے دوران سلام کرلیا کرتے تھے' ہمیں یہ کہا گیا: نماز ایک مشغولیت ہے۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سلام کا جواب دیتے تھے پھر کچھ دنوں کے بعد جب ہم نجاشی کے ہاں سے واپس آئے اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے (حسب معمول) ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سلام کا جواب نہیں دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو ہم نے عرض کیا کہ "یارسول اللہ! ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز میں سلام کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب دیتے تھے آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کیوں نہیں دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز خود ایک بڑا شغل ہے۔"

(صحیح بخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلداول: حدیث نمبر 945)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملک حبشہ کا بادشاہ ایک عیسائی تھا جس کا لقب نجاشی تھا چونکہ یہ ایک عالم تھا اس لئے جب توریت وانجیل کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونا معلوم ہوا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاکر اللہ کے اطاعت گزار بندوں میں شامل ہو گئے، جب ۹ھ میں ان کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت افسوس ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ہمراہ کھڑے ہو کر ان کے جنازے کی غائبانہ نماز پڑھی۔ چونکہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ عقیدت تھی اس لئے جب مسلمان مکہ میں کفار کے ہاتھوں بڑی اذیت ناک تکالیف میں مبتلا ہو گئے اور ان کی جانوں کے لالے پڑ گئے تو اکثر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایماء پر ان کے ملک کو ہجرت کر گئے انہوں نے اپنے

1019: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ملک میں صحابہ کی آمد کو اپنے لئے دین و دنیا کی بہت بڑی سعادت سمجھ کر صحابہ کی بہت زیادہ خدمت کی اوران کے ساتھ بہت زیادہ حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے بعد میں جب صحابہ کو علم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے جا چکے ہیں تو وہ بھی مدینہ چلے آئے۔

چنانچہ اسی وقت کا واقعہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرما رہے ہیں کہ حبشہ سے واپس آنے والے قافلے میں میں بھی شریک تھا جب ہم لوگ مدینے پہنچ کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے ہم نے حسب معمول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سلام کا جواب نہ دیا پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے استفسار پر فرمایا کہ نماز خود ایک بہت بڑا شغل ہے یعنی نماز میں قرآن وتسبیحات اور دعا مناجات پڑھنے کا شغل ہی اتنی اہمیت وعظمت کا حامل ہے کہ ایسی صورت میں کسی دوسرے آدمی سے سلام وکلام کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے یا یہ کہ نمازی کا فرض ہے کہ نماز میں پورے انہماک کے ساتھ مشغول رہے اور جو کچھ نماز میں پڑھے اس پر غور کرے اور نماز کے سوا کسی دوسری جانب خیال کو متوجہ نہ ہونے دے اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں کسی کے سلام کا جواب دینا یا کسی سے گفتگو کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

سر یا ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مفسد نماز نہیں: شرح منیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی نمازی کسی کے سلام کا جواب ہاتھ یا سر کے اشارے سے دے یا اسی طرح کوئی آدمی نمازی سے کسی چیز کو طلب کرے اور وہ سر یا ہاتھوں سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کرے تو اس کی نماز فاسد تو نہیں البتہ مکروہ ہو جائے گی۔

بَابُ: مَنْ يُصَلِّيْ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ

یہ باب کہ جو شخص لاعلمی کی وجہ سے قبلہ کی بجائے دوسری طرف رخ کر کے نماز ادا کر رہا ہو

1020- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ بْنُ سَعِيدٍ اَبُو الرَّبِيعِ السَّمَّانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَتَغَيَّمَتِ السَّمَآءُ وَاَشْكَلَتْ عَلَيْنَا الْقِبْلَةُ فَصَلَّيْنَا وَاَعْلَمْنَا فَلَمَّا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اِذَا نَحْنُ قَدْ صَلَّيْنَا لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ)

عبداللہ بن عامر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے' آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے' تو قبلہ ہمارے لیے مشتبہ ہو گیا' ہم نے نماز ادا کر لی اور ایک نشان بھی لگا لیا' جب سورج نکل آیا' تو (پتہ چلا کہ) ہم نے قبلہ کی بجائے دوسری طرف رخ کر کے نماز ادا کی تھی' ہم نے اس بات کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

1020: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 345' ورقم الحدیث: 2957

''تو تم جس طرف بھی رخ کرو گے اللہ کی ذات اسی طرف ہوگی''۔

شرح

اگر کسی شخص کو نماز پڑھنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ وہ غلط سمت میں تھا تو وہ نماز کا اعادہ نہیں کرے گا۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اگر وہ دوران نماز پھرا ہے تو پھر وہ اعادہ کرے گا۔ کیونکہ اس کو غلطی کا یقین ہو گیا ہے۔ جبکہ فقہاء احناف کہتے ہیں کہ جہت قبلہ کی طرف متوجہ ہونے میں اس کی وسعت کے سوا اس پر کچھ لازم نہیں۔ اور تکلیف وسعت کے ساتھ مقید ہے۔

اور اگر اس شخص کو نماز کے اندر ہی معلوم ہوا کہ وہ غلطی پر ہے تو وہ نماز کے اندر ہی قبلہ کی طرف پھر جائے۔ اس لئے کہ اہل قباء نے جب تحویل قبلہ کا حکم سنا تو وہ نماز ہی میں پھر گئے تھے۔ اور ان کے اس فعل کو نبی کریم ﷺ نے اچھا کہا تھا۔ اور اسی طرح نماز میں اس کے رائے دوسرے طرف تبدیل ہوگئی تو وہ اسی جانب پھر جائے کیونکہ آئندہ نماز والے حصے کو اجتہاد کے مطابق عمل کرنا واجب ہے۔ جبکہ پہلے اجتہاد کو بھی نہیں توڑا جائے گا۔ کیونکہ وہ اجتہاد سے ادا کیا گیا تھا۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

تحری کی صورت میں تبدیلی جہت میں امام شافعی کے مؤقف اعادہ نماز کا جواب

امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک جب اسے پہلی جانب نماز پڑھنے کی صورت میں یقین ہو گیا کہ وہ غلطی پر ہے تو وہ دوسری جانب پھر جائے جبکہ پہلی پڑھی ہوئی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ وہ غلط جہت پر تھی۔ لہٰذا وہ اس کا اعادہ کرے گا۔ لیکن احناف کے نزدیک اس پر اعادہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے پہلی بھی اجتہاد کے مطابق پڑھی اور دوسری جہت بھی اجتہاد کے مطابق ہے۔ اور اگر اجتہاد میں خطاء بھی ہو تو اس پر اجر مرتب ہوتا ہے۔ جس طرح حدیث مبارکہ میں ہے۔

امام مسلم اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب حاکم سوچ کر کوشش سے فیصلہ کرے پھر صحیح کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور جو سوچ کر فیصلہ دے اور غلطی کر بیٹھے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔ (صحیح مسلم، رقم ۱۰۵۶)

قبلہ کے متعلق کیا وارد ہوا ہے اور جس نے اس شخص کے لیے جو بھول کر قبلہ کے علاوہ کسی اور طرف نماز پڑھے نماز کا دہرانا ضروری نہیں سمجھا؟

امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں میں موافقت کی میں نے (ایک مرتبہ) کہا کہ یارسول اللہ! کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالیں پس یہ آیت نازل ہوئی اور مقام ابراہیم پر نماز ادا کرو۔ (البقرہ:) اور حجاب کی آیت بھی میری خواہش کے مطابق نازل ہوئی۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! کاش آپ ﷺ اپنی بیویوں کو پردہ کرنے کا حکم دے دیں، اس لیے کہ ان سے ہر نیک و بد گفتگو کرتا ہے۔ پس حجاب کی آیت نازل ہوئی اور (اور ایک مرتبہ) نبی ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ پر جوش میں (آکر) جمع ہوئیں تو میں نے ان سے کہا کہ اگر وہ (نبی ﷺ) تم کو طلاق دے دیں تو عنقریب ان کا رب انہیں تم سے اچھی بیویاں تمہارے بدلے میں دے دے گا۔ (التحریم) پس یہی آیت نازل ہوئی۔ (بخاری، رقم ۳۶۴)

امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ حضرت عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آسمان پر بادل چھا گیا اور ہم پر قبلہ مشتبہ ہو گیا ہم نے نماز پڑھ لی اور (جس طرف نماز پڑھی تھی اس طرف) نشانی لگادی جب سورج نکلا تو معلوم ہوا کہ ہم نے قبلہ کے علاوہ اور طرف نماز پڑھ لی ہے تو ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی پس تم جدھر بھی منہ کرو ادھر ہی اللہ کی جہت ہے یعنی وہ جہت جس طرف تمہیں نماز کا حکم ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے گدھے پر سوار ہو کر نماز پڑھی اور ان کا منہ قبلہ کے بائیں طرف تھا (جب وہ نماز پڑھ چکے) تو پوچھا گیا کہ آپ نے خلاف قبلہ نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں (کبھی) ایسا نہ کرتا۔ (بخاری، ۵۸۳)

ایک اجتہاد کا دوسرے اجتہاد کو منسوخ نہ کرنے کا قاعدہ فقہیہ

الاجتهاد لا ينقض بالاجتهاد .(الاشباہ ص ۵۳)

ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد کے ذریعے منسوخ نہیں ہوتا کیونکہ دوسرا اجتہاد پہلے اجتہاد سے قوی نہیں ہوتا۔

اس قاعدہ کا ثبوت اجماع ہے۔ کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سارے ایسے مسائل کا فیصلہ فرمایا ہے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے کئی مسائل میں ان سے اجتہاد اختلاف کیا ہے مگر انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حکم و فیصلہ کو منسوخ نہیں کیا۔ (الاشباہ)

اجتہاد کے معنی و مفہوم کا بیان

علامہ سید شریف لکھتے ہیں۔ کہ اجتہاد کا لغوی معنی ہے کوشش کرنا" جبکہ اصطلاح شرع میں کسی مسئلہ شرعیہ میں کتاب وسنت سے استدلال میں ذہنی وفکری قوت کو تصرف میں لانا اجتہاد کہلاتا ہے۔ (کتاب التعریفات ص ۴، مطبوعہ انتشارات، ایران)

اجتہاد کے ثبوت کا بیان

قرآن مجید میں آتا ہے۔ ترجمہ: اور داؤد اور سلیمان (علیہما السلام) کو یاد کیجئے جب وہ ایک کھیت کا فیصلہ کر رہے تھے جب کچھ لوگوں کی بکریوں نے رات میں اس کھیت کو چر لیا تھا اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے پس ہم نے اس کا صحیح فیصلہ سلیمان (علیہ السلام) کو سمجھا دیا اور ہم نے دونوں کو حکومت اور علم عطا فرمایا تھا۔ (الانبیاء ۷۹،۷۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے ان میں سے ایک کھیت کا مالک تھا اور دوسرا بکریوں کا مالک تھا کھیت کے مالک نے کہا۔ اس آدمی نے اپنی بکریاں میرے کھیت میں ہانک دیں اور میرے کھیت میں سے کوئی چیز باقی نہیں بچی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: جاؤ یہ ساری بکریاں تیری ہیں۔ یہ حضرت داؤد علیہ

السلام کا فیصلہ تھا۔ پھر بکریوں والا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گیا اور ان کو حضرت داؤد علیہ السلام کا کیا ہوا فیصلہ بتایا تب حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئے اور کہا اے اللہ کے نبی! آپ نے جو فیصلہ کیا ہے اس کے سوا ایک اور فیصلہ ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: وہ کیا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: کھیت والے کو تو معلوم ہے کہ ہر سال اس کی کتنی فصل ہوتی ہے وہ اس فصل کی قیمت بکریوں والے سے وصول کرے اور بکریوں والا بکریوں کے بال، اون اور ان کے بچوں کو بیچ کر وہ قیمت ادا کرے۔ جبکہ بکریوں کی نسل تو ہر سال چلتی رہتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: تم نے صحیح فیصلہ کیا اور فیصلہ یہی ہے۔ (جامع البیان رقم الحدیث ۱۸۶۵۶)

بچے کا فیصلہ اور اجتہاد کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: دو عورتیں تھیں اور ان کے ساتھ دو بچے تھے بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بچے کو کھا گیا۔ ایک نے دوسری سے کہا کہ بھیڑیے نے تمہارے بچے کو کھایا اور دوسری نے کہا بھیڑیے نے تمہارے بچے کو کھایا ہے پھر ان دونوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس مقدمہ پیش کیا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ پھر وہ دونوں عورتیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گئیں اور اپنا مقدمہ پیش کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: مجھے چھری لا کر دو۔ میں اس بچے کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر دیتا ہوں پھر اس کو تم دونوں کے درمیان تقسیم کروں گا۔ تب چھوٹی عورت نے کہا کہ نہیں! اللہ آپ پر رحم کرے یہ اسی کا بچہ ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس چھوٹی عورت کے حق میں بچے کا فیصلہ کر دیا۔ (مسلم، ج ۲، ص ۷۷، قدیمی کتب خانہ کراچی)

قرآن سنت سے مذکورہ دونوں مسائل سابقہ شریعتوں سے ذکر کیے گئے ہیں اب ہم اجتہاد کا ثبوت موجودہ شریعت یعنی شریعت مصطفویہ ﷺ سے اجتہاد کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا اور پوچھا تم کس طرح فیصلہ کرو گے۔ انہوں نے کہا میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اگر کتاب اللہ میں تصریح نہ ہو؟ انہوں نے کہا پھر میں رسول اللہ ﷺ کی سنت سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت میں تصریح نہ ہو ؟انہوں نے کہا پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے نمائندہ کو توفیق دی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حاکم اجتہاد سے کوئی فیصلہ کرے اور وہ صحیح ہو تو اس کو دو اجر ملتے ہیں اور جب وہ فیصلہ کرنے میں خطاء کرے تو اس کو ایک اجر ملتا ہے۔

(جامع ترمذی ج ۱ ص ۱۵۸،۵۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

چار رکعات چار سمتوں کی طرف پڑھنے کا بیان

اگر نمازی کو قبلہ کی سمت میں اجتہادی رائے سے تبدیلی آجائے تو وہ اپنے دوسرے اجتہاد کے مطابق عمل کر سکتا ہے لیکن اس صورت میں اس کا پہلا اجتہاد بھی درست رہے گا حتیٰ کہ اگر اس نے اپنی رائے اور اجتہاد کے مطابق چاروں رکعات مختلف چار سمتوں کی طرف رخ کر کے ادا کر لیں تو اسکی نماز ہو جائے گی اور اس پر ان کی قضا نہیں ہے۔ (الاشباہ ص اد)

انتباہ:

اگر حاکم نے کوئی حکم دیا اور اسکے بعد اسکی اجتہادی رائے تبدیل ہوگئی ؛ وتو اسکا پہلا حکم برقرار رہے گا مگر آئندہ وہ اپنے دوسرے اجتہاد کے مطابق حکم دیا کرے گا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پہلے اجتہاد کو منسوخ نہیں کیا

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس سلطنت کا کام بہت ہو گیا تو انہوں نے عدالت کا کام، حضرت ابوالارداء رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ اسی دوران ایک مرتبہ دو آدمیوں کا مقدمہ ان کے سامنے پیش کیا گیا تو حضرت ابوالارداء نے ایک کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ تو وہ شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ فیصلہ تو میرے خلاف ہوا ہے۔ تو اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں انکی جگہ پر ہوتا تو میں تمہارے حق میں فیصلہ کرتا تو اس شخص نے کہا کہ اب آپ کو فیصلہ کرنے میں کون سی چیز مانع ہے آپ نے فرمایا: کیونکہ اس معاملہ میں کوئی نص شرعی وارد نہیں۔ اس لئے اجتہاد اور رائے دونوں برابر ہیں۔

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے پہلے سال میراث کے ایک مسئلہ میں جو حجریہ یا مشترکہ کے نام سے مشہور ہے کہ سگے بھائی کو کچھ نہ دیا جائے۔ جب دوسرا سال آیا تو انہوں نے پھر ایسا فیصلہ کرنا چاہا تو سگے بھائی نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ اخیافی بھائی اپنی والدہ کی طرف سے جو کہ میری بھی ماں ہے وارث بنے ہیں، فرض کریں کہ ہمارا باپ گدھا تھا یا ایک پتھر تھا جسے سمندر میں پھینک دیا گیا تو کیا ہم سب کی ماں ایک نہیں؟ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو بھی بھائیوں کے ساتھ شریک کر دیا لوگوں نے کہا۔ آپ نے گذشتہ سال اس کے خلاف فیصلہ کیا تھا آپ نے فرمایا: وہ مسئلہ اس فیصلہ کے مطابق تھا جو ہم کر چکے ہیں اور یہ مسئلہ اس فیصلہ کے مطابق ہے جو ہم اب کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے باطل یا منسوخ نہیں ہوتا۔ (الطرق الحکمیہ ص ۳۷، دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور)

تعین جہت کعبہ کے لئے محراب کے استعمال میں فقہی تصریحات

جہت کعبہ دلیل کے ذریعہ پہچانی جا سکتی ہے اور دلیل شہروں اور دیہاتوں میں وہ محراب ہیں جو صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین نے قائم کئے، صحابہ نے جب عراق کا علاقہ فتح کیا تو انہوں نے وہاں کے لوگوں کیلئے مشرق و مغرب کے درمیان جہت کعبہ مقرر کی اس لئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عراقی مغرب کو اپنی دائیں طرف اور مشرق کو اپنی بائیں طرف کر لے۔

اسی طرح امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا، یہ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کی اتباع میں کہا ہے، جس میں ہے کہ جب تم مغرب کو اپنی دائیں اور مشرق کو اپنی بائیں طرف کرلے تو ان کے درمیان اہل عراق کا قبلہ ہے۔ اور جب صحابہ نے خراسان فتح کیا تو وہاں کے رہنے والوں کے لئے موسم گرما کے مغرب اور موسم سرما کے مغرب کے درمیان کو قرار دیا۔ پس ہم پر ان کی اتباع لازم ہے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے اہل رے کے لئے قبلہ کا تعین کرتے ہوئے فرمایا: جدی (ستارہ) کا اپنے بائیں کاندھے پر کرو۔ ان کے علاوہ دیگر شہروں کے بارے میں مشائخ کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ جب بنات نعش صغری کو اپنے دائیں کان پر کرتے ہوئے تھوڑا سا اپنی بائیں طرف پھر جاؤ یہی تمہارا قبلہ ہے۔ اور بعض کا قول یہ ہے کہ جدی (ستارہ) کو جب اپنے بائیں کان کے پیچھے کرلے تو یہ تیرا قبلہ ہے

اور حضرت عبداللہ ابن مبارک، ابو مطیع، ابو معاذ، سلم بن سالم اور علی بن یونس رحمھم اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہمارا قبلہ عقرب (ستارہ) ہے۔ اور بعض کا کہنا یہ ہے کہ سورج برج جوزا میں ہو تو ظہر کے آخری وقت میں جب تو سورج کی طرف اپنے چہرے کو پھیرلے تو یہی تمھارا قبلہ ہے۔

اور فقیہ ابو جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب تم چہرہ مغارب کے سامنے کی طرف کرو تو نسر واقع تمھارے دائیں کاندھے کے برابر اور نسر طائر چہرے میں تمھاری دائیں آنکھ کے مقابل ہوگا جو ان کے درمیان ہو وہ قبلہ ہے۔ فرمایا اور بخارا کا قبلہ ہمارے ہی قبلہ پر ہے اور امام قاضی صدر الاسلام کا قول ہے کہ قبلہ دونوں نسروں کے درمیان ہے۔

شیخ الاسلام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم سال کے بڑے دنوں میں سورج کے مغرب کی طرف دیکھو اس طرح سال کے چھوٹے دنوں میں دیکھو پھر اپنی دائیں جانب سے دو تہائی اور بائیں جانب سے ایک تہائی چھوڑ دو تو یہ سمت قبلہ ہے۔ یہ تمام اقوال ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں۔ (فتاویٰ قاضی خان، کتاب الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۳۳، لکھنؤ)

بَابُ: اَلْمُصَلِّيْ يَتَنَخَّمُ

یہ باب نمازی کا تھوک پھینکنے کے بیان میں ہے

1021- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّيْتَ فَلَا تَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْكَ وَلَا عَنْ يَمِيْنِكَ وَلٰكِنِ ابْزُقْ عَنْ يَسَارِكَ اَوْ تَحْتَ قَدَمِكَ

حضرت طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب تم نماز ادا کر رہے ہو تو اپنے سامنے کی طرف یا دائیں طرف ہرگز نہ تھوکو! بلکہ اپنے بائیں طرف یا اپنے پاؤں کے نیچے تھوکو۔

1021: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 478 اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 571 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 725

شرح

اس حدیث میں نمازی کو اس آدمی سے تشبیہ دی گئی ہے جو اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہو کر اس سے سرگوشی کرتا ہے لہٰذا جس طرح اس موقع پر وہ آدمی اپنے مالک کی عزت احترام کے تمام آداب کو ملحوظ رکھتا ہے اسی طرح نمازی کے لئے بھی واجب ہے کہ جب وہ اپنے پروردگار حقیقی کے سامنے نماز کے لئے کھڑا ہو تو حضوری کے تمام شرائط و آداب کو پورا پورا خیال رکھے۔ اور اس سلسلے میں ایک اہم ادب یہ ہے کہ اپنے سامنے نہ تھوکے، گو رب قدوس کی ذات پاک جہت و سمت کی قیود سے پاک ہے تاہم سامنے نہ تھوکنے کی قید لگا کر آداب حضوری کے راستے سے روشناس کرایا جارہا ہے کہ پروردگار عالم کے دربار میں حاضری کے وقت ایسا کوئی طریقہ اختیار نہ کیا جائے۔ جو رب ذوالجلال کی شان و عظمت و کبریائی کی منافی ہو۔ "فرشتے" سے مراد یا کراما کاتبین کے علاوہ وہ فرشتہ ہے جو خاص طور پر نماز کے وقت نمازی کی تائید اور اس کی رہبری اور اس کی دعا پر آمین کہنے کے لئے حاضر ہوتا ہے لہٰذا نمازی پر واجب ہے کہ اس فرشتے کی مہمانی کا خیال کرتے ہوئے کراما کاتبین سے زیادہ اس کا اکرام و احترام کرے کیونکہ کراما کاتبین تو ہر وقت ہی ساتھ رہتے ہیں اور اس کے اکرام و احترام کی شکل یہی ہو سکتی ہے کہ دوران نماز اپنی دائیں طرف نہ تھوکے کہ یہ فرشتہ اسی سمت رہتا ہے۔ یا پھر "فرشتے" سے مراد کراما کاتبین ہے کہ اس صورت میں کہ کہا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دائیں طرف تھوکنے سے اس لئے منع فرمایا تا کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ دائیں طرف کا فرشتہ جو بندے کے نیک اعمال لکھنے پر مقرر ہے بائیں طرف کے فرشتے سے جو بندہ کے برے اعمال لکھنے پر متعین ہے رتبے کے اعتبار سے زیادہ افضل ہے۔ جس طرح کہ دائیں سمت بائیں سمت سے افضل ہوتی ہے یا رحمت کا فرشتے عذاب کے فرشتہ سے زیادہ افضل ہوتا ہے۔

1022 - حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِىْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ مَا بَالُ اَحَدِكُمْ يَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَهٗ يَعْنِىْ رَبَّهٗ فَيَتَنَخَّعُ اَمَامَهٗ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّسْتَقْبَلَ فَيُتَنَخَّعَ فِىْ وَجْهِهٖ اِذَا بَزَقَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقَنَّ عَنْ شِمَالِهٖ اَوْ لِيَقُلْ هٰكَذَا فِىْ ثَوْبِهٖ ثُمَّ اَرَانِىْ اِسْمٰعِيْلُ يَبْزُقُ فِىْ ثَوْبِهٖ ثُمَّ يَدْلُكُهٗ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی قبلہ کی سمت میں (دیوار پر) تھوک لگا ہوا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: کیا وجہ ہے کہ جب کوئی شخص کھڑا ہوتا ہے اور اس کے سامنے اس کا پروردگار ہوتا ہے تو وہ شخص اپنے سامنے کی طرف ہی تھوک دیتا ہے۔ کیا کوئی شخص اس بات کو پسند کرے گا کہ کسی کا رخ اس کی طرف ہو اور پھر اس کے چہرے کی طرف تھوک دیا جائے۔ جب کسی شخص نے (نماز کے دوران) تھوکنا ہو تو وہ اپنے دائیں طرف تھوکے یا پھر اس طرح اپنے کپڑے میں تھوکے۔

پھر اسماعیل نامی راوی نے اپنے کپڑے میں تھوک کر اسے مل کر دکھایا۔

1022: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 1228 'ورقم الحدیث 1229' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 308

1023- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهُ رَاٰى شَبَثَ بْنَ رِبْعِيٍّ بَزَقَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ يَا شَبَثُ لَا تَبْزُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ اَقْبَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ حَتّٰى يَنْقَلِبَ اَوْ يُحْدِثَ حَدَثَ سُوْءٍ

◄► ابووائل بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے شبث بن ربعی کو دیکھا کہ اس نے سامنے کی طرف تھوک دیا' تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے شبث! تم سامنے کی طرف تھوک نہ پھینکو' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' جب آدمی کھڑا ہو کر نماز ادا کر رہا ہوتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے کی سمت میں ہوتا ہے۔

(اور اس وقت تک سامنے رہتا ہے) جب تک آدمی نماز ختم نہیں کر لیتا یا وضو نہیں توڑ دیتا (یا کوئی غلط حرکت نہیں کرتا)

1024- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ وَعَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَزَقَ فِيْ ثَوْبِهٖ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ ثُمَّ دَلَكَهٗ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے میں تھوک دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز ادا کر رہے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مل لیا۔

بَابُ: مَسْحِ الْحَصٰى فِي الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز کے دوران کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے کے بیان میں ہے

1025- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کنکری پر ہاتھ پھیرتا ہے اس نے لغو حرکت کی''۔

1026- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا

1023: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1024: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1025: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1026: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1207' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1222 تا 1219' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 946' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 380' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1191

الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْحِ الْحَصَى فِي الصَّلٰوةِ إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَمَرَّةً وَاحِدَةً

حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے دوران کنکریوں کو ہٹانے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: اگر تم نے ایسا کرنا ہی ہو تو ایک مرتبہ کرو۔

نمازی کے سامنے رحمت ہونے کا بیان

1027- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ فَلَا يَمْسَحْ بِالْحَصَى

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو تو رحمت اس کے مدمقابل ہوتی ہے اس لیے وہ کنکریوں پر ہاتھ نہ پھیرے''۔

شرح

رحمت سامنے ہوتی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی دنیا سے منہ موڑ کر نماز کی حالت میں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو اس وقت اس کے سامنے رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اس لئے ایسے مقدس و باعظمت موقع پر نمازی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کنکریوں سے کھیل کرے یا اس قسم کا کوئی دوسرا فعل کر کے بے ادبی کا معاملہ کرے کہ جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے انوار فضل و رحمت سے محروم ہو جائے۔

بَابُ: الصَّلٰوةِ عَلَى الْخُمْرَةِ

یہ باب چٹائی پر نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1028- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ حَدَّثَتْنِي مَيْمُونَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹی چٹائی پر نماز ادا کیا کرتے تھے۔

1029- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

1027: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 945' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 379' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث 1190

1028: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 381' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 737

1029: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1159' ورقم الحدیث: 1160' ورقم الحدیث: 1497' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 332' اخرجہ ابن ماجہ فی ''السنن'' رقم الحدیث 1048

قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی پر نماز ادا کی ہے۔

1030- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِىْ زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ صَلَّى ابْنُ عَبَّاسٍ وَّهُوَ بِالْبَصْرَةِ عَلٰى بِسَاطِهٖ ثُمَّ حَدَّثَ اَصْحَابَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّىْ عَلٰى بِسَاطِهٖ

◆◆ عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب بصرہ میں تھے' تو انہوں نے اپنی چٹائی پر نماز ادا کی پھر انہوں نے اپنے ساتھیوں کو یہ بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی چٹائی پر نماز ادا کر لیتے تھے۔

بَابُ: السُّجُوْدِ عَلَى الثِّيَابِ فِى الْحَرِّ وَالْبَرْدِ

یہ باب گرمی یا سردی میں کپڑوں پر سجدہ کرنے کے بیان میں ہے

1031-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِىُّ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ جَاءَنَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِنَا فِىْ مَسْجِدِ بَنِىْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ فَرَاَيْتُهٗ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى ثَوْبِهٖ اِذَا سَجَدَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوعبداشہل کی مسجد میں نماز پڑھائی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے کپڑے پر رکھے ہوئے تھے' اس وقت جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تھے۔

1032-حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِىْ اُوَيْسٍ اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْاَشْهَلِىُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِىْ بَنِىْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ وَعَلَيْهِ كِسَاءٌ مُتَلَفِّفٌ بِهٖ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيْهِ يَقِيْهِ بَرْدَ الْحَصٰى

◆◆ عبداللہ بن عبدالرحمٰن اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبداشہل کی مسجد میں نماز پڑھائی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی (سجدہ کرتے ہوئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریوں کی ٹھنڈک سے بچنے کے لئے دونوں ہاتھ اس پر رکھے ہوئے تھے۔

1033- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ غَالِبٍ الْقَطَّانِ عَنْ بَكْرٍ

1030: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1031: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1032: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بن عبد اللہ عن انس ابن مالک قال کنا نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شدۃ الحر فاذا لم یقدر احدنا ان یمکن جبھتہ بسط ثوبہ فسجد علیہ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ شدید گرمی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے تو ہم میں سے کسی شخص کے لیے اگر پیشانی کو زمین پر رکھنا ممکن نہ ہوتا تو وہ اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر لیتا تھا۔

باب :التسبیح للرجال فی الصلوٰۃ والتصفیق للنسآء

یہ باب ہے (امام کو متوجہ کرنے کے لیے) نماز کے دوران ''سبحان اللہ'' کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لیے ہے

1034 - حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ وھشام بن عمار قالا حدثنا سفیان بن عیینۃ عن الزھری عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال التسبیح للرجال والتصفیق للنسآء

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: (امام کو متوجہ کرنے کے لیے) سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لیے ہے۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام نماز میں بھول جائے، تو مرد "سبحان اللہ" کہہ کر اسے اس کی اطلاع دیں، اور عورت زبان سے کچھ کہنے کے بجائے دستک دے، اس کی صورت یہ ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ کی دونوں انگلیوں سے اپنی بائیں ہتھیلی پر مارے، اور یہ بھی ہے کہ سبحان اللہ کہنے کے بجائے "اللہ اکبر" کہہ کر امام کو متنبہ کریں۔

1035 - حدثنا ھشام بن عمار وسھل بن ابی سھل قالا حدثنا سفیان بن عیینۃ عن ابی حازم عن سھل بن سعد الساعدی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال التسبیح للرجال والتصفیق للنسآء

◆◆ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: (امام کو متوجہ کرنے

1033: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 385' ورقم الحدیث: 542' ورقم الحدیث: 1208' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1406' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 660' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 584' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1115

1034: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1203' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 953' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 939' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1206

1035: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کے لیے) سبحان اللہ کہنے کا حکم مردوں کے لیے ہے اور تالی بجانے کا حکم خواتین کے لیے ہے۔

1036 - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ وَعُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَاءِ فِي التَّصْفِيقِ وَلِلرِّجَالِ فِي التَّسْبِيحِ

◆◆ نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے خواتین کے لیے تالی بجانے اور مردوں کو "سبحان اللہ" کہنے کی اجازت دی تھی۔

بَابُ: الصَّلٰوةِ فِي النِّعَالِ

یہ باب جوتے پہن کر نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1037 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْسٍ قَالَ كَانَ جَدِّي أَوْسٌ أَحْيَانًا يُصَلِّي فَيُشِيرُ إِلَيَّ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَأُعْطِيهِ نَعْلَيْهِ وَيَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ

◆◆ ابن ابواوس بیان کرتے ہیں: میرے دادا حضرت اوس رضی اللہ عنہ بعض اوقات نماز ادا کر رہے ہوتے تھے اور وہ نماز کے دوران ہی مجھے اشارہ کر دیتے تھے' میں ان کے جوتے انہیں دے دیتا تھا' وہ یہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو جوتے پہن کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

جوتے پہن کر نماز پڑھنے سے متعلق غیر مقلدین کے مؤقف کا بیان

اس باب میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں، بلکہ علماء نے خاص اس مسئلہ میں مستقل رسالے لکھے ہیں، حاصل یہ ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑھنا مستحب اور مسنون ہے، اور جو کہتا ہے کہ جوتے اتار کر پڑھنا ادب ہے اس کا قول غلط ہے اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کا کوئی فعل خلاف ادب نہیں ہوسکتا، دوسری حدیث میں ہے کہ جوتے پہن کر نماز پڑھو اور یہود کی مخالفت کرو، وہ جوتے پہن کر نماز نہیں پڑھتے، البتہ یہ ضروری ہے کہ جوتے پاک وصاف ہوں، مگر ہماری شریعت میں جوتوں کی پاکی یہ رکھی گئی ہے کہ ان کو زمین سے رگڑ دے، اور جوتوں کا دھونا کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

اور نہ سلف صالحین ہی سے منقول ہے، لیکن یہ واضح رہے کہ تمدن اور شہریت کے اس زمانہ میں جب کہ مساجد میں فرش اور قالین بچھانے کا رواج ہے تو ان میں جوتا پہن کر جانا نامناسب ہے خاص کر برصغیر کے شہروں اور دیہاتوں کی مساجد میں کہ یہاں کی مٹی اور کیچڑ نیز راستہ کی گندگی اور کوڑا کرکٹ انسان کے جوتے اور کپڑوں میں لگ کر اس کو گندا کر دیتے ہیں، رہ گئی بات عرب دنیا

1036: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1037: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کی تو وہاں پر عام زمین ریتلی اور پہاڑی ہے اور بالعموم جوتے یا بدن میں لگنے کے بعد بھی خود سے یا رگڑنے سے صاف ہو جاتی ہے،
بہر حال صفائی اور ستھرائی کا خیال کرنا بہت اہم مسئلہ ہے، اور صاف جوتے پہن کر مناسب مقام میں نماز پڑھنے کا جواز ایک الگ
مسئلہ ہے، چنانچہ عرب ملکوں میں آج بھی لوگ جوتے پہن کر نماز ادا کرتے ہیں، لیکن مساجد میں جوتے پہن کر نماز نہیں ادا کرتے
بلکہ اس کے لئے اندر اور باہر جگہیں ہر مسجد میں موجود ہوتی ہیں، جہاں انہیں رکھ کر آدمی مسجد میں داخل ہوتا ہے۔
(حاشیہ سنن ابن ماجہ، کتاب صلوٰۃ)

جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم حالت عذر پر محمول ہونے کا بیان

حالت جنگ یا اور کوئی سخت ایمرجنسی کی حالت میں جوتوں سمیت نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر جوتے پاک ہو تو پھر
پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ مثلاً نئے جوتے ہوں مگر یہ بھی خلاف ادب ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں جوتوں سمیت کھڑا ہونا خلاف ادب
ہے۔ ہمیں مقدس مقامات کا احترام کرنا چاہیے کیونکہ قرآن پاک میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ اپنے جوتے اتار
دیں اس لیے کہ آپ ایک مقدس جگہ کھڑے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔ مفتی: صاحبزادہ بدر عالم جان (منہاج القرآن)
ایک حدیث سے کتنے نتیجے اخذ کئے جاتے ہیں جبکہ اس میں اس پر ریت جیسا کچھ بھی نہیں لکھا ہوتا، عقل بھی انسان کو اللہ سبحان
تعالیٰ نے عطا کی ھے، ریت ایک سمندر کی مانند ھے اور ریت میں جوتی گندی نہیں ہوتی۔
جس طرح آپ جوتی صاف کرنے کا کہہ رہے ہیں تو پاکستان میں آپ اپنے گھر سے نکلیں اور مسجد پہنچنے تک راستے میں دنیا
جہاں کی گندگی جوتی کو مس کرتی ھے تو کیا آپ جوتی کو صاف کر کے نماز پڑھیں گے۔
یہ قانون پورے سعودی عرب میں بھی شائد لاگو نہیں ہوتا ہاں جو لوگ وہاں ریگستان میں رہتے ہیں وہی ایسا کر سکتے ہیں شہر میں
بھی یہ لاگو نہیں۔
میں نے جو بھی لکھا اپنی طرف سے نہیں لکھا ایک زمانہ ہوا اس پر یہ مسئلہ کسی عالم دین سے پوچھا تھا، ہو سکے تو غیر مقلدین بھی
کسی عالم دین سے پوچھ لیں۔

1038- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي حَافِيًا وَمُتَنَعِّلًا

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی کریم ﷺ کو برہنہ
پاؤں بھی اور جوتے پہن کر بھی (یعنی دونوں طرح سے) نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

1039- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَقَدْ رَأَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي النَّعْلَيْنِ وَالْخُفَّيْنِ

1038: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 653

1039: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کو جوتے پہن کر اور موزے پہن کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

شرح

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ضرور جوتے ہی پہن کر نماز پڑھنی چاہیے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے، اس لیے دونوں طرح عمل کرو۔ ابوداود میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دونوں طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ مسند احمد اور ابوداود میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد آئے تو جوتے کو پلٹ کر دیکھ لے۔ اگر کوئی گندگی لگی ہو تو زمین سے رگڑ کر صاف کر لے اور انہی جوتوں کو پہنے ہوئے نماز پڑھ لے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضور ﷺ کے یہ الفاظ ہیں اگر تم میں سے کسی نے اپنے جوتے سے گندگی کو پامال کیا ہو تو مٹی اس کو پاک کر دینے کے لیے کافی ہے۔ اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے: یطھرہ مابعدہ ، یعنی ایک جگہ گندگی لگی ہو گی تو دوسری جگہ جاتے جاتے خود زمین ہی اس کو پاک کر دے گی۔

ان کثیر التعداد روایات کی بنا پر امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام اوزاعی اور اسحاق بن راھویہ وغیرہ فقہا اس بات کے قائل ہیں کہ جوتا ہر حال میں زمین کی مٹی سے پاک ہو جاتا ہے۔

ایک قول امام احمد اور امام شافعی کا بھی اس کی تائید میں ہے۔ مگر امام شافعی کا مشہور قول اس کے خلاف ہے۔ غالباً وہ جوتا پہن کر نماز پڑھنے کو ادب کے خلاف سمجھ کر منع کرتے ہیں، اگرچہ سمجھا یہی گیا ہے کہ ان کے نزدیک جوتا مٹی پر رگڑنے سے پاک نہیں ہوتا۔ (اس سلسلے میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مسجد نبوی میں چٹائی تک کو فرش نہ تھا، بلکہ کنکریاں بچھی ہوئی تھیں۔ لہٰذا ان احادیث سے استدلال کر کے اگر کوئی شخص آج کی مسجدوں کے فرش پر جوتے لے جانا چاہے تو یہ صحیح نہ ہو گا۔

بَاب : كَفِّ الشَّعَرِ وَالثَّوْبِ فِي الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز کے دوران کپڑوں یا بالوں کو سمیٹنے کے بیان میں ہے

1040- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَّأَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ لَا أَكُفَّ شَعَرًا وَّلَا ثَوْبًا

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں (نماز کے دوران) بالوں یا کپڑوں کو نہ سمیٹوں۔

1041- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أُمِرْنَا أَلَّا نَكُفَّ شَعَرًا وَّلَا ثَوْبًا وَّلَا نَتَوَضَّأَ مِنْ مَوْطِئٍ

1041: اخرجہ ابوداود فی "السنن" رقم الحدیث: 204

1042: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں ہمیں اس بات کا حکم دیا گیا کہ ہم (نماز کے دوران) بالوں یا کپڑے کو سمیٹیں نہیں اور نجاست پر پاؤں رکھنے کے بعد از سر نو وضو نہ کریں (بلکہ صرف پاؤں دھولیں)

1042- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَخْبَرَنِي مُخَوَّلُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعْدٍ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْمَدِينَةِ يَقُولُ رَاَيْتُ اَبَا رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَى الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَهُوَ يُصَلِّي وَقَدْ عَقَصَ شَعْرَهُ فَاَطْلَقَهُ اَوْ نَهَى عَنْهُ وَقَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ عَاقِصٌ شَعْرَهُ

مخول بیان کرتے ہیں: میں نے مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب ابوسعد کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو دیکھا' انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا جنہوں نے اپنے بال باندھے ہوئے تھے' تو حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے انہیں کھول دیا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا اور یہ بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' آدمی اپنے بالوں کا جوڑا بنا کر نماز ادا کرے۔

کف شعر کے بارے میں دلائل شرعیہ کا بیان

یعنی نماز اس طرح پڑھنا کہ بالوں کا جوڑا بنایا ہو، اس سے بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ یہ متعدد روایات میں ہے کہ کف شعر نہ کیا جائے۔ ابوداؤد میں سند جید سے مروی ہے کہ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ نماز اس حال میں پڑھ رہے ہیں کہ آپ نے اپنی زلفوں کا اپنی گردن پر جوڑا بنایا ہوا ہے، تو آپ نے جوڑا کھول دیا اور آپ (حضرت ابورافع) نے فرمایا: میں نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ وہ کفل الشیطان ہے۔ یعنی شیطان کا حصہ، یا فرمایا، مقعد الشیطان ہے یعنی شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا اس طرح پڑھنا نہایت ناپسندیدہ عمل اور مکروہ ہے۔ اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن حارث کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا کہ ان کے بال معقوص ہیں، (جوڑا بنایا ہوا) تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور ان کو کھولنا شروع فرمایا اور ساتھ ہی ایک روایت سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمائی۔

جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے حال میں نماز پڑھنا آپ کو ناپسند ہے۔ اس کے علاوہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث نے دلالت کی اس بات پر کہ اگر کسی نے بالوں کا جوڑا بنا کر نماز ادا کی، تو اس کی نماز مکروہ ہوگی۔ آگے فرماتے ہیں: جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اس طرح نماز پڑھنا منع ہے۔ چاہے نماز کے لئے ہی قصداً ایسا کیا ہو یا نماز سے پہلے کسی اور غرض کے لئے ایسا کیا گیا ہو۔ ہر حال میں اسطرح نماز ادا کرنا منع ہے۔ اور فرماتے ہیں: عقص کا معنی یہ ہے کہ سر کے وسط میں بالوں کو اکٹھا کر لیا

جائے اور دھاگہ سے باندھا یا گوند سے چپکا لیا جائے۔

ان روایات سے معلوم ہوا کف شعر یعنی بالوں کو لپیٹ کر جوڑا بنا کر نماز پڑھنا واجب الاعادہ ہے۔تاہم علماء سے مکروہ تنزیہی کا بھی قول مروی ہے۔بہر حال مطلقاً کراہت پر اتفاق ہے۔آگے اختلاف کراہت تحریمی یا کراہت تنزیہی میں ہے۔حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔آپ نے ایک شخص کو دیکھ کہ وہ اس حال میں سجدہ کر رہا ہے کہ اس کے بالوں کا جوڑا بنایا ہوا ہے۔تو آپ نے فرمایا: جوڑا کھول دے تاکہ بال بھی سجدہ کریں۔(یہ تمام مضمون عینی جلد نمبر 6 ص 91 پر درج ہے)۔

فتح الباری والے فرماتے ہیں کہ حضرت ابو رافع اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے عمل سے یہ مفہوم ملتا ہے کہ عین نماز کی حالت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جائز ہے کہ انہوں نے عملاً نماز کا جوڑا کھول دیا اور جوڑا بنانے سے منع فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ انہوں نے بھی نماز کی حالت میں تبلیغ فرمائی۔آجکل فیشن کا دور ہے طرح طرح سے فیشنی بال بنائے جاتے ہیں اور خلاف سنت انگریزی طرز پر بال رکھے جاتے ہیں۔اس طرح کے بال بنانا سخت منع ہے اور تقلید نصاریٰ ہے اور ایسی حالت میں نماز کا مکروہ ہونا واضح ہے۔اس پر مستزاد یہ ہے کہ اکثر حضرات داڑھی منڈواتے یا کتراتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔ایک مشت یعنی چار انگل کی مقدار داڑھی رکھنا واجب ہے۔لیکن بعض حضرات کو ایسا کرتے بھی دیکھا ہے کہ داڑھی کٹواتے تو نہیں ہیں،لیکن داڑھی کے بال گرستے ہیں اور موڑ موڑ کر اس طرح بنا لیتے ہیں کہ داڑھی چھوٹی معلوم ہو،یہ بھی سخت منع ہے اور کٹانے کے حکم میں داخل ہے اور اس طرح نماز پڑھانا مکروہ ہے۔

ہمارے بعض آئمہ بھی بہت کوتاہی کرتے ہیں،کچھ داڑھی کٹاتے ہیں اور کچھ داڑھی کو گرستے ہیں۔مولیٰ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔بالخصوص آئمہ حضرات کو اس کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئیے۔کف ثوب: لغوی معنیٰ ہے کپڑا کا موڑنا اور سجدہ میں جاتے وقت اپنے کپڑے کو اوپر کی طرف کھینچنا ہے۔اس حدیث میں مذکور ہے۔جس طرح کف شعر کی ممانعت ہے ایسے ہی کف ثوب کی بھی ممانعت ہے۔کف ثوب میں تعمیم ہے۔خواہ نیفے کی جانب کپڑا گھرسا ہو یا پائنچے کی جانب سے کپڑا الپٹا ہو یا کلائیوں پر کپڑا سمیٹا ہوا ہو۔مطلق کف ثوب ان سب صورتوں کو شامل ہے اور ان جیسی سب صورتیں منع اور مکروہ ہیں۔بعض حضرات کا پاجامہ یا شلوار اتنی لمبی ہوتی ہے کہ ٹخنے کے نیچے تک جاتی ہے اور نماز پڑھتے وقت ٹخنوں کے اوپر کرنے کیلئے شلوار یا پاجامہ کو نیفے سے گھرس لیتے ہیں یا پائنچے کی جانب سے لپیٹ لیتے ہیں۔یہ شدید مکروہ ہے۔ٹھیک ہے ٹخنے کے نیچے تک کپڑا ہونا مکروہ ہے۔لیکن یہ اس سے بھی زیادہ کراہت ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اتنی لمبی شلوار وغیرہ سلوانی ہی نہ چاہیے کہ ٹخنے سے نیچے رہے کیونکہ یہ صرف نماز کی حالت میں ہی خرابی نہیں،بلکہ عام حالت میں بھی یہ ایسی ہی خرابی ہے۔جتنی نماز کی حالت میں،کیونکہ جس حدیث میں آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے وہ ہر حالت کو شامل ہے۔خواہ نماز میں یا غیر نماز میں،پھر شلوار وغیرہ لمبی ہوتی ہے تو پھر یہ تکلفات کرنے پڑتے ہیں کبھی پائنچے کی جانب

کپڑا لپیٹنا یا نیفے کی جانب سے کپڑا اکٹھا کرنا اور کف ثوب کرنا۔ جس سے سرکار دو عالم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اس مذکورہ حدیث کے علاوہ بھی امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: مجھے کف ثوب اور کف شعر سے منع فرمایا گیا اور ترمذی شریف میں بھی اس حدیث کی تخریج امام ترمذی نے فرمائی ہے اور یہ فرمایا: ھذا حدیث حسن صحیح۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں کف ثوب چاہے نیفے کی جانب، چاہے ٹخنے کی جانب، چاہے کہنیوں پر کپڑا لپیٹنا سب صورتیں منع اور مکروہ ہیں اور فقہاء کرام کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے یہ کراہت تحریمی اور گناہ ہے۔

کف شعر کے متعلق اقوال فقہاء کرام کا بیان

درمختار میں ہے: کف ثوب مکروہ ہے، یعنی کپڑے کا اٹھانا، اگرچہ کپڑا مٹی سے بچانے کیلئے کیا ہو جیسے آستین اور دامن کو موڑنا۔ اگر ایسی حالت میں نماز میں داخل ہوا کہ اس کی آستین یا اس کا دامن موڑا ہوا تھا اور اس قول سے اس کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ موڑنا حالت نماز کے ساتھ ہی مخصوص نہیں، خواہ نماز شروع کرنے سے پہلے یا دوران نماز ہو، سب صورتوں میں مکروہ ہے۔ (جلد 1 صفحہ 598) جوہرہ نیرہ میں ہے: ولا یکف ثوبہ الخ۔ اپنے کپڑے کو نہ موڑے اور کف ثوب یہ ہے کہ سجدہ کرتے وقت اپنے سامنے سے یا پیچھے سے اپنا کپڑا اٹھانا اکثر نمازیوں کی عادت ہے کہ سجدہ میں جاتے وقت اپنا کپڑا دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھاتے ہیں یہ بھی کف ثوب ہے اور یہ بھی شدید مکروہ ہے۔ عالمگیری میں ہے۔ نمازی کیلئے کف ثوب مکروہ ہے۔ (عموماً مطلقاً مکروہ بول کر فقہاء مکروہ تحریمی مراد لیتے ہیں)۔

علامہ شامی نے آستین پر کپڑا موڑنے کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے کہ نصف کلائی سے کم ہو تو نماز مکروہ تنزیہی ہوگی اور نصف کلائی یا اس سے اوپر تک آستین مڑی ہو، تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کف ثوب تو دونوں صورتوں میں ہے، پھر حکم میں اختلاف کیوں؟ تو اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان فرمائی ہے کہ عام طور پر وضو کرنے کے بعد بے توجہی اور بے پرواہی کی وجہ سے آستین تھوڑی سی مڑی رہ جاتی ہے۔ لہٰذا ابتلاء عام کی وجہ سے کراہت میں تخفیف ہے۔

علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب شرح مسلم جلد اول ص 683 پر فرماتے ہیں: احناف کی کتب میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے فقہائے حنفیہ کا کپڑا لپٹنے میں (کلائیوں پر) اختلاف ہے بعض کے نزدیک اگر نمازی کہنیوں تک آستین چڑھائے تو مکروہ نہیں اور بعض کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے۔

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جن فقہاء نے نمازی کے کپڑا لپیٹنے یا سمیٹنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اس سے مراد مکروہ تحریمی ہے اور جن فقہاء نے کراہت کی نفی کی ہے، اس نفی سے مراد مکروہ تحریمی کی نفی ہے، مکروہ تنزیہی ان کے نزدیک بھی ثابت ہے۔ علامہ ابن عابدین نے اس مضمون کی تصریح فرمائی ہے۔ کپڑا لپیٹنے میں آستینوں کو چڑھانا، پائنچوں کو لپیٹنا اور نیفے کے قریب شلوار یا پاجامہ کو اڑس لینا یہ سب شامل ہیں اور یہ مکروہ تحریمی ہے۔ (شرح مسلم، جلد 1 صفحہ 684 فرید بک سٹال لاہور)

بَابُ: اَلْخُشُوْعِ فِي الصَّلٰوةِ

باب 107- نماز کے دوران خشوع وخضوع اختیار کرنا

1043- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْفَعُوا اَبْصَارَكُمْ اِلَى السَّمَآءِ اَنْ تَلْتَمِعَ يَعْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف بلند نہ کرو! ایسا نہ ہو کہ وہ اچک لی جائیں (راوی کہتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے نماز کے دوران ایسا نہ کرو)''

نماز میں خشوع وخضوع سے متعلق احادیث وآثار کا بیان

۱- سعید بن منصور وابن جریر والبیہقی فی سننہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے تھے تو یہ آیت آیت الذین ہم فی صلاتہم خاشعون، نازل ہوئی۔

۲- عبد بن حمید وابوداود فی مراسیلہ وابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی فی سننہ من وجہ آخر ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو دائیں بائیں دیکھتے تھے تو یہ آیت آیت الذین ہم فی صلاتہم خشعون، نازل ہوئی تو آپ نے اپنا سر جھکا دیا۔

۳- عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نماز میں اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور دائیں بائیں متوجہ ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں آیت قد افلح المومنون، الذین ھم فی صلاتھم خشعون، تو انہوں نے اپنے سروں کو جھکا دیا اور اسکے بعد انہوں نے اپنی آنکھوں کو اوپر نہیں اٹھایا اور نہ دائیں بائیں متوجہ ہوئے۔

نماز میں خشوع وخضوع

۴- عبدالرزاق وابن ابی شیبہ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی کسی چیز کو نماز میں دیکھ لیتے تھے اور اپنی آنکھ کو اوپر اٹھا لیتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی آیت قد افلح المؤمنون ، الذین ھم فی صلاتھم خشعون، تو انہوں نے اپنا سر جھکا لیا ابن سیرین فرماتے ہیں اگر یہ روایت نہ ہوتی تو میں اپنی عقل سے نہ جان سکتا کہ اس آیات کا معنی کیا ہ۔ فرمایا آیت الذین ھم فی صلاتھم خشعون، اس آیت کے اترنے کے بعد، آپ نے اپنا سر جھکا دیا۔

٦- ابن مردویہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے آیت الذین ھم فی صلاتھم خشعون کے بارے میں روایت کیا کہ صحابہ

1043: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

رضی اللہ عنہم جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو اپنی نماز پر پوری طرح متوجہ ہوتے تھے اور اپنی نظروں کو سجدوں کی جگہ رکھتے انہوں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ ان پر متوجہ ہوتے ہیں تو وہ دائیں اور بائیں متوجہ نہ ہوتے۔

۷-ابن المبارک فی الزہد وعبد الرزاق والفریابی وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ والبیہقی فی سنعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس قول آیت الذین ھم فی صلاتھم خشعون کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد دل کا خشوع ہے اور یہ کہ تو اپنے پہلو کو مؤمن بندے کے لیے نرم کردے۔ اور یہ کہ تو اپنی نماز میں ادھر ادھر توجہ نہ کرے۔

۸-ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت الذین ھم فی صلاتھم خشعون سے مراد ہے کہ ڈرنے والے اور نماز میں پرسکون ہوتے ہیں۔

۹-الحکیم الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ سے پناہ مانگو نفاق کے خشوع سے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفاق کے خشوع سے کیا مراد ہے؟ فرمایا بدن میں خشوع ہوا اور دل میں نفاق ہو۔

۱۰-ابن المبارک وابن ابی شیبہ واحمد فی الزہد نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ مانگو ان سے کہا گیا نفاق کا خشوع کیا ہے؟ فرمایا کہ تو جسم کو خشوع والا پائے اور جبکہ دل میں خشوع نہ ہو۔

۱۱-عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کہ خشوع دل میں ہے اور وہ خوف ہے اور نماز میں آنکھوں کو نیچا رکھنا ہے۔

۱۲-ابن ابی شیبہ عبد بن حمید وابن جریر نے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت الذین ہم فی صلاتہم خشعون، سے مراد دل کا خشوع ہے اور فرمایا کہ وہ نماز میں خاموش رہتے ہیں۔

۱۳-ابن جریر وابن ابی حاتم نے حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت الذین ہم فی صلاتہم خشعون، سے مراد ہے کہ ان کا خشوع ان کے دل میں ہوتا ہے اس وجہ سے وہ اپنی نظروں کو پست رکھتے ہیں اور اس وجہ سے اپنے بازوؤں کو نیچے رکھتے ہیں۔ یعنی تواضع کا اظہار کرتے ہیں۔

۱۴-عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم نے زہری رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ آیت الذین ہم فی صلاتہم خشعون، یعنی نماز میں خشوع سے مراد آدمی کا اپنی نماز میں پرسکون رہنا ہے۔

۱۵-ابن المبارک وعبدالرزاق عبد بن حمید وابن اجریر وابن المنذر نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ نماز میں خشوع سے مراد کہ اس میں خاموش رہنا ہے۔

۱۶-ابن سعد وابن ابی شیبہ واحمد فی الزہد نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز میں ایسے کھڑے ہوتے تھے گویا کہ وہ لکڑی ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے اور مجاہد نے فرمایا کہ خشوع نماز میں مراد ہے۔

١٧- الحكيم الترمذی من طريق القاسم بن محمد عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ام رومان (حضرت عائشہ (رض) کی والدہ) سے روایت کیا کہ مجھ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا کہ میں اپنی نماز میں ایک طرف جھکتی ہوں تو انہوں نے مجھ کو ایسا شدید ڈانٹا قریب تھا کہ میں اپنی نماز کو توڑ دیتی پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب کوئی تم میں سے نماز میں کھڑا ہو تو اپنی جانبوں کو سکون میں رکھے یہودیوں کے جھکنے کی طرح نہ جھکے کیونکہ اعضاء کا پرسکون ہونا نماز میں، یہ نماز کے کمال میں سے ہے۔

١٨- الحكيم الترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنی داڑھی سے نماز میں کھیل رہا تھا آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے جوارح میں بھی خشوع ہوتا۔

١٩- ابن سعد نے ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے نماز میں خشوع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ یہ ہے کہ تو اپنی نظروں کو اس جگہ رکھ جہاں تو سجدہ کرتا ہے۔

نماز میں دائیں بائیں دیکھنا شیطانی اثر ہے

٢٠- ابن ابی شیبہ والبخاری وابوداود والنسائی نے عائشہ (رض) سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں ادھر ادھر توجہ کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ ایک اچک لینا ہے، شیطان بندے کی نماز میں سے اچک لیتا ہے۔

٢١- ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے مرض کی حالت میں فرمایا مجھ کو بٹھا دو، مجھ کو بٹھا دو۔ میرے پاس ایک امانت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے امانت دی تھی پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنی نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہو اگر وہ مجبور ہو تو ان نمازوں میں کرے کہ جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض نہیں کیں۔

٢٢- عبدالرزاق وابن ابی شیبہ نے عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں نے ابو ہریرہ (رض) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تو نماز پڑھے تو ادھر ادھر توجہ نہ کر کیونکہ تیرا رب تیرے سامنے ہوتا ہے اور تو اس سے سرگوشی کر رہا ہوتا ہے عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ رب تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے ابن آدم! کہ تو کس طرح کو ادھر ادھر توجہ کرتا ہے میں تیرے لیے بہتر ہوں ان سب چیزوں سے کہ جن کی طرف تو توجہ کرتا ہے۔

٢٣- ابن ابی شیبہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نماز میں ادھر ادھر توجہ کرنے سے بچو کیونکہ ادھر ادھر توجہ کرنے والے کی نماز نہیں ہے اور جب تم مغلوب ہو جاؤ کسی نفل نماز میں تو فرض نماز میں کسی صورت میں مغلوب نہ ہو۔

٢٤- ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ برابر توجہ فرماتے ہیں اپنے بندے پر جب تک وہ نماز میں ہوتا ہے مگر جب اسے حدث لاحق ہو جائے یا وہ کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہو جائے۔

٢٥- ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن منقذ رحمۃ اللہ سے روایت کیا کہ جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جب وہ بندہ کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے اعراض کر لیتے ہیں۔

٢٦- ابن ابی شیبہ نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتے

یہاں تک کہ وہ کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے۔

۲۷-ابن ابی شیبہ نے حکم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نماز کی تکمیل یہ ہے کہ تو نہ پہچانے اس کو جو تیری داہنی طرف کھڑا ہوا ہے اور جو تیری بائیں طرف کھڑا ہوا ہے۔

۲۸-الحاکم وصحہ نے جبیر بن نفیر بن عوف بن مالک رضی اللہ عنہم کے طریق سے روایت کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ اوقات ہیں جن میں علم کو اٹھالیا جائے گا، انصار میں سے ایک آدمی نے کہا جس کو ابن لبید کہا جاتا تھا یارسول اللہ! کس طرح علم کو اٹھالیا جائے گا جبکہ یہ کتابوں میں ثبت ہوگا اور دلوں میں اس کو یاد کرایا ہوگا۔ آپ نے فرمایا میں تجھ کو مدینہ والوں کے سمجھ دار لوگوں میں سے سمجھتا تھا، پھر آپ نے یہود اور نصاریٰ کی گمراہی کا ذکر فرمایا جب کہ ان کے پاس کتابیں تھیں۔ میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے اس کو بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ عوف نے سچ کہا کیا میں تجھ کو اس کے اول کے بارے میں نہ بتاؤں میں نے عرض کیا کیوں نہیں (ضرور بتایئے) فرمایا کہ خشوع کو اٹھالیا جائے گا یہاں تک کہ خشوع کرنے والے کو نہ دیکھے گا۔

قرب قیامت علم کو اٹھالیا جائے گا

۲۹-الحاکم وصحہ من طریق جبیر بن نفیر نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے اپنی نظر کو آسمان کی طرف اٹھایا۔ پھر فرمایا یہ وہ اوقات ہیں کہ علم کو لوگوں سے اچک لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے۔ زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیسے ہم سے اچک لیا جائے گا کہ ہم قرآن کو پڑھتے ہیں۔ اللہ کی قسم! البتہ ہم اس کو آپس میں پڑھتے ہیں اور البتہ ہم اس کو اپنی عورتوں کو اور اپنے بیٹوں کو بھی پڑھائیں گے۔ آپ نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے اے زیاد! میں تجھے اہل مدینہ کے سمجھ دار لوگوں میں شمار کرتا تھا یہی تورات اور انجیل یہود ونصاریٰ کے پاس ہیں انہوں نے تو کوئی ان کو نفع نہ دیا میں عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے اس سے کہا تو نے نہیں سنا جو تیرا بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتا ہے میں نے اسے سب واقعہ بتایا۔ اس نے کہا وہ سچ کہتا ہے اگر تو چاہے تو میں تجھ کو بتاؤں کہ سب سے پہلے لوگوں سے کون سی چیز اٹھائی جائے گی اور وہ خشوع ہے قریب ہے کہ تو مسجد میں داخل ہوگا اور تو اس میں کسی آدمی کو خشوع کرنے والا نہ دیکھے گا۔

۳۰-ابن ابی شیبہ احد زہد میں اور حاکم وصحہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سب سے پہلی چیز جو تم اپنے دین میں سے گم پاؤ گے وہ خشوع ہے اور آخری چیز جو تم اپنے دین میں سے گم کردو گے وہ نماز ہے اور تم ضرور ضرور توڑ دو گے اسلام کے حلقوں کو ایک ایک کر کے اور عورتیں نماز پڑھیں گی اور وہ حیض میں ہوں گی اور تم اگلے لوگوں کے راستے پر برابر برابر چلو گے تم ان کے راستہ پر نہ چلو اور نہ ہی وہ تم کو غلط راستے پر ڈال سکیں۔ یہاں تک کہ بہت فرقوں میں سے دو فرقے باقی رہ جائیں گے ان میں سے ایک کہے گا یہ پانچ نمازیں کیا ہیں اور البتہ تحقیق گمراہ ہوئے وہ لوگ جو ہم سے پہلے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت واقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل، (ھود: ۱۱۴) صرف تین نمازیں پڑھو اور دوسرا کہتے گا کہ بلاشبہ مومنین کا ایمان لانا اللہ تعالیٰ کے ساتھ فرشتوں کے ایمان کی طرح ہے ہمارے درمیان نہ کوئی کافر ہے اور نہ منافق اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ان دونوں فرقوں کو دجال کے ساتھ اٹھائے

گا۔

۳۱-احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالیسیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کچھ لوگ مکمل نماز پڑھتے ہیں اور کچھ نصف، کچھ تیسرا حصہ اور کچھ چوتھا حصہ نماز پڑھتے ہیں یہاں تک کہ آپ نے دسویں حصے تک کا ذکر کیا۔ یعنی ثواب کے لحاظ سے کسی کو آدھا کسی کو تہائی کسی کو چوتھائی کسی کو دسواں حصہ ثواب کا ملتا ہے۔

۳۲-ابن ابی شیبہ، مسلم، ابن ماجہ، بخاری، ابوداود، نسائی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا حال ہے ان قوموں کا جو اپنی نظروں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں نماز میں آپ نے اس بات میں سختی کی یہاں تک کہ فرمایا وہ اس کام سے ضرور باز آجائیں یا ضرور انکی آنکھوں کو اچک لیا جائے گا۔

۳۴-ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ضرور ضرور باز آجائیں قومیں جو نماز میں اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتی ہیں یا پھر یہ نظریں ان کی طرف نہیں لوٹیں گی۔

۳۵-ابن ابی شیبہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ کوئی تم میں سے نہیں ڈرتا اس بات سے کہ جب وہ اٹھاتا ہے اپنی نظروں کو آسمان کی طرف نماز میں شاید کہ اس کی نظریں اس کی طرف نہ لوٹیں۔ (تفسیر درمنثور، سورہ مومنون، لاہور)

نماز کے آداب کا بیان

1044-حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بِاَصْحَابِهٖ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ اَقْبَلَ عَلَى الْقَوْمِ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَآءِ حَتّٰى اشْتَدَّ قَوْلُهٗ فِيْ ذٰلِكَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْ لَيَخْطَفَنَّ اللّٰهُ اَبْصَارَهُمْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے چہرہ مبارک لوگوں کی طرف کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگ نماز کے دوران آسمان کی طرف کیوں دیکھتے ہیں؟ (راوی کہتے ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے (اس حرکت سے منع) کیا اور فرمایا: یا تو لوگ اس حرکت سے باز آجائیں گے یا ان کی بینائی رخصت کر دے گا۔

1045-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَآءِ اَوْ لَا تَرْجِعُ اَبْصَارُهُمْ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''لوگ (نماز کے دوران) یا تو اپنی نگاہیں

1044: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 750' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 913' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1192

1045: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 965

آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آ جائیں گے یا پھر ان کی نگاہیں واپس نہیں آئیں گی (یعنی ان کی بینائی رخصت ہو جائے گی)"

1046- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتِ امْرَأَةٌ تُصَلِّي خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْنَاءُ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَكَانَ بَعْضُ الْقَوْمِ يَسْتَقْدِمُ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ لِئَلَّا يَرَاهَا وَيَسْتَأْخِرُ بَعْضُهُمْ حَتَّى يَكُونَ فِي الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ فَإِذَا رَكَعَ قَالَ هَكَذَا يَنْظُرُ مِنْ تَحْتِ إِبْطِهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ (وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ) فِي شَأْنِهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک عورت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کیا کرتی تھی وہ بہت خوبصورت تھی۔ بعض لوگ اسی وجہ سے آگے ہو جاتے تھے کہ پہلی صف میں شامل ہو جائیں' تاکہ اس عورت کو نہ دیکھ سکیں جب کہ بعض لوگ پیچھے رہتے تھے تاکہ وہ آخری صف میں رہیں' تاکہ جب وہ رکوع میں جائیں تو اپنی بغل میں سے دیکھ لیں تو اللہ تعالیٰ نے (اس بارے میں) یہ آیت نازل کی:

"اور ہم تم میں سے آگے ہونے والوں کو جانتے ہیں اور پیچھے رہنے والوں کو بھی جانتے ہیں۔"

یہ اسی کے بارے میں ہے۔

شرح

۱:۔امام طیالسی، سعید بن منصور، احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں ابوالجوزاء کے طریق سے (حاکم نے صحیح بھی کہا) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک عورت جو لوگوں میں زیادہ خوبصورت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتی تھی بعض لوگ پہلی صف میں آگے چلے جاتے تا کہ اس عورت پر نظر نہ پڑے اور بعض لوگ اس کو دیکھنے کے لئے پچھلی صفوں میں چلے جاتے جب رکوع کرتے تو اپنی بغلوں کے نیچے سے اسے دیکھتے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ (آیت) ولقد علمنا المستقدمين منكم ولقد علمنا المستاخرين نازل فرمائی۔

۲:۔عبدالرزاق اور ابن منذر نے ابوالجوزاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) ولقد علمنا المستقد مین سے مراد ہے نماز کی صفوں میں (آگے بڑھنے والے) امام ترمذی فرماتے ہیں یہ اصح ہے۔

۳:۔ابن مردویہ اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) المستقد مین یعنی اگلی صفوف المستاخرین یعنی پچھلی صفوف۔

۴:۔ابن جریر نے مروان بن حکم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ کچھ لوگ صفوف میں پیچھے ہٹ جاتے تھے عورتوں کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (آیت) ولقد علمنا المستقدمين منكم ۔

1046: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث 3122' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 869

۵:۔ابن مردویہ نے سہل بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ تم جانتے ہو کن لوگوں کے بارے میں یہ (آیت) نازل ہوئی (یعنی) (آیت) ولقد علمنا المستقدمین منکم و لقد علمنا المستاخرین میں نے کہا اللہ کے راستہ میں فرمایا نہیں لیکن نماز کی صفوں کے بارے میں (نازل ہوئی)

نماز کی جماعت میں بدترین صف آخری صف ہے۔

۶:۔ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کی صفوں میں سے بہترین صف اس کی پہلی صف ہے اور مردوں کی صفوں میں سے بدترین صف اس کی آخری صف ہے اور عورتوں کی بہترین صفوں میں سے اس کی آخری صف ہے اور عورتوں کی بدترین صفوں میں سے اس کی پہلی صف ہے۔

۷:۔ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ماجہ اور ابویعلی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کی بہترین صفوں میں سے اس کی اگلی صف ہے اور اس کی بری صف اس کی آخری صف ہے اور عورتوں کی بہترین صفوں میں سے اس کی آخری صف ہے اور اس کی بری صفوں میں اس کی اگلی صف ہے۔

۸:۔ابن ابی شیبہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کی بہترین صفوں میں سے اگلی صف ہے اور اس کی بری صف آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں سے بہترین آخری صف ہے اور اس کی بری صف پہلی صف ہے۔

۹:۔ابن ابی شیبہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی صف فرشتوں کی صف کی طرح ہے اور اگر تم اس کے ثواب کو جانتے تو ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے۔

۱۰:۔ابن ابی شیبہ، احمد، دارمی ابوداود، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور حاکم نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں پہلی صف (والوں) پر اور دوسرے لفظ میں یوں ہے کہ پہلی صفوں پر رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

۱۱:۔ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی صف میں کمی دیکھی تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں پہلی صفوں پر تو اس پر لوگ رش کرنے لگے۔

۱۲:۔ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں ان لوگوں پر جو اگلی صفوں میں نماز پڑھتے ہیں۔

۱۳:۔ابن ابی شیبہ نے عامر بن مسعود قرشی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ جان لیتے کہ پہلی صف میں کیا (ثواب) ہے تو اس میں قرعہ کے ذریعے صف باندھتے۔

۱۴:۔ابن ابی شیبہ، نسائی اور ابن ماجہ نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت کی دعا کرتے تھے پہلی صف کے لئے تین مرتبہ اور دوسری صف کے لئے ایک مرتبہ۔

۱۵۔ ابن ابی حاتم نے عطا رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) ولقد علمنا المستقدمین منکم نماز اور جنگ کی صفوں کے بارے میں ہے۔

۱۶۔ ابن ابی حاتم نے معتمر بن سلیمان کے طریق سے شعیب بن عبدالملک سے اور انہوں نے مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ سے (آیت) ولقد علمنا المستقدمین منکم کے بارے میں فرمایا ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیت جنگ کی صفوں کے بارے میں نازل ہوئی معتمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے یہی بات اپنے باپ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت قتال کے فرض ہونے سے پہلے نازل ہوئی تھی۔

۱۷۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں آگے بڑھنے والے اور اللہ کی نافرمانی میں پیچھے ہٹنے والے۔

۱۸۔ ابن جریر اور ابن منذر نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ پہلی امتوں میں نیکی میں آگے بڑھنے والے اور نیکی میں سستی کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

۱۹۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ (آیت) ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین سے مراد ہیں جو مر چکے ہیں اور جو زندہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں مرے۔

۲۰۔ ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ (آیت) المستقدمین سے مراد ہیں کہ آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد میں جو گزر گئی (آیت) المستاخرین سے مراد وہ اولاد جو ابھی پیدا نہیں ہوئی اور جو (ابھی) مردوں کی پشتوں میں ہیں۔

۲۱۔ عبدالرزاق اور ابن منذر نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ (آیت) المستقدمین سے مراد ہے آدم علیہ السلام اور جو اس کے ساتھ (والی مخلوق) ہے جب یہ آیت نازل ہوئی (آیت) والمستاخرین یعنی جو مخلوق کی اولاد ہے اور آپ بھی مخلوق ہیں کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔

۲۲۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کیا یہ (آیت) نماز کی صفوں کے بارے میں ہے؟ فرمایا نہیں (آیت) المستقدمین سے مراد ہے میت اور مقتول (آیت) المستاخرین سے مراد ہے جو ان کے ساتھ ملیں گے بعد میں۔

۲۳۔ سعید بن منصور اور ابن منذر نے عکرمہ و مجاہد رحمہما اللہ علیہما سے روایت کیا کہ (آیت) ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین سے مراد ہے کہ جو شخص مر گیا اور جو شخص باقی ہے۔

۲۴۔ امام ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ ایک دن مخلوق آگے کر دی گئی (یعنی پہلے پیدا کی) ایک مخلوق پیچھے کر دی گئی (یعنی بعد میں پیدا کی) اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے جو اس نے پہلے پیدا کی اور اس کو بھی جانتا ہے جو بعد میں پیدا کی۔

بَابُ: الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

یہ باب ایک ہی کپڑے میں نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1047- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَحَدُنَا يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا ہم میں سے کوئی ایک شخص ایک کپڑے میں نماز ادا کرسکتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہوتے ہیں؟

شرح

حضرت محمد ابن منکدر فرماتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے صرف تہبند باندھ کر جسے انہوں نے اپنی گدی کی طرف باندھ رکھا تھا نماز پڑھی حالانکہ ان کے کپڑے کھونٹی پر لٹکے ہوئے تھے ان سے کسی کہنے والے نے کہا کہ آپ نے صرف تہبند میں نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے یہ اس واسطے کیا تا کہ تم جیسا احمق مجھے دیکھے بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم میں سے وہ کون تھا جس کے پاس دو کپڑے تھے۔ (صحیح البخاری، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 732)

مشجب " کا عام فہم معنی کھونٹی ہی ہوسکتے ہیں کیونکہ مشجب اس چیز کو کہتے ہیں جس پر کپڑے لٹکائے یا رکھے جاتے ہیں یا اس چیز کو کہتے ہیں جس پر کبھی کبھی پانی ٹھنڈا ہونے کے لئے مشک لٹکا دی جاتی تھی۔ بہر حال حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑے اس پر رکھ دیئے تھے اور نماز صرف ایک کپڑے میں اس طرح پڑھ رہے تھے کہ اس کپڑے کا تہبند کر رکھا تھا اور اس کے کونے اوپر کے گلے میں باندھ رکھے تھے چنانچہ ایک آدمی نے اس طریقے کو خلاف سنت سمجھتے ہوئے برا خیال کیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ اتنے سارے کپڑوں کی موجودگی میں بھی صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے ہیں تو آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ میں صرف ایک کپڑے میں نماز اس لئے پڑھ رہا ہوں تا کہ تم جیسا کم علم مجھے دیکھے اور جان لے کہ نماز صرف ایک کپڑے میں بھی پڑھی جاسکتی ہے یہ خلاف سنت نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے اسی مقصد کے تحت اسے ڈانٹا اور کہا کہ احمق تو اسے برا کیوں سمجھ رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ میں ہم میں سے وہ کون تھا جس کے پاس دو کپڑے تھے، ہمارے پاس تو صرف ایک ایک کپڑا ہوتا تھا اسی میں ہم نماز پڑھتے تھے اور اسی کو دوسری ضرورتوں کے لئے استعمال کرتے تھے۔ اس بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ دو کپڑوں میں نماز پڑھنا افضل ہے واجب نہیں ہے کیونکہ اس میں تنگی ہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ایک کپڑے میں نماز کبھی تو اس لئے پڑھی کہ ان کے پاس کپڑا ہی صرف ایک تھا اور کبھی بیان جواز کی خاطر ایک ہی کپڑے میں نماز

1047: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

پڑھ لی۔

البتہ اگر کوئی آدمی ایک ہی کپڑے میں نماز اس لئے پڑھتا ہے کہ اس کے پاس دوسرا کپڑا موجود نہیں ہے یا بیان جواز کی خاطر پڑھتا ہے تو جائز ہے۔ اور اگر کوئی آدمی سستی و کاہلی اور بہ نیت حقارت پڑھے گا تو یہ مناسب نہیں ہوگا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ کسی کو صحابہ کے ترک سنت پر لعن وطعن کرنا نہیں چاہئے اور ان کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے۔ یعنی اگر کسی صحابی سے کوئی ایسا فعل صادر نظر آئے جو بظاہر خلاف سنت معلوم ہوتا ہے تو اس بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے کہ یہ بیان جواز کے لئے ہے یا پھر اس میں کوئی عذر ہوگا۔

1048- حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ حَدَّثَنِىْ اَبُو سَعِيْدِ الْخُدْرِىُّ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّىْ فِىْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُّتَوَشِّحًا بِهٖ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک کپڑا پہن کر نماز ادا کر رہے تھے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توشیح کے طور پر لپیٹا ہوا تھا۔

1049- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ فِىْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُّتَوَشِّحًا بِهٖ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ

◆◆ حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک ہی کپڑے میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ نے اسے توشیح کے طور پر لپیٹا ہوا تھا اور اس کے دونوں کنارے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

1050- حَدَّثَنَا اَبُو اِسْحٰقَ الشَّافِعِىُّ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَنْظَلَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ الْمَخْزُوْمِىُّ عَنْ مَعْرُوْفِ بْنِ مُشْكَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ بِالْبِئْرِ الْعُلْيَا فِىْ ثَوْبٍ

◆◆ عبدالرحمٰن بن کیسان اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالائی کنوئیں کے پاس ایک کپڑا پہن کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

1051- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ كَيْسَانَ

1049: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 354' ورقم الحدیث: 355,356' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1152' ورقم الحدیث: 1154' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 339' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 763

1050: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُّتَلَبِّبًا بِهٖ

ابن کیسان اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو ظہر اور عصر کی نماز ایک ہی کپڑا پہن کر ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے جس کی گرہ آپ ﷺ نے سینے پر لگائی ہوئی تھی۔

بَابُ: سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

یہ باب سجود قرآن کے بیان میں ہے

سجدہ کرنے کے وقت شیطان کے رونے کا بیان

1052- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَاَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِيْ يَقُوْلُ يَا وَيْلَهٗ اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب ابن آدم سجدے سے متعلق آیت تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا اس سے الگ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے ہائے بربادی ابن آدم کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اس نے سجدہ کیا اور اسے جنت مل جائے گی مجھے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا' تو میں نے انکار کیا' تو مجھے جہنم ملے گی"۔

قرآن میں آیات سجدہ کی تفصیل کا بیان

(۱) آیت (اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ) 7۔ الاعراف:(206) (اس آیت میں ولہ یسجدون پر سجدہ ہے۔

(۲) سورۂ رعد کے دوسرے رکوع میں یہ آیت

آیت (وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ)13۔الرعد:15)(اس آیت میں بالغدو والاصال سجدہ ہے۔

(۳) سورۂ نحل کے پانچویں رکوع کے آخر کی یہ آیت

آیت (وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ 49)16۔ النحل:49)(اس آیت میں و یفعلون ما یو مرون پر سجدہ ہے۔

(۴) سورہ بنی اسرائیل کے بارھویں رکوع میں یہ آیت آیت (وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا) 17۔

1052: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 340

الاسراء:109) اس آیت میں ویزیدھم خشوعا پرسجدہ ہے۔

(۵) سورہ مریم کے چوتھے رکوع میں یہ آیت

ایت (اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِیًّا 19 (۔مریم:58) اس آیت میں سجدا و بکیا پرسجدہ ہے۔

(۶) سورہ حج کے دوسرے رکوع میں آیت

ایت (اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَاء) 22۔ الحج:(18) (اس آیت میں یسجد له پرسجدہ ہے مگر پوری آیت پڑھنے کے بعد سجدہ ہے۔

(۷) سورہ حج کے آخری رکوع کی یہ آیت

آیت (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) 22۔ الحج:(77) اس آیت میں لعلکم تفلحون پرسجدہ ہے۔

(۸) سورہ فرقان کے پانچویں رکوع کی یہ آیت

آیت (وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا) 25۔ الفرقان:60) اس آیت میں وزادھم نفوراً پر سجدہ ہے۔

(۹) سورہ نمل کے دوسرے رکوع میں آیت

آیت (اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ 25 اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ)(النمل:(25)

(۱۰) سورہ الم تنزیل السجدہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت

آیت (اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ) 32۔ السجدہ:(35)

(۱۱) سورۂ ص کے دوسرے رکوع میں یہ آیت

آیت (وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ 24 فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ 25) 38۔ص:(24 (اس آیت میں وحسن مآب پرسجدہ ہے۔

(۱۲) سورہ حم سجدہ کے پانچویں رکوع میں یہ آیت

آیت (فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ) 41۔فصلت:38)

اس آیت میں لا یسئمون پر سجدہ ہے یا تعبدون پر ہے

(۱۳) سورہ نجم کے آخر میں یہ آیت

آیت (فَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَاعْبُدُوْا 62) 53۔ النجم:(62 سجدہ کرو اللہ کا اور عبادت کرو۔(اس آیت میں واعبدوا پر سجدہ ہے۔

(۱۴) سورہ انشقاق میں یہ آیت

آیت (فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ 20 وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ 21) 84۔ الانشاق:(24)

بعض کے نزدیک لعلکم تغلبون پر سجدہ ہے۔اس آیت میں لا یسجدون پر سجدہ ہے۔

(۱۵) سورہ علق میں یہ آیت

(وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ(19)(96۔العلق:19) آیت میں واقترب پر سجدہ ہے۔

سجدہ تلاوت کے وجوب میں فقہ حنفی وشافعی کا اختلاف کا بیان

علامہ ابن مازہ بخاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تلاوت کا سجدہ واجب ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک سجدہ تلاوت سنت ہے۔ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے آیت سجدہ پڑھی۔اورانہوں نے سجدہ نہیں کیا اور نبی کریم ﷺ نے بھی سجدہ نہیں کیا۔اورانہوں نے کہا کہ آپ ﷺ ہمارے امام ہیں۔اگر آپ نے سجدہ کیا تو ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کریں گے۔لہٰذا اگر سجدہ تلاوت واجب ہوتا تو حضرت زید سجدہ ترک نہ کرتے اور نہ ہی نبی کریم ﷺ سجدے کو ترک فرماتے۔

جبکہ ہماری دلیل یہ ہے کہ سجدے آیات کی دلالت وجوب پر ہے کیونکہ بعض آیات میں سجدہ کرنے کا امر ہے۔اور بعض آیات میں ترک سجدہ پر وعید کا ذکر ہوا ہے۔لہٰذا ان آیات سجدہ میں حکم امر اور ترک سجدہ پر وعید والی آیات سے استدلال یہ ہے کہ سجدہ کرنا واجب ہے۔(محیط برہانی فی فقہ نعمانی، ج۲،ص۳۴، بیروت)

1053- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ خُنَيْسٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي يَزِيْدَ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ جُرَيْجٍ يَا حَسَنُ اَخْبَرَنِي جَدُّكَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّي رَاَيْتُ الْبَارِحَةَ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَاَنِّي اُصَلِّي اِلٰى اَصْلِ شَجَرَةٍ فَقَرَاْتُ السَّجْدَةَ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُوْدِي فَسَمِعْتُهَا تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ احْطُطْ عَنِّي بِهَا وِزْرًا وَّاكْتُبْ لِي بِهَا اَجْرًا وَّاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ

1053: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث:579

السَّجْدَةَ فَسَجَدَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ مِثْلَ الَّذِي اَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: میں نے گزشتہ رات خواب میں دیکھا کہ میں ایک درخت کی جڑ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کر رہا ہوں میں نے سجدے سے متعلق آیت تلاوت کی تو میں نے سجدہ کیا' تو اس درخت نے بھی میرے سجدے کے ساتھ سجدہ کیا میں نے اسے یہ پڑھتے ہوئے سنا۔

''اے اللہ! اس سجدے کی وجہ سے تو مجھ سے میرے بوجھ کو دور کر دے اور اس کی وجہ سے تو میرے لیے اجر کو نوٹ کر لے اور اسے اپنی بارگاہ میں میرے لیے ذخیرے کے طور پر بنا دے۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت سجدہ تلاوت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سجدے میں وہی الفاظ پڑھے جو اس شخص نے درخت کے الفاظ کے طور پر بیان کیے تھے۔

1054-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْاُمَوِيُّ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا سَجَدَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ اَنْتَ رَبِّي سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي شَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدے میں جاتے تھے' تو یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! میں نے تیرے لیے سجدہ کیا میں تجھ پر ایمان لایا تیرے لیے اسلام قبول کیا' تو میرا پروردگار ہے میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سربسجود ہے' جس نے اسے سماعت اور بصارت عطا کی ہے' تو اللہ تعالیٰ برکت والا ہے' جو سب سے بہترین خالق ہے''۔

بَابُ: عَدَدِ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

یہ باب سجود قرآن کی تعداد میں ہے

1055-حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ اَبِي هِلَالٍ عَنْ عُمَرَ الدِّمَشْقِيِّ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ حَدَّثَنِي اَبُو الدَّرْدَاءِ اَنَّهُ سَجَدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً مِنْهُنَّ النَّجْمُ

سیدہ اُم درداء رضی اللہ عنہا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتی ہیں' انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیارہ سجدہ

1055: اخرجه الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 568' ورقم الحدیث: 569

تلاوت کیے ہیں' جن میں سے ایک سورہ نجم میں بھی ہے۔

1056- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَائِدٍ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ رَجَاءِ ابْنِ حَيْوَةَ عَنِ الْمَهْدِيِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ خَاطِرٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَجَدْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً لَيْسَ فِيهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ شَيْءٌ الْأَعْرَافُ وَالرَّعْدُ وَالنَّحْلُ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ وَمَرْيَمُ وَالْحَجُّ وَسَجْدَةُ الْفُرْقَانِ وَسُلَيْمَانُ سُورَةِ النَّمْلِ وَالسَّجْدَةُ وَفِي ص وَسَجْدَةُ الْحَوَامِيمِ

◆◆ سیّدہ ام درداء رضی اللہ عنہا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتی ہیں' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گیارہ سجدے کیے ہیں' ان میں سے کوئی ایک بھی مفصل سورت میں نہیں ہے (وہ سجود ان سورتوں میں ہیں)

سورہ اعراف' سورہ رعد' سورہ نحل' سورہ بنی اسرائیل' سورہ مریم' سورہ حج' سورہ فرقان' سورہ سجدہ' سورہ ص' سجدہ حوامیم۔

1057- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ يَزِيدَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ سَعِيدٍ الْعُتَقِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُنَيْنٍ مِّنْ بَنِي عَبْدِ كُلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَأَهُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْآنِ مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمُفَصَّلِ وَفِي الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ

◆◆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن میں پندرہ سجدوں کی تلاوت کروائی ہے' جن میں سے تین مفصل سورتوں میں ہیں اور سورہ حج میں دو سجدے ہیں۔

1058- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سورہ انشقاق اور سورہ علق میں سجدہ تلاوت کیا ہے۔

1059- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ

1056: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1057: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1401

1058: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1301' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1407' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 573' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 966

1059: [illegible] ''السنن'' رقم الحدیث: 962' و رقم الحدیث: 963

اَبِی شَیْبَۃَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ حَدِیْثِ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ مَا سَمِعْتُ اَحَدًا یَذْکُرُہٗ غَیْرَہٗ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ انشقاق میں سجدہ تلاوت کیا ہے۔

ابوبکر بن ابوشیبہ کہتے ہیں: یہ روایت یحییٰ بن سعید کے حوالے سے منقول ہے ان کے علاوہ میں نے کسی کو یہ روایت ذکر کرتے ہوئے نہیں سنا۔

سجود تلاوت کی آیات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

ائمہ کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ قرآن کریم میں کل کتنی آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے یا سننے سے ایک سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت امام احمد نے اس حدیث کے مطابق کہا ہے کہ ایسی آیتیں پندرہ ہیں جن کی تفصیل اوپر بیان کی گئی ہے چنانچہ انہوں نے اس حدیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں آیت سجدہ کی تعداد چودہ ہے۔ اس طرح کہ سورہ حج میں تو دو سجدے ہیں اور سورہ ص میں کوئی سجدہ نہیں ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں آیت سجدہ کی تعداد گیارہ ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ سورہ ص، سورۂ نجم، سورۂ انشقاق اور سورۂ اقرا میں سجدہ نہیں ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول قدیم بھی یہی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کل سجدوں کی تعداد چودہ ہے اس طرح کہ سورہ حج میں دو سجدے نہیں ہیں بلکہ ایک ہی سجدہ ہے جو دوسرے رکوع میں ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ حضرت عمرو ابن العاص کی یہ حدیث جس سے سجدوں کی تعداد پندرہ ثابت ہوتی ہے ضعیف ہے اور اس کو دلیل بنانا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس کے بعض راوی مجہول ہیں۔

بَابُ: اِتْمَامِ الصَّلٰوۃِ

یہ باب نماز کو مکمل کرنے کے بیان میں ہے

نماز میں اعتدال ارکان کا بیان

1060 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَاحِیَۃٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَجَآءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَیْکَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰی ثُمَّ جَآءَ

1060: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6251 ورقم الحدیث: 6667 اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 12 اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 856 اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2692 اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 3695

فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ بَعْدُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ فَعَلِّمْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَاعِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اس شخص نے نماز ادا کی۔ نبی کریم ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ پھر وہ آیا اس نے آپ کو سلام کیا نبی کریم ﷺ نے اسے جواب دیا: تمہیں بھی (سلام) ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو تم نے نماز ادا نہیں کی۔ وہ واپس گیا اور نماز ادا کی پھر آیا اس نے سلام کیا۔ نبی کریم ﷺ نے جواب دیا: تمہیں بھی (سلام) ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم واپس جاؤ اور نماز ادا کرو تم نے نماز ادا نہیں کی۔ اس شخص نے تیسری مرتبہ میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے بتایئے (میں کیسے نماز پڑھوں؟) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اچھی طرح وضو کرو اور قبلہ کی طرف منہ کر کے تکبیر کہو اور پھر جو قرآن تمہیں یاد ہو اسے پڑھ لو، پھر رکوع میں جاؤ اور اطمینان سے رکوع کرو پھر سر کو اٹھاؤ اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ، پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو پھر اٹھو اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور پھر سجدے میں جاؤ اور اطمینان سے سجدہ کرو پھر اٹھو اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر تمام نماز کو اسی طرح ادا کرو۔

نماز میں اطمینان کے واجب ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان

طمانیت کا مطلب یہ ہے کہ رکوع یا سجود وغیرہ میں اس طرح پوری دلجمعی اور سکون خاطر کے ساتھ ٹھہرا جائے کہ بدن کے تمام جوڑ اپنی جگہ اختیار کر لیں اور ان ارکان میں جو تسبیحات پڑھی جاتی ہیں وہ پورے اطمینان کے ساتھ پڑھی جائیں۔ رکوع و سجود وغیرہ میں طمانیت فرض ہے یا واجب؟: حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد اور حضرت امام ابو یوسف رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اس حدیث کے پیش نظر رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں طمانیت کی فرضیت کے قائل ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان کے فقدان کی بناء پر نماز کی نفی فرمائی ہے اور یہ چیز فرضیت کی علامت ہے کہ ایک فعل اس کے نہ ہونے سے منتفی اور باطل ہو جائے لہٰذا یہ حضرات فرماتے ہیں کہ اگر کسی آدمی نے ارکان میں آرام و سکون کو اختیار نہ کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی جس کا اعادہ ضروری ہوگا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک رکوع و سجود میں طمانیت واجب ہے اور قومہ و جلسہ میں سنت ہے یہ حضرات اس حدیث کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ یہاں نماز کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ نماز کے کمال کی نفی مراد ہے کیونکہ اس حدیث کے آخری الفاظ جو ابوداؤد، جامع ترمذی اور سنن نسائی میں منقول ہیں یہ ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا کہ "اگر تم نے اسے (یعنی طمانیت کو) پورا کیا تو تمہاری نماز مکمل ہوئی اور اس میں سے تم نے جو کچھ کم کیا تو تم نے اپنی نماز ناقص کی۔ لہٰذا اس طرح کا حکم وجوب اور سنت کی علامت ہے کہ اس کے بغیر فعل ناقص و نا تمام ہوتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کو نماز کا اعادہ کرنے کا حکم اس لئے نہیں دیا تھا کہ اس کی نماز سرے سے ہوئی ہی نہیں تھی بلکہ اس اعادہ

کے حکم کا مطلب یہ تھا کہ نماز پورے کمال اور بغیر کسی کراہیت ونقصان کے ادا ہونی چاہئے۔ اور اگر طمانیت فرض ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو شروع ہی میں منع کر کے نماز پڑھنے سے روک دیتے اور اس کو بغیر فرائض کے نماز نہ پڑھنے دیتے۔ اس حدیث سے چند باتوں کی طرف اشارہ ملتا ہے پہلی چیز تو یہ کہ عالم اور ناصح کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ کسی جاہل اور غلط کام کرنے والے کو نہایت نرمی اور اخلاق کے ساتھ سمجھائے اور اس کے ساتھ نصیحت کا ایسا نرم معاملہ کرے کہ وہ آدمی اس کی بات کو ماننے اور اس پر عمل پیرا ہونے پر خود مجبور ہو جائے کیونکہ بسا اوقات نصیحت کے معاملے میں بد اخلاقی وترش روئی اصلاح وسدھار پیدا کرنے کی بجائے اور زیادہ ضد وہٹ دھرمی اور گمراہی کا سبب بن جاتی ہے۔ دوسری چیز یہ ثابت ہوتی ہے کہ ملاقات اگرچہ مکرر اور تھوڑی دیر کے بعد ہی ہو سلام کرنا مستحب ہے۔ تیسری چیز یہ ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی نماز کے واجبات میں کچھ خلل ونقصان پیدا کرے تو اس کی نماز صحیح ادا نہیں ہوتی اور وہ حقیقی معنی میں نمازی نہیں کہلاتا بلکہ اس کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ اس آدمی نے نماز نہیں پڑھی۔ پہلی روایت میں جلسہ استراحت یعنی پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدے سے اٹھ کر بیٹھنے کا بھی ذکر کیا گیا ہے چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک جلسہ استراحت سنت ہے مگر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سنت نہیں ہے۔

1061 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ اَبُو قَتَادَةَ فَقَالَ اَبُو حُمَيْدٍ اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِمَ فَوَاللّٰهِ مَا كُنْتَ بِاَكْثَرِنَا لَهُ تَبَعَةً وَّلَا اَقْدَمِنَا لَهُ صُحْبَةً قَالَ بَلٰى قَالُوْا فَاعْرِضْ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ وَيَقِرَّ كُلُّ عُضْوٍ مِّنْهُ فِيْ مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَقْرَاُ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ مُعْتَمِدًا لَا يَصُبُّ رَاْسَهُ وَلَا يُقْنِعُ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ حَتّٰى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ اِلٰى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَهْوِيْ اِلَى الْاَرْضِ وَيُجَافِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهُ وَيَثْنِيْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَيَفْتَخُ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ اِذَا سَجَدَ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَجْلِسُ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى حَتّٰى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ مِّنْهُ اِلٰى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَصْنَعُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا صَنَعَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ يُصَلِّيْ بَقِيَّةَ صَلٰوتِهِ هٰكَذَا حَتّٰى اِذَا كَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِيْ يَنْقَضِيْ فِيهَا التَّسْلِيْمُ اَخَّرَ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ وَجَلَسَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْسَرِ مُتَوَرِّكًا قَالُوْا صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ محمد بن عمرو بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ کو دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں جن

میں سے ایک حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ کہتے ہوئے سنا حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں آپ سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں لوگوں نے دریافت کیا: وہ کس وجہ سے؟ اللہ کی قسم! آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سے زیادہ پیروکار نہیں ہیں اور نہ ہی ہم سے زیادہ پرانے صحابی ہیں' تو حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا ہی ہے انہوں نے کہا اچھا پھر آپ پیش کیجئے۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے تھے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھا لیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو اپنی جگہ پر ٹھہر جاتا تھا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے اور رفع یدین کرتے تھے' یہاں تک کہ دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں چلے جاتے تھے اور اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے تھے اپنے سر کو زیادہ اٹھاتے بھی نہیں تھے اور زیادہ جھکاتے بھی نہیں تھے بلکہ درمیان میں رکھتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم "سمع اللہ لمن حمدہٗ" کہتے ہوئے (اٹھتے تھے) اور دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کندھوں تک اٹھاتے تھے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کی طرف جھکتے تھے اور (سجدے کے دوران) اپنے دونوں بازو اپنے پہلوؤں سے الگ رکھتے تھے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھاتے تھے اور اپنی بائیں ٹانگ کو بچھا لیتے تھے اور اس پر تشریف فرما ہوتے تھے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جاتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاؤں کی انگلیوں کو کھلا رکھتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تھے پھر تکبیر کہتے تھے اور بائیں ٹانگ کے بل بیٹھ جاتے تھے' یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی مخصوص جگہ پر آجاتی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت بھی ادا کرتے تھے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات ادا کرنے کے بعد کھڑے ہوتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے' یہاں تک کہ انہیں کندھوں تک اٹھاتے تھے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے آغاز میں انہیں اٹھایا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیہ نماز بھی اسی طرح ادا کرتے تھے' یہاں تک کہ جس سجدے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر نماز مکمل کرنی ہوتی اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک ٹانگ کو نیچے کر لیتے تھے اور بائیں پہلو کے بل تورک کے طور پر بیٹھتے تھے۔

تو دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا آپ نے سچ کہا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح نماز ادا کیا کرتے تھے۔

نماز کے طریقے کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نماز تو تکبیر سے اور قرأت الحمد للہ رب العالمین سے شروع کرتے اور آپ جب رکوع کرتے تھے تو اپنا سر مبارک نہ تو (بہت زیادہ) بلند کرتے تھے اور نہ (بہت زیادہ) پست بلکہ درمیان درمیان رکھتے تھے (یعنی پیٹھ اور گردن برابر رکھتے تھے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو بغیر سیدھا کھڑے ہوئے سجدے

میں نہ جاتے تھے اور جب سجدے سے سر اٹھاتے تو بغیر سیدھا بیٹھے ہوئے (دوسرے) سجدہ میں نہ جاتے تھے اور ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات پڑھتے تھے اور (اور بیٹھنے کے لئے) اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے اور آپ عقبہ شیطان (یعنی شیطان کی بیٹھک) سے منع فرماتے تھے اور مرد کو دونوں ہاتھ سجدے میں اس طرح بچھانے سے بھی منع کرتے تھے جس طرح درندے بچھا لیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو سلام پر ختم فرماتے تھے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 755)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تو تکبیر سے شروع فرماتے تھے اور قرات کی ابتداء الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ آہستہ سے پڑھتے تھے جیسا کہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے۔

قعدے میں بیٹھنے سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

قعدے میں بیٹھنے کا طریقہ اور اس میں آئمہ کا اختلاف: وکان یفرش رجلہ الیسری وینصب رجلہ الیمنیٰ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنے کے لئے اپنا بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے) اس عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھتے تھے چنانچہ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی مسلک ہے کہ دونوں قعدوں میں اسی طرح بیٹھنا چاہئے۔ آئندہ آنے والی حدیث جو حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے قعدے میں افتراش (یعنی پاؤں بچھانا ہی اختیار کرتے تھے مگر دوسرے قعدے میں تورک یعنی (کولہوں پر بیٹھنا) اختیار فرماتے تھے چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے کہ پہلے قعدے میں تو افتراش ہونا چاہئے اور دوسرے قعدے میں تورک۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دونوں قعدوں میں تورک ہی ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس نماز میں دو تشہد ہوں اس کے آخری تشہد میں تورک ہونا چاہئے اور جس نماز میں ایک ہی تشہد ہے اس میں افتراش ہونا چاہئے۔ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی دلیل: بنیادی طور پر حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کی دلیل یہی حدیث ہے نہ صرف یہی حدیث بلکہ اور بہت سی احادیث وارد ہیں جن میں مطلقاً پاؤں کے بچھانے کا ذکر ہے۔ نیز یہ بھی وارد ہے کہ تشہد میں سنت یہی ہے اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغیر پہلے اور دوسرے قعدے کی قید کے تشہد میں اسی طرح بیٹھا کرتے تھے۔ پھر دوسری چیز یہ بھی ہے کہ تشہد میں بیٹھنے کا جو طریقہ امام اعظم نے اختیار کیا ہے وہ دوسرے طریقوں کے مقابلے میں زیادہ بامشقت اور مشکل ہے اور احادیث میں صراحت کے ساتھ یہ بات کہی گئی ہے کہ اعمال میں زیادہ افضل واعلیٰ عمل وہی ہے جس کے کرنے میں مشقت اور مشکل ہے۔ جن احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے قعدے میں کولہوں پر بیٹھتے تھے۔ جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک ہے وہ اس بات پر محمول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت ضعف اور کبرسنی میں اس طرح بیٹھتے تھے کیونکہ دوسرے قعدے میں زیادہ دیر تک بیٹھنا ہوتا ہے اور کولہوں پر بیٹھنا زیادہ آسان ہے۔ عقبہ شیطان کا مطلب: عقبہ شیطان دراصل ایک خاص طریقے سے بیٹھنے کا نام ہے جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ دونوں کولہے زمین پر ٹیک کر دونوں پنڈلیاں کھڑی کر لی جائیں پھر دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر بیٹھا

جائے جس طرح کے کتے بیٹھا کرتے ہیں۔ تعدے میں بیٹھنے کا یہ طریقہ اختیار کرنا متفقہ طور پر تمام علماء کے نزدیک مکروہ ہے۔
علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عقبہ شیطان کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کولہے دونوں ایڑیوں پر رکھے جائیں۔ یہ معنی لفظ عقبہ کی رعایت سے زیادہ مناسب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردکو اس بات سے منع فرمایا ہے کہ وہ سجدہ کی حالت میں زمین پر اپنے دونوں ہاتھ اس طرح بچھائے جس طرح درندے یعنی کتے وغیرہ بچھاتے ہیں اس سلسلے میں مرد کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ کے وقت عورتوں کو اس طرح ہی دونوں ہاتھ بچھانے چاہیں کیونکہ اس طرح عورت کے جسم کی نمائش نہیں ہوتی۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب بالکل صاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا اختتام سلام پر فرماتے تھے۔ مگر اتنی بات سن لیجئے کہ نماز میں سلام پھیرنا حنفیہ کے نزدیک تو واجب ہے مگر حضرت شوافع کے نزدیک فرض ہے۔

طریقہ نماز کا بیان

1062- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ اَبِي الرِّجَالِ عَنْ عَمْرَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ فِي الْاِنَاءِ سَمَّى اللّٰهَ وَيُسْبِغُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَيُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَيُجَافِي بِعَضُدَيْهِ ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهُ فَيُقِيمُ صُلْبَهُ وَيَقُوْمُ قِيَامًا هُوَ اَطْوَلُ مِنْ قِيَامِكُمْ قَلِيلًا ثُمَّ يَسْجُدُ فَيَضَعُ يَدَيْهِ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ وَيُجَافِي بِعَضُدَيْهِ مَا اسْتَطَاعَ فِيمَا رَاَيْتُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهُ فَيَجْلِسُ عَلٰى قَدَمِهِ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ الْيُمْنٰى وَيَكْرَهُ اَنْ يَسْقُطَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْسَرِ

◆◆ عمرہ بنت عبدالرحمٰن بیان کرتی ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح نماز ادا کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تھے' تو پہلے اپنے ہاتھ برتن میں داخل کرتے ہوئے اللہ کا نام لیتے تھے پھر اچھی طرح وضو کرتے تھے پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو جاتے تھے پھر تسبیح کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کندھوں تک بلند کرتے تھے' پھر رکوع میں جاتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیتے تھے اور اپنے بازو پہلو سے الگ رکھتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر اٹھاتے تھے اور اپنی کمر کو بالکل سیدھا کر لیتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے تھے جو تم لوگوں کے کھڑے ہونے سے ذرا سا زیادہ طویل ہوتا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جاتے تھے' تو اپنے دونوں ہاتھ قبلہ کی طرف رخ کر کے رکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کہنیوں کو جہاں تک ہو سکے پہلو سے الگ رکھتے تھے' میں نے تو یہی دیکھا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک اٹھاتے تھے اور بائیں پاؤں پر بیٹھ جاتے تھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ بائیں طرف پر گر جائیں۔

1062: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

شرح

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تھے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہی ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کو کانوں کی لو کے مقابل تک اٹھانا چاہئے کیونکہ دیگر احادیث میں اسی طرح مروی ہے اور چونکہ بعض روایات میں ان دونوں سے الگ ایک تیسرا طریقہ یعنی ہاتھوں کو کانوں کی اوپر کی جانب تک اٹھانا بھی آیا ہے۔ اس لئے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ تو کانوں کے نیچے یعنی کندھوں تک اٹھانے کے طریقہ کو اختیار کیا اور نہ کانوں کے اوپر کی جانب تک اٹھانے کے طریقہ کو اختیار کیا بلکہ درمیانی طریقہ اختیار کیا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان روایات کی تطبیق کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اس طرح اٹھانا چاہئے کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں تو کاندھوں کے مقابل رہیں انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل اور انگلیوں کے سرے کان کے اوپر کے حصے پر رکھے جائیں تاکہ اس طریقے سے تمام احادیث میں عمل ممکن ہو جائے اور روایتوں میں کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہ رہ جائے اور ان احادیث میں ایک دوسری تطبیق یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ احادیث مختلف اوقات سے متعلق ہیں یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح ہاتھ اٹھاتے ہوں گے اور کبھی اس طرح۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکوع کا طریقہ یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں سے دونوں زانو مضبوطی سے پکڑ لیتے تھے اور انگلیوں کو کشادہ رکھتے تھے اور پھر گردن مبارک کو جھکا کر بالکل پیٹھ کر برابر کر دیتے تھے۔ علماء نے لکھا ہے کہ رکوع میں تو انگلیاں کشادہ رکھنی چاہئیں اور سجدے میں ملی ہوں نیز تکبیر تحریمہ اور تشہد میں ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دینا چاہئے۔ سجدے میں زمین پر ہاتھ رکھنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدے کی حالت میں انگلیاں اور ہتھیلیاں زمین پر پھیلا دینی چاہئیں اور پنجے اٹھے ہوئے اور پہلو اس طرح الگ رکھنے چاہئیں کہ اگر بکری کا بچہ چاہے تو نیچے سے گزر جائے۔ اس حدیث میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا کہ قومہ سے سجدہ میں جانے کے وقت زمین پر پہلے زانو رکھے جائیں یا ہاتھ تو اس سلسلہ میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ درست تو دونوں طریقے ہیں لیکن اکثر آئمہ کے نزدیک افضل اور مختار یہی ہے کہ زمین پر پہلے زانو رکھے۔

بَابُ: تَقْصِيرِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ

یہ باب سفر کے دوران قصر نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

قصر کے وجوب یا رخصت ہونے میں فقہی مذاہب کا بیان

علمائے سلف وخلف میں سے بہت سے وجوب قصر کے قائل ہیں، خطابی رحمہ اللہ معالم میں فرماتے ہیں اکثر علماء سلف اور فقہاء عصر کا خیال ہے کہ یہ واجب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ عمر بن عبدالعزیز قتادہ رحمہ اللہ و حسن رحمہ اللہ سے بھی یہی مروی ہے۔ حماد بن سلیمان رحمہ اللہ تو اس قدر فرماتے ہیں اگر سفر میں کوئی چار رکعت پڑھ لے تو وہ دوبارہ نماز پڑھے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر وقت باقی ہے تو دھرا لے۔ نووی نے بھی بہت سے اہل

علم کی طرف اسے منسوب کیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی رخصت کے قائل ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ (ایک روایت میں) شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کا بھی یہی خیال ہے نووی نے اس قول کو بھی اہل علم کے ایک گروہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

قائلین وجوب کے دلائل میں سے صحیحین کی یہ حدیث ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحبت النبی ؟ وکان لا یزید فی السفر علی رکعتین وابا بکر وعمر وعثمان یعنی میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہا آپ ﷺ سفر میں دو رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ وعثمان رضی اللہ عنہ کا عمل تھا۔ لیکن اس حدیث سے استدلال درست نہیں صرف مداومت سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔

جیسا کہ پہلے صرف دو رکعت نماز فرض ہوئی، پھر حضر میں چار رکعتیں کر دی گئیں لیکن سفر میں وہی دو رکعت ہی فرض رہی، یہ استدلال یوں ہے کہ حضر میں چار رکعت سے زیادہ پڑھنا جس طرح ناجائز ہے اسی طرح سفر میں دو رکعت سے زیادہ پڑھنا ناجائز ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے اور وہ فرضیت نماز کے وقت حاضر نہ تھیں۔ یہ جواب اتنا عمدہ نہیں ہے اس لیے کہ یہ ایسا معاملہ ہے جس میں اجتہاد کو دخل نہیں، لہٰذا یہ مرفوع حکمی میں داخل ہے۔ نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بوقتِ فرضیت نماز حاضر نہ ہونا قادح نہیں اس لیے کہ انہوں نے کسی صحابی ہی سے سنا ہوگا۔ اور مراسیل صحابہ باجماع اہل اصول حجت ہیں۔ اسی دلیل پر یہ اعتراض بھی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے متعارض ہے۔ روایت یوں ہے: حضر میں چار اور سفر میں دو رکعتیں فرض ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث میں تطبیق ممکن ہے کہ شبِ معراج تو دو رکعت ہی فرض ہوئی لیکن بعد میں زیادہ کر دی گئی۔ چنانچہ ابن حبان ابن خزیمہ اور بیہقی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

یعنی سفر وحضر میں دو رکعتیں فرض تھیں جب آپ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور امن ہو گیا تو حضر میں نماز کی رکعتیں بڑھا دی گئیں، نماز فجر اسی طرح رہی کیوں کہ اس کی قراۃ لمبی ہوتی ہے اور نماز مغرب دن کے وتر ہیں۔

رخصت کے قائلین اس حدیث کا معنی یہ کرتے ہیں: فرضت بمعنی قدرت یہ لیکن یہ تاویل تکلف محض ہے، نیز حدیث کا دوسرا حصہ فاقرت فی السفر وزیدت فی الحضر اس کی نفی کرتا ہے۔ نووی کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو قصر کرنا چاہے اس پر یہی فرض ہے لیکن یہ پہلے سے بھی زیادہ تکلف ہے۔

قائلین وجوب کی تیسری دلیل مسلم کی یہ روایت ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعے سے مسافر پر دو رکعتیں فرض کی ہیں اور مقیم پر چار اور بحالت خوف صرف ایک رکعت۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ بحالت سفر فرض ہی دو رکعت ہے اللہ کی فرض کی ہوئی رکعات پر زیادتی درست نہیں۔

چوتھی دلیل ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو نسائی میں ہے: اس حدیث کے رجال صحیح بخاری کے ہیں اس میں تصریح ہے کہ مسافر کی نماز دو رکعت ہی ہے اور یہ قصر نہیں بلکہ مکمل ہے۔

پانچویں دلیل ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے: اونا ان نصلی رکعتین فی السفر (النسائی) یعنی ہمیں سفر میں دو رکعت پڑھنے کا ہی حکم ہے۔ اور قصر کو جو واجب نہیں سمجھتے ان کی پہلی دلیل یہ آیت ہے: (لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ) تم پر گناہ نہیں اگر تم نماز قصر کرلو۔ یہ الفاظ رخصت پر دلالت کرتے ہیں وجوب پر نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت صلوٰۃ الخوف سے متعلق ہے، قصر دو چیزوں میں ہے۔ تعداد رکعات میں اور ارکان میں اسی طرح اس کا تعلق بھی دو چیزوں سے ہے ضرب فی الارض (سفر) اور خوف ہو نگے تو ارکان میں بھی قصر ہوگا اور تعداد رکعات میں بھی۔ اگر خوف بحالت اقامت ہو تو تعداد مکمل رہے گی۔ لیکن ارکان میں قصر ہوگا۔ اسی طرح جب سفر ہو لیکن خوف نہ ہو اس وقت قصر تعداد ہوگا، لیکن ارکان مکمل ادا کئے جائیں گے۔

1063- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ عُمَرَ قَالَ صَلٰوةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ وَالْجُمُعَةُ رَكْعَتَانِ وَالْعِيْدُ رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

●● حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سفر کی نماز دو رکعات ہے جمعے کی نماز دو رکعات ہے عید کی نماز دو رکعات ہے یہ نمازیں مکمل ہیں ان میں کوئی کمی نہیں ہے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ثابت ہے۔

1064- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ اَنْبَاَنَا يَزِيْدُ بْنُ زِيَادِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ عُمَرَ قَالَ صَلٰوةُ السَّفَرِ رَكْعَتَانِ وَصَلٰوةُ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَالْفِطْرُ وَالْاَضْحٰى رَكْعَتَانِ تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلٰى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

●● حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' سفر کی نماز میں دو رکعات ہوتی ہیں' جمعے کی نماز میں دو رکعات ہوتی ہیں' عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز میں دو رکعات ہوتی ہیں' یہ تمام نمازیں مکمل ہیں جن میں کوئی کمی نہیں ہے' یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ثابت ہے۔

1065- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ عَمَّارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَيْهِ عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ سَاَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قُلْتُ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَدْ اَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا

1063: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1419' ورقم الحدیث: 1439' ورقم الحدیث: 1565

1064: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1065: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1571' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1199' ورقم الحدیث: 1200' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث 3034' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1432

صَدَقَتَهُ

◆◆ یعلیٰ بن امیہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا میں نے کہا (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر تم نماز کو قصر کر دو اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ کافر لوگ تمہیں آزمائش میں مبتلا کر دیں گے۔''

لیکن اب تو یہ صورتحال ہے کہ لوگ امن میں آچکے ہیں' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: میں بھی اس بات پر حیران ہوا تھا جس پر تم حیران ہوئے ہو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا: تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک صدقہ ہے' جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کیا ہے' تو تم اس کے صدقے کو قبول کرو۔

1066 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمَيَّةَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ اَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اِنَّا نَجِدُ صَلٰوةَ الْحَضَرِ وَصَلٰوةَ الْخَوْفِ فِي الْقُرْاٰنِ وَلَا نَجِدُ صَلٰوةَ السَّفَرِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ اِلَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَعْلَمُ شَيْئًا فَاِنَّمَا نَفْعَلُ كَمَا رَاَيْنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ

◆◆ امیہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ہم حضر کی نماز کا حکم اور نماز خوف کا حکم قرآن میں پاتے ہیں: لیکن سفر کی نماز کا حکم ہمیں نہیں ملتا' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف مبعوث کیا ہمیں کسی بھی چیز کا علم نہیں تھا' تو ہم ویسا ہی کرتے ہیں: جس طرح ہم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

1067 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ بِشْرِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنْ هٰذِهِ الْمَدِيْنَةِ لَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ سے نکلتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات سے زیادہ ادا نہیں کرتے تھے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ منورہ آجاتے تھے۔

1068 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي الشَّوَارِبِ وَجُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ افْتَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَّفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی حضر کے دوران چار

1066: اخرجه النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 456' ورقم الحدیث: 1433

1067: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1068: اخرجه مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1573' ورقم الحدیث: 1574' اخرجه ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1247' اخرجه النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 455' ورقم الحدیث: 1440' ورقم الحدیث: 1441' ورقم الحدیث: 1531

رکعات اور سفر کے دوران دو رکعات فرض کی ہیں۔

مسافت سفر کے بارے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روایت کے مطابق ایک روز کی مسافت اور دوسری روایت کے مطابق دو روز کی مسافت کو مقرر کیا ہے لیکن ان کے مسلک کی کتاب حاوی میں سولہ فرسخ کا تعین کیا گیا ہے اور یہی مسلک حضرت امام مالک و حضرت امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ نے مسافت قصر کے سلسلے میں تین منزلیں کی حد مقرر کی ہیں اور ایک منزل اتنی مسافت پر ہو کہ چھوٹے دنوں میں قافلہ صبح کو چل کر دو پہر کے بعد منزل پر پہنچ جائے۔ حضرت امام ابو یوسف دو روز اور تیسرے روز کے اکثر حصہ کی مسافت کو مسافت قصر قرار دیا ہے۔

اصحاب ظواہر (وہ جماعت جو صرف حدیث کے ظاہری الفاظ پر عمل پیرا ہوتی ہے) نے مطلقاً سفر کا اعتبار کیا ہے یعنی ان کے نزدیک مسافت قصر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے خواہ سفر لمبا ہو یا چھوٹا ہو ہر صورت میں نماز قصر ادا کی جائے گی۔

اس سلسلے میں اگر چاروں ائمہ کے مسلک کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حقیقت اور نتیجے کے اعتبار سے سب کا یکساں ہی مسلک ہے کیونکہ حنفیہ کے نزدیک مشہور مسلک کے مطابق مسافت قصر (۴۸) میل مقرر ہے، حاوی قول کے مطابق شوافع کے ہاں سولہ فرسخ مقرر ہے اور سولہ فرسخ حساب کے اعتبار سے (۴۷) میل کے برابر ہے اسی طرح حضرت امام مالک و حضرت امام احمد کا یہی مسلک ہے لہٰذا چاروں مسلک میں مسافت قصر (۴۸) میل ہوئی۔

میل کی مسافت کا بیان

میل تین فرسخ کا ہوتا ہے اور ہر فرسخ بارہ ہزار قدموں کا ہوتا ہے۔ ابن شجاع نے کہا ہے کہ میل تین ہزار پانچ سو گز سے لیکر چار ہزار گزوں کا ہوتا ہے۔ اور میل کو اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے اس کی وجہ سے حرج لازم آتا ہے۔ جو کہ اٹھالیا گیا ہے۔

(عنایہ شرح الہدایہ، ج ۱، ص ۱۸۵، بیروت)

حالت سفر میں پوری نماز پڑھنے سے متعلق فقہ شافعی اور اس کی دلیل و جواب

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ ☆ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا إِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا .(النساء، ۱۰۱)

اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ (کنز الایمان)

اس آیت کی وضاحت میں فقہاء شوافع نے یہ دلیل اخذ کی ہے۔ کہ تم پر کوئی حرج نہیں، معنی یہ ہے کہ قصر تمہارے لئے رخصت ہے۔ اگر تم عزیمت پر عمل کرتے ہوئے پوری نماز پڑھو تو اس میں بھی تمہارے لئے کوئی حرج نہیں۔ جبکہ فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ

قصر کی رخصت یہ شارع کی طرف سے صدقہ ہے قبول کرنا چاہیے اور اس کو قبول نہ کرنا جائز نہیں۔

یعلی بن امیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم تو امن میں ہیں پھر ہم کیوں قصر کرتے ہیں فرمایا اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا تو میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے یہ اللہ کی طرف سے صدقہ ہے تم اس کا صدقہ قبول کرو۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث میں ''فـاقبلـوا'' امر کا صیغہ ہے جو وجوب کا فائدہ دیتا ہے۔ لہٰذا قصر کرنے کا وجوب ثابت ہو جائے گا جیسا کہ فقہاء احناف کا مؤقف ہے۔

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ سفر میں چار رکعت والی نماز کو پورا پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ جو چیزیں قابل تملیک نہیں ہیں ان کا صدقہ اسقاط محض ہے رَد کا احتمال نہیں رکھتا۔ آیت کے نزول کے وقت سفر اندیشہ سے خالی نہ ہوتے تھے اس لئے آیت میں اس کا ذکر بیان حال ہے شرط قصر نہیں حضرت عبداللہ بن عمر کی قراءت بھی دلیل ہے جس میں " اَنْ یَّفْتِنَکُمْ " بغیر " اِنْ خِفْتُمْ " کے ہے صحابہ کا بھی یہی عمل تھا کہ امن کے سفروں میں بھی قصر فرماتے جیسا کہ اوپر کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور احادیث سے بھی یہ ثابت ہے اور پوری چار پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کے صدقہ کا رَد کرنا لازم آتا ہے لہٰذا قصر ضروری ہے۔

جس سفر میں قصر کیا جاتا ہے اس کی ادنیٰ مدت تین رات دن کی مسافت ہے جو اونٹ یا پیدل کی متوسط رفتار سے طے کی جاتی ہو اور اس کی مقداریں خشکی اور دریا اور پہاڑوں میں مختلف ہو جاتی ہیں جو مسافت متوسط رفتار سے چلنے والے تین روز میں طے کرتے ہوں اور اس کے سفر میں قصر ہوگا۔

مسافر کی جلدی اور دیر کا اعتبار نہیں خواہ وہ تین روز کی مسافت تین گھنٹہ میں طے کرے جب بھی قصر ہوگا اور اگر ایک روز کی مسافت تین روز سے زیادہ میں طے کرے تو قصر نہ ہوگا غرض اعتبار مسافت کا ہے۔ (خزائن العرفان)

فقہاء شوافع کی دوسری دلیل اور اس کا جواب

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر کی حالت میں) کم رکعتیں بھی پڑھی ہیں اور پوری بھی پڑھی ہیں۔ (شرح السنہ)

چنانچہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عمل اسی حدیث پر ہے وہ فرماتے ہیں کہ سفر میں قصر کرنا بھی جائز ہے اور پوری نماز پڑھنا بھی جائز ہے جب کہ حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک سفر میں پوری نماز پڑھنی جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی قصر نہیں کرے گا بلکہ پوری نماز پڑھے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔

یہ حدیث اگرچہ امام شافعی کی دلیل ہے لیکن اہل نظر کا کہنا ہے کہ اس حدیث کے سلسلہ روایت میں ابراہیم بن یحییٰ کا نام بھی آتا ہے جس کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف قرار دی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ صاحب سفر السعادۃ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرتبہ صحت کو پہنچی ہوئی نہیں ہے اور سفر کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے اور دار قطنی اور بیہقی وغیرہ نے جو

روایت نقل کی ہے جس سے حالت سفر میں اتمام اور قصر دونوں کا جواز ثابت ہوتا ہے بلکہ دار قطنی نے اس کی صراحت بھی کی ہے کہ اس کی سند صحیح ہے تو اس کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کا تعلق حکم اول سے ہوگا یعنی ابتداء میں تو اتمام اور قصر دونوں جائز تھے۔ مگر بعد میں قصر ہی کو ضروری قرار دیدیا گیا۔

یہاں حضرت عائشہ کی جو روایت نقل کی گئی ہے اس کے ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ حدیث کے پہلے جزء کا تعلق تو ان نمازوں سے ہے جن میں قصر کیا جاتا ہے مثلاً چار رکعتوں والی نماز اور دوسرے جز کا تعلق ان نمازوں سے ہے جن میں قصر ہوتا ہی نہیں جیسے تین یا دو رکعتوں والی نماز یعنی چار رکعتوں والی نماز میں تو قصر کرتے تھے اور تین و دو رکعتوں والی نماز کو پورا کر کے پڑھتے تھے اسی مفہوم کو مراد لینے سے ظاہری معنی و مفہوم سے زیادہ دور جانا نہیں پڑتا کیونکہ قصر و اتمام دونوں ہی اپنی اپنی جگہ مفہوم ہو جاتے ہیں اور یہ توجیہ بہت مناسب اور قریب از حقیقت ہے۔

قصر صرف چار رکعتوں والی نمازوں ہی میں جائز ہے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سفر کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ظہر کی دو رکعتیں اور اس کے بعد (یعنی سنت کی) دو رکعتیں پڑھی ہیں۔ ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں بھی نماز پڑھی ہے اور شہر (یعنی حضر) میں بھی، چنانچہ میں نے شہر میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ظہر کی چار رکعتیں اور اس کے بعد (سنت کی) دو رکعتیں پڑھی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز میں سفر و شہر میں کوئی (زیادتی) نہیں کرتے تھے اور مغرب ہی کی نماز دن کے وتر (کہلاتے) ہیں اور اس کے بعد (سنت کی) دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (جامع ترمذی)

اس حدیث سے یہ بات بصراحت معلوم ہوئی کہ سفر کی حالت میں قصر ان ہی نمازوں میں جائز ہے جو چار رکعتوں والی ہیں جیسے ظہر، عصر اور عشاء جو نماز چار رکعت والی نہیں ہیں جیسے مغرب اور فجر ان میں قصر جائز نہیں ہے۔ یہ نمازیں جس طرح حضر میں پڑھی جاتی ہیں اسی طرح انہیں سفر میں پڑھنا چاہیے۔

وھی وتر النھار کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح نماز وتر رات کے وتر ہیں اسی طرح مغرب کی نماز دن کے وتر ہیں گویا اس قول سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے قول کی تائید ہوتی ہے کہ وتر کی نماز ایک سلام کے ساتھ تین رکعتیں ہیں۔

ابن ملک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سنت مؤکدہ حضر کی طرح سفر میں پڑھنی چاہیے۔ مگر حنفیہ کے ہاں معتمد اور صحیح قول یہ ہے کہ جب مسافر کسی جگہ منزل کرے تو وہاں سنتیں پڑھ لے مگر راستے میں چھوڑ دے نہ پڑھے۔

بَابُ : اَلْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ

یہ باب سفر کے دوران دونمازیں ایک ساتھ ادا کرنے میں ہے

1069- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ اِسْمٰعِيلَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ وَّسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّعَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ وَّطَاوُسٍ اَخْبَرُوهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُعْجِلَهُ شَيْءٌ وَّلَا يَطْلُبُهُ عَدُوٌّ وَّلَا يَخَافُ شَيْئًا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا کرتے تھے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر کی جلدی بھی نہیں ہوتی تھی اور دشمن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نہیں ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کا خوف نہیں ہوتا تھا۔

شرح

جمع بین الصلاتین کی دو قسمیں ہیں: ایک صوری، دوسری حقیقی، پہلی نماز کو آخر وقت میں اور دوسری نماز کو اوّل وقت میں پڑھنے کو جمع صوری کہتے ہیں، اور ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں جمع کر کے پڑھنے کو جمع حقیقی کہتے ہیں، اس کی دو صورتیں ہیں ایک جمع تقدیم، دوسری جمع تاخیر، جمع تقدیم یہ ہے کہ ظہر کے وقت میں عصر اور مغرب کے وقت میں عشاء پڑھی جائے، اور جمع تاخیر یہ ہے کہ عصر کے وقت میں ظہر اور عشاء کے وقت میں مغرب پڑھی جائے، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ فقہاء نے کہا ہے کہ جمع سے مراد جمع صوری ہے۔

1070-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فِي السَّفَرِ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے دوران سفر کے دوران ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

شرح

حضرات شوافع نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم کو اپنا مستدل بناتے ہوئے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ سفر کی حالت میں جمع بین الصلوتین یعنی ظہر و عصر کی نماز ایک ہی وقت میں ایک ساتھ پڑھ لینا جائز ہے خواہ عصر کی نماز ظہر کے وقت پڑھ لی جائے خواہ ظہر کی

1069: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1070: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1629' ورقم الحدیث: 1630' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1202' ورقم الحدیث: 1208' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 586

عصر کے وقت اسی طرح مغرب وعشاء کی نمازوں کو بھی ایک ساتھ پڑھ لینا جائز ہے چاہے مغرب کے وقت عشاء کی نماز پڑھ لی جائے اور چاہے عشاء کی نماز مغرب کے وقت۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک چونکہ جمع بین الصلوٰتین جائز نہیں ہے اس لئے ان کی طرف سے اس حدیث کی جو شوافع کی سب سے بڑی مستدل ہے یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث جمع صوری پر محمول ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر وعصر کی نماز ایک ساتھ اس طرح پڑھتے تھے کہ ظہر کو تو اس کے بالکل آخری وقت پڑھتے اور عصر کی نماز اس کے بالکل ابتدائی وقت میں ادا فرماتے۔ لہٰذا ظاہری صورت کے اعتبار سے تو یہ جمع بین الصلوٰتین ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھیں لیکن حقیقت میں دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھی جاتی تھیں اسی طرح مغرب کی نماز تاخیر سے بالکل آخری وقت میں پڑھتے اور عشاء کی نماز ابتدائی وقت میں ادا فرماتے۔

نمازوں میں جمع صوری کا بیان

حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں (اسی طرح عمل فرماتے تھے) کہ جب کوچ کرنے سے پہلے دوپہر ڈھل جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر وعصر کی نماز ایک ساتھ پڑھ لیتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر ڈھلنے سے پہلے ہی کوچ فرماتے تو ظہر کی نماز میں تاخیر فرماتے اور عصر کے لئے اترتے (یعنی ظہر وعصر دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھتے) مغرب کی نمازیں ایک ساتھ پڑھتے اور اگر آفتاب غروب ہونے سے پہلے ہی کوچ فرماتے تو نماز مغرب میں تاخیر فرماتے یہاں تک کہ عشاء کی نماز کے لئے اترتے اور (اس وقت) دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھتے۔"

(ابوداؤد، جامع ترمذی، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1317)

اس حدیث سے شوافع نے جمع بین الصلوٰتین کے سلسلے میں جمع تقدیم وجمع تاخیر ثابت کی ہے اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے کہ ان کے نزدیک سفر میں دو نمازوں کو ایک ایک ساتھ پڑھ لینا جائز ہے اور ان دونوں نمازوں کو ان میں سے کسی ایک وقت بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ حنفیہ کے ہاں چونکہ جمع بین الصلوٰتین جائز نہیں ہے اس لئے وہ اس سلسلے میں ابوداؤد کا قول نقل کرتے ہیں کہ "وقت سے پہلے ہی نماز پڑھ لینے کے سلسلے میں کوئی بھی حدیث قوی ثابت نہیں ہے۔" گویا ابوداؤد کا یہ قول اس حدیث کے ضعیف ہونے پر دلیل ہے پھر یہ کہ حنفیہ کی دلیل صحیح البخاری وصحیح مسلم کی وہ روایت ہے جو حضرات عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بھی نماز غیر مقرر وقت میں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔

لہٰذا ان دونوں حدیثوں کے تعارض کی شکل میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہی راجح ہوگی۔ کیونکہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے تفقہ اور علم کی زیادتی اور روایت حدیث کے سلسلے میں احتیاط پسندی میں سب سے ممتاز ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کی روایت کردہ حدیث سب سے زیادہ صحیح اور معتمد ہوگی۔

بَابُ: التَّطَوُّعِ فِي السَّفَرِ

یہ باب سفر کے دوران نوافل ادا کرنے میں ہے

1071- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو عَامِرٍ عَنْ عِيْسَى بْنِ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ كُنَّا مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي سَفَرٍ فَصَلّٰى بِنَا ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَهُ وَانْصَرَفَ قَالَ فَالْتَفَتَ فَرَاٰى اُنَاسًا يُصَلُّوْنَ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ قُلْتُ يُسَبِّحُونَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَاَتْمَمْتُ صَلٰوتِي يَا ابْنَ اَخِي اِنِّي صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ فِي السَّفَرِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ ثُمَّ صَحِبْتُ اَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُمُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ)

●● عیسیٰ بن حفص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے۔ انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی ہم نے ان کے ساتھ نماز مکمل کی انہوں نے بھی نماز مکمل کی راوی کہتے ہیں: جب انہوں نے توجہ کی تو کچھ لوگ اٹھ کر نوافل ادا کر رہے تھے تو انہوں نے دریافت کیا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے جواب دیا: یہ لوگ نوافل پڑھ رہے ہیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر میں نے نوافل پڑھنے ہوتے تو میں اپنی نماز ہی مکمل پڑھ لیتا۔

اے میرے بھتیجے! میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے دوران دو رکعات سے زیادہ رکعات ادا نہیں کی ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کی روح مبارک کو) قبض کرلیا۔

پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا انہوں نے بھی دو رکعات سے زیادہ ادا نہیں کیں۔

پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا انہوں نے بھی دو رکعات سے زیادہ ادا نہیں کیں۔

پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا انہوں نے بھی دو رکعات سے زیادہ رکعات ادا نہیں کیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کی ارواح کو قبض کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

''تمہارے لیے اللہ کے رسول (کے طریقے) میں بہترین نمونہ ہے۔''

سفر میں نوافل پڑھنے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اٹھارہ سفر کئے میں نے آپ صلی اللہ

1071: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1101 ورقم الحدیث: 1102 اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1577 ورقم الحدیث: 1578 اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1223 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1457

علیہ وسلم کو زوال آفتاب کے وقت ظہر سے پہلے دو رکعتیں چھوڑتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا اس باب میں حضرت ابن عمر سے بھی روایت ہے کہ امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ حدیث براء غریب ہے میں نے امام بخاری سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے لیث بن سعد کی روایت کے علاوہ اسے نہیں پہچانا انہیں ابوبسرہ غفاری کا نام معلوم نہیں لیکن انہیں اچھا سمجھتے ہیں حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران نماز سے پہلے یا بعد نوافل نہیں پڑھتے تھے انہیں سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نفل نماز پڑھتے تھے۔

اہل علم کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے بعض صحابہ سفر میں نوافل پڑھنے کے قائل ہیں امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے جبکہ اہل علم کی ایک جماعت کا قول ہے کہ نماز سے پہلے یا بعد کوئی نوافل نہ پڑھے جائیں چنانچہ جو لوگ ممانعت کرتے ہیں ہیں وہ حضرات رخصت پر عمل پیرا ہیں اور جو پڑھ لے اس کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے کہ سفر میں نوافل پڑھے جاسکتے ہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 538).

نماز جیسی عبادت میں بھی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سنت سے زیادہ پڑھنا مناسب نہ جانا، یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا کمال اتباع ہے، اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں بہت سخت تھے، یہاں تک کہ ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ان مقامات پر ٹھہرتے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرتے تھے، اور وہیں نماز ادا کرتے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے۔

سفر میں نماز کی سنتوں کے پڑھنے کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، اکثر کا یہ قول ہے کہ اگر پڑھے گا تو ثواب ہوگا، اور خود ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ترمذی کی روایت میں ظہر کی سنتیں پڑھنا منقول ہے، اور بعض علماء کا یہ قول ہے کہ سفر میں صرف فرض ادا کرے، سنتیں نہ پڑھے، ہاں عام نوافل پڑھنا جائز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اسفار مبارکہ میں فرض نماز سے پہلے یا بعد کی سنتوں کو نہیں پڑھتے تھے، سوائے فجر کی سنت اور وتر کے کہ ان دونوں کو سفر یا حضر کہیں نہیں چھوڑتے تھے؛ نیز عام نوافل کا پڑھنا آپ سے سفر میں ثابت ہے۔

سفر میں نوافل وسنن پڑھنے کا بیان

1072- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ سَاَلْتُ طَاوُسًا عَنِ السُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَسَنُ ابْنُ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ حَدَّثَنِي طَاوُسٌ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْحَضَرِ وَصَلٰوةَ السَّفَرِ فَكُنَّا نُصَلِّي فِي الْحَضَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا وَكُنَّا نُصَلِّي فِي السَّفَرِ قَبْلَهَا وَبَعْدَهَا

◆◆ اسامہ بن زید نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے طاؤس سے سفر کے دوران نوافل ادا کرنے کے بارے میں دریافت کیا: اس وقت حسن بن مسلم بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے بتایا طاؤس نے مجھے یہ بات بتائی ہے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضر کی نماز اور

1072: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

سفر کی نماز کو مقرر کیا ہے تو ہم حضر کی نماز میں فرائض سے پہلے اور ان کے بعد (نوافل یا سنتیں) ادا کیا کرتے تھے اور ہم سفر میں بھی فرائض سے پہلے یا اس کے بعد (نوافل یا سنتیں) ادا کیا کرتے تھے۔

بَابُ: كَمْ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ الْمُسَافِرُ اِذَا اَقَامَ بِبَلْدَةٍ

یہ باب ہے کہ جب کوئی مسافر کسی شہر میں مقیم ہو جائے تو وہ کتنا عرصہ قصر نماز ادا کرے گا؟

1073- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَاَلْتُ السَّائِبَ ابْنَ يَزِيْدَ مَاذَا سَمِعْتَ فِيْ سُكْنَى مَكَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ

●● حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے سائب بن یزید سے سوال کیا آپ نے مکہ میں رہائش کے بارے میں کیا سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے حضرت العلاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مہاجر شخص طواف صدر کے بعد تین دن تک یہاں رہ سکتا ہے۔

مسافر اور قصر سے متعلق فقہی احکام کا بیان

مسافر جب اپنے گاؤں یا شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے تو اس پر قصر واجب ہے، پوری چار رکعت والی فرض نماز کی دو رکعتیں ہی پڑھنا واجب ہے اگر کوئی آدمی سفر کی حالت میں جب کہ اس پر قصر واجب ہے، پوری چار رکعتیں پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اور دو واجب کو چھوڑنے والا ہوگا یعنی ایک واجب تو قصر کا ترک ہوگا اور دوسرے قعدہ اخیرہ کے بعد فوراً سلام پھیرنا، کیونکہ مسافر کے حق میں پہلا قعدہ ہی قعدہ اخیرہ ہوتا ہے اس کے بعد اسے فوراً سلام پھیر دینا چاہیے اگر اس نے نہیں پھیرا بلکہ کھڑا ہو گیا اس طرح اس نے دوسرے واجب کو ترک کیا۔ اس موقع پر اتنی بات بھی جانتے چلیے کہ مسافر کے لئے قصر کے جواز میں کسی بھی عالم اور کسی بھی امام کا اختلاف نہیں ہے صرف اتنی بات ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک تو قصر واجب ہے لیکن امام شافعی کے ہاں قصر اولیٰ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر قصر نہیں کرے گا تو وہ امام صاحب کے مسلک کی رو سے گنہگار ہوگا، مگر حضرت شافعی کا مسلک اسے گنہگار نہیں قرار دے گا۔ بلکہ اولیٰ وافضل چیز کو ترک کرنے والا کہلائے گا۔ مسافت قصر: قصر اتنی مسافت کے لئے واجب ہوتا ہے جو متوسط چال سے تین دن سے کم میں طے نہیں ہو سکتی۔ متوسط چال سے مراد آدمی یا اونٹ کی متوسط رفتار ہے تین دن کی مسافت سے یہ مراد ہے کہ صبح سے دوپہر تک چلے نہ یہ کہ صبح سے شام تک، اسی لئے فقہاء نے موجودہ زمانے میں اس مسافت کا اندازہ اڑتالیس میل کیا ہے گویا اگر کوئی آدمی اڑتالیس میل (تقریباً ۹۸ کلومیٹر) کی مسافت کے لئے اپنے گھر سے سفر پر نکلے تو جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اپنے گاؤں یا شہر کی آبادی سے باہر نکلتے ہی اس پر قصر واجب ہو جاتا ہے۔

1073: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3933' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3284 تا 3287' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 2022' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 949' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1453' ورقم الحدیث: 1454

اگر کوئی آدمی مسافت قصر (یعنی ۴۸ میل یا ۹۸ کلومیٹر) کو کسی تیز سواری مثلاً گھوڑے یا ریل وغیرہ کے ذریعے تین دن سے کم میں طے کرے تب بھی وہ مسافر سمجھا جائے گا اسے بھی قصر نماز پڑھنی چاہیے۔ مدت قصر: مسافر کو اس وقت تک قصر کرنا چاہیے۔ جب تک کہ اپنے وطن اصلی نہ پہنچ جائے یا کسی مقام پر کم سے کم پندرہ دن ٹھہرنے کا قصد نہ کرے بشرطیکہ وہ مقام ٹھہرنے کے لائق ہو اگر کوئی آدمی دریا میں ٹھہرنے کی نیت کرے یا دارالحرب میں یا اسی طرح جنگل میں تو اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ ہاں خانہ بدوش لوگ اگر جنگل میں بھی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کریں تو یہ نیت صحیح ہو جائے گی اس لئے کہ وہ جنگلوں میں ہی رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی اس مقدار مسافت کو قطع کرنے سے قبل کہ جس کا سفر میں اعتبار کیا گیا ہے کسی مقام پر ٹھہرنے کی یا اپنے وطن لوٹ جانے کی نیت کرے تو وہ مقیم ہو جائے گا۔ اگر چہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی ہو اب یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے سفر کے ارادے کو ختم کر دیا ہے۔

(۱) مندرجہ ذیل صورتوں میں اگر کوئی مسافر مسافت سفر پوری کرنے کے بعد پندرہ دن سے بھی زیادہ ٹھہر جائے تو وہ مقیم نہ ہوگا اور اس پر قصر کرنا واجب رہے گا۔ (الف)۔ پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو مگر کسی وجہ سے بلا قصد و ارادہ زیادہ ٹھہرنے کا اتفاق ہو جائے۔ (ب)۔ کچھ نیت ہی نہ کی ہو، بلکہ امروز، فردا میں اس کا ارادہ وہاں سے چلے جانے کا ہو مگر وہ اسی پس و پیش میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہر جائے۔ (ج)۔ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے مگر وہ مقام قابل سکونت نہ ہو۔ (د) پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام پر، بشرطیکہ ان دونوں مقامات میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کی اذان کی آواز دوسرے مقام میں نہ جا سکتی ہوں، مثلاً دس روز مکہ معظمہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منیٰ میں مکہ سے منیٰ تین میل کے فاصلے پر ہے اور اگر رات کو تو ایک مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام پر تو جس موضع میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہوگی اب دوسرا مقام جہاں وہ دن کو رہتا ہے اگر اس پہلے مقام سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائے گا ورنہ مقیم رہے گا۔

اور اگر ایک مقام دوسرے مقام سے اس قدر قریب ہو کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جا سکتی ہے۔ تو وہ دونوں مقام ایک ہی سمجھے جائیں گے اور دونوں جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کے ارادے سے مقیم ہو جائے گا۔

(۲) مقیم کی اقتداء مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے خواہ اداء نماز ہو یا قضا، مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کے سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیے کہ اٹھ کر اپنی نماز پوری کرلے اور اس میں قرات نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اس لئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدہ اولیٰ اس مقتدی پر بھی فرض ہوگا مسافر امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے فوراً بعد مقتدیوں کو اپنے مسافر ہونے کی اطلاع یہ کہہ کر دے دے کہ میں مسافر ہوں، مقتدی اپنی نماز پوری کرلیں۔ مسافر بھی مقیم کی اقتداء کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر، وقت کے بعد نہیں۔

اس لئے کہ مسافر جب مقیم کی اقتداء کرے گا تو امام کی اتباع میں چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قعدہ اولیٰ نفل ہوگا اور اس کا فرض، امام کی تحریمہ قعدہ اولیٰ کے نفل ہونے کے ساتھ ہوگی اور مسافر مقتدی کی اس کی فرضیت کے ساتھ پس فرض نماز پڑھنے

والے کی اقتداء نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہیں۔ مسافر فجر کی سنتوں کو ترک نہ کرے اور مغرب کی سنت کو بھی ترک کرنا بہتر نہیں ہے اور باقی اور سنتوں کے ترک کا اختیار ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اگر چل رہا ہو اور اطمینان نہ ہو تو نہ پڑھے ورنہ پڑھ لے۔ (عامہ کتب فقہ)

1074- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَقَرَأْتُهُ عَلَيْهِ أَنْبَأَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فِي أُنَاسٍ مَعِي قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ

عطاء بیان کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے میرے ساتھ کچھ لوگوں کے سامنے یہ حدیث سنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحج کی چوتھی تاریخ کی صبح مکہ تشریف لائے تھے۔

مدت اقامت کا بیان

1075- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَنَحْنُ إِذَا أَقَمْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا نُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مکہ میں) انیس دن قیام کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو دو رکعات ادا کرتے رہے تھے تو ہم جب انیس دن قیام کریں تو ہم دو دو رکعات ادا کرتے ہیں: اور اگر اس سے زیادہ قیام کریں تو چار چار رکعات ادا کرتے ہیں۔

شرح

فاقام تسعة عشر يوما کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انیس دن بغیر اقامت کے اس طرح ٹھہرے کہ امروز فردا میں وہاں سے روانہ ہو جانے کا ارادہ فرماتے رہے مگر بلاقصد وارادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام وہاں انیس دن ہو گیا۔ مگر اس سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگر کوئی آدمی حالت سفر میں کہیں انیس دن ٹھہر جائے تو وہ قصر نماز پڑھ سکتا ہے۔ ہاں انیس دن بعد اس کے لئے قصر جائز نہیں ہوگا اس مسئلے میں حضرت عبداللہ ابن عباس منفرد ہیں اور کسی کا بھی یہ مسلک نہیں ہے۔

اس موقع پر پھر جان لیجئے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی حالت سفر میں کسی جگہ

1074: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2505' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2935' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 2872

1075: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1080' ورقم الحدیث: 4298' ورقم الحدیث: 4299' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1230' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 549

پندرہ دن سے زیادہ ٹھہرنے کاارادہ رکھتا ہے۔تو اس کے لئے قصر جائز نہیں ہے بلکہ وہ پوری نماز پڑھے اور اگر کوئی آدمی پندرہ دن یا پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کاارادہ رکھتا ہے تو قصر نماز پڑھے بلکہ اگر وہ اقامت کی نیت نہ کرے اور آج کل میں وہاں سے روانہ ہونے کاارادہ کرتا رہے اور اس طرح بلا قصد ارادہ اس کے قیام کا سلسلہ برسوں تک بھی دراز ہو جائے تب بھی وہ قصر نماز پڑھتا رہے امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہی مسئلہ جلیل القدر صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ ابن عمر وغیرہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت امام محمد نے کتاب الآثار میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر آزربائیجان میں چھ مہینے اس طرح ٹھہرے رہے کہ آج کل میں وہاں سے چلنے کاارادہ کرتے رہے مگر بلا قصد وارادہ ان کا قیام اس قدر طویل ہو گیا چنانچہ وہ اس مدت میں برابر قصر نماز پڑھتے رہے اس موقع پر دیگر صحابہ بھی ان کے ہمراہ تھے اسی طرح حضرت انس بھی مروان کے بیٹے عبدالملک کے ہمراہ شام میں دو مہینے تک بلا قصد ارادہ ٹھہرے رہے اور وہاں دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے۔

اس مسئلے میں حضرت امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی جگہ علاوہ دو دن آنے اور جانے کے چار روز سے زیادہ قیام کاارادہ رکھتا ہے تو وہ مقیم ہو جاتا ہے اس کے لئے قصر جائز نہیں ہے وہ پوری نماز پڑھے اسی طرح اقامت کی نیت کے بغیر امروز و فردا میں چلنے کاارادہ کرتے کرتے بلا قصد وارادہ اٹھارہ دن سے زیادہ ٹھہر جائے تو تب بھی اس کے لئے قصر جائز نہیں ہوگا وہ پوری نماز پڑھے امام شافعی کی فقہ میں یہی معتمد اور صحیح قول ہے۔

1076- حَدَّثَنَا اَبُو يُوسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں پندرہ دن قیام کیا تھا اور آپ ﷺ قصر نماز ادا کرتے رہے تھے۔

1077- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَّعَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا قُلْتُ كَمْ اَقَامَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ آئے۔ نبی کریم ﷺ دو رکعت نماز ادا کرتے رہے یہاں تک کہ ہم لوگ واپس مدینہ آ گئے۔ (راوی بیان کرتے ہیں) میں نے دریافت کیا: آپ حضرات نے مکہ میں کتنا عرصہ قیام کیا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: 10 دن قیام کیا۔

1076: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1231

1077: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1081 'ورقم الحدیث: 4297 'اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1584 'اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث 1233 'اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 548 'اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1437

سفر کی مدت اقامت میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں راوی نے انس سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے دن مکہ میں قیام کیا انہوں نے فرمایا دس دن اس باب میں ابن عباس اور جابر سے بھی روایت ہے امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حدیث انس حسن صحیح ہے ابن عباس سے مروی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اسفار میں انیس دن تک قیام کیا اور دو رکعتیں ہی پڑھتے رہے چنانچہ اگر ہمارا قیام انیس دن یا اس سے کم مدت کا ہوتا تو ہم بھی قصر ہی پڑھتے اور اگر اس سے زیادہ رہتے تو پوری نماز پڑھتے حضرت علی سے مروی ہے کہ جو دس دن قیام کرے وہ پوری نماز پڑھے ابن عمر پندرہ دن اور دوسری روایت میں بارہ دن قیام کرنے والے کے متعلق پوری نماز کا حکم دیتے تھے قتادہ اور عطاء خراسانی سعید بن مسیب سے روایت ہیں کہ جو شخص چار دن تک قیام کرے وہ چار رکعتیں ادا کرے داؤد بن ابی ہندان سے اس کے خلاف روایت کرتے ہیں اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے سفیان ثوری اور اہل کوفہ پندرہ دن قیام کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے۔

امام اوزاعی بارہ دن قیام کی نیت پر پوری نماز پڑھنے کے قائل ہیں امام شافعی، امام مالک اور احمد کا یہ قول ہے کہ اگر چار دن رہنے کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھے اسحاق کہتے ہیں کہ اس باب میں قوی ترین مذہب ابن عباس کی حدیث کا ہے کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اسی پر عمل پیرا ہیں کہ اگر انیس دن قیام کا ارادہ ہو تو پوری نماز پڑھے۔ پھر اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اگر رہنے کی مدت متعین نہ ہو تو قصر ہی پڑھنی چاہئے اگر سال گزر جائیں۔

(جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 536)

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ

یہ باب نماز کو ترک کرنے والے کے بیان میں ہے

1078-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز کو ترک کرنا ہے"۔

شرح

جس کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ مومن اور کفر کے درمیان نماز بمنزلہ دیوار کے ہے کہ بندہ اس کی وجہ سے کفر تک نہیں پہنچ سکتا مگر جب نماز ترک کر دی گئی تو گویا درمیان کی دیوار اٹھ گئی لہٰذا نماز چھوڑنا اس بات کا سبب ہوگا کہ نماز چھوڑنے والا مسلمان کفر تک پہنچ

1078: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث 4678 اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث 2620

جائے گا۔ بہر حال۔ اس حدیث میں نماز چھوڑنے والوں کے لئے سخت تنبیہ ہے اور اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ نماز کا چھوڑنے والا ممکن ہے کہ کافر ہو جائے کیونکہ جب اس نے اسلام و کفر کے درمیان کی دیوار کو ختم کر دیا گویا وہ کفر کی حد تک پہنچ گیا ہے اور جب وہ کفر کی حد تک پہنچ گیا تو ہو سکتا ہے کہ یہی ترک نماز اس کو فسق و فجور اور اللہ سے بغاوت و سرکشی میں اس حد تک دلیر کر دے کہ وہ دائرہ کفر میں داخل ہو جائے۔ یہ شروع میں بتایا جا چکا ہے کہ تارک نماز کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں چنانچہ اصحاب ظواہر تو یہ کہتے ہیں کہ تارک صلوٰۃ کافر ہو جاتا ہے۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز چھوڑنے والا اگرچہ کافر نہیں ہوتا مگر وہ اس سرکشی و طغیانی کے پیش نظر اس قابل ہے کہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جو آدمی نماز چھوڑ دے اس کو اس وقت تک جب تک کہ نماز نہ پڑھے مارنا اور قید خانہ میں ڈال دینا واجب ہے۔

ترک نماز پر وعید کا بیان

1079- حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَالِسِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ

عبداللہ بن ابوبریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو عہد ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان ہے وہ نماز ہے تو جو شخص اس کو ترک کر دے گا اس نے کفر کیا۔

شرح

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور منافقین کے درمیان امن و امان کا جو معاہدہ ہو چکا ہے کہ ہم انہیں قتل نہیں کرتے اور اسلام کے احکام ان پر نافذ نہیں کرتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نماز پڑھتے، جماعت میں حاضر ہونے اور اسلام کے دوسرے ظاہری احکام کی تابعداری کرنے کے سبب سے مسلمانوں کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں لہٰذا جس نے نماز کو جو تمام عبادتوں میں سے افضل ترین ہے ترک کر دیا گویا کہ وہ کافر کے برابر ہو گیا۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ نماز ترک کر کے کفر کو ظاہر نہ کریں۔ اس طرح اس جملے فقد کفر کے معنی یہ ہوئے کہ (جس نے نماز چھوڑ دی) اس نے کفر کو ظاہر کر دیا۔

1080- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْكِ إِلَّا تَرْكُ الصَّلٰوةِ فَإِذَا تَرَكَهَا فَقَدْ أَشْرَكَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بندے اور شرک کے درمیان فرق صرف

1079: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2121 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 462

1080: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

نماز کو ترک کرنا ہے جب آدمی اسے ترک کردیتا ہے تو وہ شرک کا مرتکب ہوتا ہے۔

بَابُ: فِيْ فَرْضِ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے فرض ہونے کے بیان میں ہے

لفظ جمعہ کی وجہ تسمیہ اور معنی ومفہوم کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لفظ جمعہ میم کے ساکن کے ساتھ اور جمعہ میم کے فتح کے ساتھ ہر دو طرح سے بولا گیا ہے۔

قال فی الفتح قد اختلف فی تسمية اليوم بالجمعة مع الاتفاق على انه كان ليسمى فی الجاهلية و العروبة بفتح العين وضم الراء و بالوحدة الخ یعنی جمعہ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عہد جاہلیت میں اس کو یوعروبہ کہا کرتے تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس دن مخلوق کی خلقت تکمیل کو پہنچی اس لیے اسے جمعہ کہا گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تخلیق آدم کی تکمیل اسی دن ہوئی اس وجہ سے اسے جمعہ کہا گیا۔ ابن حمید میں سند صحیح سے مروی ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ کے ساتھ انصار نے جمع ہو کر نماز ادا کی اور حضرت اسعد بن زرارہ نے ان کو وعظ فرمایا پس اس کا نام انہوں نے جمعہ رکھ دیا کیوں کہ وہ سب اس میں جمع ہوئے یہ بھی ہے کہ کعب بن لوی اس دن اپنی قوم کو حرم شریف میں جمع کر کے ان کو وعظ کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اس حرم سے ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ یوم عروبہ کا نام سب سے پہلے یوم جمعہ کعب بن لوی ہی نے رکھا۔ یہ دن بڑی فضیلت رکھتا ہے اس میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں جو نیک دعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی روش کے مطابق نماز جمعہ کی فرضیت کے لیے آیت قرآنی سے استدلال فرمایا جیسا کہ باب ذیل سے ظاہر ہے۔

جمعہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں تمام جماعتوں کا اجتماع ہوتا ہے اس کا تقاضا ہے کہ اس میں تمام جماعتوں کو آنے کی اجازت ہوتا کہ نام کے معنی کا ثبوت ہو۔ (بدائع الصنائع فصل شرائط الجمعۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

علامہ یحییٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ اس دن کا نام جمعہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ مذکورہ بالا ایسی عظیم الشان چیزیں اس دن میں جمع کردی گئی ہیں۔

لیکن یہ بات بھی مخفی نہ رہے کہ قطع نظر اس بات کے کہ یہ تمام باتیں بہ ہیت مجموعی "جمعہ" کی وجہ تسمیہ کو ظاہر کرتی ہیں ان میں سے ہر ایک خود بھی اپنی اپنی جگہ جمعیت اور اجتماعیت کے مفہوم پر حاوی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ جمعہ کا نام جمعہ کس سبب سے رکھا گیا ہے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وجہ سے کہ اس دن تمہارے باپ آدم کی مٹی جمع کی گئی اور اس کا خمیر بنایا گیا۔ اس دن (پہلا) صور پھونکا جائے گا (کہ اس کی آواز سے تمام دنیا والے مرجائیں گے) اور (دوسرا) صور پھونکا جائے گا (کہ اس کی آواز سے تمام مردے دوبارہ زندہ ہوجائیں گے) اور اس دن (قیامت) کی سخت دار و گیر ہوگی نیز اس دن کے آخر کی تین ساعتوں میں ایک ایسی ساعت ہے (یعنی جمعے کی آخری ساعت) کہ اس وقت جو کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوگی۔"

(احمد بن حنبل، مشکوۃ المصابیح: جلداول: رقم الحدیث، 1337)

خطبہ جمعہ میں وعظ کرنے کا بیان

1081- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ بُكَيْرٍ اَبُو جَنَّابٍ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَدَوِىُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ قَبْلَ اَنْ تُشْغَلُوْا وَصِلُوا الَّذِىْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهٗ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ فِى السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُرْزَقُوْا وَتُنْصَرُوْا وَتُجْبَرُوْا وَاعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ فِىْ مَقَامِىْ هٰذَا فِىْ يَوْمِىْ هٰذَا فِىْ شَهْرِىْ هٰذَا مِنْ عَامِىْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ تَرَكَهَا فِىْ حَيَاتِىْ اَوْ بَعْدِىْ وَلَهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ اَوْ جَائِرٌ اسْتِخْفَافًا بِهَا اَوْ جُحُوْدًا لَهَا فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ لَهٗ شَمْلَهٗ وَلَا بَارَكَ لَهٗ فِىْ اَمْرِهٖ اَلَا وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ وَلَا زَكَاةَ لَهٗ وَلَا حَجَّ لَهٗ وَلَا صَوْمَ لَهٗ وَلَا بِرَّ لَهٗ حَتّٰى يَتُوْبَ فَمَنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اَلَا لَا تَؤُمَّنَّ امْرَاَةٌ رَجُلًا وَلَا يَؤُمَّ اَعْرَابِىٌّ مُهَاجِرًا وَلَا يَؤُمَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا اِلَّا اَنْ يَقْهَرَهٗ بِسُلْطَانٍ يَخَافُ سَيْفَهٗ وَسَوْطَهٗ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرلو اور نیک اعمال کی طرف جلدی کرو اس سے پہلے کہ تمہیں مشغول کر دیا جائے اور اپنے پروردگار کا بکثرت ذکر کر کے ظاہری اور خفیہ طور پر بکثرت صدقہ کر کے اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان تعلق کو قائم کرو۔

(اس کے نتیجے میں) تمہیں رزق دیا جائے گا' تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری خامیوں کو دور کر دیا جائے گا' یہ بات جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اس سال کے اس مہینے کے اس دن میں' میرے اس جگہ کھڑے ہونے سے لے کر قیامت کے دن تک کے لیے جمعہ تم پر فرض کر دیا ہے' تو جو شخص میری زندگی میں یا میرے بعد اسے ترک کرے گا حالانکہ جمعہ قائم کرنے کے لیے امام موجود ہو خواہ وہ عادل ہو یا ظالم ہو اور وہ شخص اسے (یعنی جمعہ کو) کمتر سمجھتے ہوئے ایسا کرے یا اس کا انکار کرتے ہوئے اسے ترک کرے' تو اللہ تعالیٰ اسے پریشان کر دے گا اور اس کے کاموں میں برکت نصیب نہیں

1081: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کرے گا ایسے شخص کی نماز نہیں ہوگی زکوٰۃ نہیں ہوگی حج نہیں ہوگا روزہ نہیں ہوگا اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی جب تک وہ توبہ نہیں کرتا' تو جو شخص توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرے گا' یاد رکھنا کوئی بھی عورت کسی مرد کی امامت ہرگز نہ کروائے اور کوئی دیہاتی کسی مہاجر کی امامت نہ کروائے' کوئی فاجر کسی مومن کی امامت نہ کروائے' البتہ اگر وہ (فاجر شخص) حکومتی اختیار کی وجہ سے اس پر غالب آجائے' تو اس کا حکم مختلف ہے' جب آدمی کو اس کی تلوار یا اس کے کوڑے کا خوف ہو۔

1082 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ اَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ اَبِيْهِ اَبِىْ اُمَامَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ قَائِدَ اَبِىْ حِيْنَ ذَهَبَ بَصَرُهُ فَكُنْتُ اِذَا خَرَجْتُ بِهٖ اِلَى الْجُمُعَةِ فَسَمِعَ الْاَذَانَ اسْتَغْفَرَ لِاَبِىْ اُمَامَةَ اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ وَدَعَا لَهٗ فَمَكَثْتُ حِيْنًا اَسْمَعُ ذٰلِكَ مِنْهُ ثُمَّ قُلْتُ فِىْ نَفْسِىْ وَاللّٰهِ اِنَّ ذَا لَعَجْزٌ اِنِّىْ اَسْمَعُهٗ كُلَّمَا سَمِعَ اَذَانَ الْجُمُعَةِ يَسْتَغْفِرُ لِاَبِىْ اُمَامَةَ وَيُصَلِّىْ عَلَيْهِ وَلَا اَسْاَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ لِمَ هُوَ فَخَرَجْتُ بِهٖ كَمَا كُنْتُ اَخْرُجُ بِهٖ اِلَى الْجُمُعَةِ فَلَمَّا سَمِعَ الْاَذَانَ اسْتَغْفَرَ كَمَا كَانَ يَفْعَلُ فَقُلْتُ لَهٗ يَا اَبَتَاهُ اَرَاَيْتَكَ صَلٰوتَكَ عَلٰى اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ كُلَّمَا سَمِعْتَ النِّدَاءَ بِالْجُمُعَةِ لِمَ هُوَ قَالَ اَىْ بُنَىَّ كَانَ اَوَّلَ مَنْ صَلّٰى بِنَا صَلٰوةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّةَ فِىْ نَقِيْعِ الْخَضِمَاتِ فِىْ هَزْمٍ مِّنْ حَرَّةِ بَنِىْ بَيَاضَةَ قُلْتُ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا

◆◆ عبدالرحمٰن بن کعب بیان کرتے ہیں: میں اپنے والد کو ساتھ لے کر جایا کرتا تھا جب ان کی بینائی رخصت ہوگئی تھی' جب میں انہیں ساتھ لے کر جمعہ کی نماز کے لیے جاتا تھا' تو وہ حضرت ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کرتے' ان کے لیے دعا کرتے' تو ایک طویل عرصے تک میں ان سے یہ بات سن کر خاموش رہا' پھر میں نے یہ سوچا: اللہ کی قسم! یہ تو بے وقوفی کی بات ہوئی کہ میں ان کو سنتا ہوں کہ جب بھی یہ جمعے کی اذان سنتے ہیں' تو حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ان کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور میں نے ان سے اس بارے میں یہ بھی دریافت نہیں کیا کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟

ایک مرتبہ میں پہلے کی طرح انہیں جمعے کے لیے لے کر جا رہا تھا جب انہوں نے اذان سنی تو پہلے کی طرح دعائے مغفرت کی' میں نے ان سے کہا: ابا جان! آپ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے جو دعائے مغفرت کرتے ہیں جب بھی جمعے کی اذان سنتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے' تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ مکرمہ سے (مدینہ منورہ) تشریف آوری سے پہلے ہمیں جمعے کی نماز پڑھائی تھی جو ''نقیع خضمات'' میں پتھریلی زمین پر ادا کی گئی تھی جس کا تعلق بنو بیاضہ سے تھا۔

1: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث 1069

میں نے ان سے دریافت کیا آپ اس دن کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے جواب دیا چالیس افراد۔

امت مسلمہ کا شرف اور جمعہ کا بیان

1083- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا اَبُو مَالِكٍ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ وَعَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَضَلَّ اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا كَانَ لِلْيَهُوْدِ يَوْمُ السَّبْتِ وَالْاَحَدُ لِلنَّصَارٰى فَهُمْ لَنَا تَبَعٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاَوَّلُوْنَ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جو لوگ ہم سے پہلے تھے اللہ تعالیٰ نے جمعہ (کے دن) کے حوالے سے انہیں گمراہ رہنے دیا یہودیوں کا (مخصوص مذہبی) دن ہفتہ ہے اور اتوار عیسائیوں کا مخصوص (مذہبی) دن ہے تو قیامت کے دن تک وہ لوگ ہمارے پیروکار ہوں گے ہم دنیا میں بعد میں آنے والے ہیں اور (قیامت کے دن) پہلے ہوں گے جن کا حساب ساری مخلوق سے پہلے ہو جائے گا۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم دنیا میں بعد میں آئے ہیں اور قیامت کے دن شرف و مرتبے میں سب سے آگے ہوں گے علاوہ ازیں اہل کتاب (یعنی یہود و نصاری) کو اللہ کی طرف سے ہم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ہمیں بعد میں کتاب ملی ہے پھر یہ دن یعنی جمعے کا دن ان (اہل کتاب) پر فرض کیا گیا تھا لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دن (یعنی جمعہ) کے بارے میں ہماری ہدایت فرمائی بایں طور کہ ہم نے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس دن کو اللہ کی عبادت کے لئے اختیار کیا۔ اور لوگ یعنی یہود و نصاری نہ صرف شرف وفضیلت بلکہ دن کے اعتبار سے بھی ہمارے تابع ہیں، یہود نے کل (یعنی جمعہ کے بعد کے دن سنیچر) کو اختیار کیا اور نصاری نے پرسوں (یعنی سنیچر کے بعد کا دن اتوار) اختیار کیا۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم)

اور صحیح مسلم ہی کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وحضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے کہ دونوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کے آخر میں فرمایا۔ (دنیا میں آنے کے اعتبار سے) ہم سب سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے کہ ساری مخلوقت سے پہلے ہمارے لئے (حساب کا اور جنت میں داخل ہونے کا) حکم کیا جائے گا۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1328)

حدیث کے الفاظ "ہمیں بعد میں کتاب ملی ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ گذشتہ امتوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب پہلے نازل ہوئی ہے اور پھر سب سے بعد میں ہماری امت کو قرآن کریم سے نوازا گیا ہے مگر درحقیقت یہی چیز ہماری امت کے لئے تمام امتوں کے مقابلے میں شرف وفضیلت کی دلیل ہے کیونکہ اصولی بات ہے کہ جو کتاب بعد میں آتی ہے وہ پہلی کتاب کو منسوخ قرار

1083: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1979' ورقم الحدیث: 1980' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1367' ورقم الحدیث: 481

واضح رہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ جو کتاب پہلی کتاب کو منسوخ قرار دیتی ہے وہ اپنی عظمت و فضیلت کے اعتبار سے مقدم قرار پاتی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نحن الآخرون بھی امت محمدیہ کی فضیلت وعظمت کے بیان کے لئے ہے۔ ثم ھذا یومھم الذی فرض علیھم کی وضاحت کے سلسلے میں شارحین حدیث کا اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہود و نصاریٰ پر جمعہ کے دن کو فرض کرنے سے کیا مراد ہے؟ اور یہ کہ اہل کتاب نے اس میں کیا اختلاف کیا؟

چنانچہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مسلمانوں پر جمعے کی نماز فرض کی ہے بعینہ اسی طرح اہل کتاب پر بھی جمعہ کے روز عبادت کرنا فرض قرار دیا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا کہ وہ اسی روز عبادت الٰہی کے لئے آپس میں جمع ہوا کریں جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے مگر انہوں نے اپنی عادت کے مطابق اس معاملے میں بھی اللہ کے حکم سے اعراض کیا اور اپنی سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا جمعے کو فرض کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں تمہارے لئے ایک ایسا دن فرض قرار دیا ہے جس میں تم اپنے دنیوی امور سے فارغ ہو کر اور تمام کام کاج چھوڑ کر اللہ کی عبادت اور ذکر میں مشغول رہو لہٰذا تم اپنے اجتہاد اور فکری قوت سے کام لیتے ہوئے اس دن کو متعین کر لو کہ وہ کونسا دن ہے؟ گویا اس طرح اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ اہل کتاب کے اجتہاد و فکر کا امتحان تھا کہ آیا یہ حق اور صحیح بات دریافت کر لینے اور اس پر مطلع ہو جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں یا نہیں؟ چنانچہ یہود نے تو سنیچر کے دن کو متعین کیا اور کہا کہ یہی دن عبادت الٰہی میں اجتماعیت کے ساتھ مشغول ہونے کا دن ہے اور اسی دن کی سب سے زیادہ فضیلت ہے کیونکہ اسی دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تھا۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اس دن دنیا کے کاروبار سے فراغت حاصل کر کے عبادت میں مشغول رہیں۔ نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا انہوں نے اس دن کو بایں طور تمام دنوں سے زیادہ افضل و برکت جانا کہ یہی دن ابتدائے آفرینش کا ہے۔ انہوں نے سوچا کہ مبداء کمالات و افاضات ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ جل شانہ مخلوق پر اپنے فیض اور اپنی نعمتوں کے ساتھ متوجہ ہوا۔ لہٰذا اس مقصد کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و پرستش بہت زیادہ کی جائے اور بندے دنیا کی مصروفیتوں سے منہ موڑ کر اپنے پیدا کرنے والے اور اپنے پالنہار کی بندگی میں مصروف رہیں یہی دن سب سے زیادہ مناسب اور بہتر ہو سکتا ہے۔

لیکن یہود و نصاریٰ دونوں اپنے اجتہاد اور اپنی رائے میں ناکام رہے اور ان کی طبیعت اور ان کے مزاج میں چونکہ تمرد و سرکشی کا مادہ زیادہ تھا۔ سعادت و بھلائی کے نور سے ان کے قلوب پوری طرح مستفید نہ تھے اس لئے وہ اصل مقصد اور اصل دن جو اللہ کے علم میں تھا اس کو تو پہچان نہ سکے بلکہ اپنی اپنی دلیلوں کا سہارا لے کر دوسرے دنوں کو اختیار کر بیٹھے۔ برخلاف اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت سے نوازا اور اپنے فضل و کرم سے اصل دن یعنی جمعہ کی معرفت عطا فرمائی۔

چنانچہ جب اللہ جل شانہ نے اس آیت (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ، الجمعہ:9) کے ذریعے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جمعہ کو اللہ کی عبادت کی جائے تو اس کے ساتھ انہیں اس حکم کی بجا آوری کی توفیق بھی عطا فرمائی اور اس امت کو اس مرحلے پر بھی تمرد و سرکشی اور خود ساختہ دلیلوں کے ذریعے گمراہ نہیں کیا چنانچہ مسلمانوں نے اللہ کے اس حکم کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور ایک سچی فرمانبردار امت

ہونے کے ناطے جمعہ ہی کے دن کو اللہ کی عبادت و بندگی کے لئے اختیار کر لیا۔ "لوگ ہمارے تابع ہیں" کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کا روز چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا دن ہونے کی وجہ سے نسل انسانی کے لئے مبداء اور انسانی زندگی کا سب سے پہلا دن ہے اس لئے اس دن عبادت کرنے والے عبادت کے اعتبار سے متبوع اور اس کے بعد کے دو دن یعنی سنیچر و اتوار کو عبادت کرنے والے تابع ہوئے۔ اسی بناء پر یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ شرعا اور اصولا جمعے کا دن ہی ہفتہ کا پہلا دن ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ عرف عام اس کے برخلاف ہے۔

یہ امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوئی کہ دنیا میں ان کو سب کے بعد رکھا، اور آخرت میں سب سے پہلے رکھے گا، دنیا میں بعد میں رکھنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ امت سابقہ امتوں پر گواہ ہے جیسے کہ قرآن میں وارد ہے، بہر حال جمعہ کی فضیلت یہود اور نصاریٰ کو نہیں ملی، انہوں نے اس دن کے پہچاننے میں غلطی کی، اور امت محمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے صاف کھول کر یہ دن بیان کر دیا، اور جمعہ کی تخصیص کی وجہ یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش اسی دن کی، یعنی آدم وضاحت کو اسی دن پیدا کیا، پس ہر ایک انسان پر اس دن اپنے مالک کا شکر ادا کرنا فرض ہوا، اور قیامت بھی اسی دن آئے گی، گویا شروع اور خاتمہ دونوں اسی دن ہیں۔

بَابُ: فِيْ فَضْلِ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کی فضیلت کے بیان میں ہے

1084-حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى ابْنُ اَبِیْ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُنْذِرِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سَيِّدُ الْاَيَّامِ وَاَعْظَمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ يَوْمِ الْاَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ فِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰهُ فِيْهِ اٰدَمَ وَاَهْبَطَ اللّٰهُ فِيْهِ اٰدَمَ اِلَى الْاَرْضِ وَفِيْهِ تَوَفَّى اللّٰهُ اٰدَمَ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَّا يَسْاَلُ اللّٰهَ فِيْهَا الْعَبْدُ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ مَا لَمْ يَسْاَلْ حَرَامًا وَّفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَا مِنْ مَّلَكٍ مُّقَرَّبٍ وَّلَا سَمَاءٍ وَّلَا اَرْضٍ وَّلَا رِيَاحٍ وَّلَا جِبَالٍ وَّلَا بَحْرٍ اِلَّا وَهُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

◄► حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جمعہ تمام دنوں کا سردار اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ معزز ہے یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے دن سے بھی زیادہ معزز ہے اس میں پانچ خصوصیات ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف نازل کیا اسی دن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وفات دی اور اس میں ایک گھڑی ہے جس میں بندہ جو بھی چیز مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہ اسے عطا کر دیتا ہے جبکہ وہ کوئی حرام چیز نہ مانگے اور اسی دن

1084: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

قیامت قائم ہوگی' ہر مقرب فرشتہ' آسمان' زمین' ہوائیں' بادل' سمندر جمعے کے دن سے خوفزدہ ہوتے ہیں (کہ کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے)

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی سے متعلق اقوال کا بیان

حضرت ابی بردہ ابن ابی موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد مکرم (حضرت ابوموسیٰ) سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے سرتاج دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعے (کے دن) کی ساعت قبولیت کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ ساعت (خطبے کے لئے) امام کے منبر پر بیٹھنے اور نماز پڑھی جانے تک کا درمیانی عرصہ ہے۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1331)

جمعے کے روز قبولیت دعا کی ساعت منقول ہے اور اس کی حقیقت میں کسی کو کوئی شبہ نہیں ہے لیکن علماء کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ وہ ساعت کونسی ہے؟ یعنی وہ کونسا وقت ہے جس میں ساعت قبولیت آتی ہے؟ چنانچہ بعض علماء کی تحقیق تو یہ ہے کہ شب قدر کی ساعت قبولیت اور اسم اعظم کی طرح جمعہ کے روز کی ساعت قبولیت بھی مبہم یعنی غیر معلوم ہے بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ وہ ساعت ہر جمعے کو بدلتی رہتی ہے کسی جمعے کو تو دن کے ابتدائی حصے میں آتی ہے کسی جمعے کو درمیانی حصے میں اور اسی طرح کسی جمعے کو دن کے آخری حصے میں آتی ہے لیکن اکثر علماء کا کہنا یہ ہے کہ وہ ساعت متعین اور معلوم ہے لیکن اس میں بھی اختلاف ہے کہ اگر وہ ساعت متعین اور معلوم ہے تو کونسی ساعت ہے۔ اور وہ کونسا وقت ہے جس میں یہ عظیم ومقدس سات پوشیدہ ہے۔ اس بارے میں پینتیس اقوال منقول ہیں: (۱) جمعے کے روز فجر کی نماز کے لئے مؤذن کے اذان دینے کا وقت۔ (۲) فجر کے طلوع ہونے سے آفتاب کے طلوع ہونے تک کا وقت۔ (۳) عصر سے آفتاب غروب ہونے تک کا وقت۔ (۴) خطبے کے بعد امام کے منبر سے اترنے سے تکبیر تحریمہ کہنے جانے تک کا وقت۔ (۵) آفتاب نکلنے کے بعد فوراً بعد کی ساعت۔ (۶) طلوع آفتاب کا وقت۔ (۷) ایک پہر باقی دن کی آخری ساعت۔ (۸) زوال شروع ہونے سے آدھا سایہ ہو جانے تک کا وقت۔ (۹) زوال شروع ہونے سے ایک ہاتھ سایہ آجانے تک کا وقت۔ (۱۰) ایک بالشت آفتاب ڈھلنے کے بعد سے ایک ہاتھ آفتاب ڈھل جانے تک کا وقت۔ (۱۱) عین زوال کا وقت۔ (۱۲) جمعے کی نماز کے لئے مؤذن جب اذان کہے وہ وقت۔ (۱۳) زوال شروع ہونے سے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۴) زوال شروع ہونے سے امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا قت۔ (۱۵) زوال آفتاب تک کا وقت۔ (۱۶) خطبے کے لئے امام کے منبر پر چڑھنے سے نماز جمعہ شروع ہونے تک کا وقت۔ (۱۷) امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۸) خطبے کے لئے امام کا منبر پر چڑھنے اور ادائیگی نماز کے درمیان کا وقت۔ (۱۹) اذان سے ادائیگی نماز کے درمیان کا وقت۔ (۲۰) امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز پوری ہو جانے تک کا وقت۔

(۲۱) خرید وفروخت کے حرام ہونے اور ان کے حلال ہونے کے درمیان کا وقت یعنی اذان کے وقت سے نماز جمعہ ختم ہو جانے تک۔ (۲۲) اذان کے قریب کا وقت۔ (۲۳) امام کے خطبہ شروع کرنے اور خطبہ ختم کرنے تک کا وقت۔ (۲۴) خطبے کے لئے امام کے منبر پر چڑھنے اور خطبہ شروع کرنے کا درمیانی وقت۔ (۲۵) دونوں خطبوں کے درمیان امام کے منبر سے اترنے کا وقت۔ (۲۶) نماز کے لئے تکبیر شروع ہونے سے امام کے مصلے پر کھڑے ہونے تک کا وقت۔ (۲۷) خطبہ سے فراغت کے بعد

امام کے منبر سے اترنے کا وقت۔ (۲۸) تکبیر شروع ہونے سے اختتام نماز تک کا وقت۔ (۲۹) جمعہ کی نماز سے فراغت کے فوراً بعد کا وقت۔ (۳۰) عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک کا وقت۔

(۳۱) نماز عصر کے درمیان کا وقت۔ (۳۲) عصر کی نماز سے (غروب آفتاب سے پہلے) نماز کا آخری وقت مستحب رہنے تک کا وقت۔ (۳۳) مطلقاً نماز عصر کے بعد کا وقت۔ (۳۴) نماز عصر کے بعد کی آخری ساعت۔ (۳۵) اور وہ وقت جب کہ آفتاب ڈوبنے لگے۔

منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ الزہرا اور تمام اہل بیت نبوت رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے خادموں کو متعین کرتے تھے کہ وہ ہر جمعے کے روز آخری گھڑی کا خیال رکھیں اور اس وقت سب کو یاد دلائیں تا کہ وہ سب اس گھڑی میں پروردگار کی عبادت، اس کے فکر اور اس سے دعا مانگنے میں مشغول ہو جائیں۔ یہاں جو حدیث نقل کی گئی ہے اس کے متعلق بلقینی سے پوچھا گیا کہ خطبے کے وقت دعا کیونکر مانگی جائے کیونکہ یہ حکم ہے کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت خاموشی اختیار کی جائے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ "دعا کے لئے تلفظ شرط نہیں ہے بلکہ اپنے مقصود و مطلوب کا دل میں دھیان رکھنا کافی ہے یعنی دعا کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ دعا کے الفاظ زبان سے ادا کئے جائیں بلکہ یہ بھی کافی ہے کہ دل ہی دل میں دعا مانگ لی جائے اس طرح مقصود بھی حاصل ہو جائے گا اور خطبے کے وقت خاموش رہنے کے شرعی حکم کے خلاف بھی نہیں ہوگا۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ "یہ بات مجھے معلوم ہوئی ہے کہ جمعے کی شب میں بھی مانگی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔

جمعہ کے دن صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا بیان

1085 - حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ اَبِي الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرَمْتَ يَعْنِي بَلِيتَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تمہارے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت جمعے کے دن کو حاصل ہے' اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا' اسی دن نفخہ ہوگا' اسی دن صعقہ ہوگا (یعنی قیامت قائم ہوگی) تو اس دن میں مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے' ایک صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیسے پیش کیا جائے گا' جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوسیدہ ہو چکے ہوں گے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کے لیے یہ چیز حرام کر دی ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے''۔

1085: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

شرح

ارشاد ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ یا تو عرفہ کا دن سب دنوں میں سے افضل ہے یا پھر عرفہ اور جمعہ دونوں دن فضیلت کے اعتبار سے مساوی ہیں۔ جمعے کے دن بہت زیادہ درود بھیجنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے حکم دیا ہے کہ درود افضل عبادات میں سے ہے اور چونکہ جمعہ کے دن ہر نیکی کا ثواب ستر درجہ زیادہ ملتا ہے اس لئے جمعے کے دن درود پڑھنا اولیٰ ہوگا۔ یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جمعے کے دن اور جمعہ کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے وقت بہت زیادہ فضائل دوسری احادیث سے بھی ثابت ہیں اس لئے مسلمانوں کے لئے یہ حق تعالیٰ کی جانب سے ایک عظیم الشان نعمت ہے لہٰذا جمعہ کے دن اور جمعہ کی شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت زیادہ درود بھیجا جائے اور اس سے غافل نہ رہا جائے۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح زمین دوسرے مردوں کے ساتھ معاملہ کرتی ہے کہ چند ہی دنوں کے بعد ان کے اجسام زمین کے نذر ہو جاتے ہیں اور گل سڑ جاتے ہیں ایسا معاملہ انبیاء کے مبارک اجسام کے ساتھ نہیں ہوتا نہ تو ان کے اجسام فنا ہوتے ہیں نہ گلتے سڑتے ہیں۔ بلکہ وہ جوں کے توں قبروں میں دنیا کی طرح زندہ رہتے ہیں اور حق تعالیٰ کی جانب سے انہیں وہاں حیات جسمانی حقیقی عنایت فرمائی جاتی ہے۔

چنانچہ یہ مسئلہ بالکل صاف اور واضح ہے اور اس میں کسی اختلاف کی گنجائش نہیں کہ انبیاء اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور انہیں بالکل دنیا کی طرح حقیقی جسمانی حیات حاصل ہے نہ کہ انہیں حیات معنوی روحانی حاصل ہے جیسا کہ شہداء کو حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ شہداء کے علاوہ دوسرے مردے بھی اپنی قبروں میں سلام کلام سنتے ہیں اور بعض ایام میں ان کے اقرباء کے اعمال بھی ان کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

نماز جمعہ کے سبب گناہوں کی بخشش کا بیان

1086- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ كَفَّارَةٌ مَا بَيْنَهُمَا مَا لَمْ تُغْشَ الْكَبَائِرُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: "ایک جمعہ دوسرے جمعے تک' درمیان میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے' جب کہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو"۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے دن غسل کرنے کے بیان میں ہے

1086: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

جمعہ کے آداب وفضیلت کا بیان

1087- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ حَدَّثَنِي اَبُو الْاَشْعَثِ حَدَّثَنِي اَوْسُ بْنُ اَوْسٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا

حضرت اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے (مسجد) جلدی چلا جائے وہ پیدل چل کر جائے سوار ہو کر نہ جائے امام کے قریب ہو اور غور سے خطبہ سنے اور کوئی لغو حرکت نہ کرے تو اس کے ہر ایک قدم کے عوض میں اسے ایک سال کے (نفلی) روزوں اور نفل نمازوں کا ثواب عطا کیا جاتا ہے''۔

شرح

غسل (نہلانے) کا مطلب یہ ہے کہ اپنی بیوی کو نہلائے اور اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی بیوی سے صحبت کرے تاکہ اس کے نہانے کا باعث ہو یا یہ مراد ہے کہ اپنے کپڑے صاف کرائے اور دھلوائے یا اپنا سر خطمی وغیرہ سے دھوئے جمعے کے روز اپنی بیوی سے ہم بستری بہتر اس لئے ہے کہ اس سے زنا کا خطرہ دل میں پیدا نہیں ہوتا اور نماز میں حضور قلب حاصل ہوتا ہے۔ اس حدیث میں لفظ "مشی" کے بعد "لم یرکب" کی قید کا مقصد اس بات کا ظاہر کرتا ہے کہ تمام راستہ یا پیادہ چلے بالکل سوار نہ ہو۔ چونکہ لفظ "مشی" اپنے عمومی مفہوم میں تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ خواہ تمام راستہ پیدل چلے یا تھوڑی تھوڑی دور پیدل چل کر پھر سوار ہو جائے۔ اس لئے "لم یرکب" ذکر کر کے اس بات کے تاکید فرمادی گئی کہ جامع مسجد جانے کے لئے سواری بالکل استعمال نہ کی جائے بلکہ تمام راستہ پیدل چل کر جامع مسجد پہنچے۔

خطبہ جمعہ کے آداب کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جمعہ کے دن جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اگر تم نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے یہ بھی کہا "چپ رہو" تو تم نے بھی لغو کام کیا۔

(صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلداول: رقم الحدیث، 1357)

خطبہ کے وقت چونکہ کسی بھی قسم کے کلام اور گفتگو کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے اس وقت ایسے آدمی کو جو گفتگو کر رہا ہو خاموش ہو جانے کے لئے کہنا بھی اس حدیث کے مطابق "لغو" ہے اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے وقت مطلقاً کلام اور گفتگو ممنوع ہے اگرچہ وہ کلام وگفتگو امر بالمعروف (اچھی بات کے کرنے) اور نہی عن المنکر) بری بات سے روکنے ہی سے متعلق کیوں نہ ہو۔ ہاں اس

1087: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 346' ورقم الحدیث: 347' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 496' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1380' ورقم الحدیث: 1397

وقت یہ فریضہ اشارہ کے ذریعے ادا کیا جاسکتا ہے لیکن زبان سے کہنے کی اجازت نہیں ہے۔ خطبے کے وقت خاموشی اختیار کرنے کا مسئلہ: جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت خاموش رہنا اکثر علماء کے نزدیک واجب ہے امام ابوحنیفہ بھی انہیں میں شامل ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک مستحب ہے چنانچہ امام شافعی کا بھی یہی مسلک ہے لیکن مذاہب لدنیہ" میں لکھا ہے اس مسئلہ میں امام شافعی کے دو قول ہیں ایک قول وجوب کا ہے اور دوسرا استحباب کا، امام ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ جس وقت امام خطبے کے لئے چلے اس وقت بھی نماز شروع کرنا یا کلام کرنا دونوں ممنوع ہیں اگر کوئی آدمی نماز (مثلاً سنت وغیرہ) پڑھ رہا ہو اور امام خطبہ شروع کر دے تو اس آدمی کو دو رکعت پوری کر کے نماز توڑ دینی چاہیے، مگر حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک امام کے خطبے کے لئے چلنے اور خطبہ شروع کرنے کے درمیان اسی طرح اس کے خطبہ ختم کرنے کے بعد سے تکبیر تحریمہ شروع ہو جانے تک کلام کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ کراہیت کلام اس وجہ سے ہے کہ کلام میں مشغول رہنے والا آدمی خطبہ نہیں سن سکتا اور ظاہر ہے کہ یہ مواقع خطبہ سننے کے نہیں ہیں اس لئے ایسے اوقات میں کلام کرنا جائز ہے۔ مگر حضرت امام ابوحنیفہ ان دونوں کی ممانعت کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حدیث ہے اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام (جب امام خطبہ کے لئے چلے تو اس وقت نہ نماز جائز ہے اور نہ کلام) نیز صحابہ کے اقوال بھی اسی طرح ہیں۔

اور صحابی کے قول کو حجت اور دلیل قرار دینے میں نہ صرف یہ کہ کوئی شک وشبہ نہیں ہے بلکہ قول صحابی کی تقلید و پیروی واجب ہے علماء نے لکھا ہے کہ خطبے کے وقت صاحب ترتیب کے لئے قضا نماز پڑھنی مکروہ نہیں ہے۔ اس آدمی کے بارے میں جو امام سے دور ہو اور خطبے کی آواز اس تک نہ پہنچ رہی ہو علماء کے مختلف اقوال ہیں لیکن صحیح اور مختار قول یہ ہے کہ وہ آدمی بھی گفتگو و کلام نہ کرے بلکہ اس کے لئے بھی خاموش رہنا واجب ہے۔ خطبہ کے وقت کے آداب: علماء نے صراحت کی ہے کہ جس وقت امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت کھانا پینا یا کتابت وغیرہ دنیوی امور میں مشغول ہونا حرام ہے سلام اور چھینک کا جواب دینا بھی مکروہ ہے اس سلسلہ میں درمختار میں ایک کلمہ لکھا گیا ہے۔ كُلُّ شَيْءٍ حُرِّمَ فِي الصَّلٰوةِ حُرِّمَ فِي الْخُطْبَةِ یعنی جو چیزیں نماز میں حرام ہیں وہ خطبے کے وقت بھی حرام ہیں۔ خطبے کے وقت درود بھی زبان سے نہیں بلکہ دل میں کہہ لیا جائے۔ خطبے کے وقت کسی آدمی کو اس کی خلاف شرع حرکت سے روکنا زبان سے تو مکروہ ہے لیکن ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے اسے منع کر دینا مکروہ نہیں ہے۔ بہر حال اس حدیث کی باب سے وجہ مناسبت یہ ہے کہ اس باب کا مقتضی یہ ہے کہ جمعے کو صبح سویرے جانا ثواب کی زیادتی کا باعث ہے اور کوئی آدمی صبح سویرے سے مسجد پہنچ گیا مگر اس نے وہاں امام کے خطبہ پڑھتے وقت کسی کو زبان سے نصیحت کی تو گویا اس سے ایک لغو کام صادر ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سویرے سے مسجد میں پہنچ جانے کا ثواب جاتا رہا۔ لہٰذا اسے چاہیے کہ جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں صبح سویرے پہنچ جائے اور وہاں ایسی کوئی حرکت نہ کی جائے جس سے ثواب جاتا رہے۔

1088 -حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ مَنْ اَتَى الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ

1088: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''جو شخص جمعہ کے لیے آئے اسے غسل کر لینا چاہئے''۔

شرح

پاکی حاصل کرنے" سے مراد ہے غسل کے ذریعے بدن پاک کرنا اور لبوں (مونچھوں) کا کتروانا، ناخن کٹوانا، زیر ناف بال صاف کرنا بغل کے بال دور کرنا، کپڑوں کا پاک کرنا اور خوشبو استعمال کرنا، جمعے کے دن یہ تمام چیزیں سنت ہیں اس کی تفصیل کتاب الطہارت میں مسواک کے بیان میں گزر چکی ہے۔ "جمعہ کے لئے سویرے جانے" سے مراد ہے مسجد یا جہاں نماز ادا کی جاتی ہو وہاں جمعہ کے لئے نماز کے اول وقت پہنچ جانا۔ اگر کوئی آدمی نماز جمعہ کے لئے مسجد میں دن کے اول وقت میں ہی پہنچ جائے تو یہ افضل ہے۔

امام غزالی نے بعض علماء سلف سے یہ معمول نقل کیا ہے کہ وہ عبادت کی طرف پیش روی اختیار کرنے کے جذبہ سے نماز جمعہ کے لئے جمعہ کے دن صبح ہی سے مسجد پہنچ جایا کرتے تھے۔ مگر اتنی بات ذہن نشین رہنی چاہیے۔ کہ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے والوں نے جو یہ معمول بنایا ہے کہ وہ جمعہ کے روز صبح سویرے ہی مسجد مقدس میں جگہ روکنے کے لئے اپنے اپنے مصلی بچھا دیتے ہیں مگر وہاں بیٹھتے نہیں بلکہ چلے جاتے ہیں اور پھر نماز کے وقت آ جاتے ہیں۔ تو اس کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ اگر ایسے لوگ وہاں بیٹھ کر ذکر و فکر میں مشغول رہیں تو بہتر ہے ورنہ محض جگہ روکنے کی خاطر مصلی بچھا کر چلے جانا مناسب نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کو تنگی ہوتی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ جامع مسجد میں جگہ روکنے کے لئے اول وقت پہنچ کر اپنے اپنے کپڑے بچھا دینا اور پھر وہاں سے کھانا وغیرہ کھانے کے لئے گھر چلے جانا مناسب نہیں ہے۔

1089- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِى سَهْلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ہر بالغ شخص پر جمعہ کے دن غسل کرنا لازم ہے۔

غسل جمعہ کے واجب ہونے میں فقہاء مالکیہ واحناف کا موقف ودلیل

امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک جمعہ کا غسل واجب ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری ومسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں کوئی شخص جمعہ کے لئے آئے تو پس اسے چاہیے کہ وہ غسل کرے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غسل جمعہ کے وجوب کا فائدہ دیتی ہے لہذا جمعہ کا غسل واجب ہے۔

1089: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 857 ورقم الحدیث: 895 ورقم الحدیث: 2665 اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1954 اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 341 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1376

جبکہ احناف کے نزدیک غسل جمعہ سنت ہے۔سب سے پہلے ہم فقہاء مالکیہ کی دلیل کا جواب ذکر کر رہے ہیں اور اس کے بعد اپنے موقف پر الگ حدیث بھی بطور دلیل پیش کریں گے۔

کہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ جمعہ کا غسل ہر احتلام والے پر واجب ہے۔

اس حدیث میں غسل جمعہ کے ساتھ یہ قید موجود ہے ہر احتلام والے پر واجب ہے۔اس حدیث کا تقاضہ یہ ہے کہ جمعہ کا غسل غیر احتلام والے پر واجب نہ ہو۔کیونکہ علت وجوب احتلام ہے۔اور اس کے علت ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ہر احتلام والے خواہ وہ جمعہ کا دن ہو یا غیر جمعہ ہو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔لہٰذا احتلام عام ہے خواہ وہ بروز جمعہ ہو یا غیر جمعہ ہو ہر حال میں علت وجوب غسل ہے۔

غسل جمعہ کے سنت ہونے میں احناف کی دلیل

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں۔فقہاء مالکیہ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ ان کی بیان کردہ روایت کو نسخ پر محمول کیا جائے گا۔(علامہ ابن ہمام نے سنن ابوداؤد کی روایت بیان کی ہے جبکہ ہم نے اسی کی ہم معنی روایت صحیح بخاری سے حدیث ذکر کی ہے) وہ یہ روایت ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کہتی ہیں کہ لوگ اپنے گھروں سے اور مدینہ کی نواحی بستیوں سے نماز جمعہ میں باری باری آیا کرتے تھے۔گرد و غبار کی وجہ سے ان (کے جسم) پر غبار اور پسینہ بہت آتا تھا پھر ان کے بدن سے بھی پسینہ نکلتا تھا تو بد بو پیدا ہو جاتی تھی پس ایک آدمی ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) میرے ہاں تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاش تم لوگ اس دن (گرد و غبار اور بدبو سے) صاف رہا کرتے۔

(بخاری، ج ۱، ص ۱۲۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ لوگ اپنے کام کاج خود کیا کرتے تھے اور جب جمعہ کے لیے جاتے تو اپنی اسی حالت میں چلے جاتے تو ان سے کہا گیا: کاش تم غسل کر لیا کرو۔

ان احادیث اور دوسری احادیث میں مندوب کا بیان ہوا ہے جس سے استحباب ہی ثابت کیا جا سکتا ہے۔کیونکہ ندب سے صرف استحباب ثابت ہوتا ہے۔اور اسی دلیل پر یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کا غسل افضل ہے۔

(فتح القدیر بتصرف، ج ۱، ص ۱۱۳، بیروت)

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں پر جمعے کے دن نہانا واجب ہے نیز مسلمانوں کو چاہیے کہ ان میں سے ہر آدمی اپنے گھر میں سے خوشبو لے کر استعمال کرے اور اگر کسی کو خوشبو میسر نہ ہو تو اس کے لئے پانی ہی خوشبو ہے۔یہ روایت احمد و ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔(مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1370)

من طیب اھلہ اس لئے فرمایا گیا ہے کہ عورتیں اکثر خوشبو لگاتی ہیں اس سے گویا اس طرف اشارہ ہے کہ اگر کسی کے پاس خوشبو نہ ہو وہ اپنی بیوی سے مانگ لے لیکن خوشبو زنانی یعنی ایسی نہ ہو کہ اس میں رنگ کی آمیزش ہو۔فَالْمَاءُ لَهٗ طِیْبٌ کا مطلب یہ ہے

کہ اگر کسی کے پاس خوشبو نہ ہو اور اس کے گھر میں بھی بیوی وغیرہ کے پاس سے نہ ملے تو وہ پانی ست نہالے کہ پانی بمنزلہ خوشبو کے ہے کیونکہ پانی پاکیزگی اور ستھرائی کا سبب ہے اور بدن کی بدبو اس سے جاتی رہتی ہے۔ یہ حدیث اور اوپر کی حدیث حضرت امام مالک کے مسلک کی موید ہے کیونکہ ان کے نزدیک جمعے کے دن غسل کرنا واجب ہے لیکن جمہور علماء کے نزدیک چونکہ جمعہ کے دن غسل واجب نہیں لہٰذا ان حضرات نے احادیث کو سنت پر محمول کیا ہے کیونکہ ان کے علاوہ دوسری اور بہت سے احادیث سے یہ ثابت ہے کہ جمعہ کے دن غسل واجب نہیں ہے تاہم علماء لکھتے ہیں کہ جمعہ کے دن غسل نہ کرنا مکروہ ہے۔

وجوب غسل جمعہ انتفائے علت کی وجہ ساقط ہو گیا

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عراق کے چند آدمی آئے اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ کی رائے میں جمعہ کہ دن نہانا واجب ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں! مگر (جمعہ کے دن نہانا) بہت زیادہ صفائی اور ستھرائی ہے اور جو آدمی غسل کرلے اس کے لیے بہتر ہے اور جو آدمی نہ نہائے اس پر واجب بھی نہیں ہے اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ جمعہ کے دن غسل کی ابتداء کیوں کر ہوئی؟ (یعنی جمعہ کے روز غسل کس وجہ سے شروع ہوا تو اصل بات یہ تھی کہ اسلام کے شروع زمانہ میں) بعض نادار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اونی لباس پہنتے تھے اور پیٹھ پر (بوجھ اٹھانے کا) کام کرتے تھے، ان کی مسجد تنگ تھی جس کی چھت نیچی اور کھجور کی ٹہنیوں کی تھی۔

ایک مرتبہ جمعہ کے دن جب سخت گرمی کی وجہ سے) اونی لباس کے اندر لوگ پسینہ سے تر ہو گئے، یہاں تک کہ (پسینہ کی) بدبو پھیلی جس سے لوگ آپس میں تکلیف محسوس کرنے لگے۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدبو کا احساس ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! جب جمعہ کا دن ہو تو غسل کر لیا کرو بلکہ تم میں سے جسے تیل یا خوشبو مثلاً عطر وغیرہ میسر ہو وہ استعمال کرے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مال و دولت کی فراوانی کی تو لوگوں نے اونی لباس چھوڑ کر (عمدہ) کپڑے استعمال کرنے شروع کر دیئے محنت و مشقت کے کام بھی چھوٹ گئے، مسجد بھی وسیع ہوگئی اور پسینے کی وجہ سے جو لوگوں کو آپس میں تکلیف ہوتی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ (سنن ابوداؤد)

علامہ ابن عبدالبر مالکی کا موقف

علامہ ابن منذر نے امام مالک علیہ الرحمہ سے وجوب غسل نقل کیا ہے۔ کہ جمعہ کا غسل واجب ہے۔ جبکہ علامہ ابن عبدالبر مالکی استدراک میں لکھتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے امام مالک سے جمعہ کے غسل کا وجوب نقل کیا ہو۔ (علامہ ابن عبدالبر مالکی کا موقف بھی یہی ہے کہ ہمارے نزدیک بھی جمعہ کا غسل سنت ہے)۔ (ابن عثیمین)

حکم منسوخ کی بقاء کا قاعدہ فقہیہ

فَإِذَا نُسِخَ الْوُجُوبُ لَا يَبْقَى حُكْمٌ آخَرُ بِخُصُوصِهِ إِلَّا بِدَلِيلٍ ۔(فتح القدیر)

جب کسی حکم کا وجوب منسوخ ہو جائے تو وہ صرف اپنی تخصیص کی دلیل کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے

کہ جب کسی حکم کو منسوخ کر دیا جائے تو وہ اصل کے اعتبار یعنی عملی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی حکم منسوخ ہونے کے بعد بھی باقی رہے تو وہ صرف دلیل تخصیص ہی کی بناء پر باقی رہ سکتا ہے۔ اس کی مثال یہ غسل جمعہ ہے کیونکہ غسل جمعہ حدیث کے مطابق جمعہ کے دن والے محتلم پر واجب تھا۔ جبکہ بعد میں ہر احتلام والے پر واجب ہوا۔ اور کئی روایات میں غسل جمعہ کو افضل کہا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ غسل جمعہ کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ تو ایک اصول کے مطابق جب کوئی حکم منسوخ ہو جائے تو وہ ختم ہو جاتا ہے حالانکہ غسل حکم منسوخ ہونے کے باوجود باقی ہے۔ تو اس کا جواب اسی قاعدہ کے مطابق دی گیا ہے کہ اگر چہ وہ غسل جمعہ کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ لیکن اس کا سنت ہونا یا مستحب ہونا اس کی دلیل تخصیص کی وجہ سے باقی ہے اور وہ جمعہ اور اس کی فضیلت ہے۔

حکم کی انتہاء علت کی انتہاء پر ہوتی ہے (قاعدہ فقہیہ)

أَنَّهُ مِنْ قَبِيلِ انْتِهَاءِ الْحُكْمِ بِانْتِهَاءِ عِلَّتِهِ (فتح القدیر)

ہر حکم کی انتہاء علت کی انتہاء کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ غیر نص سے ثابت ہونے والا کوئی بھی حکم شرعی جو کسی علت کی بناء پر ثابت ہوا وہ حکم اس وقت تک رہتا ہے جب تک اس کی علت رہے اور جب علت منتہی یا ختم ہو جائے تو وہ حکم بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال بھی غسل جمعہ ہے کہ جب تک بدن سے بدبو وغیرہ یا علت احتلام تھی تو یہ غسل واجب رہا اور جب یہ علت ختم ہو گئی تو غسل جمعہ کے وجوب کا حکم بھی ختم ہو گیا۔ اور سنت بوجہ تخصیص باقی رہا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ

یہ باب اس بارے میں رخصت کے بیان میں ہے

نماز جمعہ پڑھنے کے سبب گناہوں کی بخشش ہو جانے کا بیان

1090 - حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَدَنَا وَاَنْصَتَ وَاسْتَمَعَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَّمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "جو شخص وضو کرتے ہوئے اچھی طرح وضو کرے پھر جمعہ کے لیے آئے اور (امام) کے قریب ہو اور خاموش رہے اور غور سے (خطبہ) سنے تو اس شخص کے اس جمعے اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں: اور مزید تین دن کے گناہ بھی بخشے جاتے ہیں: اور جو شخص کنکریوں کو چھو لیتا ہے وہ لغو حرکت کا مرتکب ہوتا ہے"۔

شرح

کنکریوں کو چھوا" یعنی نماز میں کنکریوں سے شغل کیا بایں طور کے سجدے کی جگہ برابر کرنے کے لئے انہیں ایک مرتبہ سے

1090: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1985' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1050' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 498

زیادہ برابر کیا" بعض حضرات فرماتے ہیں کہ "اس سے مراد یہ ہے کہ خطبے کے وقت کنکریوں سے کھیلتا رہا۔" "لغو" کے معنی باطل اور بے فائدہ بات" لہٰذا نمازی کے کنکریوں سے کھیلنے یا کنکریوں کو چھونے کو لغو" کے ساتھ مشابہت اس لئے دی گئی ہے کہ یہ فعل خطبہ سننے سے مانع ہوتا ہے۔

جمعہ کے غسل کی فضیلت کے زیادہ ہونے کا بیان

1091- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ اَنْبَانَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْمَكِّيُّ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ تُجْزِئُ عَنْهُ الْفَرِيضَةُ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص جمعہ کے دن وضو کر لے تو یہ کافی ہے اور ٹھیک ہے' اس کے ذمے سے فرض ادا ہو جائے گا' لیکن جو شخص غسل کر لیتا ہے' تو غسل کرنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي التَّهْجِيرِ اِلَى الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعے کے لیے جلدی جانے کے بیان میں ہے

1092- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَهْلُ بْنُ اَبِي سَهْلٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ مَنَازِلِهِمُ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَاسْتَمَعُوا الْخُطْبَةَ فَالْمُهَجِّرُ اِلَى الصَّلٰوةِ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَمُهْدِي بَقَرَةٍ ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَمُهْدِي كَبْشٍ حَتّٰى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ زَادَ سَهْلٌ فِي حَدِيثِهِ فَمَنْ جَآءَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا يَجِيءُ بِحَقٍّ اِلَى الصَّلٰوةِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب جمعہ کا دن آتا ہے' تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے موجود ہوتے ہیں: جو لوگوں کی آمد کے حساب سے ان کے نام نوٹ کرتے ہیں: پھر جب امام آجاتا ہے' تو وہ فرشتے اپنے صحیفے لپیٹ لیتے ہیں: اور غور سے خطبہ سنتے ہیں: تو نماز (جمعہ) کے لیے جلدی جانے والا اسی طرح ہے' جس طرح اونٹ کی قربانی والا شخص ہے پھر اس کے بعد والا اس طرح ہے جیسے گائے کی قربانی کرنے والا شخص ہے پھر اس کے بعد والا اس طرح ہے جیسے دنبے کی قربانی کرنے والا ہو'

1091: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1092: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1982' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1385

یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے مرغی اور انڈے کا بھی ذکر کیا۔

سہل نامی راوی نے روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

''اس کے بعد جو شخص آتا ہے' تو وہ نماز کے حق کی وجہ سے آتا ہے (یعنی اسے کوئی اضافی ثواب نہیں ملے گا)''

1093-حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ مَثَلَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ التَّبْكِيرِ كَنَاحِرِ الْبَدَنَةِ كَنَاحِرِ الْبَقَرَةِ كَنَاحِرِ الشَّاةِ حَتّٰى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی اور جمعے کے لیے جلدی جانے کی مثال دیتے ہوئے فرمایا: یہ اونٹ کی قربانی کرنے' گائے کی قربانی کرنے' بکری کی قربانی کرنے کی مانند ہے' یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے مرغی کا بھی تذکرہ کیا۔

1094-حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ اِلَى الْجُمُعَةِ فَوَجَدَ ثَلَاثَةً وَقَدْ سَبَقُوهُ فَقَالَ رَابِعُ اَرْبَعَةٍ وَمَا رَابِعُ اَرْبَعَةٍ بِبَعِيدٍ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ النَّاسَ يَجْلِسُونَ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى قَدْرِ رَوَاحِهِمْ اِلَى الْجُمُعَاتِ الْاَوَّلَ وَالثَّانِيَ وَالثَّالِثَ ثُمَّ قَالَ رَابِعُ اَرْبَعَةٍ وَمَا رَابِعُ اَرْبَعَةٍ بِبَعِيدٍ

علقمہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ پڑھنے کے لیے گیا' تو انہوں نے وہاں تین ایسے افراد کو پایا جو ان سے پہلے وہاں پہنچ چکے تھے' تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بولے: چار میں سے چوتھا' ویسے چار میں سے چوتھا بھی دور نہیں ہے' میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسی حساب سے بیٹھیں گے جس حساب سے وہ جمعے کے دن جایا کرتے تھے۔ پہلا' دوسرا اور تیسرا۔

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چار میں سے چوتھا ویسے چار میں سے چوتھا بھی زیادہ دور نہیں ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الزِّينَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے دن زینت اختیار کرنے کے بیان میں ہے

1095-حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ

1093: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1094: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1095: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث 1078

اَبِی حَبِیْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ فِیْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَا عَلٰى اَحَدِكُمْ لَوِ اشْتَرٰى ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوٰى ثَوْبَیْ مِهْنَتِهٖ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعے کے دن منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا' تم میں سے کسی شخص پر کوئی حرج نہیں ہوگا' اگر وہ جمعے کے دن کے لیے دو کپڑے خرید لے جو اس کے کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ ہوں۔

شرح

کام کپڑے اکثر میلے کچیلے یا کم قیمت کے ہوتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ جمعہ کا احترام اور اس کی عزت وتوقیر کرے، اور اپنی حیثیت کے مطابق عمدہ اور صاف ستھرے کپڑے پہنے، جیسے کوئی حاکم اور امیر کے دربار میں جاتے وقت اچھا لباس پہننے اور زیب وزینت کا خیال رکھتا ہے۔

زینت اختیار کرنے کا بیان

(۱) امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ننگے طواف کرتے تھے سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اتارا لفظ آیت قل من حرم زینۃ اللہ تو ان کو حکم فرمایا کہ کپڑے پہنو لفظ آیت قل ہی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ فرمایا اہل ایمان میں دنیا میں اس کے ساتھ نفع اٹھاتے ہیں اور ان پر ان کے سبب قیامت کے دن کوئی گناہ نہ ہوگا۔

(۲) امام وکیع نے غرر میں عائشہ (رض) سے روایت کیا کہ پوچھا گیا کہ وہ مقانع القز کیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد زینت کی وہ تمام چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں۔

(۳) امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے ضحاک رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت قل ہی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ کے بارے میں فرمایا کہ مشرک لوگ ایمان والوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں دنیاوی زندگی کی رونق میں اور یہ صرف قیامت کے دن ایمان والوں کے لئے ہوں گی۔ سوائے کافروں کے۔ کہ مشرکین کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

(۴) امام ابو الشیخ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت والطیبت من الرزق کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد ہے چربی گوشت اور گھی۔

(۵) امام ابو الشیخ نے ابن زید رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ قوم حرام کو دیتی تھی بکری میں سے اس کے دودھ کو اس کے گوشت کو اور اس کے گھی کو تو اللہ تعالیٰ نے اتارا۔ لفظ آیت قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق فرمایا زینت سے مراد ہے کپڑے۔

پاکیزہ روزی کھانے کا حکم

(٦) امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت والطیبت من الرزق سے مراد ہے وہ اموال جو جاہلیت والوں نے اپنے اوپر حرام کر رکھے تھے یعنی بحیرہ، سائبہ وصیلہ اور حامی۔

(٧) امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جاہلیت والے کئی چیزوں کو حرام کر دیتے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا۔ کپڑے اور اس کے علاوہ میں سے اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ لفظ آیت قل ارءیتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحلال (یونس آیت ۵۹) اور وہ یہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اتارا۔ لفظ آیت قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق ط قل ہی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا یعنی مسلمان شریک ہیں کافروں کے ساتھ پاکیزہ چیزوں میں دنیا کی زندگی میں پس انہوں نے پاکیزہ اور لذیذ کھانے اور عمدہ کپڑے پہنے اور نیک عورتوں سے نکاح کئے۔ پھر اللہ تعالیٰ خالص کر دیں گے پاکیزہ چیزوں کو آخرت میں ایمان والوں کے لئے اور اس میں سے کوئی چیز بھی مشرکین کے لئے نہ ہوگی۔

(٨) امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ زینت خالص ہوگی قیامت کے دن اس شخص کے لئے جو ایمان لائے گا دنیا میں۔

1095 م-حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَيْخٌ لَنَا عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ

◆◆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن سلام منقول ہے۔

1096 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَاٰى عَلَيْهِمْ ثِيَابَ النِّمَارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَلٰى اَحَدِكُمْ اِنْ وَجَدَ سَعَةً اَنْ يَّتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِهٖ سِوٰى ثَوْبَيْ مِهْنَتِهٖ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے ان میں سے بعض لوگوں کے جسموں پر کام کاج والے بُو دار کپڑے دیکھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی شخص پر کوئی حرج نہیں ہوگا' اگر اس کے پاس گنجائش ہو تو وہ جمعے کی نماز کے لیے دو کپڑے حاصل کرے جو اس کے عام کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ ہوں۔

1097 -حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِيْ سَهْلٍ وَّحَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَدِيعَةَ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

1096: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1097: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاَحْسَنَ غُسْلَهُ وَتَطَهَّرَ فَاَحْسَنَ طُهُوْرَهُ وَلَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِيَابِهِ وَمَسَّ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ طِيْبِ اَهْلِهِ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ وَلَمْ يَلْغُ وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى

◆◆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اچھی طرح غسل کرے اور پھر وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور پھر بہترین کپڑے پہنے اور اللہ تعالیٰ نے جو اس کے نصیب میں لکھا ہو وہ خوشبو استعمال کرے اور پھر جمعہ کے لیے آئے اور کوئی لغو حرکت نہ کرے دو آدمیوں کے درمیان فرق نہ کرے تو اس شخص کے اس جمعے اور دوسرے جمعے کے درمیانی گناہوں کی بخشش کر دی جاتی ہے"۔

1098- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ اَبِي الْاَخْضَرِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فَمَنْ جَاءَ اِلَى الْجُمُعَةِ فَلْيَغْتَسِلْ وَاِنْ كَانَ طِيْبٌ فَلْيَمَسَّ مِنْهُ وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"یہ عید کا دن ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے مقرر کیا ہے تو جو شخص جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے آئے اسے غسل کر لینا چاہیے اور اگر خوشبو موجود ہو تو وہ بھی استعمال کر لے اور تم لوگ مسواک بھی کرو"۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جمعہ کا دن عید یعنی فقراء و مساکین اور اولیاء اللہ و صالحین کے لئے خوشی و مسرت اور زیب و زینت کرنے کا دن ہے اس دن نہاؤ یعنی خوب اچھی طرح طہارت اور ستھرائی حاصل کرو۔ اور خوشبو استعمال کرو خوشبو ایسی ہونی چاہیے جس میں خوشبو تو ہو مگر رنگ نہ ہو جیسے عطر وغیرہ۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ خوشبوؤں میں سب سے اعلیٰ خوشبو ایسا مشک ہے جس میں گلاب کی آمیزش ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر مشک ہی کا استعمال فرماتے تھے۔ حدیث کے الفاظ ومن کان عندہ طیب فلا یضرہ ان یمس کے بارے میں اگر یہ اشکال پیدا ہو کہ یہ پیرایہ بیان وہاں استعمال کیا جاتا ہے جہاں کسی گناہ کا گمان ہوتا ہے لیکن خوشبو استعمال کرنا اور خاص طور پر جمعے کے دن سنت موکدہ ہے لہٰذا اس موقعہ پر یہ پیرایہ بیان کیوں اختیار کیا گیا؟ تو جواب یہ ہوگا کہ بعض مسلمان یہ گمان کرتے تھے کہ خوشبو چونکہ عورتوں کے استعمال میں زیادہ آتی ہے اور عورتیں زیادہ تر اس کے استعمال کی عادی ہوتی ہیں اس لئے مردوں کے لئے اس کا استعمال مناسب نہ ہوگا چنانچہ اس گمان اور گناہ کی نفی اس پیرایہ بیان سے کی گئی ہے جیسا کہ طواف یعنی

1098: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

صفا و مروہ کی سعی ارکان حج میں سے ہے اور واجب ہے لیکن اس کے باوجود اس بارے میں حق تعالیٰ نے یہ پیرایہ بیان اختیار فرمایا۔ جناح علیہ ان یطوف بہما (یعنی اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ صفا و مروہ کی سعی کی جائے) حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ جمعے کے دن اور خاص طور پر غسل و وضو کے وقت مسواک ضرور استعمال کرنی چاہیے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ وَقْتِ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے وقت کے بیان میں ہے

1099- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ

حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
ہم جمعہ پڑھنے کے بعد ہی قیلولہ کیا کرتے' کھانا کھاتے تھے۔

1100- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ الْحَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ اِيَاسَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَرْجِعُ فَلَا نَرٰى لِلْحِيْطَانِ فَيْئًا نَسْتَظِلُّ بِهٖ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں جمعہ کی نماز ادا کیا کرتے تھے جب ہم واپس آتے تھے' تو دیواروں کا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ ہم ان کے سائے میں آ جائیں۔

1101- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ كَانَ يُؤَذِّنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْفَيْءُ مِثْلَ الشِّرَاكِ

عبدالرحمٰن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اس وقت جمعے کے دن اذان دیتے تھے' جب سایہ ایک تسمے کی مانند ہو جاتا تھا (یعنی سورج مغرب کی طرف ڈھلنے کے فوراً بعد اذان دیتے تھے)۔

1102- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا نُجَمِّعُ ثُمَّ

1099: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 939' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1988' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 525

1100: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 4168' ورقم الحدیث: 1989' ورقم الحدیث: 1990' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1085' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1390

1101: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1102: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

توجیع فنقیل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم جمعے کی نماز ادا کر کے واپس آ کر قیلولہ کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے دن خطبہ دینے کے بیان میں ہے

لفظ خطبہ کے معنی و مفہوم کا بیان

لغت میں خطبہ مطلقاً تقریر، گفتگو اور اس کلام کو کہتے ہیں کہ جس کے ذریعے لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہو، لیکن شریعت کی اصطلاح میں "خطبہ" اس کلام اور مجموعہ الفاظ کو کہتے ہیں جو پند و نصائح، ذکر و ارشاد، درود و سلام اور شہادتیں پر مشتمل ہو۔ نماز جمعہ میں خطبہ فرض اور شرط ہے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک خطبے کی کم سے کم مقدار سبحان اللہ یا الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طویل خطبہ منقول ہے لیکن طویل خطبہ واجب یا سنت ہے شرائط اور فرائض میں سے نہیں ہے کہ بغیر طویل خطبے کے جمعے کی نماز درست نہ ہوتی ہو۔ مگر حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ طویل ذکر اور پند و نصیحت کہ جسے عرف عام میں خطبہ کہا جاتا ہے ضروری ہے محض سبحان اللہ یا الحمد للہ کہہ لینے کو خطبہ نہیں کہا جا سکتا۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب تک دو خطبے نہ پڑھے جائیں خطبہ جائز ہی نہیں ہوتا۔ ان تمام ائمہ کے دلائل فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

دونوں خطبات کے درمیان کچھ دیر بیٹھنے کا بیان

1103- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا جَلْسَةً زَادَ بِشْرٌ وَّهُوَ قَائِمٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے درمیان کچھ دیر کے لیے بیٹھتے تھے۔

بشر نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں خطبوں کے درمیان اس قدر بیٹھا کرتے تھے کہ جسم مبارک کا ہر ہر عضو اپنی اپنی جگہ پر آ جاتا تھا۔ چنانچہ فقہاء نے دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کا صرف اتنا عرصہ مقرر کیا ہے کہ جس میں تین مرتبہ "سبحان اللہ" کہا جا سکے دونوں خطبوں کے

1103: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 928' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1415

درمیان بیٹھنا واجب نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔ یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ صحیح طور پر یہ ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھ کر کوئی دعا پڑھتے تھے۔

سیاہ عمامہ باندھ کر خطبہ دینے کا بیان

1104- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ

جعفر بن عمرو اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

شرح

ایک حدیث میں منقول ہے کہ عمامہ باندھ کر پڑھی گئی نماز ان ستر نمازوں سے بہتر ہے جو بغیر عمامہ پڑھی گئی ہوں۔ اگرچہ اس روایت کی سند میں ضعف ہے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حدیث بالا سے یہ مفہوم ثابت ہوتا ہے کہ جمعے کے روز زیبائش اختیار کرنا، اچھے اور عمدہ لباس زیب تن کرنا، سیادہ عمامہ باندھنا اور عمامہ کے دونوں کناروں کو دونوں کندھوں کے درمیان لٹکانا سنت ہے" میرک شاہ کا قول اس حدیث کے بارے میں یہ ہے کہ جس خطبے کے بارے میں یہاں بتایا جارہا ہے۔ یہ خطبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض موت میں ارشاد فرمایا تھا۔

علامہ زیلعی کا کہنا ہے کہ سیاہ کپڑے کا استعمال کرنا سنت ہے۔ صاحب مدخل نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ سات ہاتھ کا تھا۔

امام سیوطی نے ایسے صحابہ اور تابعین کا ذکر کیا ہے جو سیاہ عماہ باندھتے تھے ان میں انس ابن مالک، عمار ابن یاسر، معاویہ، ابودردا، براء، عبدالرحمٰن ابن عوف، واثلہ، سعید ابن مسیب، حسن بصری اور سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ عمامہ دونوں طریقوں سے باندھنا جائز ہے خواہ شملہ چھوڑا جائے یا نہ چھوڑا جائے۔ ان میں کسی طریقہ سے بھی مکروہ نہیں ہے۔

1105- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقْعُدُ قَعْدَةً ثُمَّ يَقُومُ

1104: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3298' ورقم الحدیث: 3299' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 4077' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 5358' ورقم الحدیث: 5361' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 2821' ورقم الحدیث: 3584' ورقم الحدیث: 3587

1105: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1573

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں تھوڑی دیر کے لیے بیٹھتے تھے پھر کھڑے ہو جاتے تھے۔

کھڑے ہو کر خطبہ دینے کا بیان

1106- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْرَأُ آيَاتٍ وَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا وَصَلٰوتُهُ قَصْدًا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے پھر بیٹھ جاتے تھے پھر کھڑے ہو جاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی آیات کی تلاوت کرتے تھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بھی درمیانی ہوتی تھی (یعنی بالکل مختصر یا زیادہ طویل نہیں ہوتے تھے بلکہ درمیانے درجے کے ہوتے تھے)

عصا پکڑ کر خطبہ دینے کا بیان

1107-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَطَبَ فِي الْحَرْبِ خَطَبَ عَلٰى قَوْسٍ وَإِذَا خَطَبَ فِي الْجُمُعَةِ خَطَبَ عَلٰى عَصًا

عبدالرحمٰن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ کے دوران خطبہ دیتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمان کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دیتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصا ہاتھ میں پکڑ کر خطبہ دیتے تھے۔

شرح

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر (پہلا) خطبہ ارشاد فرماتے پھر بیٹھتے، پھر (دوسرا) خطبہ (بھی) کھڑے ہو کر ارشاد فرماتے لہٰذا تم سے اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو بلاشبہ وہ آدمی جھوٹا ہے اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلداول: رقم الحدیث، 1386)

دو ہزار سے زائد نمازوں" سے صرف جمعے کی نمازیں مراد نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جمعے اور جمعے کے علاوہ دوسری دو ہزار سے زائد نمازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پڑھی ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا جمعہ مدینہ میں آ کر

1106: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1101 'اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1417 'ورقم الحدیث: 1583

1107: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

پڑھا ہے اور مدینہ میں آپ کی کل مدت اقامت دس سال تھی لہٰذا اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تمام جمعوں کی تعداد پانچ سو سے زائد نہیں ہوتی بہرحال حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معیت ورفاقت کی کثرت بیان کرنا ہے۔

شرح منیہ میں یہ مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ جو شہر جنگ وجدل سے اور بذریعہ تلوار فتح ہوا ہو جیسا کہ مکہ فتح ہوا تھا تو وہاں خطیب تلوار کے ساتھ خطبہ پڑھے اور جس شہر کے باشندے بخوشی حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں جیسے مدینہ تو وہاں بغیر تلوار کے خطبہ پڑھنا چاہیے۔ ینابیع میں لکھا ہے کہ دوسرا خطبہ پہلے خطبہ کی بہ نسبت کم آواز سے پڑھنا چاہیے۔

خطبہ کے وقت مسجد میں حاضر رہنے کے حکم کا بیان

1108—حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ غَنِيَّةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سُئِلَ اَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا اَوْ قَاعِدًا قَالَ اَوَمَا تَقْرَاُ (وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا) قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ غَرِيْبٌ لَّا يُحَدِّثُ بِهٖ اِلَّا ابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَحْدَهٗ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے ان سے دریافت کیا گیا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے یا بیٹھ کر دیتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نے یہ آیت تلاوت نہیں کی ہے۔

"اور ان لوگوں نے تمہیں کھڑے ہوئے چھوڑ دیا"۔

امام ابن ماجہ کہتے ہیں: یہ روایت غریب ہے اور اس روایت کو صرف ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے۔

شرح

مدینہ میں جمعہ والے دن تجارتی مال کے آجانے کی وجہ سے جو حضرات خطبہ چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے، انہیں اللہ تعالیٰ عتاب کر رہا ہے کہ یہ لوگ جب کوئی تجارت یا کھیل تماشہ دیکھ لیتے ہیں تو اس کی طرف چل کھڑے ہوتے ہیں اور تجھے خطبہ میں ہی کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔

حضرت مقاتل بن حیان فرماتے ہیں یہ مال تجارت دحیہ بن خلیفہ کا تھا جمعہ والے دن آیا اور شہر میں خبر کے لئے طبل بجنے لگا حضرت دحیہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے، طبل کی آواز سن کر سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے صرف چند آدمی رہ گئے۔

مسند احمد میں ہے صرف بارہ آدمی رہ گئے باقی لوگ اس تجارتی قافلہ کی طرف چل دیئے جس پر یہ آیت اتری۔ مسند ابویعلیٰ میں اتنا اور بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ بھی باقی نہ رہتے اور سب کی طرف چل دیئے جس پر یہ آیت اتری۔ مسند ابویعلیٰ میں اتنا اور بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ بھی باقی نہ رہتے اور سب اٹھ کر چلے جاتے تو تم سب پر یہ وادی آگ بن کر بھڑک اٹھتی، جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نہیں گئے تھے، ان میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق عنہما بھی تھے، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے۔

1108: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے ان دو خطبے پڑھتے تھے درمیان میں بیٹھ جاتے تھے قرآن شریف پڑھتے تھے اور لوگوں کو تذکیر و نصیحت فرماتے تھے، یہاں یہ بات بھی معلوم رہنی چاہئے کہ یہ واقعہ بہ قول بعض کے اس وقت کا ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز کے بعد خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ مراسیل ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھا کرتے تھے جیسے عیدین میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ ایک مرتبہ آپ خطبہ سنا رہے تھے کہ ایک شخص نے آن کر کہا دحیہ بن خلیفہ مال تجارت لے کر آ گیا ہے، یہ سن کر سوائے چند لوگوں کے اور سب اٹھ کھڑے ہو گئے۔ پھر فرماتا ہے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں خبر سنا دو کہ دار آخرت کا ثواب عند اللہ ہے وہ کھیل تماشوں سے خرید و فروخت سے بہت ہی بہتر ہے، اللہ پر توکل رکھ کر، طلب رزق اوقات اجازت میں جو کرے اللہ اسے بہترین طریق پر روزیاں دے گا۔

حضرت ابن عجرۃ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ (ایک مرتبہ جمعے کے روز) مسجد میں (اس وقت) داخل ہوئے جب کہ عبدالرحمٰن ابن ام الحکم (جو بنی امیہ میں سے تھا بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا تھا، کعب ابن عجرہ نے کہا کہ (ذرا) اس خبیث کی طرف دیکھو بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے آیت (وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا، الجمعۃ:11) یعنی جب لوگ سوداگری یا کھیل دیکھتے ہیں تو اس کی طرف بھاگ جاتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث،1387)

خطبہ اور اس کے وقت سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس زمانے میں ایک مرتبہ مدینے میں سخت قحط پڑا، اہل مدینہ سخت پریشانی اور تکلیف میں مبتلا ہوئے، انہیں دنوں ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعے کے روز منبر پر کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ناگہاں ایک قافلہ تجارت کی غرض سے شام سے مدینہ میں داخل ہوا۔ صحابہ کرام جو فاقہ کشی اور بھوک سے بے حد بے حال و لاغر ہو رہے تھے خطبہ نبی کے دوران ہی اس قافلے کو دیکھنے کے لئے اضطراراً مسجد سے باہر چلے گئے کچھ صحابہ جن کی تعداد بارہ تھی بدستور مسجد میں بیٹھے خطبہ سنتے رہے جب ہی آیت بالا نازل ہوئی حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اللہ جل شانہ، کے اس قول سے یہ بات بالکل واضح ہوتی ہے کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے اور صحیح احادیث سے بھی یہی ثابت ہے۔ اس کے باوجود جو یہ آدمی بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا ہے تو اس کی خبث باطن میں کیا شک ہے۔ بہر حال آیت بالا کے الفاظ "آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں" سے یہ بات واضح ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا خطبے کی شرط ہے جب کہ حنفیہ کے نزدیک سنت ہے۔ جمعے اور خطبے کے اوقات: جمعے کی صحیح ادائیگی کے شرائط میں سے ایک شرط وقت ہے چنانچہ جمعہ کی نماز وقت کے بعد بخلاف دوسری نمازوں کے صحیح نہیں ہوتی۔ جمعہ کا وقت وقت ظہر ہے چنانچہ جمعہ کی نماز وقت سے پہلے جائز نہیں ہے۔

لیکن حضرت امام احمد ابن حنبل کے نزدیک درست ہے اسی طرح عصر کا وقت شروع ہو جانے کے بعد بھی نماز جمعہ جائز نہیں ہے مگر حضرت امام مالک کے نزدیک جائز ہے۔ حدیث بالا اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ حرام یا مکروہ چیزوں کے ارتکاب کرنے

والے پرسختی کرنا یا اس کے ساتھ غصہ کا معاملہ کرنا جائز ہے اس لئے کہ اس چیز کے خلاف عمل کرنا جس کی مداومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو چکی ہے خبث باطن کی نشانی ہے۔

1109- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ سَلَّمَ

◄► حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب منبر پر چڑھتے تھے' تو سلام کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْاِسْتِمَاعِ لِلْخُطْبَةِ وَالْاِنْصَاتِ لَهَا

یہ باب جمعہ کا خطبہ غور سے سننا اور اس کے لیے خاموش کروانے میں ہے

1110- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اگر جمعہ کے دن تم نے اپنے ساتھی سے یہ کہا "تم خاموش ہو جاؤ" جبکہ امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو' تو تم نے لغو حرکت کا ارتکاب کیا۔

شرح

یعنی تم سے فضول اور بیکار حرکت صادر ہوئی، کیونکہ خطبہ کے درمیان خاموش رہنا، اور خطبہ سننا ضروری ہے، اگر کوئی بات کرے تو اشارہ سے اس کو منع کر دے، جب زبان سے کہا کہ "خاموش رہو" تو خود اس نے بات کی، اور دوسرے کو بات سے منع کیا، یہ ایک لغو حرکت ہے۔

1111- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تَبَارَكَ وَهُوَ قَائِمٌ فَذَكَّرَنَا بِاَيَّامِ اللّٰهِ وَاَبُو الدَّرْدَآءِ اَوْ اَبُوْ ذَرٍّ يَغْمِزُنِيْ فَقَالَ مَتٰى اُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ اِنِّيْ لَمْ اَسْمَعْهَا اِلَّا الْاٰنَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَنِ اسْكُتْ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ سَاَلْتُكَ مَتٰى اُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ فَلَمْ تُخْبِرْنِيْ فَقَالَ اُبَيٌّ لَيْسَ لَكَ مِنْ صَلٰوتِكَ الْيَوْمَ اِلَّا مَا لَغَوْتَ فَذَهَبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَاَخْبَرَهٗ بِالَّذِيْ قَالَ اُبَيٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

1109: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1110: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1111: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وَسَلَّمَ صَدَقَ اُبَیٌّ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن ''سورہ تبارک'' کی تلاوت کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اس کی تلاوت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گزشتہ واقعات کے بارے میں وعظ و نصیحت کی۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ (راوی کو شک ہے یا شاید) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے مجھے ٹہوکا دیا اور دریافت کیا: یہ سورت کب نازل ہوئی ہے؟ میں نے تو اسے ابھی سنا ہے' تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے انہیں اشارہ کیا کہ خاموش رہیں' جب ان لوگوں نے نماز ادا کر لی تو ان صاحب نے کہا' میں نے آپ سے یہ پوچھا تھا کہ یہ سورت کب نازل ہوئی؟ تو آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں' تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ بولے: آج کے دن آپ کے حصے میں آپ کی نماز میں سے صرف وہ چیز آئی ہے' جو آپ نے لغو حرکت کی ہے پھر وہ صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ چیز بھی بتائی جو انہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہی تھی' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُبی نے سچ کہا ہے۔

شرح

مسند احمد اور سنن ابوداود میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص امام کے نزدیک بیٹھا لیکن اس نے لغو حرکت کی اور خطبہ نہیں سنا، اور خاموش نہیں رہا، تو اس پر وبال کا ایک حصہ ہوگا، اور جس نے کہا: خاموش رہو تو اس نے لغو کیا اور جس نے لغو کیا، اس کا جمعہ نہ ہوا، علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایسا ہی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، اس باب کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جمعہ پڑھنے کے لئے آنے والے پر ہر طرح کی دینی اور دنیاوی بات چیت خطبہ کے دوران ممنوع ہے۔ جس میں ذکر و اذکار بھی داخل ہے، اسی طریقے سے ایک دوسرے کو نصیحت و تلقین بھی، ہاں! ضرورت و حاجت اور شرعی مصلحت کے پیش نظر امام سامعین سے مخاطب ہو سکتا ہے، جیسا کہ کئی احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے۔ خود آگے کی حدیث میں سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت پڑھنے کا حکم دیا، نیز سامعین خطبہ کے دوران امام کی متابعت میں نماز و سلام اور اس کی دعاوں پر آمین بھی کہہ سکتے ہیں، لیکن یہ واضح رہے کہ اس سے خطبہ کے سننے میں یا مسجد کے احترام میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور امام اس وقت خطبہ دے رہا ہو

1112- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ سَمِعَ جَابِرًا وَّاَبُو الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ اَصَلَّيْتَ قَالَ لَا قَالَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَاَمَّا عَمْرٌو فَلَمْ يَذْكُرْ سُلَيْكًا

1112: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 931' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2017

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جمعہ کے دن سلیک غطفانی (مسجد میں) آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ دے رہے تھے آپ نے دریافت کیا: کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں! آپ نے فرمایا: اُٹھ کے دو رکعات پڑھ لو۔

1113-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ وَّالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ اَصَلَّيْتَ قَالَ لَا قَالَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص (مسجد میں) آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ دے رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے نماز ادا کرلی ہے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دو رکعات ادا کرلو۔

1114-حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ رُشَيْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَعَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَا جَآءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِىُّ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تَجِىْءَ قَالَ لَا قَالَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ (مسجد میں) آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ دے رہے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: کیا تم نے آنے سے پہلے دو رکعات ادا کرلی ہیں' انہوں نے عرض کی: جی نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دو رکعات ادا کرلو اور انہیں مختصر ادا کرنا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِى النَّهْىِ عَنْ تَخَطِّى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعے کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگنے کی ممانعت میں ہے

1115-حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِىُّ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَتَخَطَّى النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسْ فَقَدْ اٰذَيْتَ وَاٰنَيْتَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ دے رہے تھے' اس نے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا شروع کیں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم بیٹھ جاؤ' تم اذیت پہنچا رہے ہو اور تم دیر سے آئے ہو۔

1113: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 511' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1407

1114: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2021' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1116

1115: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

شرح

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے ذریعہ اس شخص کو ملعون قرار دیا گیا ہے جو حلقہ کے درمیان بیٹھے۔ (مشکوۃ المصابیح جلد چہارم رقم الحدیث 661)

اس حدیث کے محمول کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے اور مختلف اقوال ہیں ایک تو یہ کہ مثلاً کسی جگہ لوگ حلقہ بنائے بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور بجائے اس کے کہ وہ جہاں جگہ دیکھتا وہیں بیٹھ جاتا لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا درمیان میں جا کر بیٹھ جائے چنانچہ ایسے شخص کو ملعون کہا گیا ہے دوسرے یہ کہ کوئی شخص کچھ لوگوں کے حلقہ کے درمیان اس طرح بیٹھ گیا کہ ان میں سے بعضوں کے چہرے ایک دوسرے سے چھپ گئے اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کے چہرے نہ دیکھ سکنے سے اور اپنے درمیان خلل پڑنے کی وجہ سے اس شخص کو تکلیف وضرر کا باعث محسوس کیا لہٰذا ایسا شخص مذکورہ حدیث کا محمول ہے اور تیسرے یہ کہ اس حدیث کا تعلق اس شخص سے ہے جو مسخرا پن کرنے کے لئے حلقہ کے بیچ میں جا کر بیٹھ جائے تا کہ لوگوں کو ہنسائے۔

1116 - حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ زَبَّانَ بْنِ فَائِدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتُّخِذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ

سہل بن معاذ اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہے اس کے لیے جہنم کی طرف پل بنایا جائے گا۔

شرح

حدیث کے الفاظ "جہنم کی طرف پل بنایا جائے گا" کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ایسے آدمی کو اپنے فعل کی مثل بدلہ ملے گا یعنی جس طرح اس نے گردنوں کو پھلانگ کر لوگوں کو اپنی گذرگاہ بنایا اس طرح اس کو جہنم کی طرف پل بنا کر لوگوں کے لئے گذرگاہ بنایا جائے گا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْكَلَامِ بَعْدَ نُزُوْلِ الْاِمَامِ عَنِ الْمِنْبَرِ

یہ باب امام کا منبر سے نیچے آجانے کے بعد کلام کرنے کے بیان میں ہے

1117 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَلَّمُ فِي الْحَاجَةِ اِذَا نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن جب منبر سے نیچے تشریف لے آتے'

1116: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 513

1117: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1120' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 517' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1418

تو آپ ﷺ کے ساتھ کسی ضروری کام کے بارے میں بات چیت کرلی جاتی تھی۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْقِرَائَةِ فِي الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے دن نماز جمعہ میں قرأت کرنے میں ہے

1118- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْمَدَنِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَخَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى بِنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَاَ بِسُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الْاٰخِرَةِ اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَاَدْرَكْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ حِيْنَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّكَ قَرَاْتَ بِسُوْرَتَيْنِ كَانَ عَلِيٌّ يَقْرَاُ بِهِمَا بِالْكُوْفَةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ بِهِمَا

عبیداللہ بن ابورافع بیان کرتے ہیں: مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب بنایا اور خود مکہ چلا گیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمعہ کے دن نماز پڑھائی تو انہوں نے اس میں پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون کی تلاوت کی۔

عبیداللہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نماز مکمل کر چکے تو میں ان کے پاس آیا میں نے ان سے کہا: آپ نے دو ایسی سورتوں کی تلاوت کی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ (اپنے عہد خلافت میں) کوفہ میں تلاوت کیا کرتے تھے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو (جمعہ کی نماز میں) ان دو سورتوں کی تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے۔

1119- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ اَنْبَاَنَا ضَمْرَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ اِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَخْبِرْنَا بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَعَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ قَالَ كَانَ يَقْرَاُ فِيْهَا هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ

عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو خط میں لکھا کہ آپ ہمیں یہ بات بتائیے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن سورۃ جمعہ کے ساتھ کون سی دوسری سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے تو انہوں نے بتایا: نبی کریم ﷺ سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

1120- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ اَبِي

1118: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2023' ورقم الحدیث: 2024' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1123' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 519

1119: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2027' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث 1123' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1422

1120: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عِنَبَةَ الْخَوْلَانِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ

◆◆ حضرت ابوعنبہ خولانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً

یہ باب ہے کہ جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پالے

1121- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ اَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيَصِلْ اِلَيْهَا اُخْرٰى

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص جمعہ کی ایک رکعت پالے وہ اس کے ساتھ دوسری کو ملالے۔

شرح

یعنی جمعہ اس کا صحیح ہوگیا، اب ایک رکعت اور پڑھ لے، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر ایک رکعت بھی نہ پائے، مثلاً: دوسری رکعت کے سجدے میں شریک ہو، یا قعدہ (تشہد) میں تو جمعہ نہیں ملا، اب وہ ظہر کی چار رکعتیں پڑھے، اور یہ بعض اہل علم کا مذہب ہے، اور بعض اہل علم کے نزدیک جمعہ میں شامل ہونے والا اگر ایک رکعت سے کم پائے یعنی جیسے رکوع کے بعد سے سلام پھیرنے کے وقت کی مدت تو وہ جمعہ دو رکعت ادا کرے اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے "ما أدركتم فصلوا وما فاتكم فأتموا" (کہ امام کے ساتھ جو ملے وہ پڑھو اور جو نہ ملے اس کو پوری کرلو) تو جمعہ میں شریک ہونے والا صلاۃ جمعہ ہی پڑھے گا، اور یہ دو رکعت ہی ہے، اور یہ امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے۔

1122- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً فَقَدْ اَدْرَكَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص نماز کی ایک رکعت پالے اس نے (نماز) کو پالیا''۔

1121: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1122: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1372' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 524' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1424

1123-حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ الْأَيْلِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ اَوْ غَيْرِهَا فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص جمعہ کی نماز کی یا کسی دوسری نماز کی ایک رکعت کو پالے اس نے اس نماز کو پالیا''۔

شرح

اور جس نے امام کو جمعہ میں پایا تو وہ وہی پڑھا جو اس نے پایا ہے۔ اور جمعہ پر ہی بناء کرے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم جس قدر پاؤ اسے پڑھو اور جو فوت ہو جائے اس کی قضاء کرو۔ اور اگر اس نے امام کو تشہد میں پایا یا سجدہ سہو میں پایا تو شیخین کے نزدیک وہ جمعہ پر بناء کرے۔

اور امام محمد علیہ الرحمہ نے فرمایا: اگر اس نے دوسری رکعت کا اکثر حصہ پایا ہے تو وہ جمعہ پر بناء کرے اور اگر اس نے کم حصہ پایا ہے تو وہ ظہر پر بناء کرے۔ کیونکہ اس کی یہ نماز من وجہ جمعہ ہے اور من وجہ ظہر ہے۔ اس لئے کہ اسکے حق میں بعض شرائط فوت ہو گئی ہیں۔ لہٰذا وہ شخص ظہر کا اعتبار کرتے ہوئے چار رکعات پڑھے گا۔ اور جمعہ کا اعتبار کرتے ہوئے دو رکعات پر یقین رکھتے ہوئے قعدہ کرے۔ اور احتمال نفل کی وجہ سے آخری دو رکعات میں قرأت کرے۔ جبکہ شیخین کی دلیل یہ ہے کہ اس صورت میں جمعہ کو پانے والا ہے۔ حتیٰ کہ اس پر لازم ہے کہ وہ جمعہ کی نیت کرے۔ اور جمعہ کی دو رکعات ہیں۔ اور جو امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دونوں نمازیں مختلف ہیں کسی ایک کی بھی دوسرے کی تحریمہ سے بناء نہیں کی جا سکتی۔

مدرک رکعت کا مدرک جمعہ ہونے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے نماز کی ایک رکعت امام کے ساتھ پائی اس نے نماز پالی۔ (صحیح البخاری صحیح مسلم)

یہ حکم عام طور پر تمام نمازوں کے لیے ہے جمعہ ہی کے لیے مخصوص نہیں۔ کتاب الصلوٰۃ کے باب ما علی الماموم میں تقریباً اسی مضمون کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ من ادرك ركعة فقد ادرك الصلوٰة اس کی وضاحت وہاں بھی کی جا چکی ہے۔ لیکن اس حدیث کو جو یہاں نقل کی جا رہی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمعے کی نماز کے ساتھ مخصوص و مقید کیا ہے اور اس کی بنیاد انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت پر رکھی ہے جو اسی باب کے آخر میں آ رہی ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں لکھا ہے کہ جس آدمی کی نماز میں امام کے ساتھ نماز کا جو حصہ بھی ملے اسے امام کے ساتھ ادا کرے اور اس حصہ پر جمعہ کی بناء کر کے بقیہ نماز پوری کر لے اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ما ادر کتم فصلوا و ما فاتكم فاقضوا

1123: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 556' ورقم الحدیث: 557

یعنی نماز کا جو حصہ امام کے ساتھ پاؤ اسے ادا کرو اور جو کچھ رہ جائے اسے پورا کرو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی آدمی جمعہ کی نماز میں بالکل آخر میں اس حال میں شریک ہوا کہ امام التحیات میں تھا یا سجدہ سہو میں تھا تو اسے چاہیے کہ وہ اسی حالت میں جماعت میں شریک ہو جائے اور امام کے ساتھ اسے نماز جمعہ کا جو بھی حصہ ہاتھ لگا ہے اسی پر جمعہ کی بناء کر کے بقیہ نماز پوری کرلے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابویوسف رحمہما اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ البتہ امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی امام کے ساتھ جمعے کی دوسری رکعت کا اکثر حصہ پائے تو اسے اس حصے پر جمعے کی بناء کرنی چاہیے۔ لیکن جس آدمی کو دوسری رکعت کا اکثر حصہ نہ ملے تو اس پر جمعہ کی بناء نہ کرے بلکہ ظہر کی بناء کرے۔

دوسری رکعت کا اکثر حصہ پانے سے مراد دوسری رکعت کا رکوع پانا ہے۔ یعنی اگر کوئی آدمی دوسری رکعت کے رکوع میں بھی شریک ہو گیا تو اسے اکثر حصہ مل گیا اور اگر امام کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد وہ جماعت میں شریک ہوا تو اسے اکثر حصہ پانا نہیں کہیں گے۔

شیخ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابویوسف نے اپنے مذکورہ بالا مسلک کی بنیاد جس حدیث پر رکھی ہے وہ حدیث بھی مطلق ہے جمعہ کے ساتھ اس کی تخصیص نہیں ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي مِنْ أَيْنَ تُؤْتَى الْجُمُعَةُ

یہ باب ہے کہ کہاں سے جمعہ کی ادائیگی کے لیے آیا جائے گا؟

1124- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ قُبَاءَ كَانُوْا يُجَمِّعُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

●● حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اہل قبا جمعہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

یہ باب ہے کہ جو شخص کسی عذر کے بغیر جمعہ کو چھوڑ دے

ترک جمعہ پر سخت وعید کا بیان

1125- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيْسَ وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنِي عُبَيْدَةُ بْنُ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِي الْجَعْدِ الضَّمْرِيِّ وَكَانَ

1124: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1125: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث 1052' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث 500' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1368

لَہٗ صُحْبَۃٌ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَہَاوُنًا بِہَا طُبِعَ عَلٰی قَلْبِہٖ

◆◆ حضرت ابوجعد ضمری رضی اللہ عنہ جو صحابی ہیں وہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص جمعہ کو کم تر سمجھتے ہوئے تین مرتبہ اسے ترک کردے اس کے دل پر مہر لگادی جاتی ہے۔

شرح

یعنی اس کا دل خیر اور ہدایت کو قبول کرنے کی صلاحیت سے محروم کردیا جائے گا۔ اس کے دل پر غفلت چھا جائے گی، اور عبادت کا ذوق وشوق جاتا رہے گا، اور بعضوں نے کہا: اس میں نفاق آجائے گا، اور ایمان کا نور جاتا رہے گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی جمعہ کی نماز پابندی سے پڑھائی، اہل علم نے اس کے فرض عین ہونے پر اجماع کیا ہے، اس لیے فریضہ جمعہ کا ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

1126- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ عَنْ اَسِیْدِ بْنِ اَبِیْ اَسِیْدٍ ح و حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِیْسَی الْمِصْرِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ اَسِیْدِ بْنِ اَبِیْ اَسِیْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَۃَ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ ثَلَاثًا مِنْ غَیْرِ ضَرُوْرَۃٍ طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِہٖ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص کسی ضرورت کے بغیر تین مرتبہ جمعہ ترک کردے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے''۔

1127- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مَعْدِیُّ بْنُ سُلَیْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا هَلْ عَسٰی اَحَدُکُمْ اَنْ یَّتَّخِذَ الصُّبَّۃَ مِنَ الْغَنَمِ عَلٰی رَاْسِ مِیْلٍ اَوْ مِیْلَیْنِ فَیَتَعَذَّرَ عَلَیْہِ الْکَلَاُ فَیَرْتَفِعَ ثُمَّ تَجِیْءُ الْجُمُعَۃُ فَلَا یَجِیْءُ وَلَا یَشْهَدُهَا وَتَجِیْءُ الْجُمُعَۃُ فَلَا یَشْهَدُهَا وَتَجِیْءُ الْجُمُعَۃُ فَلَا یَشْهَدُهَا حَتّٰی یُطْبَعَ عَلٰی قَلْبِہٖ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''یاد رکھنا' عنقریب ایسا وقت آئے گا کہ ایک شخص بھیڑ بکریوں کا ریوڑ پالے گا اور وہ آبادی سے ایک یا دو میل کے فاصلے پر موجود ہوگا وہاں اسے گھاس نہیں ملے گی پھر وہ بالائی علاقوں کی طرف چلا جائے گا پھر جب جمعہ کا دن آئے گا' تو وہ جمعے کی نماز ادا کرنے کے لیے نہیں آئے گا اور اس میں شریک نہیں ہوگا پھر ایک اور جمعہ آجائے گا وہ اس میں بھی حاضر نہیں ہوگا پھر ایک اور جمعہ آجائے گا وہ اس میں بھی حاضر نہیں ہوگا' تو اس کے دل پر مہر لگادی جائے گی''۔

1126: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث 1368 م

1127: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1128- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ أَخِيهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَصَدَّقْ بِدِينَارٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَبِنِصْفِ دِينَارٍ

◆◆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص جان بوجھ کر جمعہ ترک کر دے اسے ایک دینار صدقہ کرنا چاہئے۔ اگر وہ نہیں ملتا' تو نصف دینار صدقہ کر دے''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ سے پہلے نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1129-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ مُبَشِّرِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ فِي شَيْءٍ مِنْهُنَّ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے چار رکعات ادا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان کسی چیز کے ذریعے فصل نہیں کرتے تھے (یعنی دو رکعات کے بعد سلام نہیں پھیر دیتے تھے)

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

یہ باب جمعہ کے بعد نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1130-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذَلِكَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے' جب وہ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس آتے تھے' تو اپنے گھر میں دو رکعات ادا کیا کرتے تھے' انہوں نے یہ بات بتائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

1131-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ

1128: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1371

1129: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1130: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث 2036' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 522

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ

سالم اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جمعہ کے بعد دو رکعات (سنت) ادا کیا کرتے تھے۔

1132- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُو السَّائِبِ سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوْا اَرْبَعًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب تم جمعہ کی نماز کے بعد نماز ادا کرنے لگو تو چار رکعات ادا کرو"۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْحَلَقِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَالِاحْتِبَاءِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

یہ باب ہے کہ جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقے قائم کرنا

احتباء کے طور پر بیٹھنا جب امام خطبہ دے رہا ہو

1133- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ جَمِيْعًا عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُحَلَّقَ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے' جمعہ کے دن نماز سے پہلے حلقہ بنا کر مسجد میں بیٹھا جائے۔

شرح

کیونکہ جمعہ کے دن خطبہ سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے، اور جب لوگ حلقہ بنا کر بیٹھیں گے تو خواہ مخواہ باتیں کریں گے، اس لئے حلقہ بنا کر بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جمعہ سے پہلے کسی وقت بھی حلقہ بنا کر نہیں بیٹھ سکتے۔

1134- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الِاحْتِبَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَعْنِيْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ

1131: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 2038' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 521

1132: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 2034

1134: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

◆◆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جمعہ کے دن احتباء کے طور پر بیٹھنے سے منع کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ جب امام خطبہ دے رہا ہو (اس وقت ایسے بیٹھنا منع ہے)

شرح

احتباء یعنی گوٹ مار کر بیٹھنے کی صورت یہ ہے کہ دونوں ٹانگوں کو دونوں ہاتھوں سے باندھ کر کھڑا رکھا جائے اور سرین (چوتڑ) پر بیٹھا جائے، اس سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح بیٹھنے سے نیند آتی ہے، اور ہوا خارج ہونے کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْاَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

یہ باب اذان جمعہ کے بیان میں ہے

1135- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا اَبُو خَالِدٍ الْاَحْمَرُ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ مَا كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ اِذَا خَرَجَ اَذَّنَ وَاِذَا نَزَلَ اَقَامَ وَاَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ كَذٰلِكَ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلٰى دَارٍ فِي السُّوقِ يُقَالُ لَهَا الزَّوْرَاءُ فَاِذَا خَرَجَ اَذَّنَ وَاِذَا نَزَلَ اَقَامَ

◆◆ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا صرف ایک ہی مؤذن تھا جب نبی کریم ﷺ تشریف لے آتے' تو وہ اذان دیتا جب نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے اترتے' تو وہ اقامت کہتا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول رہا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو انہوں نے تیسری اذان کا اضافہ کیا۔ جو بازار میں ایک مکان پر دی جاتی تھی جس کا نام ''زوراء'' تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لاتے' تو مؤذن اذان دیتا جب وہ (منبر سے) نیچے اترتے' تو مؤذن اقامت کہتا۔

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جمعے کی اذان کے سلسلے میں معمول یہ تھا کہ جب آپ نماز جمعہ کے لئے تشریف لاتے اور منبر پر بیٹھتے تو اذان کہی جاتی تھی۔ جمعہ کی پہلی اذان جو نماز کا وقت شروع ہوجانے کے بعد کہی جاتی ہے اس وقت مقرر نہیں تھی۔ زمانہ رسالت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں بھی یہی معمول رہا مگر جب حضرت عثمان غنی خلیفہ ہوئے تو انہوں نے یہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں مسلمان تعداد میں کم تھے اور یہ کہ مسجد

1135: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 912' ورقم الحدیث: 913' ورقم الحدیث: 915' ورقم الحدیث: 916' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1087' ورقم الحدیث: 1088' ورقم الحدیث: 1089' ورقم الحدیث: 1090' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 516' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1391' ورقم الحدیث: 1392' ورقم الحدیث: 1393

کے قریب ہی سکونت پذیر تھے بلکہ اکثر مسلمان تو ہمہ وقت بارگاہ رسالت ہی میں حاضر رہتے تھے اور اب نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی تعداد بھی بہت بڑھ گئی ہے بلکہ اکثر مسلمان مسجد سے دور دراز علاقوں میں سکونت پذیر ہیں اور اپنے اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں تو انہوں نے یہ مناسب جانا کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو اذان کہی جائے تاکہ جو لوگ دور دراز علاقوں میں رہتے ہیں وہ بھی خطبے میں حاضر ہو جائیں۔ اسی طرح اسی وقت سے اذان اول کہی جانے لگی۔ لہٰذا "تیسری اذان" سے مراد یہی پہلی اذان ہے کہ حدیث میں اس کو "تیسری اذان" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگرچہ یہ اذان وقوع کے اعتبار سے اول ہے کہ سب سے پہلے کہی جاتی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چونکہ مقرر شدہ دو اذانوں (یعنی ایک تو وہ اذان جو خطبے کے وقت کہی جاتی ہے اور دوسری تکبیر) کے بعد یہ اذان مقرر ہوئی ہے اس لئے اسے "تیسری اذان" کہا جاتا ہے۔ بہر حال وہ اذان جو نماز جمعہ کے لئے سب سے پہلی کہی جاتی ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مقرر کی ہے اور وہ بھی سنت ہے اسے بدعت نہیں کہا جائے گا۔

کیونکہ حضرات خلفاء راشدین کا فعل اور ان کا مقرر کردہ طریقہ بھی سنت ہی میں شمار ہوتا ہے۔ اب تو غالباً کسی بھی جگہ طریقہ یہ رائج نہیں ہے مگر پہلے بعض مقامات پر یہ معمول تھا کہ سنتیں پڑھنے کے وقت مزید ایک اذان کہی جاتی تھی جو نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مقرر تھی اور نہ صحابہ اور تابعین کے دور میں مقرر ہوئی اور نہ اکثر مسلم ممالک و بلاد میں اس وقت یہ اذان کہی جاتی تھی نہ معلوم کس آدمی نے یہ بدعت جاری کی تھی۔ علماء نے لکھا ہے کہ نماز جمعہ کے لئے پہلی اذان ہو جانے کے بعد خرید و فروخت (یا کوئی بھی دنیاوی مشغولیت) حرام ہو جاتی ہے اور نماز جمعہ میں جلدی پہنچنے کے لئے اس کی تیاریوں اور اہتمام میں مشغول ہو جانا واجب ہو جاتا ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ اسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ وَهُوَ يَخْطُبُ

یہ باب ہے کہ جب امام خطبہ دے رہا ہو تو اس کی طرف رخ کرنا

1136- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلَهٗ اَصْحَابُهٗ بِوُجُوْهِهِمْ

◄► عدی بن ثابت اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ جب منبر پر کھڑے ہوتے تھے' تو آپ ﷺ کے اصحاب اپنے چہرے نبی کریم ﷺ کی طرف کر لیتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ السَّاعَةِ الَّتِيْ تُرْجٰى فِيْ الْجُمُعَةِ

یہ باب ہے کہ جمعہ کے دن میں موجود اس ساعت کا بیان جس میں (دعا کی قبولیت کی) امید کی جا سکتی ہے

1136: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1137- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَّا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ فِيْهَا خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ وَقَلَّلَهَا بِيَدِهٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ایسی ہے' جس میں بندہ مسلم کھڑا ہو کر نماز ادا کر رہا ہو' تو اللہ تعالیٰ سے اس گھڑی میں جو بھی بھلائی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس کے ذریعے اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ وقت بہت تھوڑا سا ہوتا ہے۔

1138- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ مِّنَ النَّهَارِ لَا يَسْاَلُ اللّٰهَ فِيْهَا الْعَبْدُ شَيْئًا اِلَّا اُعْطِيَ سُؤْلَهٗ قِيْلَ اَيُّ سَاعَةٍ قَالَ حِيْنَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ اِلَى الْاِنْصِرَافِ مِنْهَا

کثیر بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جمعہ میں دن کے وقت ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے' جس میں اللہ تعالیٰ سے بندہ جو چیز بھی مانگ لے وہ اسے دیدی جاتی ہے عرض کی گئی: وہ گھڑی کون سی ہوتی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کھڑی ہونے سے لے کر نماز مکمل ہونے تک۔

جمعہ کے دن ساعت قبولیت دعا کا بیان

1139- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قُلْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ اِنَّا لَنَجِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَّا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّؤْمِنٌ يُّصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ فِيْهَا شَيْئًا اِلَّا قَضٰى لَهٗ حَاجَتَهٗ

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَاَشَارَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ فَقُلْتُ صَدَقْتَ اَوْ بَعْضُ سَاعَةٍ قُلْتُ اَيُّ سَاعَةٍ هِيَ قَالَ هِيَ اٰخِرُ سَاعَاتِ النَّهَارِ قُلْتُ اِنَّهَا لَيْسَتْ سَاعَةَ صَلٰوةٍ قَالَ بَلٰى اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا صَلّٰى ثُمَّ جَلَسَ لَا يَحْبِسُهُ اِلَّا الصَّلٰوةُ فَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ

1137: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1138: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 490

1139: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

◆◆ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا: اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یہ بات پاتے ہیں جمعے کے دن میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے جس میں بندہ مومن نماز ادا کرے تو وہ اس دوران اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کر دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ کیا کہ وہ وقت بہت تھوڑا سا ہوتا ہے تو میں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے وہ تھوڑا سا وقت ہوتا ہے پھر میں نے دریافت کیا: وہ کون سا وقت ہوتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ دن کی آخری گھڑیاں ہوتی ہیں میں نے عرض کی: وہ تو نماز کا وقت نہیں ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! (لیکن) جب بندہ مومن نماز ادا کرنے کے بعد بیٹھا رہے اور وہ صرف نماز کی وجہ سے وہاں رکا رہے تو وہ نماز کی حالت میں شمار ہوتا ہے۔

شرح

جمعے کے روز قبولیت دعا کی ساعت منقول ہے اور اس کی حقیقت میں کسی کو کوئی شبہ نہیں ہے لیکن علماء کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ وہ ساعت کونسی ہے؟ یعنی وہ کونسا وقت ہے جس میں ساعت قبولیت آتی ہے؟ چنانچہ بعض علماء کی تحقیق تو یہ ہے کہ شب قدر کی ساعت قبولیت اور اسم اعظم کی طرح جمعہ کے روز کی ساعت قبولیت بھی مبہم یعنی غیر معلوم ہے بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ وہ ساعت ہر جمعے کو بدلتی رہتی ہے کسی جمعے کو تو دن کے ابتدائی حصے میں آتی ہے کسی جمعے کو درمیانی حصے میں اور اسی طرح کسی جمعے کو دن کے آخری حصے میں آتی ہے لیکن اکثر علماء کا کہنا یہ ہے کہ وہ ساعت متعین اور معلوم ہے لیکن اس میں بھی اختلاف ہے کہ اگر وہ ساعت متعین اور معلوم ہے تو کونسی ساعت ہے۔ اور وہ کونسا وقت ہے جس میں یہ عظیم و مقدس سات پوشیدہ ہے۔ اس بارے میں پینتیس اقوال منقول ہیں: (۱) جمعے کے روز فجر کی نماز کے لئے مؤذن کے اذان دینے کا وقت۔ (۲) فجر کے طلوع ہونے سے آفتاب کے طلوع ہونے تک کا وقت۔ (۳) عصر سے آفتاب غروب ہونے تک کا وقت۔ (۴) خطبے کے بعد امام کے منبر سے اترنے سے تکبیر تحریمہ کہنے جانے تک کا وقت۔ (۵) آفتاب نکلنے کے بعد فوراً بعد کی ساعت۔ (۶) طلوع آفتاب کا وقت۔ (۷) ایک پہر باقی دن کی آخری ساعت۔ (۸) زوال شروع ہونے سے آدھا سایہ ہو جانے تک کا وقت۔ (۹) زوال شروع ہونے سے ایک ہاتھ سایہ آ جانے تک کا وقت۔ (۱۰) ایک بالشت آفتاب ڈھلنے کے بعد سے ایک ہاتھ آفتاب ڈھل جانے تک کا وقت۔ (۱۱) عین زوال کا وقت۔ (۱۲) جمعے کی نماز کے لئے مؤذن جب اذان کہے وہ وقت۔ (۱۳) زوال شروع ہونے سے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۴) زوال شروع ہونے سے امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا قت۔ (۱۵) زوال آفتاب تک کا وقت۔ (۱۶) خطبے کے لئے امام کے منبر پر چڑھنے سے نماز جمعہ شروع ہونے تک کا وقت۔ (۱۷) امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک کا وقت۔ (۱۸) خطبے کے لئے امام کا منبر پر چڑھنے اور ادائیگی نماز کے درمیان کا وقت۔ (۱۹) اذان سے ادائیگی نماز کے درمیان کا وقت۔ (۲۰) امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز پوری ہو جانے تک کا وقت۔ (۲۱) خرید و فروخت کے حرام ہونے اور ان کے حلال ہونے کے درمیان کا وقت یعنی اذان کے وقت سے نماز جمعہ ختم ہو جانے تک۔ (۲۲) اذان کے قریب کا وقت۔ (۲۳) امام

کے خطبہ شروع کرنے اور خطبہ ختم کرنے تک کا وقت۔ (۲۴) خطبے کے لئے امام کے منبر پر چڑھنے اور خطبہ شروع کرنے کا درمیانی وقت۔ (۲۵) دونوں خطبوں کے درمیان امام کے منبر سے اترنے کا وقت۔ (۲۶) نماز کے لئے تکبیر شروع ہونے سے امام کے مصلے پر کھڑے ہونے تک کا وقت۔ (۲۷) خطبہ سے فراغت کے بعد امام کے منبر سے اترنے کا وقت۔ (۲۸) تکبیر شروع ہونے سے اختتام نماز تک کا وقت۔ (۲۹) جمعہ کی نماز سے فراغت کے فوراً بعد کا وقت۔ (۳۰) عصر کی نماز سے غروب آفتاب تک کا وقت۔ (۳۱) نماز عصر کے درمیان کا وقت۔ (۳۲) عصر کی نماز سے (غروب آفتاب سے پہلے) نماز کا آخری وقت مستحب رہنے تک کا وقت۔ (۳۳) مطلقاً نماز عصر کے بعد کا وقت۔ (۳۴) نماز عصر کے بعد کی آخری ساعت۔ (۳۵) اور وہ وقت جب کہ آفتاب ڈوبنے لگے۔ منقول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمۃ الزہرا اور تمام اہل بیت نبوت رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے خادموں کو متعین کرتے تھے کہ وہ ہر جمعے کے روز آخری گھڑی کا خیال رکھیں اور اس وقت سب کو یاد دلائیں تاکہ وہ سب اس گھڑی میں پروردگار کی عبادت، اس کے فکر اور اس سے دعا مانگنے میں مشغول ہو جائیں۔ یہاں جو حدیث نقل کی گئی ہے اس کے متعلق بلقینی سے پوچھا گیا کہ خطبے کے وقت دعا کیونکر مانگی جائے کیونکہ یہ حکم ہے کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو اس وقت خاموشی اختیار کی جائے۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ "دعا کے لئے تلفظ شرط نہیں ہے بلکہ اپنے مقصود و مطلوب کا دل میں دھیان رکھنا کافی ہے یعنی دعا کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ دعا کے الفاظ زبان سے ادا کیے جائیں بلکہ یہ بھی کافی ہے کہ دل ہی دل میں دعا مانگ لی جائے اس طرح مقصود بھی حاصل ہو جائے گا اور خطبے کے وقت خاموش رہنے کے شرعی حکم کے خلاف بھی نہیں ہوگا۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ "یہ بات مجھے معلوم ہوئی ہے کہ جمعے کی شب میں بھی مانگی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِیْ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ

یہ باب بارہ سنتوں کے بارے میں روایات کے بیان میں ہے

1140- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ اَبُوْ يَحْيٰى الرَّازِیُّ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ثَابَرَ عَلٰى ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بُنِیَ لَهٗ بَيْتٌ فِی الْجَنَّةِ اَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

●● سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص باقاعدگی کے ساتھ 12 رکعات سنت ادا کرتا رہے گا اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا۔ 4 رکعات ظہر سے پہلے ہیں دو رکعات ظہر کے بعد ہیں دو رکعات مغرب کے بعد ہیں۔ دو رکعات عشاء کے بعد ہیں اور دو رکعات فجر سے پہلے ہیں۔

1140: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 414' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1794

فقہ حنفی کے مطابق سنتوں کی تفصیلی تعداد کا بیان

فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت سنت موکدہ ہیں ان کی تاکید تمام مؤکدہ سنتوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ بعض روایات میں امام ابوحنیفہ سے ان کا وجوب منقول ہے اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ ان کے انکار سے کفر کا خوف رہتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فجر کی سنتیں نہ چھوڑو چاہے تمہیں گھر کچل ڈالیں یعنی جان جانے کا خوف ہو تب بھی نہ چھوڑو، اس سے مقصود صرف تاکید اور ترغیب ہے ورنہ جان کے خوف سے تو فرائض کو چھوڑنا بھی جائز ہے۔

ظہر کے وقت فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے اور فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہیں۔ جمعہ کے وقت فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے سنت مؤکدہ ہیں اور فرض کے بعد بھی ایک ہی سلام سے چار رکعتیں سنت ہیں۔

عصر کے وقت کوئی سنت موکدہ نہیں، ہاں فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب ہیں۔ مغرب کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ عشاء کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور فرض سے پہلے کی چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب ہیں۔ وتر کے بعد بھی دو رکعتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں لہٰذا وتر کے بعد کی دو رکعت مستحب ہیں۔

رات کی نماز یعنی تہجد وغیرہ کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایات ان کے پڑھنے کے طریقے وغیرہ کے بارے میں منقول ہیں اس باب کے تحت نقل کی جائیں گی۔

رات کی نماز پڑھنے کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف روایتیں منقول ہیں ان میں سے جس روایت کے مطابق بھی نماز پڑھی جائے گی اتباع نبوی کی فضیلت اور سنت کی ادائیگی کی سعادت حاصل ہوگی ہاں اگر تمام روایات کی اتباع کے پیش نظر یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ کبھی تو کسی روایت کے مطابق پڑھی جائے اور کبھی کسی روایت کے مطابق، تو یہ طریقہ نہ صرف یہ کہ انتہائی مناسب اور بہتر بلکہ سنت کے عین مطابق ہوگا۔

رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں مختلف روایتیں منقول ہیں، چنانچہ تیرہ گیارہ نو اور سات رکعتیں منقول ہیں، بعض علماء نے پانچ رکعتیں بھی روایت کی ہیں، تاہم تیرہ سے زیادہ ثابت نہیں ہے، پھر یہ کہ بعض علماء نے یہ تعداد فجر کی سنت کے ساتھ ذکر کی ہے اور بعض نے فجر کی سنتوں کے علاوہ اور صحیح قول یہی ہے، اسی طرح وتر کی تعداد کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں، بعض روایتوں میں تو وتر ایک رکعت کے ساتھ منقول ہے اور بعض میں تین رکعتوں کے ساتھ، نیز بعض روایات میں وتر کی رکعت کو بھی نماز تہجد کی رکعتوں میں شامل کر کے انہیں شمار کیا گیا ہے اور بعض روایات میں وتر کی رکعتوں کو ان سے الگ شمار کیا گیا ہے اسی طرح بعض روایات میں وتر کا اطلاق ایک رکعت پر کیا گیا ہے۔ اور بعض میں تین پانچ اور سات تک پر کیا گیا ہے بلکہ بعض روایات میں تو رات کی تمام نماز کو وتر کہا گیا ہے۔

دن رات کے نوافل میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دن اور رات کی نماز دو، دو (رکعتیں) ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اصحاب شعبہ نے حدیث ابن عمر کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض نے کہا ہے یہ مرفوع ہے اور بعض

نے اسے موقوف کہا ہے۔ جبکہ عبداللہ عمری نے نافع سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح حدیث بیان کی ہے۔

جبکہ صحیح روایت وہ ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رات کی نماز کو دو، دو (رکعتیں) کہا ہے اور جو ثقات نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس میں صلوٰۃ النہار کا ذکر نہیں ہے۔

اور جو روایت عبیداللہ نے نافع سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ آپ رات کو دو، دو اور دن کو چار رکعات پڑھتے تھے۔

تحقیق اہل علم نے اس میں اختلاف کیا ہے ان میں بعض نے کہا کہ دن رات کی نماز دو، دو رکعتیں ہیں۔ یہی قول امام شافعی اور امام احمد کا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ رات کی نماز دو، دو کعتیں ہے۔ (جیسا کہ صاحبین کا موقف ہے) اور ان کے سوا نے کہا ہے کہ دن کے نوافل ظہر کی چار سنتوں کی طرح چار رکعات ہیں۔ (جیسا کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف ہے)۔ اور اس کے علاوہ سفیان ثوری، ابن مبارک اور اسحاق نے کہا ہے نفلی نماز جائز ہے۔ (جامع ترمذی)

دن رات میں بارہ رکعات نوافل کی فضیلت کا بیان

1141- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى فِىْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِىَ لَهٗ بَيْتٌ فِى الْجَنَّةِ

◄► سیدہ اُمّ حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں جو شخص روزانہ بارہ رکعات ادا کرے گا اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جائے گا۔

1142- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْاَصْبَهَانِيِّ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فِىْ يَوْمٍ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِىَ لَهٗ بَيْتٌ فِى الْجَنَّةِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ اَظُنُّهٗ قَالَ قَبْلَ الْعَصْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ اَظُنُّهٗ قَالَ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص ایک دن میں (یعنی روزانہ) بارہ رکعات ادا کرتا ہے اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جاتا ہے' دو رکعات فجر سے پہلے ہیں' دو رکعات ظہر سے پہلے ہیں' دو رکعات ظہر کے بعد ہیں (راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے روایت میں یہ

1141: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 415' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1801' ورقم الحدیث: 1802' ورقم الحدیث: 1803' ورقم الحدیث: 1804

1142: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

الفاظ ہیں) دو رکعات عصر سے پہلے ہیں دو رکعات مغرب کے بعد ہیں (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے دو رکعات عشاء کے بعد ہیں''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

یہ باب فجر سے پہلے کی دو رکعات سنتوں کے بیان میں ہے

1143- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ صبح صادق ہو جانے کے بعد دو رکعات (سنت) ادا کیا کرتے تھے۔

1144- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ كَاَنَّ الْاَذَانَ بِاُذُنَيْهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ صبح کی نماز سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے۔ گویا کہ اذان ابھی آپ کے کانوں میں ہی ہوتی تھی۔

1145- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا نُودِیَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَقُومَ اِلَى الصَّلٰوةِ

سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: جب صبح کی نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو نبی کریم ﷺ نماز کے لیے جانے سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے۔

1146- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِی شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ

1143: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1144: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 995' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1758' ورقم الحدیث: 1759' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 461' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 1174

1145: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 618' ورقم الحدیث: 1173' ورقم الحدیث: 1181' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1673' ورقم الحدیث: 1674' ورقم الحدیث: 1677' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 433' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 582' ورقم الحدیث: 1759' ورقم الحدیث: 1775

1146: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

◄► سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات ادا کرتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔

1147 - حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو اَبُوْ عَمْرٍو حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْاِقَامَةِ

◄► حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اقامت کے قریب دو رکعات ادا کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَا يُقْرَاُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

یہ باب ہے کہ فجر سے پہلے کی دو رکعات میں کیا تلاوت کیا جائے؟

1148 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر سے پہلے کی دو رکعات میں سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

1149 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ الْوَاسِطِيَّانِ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَمَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا فَكَانَ يَقْرَاُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں ایک مہینے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا جائزہ لیتا رہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر سے پہلے کی دو رکعات میں سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

1150 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَكَانَ يَقُولُ نِعْمَ السُّورَتَانِ هُمَا يُقْرَاُ بِهِمَا فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُونَ

◄► سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے' یہ دونوں سورتیں کتنی اچھی ہیں جو فجر کی دو رکعات میں ادا کی جاتی ہیں' سورہ اخلاص اور سورہ کافرون۔

1147: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1148: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1687' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1256' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 944

1149: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 417' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 991

1150: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ

یہ باب ہے کہ حدیث نبوی ہے ''جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو صرف فرض نماز ادا کی جا سکتی ہے''

1151 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ ح و حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ أَبُو بِشْرٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَا حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو صرف فرض نماز ہی ادا کی جا سکتی ہے۔

1151م - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَنْبَأَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

◄► یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1152 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ لَهُ بِأَيِّ صَلٰوتَيْكَ اعْتَدَدْتَ

◄► حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر رہے تھے اس وقت اس نے اس سے پہلے ہی صبح کی نماز کی دو اور رکعات بھی ادا کی تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لینے کے بعد (یا اس شخص نے جب نماز ادا کر لی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا) تم نے ان دونوں میں سے کون سی نماز کو (اپنی فرض نماز) شمار کیا ہے۔

1153 - حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَقَدْ أُقِيمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ وَهُوَ يُصَلِّي فَكَلَّمَهُ بِشَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَحَطْنَا بِهِ نَقُولُ لَهُ مَاذَا قَالَ

1151: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1642' ورقم الحدیث: 1643' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1266' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 421' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث 864,865

1152: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث 1648' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1265' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 867

1153: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 663' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1646' ورقم الحدیث. 1647' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1265' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 867

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ لِیْ يُوْشِكُ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّصَلِّيَ الْفَجْرَ اَرْبَعًا

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے اس وقت صبح کی نماز کے لیے اقامت کہی جا چکی تھی اور وہ شخص نماز ادا کر رہا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کوئی بات کی لیکن مجھے پتہ نہیں چل سکا کہ وہ بات کیا تھی؟ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کر لی تو ہم نے اس شخص کو گھیر لیا اور اس شخص سے دریافت کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا فرمایا تھا؟ تو اس نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ فرمایا تھا: شاید تم میں سے کوئی ایک شخص فجر کی 4 رکعات ادا کرتا ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مَتَى يَقْضِيهِمَا

یہ باب ہے کہ جس شخص کی فجر سے پہلے کی دو سنتیں فوت ہو جائیں وہ ان کی قضاء کب کرے گا؟

1154- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ قَيْسِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَلٰوةَ الصُّبْحِ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ اِنِّيْ لَمْ اَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا قَالَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو فجر کی نماز کے بعد دو رکعات ادا کر رہا تھا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا صبح کی نماز دو مرتبہ پڑھی جائے گی' تو اس شخص نے عرض کی: میں نے اس سے پہلے کی دو رکعات اس سے پہلے نہیں پڑھی تھیں' تو وہ میں نے اب پڑھ لی ہیں۔ راوی کہتے ہیں: تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔

1155- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَيَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ عَنْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَقَضَاهُمَا بَعْدَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعات کے وقت سوئے رہ گئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج نکلنے کے بعد ان کی قضاء پڑھی۔

1154: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1267' ورقم الحدیث: 1268' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 422

1155: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْأَرْبَعِ الرَّكَعَاتِ قَبْلَ الظُّهْرِ

یہ باب ظہر سے پہلے کی چار رکعات پڑھنے کے بیان میں ہے

ظہر کے وقت سنن ونوافل کی فضیلت کا بیان

1156 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ قَابُوْسَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَرْسَلَ اَبِىْ اِلٰى عَائِشَةَ اَىُّ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ اَنْ يُّوَاظِبَ عَلَيْهَا قَالَتْ كَانَ يُصَلِّىْ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ يُطِيْلُ فِيْهِنَّ الْقِيَامَ وَيُحْسِنُ فِيْهِنَّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ

◄► بوقابوس رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' میرے والد نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیغام بھجوایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سی نماز باقاعدگی کے ساتھ ادا کرنا زیادہ پسند تھا' تو انہوں نے جواب دیا: ظہر سے پہلے کی چار رکعات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں طویل قیام کرتے تھے اور ان میں رکوع اور سجود بہت عمدہ کرتے تھے۔

شرح

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ظہر سے پہلے اور سورج ڈھلنے کے بعد (ظہر کی سنت یا فی الزوال) کی چار رکعت نماز (ثواب اور فضیلت میں) تہجد کے وقت چار رکعت نماز پڑھنے کے برابر ہوتی ہے اور وقت (یعنی ظہر سے پہلے اور سورج ڈھلنے کے بعد) تمام چیزیں اللہ رب العزت کی پاکی کی تسبیح کرتی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: آیت (يَتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۔ النحل:48) تمام چیزوں کے سائے دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے اللہ جل شانہ کے لئے سجدہ کرتے ہوئے جھکتے ہیں اور وہ سب حقیر ہیں۔ (جامع ترمذی، بیہقی، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث،1150)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت نماز پڑھنے کی ترغیب دلانے کے لئے اپنے ارشاد کی دلیل کے طور پر یہ آیت پڑھی آیت میں سجدے سے مراد تابعداری ہے خواہ طبعاً ہو یا اختیاراً۔ اور اللہ تعالیٰ نے مخلوقات میں جس چیز کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اس مقصد کی تکمیل ہی درحقیقت پروردگار کی تابعداری ہے۔

سورج ڈھلنے پر آسمان کے دروازے کھول دیئے جانے کا بیان

1157 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُعَتِّبٍ الضَّبِّيِّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ سَهْمِ بْنِ مِنْجَابٍ عَنْ قَزْعَةَ عَنْ قَرْثَعٍ عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّىْ قَبْلَ الظُّهْرِ

1156: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1157: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث 1270

اَرْبَعًا اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيمٍ وَّقَالَ اِنَّ اَبْوَابَ السَّمَآءِ تُفْتَحُ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھل جانے کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعات ادا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان سلام پھیر کر فصل نہیں کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے۔ ''جب سورج ڈھل جاتا ہے' تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں''۔

بَابُ: مَنْ فَاتَتْهُ الْاَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ

یہ باب ہے کہ جس شخص کی ظہر سے پہلے کی چار رکعات فوت ہو جائیں

1158- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَزَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ دَاوُدَ الْكُوْفِيُّ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيْعِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَاتَتْهُ الْاَرْبَعُ قَبْلَ الظُّهْرِ صَلَّاهَا بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ اِلَّا قَيْسٌ عَنْ شُعْبَةَ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اگر ظہر سے پہلے کی **4** رکعات رہ جاتی تھیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے بعد کی دو رکعات کے ساتھ انہیں ادا کر لیتے تھے۔

امام ابن ماجہ کہتے ہیں: اس روایت کو شعبہ کے حوالے سے صرف قیس نے نقل کیا ہے۔

بَابُ: فِيمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ

یہ باب ہے کہ جس شخص کی ظہر کے بعد کی دو رکعات فوت ہو جائیں

1159- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ اَرْسَلَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَانْطَلَقْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ فَسَاَلَ اُمَّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ يَتَوَضَّاُ فِيْ بَيْتِيْ لِلظُّهْرِ وَكَانَ قَدْ بَعَثَ سَاعِيًا وَّكَثُرَ عِنْدَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَقَدْ اَهَمَّهُ شَاْنُهُمْ اِذْ ضُرِبَ الْبَابُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ جَلَسَ يَقْسِمُ مَا جَآءَ بِهٖ قَالَتْ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتَّى الْعَصْرِ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلِيْ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ شَغَلَنِيْ اَمْرُ السَّاعِيْ اَنْ اُصَلِّيَهُمَا بَعْدَ الظُّهْرِ فَصَلَّيْتُهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ

عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پیغام بھجوایا' تو میں پیغام رساں کے ساتھ گیا' اس نے سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر

1158: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 426

1159: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

میں ظہر کی نماز کے لیے وضو کر رہے تھے نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے ایک شخص کو بلوایا تھا (وہ آ گیا) اس کے آس پاس بہت سے مہاجرین اکٹھے ہو چکے تھے اور وہ ان کی وجہ سے بڑا پریشان تھا اسی دوران دروازے پر دستک دی گئی تو نبی کریم ﷺ اٹھ کر باہر تشریف لے گئے آپ ﷺ نے ظہر کی نماز ادا کی اس کے بعد وہ شخص جو بھی چیزیں لے کر آیا تھا انہیں تقسیم کرنے کے لیے آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ انہیں تقسیم کرتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا نبی کریم ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے آپ ﷺ نے دو رکعات ادا کیں پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زکوٰۃ وصول کرنے والے کے معاملے نے مجھے مصروف رکھا میں ظہر کے بعد کی یہ دو رکعات ادا نہیں کر سکا تو میں نے عصر کے بعد ان کو ادا کیا ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ صَلّٰى قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا وَّبَعْدَهَا اَرْبَعًا

یہ باب ہے کہ بعض روایات میں یہ منقول ہے آدمی ظہر سے پہلے چار رکعات ادا کرے اور اس کے بعد بھی چار رکعات ادا کرے

1160- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الشُّعَيْثِىُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا وَّبَعْدَهَا اَرْبَعًا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ

◆◆ سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعات اور اس کے بعد 4 رکعات ادا کرے اللہ تعالیٰ اسے جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ التَّطَوُّعِ بِالنَّهَارِ

یہ باب ہے کہ دن کے وقت کون سے نوافل کی ادائیگی کو مستحب قرار دیا گیا ہے

1161- حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَاَبِىْ وَاِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُوْلِىِّ قَالَ سَاَلْنَا عَلِيًّا عَنْ تَطَوُّعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ فَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تُطِيْقُوْنَهُ فَقُلْنَا اَخْبِرْنَا بِهٖ نَاْخُذْ مِنْهُ مَا اسْتَطَعْنَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ يُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هَا هُنَا يَعْنِىْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ بِمِقْدَارِهَا مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ هَا هُنَا يَعْنِىْ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ

1160: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 427' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1816

1161: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 598' ورقم الحدیث: 599

الشَّمْسُ مِنْ هَا هُنَا يَعْنِي مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مِقْدَارَهَا مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ مِنْ هَا هُنَا قَامَ فَصَلّٰى اَرْبَعًا وَّاَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَاَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ عَلِيٌّ فَتِلْكَ سِتَّ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّهَارِ وَقَلَّ مَنْ يُّدَاوِمُ عَلَيْهَا قَالَ وَكِيْعٌ زَادَ فِيْهِ اَبِيْ فَقَالَ حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ ثَابِتٍ يَا اَبَا اِسْحٰقَ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِحَدِيْثِكَ هٰذَا مِلْءَ مَسْجِدِكَ هٰذَا ذَهَبًا

◄► عاصم بن ضمرہ سلولی بیان کرتے ہیں: ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے بارے میں دریافت کیا: جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت ادا کرتے تھے' تو انہوں نے فرمایا تم لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے ہم نے عرض کی: آپ ہمیں اس بارے میں بتائیں ہم سے جہاں تک ہو سکے گا ہم اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز ادا کر لیتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتظار کرتے تھے' یہاں تک کہ جب سورج اس طرف سے' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مراد مشرق کی طرف تھی' اس مقدار میں ہو جاتا' جتنا عصر کی نماز کے وقت' اس طرف' یعنی مغرب کی طرف' ہوتا ہے' اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر دو رکعات ادا کرتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے رہتے تھے' یہاں تک کہ سورج اس طرف سے' یعنی مشرق کی طرف سے' اس مقدار میں ہو جاتا' جو ظہر کی نماز کے وقت' اس طرف ہوتی ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر 4 رکعات ادا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے (اور) سورج ڈھل جانے کے بعد 4 رکعات ادا کرتے تھے اور ظہر کے بعد دو رکعات ادا کرتے تھے۔

عصر سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم 4 رکعات ادا کرتے تھے اور ان کے درمیان مقرب فرشتوں' انبیاء کرام اور ان کے پیروکار مسلمانوں پر سلام بھیج کر فصل کرتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ 16 رکعات ہو جاتی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن کے وقت نفل کے طور پر ادا کرتے تھے اور اس پر باقاعدگی سے عمل کرنے والے لوگ تھوڑے ہی ہوں گے۔

وکیع نامی راوی بیان کرتے ہیں: میرے والد نے اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے حبیب بن ثابت نے کہا ہے: اے ابواسحاق! مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تمہاری اس حدیث کے عوض میں مجھے اس مسجد جتنا سونا مل جائے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

یہ باب مغرب سے پہلے دو رکعات ادا کرنے کے بیان میں ہے

1162- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَوَكِيْعٌ عَنْ كَهْمَسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ

1162: اخرجه البخاري في "الصحيح" رقم الحديث: 624' ورقم الحديث: 627' اخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 1937' ورقم الحديث: 1938' اخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 1283' اخرجه الترمذي في "الجامع" رقم الحديث: 185' اخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 680

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَاءَ

◄► حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ہر دو اذانوں (اذان اور اقامت) کے درمیان نماز پڑھی جاتی ہے۔ ہر دو اذانوں (اذان اور اقامت) کے درمیان نماز ادا کی جاتی ہے۔
راوی بیان کرتے ہیں۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ تیسری مرتبہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص چاہے تو (پڑھ سکتا ہے)

شرح

دو اذانوں" سے مراد اذان وتکبیر ہیں یعنی اذان اور تکبیر کے درمیان نماز پڑھنی فلاح وسعادت کی بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان وتکبیر کے درمیان نوافل پڑھنے کی رغبت دلانے کے لئے یہ جملہ مکرر سہ مکرر فرمایا کیونکہ اذان وتکبیر کے درمیان کا وقت بہت زیادہ بابرکت اور فضیلت کا حامل ہوتا ہے اس لئے اس وقت نماز پڑھ کر جو دعا مانگی جاتی ہے وہ بارگاہ احدیت سے رد نہیں کی جاتی ہے بلکہ قبولیت کا درجہ پاتی ہے اور پھر یہ کہ بابرکت اور بافضیلت وقت میں عبادت کا ثواب بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ حاصل یہ کہ اذان وتکبیر کے درمیان میں نماز پڑھنی سنت ہے مگر آپ نے لمن شاء فرما کر اس طرف اشارہ بھی فرمادیا ہے کہ اس وقت نماز پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مغرب میں اذان وتکبیر کے درمیان نفل پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مغرب کے علاوہ (بقیہ اوقات میں) دونوں اذانوں (یعنی اذان وتکبیر) کے درمیان دو دو رکعتیں (نماز) ہیں۔

1163- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اِنْ كَانَ الْمُؤَذِّنُ لَيُؤَذِّنُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَرٰى اَنَّهَا الْاِقَامَةُ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

◄► حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں موذن (مغرب کی) اذان دیتا تو ہمیں محسوس یہ ہوتا کہ شاید اس نے اقامت کہی ہے' کیونکہ بکثرت لوگ اٹھ کر مغرب سے پہلے دو رکعات ادا کرتے تھے۔

فرائض مغرب سے پہلے نفل پڑھنے کی ممانعت کا بیان

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کسی ایک کو بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس کو عبد بن حمید کشی نے اپنی

1163: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

مسند میں روایت کیا اور ابوداؤد نے اور اس کی سند صحیح ہے۔

حضرت حماد بن ابوسلیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابراہیم نخعی سے مغرب کی نماز سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس سے منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اس نماز کو نہیں پڑھتے تھے۔ اس کو محمد بن حسن نے الاثار میں روایت کیا اور اس کی سند منقطع ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

یہ باب مغرب کے بعد دو رکعات ادا کرنے کے بیان میں ہے

1164- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز ادا کر لیتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لاتے تھے اور دو رکعات ادا کرتے تھے۔

1165- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ فِي مَسْجِدِنَا ثُمَّ قَالَ ارْكَعُوا هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فِي بُيُوتِكُمْ

◆◆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو عبدالاشہل کے محلے میں ہمارے ہاں تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مسجد میں ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ دو رکعات تم اپنے گھروں میں ادا کر لینا۔

بَابُ: مَا يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

یہ باب ہے کہ مغرب کے بعد کی دو رکعات میں کونسی سورت کی تلاوت کی جائے؟

1166- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَاقِدٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا بَدَلُ بْنُ الْمُحَبَّرِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ بَهْدَلَةَ عَنْ زِرٍّ

1164: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1165: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1166: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وَاَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقْرَاُ فِی الرَّكْعَتَیْنِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ قُلْ یَا اَیُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد کی دو رکعات میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِی السِّتِّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ

یہ باب مغرب کے بعد چھ رکعات ادا کرنے کے بیان میں ہے

1167- حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْحُسَیْنِ الْعُكْلِیُّ اَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ اَبِیْ خَثْعَمٍ الْیَمَامِیُّ اَنْبَاَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ كَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ یَتَكَلَّمْ بَیْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ سَنَةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات ادا کرے کہ اس کے درمیان اس نے کوئی بری بات نہ کی ہو تو یہ اس کے لیے 12 سال کی عبادت کے برابر ہو جائیں گی۔

نماز اوابین کی فضیلت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی مغرب کی نماز پڑھ کر چھ رکعت (نفل اس طرح) پڑھے کہ ان کے درمیان کوئی فحش گفتگو نہ کرے تو ان رکعتوں کا ثواب اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے ثواب کے برابر ہو جائے گا۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1146)

مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت نماز نفل تین سلام کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اسے صلوٰۃ الاوابین کہتے ہیں یہ نماز سنت ہے اور اس نماز کا نماز "صلوٰۃ الاوابین" حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اس نماز کی بہت زیادہ فضیلت ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ حدیث سے بظاہر تو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ مغرب کے بعد جو دو رکعت معمولی سنت پڑھی جاتی ہے وہ بھی ان چھ رکعتوں میں شامل ہے، نیز اگلی حدیث میں صلوٰۃ الاوابین کی جو بیس رکعتیں ذکر کی جا رہی ہیں ان میں بھی یہ دونوں رکعتیں داخل ہیں۔

علامہ یحیٰی نے فرمایا ہے کہ "پہلے دو رکعتیں سنت کی الگ سے پڑھ لی جائیں اس کے بعد میں اختیار ہے کہ چاہے کوئی چاروں رکعت پڑھ لے، چاہے دو ہی پڑھے۔ اس حدیث کو اگرچہ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے مگر فضائل اعمال کے سلسلے میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔

1167: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 435' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 1374

پھر اس کے علاوہ اس حدیث کو ابن خزیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح میں اور ابن ماجہ نے بھی نقل کیا ہے، نیز میرک شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول یہ ہے کہ حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے نیز انہوں نے فرمایا ہے کہ "میں نے اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھتا ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ (گناہ) دریا کی جھاگ کے مانند ہوں۔ (طبرانی)

شاہ اسحق محدث دہلوی کا قول ہے کہ "ہماری تحقیق یہ ہے کہ اس حدیث میں صلوٰۃ الاوابین کی جو چھ رکعت ذکر کی گئی ہیں یا اسی طرح اگلی حدیث میں جو بیس رکعتیں ذکر کی جائیں گے۔ یہ دونوں تعداد مغرب کے بعد کی سنت موکدہ کی دو رکعت کے علاوہ ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی مغرب کے بعد بیس رکعتیں (صلوٰۃ الاوابین کی) پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بہشت میں گھر بناتا ہے۔

(جامع ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1147)

اگرچہ محدثین نے اس حدیث کو بھی ضعیف قرار دیا ہے لیکن علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں ایک حدیث اور منقول ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کی بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے یہ صلوٰۃ الاوابین ہے لہٰذا جس آدمی نے یہ نماز پڑھی تو (سمجھو کہ) اس کی مغفرت کردی گئی۔" چنانچہ اکثر علماء سلف اور صلحائے امت اسے پڑھنا اپنی سعادت اور خوش بختی تصور کرتے تھے اور اسے پڑھتے تھے۔ علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ صلوٰۃ الاوابین کی رکعت کی تعداد کے سلسلے میں مختلف احادیث منقول ہیں چنانچہ ایک حدیث تو اس سے پہلے ہی گذر چکی ہے جس میں چھ رکعتیں ذکر کی گئی ہیں ایک حدیث یہ ہے جس میں بیس رکعت منقول ہے اسی طرح بعض روایتوں میں دو رکعت اور بعض روایتوں میں چار رکعت بھی منقول ہے۔ لہٰذا ان تمام احادیث کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جائے گا کہ صلوٰۃ الاوابین کی کم سے کم تعداد دو رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعت جو آدمی دو سے لے کر بیس تک جتنی زیادہ رکعتیں پڑھے گا اس کے حق میں اسی قدر بہتری و بھلائی ہوگی۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ الْوِتْرِ

باب! وتر کے بارے میں روایات

لفظ کے معنی ومفہوم کا بیان

وتر (لفظ وتر میں واؤ کو زیر اور زبر دونوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں مگر زیر کے ساتھ پڑھنا زیادہ مشہور ہے۔ (ہر اس نماز کو کہہ سکتے ہیں جس میں طاق رکعتیں ہوں مگر فقہا کے ہاں وتر اسی خاص نماز کو کہتے ہیں جس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے جو عام طور پر عشاء کے فوراً بعد ہی پڑھی جاتی ہے اور اس باب میں اسی نماز وتر کا بیان ہوگا۔

1168-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

بْنِ رَاشِدٍ الزَّوْفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي مُرَّةَ الزَّوْفِيِّ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ الْعَدَوِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَمَدَّكُمْ بِصَلٰوةٍ لَهِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوِتْرُ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلٰى اَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ

حضرت خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک مزید نماز عطا کی ہے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں (کے ملنے) سے زیادہ بہتر ہے وہ وتر کی نماز ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے عشاء کی نماز سے لے کر صبح صادق کے درمیانی وقت میں مقرر کیا ہے۔

1169- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ السَّلُولِيِّ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ اِنَّ الْوِتْرَ لَيْسَ بِحَتْمٍ وَّلَا كَصَلٰوتِكُمُ الْمَكْتُوبَةِ وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْتَرَ ثُمَّ قَالَ يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ اَوْتِرُوا فَاِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُّحِبُّ الْوِتْرَ

عاصم بن ضمرہ سلولی بیان کرتے ہیں: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: وتر لازمی نہیں ہیں اور نہ ہی یہ تمہاری فرض نمازوں کی مانند ہیں تاہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی نماز ادا کی ہے پھر آپ نے فرمایا: اے اہل قرآن! تم بھی وتر کی نماز ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

1170- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ الْاَبَّارُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُّحِبُّ الْوِتْرَ اَوْتِرُوا يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ لَكَ وَلَا لِاَصْحَابِكَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ طاق ہے اور وہ طاق چیز کو پسند کرتا ہے تو اے اہل قرآن! تم وتر ادا کرو۔

ایک دیہاتی نے دریافت کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ تو (راوی نے) کہا یہ تمہارے یا تمہارے ساتھیوں کے لیے نہیں ہے۔

1168: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1418 اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 452

1169: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1416 اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 453 ورقم الحدیث: 454 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1674 ورقم الحدیث: 1675

1170: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1417

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَا يُقْرَأُ فِي الْوِتْرِ

یہ باب ہے کہ وتر کی نماز میں کیا تلاوت کیا جائے؟

1171- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حَفْصٍ الْاَبَّارُ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ طَلْحَةَ وَزُبَيْدٍ عَنْ ذَرٍّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

◄► حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

1172- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

◄► حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔

1172م- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

◄► یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1173- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَاَبُوْ يُوْسُفَ الرَّقِّيُّ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَاَلْنَا عَائِشَةَ بِاَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَقْرَاُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّالْمُعَوِّذَتَيْنِ

◄► عبدالعزیز بن جریج بیان کرتے ہیں: ہم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز میں کیا تلاوت کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص اور معوذتین کی تلاوت کرتے تھے۔

1171: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1423' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1698' ورقم الحدیث: 1699' ورقم الحدیث: 1700' ورقم الحدیث 1/28' ورقم الحدیث: 1729' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 1182

1172: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 462

1173: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1424' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 463

بَابُ: مَا جَآءَ فِی الْوِتْرِ بِرَکْعَةٍ

یہ باب ایک رکعت وتر کے بارے میں ہے

1174- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز دو، دو کر کے ادا کرتے تھے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے۔

1175- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِى الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ اَبِىْ مِجْلَزٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ قُلْتُ اَرَاَيْتَ اِنْ غَلَبَتْنِىْ عَيْنِىْ اَرَاَيْتَ اِنْ نِمْتُ قَالَ اجْعَلْ اَرَاَيْتَ عِنْدَ ذٰلِكَ النَّجْمِ فَرَفَعْتُ رَاْسِىْ فَاِذَا السِّمَاكُ ثُمَّ اَعَادَ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ قَبْلَ الصُّبْحِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''رات کی نماز دو، دو کر کے ادا کی جائے گی اور وتر کی ایک رکعت ہے''۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے دریافت کیا: آپ کا کیا خیال ہے اگر میری آنکھ لگ جاتی ہے؟ اگر میں سو جاتا ہوں' تو پھر آپ کا کیا خیال ہے؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما انہوں نے فرمایا: تم اس ستارے کے پاس ''آپ کے خیال'' کو رکھ دو۔

راوی کہتے ہیں: میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ سماک نامی ستارہ تھا۔

پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس روایت کو دہرایا اور یہ بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

''رات کی نماز دو، دو کر کے ادا کی جائے گی اور وتر کی ایک رکعت صبح صادق سے پہلے ادا کر لی جائے گی''۔

1176- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِىُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِىُّ حَدَّثَنَا الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ رَجُلٌ فَقَالَ كَيْفَ اُوْتِرُ قَالَ اَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ قَالَ اِنِّىْ اَخْشٰى اَنْ يَّقُوْلَ النَّاسُ الْبُتَيْرَاءُ فَقَالَ سُنَّةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ يُرِيْدُ هٰذِهٖ سُنَّةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ مطلب بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا' اس نے کہا' میں کیسے وتر ادا کروں؟ تو انہوں نے جواب دیا: تم ایک رکعت وتر ادا کرو' وہ بولا: مجھے یہ اندیشہ ہے لوگ یہ کہیں گے' یہ دم کٹی نماز ہے' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ سنت ہے۔

1175: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1176: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد یہ تھی: اسے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا ہے۔

1177- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ فِىْ كُلِّ ثِنْتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ

◄◄ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے۔

نماز وتر کی رکعات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز دو دو رکعت ہے اور جب کسی کو صبح ہونے کا اندیشہ ہونے لگے تو ایک رکعت پڑھ لے، یہ (ایک رکعت) پہلی پڑھی ہوئی نماز کو طاق کر دے گی۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1230)

حدیث کے پہلے جزء کا مطلب یہ ہے کہ رات کو پڑھی جانے والی نفل نمازیں دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں چنانچہ حضرت امام شافعی، حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد نے اس حدیث کے پیش نظر کہا ہے کہ افضل یہی ہے کہ رات میں نفل نمازیں اس طرح پڑھی جائیں کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا جائے یعنی دو دو رکعت کر کے پڑھی جائیں۔ حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ رات کو نماز میں مشغول رہنے والا آدمی جب یہ دیکھے کہ رات ختم ہو رہی ہے اور صبح نمودار ہونے والی ہے تو وہ ان نمازوں کے بعد ایک رکعت پڑھ لے تاکہ یہ ایک رکعت پہلی پڑھی ہوئی نمازوں کو طاق کر دے، اس طرح یہ حدیث امام شافعی کی دلیل ہے کیونکہ ان کے نزدیک وتر کی ایک ہی رکعت ہے۔

اور تین اور ایک بھی، اس لیے حضرت سفیان ثوری اور دیگر ائمہ نے تو پانچ کے عدد کو اختیار کیا ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے تین کے عدد کو قبول کیا ہے اور حضرت امام شافعی نے ایک کے عدد کو اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وتر کی ایک ہی رکعت ہے۔

امام طحاوی حنفی نے صلی رکعۃ واحدۃ الخ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ "ایک رکعت اس طرح پڑھے کہ اس سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے تاکہ یہ رکعت شفع یعنی اس ایک رکعت سے پہلے پڑھی گئی دونوں رکعتوں کو طاق کر دے۔ گویا ایک رکعت علیحدہ نہ پڑھی جائے بلکہ دو رکعتوں کے ساتھ ملا کر پڑھی جائے۔ علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے تو یہ کہیں ثابت ہی نہیں ہوتا کہ وتر کی ایک رکعت علیحدہ تکبیر تحریمہ کے ساتھ پڑھی جائے" لہٰذا اس کے ذریعے وتر کی ایک رکعت ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

پھر وتر کی تین ہی رکعتیں ہونے کے سلسلہ میں حنفیہ کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ

1177: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بتیرا یعنی تنہا ایک رکعت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

جہاں تک صحابہ اور سلف کے عمل کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اکثر فقہا صحابہ اور سلف کا معمول وتر کی تین رکعتیں ہی پڑھنا تھا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے ان کو تو اس سلسلے میں بہت زیادہ اہتمام تھا۔ انہوں نے ایک مرتبہ حضرت سعید بن میتب کو وتر ایک رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ " کیسی ناقص نماز پڑھتے ہو؟ دو رکعت اور پڑھو ورنہ تمہیں سزا دوں گا۔ (نہایہ)

جامع ترمذی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے وتر کی تین رکعتیں نقل کی ہیں اور اسی کو عمران بن حصین، حضرت عائشہ، عبداللہ ابن عباس اور ابوایوب کی طرف منسوب کیا ہے اور آخر میں انہوں نے صراحت کر دی ہے کہ صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت اسی طرف ہے۔

حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ ابن مسعود کے بارے میں موطا امام محمد میں مذکور ہے کہ ان کے نزدیک بھی وتر کی تین ہی رکعتیں ہیں۔ حضرت امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ سلف کا اسی پر معمول تھا۔ (ہدایہ)

تین رکعت کی وتر صحابہ میں مشہور تھی، ایک رکعت کی وتر تو عام طور پر لوگ جانتے بھی نہ تھے چنانچہ حضرت معاویہ کو عبداللہ ابن عباس کے مولی نے ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کو بہت تعجب ہوا انہوں نے حضرت عباس کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کو بڑے اہتمام کے ساتھ بیان کیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے ان کی وحشت و حیرت یہ کہہ کر ختم کر دی کہ معاویہ فقیہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف ہو چکے ہیں ان پر اعتراض نہ کرو۔ (صحیح البخاری)

بہر حال ان تمام باتوں کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ وتر کی تین ہی رکعتیں ہیں جن احادیث سے وتر کی ایک رکعت ثابت ہوتی ہے وہ سب قابل تاویل ہیں۔ یا یہ کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حالتوں کا ذکر ہے آخر فعل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی تین ہی رکعت پر تھا جو صحابہ میں مشہور ہوا اور ظاہر ہے کہ امت کے لیے آپ کا وہی فعل حجت اور دلیل بن سکتا ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر میں عمل اختیار فرمایا ہو۔

حضرت انس بن سیرین سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر سے پوچھا کیا میں فجر کی دو رکعتوں میں قرات لمبی کروں تو انہوں نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت کر کے نماز پڑھتے اور پھر آخر میں ایک رکعت وتر پڑھتے اور فجر کی دو رکعتیں اس وقت پڑھتے جب فجر کی اذان سنتے۔

اس باب میں حضرت عائشہ جابر فضل بن عباس ابوایوب اور ابن عباس سے بھی روایت ہے کہ امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے اور بعض صحابہ اور تابعین کا اسی پر عمل ہے کہ دو رکعتوں اور تیسری رکعت کے درمیان فصل کرے اور تیسری رکعت وتر کی پڑھے امام مالک، شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 440)

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ

یہ باب وتر کی نماز میں قنوت پڑھنے کے بیان میں ہے

1178- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ اَبِي الْحَوْرَاءِ عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ قَالَ عَلَّمَنِيْ جَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ فِيْ قُنُوْتِ الْوِتْرِ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَاهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّنَا تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ

◆◆ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے نانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات سکھائے ہیں' کہ انہیں میں وتر میں دعائے قنوت کے طور پر پڑھا کروں۔

''اے اللہ! جن کو تو نے عافیت نصیب کی ہے ان میں مجھے بھی عافیت نصیب کر' جن کا تو والی بنا ہے ان میں مجھے شامل کر کے میرا بھی والی بن جا' جنہیں' تو نے ہدایت دی ہے ان کے ساتھ مجھے بھی ہدایت دیدے اور تو نے جو فیصلہ دیا ہے اس کے شر سے مجھے بچانا اور جو کچھ تو عطا کرے گا میرے لیے اس میں برکت رکھنا' بے شک تو ہی فیصلہ دے سکتا ہے' تیرے خلاف فیصلہ نہیں دیا جا سکتا' جس کا تو نگہبان ہو اسے کوئی رسوا نہیں کر سکتا' تو پاک ہے' اے میرے پروردگار! تو برکت والا ہے اور بلند و برتر ہے''۔

خیر اور شر کو موافق تقدیر بنانے کا بیان

تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے بارے میں جو کچھ مقدر کر رکھا ہے چاہے اس کا تعلق رب کے فعل سے ہو یا غیر رب کے فعل سے ہو سب پر ایمان لایا جائے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے پاس آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مقدر فرمایا اور اس کو لکھ دیا، اور یہ معلوم ہے کہ کتابت و تحریر کا عمل فعل و عمل کے وجود میں آنے کے بعد ہی ہوتا ہے، تو علم تحریر سے پہلے وجود میں آیا، پھر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے ہونے والے علم کو تحریر فرما دیا ہے، قیامت کے بعد کی بیشمار چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، جن کے بارے میں کتاب وسنت میں ہے کہ وہ مکتوب و محرر ہیں۔

یہ تقدیر انسان کے اپنے اعتبار سے خیر و شر کا مجموعہ ہے، خیر کے معنی بندہ کے مناسب حال تقدیر، اور شر سے مراد بندہ کے لئے غیر مناسب تقدیر، تقدیر الٰہی میں خیر و شر دونوں ہیں، طاعت و فرماں برداری خیر ہے، اور معصیت و گناہ شر ہیں، مالداری خیر ہے، فقر شر ہے، صحت و تندرستی خیر ہے اور بیماری و مرض شر ہے، وغیرہ وغیرہ، اور یہ ساری باتیں اللہ کے فیصلہ اور تقدیر کے نتیجہ میں ہیں، تو

1178: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1425' ورقم الحدیث: 1426' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 464' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث 1744,1745۔

بھلی اور بری تقدیر پر ایمان کیسے ہوگا اور کیا شر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے گی؟۔

کسی بھی فعل، قضاء وقدر اور حکم میں شر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی جائے گی، اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے: "والشرلیس إلیک"، "شر کی نسبت تیری طرف نہیں ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ کے سارے افعال واعمال سب خیر وحکمت ہیں، ہاں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں شر ہے، بچہ اگر بیمار ہو، اور اس کے علاج میں اعضاء جسم کے داغنے کی ضرورت ہو تو اس کو آگ سے داغا جائے گا، تو اصل کام خیر ہے اور "آگ سے داغنا" شر ہے، اس لئے کہ اس کام سے بچنے کی مصلحت مقصود ہے، پھر اللہ کے قضاء وقدر میں شر محض نہیں ہوتا، بلکہ اس کے موقع ومحل اور زمانہ میں ایسا ہوتا ہے، تو جب اللہ تعالیٰ کسی ظالم کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تو اس ظالم کے نقطہ نظر سے یہ شر ہے، لیکن دوسرے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس کام میں خیر ہے کہ وہ اس سے عبرت ونصیحت پکڑیں۔

سنیچر کے دن ظلم وتعدی کرنے والے گاؤں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۔اسے ہم نے اگلوں پچھلوں کے لئے عبرت کا سبب بنادیا اور متقیوں اور پرہیز گاروں کے لئے وعظ ونصیحت کا۔ (سورۃ البقرہ)

ایسے ہی انسان اگر ناز ونعم میں برابر رہے تو یہ اس کو ظلم وزیادتی پر ابھارتا ہے، وہ توبہ واستغفار سے غافل، اور غرور وتکبر کا شکار ہو جاتا ہے، اپنے کاموں پر اس میں عجب پسندی پیدا ہو جاتی ہے، اس کے مقابلہ میں گناہ کرنے والا انسان توبہ وندامت کے بعد اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہے، اور توبہ کے بعد پہلے سے اچھا ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اس نے جب بھی اپنے گناہوں کو یاد کیا تو اس کو اپنی حقیقت کا پتہ چل گیا، آدم علیہ السلام نے جنت میں شجر ممنوعہ کے کھانے کے بعد جب نادم ہو کر اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا تو توبہ وہدایت اور تقرب الٰہی کی جن نعمتوں سے وہ مالا مال ہوئے وہ گناہوں کے ارتکاب اور اس پر ندامت اور توبہ کی برکت سے ایسا ہوا، ارشاد باری ہے: رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۔ اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا، تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

(الاعراف)

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ) (پھر اس کے رب نے نوازا، اس کی توبہ قبول کی اور اس کی رہنمائی کی) (سورۃ طٰہ)

ایسے ہی غزوہ تبوک میں غزوہ سے پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن کو بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑا اور ان کی توبہ آزمائش کے مرحلہ کے گزرنے کے بعد قبول ہوئی، ان کی آزمائش کا حال یہ تھا کہ زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی تھی، اعزہ واقارب سب نے منہ موڑ لیا تھا، لیکن توبہ کے بعد ان کو بے مثال خوشی ومسرت حاصل ہوئی، اور ان کے بارے میں خصوصی طور پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: (وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ)

(اور تین مخصوص کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی، سوائے اس کے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے، پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی، تا کہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں، بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے)۔ (سورۃ التوبہ)

توبہ کے بعد ان تین مقدس ہستیوں کے اعزاز و اکرام کا حال یہ ہوا کہ تا قیامت ان کے بارے میں یہ آیت تلاوت ہوتی رہے گی۔

شر کا یہ مسئلہ شرعی مسائل میں بھی ہے اور کائناتی نظام میں بھی، لیکن یہ واضح رہے کہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے قضاء وقدر کے اعتبار سے نہیں ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ، حکم اور کام خیر ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے جو شر مقدر کیا ہے وہ حقیقت میں خیر ہے، اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور فعل کے نتیجہ میں جو چیز صادر ہوئی ہے، جیسے مرض، فقر وغیرہ، وہ شر اس اعتبار سے ہے کہ انسان اس کے بارے میں ایسا سوچتا ہے، جبکہ اللہ کی قضاء وقدر میں خیر ہی خیر ہے۔

رسول اللہ ? نے "الخير بيديك والشر ليس إليك" فرمایا، "الشر بيديك" نہیں کہا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف کبھی شر کی نسبت نہیں کی جائے گی، چہ جائے کہ یہ کام اللہ کی قدرت سے عمل میں آیا ہو، تو نہ ارادہ کا، اور نہ قضاء وقدر کا شر اللہ کی طرف منسوب ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ شر کے قضاء وقدر سے شر کا ارادہ نہیں کرتا، لیکن جس کے بارے میں فیصلہ شر کا فیصلہ ہے، اس کے حساب سے یہ شر ہوا، کبھی یہ چیز آدمی کے لئے مناسب ہوتی ہے اور کبھی نا مناسب، اور کبھی یہ کام طاعت کا ہوتا ہے اور کبھی معصیت کا، تو یہ چیز لوگوں کے اعتبار سے ہوتی ہے، اگر کسی کے حق میں یہ فیصلہ بظاہر شر ہو، تو دوسری جگہ پر وہی فیصلہ خیر ہوگا، اس کا شر محض ہونا ناممکن ہے، حتیٰ کہ اس بندہ کے اعتبار سے شر ہونے کا فیصلہ بھی شر محض نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک اعتبار سے شر ہوتا ہے اور دوسرے اعتبار سے خیر، اور ایک مقام پر شر ہوتا ہے اور دوسرے مقام پر خیر۔

مثلاً: قحط اور فقر شر ہے، لیکن اپنے نتیجہ کے اعتبار سے یہ خیر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ) (خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا۔ اس لئے کہ انہیں ان کے بعض کرتوتوں کا پھل اللہ تعالیٰ چکھا دے (بہت) ممکن ہے کہ وہ باز آ جائیں) (سورۃ الروم)

یہاں بعض کام کہا، ہر کام نہیں کہا، معصیت سے اللہ کی اطاعت کی طرف واپسی یقینی طور پر خیر ہی خیر ہے، بلکہ اس کا نتیجہ بڑا خیر ہے، تو فقر وفاقہ اور قحط اور بیماری اور جانوں کے ضیاع کا غم اگر اس کے بعد خیر ہو تو لذت میں بدل جاتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ، تا کہ وہ واپس حق کی طرف لوٹ جائیں۔

دنیا میں کتنے انسان اپنی مالداری کے نشے میں ظلم وتعدی میں بہت آگے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کو بالکل بھلا دیا، لیکن جب ان پر افلاس وفقر کا سایہ ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوئے، اور انہیں معلوم ہوا کہ وہ گمراہ ہو گئے تھے، تو یہ شر دوسرے اعتبار سے ان کے حق میں خیر ہو گیا۔

ایسے ہی چور کے ہاتھ کاٹنے کا عمل چور کے لئے شر ہے، لیکن اس کے حق میں یہ اس اعتبار سے خیر ہے کہ آخرت کی سزا حد کے نفاذ کے بعد اس سے ساقط ہو گئی، دنیا کی سزا آخرت کی سزا سے ہلکی ہے، اور عام لوگوں کے لئے بھی یہ خیر ہے کہ اس میں چوری کا ارادہ کرنے والوں کے تنبیہ و سرزنش ہے، اس میں لوگوں کے مال کی حفاظت کا بھی پہلو ہے، اس لئے کہ چور کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ چوری کے نتیجہ میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا تو وہ چوری سے باز آجائے گا، تو اس سے لوگوں کے اموال محفوظ ہوں گے۔

1179 - حَدَّثَنَا اَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنِيْ هِشَامُ بْنُ عَمْرٍو الْفَزَارِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ الْمَخْزُوْمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ اٰخِرِ الْوِتْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سُخْطِكَ وَاَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ

◄► حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھتے تھے:

''اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے، تیری رضامندی کی پناہ مانگتا ہوں، تیرے سزا دینے سے، تیری معافی کی پناہ مانگتا ہوں، میں تجھ سے، تیری پناہ مانگتا ہوں، میں تیری ثناء کا احاطہ نہیں کرسکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے خود اپنی ثناء بیان کی ہے''۔

وتر کے سوا کسی نماز میں قنوت نہ ہونے پر فقہی مذاہب اربعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک (رکوع کے بعد) دعاء قنوت پڑھی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مطلقاً فرض نمازوں میں یا یہ کہ رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کو ترک کردیا)۔

(ابوداؤد، سنن نسائی، مشکوۃ المصابیح: جلداول: رقم الحدیث،1264)

اکثر اہل علم یہی فرماتے ہیں کہ دعاء قنوت نہ تو فجر کی نماز میں مشروع ہے اور نہ وتر کے علاوہ کسی دوسری نماز میں، چنانچہ یہ حضرات اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ مذہب احناف کا ہے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث بھی ہیں جو فرض نمازوں میں ترک قنوت پر دلالت کرتی ہیں، اہل علم اور محققین اس کی تفصیل مرقاۃ میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز میں تو دعاء قوت ہمیشہ پڑھنی چاہیے اور نمازوں میں کسی حادثے اور وبا کے وقت پڑھی جائے۔

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فجر اور مغرب کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے اس باب میں حضرت علی انس ابو ہریرہ ابن عباس اور حفاف بن ایماء بن رحصہ غفاری سے بھی روایت ہے۔

1179: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث:1427' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث:3566

امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حضرت براء کی حدیث حسن صحیح ہے اہل علم کا فجر کی نماز میں قنوت پڑھنے میں اختلاف ہے بعض صحابہ وتابعین فجر میں دعائے قنوت پڑھنے کے قائل ہیں امام شافعی بھی اسی کے قائل ہیں امام احمد اور اسحاق کہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھی جائے البتہ جب مسلمانوں پر کوئی مصیبت نازل ہو تو امام کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کے لشکر کے لئے دعا کرے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 388)

بَابُ: مَنْ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الْقُنُوتِ

یہ باب ہے کہ جو شخص قنوت کے لیے دونوں ہاتھ بلند نہ کرے

1180-حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ اَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِّنْ دُعَائِهِ اِلَّا عِنْدَ الْاِسْتِسْقَاءِ فَاِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی دعا کے وقت ہاتھ بلند نہیں کیے البتہ بارش کی دعا کرتے ہوئے ہاتھ بلند کیے تھے اور اتنے بلند کیے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی تھی۔

بَابُ: مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَآءِ وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ

یہ باب ہے کہ جو شخص دعا مانگتے ہوئے دونوں ہاتھ بلند کرے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لے

1181-حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ حَسَّانَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَوْتَ اللّٰهَ فَادْعُ بِبَاطِنِ كَفَّيْكَ وَلَا تَدْعُ بِظُهُوْرِهِمَا فَاِذَا فَرَغْتَ فَامْسَحْ بِهِمَا وَجْهَكَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو ہتھیلیوں کے اندرونی حصے کے ذریعے دعا مانگو اس کے بیرونی حصے کے ذریعے دعا نہ مانگو اور جب تم دعا مانگ کر فارغ ہو جاؤ تو ان ہتھیلیوں کو اپنے چہرے پر پھیر لو"۔

شرح

دعا کے معنی ہیں کہ "اعلیٰ ذات سے ادنیٰ چیزوں میں سے کچھ بطریق عاجزی طلب کرنا" امام نووی فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ

1180: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1031' ورقم الحدیث: 3565' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2073' ورقم الحدیث: 2074' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1170

میں اور ہر جگہ کے علماء اس بات پر متفق رہے ہیں کہ دعا مانگنا مستحب ہے ان کی دلیل قرآن و حدیث کے ظاہری اور واضح مفہوم کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کا فعل بھی ہے کیونکہ تمام انبیاء کرام دعا مانگا کرتے تھے۔ لیکن بعض زہاد اور اہل معارف یہ بھی کہتا ہے کہ ترک دعا (یعنی دعا نہ مانگنا) افضل ہے کیونکہ اس طرح رضاء مولیٰ اور اپنی قسمت پر اور تقدیر کے ساتھ راضی ہونے کا مکمل اظہار ہوتا ہے۔ مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب نے ان زہاد و اہل معارف کے اس قول کے بارہ میں کہا ہے کہ یہ قول اس خاص کیفیت پر محمول ہے جو بعض وقت بعض مردان حق پر طاری ہوتی ہے اور جس میں رضاء بقضاء ہی غالب ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ پیش آیا کہ جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا کہ آپ دعا کیجئے اور اپنے پروردگار سے اپنی نجات سلامتی کے لئے درخواست کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ حق تعالیٰ جل شانہ میرا حال جانتا ہے مجھے کوئی درخواست کرنے اور دعا مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْقُنُوْتِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ

یہ باب رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد قنوت پڑھنے میں ہے

1182- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ الْيَامِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ

◆◆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی نماز ادا کرتے ہوئے رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

1183-حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سُئِلَ عَنِ الْقُنُوْتِ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَقَالَ كُنَّا نَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صبح کی نماز میں دعائے قنوت کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے بتایا: ہم لوگ رکوع سے پہلے بھی اور رکوع کے بعد بھی اسے پڑھ لیتے تھے۔

1184-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ

◆◆ محمد (بن سیرین) نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی تھی۔

1183: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1184: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1001' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1544' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1444' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1070

قنوت کو وتر میں رکوع سے پہلے پڑھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام حسن بن علی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات سکھائے تاکہ میں انہیں وتر میں پڑھا کروں اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ اس باب میں حضرت علی سے بھی روایت ہے امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے ہم اسے صرف اسی سند یعنی ابوحورا سعدی کی روایت کے علاوہ نہیں جانتے۔ ابوحورا کا نام ربیعہ بن شیبان ہے قنوت کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی روایات میں سے اس سے بہتر روایت کا ہمیں علم نہیں اہل علم کا قنوت کے بارے میں اختلاف ہے عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ پورا سال قنوت پڑھے اور ان کے نزدیک قنوت کی دعا رکوع سے پہلے پڑھنا مختار ہے یہ بعض علماء کو بھی قول ہے سفیان ثوری، ابن مبارک، اسحاق اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے حضرت علی سے مروی ہے کہ وہ صرف رمضان کے دوسرے پندرہ دونوں میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تھے بعض اہل علم نے یہی مسلک اختیار کیا ہے امام شافعی اور احمد کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلداول: رقم الحدیث، 451)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رکوع کے بعد دعائے قنوت کا پڑھنا منسوخ ہوگیا ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا یہی مسلک ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْوِتْرِ اٰخِرَ اللَّيْلِ

یہ باب رات کے آخری حصے میں وتر ادا کرنے میں ہے

1185 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ حُصَيْنٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ وَثَّابٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ اَوْتَرَ مِنْ اَوَّلِهٖ وَاَوْسَطِهٖ وَانْتَهٰى وِتْرُهٗ حِيْنَ مَاتَ فِي السَّحَرِ

◄► مسروق بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کی نماز کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ہر حصے میں نماز ادا کر لیتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ابتدائی حصے میں بھی وتر ادا کیے ہیں درمیانی حصے میں بھی ادا کیے ہیں اور وصال سے پہلے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح صادق کے قریب بھی وتر ادا کیے ہیں۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کو رات میں مختلف اوقات میں پڑھا ہے، لیکن اخیر عمر میں وتر کو صبح صادق کے قریب پڑھا ہے، تو ایسا ہی کرنا افضل ہے، بالخصوص ان لوگوں کے لئے جو اخیر رات میں تہجد کے لئے اٹھا کرتے ہیں، اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ابتدائی حصہ یا درمیانی حصہ میں پڑھا ہے تو اس سے جواز ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس میں امت کے لئے

1185: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 1734' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 456' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1680

آسانی ہے۔

1186-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَوَّلِهٖ وَاَوْسَطِهٖ وَانْتَهٰى وِتْرُهٗ اِلَى السَّحَرِ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصے میں وتر ادا کیے ہیں اس کے ابتدائی حصے میں درمیانی حصے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کا آخری وقت صبح صادق (سے کچھ پہلے) ہوتا تھا۔

1187-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي غَنِيَّةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ خَافَ مِنْكُمْ اَنْ لَا يَسْتَيْقِظَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ ثُمَّ لِيَرْقُدْ وَمَنْ طَمِعَ مِنْكُمْ اَنْ يَسْتَيْقِظَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَاِنَّ قِرَاءَةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُوْرَةٌ وَّذٰلِكَ اَفْضَلُ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم میں سے جس شخص کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں بیدار نہیں ہو سکے گا' وہ رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کر لے پھر وہ سو جائے اور جس شخص کو یہ امید ہو کہ وہ رات کے آخری حصے میں بیدار ہو جائے گا' تو وہ رات کے آخری حصے میں وتر ادا کرے کیونکہ رات کے آخری حصے میں جو تلاوت کی جاتی ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں: اور وہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ اَوْ نَسِيَهٗ

یہ باب ہے کہ جو شخص وتر ادا کیے بغیر سو جائے یا اسے بھول جائے

1188-حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ اَحْمَدُ بْنُ اَبِي بَكْرٍ الْمَدِيْنِيُّ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ اَوْ نَسِيَهٗ فَلْيُصَلِّ اِذَا اَصْبَحَ اَوْ ذَكَرَهٗ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص وتر ادا کیے بغیر سو جائے یا انہیں بھول جائے' تو صبح کے وقت انہیں ادا کر لے یا جب اسے یاد آئیں اس وقت ادا کر لے''۔

1189-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَاَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ

1186: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1187: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث 1763' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث 455

1188: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث 1431' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث 465' ورقم الحدیث 466

اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ حَدِیْثَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاہٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''صبح صادق ہونے سے پہلے وتر ادا کرلو''۔

محمد بن یحییٰ نامی راوی کہتے ہیں: اس روایت میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ عبدالرحمان نامی راوی سے منقول روایت میں غلطی پائی جاتی ہے۔

شرح

تو فجر کے بعد وتر نہیں ہے، عطاء اور احمد کا یہی قول ہے اور اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ صبح کے بعد بھی وتر کی قضا پڑھ لے، اور امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک وتر کی قضا پڑھنا ضروری ہے، اور اگر کسی کو یاد ہو کہ اس نے نماز وتر نہیں پڑھی، اور صاحب ترتیب ہو اور فجر پڑھ لے، تو وہ صحیح نہ ہوگی۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِی الْوِتْرِ بِثَلَاثٍ وَّخَمْسٍ وَّسَبْعٍ وَّتِسْعٍ

یہ باب تین' پانچ' سات یا نو وتر کے بارے میں ہے

1190- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ الدِّمَشْقِیُّ حَدَّثَنَا الْفِرْیَابِیُّ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَزِیْدَ اللَّیْثِیِّ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُوْتِرْ بِخَمْسٍ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیُوْتِرْ بِثَلَاثٍ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیُوْتِرْ بِوَاحِدَۃٍ

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: وتر حق ہیں جو شخص چاہے وہ پانچ وتر ادا کرے' جو چاہے' وہ تین وتر ادا کرلے جو چاہے وہ ایک وتر ادا کرلے۔

1191-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ زُرَارَۃَ بْنِ اَوْفٰی عَنْ سَعْدِ بْنِ ھِشَامٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ قُلْتُ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَفْتِیْنِیْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ کُنَّا نُعِدُّ لَہٗ سِوَاکَہٗ وَطَھُوْرَہٗ فَیَبْعَثُہُ اللّٰہُ فِیْمَا شَآءَ اَنْ یَّبْعَثَہٗ مِنَ اللَّیْلِ فَیَتَسَوَّکُ وَیَتَوَضَّاُ ثُمَّ یُصَلِّیْ تِسْعَ رَکَعَاتٍ لَا یَجْلِسُ فِیْھَا اِلَّا عِنْدَ الثَّامِنَۃِ فَیَدْعُوْ رَبَّہٗ فَیَذْکُرُ اللّٰہَ

1189: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1761' ورقم الحدیث: 1762' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 468' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1682' ورقم الحدیث: 1683

1190: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1422' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1709' ورقم الحدیث: 1710' ورقم الحدیث: 1711' ورقم الحدیث: 1712

1191: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1314' ورقم الحدیث: 1719' ورقم الحدیث: 1720

وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْ رَبَّهُ وَيُصَلِّيْ عَلٰى نَبِيِّهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَتِلْكَ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَلَمَّا اَسَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخَذَ اللَّحْمَ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَّصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ

◆◆ سعد بن ہشام بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا میں نے عرض کی: اے اُمّ المومنین آپ نبی کریم ﷺ کی وتر کی نماز کے بارے میں بتایئے' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم نبی کریم ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا سامان تیار کر دیتے تھے پھر جس وقت اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا اس وقت نبی کریم ﷺ بیدار ہوتے تھے آپ ﷺ مسواک کرتے تھے وضو کرتے تھے پھر نو 9 رکعات ادا کرتے تھے آپ ﷺ ان میں اس وقت بیٹھتے تھے جب آپ ﷺ 8 رکعات ادا کر لیتے تھے پھر آپ ﷺ اپنے پروردگار سے دعا مانگتے تھے پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اس کی حمد بیان کرتے تھے اس سے دعا مانگتے تھے پھر آپ ﷺ اٹھ جاتے تھے آپ ﷺ سلام نہیں پھیرتے تھے پھر آپ ﷺ کھڑے ہو کر نویں رکعت ادا کرتے تھے پھر آپ ﷺ بیٹھ جاتے تھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے اس کی حمد بیان کرتے تھے اپنے پروردگار سے دعا مانگتے تھے پھر اس کے نبی پر درود بھیجتے تھے پھر آپ ﷺ سلام پھیرتے تھے جو بلند آواز میں ہوتا تھا سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ بیٹھ کر دو رکعات ادا کیا کرتے تھے' تو یہ گیارہ رکعات ہو جاتی ہیں نبی کریم ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور آپ ﷺ کا جسم وزنی ہو گیا' تو آپ ﷺ سات رکعت وتر ادا کرتے تھے اور سلام پھیرنے کے بعد دو رکعات ادا کرتے تھے۔

1192- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِسَبْعٍ اَوْ بِخَمْسٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِتَسْلِيْمٍ وَّلَا كَلَامٍ

◆◆ سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ سات یا پانچ وتر ادا کرتے تھے آپ ﷺ ان کے درمیان سلام کر کے یا بات کر کے فصل نہیں کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْوِتْرِ فِي السَّفَرِ

یہ باب سفر کے دوران وتر ادا کرنے کے بیان میں ہے

1193- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَّاِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَابِرٍ

1192: اخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 1713

1193: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ لَا يَزِيْدُ عَلَيْهِمَا وَكَانَ يَتَهَجَّدُ مِنَ اللَّيْلِ قُلْتُ وَكَانَ يُوْتِرُ قَالَ نَعَمْ

سالم اپنے والد حضرت (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران دو رکعات ادا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید کوئی رکعت نہیں پڑھتے تھے' رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے ان سے دریافت کیا:' کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر ادا کیا کرتے تھے' انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

1194-حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ عُمَرَ قَالَا سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ وَّالْوِتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے دوران دو رکعات مقرر کی ہیں اور یہ مکمل ہیں' ان میں کوئی کمی نہیں ہے اور سفر کے دوران وتر پڑھنا سنت ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ جَالِسًا

یہ باب وتر کے بعد بیٹھ کر دو رکعات ادا کرنے میں ہے

1195-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا مَيْمُوْنُ بْنُ مُوْسَى الْمَرَئِيُّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اُمِّهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد بیٹھ کر دو مختصر رکعات ادا کرتے تھے۔

1196-حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَاُ فِيْهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت وتر ادا کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر دو رکعات (نفل) ادا کرتے تھے جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت بھی کرتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں جانا ہوتا تو کھڑے ہو کر رکوع میں جاتے تھے۔

1194: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1195: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 470

1196: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

شرح

امام احمد کہتے ہیں کہ میں وتر کے بعد اس دو رکعت سے نہ منع کرتا ہوں، نہ میں اس کو پڑھتا ہوں، اور امام مالک نے اس کا انکار کیا ہے، نووی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں رکعتوں کو بیٹھ کر پڑھا، اس امر کو ظاہر کرنے کے لئے کہ وتر کے بعد پڑھنا صحیح ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کو نہیں پڑھا، اور قاضی عیاض نے ان حدیثوں کو قبول نہیں کیا۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ شاید یہ مسافر کے لئے ہے کہ جب تہجد کے لئے جاگنے کی امید نہ ہو تو وتر کے بعد یہ دو رکعت پڑھ کر سوئے، جیسے ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر ایک تکلیف ہے، پھر جب کوئی تم میں سے وتر پڑھے تو دو رکعت پڑھ لے، اگر جاگے تو خیر ورنہ یہ دو رکعت اس کے لئے تہجد کے قائم مقام ہو جائے گی۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِی الضَّجْعَةِ بَعْدَ الْوِتْرِ وَبَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

یہ باب ہے کہ وتر کے بعد یا فجر کی دو رکعات کے بعد تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جانا

1197- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَّسُفْيَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كُنْتُ اُلْفِیْ اَوْ اَلْقَی النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَّا وَهُوَ نَائِمٌ عِنْدِیْ قَالَ وَكِيعٌ تَعْنِیْ بَعْدَ الْوِتْرِ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی میرے ہاں ہوتے تو رات کے آخری حصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوتے تھے۔

وکیع کہتے ہیں: سیّدہ عائشہ کی مراد یہ تھی: آپ وتر کے بعد سو جاتے تھے۔

1198- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعات ادا کر لیتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلو کے بل لیٹ جاتے تھے۔

1199- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِیْ سُهَيْلُ بْنُ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ

1197: اخرجه البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1133 'اخرجه مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1728 'اخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1318

1198: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1199: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعات ادا کر لیتے تھے تو لیٹ جاتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْوِتْرِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

یہ باب سواری پر وتر ادا کرنے کے بیان میں ہے

1200 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فَتَخَلَّفْتُ فَاَوْتَرْتُ فَقَالَ مَا خَلَّفَكَ قُلْتُ اَوْتَرْتُ فَقَالَ اَمَا لَكَ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ عَلٰى بَعِيْرِهٖ

سعید بن یسار بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ کے راستے میں سفر کر رہا تھا۔ میں پیچھے رہ گیا اور میں نے وتر ادا کر لئے۔ (پھر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو آ کر ملا) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: تم کہاں رہ گئے تھے؟ میں نے جواب دیا: میں نے وتر ادا کرنا تھے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تمہارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ مبارک میں بہترین نمونہ نہیں ہے۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں تو انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر وتر ادا کر لیتے تھے۔

1201 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَسْفَاطِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر ہی وتر ادا کر لیتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْوِتْرِ اَوَّلَ اللَّيْلِ

یہ باب رات کے ابتدائی حصے میں وتر ادا کرنے کے بیان میں ہے

1202 - حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِي بَكْرٍ اَيَّ حِيْنٍ تُوْتِرُ قَالَ اَوَّلَ اللَّيْلِ بَعْدَ الْعَتَمَةِ قَالَ فَاَنْتَ يَا عُمَرُ فَقَالَ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَنْتَ يَا اَبَا بَكْرٍ فَاَخَذْتَ بِالْوُثْقٰى وَاَمَّا اَنْتَ يَا عُمَرُ فَاَخَذْتَ بِالْقُوَّةِ

1201: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1200: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 999' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1613' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 472' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1687

1202: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تم کس وقت وتر ادا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: رات کے ابتدائی حصے میں' عشاء کی نماز کے بعد' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے عمر! تم کس وقت وتر ادا کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: رات کے آخری حصے میں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! جہاں تک تمہارا معاملہ ہے' تو تم نے مضبوط چیز کو تھاما ہے اور اے عمر! جہاں تک تمہارا معاملہ ہے تم نے قوی چیز کو حاصل کیا ہے۔

1202م-حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)

بَابُ: السَّهْوِ فِي الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز میں سہو ہو جانے کے بیان میں ہے

سجدہ سہو کرنے کا حکم کا بیان

نماز کے سنن و مستحبات اگر ترک ہو جائیں تو اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی یعنی نماز صحیح ہو جاتی ہے اور نماز کے فرائض میں سے کوئی چیز اگر سہواً یا عمداً چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے جس کا کوئی تدارک نہیں جس کی وجہ سے نماز کا اعادہ ضروری ہوتا ہے۔ نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی چیز عمداً چھوڑی جائے تو اس کا بھی تدارک نہیں ہو سکتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز عمداً نہیں بلکہ سہواً چھوڑ دی جائے تو اس کا تدارک ہو سکتا ہے اور وہ تدارک یہ ہے کہ قعدہ اخیر میں التحیات درود شریف اور دعا حسب معمول پڑھ کر سلام پھیرا جائے انہی سجدوں کو سجدہ سہو کہا جاتا ہے۔

1203-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَادَ اَوْ نَقَصَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ وَالْوَهْمُ مِنِّيْ فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ تَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کچھ اضافہ کر دیا یا اس میں کوئی کمی کی۔

1202م: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1203: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1285' ورقم الحدیث: 1286' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1021

ابراہیم نامی راوی کہتے ہیں: اس میں یہ وہم میری طرف سے ہے۔

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ کیا نماز میں کوئی اضافہ ہو گیا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں بھی ایک انسان ہوں میں بھی اسی طرح بھول جاتا ہوں؛ جس طرح تم لوگ بھول جاتے ہو؛ تو جب کوئی شخص (نماز کے دوران) بھول جائے؛ تو وہ بیٹھ کر دو مرتبہ سجدہ سہو کر لے پھر نبی کریم ﷺ سیدھے ہوئے اور آپ ﷺ نے دو مرتبہ سجدہ کیا۔

1204-حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ هِشَامٍ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى حَدَّثَنِيْ عِيَاضٌ اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فَقَالَ اَحَدُنَا يُصَلِّيْ فَلَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

عیاض نامی راوی بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور بولے: ہم میں سے کوئی ایک شخص نماز ادا کرتا ہے اسے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے؛ تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو اور اسے یہ پتہ نہ چلے کہ اس نے کتنی نماز ادا کر لی ہے؛ تو اسے بیٹھ کر دو مرتبہ سجدہ کر لینا چاہئے۔

شرح

زیادتی ونقصان کی صورت میں وہ سلام کے بعد سہو کے دو سجدے کرے پھر وہ تشہد پڑھے پھر وہ سلام پھیرے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک وہ سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کرے۔ اس کی روایت کی وجہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے سلام سے پہلے سجدہ سہو کیا۔

اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر سہو کے لئے سلام کے بعد دو سجدے ہیں۔ اور روایت بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سہو کے دو سجدے سلام کے بعد کیے۔ لہٰذا دونوں روایات کا فعل میں تعارض واقع ہوا۔ تو قولی حدیث کو تھام لینا باقی رہ گیا۔ اور یہ دلیل بھی ہے کہ سجدہ سہوان امور میں سے ہے جن میں تکرار نہیں ہوتا لہٰذا اسے سلام سے مؤخر کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر اس سے سلام میں سہو ہو تو وہ بھی پورا ہو جائے۔ اور یہ اختلاف اولیت میں ہے اور وہ دو سلاموں کے ساتھ لائے یہی صحیح ہے۔ جبکہ احادیث میں ذکر کردہ سلام معود کی طرف لوٹنے والا ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

سجدہ سہو کی شرعی حیثیت کا بیان

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) لوگوں کو نماز پڑھائی (درمیان نماز) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہو گیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سلام پھیر کر) دو سجدے کئے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات

1204: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث 1029 'اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث 396

پڑھی اور سلام پھیرا۔ (سنن ابوداؤد)

امام شافعی کے نزدیک سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنے کا حکم

حضرت عبداللہ ابن بحینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ظہر کی نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعتیں پڑھ کر (پہلے قعدے میں بیٹھے بغیر تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہو گئے، دوسرے لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ جب نماز پڑھ چکے اور (آخری قعدے میں) لوگ سلام پھیرنے کے منتظر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھے بیٹھے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے اور اس کے بعد سلام پھیرا۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک میں اس حدیث کے مطابق سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے ہی کیا جاتا ہے لیکن دوسری روایتوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد ہی سجدہ سہو کیا ہے نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ثابت ہوا ہے کہ وہ سلام پھیرنے کے بعد ہی سجدہ سہو کیا کرتے تھے لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک سجدہ سہو کے بعد تشہد، درود و دعا پڑھنے کا حکم

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) لوگوں کو نماز پڑھائی (درمیان نماز) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہو گیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سلام پھیر کر) دو سجدے کیے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات پڑھی اور سلام پھیرا۔ (سنن ابوداؤد) ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت عمران کا قول فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ کا مطلب یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر سہو کے دونوں سجدے کیے جیسا کہ تیسری فصل کی پہلی حدیث سے (جو انہیں سے مروی ہے) بصراحت معلوم ہو جائے گی۔

اس حدیث میں نماز کا وہ رکن ذکر نہیں کیا گیا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ادائیگی کو بھول گئے تھے نیز اس حدیث میں سجدے کے بعد تشہد پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے جب کہ دوسری روایتوں میں تشہد کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت عمران کی اس روایت کی روشنی میں جو تیسری فصل میں آرہی ہے یہ حدیث حنفیہ کے مسلک کی دلیل ہے کہ پہلے سلام پھیر کر پھر سجدۂ سہو کرنا چاہیے۔ اسی طرح امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے بلکہ شوافع و مالکیہ کے بعض حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ اس مسئلے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے کہ درود و دعا جو التحیات میں پڑھی جاتی ہیں اسے تشہد میں پڑھنا چاہیے جو سجدہ سہو سے پہلے ہے یا سجدے کے بعد کے تشہد میں پڑھنا چاہیے؟ چنانچہ امام کرخی نے تو یہ اختیار کیا ہے کہ درود و دعا سجدہ سہو کے بعد کے تشہد میں پڑھے جائیں اور ہدایہ میں بھی اسی کو صحیح کہا گیا ہے۔ البتہ ہدایہ کی بعض شروح میں یہ کہا گیا ہے کہ سجدہ سہو سے پہلے تشہد میں پڑھنا بہتر

ہے۔امام طحاوی کا قول یہ ہے کہ دونوں تشہد میں پڑھنا چاہیے۔شیخ ابن ہمام نے بھی امام طحاوی کے قول کی تائید کرتے ہوئے کہا ہے کہ احتیاط اسی میں ہے۔(فتح القدیر)

سہو کے دوسجدوں کے بارے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ ہر موقع پر سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنا چاہیے۔اس طرح وہ ان احادیث کو کہ جن سے سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ان احادیث پر کہ جن سے سلام کے بعد سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام سے پہلے سجدہ کیا ہے اس موقع پر سلام سے پہلے ہی سجدہ کرنا چاہیے اور جس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کیا ہے اِس موقع پر سلام پھیر کر ہی سجدہ کیا جائے علماء لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول سب سے قوی اور بہتر ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ تمام مواقع پر سلام پھیر کر سجدہ سہو کرنا چاہیے کیونکہ اس کے ثبوت میں بہت زیادہ صحیح احادیث وارد ہیں۔نیز کہ ابوداؤد، ابن ماجہ اور عبدالرزاق نے ثوبان کی یہ روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر سہو کے لیے سلام پھیرنے کے بعد دوسجدے ہیں لہٰذا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل متضاد مروی ہے کہ کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ کیا ہے اور کبھی سلام پھیرنے کے بعد۔تو ایسی صورت میں امام اعظم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو بطور دلیل اختیار کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک قول فعل سے قوی ہے جیسا کہ اصول فقہ میں مذکور ہے۔

بَابُ: مَنْ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا وَّهُوَ سَاهٍ

یہ باب ہے کہ جو شخص ظہر کی نماز میں پانچ رکعات ادا کرلے اور وہ بھول کر ایسا کرے

1205-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّاَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ حَدَّثَنِى الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِى الصَّلٰوةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ فَقِيْلَ لَهٗ فَثَنٰى رِجْلَهٗ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز میں پانچ رکعت پڑھا دیں۔آپ کی خدمت میں عرض کی گئی' نماز میں اضافہ ہوگیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کیوں کیا ہوا؟ عرض کی گئی: آپ نے پانچ رکعات ادا کی ہیں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹانگ سیدھی کی اور دوسجدے کیے۔

1205: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 404' ورقم الحدیث: 1226' ورقم الحدیث: 7249' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1281' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1019' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 392' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1253' ورقم الحدیث: 1254

شرح

اگراس نے پانچویں رکعت کوسجدے کے ساتھ مقید کردیا تو ہمارے نزدیک اس کا فرض باطل ہوجائے گا۔جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ان کے نزدیک اس نے فرض کے ارکان مکمل کرنے سے پہلے اس نے نفل کو مستحکم کردیا ہے۔حالانکہ فرض سے نکلنا اس کی ضرورت ہے۔اور ایک سجدے کے ساتھ یہ اس کی حقیقی نماز ہے حتیٰ کہ وہ قسم "لا یصلی" میں اس سے حانث ہوجائے گا۔

اور شیخین کے نزدیک اس کی نماز بدل کی نفل ہوگئی اور اس میں امام محمد علیہ الرحمہ کا اختلاف گزر چکا ہے۔پس وہ چھٹی رکعت ملائے اور اگر اس نے نہ ملائی تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔کیونکہ وہ مظنون ہے۔اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کا فرض پیشانی زمین پر رکھنے کے ساتھ ہی باطل ہوجائے گا۔کیونکہ یہ بھی سجدہ کامل ہے۔جبکہ امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک سر کو اٹھانے کے ساتھ کیونکہ شئی اپنے آخر سے مکمل ہوتی ہے۔اور اٹھانا ہے۔اور یہ سر اٹھانا حدث کے ساتھ صحیح نہیں ہے۔اور اس اختلاف کا نتیجہ اس صورت میں ظاہر ہوگا جب اس کو سجدے میں حدث لاحق ہو۔اس صورت میں وہ امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک بناء کرے جبکہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے اس میں اختلاف کیا ہے۔(ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

چھٹی رکعت ملا کر دو نفل بنانے کا بیان

احناف کے ہاں پانچ رکعت ادا کر لینے کی صورت میں مسئلے کی کچھ تفصیل ہے۔چنانچہ ان کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی قعدہ اخیرہ بھول کر پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہوجائے اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے اسے یاد آجائے تو اسے چاہیے کہ فوراً بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کرلے۔اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو پھر نہیں بیٹھ سکتا اور اس کی یہ نماز اگر فرض کی نیت سے پڑھ رہا تھا تو فرض ادا نہیں ہوگا بلکہ نفل ہوجائے گی۔اور اس کو اختیار ہوگا کہ ایک رکعت کے ساتھ دوسری رکعت اور ملا دے تاکہ یہ رکعت بھی ضائع نہ ہو اور دو رکعتیں یہ بھی نفل ہوجائیں۔اگر عصر اور فجر میں یہ واقعہ پیش آئے تب بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لیے کہ عصر و فجر کے فرض کے بعد نفل مکروہ ہے اور یہ رکعتیں فرض نہیں رہی بلکہ نفل ہوگئی ہیں پس گویا فرض سے پہلے نفل پڑھی گئی ہیں اور اس میں کچھ کراہت نہیں۔مغرب کے فرض میں صرف یہی رکعت کافی ہے دوسری رکعت نہ ملائی جائے، ورنہ پانچ رکعتیں ہوجائیں گی اور نفل میں طاق رکعتیں منقول نہیں اور اس صورت میں سجدہ سہو کی ضرورت نہ ہوگی۔یہ شکل تو قعدہ اخیرہ میں بیٹھے بغیر رکعت کے لیے اٹھ جانے کی تھی۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ قَامَ مِنِ اثْنَتَيْنِ سَاهِيًا

یہ باب ہے کہ جو شخص دو رکعات ادا کرنے کے بعد بھول کر کھڑا ہوجائے

1206-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَاَبُوْ بَكْرٍ ابْنَا اَبِى شَيْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً اَظُنُّ اَنَّهَا الظُّهْرُ

فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّانِيَةِ قَامَ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

◈ حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز ادا کی (راوی کہتے ہیں:) میرا خیال ہے کہ وہ ظہر کی نماز تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت میں تھے تو بیٹھنے سے پہلے ہی کھڑے ہو گئے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنا تھا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے دومرتبہ سجدہ سہو کر لیا۔

شرح

بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے یہ اس لئے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو اس کا مسئلہ معلوم ہو، اور اللہ تعالیٰ نے سہو کے تدارک میں دو سجدے مقرر کیے، کیونکہ بھول چوک شیطان کے وسوسہ سے ہوتی ہے، اور سجدہ کرنے سے شیطان بہت ناراض ہوتا ہے، تو اس میں یہ حکمت ہے کہ شیطان بھلانے سے باز آ جائے گا، جب دیکھے گا کہ میرے بھلانے کی وجہ سے بندے کو زیادہ ثواب ملا۔

1207- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَّابْنُ فُضَيْلٍ وَّيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ح و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ وَيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ لَهُمْ عَنْ يَّحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجِ اَنَّ ابْنَ بُحَيْنَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِيْ ثِنْتَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ نَسِيَ الْجُلُوْسَ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِلَّا اَنْ يُّسَلِّمَ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ وَسَلَّمَ

◈ حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں دو رکعات پڑھنے کے بعد کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھنا بھول گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور صرف سلام پھیرنا باقی رہ گیا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ سجدہ سہو کیا پھر سلام پھیرا۔

1208- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَلَمْ يَسْتَتِمَّ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ فَاِذَا اسْتَتَمَّ قَائِمًا فَلَا يَجْلِسْ وَيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

◈ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی شخص دو رکعات ادا کرنے کے بعد (بیٹھنے کی بجائے) کھڑا ہو جائے' تو اگر وہ مکمل کھڑا نہ ہوا ہو' تو بیٹھ جائے اگر وہ مکمل کھڑا ہو گیا ہو' تو نہ بیٹھے اور (نماز کے آخر میں) سجدہ سہو کر لے''۔

1206: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 829' ورقم الحدیث: 830' ورقم الحدیث: 1224' ورقم الحدیث: 1225' ورقم الحدیث: 1230' ورقم الحدیث: 6670' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1269' ورقم الحدیث: 1270' ورقم الحدیث: 1271' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1034' ورقم الحدیث: 1035' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 391' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1176' ورقم الحدیث: 1177' ورقم الحدیث: 1221' ورقم الحدیث: 1222' ورقم الحدیث: 1260

1208: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1036' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 364

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلٰوتِهٖ فَرَجَعَ اِلَى الْيَقِيْنِ

یہ باب ہے کہ جس شخص کو نماز کے دوران شک ہو تو وہ یقین کی طرف رجوع کرے

1209-حَدَّثَنَا اَبُوْ يُوسُفَ الرَّقِّيُّ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالْوَاحِدَةِ فَلْيَجْعَلْهَا وَاحِدَةً وَاِذَا شَكَّ فِي الثِّنْتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فَلْيَجْعَلْهَا ثِنْتَيْنِ وَاِذَا شَكَّ فِي الثَّلَاثِ وَالْاَرْبَعِ فَلْيَجْعَلْهَا ثَلَاثًا ثُمَّ لِيُتِمَّ مَا بَقِيَ مِنْ صَلٰوتِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ الْوَهْمُ فِي الزِّيَادَةِ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ يُسَلِّمَ

◄► حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جب کسی شخص کو دو یا ایک رکعت کے بارے میں شک ہو تو وہ اسے ایک شمار کرے اور جب اسے دو یا تین کے بارے میں شک ہو تو انہیں دو شمار کرے اور جب اسے تین یا چار کے بارے میں شک ہو تو انہیں تین شمار کرے پھر باقی رہ جانے والی نماز کو مکمل کرے تاکہ اس کا وہم نماز میں اضافہ ہی کرے پھر وہ جب بیٹھا ہوا ہو تو اس وقت دو مرتبہ سلام کرنے سے پہلے سجدہ سہو کر لے۔

شرح

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب اس کی رائے کسی طرف قرار نہ پکڑے، اور دونوں جانب برابر ہوں یعنی غلبہ ظن کسی طرف نہ ہو تو کم عدد اختیار کرے کیونکہ اس میں احتیاط ہے، اگر غلطی ہوگی تو یہی ہوگی کہ نماز زیادہ ہو جائے گی، اور وہ بہتر ہے کم ہو جانے سے، اور اس حالت میں یہ حدیث اگلی حدیثوں کے خلاف نہ ہوگی، جن میں سوچنے کا ذکر ہے، اور بعضوں نے کہا سوچنا چاہئے، بلکہ ہر حال میں یقین کی طرف رجوع کرنا چاہئے، اور کم عدد اختیار کرنا چاہئے، اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر پہلی مرتبہ ایسا اتفاق ہو تو نماز سرے سے دوبارہ پڑھے، اگر دوسری یا تیسری بار ہو تو سوچے اور جس رائے پر اطمینان ہو اس پر عمل کرے، اگر کسی پر رائے اطمینان نہ ہو تو کم کو اختیار کرے۔

1210-حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيُلْغِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِيْنِ فَاِذَا اسْتَيْقَنَ التَّمَامَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ فَاِنْ كَانَتْ صَلٰوتُهٗ تَامَّةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ نَافِلَةً وَاِنْ كَانَتْ نَاقِصَةً كَانَتِ الرَّكْعَةُ لِتَمَامِ صَلٰوتِهٖ وَكَانَتِ السَّجْدَتَانِ رَغْمَ اَنْفِ

1209: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 398

1210: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1272 اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1026 ورقم الحدیث: 1027 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1237 ورقم الحدیث: 1238

الشَّیْطٰنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جب کسی شخص کو اپنی نماز میں شک ہو جائے تو وہ شک کو ایک طرف کرے اور یقین پر بنیاد قائم کرے اگر اسے نماز پوری ہونے کا یقین ہو تو دو مرتبہ سجدہ کرے اگر اس کی نماز مکمل ہو گی تو ایک رکعت نفل ہو جائے گی اور اگر اس کی نماز پہلے ناقص تھی تو یہ رکعت اس کی نماز کو مکمل کر دے گی اور دو سجدے شیطان کو ذلیل اور رسوا کر دیں گے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ شَكَّ فِي صَلٰوتِهٖ فَتَحَرَّى الصَّوَابَ

یہ باب ہے کہ جس شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے وہ صحیح صورت کے بارے میں اندازہ لگانے کی کوشش کرے

1211- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ شُعْبَةُ كَتَبَ إِلَيَّ وَقَرَاْتُهُ عَلَيْهِ قَالَ اَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً لَا نَدْرِي اَزَادَ اَوْ نَقَصَ فَسَاَلَ فَحَدَّثْنَاهُ فَثَنٰى رِجْلَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ لَاَنْبَاْتُكُمُوهُ وَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي وَاَيُّكُمْ مَا شَكَّ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَتَحَرَّ اَقْرَبَ ذٰلِكَ مِنَ الصَّوَابِ فَيُتِمَّ عَلَيْهِ وَيُسَلِّمَ وَيَسْجُدَ سَجْدَتَيْنِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی۔ (ابراہیم نامی راوی بیان کرتے ہیں) مجھے یہ یاد نہیں ہے کہ اس میں نماز میں اضافہ ہونے کا تذکرہ ہے یا کم ہونے کا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: (کیوں کیا ہوا؟) ہم نے آپ کو بتایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں موڑ کر قبلہ کی طرف منہ کیا اور دو سجدے کرنے کے بعد سلام پھیر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا چہرۂ مبارک ہماری طرف پھیرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر نماز کے درمیان کوئی نیا حکم آتا تو میں ضرور اس کے بارے میں بتا دیتا لیکن میں ایک انسان ہوں، میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو جب میں کوئی چیز بھول جاؤں تو تم مجھے یاد کرا دیا کرو اور جب کسی شخص کو اپنی نماز کے دوران کسی چیز پر شک ہو تو وہ درست نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کرے اور اسی پر نماز مکمل کرلے پھر اسے چاہیے کہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرلے۔

1211: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 401، ورقم الحدیث: 6671، اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1274، ورقم الحدیث: 1275، اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1020، اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1239، ورقم الحدیث: 1240، ورقم الحدیث: 1241، ورقم الحدیث: 1242، ورقم الحدیث 1243

شرح

یعنی جب اس کو شک ہوا کہ تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو سوچ کر جس عدد پر رائے ٹھہرے اس پر عمل کرے، اگر کسی طرف غلبہ ظن نہ ہو تو احتیاطاً کم عدد اختیار کرے، اور ہر حال میں سجدہ سہو کرے، نیز اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ نماز کے اندر بھولے سے بات کرے تو نماز نہیں جاتی، دوسرے یہ کہ ایک شخص کی گواہی میں شبہ رہتا ہے تو اس خبر کی تحقیق کرنی چاہئے۔

شک کی صورت میں کم پر بناء کرنے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو نماز میں ہوا اور تجھے اس بارے میں شک ہو جائے کہ رکعتیں تین ہوئیں یا چار مگر ظن غالب یہ ہو کہ چار ہوئیں تو تشہد پڑھ اور دو سجدے کر بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے اور (سلام کے بعد) پھر تشہد پڑھ اور سلام پھیر۔ ابوداؤد نے کہا عبدالواحد نے یہ حدیث بواسطہ خصیف موقوفاً روایت کی ہے اور سفیان، شریک اور اسرائیل نے عبدالواحد کی موافقت کی ہے اور متن حدیث میں اختلاف کیا ہے اور اس کو مسند نہیں کیا۔

(سنن ابوداؤد)

حضرت عطاء ابن یسار حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی درمیان نماز شک میں مبتلا ہو جائے اور اسے یاد نہ رہے کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا شک دور کرے اور جس عدد پر اسے یقین ہو اس پر بناء کرے (یعنی کسی ایک عدد کا تعین کر کے نماز پوری کر لے) اور پھر سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لے۔ اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ پانچ رکعتیں ان دو سجدوں کے ذریعے اس کی نماز کو جفت کر دیں گی اور اگر اس نے پوری چار رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ دونوں سجدے شیطان کی ذلت کا سبب بنیں گے مسلم اور مالک نے اس روایت کو عطاء سے بطریق ارسال نقل کیا ہے نیز امام مالک کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نمازی ان دونوں سجدوں کے ذریعے پانچ رکعتوں کو جفت کر دے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے درمیان نماز وہ شک وشبہ میں مبتلا ہو گیا یعنی اسے یاد نہیں رہا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو اسے چاہئے کہ وہ کمتر عدد کا تعین کرے اور اسی کا گمان غالب کر کے نماز پڑھ لے مثلاً اسے یہ شبہ ہو کہ نہ معلوم میں نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اس صورت میں اس تین رکعتوں کا تعین کر کے نماز پوری کرنی چاہیے اور پھر آخری قعدے میں التحیات پڑھنے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے دائیں طرف سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کرنا چاہئے۔ صحیح البخاری کی روایت میں سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کرنے کی قید نہیں ہے چنانچہ اسی وجہ سے ائمہ کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ سجدے سلام پھیرنے سے پہلے کرنے چاہئے یا سلام پھیرنے کے بعد۔ اس مسئلے کی تفصیل ہم آئندہ کسی حدیث کے فائدہ کے ضمن میں بیان کریں گے۔

حدیث میں سہو کے دونوں سجدوں کا فائدہ بھی بتایا گیا ہے چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی آدمی نے مذکورہ صورت میں تین رکعت کا

تعین کر کے ایک رکعت اور پڑھ لی حالانکہ حقیقت میں وہ چار رکعتیں پہلے پڑھ چکا تھا اس طرح اس کی پانچ رکعتیں ہوگئی تو پانچ رکعتیں ان دونوں سجدوں کی وجہ سے اس کی نماز کو شفع (جفت کردیں گی کیونکہ وہ دونوں سجدے ایک رکعت کے حکم میں ہیں یعنی یہ پانچ رکعتیں ان دونوں سجدوں سے مل کر چھ رکعت کے حکم میں ہوجائیں گی اور اگر اس نے حقیقت میں تین ہی رکعتیں پڑھی ہیں اور سہو کی صورت میں اس نے تین ہی کا تعین کر کے ایک رکعت اور پڑھی اور اس کی چار رکعتیں پوری ہوگئیں تو اس کے وہ دونوں سجدے شیطان کی ذلت کا سبب بن جائیں گے۔ یعنی اس صورت میں جب کہ اس آدمی نے چار ہی رکعتیں پڑھی ہیں تو دونوں سجدوں کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ نماز کو جفت کردیں جیسا کہ پہلی صورت (پانچ رکعتیں پڑھنے کی صورت) میں ان دونوں سجدوں کی ضرورت تھی لیکن ان دونوں سجدوں کو جو بظاہر زائد معلوم ہوتے ہیں یہ فائدہ ہوا کہ ان سے شیطان کی ذلت و ناکامی ہوئی۔ کیونکہ شیطان کا مقصد تو یہ تھا کہ وہ نمازی کو شک وشبہ میں مبتلا کر کے اسے عبادت سے باز رکھے حالانکہ نمازی نے اس کے برعکس دو سجدے اور کر کے عبادت چھوڑنے کی بجائے اس میں زیادتی کی جو یقینی بات ہے کہ شیطان کی ناکامی و نامرادی کا باعث ہے۔

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شک کی صورت میں اقل (کمتر) کو اختیار کرنا چاہئے تحری (غالب گمان) پر عمل نہ کیا جائے چنانچہ جمہور ائمہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

امام ترمذی کا قول یہ ہے کہ اہل علم میں سے بعض حضرات کا مسلک یہ ہے کہ شک کی صورت میں نماز کا اعادہ کرنا چاہیے یعنی اگر کسی کو درمیان نماز میں رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک ہوجائے تو اسے چاہیے کہ نماز کو از سر نو پڑھے۔

اس مسئلے میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کو نماز میں شک ہوجائے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو اگر اس آدمی کی عادت شک کرنے کی نہ ہو تو اسے چاہیے کہ پھر نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر اس کو شک ہونے کی عادت ہو تو اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جتنی رکعتیں اس کو غالب گمان سے یاد پڑیں تو اسی قدر رکعتیں سمجھے کہ پڑھ چکا ہے اور اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو کمتر عدد کو اختیار کرے مثلاً کسی کو ظہر کی نماز میں شک ہوا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اسے کو چاہیے کہ تین رکعتیں شمار کرے اور ایک رکعت اور پڑھ کر نماز پوری کرلے پھر سجدہ سہو کرلے۔

اتنی بات سمجھ لینی چاہیے کہ غالب گمان پر عمل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں غالب گمان کو اختیار کرنے کی اصل موجود ہے جیسا کہ اگر کوئی آدمی کسی ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہے جہاں سے قبلے کی سمت معلوم نہ ہوسکے تو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ جس سمت کے بارے میں غالب گمان رکھے کہ ادھر قبلہ ہے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے اس کی نماز ہوجائے گی۔ غالب گمان کو اختیار کرنے کے سلسلے میں احادیث بھی مروی ہیں۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک واقع ہوجائے تو اسے چاہیے کہ وہ صحیح رائے قائم کر کے (یعنی کسی ایک پہلو پر غالب گمان کر کے) نماز پوری کرلے اس حدیث کو شمنی نے بھی شرح نقایہ میں نقل کیا ہے نیز جامع الاصول میں بھی نسائی سے ایک حدیث تحری (غالب گمان) پر عمل کرنے کے صحیح ہونے کے بارے میں منقول ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب موطا میں تحری کی احادیث کے سلسلے میں یہ کہتے ہوئے کہ تحری کے سلسلے میں بہت آثار وارد ہیں بڑی اچھی بات یہ کہی ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے یعنی تحری کو قابل قبول نہ قرار دیا جائے تو شک اور سہو سے نجات ملنی بڑی مشکل ہوگی اور پھر شک وشبہ کی صورت میں اعادہ بڑی پریشانی کا باعث بن جائے گا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس موقع پر مسئلہ مذکورہ کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس موقع پر حاصل کلام یہ ہے کہ اس مسئلہ کے سلسلہ میں تین احادیث منقول ہیں۔ پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں جب بھی کسی کو شک واقع ہو جائے تو وہ نماز کو از سر نو پڑھے دوسری حدیث کا ماحصل یہ ہے کہ جب کسی کو نماز میں شک واقع ہو جائے تو اسے چاہئے کہ صحیح بات کو حاصل کرنے کے لئے تحری کرے۔ یعنی غالب گمان پر عمل کرے۔ تیسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب نماز میں شک واقع ہو تو یقین پر عمل کرنا چاہیے یعنی جس پہلو پر یقین ہو اسی پر عمل کیا جائے

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان تینوں حدیثوں کو اپنے مسلک میں جمع کر دیا ہے اس طرح کہ انہوں نے پہلی حدیث کو تو مرتبہ شک واقع ہونے کی صورت پر محمول کیا ہے، دوسری حدیث کو کسی ایک پہلو پر غالب گمان ہونے کی صورت پر محمول کیا ہے اور تیسری حدیث کو کسی بھی پہلو پر غالب گمان نہ ہونے کی صورت پر محمول کیا ہے۔

1212- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَالَ الطَّنَافِسِيُّ هٰذَا الْاَصْلُ وَلَا يَقْدِرُ اَحَدٌ يَرُدُّهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک ہو جائے تو وہ درست اندازہ لگانے کی کوشش کرے پھر دو مرتبہ سجدہ کرے''۔

طنافسی نامی راوی کہتے ہیں: یہ بنیادی اصول ہے جسے کوئی شخص مسترد نہیں کرسکتا۔

بَابُ: فِيمَنْ سَلَّمَ مِنْ ثِنْتَيْنِ اَوْ ثَلَاثٍ سَاهِيًا

یہ باب ہے کہ جو شخص دو یا تین رکعات کے بعد بھول کر سلام پھیر دے

1213- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّاَبُوْ كُرَيْبٍ وَّاَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهَا فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقَصُرَتْ اَمْ نَسِيتَ قَالَ مَا قَصُرَتْ وَمَا نَسِيتُ قَالَ اِذًا فَصَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ قَالَ اَكَمَا يَقُوْلُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ

1213: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1017

سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دورکعات پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا۔ ایک صاحب جن کا نام ذوالیدین تھا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا نماز مختصر ہوگئی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہ یہ مختصر ہوئی ہے نہ میں بھولا ہوں' حضرت ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورکعات ادا کی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا ایسا ہی ہے جیسا ذوالیدین بیان کررہا ہے؟

لوگوں نے عرض کی: جی ہاں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے' آپ نے دورکعات ادا کیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا' پھر دومرتبہ سجدہ سہو کیا۔

1214- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ كَانَتْ فِى الْمَسْجِدِ يَسْتَنِدُ اِلَيْهَا فَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِى الْقَوْمِ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَهَابَاهُ اَنْ يَّقُوْلَا لَهٗ شَيْئًا وَّفِى الْقَوْمِ رَجُلٌ طَوِيْلُ الْيَدَيْنِ يُسَمّٰى ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِيْتَ فَقَالَ لَمْ تَقْصُرْ وَلَمْ اَنْسَ قَالَ فَاِنَّمَا صَلَّيْتَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ اَكَمَا يَقُوْلُ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی کسی ایک نماز میں ہمیں دورکعات پڑھا کر سلام پھیر دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لکڑی کے پاس کھڑے ہوئے جو مسجد میں موجود تھی جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگایا کرتے تھے۔ جلد باز لوگ مسجد سے نکل گئے اور وہ کہنے لگے نماز مختصر ہوگئی ہے حاضرین میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے لیکن انہوں نے ہیبت کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات نہیں کی حاضرین میں ایک صاحب بھی موجود تھے جن کے ہاتھ لمبے تھے جن کی وجہ سے انہیں ذوالیدین کہا جاتا تھا انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نماز مختصر ہوگئی ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مختصر نہیں ہوئی اور میں بھولا بھی نہیں ہوں' انہوں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورکعات ادا کی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا ویسا ہی ہے جیسا ذوالیدین کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورکعات ادا کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دومرتبہ سجدہ سہو کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا۔

1215- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

1214: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 482' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1011' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1223' ورقم الحدیث 1234

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْحُجْرَةَ فَقَامَ الْخِرْبَاقُ رَجُلٌ بَسِيطُ الْيَدَيْنِ فَنَادَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ فَخَرَجَ مُغْضَبًا يَجُرُّ اِزَارَهُ فَسَاَلَ فَاُخْبِرَ فَصَلّٰى تِلْكَ الرَّكْعَةَ الَّتِي كَانَ تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ

◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز میں تین رکعات پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے تو حضرت خرباق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے یہ ایک ایسے صاحب تھے جن کے ہاتھ لمبے تھے۔ انہوں نے بلند آواز میں عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا نماز مختصر ہو گئی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غصے کے عالم میں اپنے تہبند کو گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا گیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ایک رکعت ادا کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا پھر دو مرتبہ سجدہ سہو کیا پھر سلام پھیرا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي سَجْدَتَي السَّهْوِ قَبْلَ السَّلَامِ

یہ باب ہے کہ سجدہ سہو سلام پھیرنے سے پہلے کیا جائے گا

1216- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَاْتِي اَحَدَكُمْ فِي صَلٰوتِهِ فَيَدْخُلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نَفْسِهِ حَتّٰى لَا يَدْرِي زَادَ اَوْ نَقَصَ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ يُسَلِّمْ

◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' شیطان آدمی کی نماز کے دوران اس کے اور اس کے ذہن کے درمیان میں آجاتا ہے (یعنی اس کے ذہن کو مشغول کر دیتا ہے) یہاں تک کہ آدمی کو یہ سمجھ نہیں آتی' کہ اس نے اضافہ کیا ہے یا کمی کی ہے۔ جب ایسی صورتحال ہو تو آدمی سلام پھیرنے سے پہلے دو مرتبہ سجدۂ سہو کر لے' اور پھر سلام پھیرے۔

شرح

سجدۂ سہو کے بارے میں اہل علم میں اختلاف ہے کہ آدمی اسے سلام سے پہلے کرے، یا سلام کے بعد، بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اسے سلام کے بعد کرے، یہ قول سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا ہے، اور بعض لوگوں نے کہا کہ اسے سلام سے پہلے کرے، یہی قول اکثر فقہائے مدینہ مثلاً یحییٰ بن سعید، ربیعہ اور امام شافعی وغیرہ کا ہے، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب نماز میں زیادتی ہوئی ہو تو سجدۂ

1215: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1293' ورقم الحدیث: 1294' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1018' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1236' ورقم الحدیث: 1330

1216: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1032 1217: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

سہو سلام کے بعد کرے، اور جب کمی رہ گئی ہو تو سلام سے پہلے کرے، یہ قول مالک بن انس کا ہے۔

امام احمد کہتے ہیں کہ جس صورت میں جس طرح پر سجدۂ سہو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے اس صورت میں اسی طرح سجدۂ سہو کرے، وہ کہتے ہیں کہ جب دو رکعت کے بعد کھڑا ہو جائے تو ابن بحینہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق سلام سے پہلے سجدہ کرے اور جب ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھ لے تو وہ سجدہ سلام کے بعد کرے، اور اگر ظہر وعصر کی نماز میں دو ہی رکعت میں سلام پھیر دے تو ایسی صورت میں سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے، اسی طرح جس صورت میں جیسے اللہ کے رسول ﷺ کا فعل موجود ہے، اس پر اس طرح عمل کرے، اور جس صورت میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی فعل مروی نہ ہو تو اس میں سجدۂ سہو سلام سے پہلے کرے۔

1217 - حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحٰقَ أَخْبَرَنِي سَلَمَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّيْطٰنَ يَدْخُلُ بَيْنَ ابْنِ اٰدَمَ وَبَيْنَ نَفْسِهٖ فَلَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے' شیطان آدمی کے اور اس کے ذہن کے درمیان میں آجاتا ہے (یعنی اس کے ذہن کو مشغول کر دیتا ہے) پھر آدمی کو یہ یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات ادا کی تھیں' جب کسی آدمی کو ایسی صورتحال کا سامنا ہو' تو وہ سلام پھیرنے سے پہلے دو مرتبہ سجدہ سہو کر لے۔

سجدہ سہو کے بعد تشہد ودرود شریف پڑھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) لوگوں کو نماز پڑھائی (درمیان نماز) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہو گیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سلام پھیر کر) دو سجدے کئے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات پڑھی اور سلام پھیرا۔ (سنن ابوداؤد) ترمذی نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضرت عمران کا قول فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ کا مطلب یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر سہو کے دونوں سجدے کئے جیسا کہ تیسری فصل کی پہلی حدیث سے (جو انہیں سے مروی ہے) بصراحت معلوم ہو جائے گی۔

اس حدیث میں نماز کا وہ رکن ذکر نہیں کیا گیا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہو ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ادائیگی کو بھول گئے تھے نیز اس حدیث میں سجدے کے بعد تشہد پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے جب کہ دوسری روایتوں میں تشہد کا ذکر نہیں ہے۔

حضرت عمران کی اس روایت کی روشنی میں حنفیہ کے مسلک کی دلیل ہے کہ پہلے سلام پھیر کر پھر سجدۂ سہو کرنا چاہیے۔ اسی طرح امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے بلکہ شوافع ومالکیہ کے بعض حضرات کا بھی یہی مسلک ہے۔ اس مسئلے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے کہ درود ودعا جو التحیات میں پڑھی جاتی ہیں اسے تشہد میں پڑھنا چاہیے جو سجدہ سہو سے پہلے ہے یا سجدے کے بعد کے تشہد میں پڑھنا چاہیے؟

چنانچہ امام کرخی نے تو یہ اختیار کیا ہے کہ درود و دعا سجدہ سہو کے بعد کے تشہد میں پڑھے جائیں اور ہدایہ میں بھی اسی کو صحیح کہا گیا ہے۔ البتہ ہدایہ کی بعض شروح میں یہ کہا گیا ہے کہ سجدہ سہو سے پہلے تشہد میں پڑھنا بہتر ہے۔ امام طحاوی کا قول یہ ہے کہ دونوں تشہد میں پڑھنا چاہیے۔ شیخ ابن ہمام نے بھی امام طحاوی کے قول کی تائید کرتے ہوئے کہا ہے کہ احتیاط اسی میں ہے۔ (فتح القدیر)

سہو کے دوسجدوں کے بارے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ ہر موقع پر سجدہ سہو سلام سے پہلے کرنا چاہیے۔ اس طرح وہ ان احادیث کو کہ جن سے سلام سے پہلے سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ان احادیث پر کہ جن سے سلام کے بعد سجدہ سہو کرنا ثابت ہوتا ہے ترجیح دیتے ہیں۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام سے پہلے سجدہ کیا ہے اس موقع پر سلام سے پہلے ہی سجدہ کرنا چاہیے اور جس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ کیا ہے اس موقع پر سلام پھیر کر ہی سجدہ کیا جائے علماء لکھتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول سب سے قوی اور بہتر ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ تمام مواقع پر سلام پھیر کر سجدہ سہو کرنا چاہیے کیونکہ اس کے ثبوت میں بہت زیادہ صحیح احادیث وارد ہیں۔ نیز کہ ابوداؤد، ابن ماجہ اور عبدالرزاق نے ثوبان کی یہ روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر سہو کے لیے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے ہیں لہٰذا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل متضاد مروی ہے کہ کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ کیا ہے اور کبھی سلام پھیرنے کے بعد۔ تو ایسی صورت میں امام اعظم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو بطور دلیل اختیار کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک قول فعل سے قوی ہے جیسا کہ اصول فقہ میں مذکور ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ سَجَدَهُمَا بَعْدَ السَّلَامِ

یہ باب سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرنے کے بیان میں ہے

1218- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ سَجَدَ سَجْدَتَي السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَذَكَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کیا کرتے تھے اور انہوں نے یہ بات ذکر کی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

1219- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ سَالِمٍ الْعَنْسِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ سَهْوٍ سَجْدَتَانِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ہر سہو پر دو سجدے کیے جائیں گے جو سلام پھیرنے کے بعد ہوں گے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْبِنَاءِ عَلَى الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز پر بناء قائم کرنے کے بیان میں ہے

1220- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى التَّيْمِيُّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَكَبَّرَ ثُمَّ أَشَارَ إِلَيْهِمْ فَمَكَثُوا ثُمَّ انْطَلَقَ فَاغْتَسَلَ وَكَانَ رَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ إِنِّي خَرَجْتُ إِلَيْكُمْ جُنُبًا وَإِنِّي نَسِيتُ حَتّٰى قُمْتُ فِي الصَّلٰوةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر فارغ ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''میں جنابت کی حالت میں تمہاری طرف آ گیا تھا' میں یہ بھول گیا تھا' یہاں تک کہ میں نماز کے لیے کھڑا ہو گیا''۔

1221-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلٰوتِهِ وَهُوَ فِي ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' جس شخص کو نماز کے دوران قے آ جائے یا اس کی نکسیر پھوٹ پڑے یا معمولی سی قے آ جائے یا اس کی مذی خارج ہو' تو وہ واپس جائے اور از سر نو وضو کرے اور وہیں سے نماز قائم کرے جہاں سے چھوڑ کر گیا تھا' اسے اس دوران کوئی کلام نہیں کرنا چاہیے۔

سواری پر نفل اور بناء کرنے کا بیان

اگر اس نے نفل نماز سواری پر شروع کی پھر وہ اتر آیا تو اسی پر بناء کرے گا۔ اور اگر اس نے زمین پر ایک رکعت پڑھی اور پھر سوار ہو

1220: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1221: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

گیا تو نئے سرے سے پڑھے۔ کیونکہ سوار کی تحریمہ رکوع وسجود کے لئے منعقد ہوئی تھی۔ اس لئے کہ وہ اترنے پر قادر ہے۔ لہٰذا اگر وہ دونوں (رکوع وسجود) کرے گا تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔ اور زمین پر اترنا رکوع وسجود کے وجوب کو منعقد کرنے والا ہے کیونکہ وہ اس کے لزوم کے پیش نظر اس کو بغیر عذر کے ترک نہیں کرسکتا۔

اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک جب وہ اترے تو نئے سرے سے پڑھے۔ اور اسی طرح امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جب وہ ایک رکعت پڑھ کر اترے۔ اور زیادہ صحیح پہلا قول ہے اور وہی ظاہر ہے۔

شرح:

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ ظاہر الروایت سے لیا گیا ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص سواری سے اترے گا اور بناء کرتے ہوئے رکوع سجود کے ساتھ نماز پڑھے گا تو اس صورت میں اس نماز کے بعض ارکان رکوع وسجود کے ساتھ ادا ہوئے اور بعض اشارے کے ساتھ ادا ہوئے۔ لہٰذا اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔

اور اسی طرح اگر نازل سوار ہوا تو وہ نئے سے نماز پڑھے اور اگر اس نے بناء کی تو اس نے بعض نماز کو رکوع وسجود کے ساتھ پڑھا اور بعض کو اشارے سے پڑھا جبکہ وہی اولیٰ ہے۔

جبکہ امام زفر علیہ الرحمہ اس مسئلہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ مذکورہ دونوں صورتوں میں اس شخص کا بناء کرنا صحیح ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ رکوع وسجود کرنے والے کا اشارے سے پڑھی ہوئی نماز پر بناء کرنا جائز ہے۔

اسی مسئلہ کے بارے میں امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں نئے سرے سے نماز پڑھے گا اور اس کی دلیل میں وہ ظاہر الروایت والا اسلوب اپناتے ہیں۔ (فتح القدیر، ج ۲، ص ۴۴۳، بیروت)

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ اَحْدَثَ فِي الصَّلٰوةِ كَيْفَ يَنْصَرِفُ

یہ باب ہے کہ جس شخص کو نماز کے دوران حدث لاحق ہو جائے وہ واپس کیسے جائے؟

1222- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بْنِ عَبِيدَةَ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَاَحْدَثَ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى اَنْفِهِ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ

◄► سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: جب کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو اور اسے حدث لاحق ہو جائے تو اسے اپنی ناک پکڑ کر واپس جانا چاہیے۔

1222م- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

1222: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي صَلٰوةِ الْمَرِيْضِ

یہ باب بیمار شخص کی نماز کے بیان میں ہے

1223-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَ بِيَ النَّاصُوْرُ فَسَالْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ

حضرت عمران بن حصین بیان کرتے ہیں: مجھے ناصور کی شکایت ہوئی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم کھڑے ہو کر نماز ادا کرو۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر ادا کرو۔ اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو کے بل ادا کرو۔

1224-حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ الْاَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ اَبِيْ حَرِيزٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى جَالِسًا عَلٰى يَمِينِهٖ وَهُوَ وَجِعٌ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا (آپ ﷺ اپنے دائیں حصے پر وزن ڈال کر بیٹھے ہوئے تھے) آپ ﷺ کو اس وقت تکلیف تھی۔

شرح

جب کسی مریض پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مشکل ہو تو بیٹھ کر رکوع وسجود کرتے ہوئے نماز پڑھ سکتا ہے۔ اب اگر وہ بیٹھ کر بھی رکوع وسجود کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ رکوع وسجود اشارے کے ساتھ ادا کر سکتا ہے اور سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے زیادہ نیچے کرے گا اور کسی چیز کو اپنے چہرے کی طرف اس لئے بلند نہیں کر سکتا تا کہ وہ اس پر سجدہ کرے۔ اب اگر وہ بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں پاتا تو سیدھا لیٹ جائے اور اپنے پاؤں قبلہ کی جانب کرتے ہوئے رکوع وسجود اشارے کے ساتھ بجالائے اور اگر وہ پہلو کے بل لیٹ گیا اور اپنا چہرہ قبلہ کی جانب کر لیا اور اشارے کے ساتھ نماز پڑھی تو تب بھی جائز ہے اب اگر وہ اپنے سر کے ساتھ بھی اشارہ کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور نہ ہی وہ اپنی آنکھ اپنے ابروؤں بھوؤں اور اپنے دل کے ساتھ بھی اشارہ نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں وہ نماز کو مؤخر کر سکتا ہے۔ (قدوری، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

مرض کے سبب عذر اباحت کا بیان

حضرت عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نماز کھڑے ہو کر پڑھو، اور اگر (کسی

1223: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 952' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 372

1224: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر) قادر نہ ہو سکو تو بیٹھ کر پڑھو، اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے پر بھی) قادر نہ ہو سکو تو (پھر) کروٹ پر پڑھو۔ (صحیح البخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1223)

اگر کوئی آدمی کسی عذر شدید مثلاً سخت بیماری وغیرہ کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر اپنی نماز ادا کرے اور اگر عذر اتنا شدید ہو کہ بیٹھ کر بھی قدرت سے باہر ہو تو پھر آخری مرحلہ یہ ہے کہ (لیٹے لیٹے) کروٹ سے بقبلہ ہو کر پڑھ لے پھر اس میں بھی اتنی آسانی کہ اگر کوئی آدمی قبلے کی طرف منہ نہ کر سکے یا یہ کہ کوئی آدمی ایسا پاس موجود نہ ہو جو معذور کا منہ قبلے کی طرف کر سکے تو جس طرف بھی منہ ہو ادھر ہی کی طرف پڑھ لے، ایسے موقع پر کسی بھی سمت منہ کر کے نماز پڑھ لینا جائز ہے۔

حنفیہ فرماتے ہیں کہ لیٹ کر نماز پڑھنے کے سلسلے میں افضل یہ ہے کہ روبقبلہ ہو کر چت لیٹے کندھے کے نیچے تکیہ رکھ کر سر کو اونچا کرے اور اشاروں سے نماز پڑھے۔ چنانچہ دارقطنی نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ اس سے چت لیٹ کر ہی نماز پڑھنے کا اثبات ہوتا ہے یہاں جو حدیث ذکر کی گئی ہے اس کے بارہ میں حنفیہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بطور خاص حضرت عمران کے لیے فرمایا تھا کیونکہ وہ بواسیر کے مرض میں مبتلا تھے اور چت نہیں لیٹ سکتے تھے لہٰذا یہ حدیث دوسروں کے لیے حجت نہیں ہو سکتی۔

آخر میں اتنی بات اور جان لیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرض نماز کے لیے ارشاد فرمایا ہے اس لیے نفل نمازوں میں یہ بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

بَابُ: فِیْ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ قَاعِدًا

یہ باب بیٹھ کر نفل نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1225- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ وَالَّذِیْ ذَهَبَ بِنَفْسِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مَاتَ حَتّٰى كَانَ اَكْثَرُ صَلٰوتِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ وَّكَانَ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَيْهِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ الَّذِیْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَاِنْ كَانَ يَسِيْرًا

◆ سیدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اس ذات کی قسم! جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارکہ کو قبض کیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نمازیں بیٹھ کر ادا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل وہ نیک عمل تھا جسے آدمی باقاعدگی سے سرانجام دے اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔

شرح

عمل اگرچہ تھوڑا ہو جب وہ ہمیشہ کیا جائے تو اس کی برکت اور ہی ہوتی ہے، اور ہمیشگی کی وجہ سے وہ اس کثیر عمل سے بڑھ جاتا ہے جو چند روز کے لئے کیا جائے، ہر کام کا یہی حال ہے مواظبت اور دوام عجب برکت کی چیز ہے، اگر کوئی شخص ایک سطر قرآن

1225: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1653' و رقم الحدیث: 1654' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 4237

شریف کی ہر روز حفظ کیا کرے تو سال میں دو پارے ہو جائیں گے، اور پندرہ سال میں سارا قرآن حفظ ہو جائے گا، اس حدیث پر ساری حکمتیں قربان ہیں، دین و دنیا کے فائدے اس میں بھرے ہوئے ہیں، نفس پر زور ڈالو اور ہمیشہ کام کرنا سیکھو، اور ہر کام کے لیے وقت مقرر کرو اور کسی کام کا ناغہ نہ کرو، اور تھوڑا کام ہر روز اختیار کرو کہ دل پر بار نہ ہو، پھر دیکھو کیا برکت ہوتی ہے کہ تم خود تعجب کرو گے۔

1226-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ اِنْسَانٌ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر تلاوت کرتے رہتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع میں جانا ہوتا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی دیر تک کے لیے قیام کرتے تھے جتنی دیر میں کوئی انسان چالیس آیات کی تلاوت کر لیتا ہے۔

1227-حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ الْعُثْمَانِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ اِلَّا قَائِمًا حَتّٰى دَخَلَ فِی السِّنِّ فَجَعَلَ يُصَلِّیْ جَالِسًا حَتّٰى اِذَا بَقِیَ عَلَيْهِ مِنْ قِرَاءَتِهٖ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً اَوْ ثَلَاثُوْنَ اٰيَةً قَامَ فَقَرَاَهَا وَسَجَدَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے نوافل ہمیشہ کھڑے ہو کر ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے' یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر زیادہ ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نوافل ادا کرنے لگے' یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت میں سے چالیس آیات باقی رہ جاتیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر ان کی تلاوت کرتے پھر سجدے میں جاتے تھے۔

1228-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ الْعُقَيْلِیِّ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّیْ لَيْلًا طَوِيْلًا قَائِمًا وَّلَيْلًا طَوِيْلًا قَاعِدًا فَاِذَا قَرَاَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَّاِذَا قَرَاَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا

عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر طویل نماز ادا کرتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر بھی طویل نماز ادا کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر تلاوت کر رہے ہوتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام کی حالت میں رکوع میں

1226: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 1703' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1649

1227: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

چلے جاتے تھے اور جب آپ ﷺ بیٹھ کر قرأت کرتے تھے تو بیٹھے ہوئے ہی رکوع میں چلے جاتے تھے۔

بَابُ: صَلٰوةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلٰوةِ الْقَائِمِ

باب بیٹھ کر نماز ادا کرنا کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کے مقابلے میں نصف ثواب کا حامل ہوتا ہے

1229- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِی شَیْبَةَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا قُطْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِیْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بَابَاهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ یُصَلِّیْ جَالِسًا فَقَالَ صَلٰوةُ الْجَالِسِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلٰوةِ الْقَائِمِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے گزرے وہ اس وقت بیٹھ کر نماز ادا کر رہے تھے' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نماز' کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے مقابلے میں نصف ہوتی ہے۔

شرح

اس سے تندرست اور صحت مند آدمی ہی نہیں بلکہ مریض بھی مراد ہے کیونکہ انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے پاس آئے جو بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا "بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ہے۔

1230- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِیْ اِسْمٰعِیْلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَرَاٰى اُنَاسًا یُصَلُّوْنَ قُعُوْدًا فَقَالَ صَلٰوةُ الْقَاعِدِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ صَلٰوةِ الْقَائِمِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے' تو آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز' کھڑے ہونے والے کے مقابلے میں نصف ہوتی ہے۔

1231- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ عَنْ حُسَیْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

1228: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 1699

1229: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1230: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1231: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1115' ورقم الحدیث: 1116' ورقم الحدیث: 1117' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 951' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 371' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1659

بُرَيْدَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُصَلِّيْ قَاعِدًا قَالَ مَنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آدمی کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کھڑے ہو کر نماز ادا کرتا ہے تو یہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور جو شخص بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہے اسے کھڑے ہوئے شخص سے نصف اجر ملتا ہے اور جو شخص لیٹ کر نماز ادا کرتا ہے اسے بیٹھے ہوئے شخص کے اجر سے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ

یہ باب بیماری کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں ہے

1232- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَقَالَ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ لَمَّا ثَقُلَ جَآءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ تَعْنِيْ رَقِيْقٌ وَّمَتٰى مَا يَقُوْمُ مَقَامَكَ يَبْكِيْ فَلَا يَسْتَطِيْعُ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبَاتُ يُوْسُفَ قَالَتْ فَاَرْسَلْنَا اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْاَرْضِ فَلَمَّا اَحَسَّ بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مَكَانَكَ قَالَ فَجَآءَ حَتّٰى اَجْلَسَاهُ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَاْتَمُّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَاْتَمُّوْنَ بِاَبِيْ بَكْرٍ

◆◆ اسود بیان کرتے ہیں: تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں آپ نے وصال فرمایا تھا ابو معاویہ نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جب آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی' حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کے لیے بلانے کے لیے آئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو ہدایت کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے! ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم دل آدمی ہیں جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو وہ لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ تم لوگ یوسف علیہ السلام کے زمانے کی خواتین کی طرح ہو' ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ

1232: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 664' ورقم الحدیث: 712' ورقم الحدیث: 713' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 940' ورقم الحدیث: 941' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 832

وہ لوگوں کو نماز پڑھا دے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ ہم نے حضرت ابوبکر کو پیغام بھجوایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانا شروع کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مزاج میں بہتری محسوس کی تو آپ دو لوگوں کے درمیان سہارا لے کر نکلے۔ آپ اپنے پاؤں گھسیٹ رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آہٹ محسوس کی تو پیچھے ہٹنا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ پر رہیں پھر آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

تو حضرت ابوبکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کر رہے تھے۔

شرح

فَاِنَّکُنَّ صَوَاحِبَاتُ یُوْسُفَ "میں صواحبات صاحبہ کی جمع ہے اور صواحبات سے مراد زلیخا ہے اور " فَاِنَّکُنَّ "میں بھی اگرچہ ضمیر جمع ہے لیکن اس سے مراد ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں، یعنی جس طرح زلیخا نے عورتوں کے اعتراض کے سلسلے کو بند کرنے کے لئے انھیں بظاہر دعوت دی، اور ان کا اعزاز و اکرام کیا، لیکن مقصد صرف انھیں یوسف علیہ السلام کو دکھانا تھا کہ تم مجھے کیا ملامت کرتی ہو، بات ہی کچھ ایسی ہے کہ میں مجبور ہوگئی جس طرح زلیخا نے اس موقع پر اپنے دل کی بات چھپائے رکھی تھی، اور بہانا دعوت کا کیا، اسی طرح ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھی دلی تمنا یہی تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی نماز پڑھائیں لیکن وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رقت قلبی کا عذر پیش کر کے بار بار آپ سے جو پوچھ رہی تھیں، وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت کی آپ سے مزید تائید و توثیق چاہ رہی تھیں، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یوسف کی زلیخا جیسی ہو کہ دل میں کچھ اور چھپائے ہوئے ہو، اور زبان سے اس کے خلاف کہہ رہی ہو۔

1233- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِيْ مَرَضِهٖ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِفَّةً فَخَرَجَ وَاِذَا اَبُوْ بَكْرٍ يَّؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْ بَكْرٍ اسْتَاْخَرَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیْ كَمَا اَنْتَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِذَآءَ اَبِيْ بَكْرٍ اِلٰى جَنْبِهٖ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ

◆◆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا' وہ آپ کی بیماری کے دوران لوگوں کو نماز پڑھائیں' وہ انہیں نمازیں پڑھاتے رہے۔

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طبیعت بہتر محسوس ہوئی تو آپ (مسجد میں) تشریف لائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کی امامت کر رہے تھے۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارے کے

1233: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 683' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 942

ذریعے کہا' جہاں ہو وہیں رہو' پھر نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اور لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیروی میں نماز ادا کی۔

1234- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ مِنْ كِتَابِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ قَالَ سَلَمَةُ بْنُ نُبَيْطٍ اَنْبَاَنَا عَنْ نُعَيْمِ ابْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ نُبَيْطِ بْنِ شَرِيْطٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ اُغْمِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَاَفَاقَ فَقَالَ اَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَاَفَاقَ فَقَالَ اَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّ اَبِيْ رَجُلٌ اَسِيْفٌ اِذَا قَامَ ذٰلِكَ الْمَقَامَ يَبْكِيْ لَا يَسْتَطِيْعُ فَلَوْ اَمَرْتَ غَيْرَهٗ ثُمَّ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَاَفَاقَ فَقَالَ مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ اَوْ صَوَاحِبَاتُ يُوْسُفَ قَالَ فَاُمِرَ بِلَالٌ فَاَذَّنَ وَاُمِرَ اَبُوْ بَكْرٍ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ خِفَّةً فَقَالَ انْظُرُوْا لِيْ مَنْ اَتَّكِئُ عَلَيْهِ فَجَاءَتْ بَرِيْرَةُ وَرَجُلٌ اٰخَرُ فَاتَّكَاَ عَلَيْهِمَا فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَنْكِصَ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ اَنِ اثْبُتْ مَكَانَكَ ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى قَضٰى اَبُوْ بَكْرٍ صَلٰوتَهٗ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ غَيْرُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ

سالم بن عبید بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی بیماری کے دوران آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوگئی' جب آپ ﷺ کی طبیعت بہتر ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دے پھر آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوگئی پھر آپ ﷺ کی طبیعت بہتر ہوئی تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ اذان دے اور ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دے پھر نبی کریم ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوگئی' جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: جی ہاں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلال سے کہو اذان دے اور ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میرے والد نرم دل آدمی ہیں' وہ اس جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے لگیں گے اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔

اگر آپ ﷺ ان کی بجائے کسی اور کو حکم دیں (تو یہ مناسب ہوگا) پھر نبی کریم ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوئی جب

1234: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

آپ ﷺ کوافاقہ ہواتو آپ ﷺ نے فرمایا: بلال سے کہو کہ وہ اذان دے اور ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کونماز پڑھائے تم لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتوں کی طرح ہو۔ (یہاں الفاظ میں راوی کوشک ہے)

راوی کہتے ہیں: پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کوحکم دیا گیا' انہوں نے اذان دی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کوحکم دیا گیا' انہوں نے نماز پڑھانی شروع کی' نبی کریم ﷺ کوطبیعت میں بہتری محسوس ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس کوئی ایسی چیز لاؤ جس کے ساتھ میں ٹیک لگاؤں' تو بریرہ آئی اور ایک دوسرے صاحب آئے' تو نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کے ساتھ ٹیک لگائی' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کوآتے ہوئے دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے' نبی کریم ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ اپنی جگہ پر برقرار رہیں' پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آکر بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز مکمل کی پھر نبی کریم ﷺ کا وصال ہوگیا۔

امام ابن ماجہ کہتے ہیں: یہ روایت غریب ہے اور اسے صرف نصر بن علی نامی راوی نے نقل کیا ہے۔

1235- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ اِسْرَآئِيلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَرْقَمِ بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِى مَاتَ فِيْهِ كَانَ فِىْ بَيْتِ عَآئِشَةَ فَقَالَ ادْعُوا لِىْ عَلِيًّا قَالَتْ عَآئِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَدْعُوْ لَكَ اَبَا بَكْرٍ قَالَ ادْعُوْهُ قَالَتْ حَفْصَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَدْعُوْ لَكَ عُمَرَ قَالَ ادْعُوْهُ قَالَتْ اُمُّ الْفَضْلِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَدْعُوْ لَكَ الْعَبَّاسَ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهُ فَنَظَرَ فَسَكَتَ فَقَالَ عُمَرُ قُوْمُوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ حَصِرٌ وَّمَتٰى لَا يَرَاكَ يَبْكِى وَالنَّاسُ يَبْكُوْنَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ يُصَلِّىْ بِالنَّاسِ فَخَرَجَ اَبُوْ بَكْرٍ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِى الْاَرْضِ فَلَمَّا رَآهُ النَّاسُ سَبَّحُوْا بِاَبِىْ بَكْرٍ فَذَهَبَ لِيَسْتَاْخِرَ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىْ مَكَانَكَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَاْتَمُّ بِالنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَاْتَمُّوْنَ بِاَبِىْ بَكْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقِرَآئَةِ مِنْ حَيْثُ كَانَ بَلَغَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ وَكِيعٌ وَّكَذَا السُّنَّةُ قَالَ فَمَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ مَرَضِهٖ ذٰلِكَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا تھا' آپ ﷺ اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے' آپ ﷺ نے فرمایا: علی کو میرے

1235: اس روایت کونقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

پاس بلا کر لاؤ' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بلوائیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بلاؤ' سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ بلوائیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بلالو' سیّدہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نہ بلوائیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔

جب یہ حضرات اکٹھے ہوئے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھا کر انہیں دیکھا اور خاموش رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے' تم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ جاؤ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کے لیے بلانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نرم طبیعت کے مالک ہیں جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھیں گے تو رونے لگ جائیں گے اور لوگ بھی رونے لگ جائیں گے' اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (تو یہ مناسب ہوگا) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گئے اور انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طبیعت میں بہتری محسوس کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک زمین پر گھسٹ رہے تھے' جب لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو متوجہ کرنے کے لیے سبحان اللہ کہنا شروع کیا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا' جس کا مطلب یہ تھا کہ تم اپنی جگہ پر رہو' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے رہے' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے رہے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں سے قرأت شروع کی جہاں تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے تھے۔

وکیع نامی راوی کہتے ہیں: سنت بھی یہی ہے۔

راوی کہتے ہیں پھر اسی بیماری کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو اپنی مرضی سے بلایا تھا، لیکن بیویوں کے اصرار سے اور لوگوں کو بھی بلالیا تاکہ ان کا دل ناراض نہ ہو، اور چونکہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے اس لئے آپ دل کی بات نہ کہنے پائے، اور سکوت فرمایا، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور صحابہ پر ثابت ہوئی کہ آپ نے نماز کی امامت کے لئے ان کو منتخب فرمایا، اور امامت صغری قرینہ ہے امامت کبری کا، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت میں شریک ہونا کیسا ضروری ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیماری اور کمزوری کے باوجود حجرہ سے باہر مسجد تشریف لائے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِهٖ

یہ باب نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کے ایک فرد کے پیچھے نماز ادا کرنے میں ہے

1236- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ صَلّٰى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَكْعَةً فَلَمَّا اَحَسَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُتِمَّ الصَّلٰوةَ قَالَ وَقَدْ اَحْسَنْتَ كَذٰلِكَ فَافْعَلْ

حمزہ بن مغیرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: (ایک سفر کے دوران) نبی کریم ﷺ پیچھے رہ گئے ہم لوگ (باقی لوگوں تک) اس وقت پہنچے جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ انہیں ایک رکعت پڑھا چکے تھے جب انہیں نبی کریم ﷺ کی آہٹ محسوس ہوئی تو وہ پیچھے ہٹنے لگے نبی کریم ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ وہ اپنی نماز مکمل کریں (نماز کے بعد) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم نے اچھا کیا ہے اسی طرح کرلیا کرو۔''

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ

یہ باب ہے کہ حدیث نبوی ﷺ ہے ''امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے' تاکہ اس کی پیروی کی جائے''

1237- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتِ اشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ يَعُوْدُوْنَهٗ فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهٖ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں عیادت کے لیے حاضر ہوئے نبی کریم ﷺ نے بیٹھ کر نماز ادا کی تو ان لوگوں نے قیام کی حالت میں نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنا شروع کی' نبی کریم ﷺ نے انہیں اشارہ کیا کہ تم لوگ بھی بیٹھ جاؤ نبی کریم ﷺ نے جب نماز مکمل کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ رکوع میں جائے تو تم رکوع میں جاؤ جب وہ (رکوع سے) اٹھے تو تم اٹھو جب وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے تو

1236: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 632' ورقم الحدیث: 952' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 108

1237: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 925

تم بھی بیٹھ کرنماز ادا کرو۔

1238- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُرِعَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَدَخَلْنَا نَعُوْدُهُ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا وَّصَلَّيْنَا وَرَآئَهُ قُعُوْدًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا وَاِذَا صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا اَجْمَعِيْنَ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دایاں پہلو زخمی ہوگیا۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ نماز کا وقت ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیٹھ کرنماز پڑھائی۔ ہم نے بھی بیٹھ کرنماز ادا کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی تو ارشاد فرمایا: امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولک الحمد کہو جب وہ سجدے میں جائے تو تم بھی سجدہ کرو۔ جب وہ بیٹھ کرنماز ادا کرے تو تم سب بھی بیٹھ کرنماز ادا کرو۔

1239- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَاِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَّاِنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''امام کو اس لیے مقرر کیا گیا ہے' تاکہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے' تو تم تکبیر کہو' جب وہ رکوع میں جائے' تو تم رکوع میں جاؤ' جب وہ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' پڑھے تو تم ''ربنا ولک الحمد'' پڑھو' اگر وہ کھڑا ہو کر نماز ادا کرے تو تم لوگ کھڑے ہو کر نماز ادا کرو' اگر وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے تو تم لوگ بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو''۔

1240- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْنَا وَرَآئَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَّاَبُوْ بَكْرٍ يُكَبِّرُ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيْرَهٗ

1238: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 805' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 920' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1060

1239: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1240: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 927' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 602' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1199

فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلٰوتِهٖ قُعُوْدًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اِنْ كِدْتُمْ اَنْ تَفْعَلُوْا فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّوْمِ يَقُوْمُوْنَ عَلٰى مُلُوْكِهِمْ وَهُمْ قُعُوْدٌ فَلَا تَفْعَلُوْا ائْتَمُّوْا بِاَئِمَّتِكُمْ اِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَّاِنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز ادا کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں تک تکبیر کی آواز پہنچاتے رہے' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کھڑے ہوئے دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اشارہ کیا تو ہم بیٹھ گئے پھر ہم نے بیٹھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نماز ادا کی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اہل فارس اور اہل روم کا سا طرز عمل اختیار کرنے والوں میں سے تھے کہ وہ لوگ اپنے بادشاہوں کے پاس کھڑے رہتے ہیں اور وہ بادشاہ بیٹھے رہتے ہیں: ایسا نہ کرو تم اپنے اماموں کی پیروی کرو اگر وہ کھڑا ہو کر نماز ادا کرے تو تم لوگ کھڑے ہو کر نماز ادا کرو اگر وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے تو تم بیٹھ کر نماز ادا کرو۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِى الْقُنُوْتِ فِىْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

یہ باب فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے میں ہے

1241- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَّيَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ اَبِىْ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِىْ يَا اَبَتِ اِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ هٰهُنَا بِالْكُوْفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِيْنَ فَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ فِى الْفَجْرِ فَقَالَ اَىْ بُنَىَّ مُحْدَثٌ

حضرت ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے والد سے کہا: اے میرے ابا جان! آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی ہے آپ نے یہاں کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے 5 سال تک نمازیں پڑھی ہیں' تو کیا یہ لوگ فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے یہ نیا عمل ہے۔

1242- حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ بَكْرٍ الضَّبِّىُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْلٰى زُنْبُوْرٌ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقُنُوْتِ فِى الْفَجْرِ

1241: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 402' ورقم الحدیث: 403' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1079

1242: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

●● سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنے سے منع کر دیا گیا تھا۔

1243- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰى حَيٍّ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَ

●● حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے۔

1244- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهُ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَالَ اللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ بِمَكَّةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ

●● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو آپ نے دعا کی:

''اے اللہ ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابوربیعہ اور مکہ میں رہنے والے کمزوروں کو نجات عطا کر۔ اے اللہ! مضر (قبیلے کے کفار) پر سختی نازل کر۔ اے اللہ! ان پر حضرت یوسف کے زمانے کی سی قحط سالی مسلط کر دے''۔

شرح

جس طرح سالہا سال یوسف علیہ السلام کے عہد میں مصر میں گزرے تھے کہ پانی بالکل نہیں برسا اور قحط ہو گیا، ویسا ہی کفار مضر پر قحط بھیج تا کہ یہ بھوک سے تباہ و برباد ہو جائیں۔ دوسری روایت میں دعاء قنوت یوں وارد ہے: اللّٰهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات و المسلمين و المسلمات، و الف بين قلوبهم، و أصلح ذات بينهم، وانصرهم على عدوك وعدوهم، اللّٰهم العن الكفرة الذين يصدون عن سبيلك، ويكذبون رسلك، ويقاتلون أوليائك، اللّٰهم خالف بين كلمتهم، و زلزل أقدامهم، و أنزل بهم بأسك الذي لاترده عن القوم المجرمين ۔ جب کافر مسلمانوں کو ستائیں یا مسلمانوں پر کوئی آفت کافروں کی طرف سے آئے تو اس دعاء قنوت کو پڑھے، اور اس کے بعد یوں کہے: اللّٰهم أنج فلانا وفلانا اور فلاں کی جگہ ان مسلمانوں کا نام لے جن کا چھڑانا کافروں سے مطلوب ہو۔ والمستضعفين بمكة میں مکہ کی جگہ پر اس کا نام لے جہاں یہ مسلمان کافروں کے ہاتھ سے تکلیف اٹھا رہے ہوں۔ اللّٰهم اشدد وطاتك على مضر کی جگہ بھی ان کافروں کا نام لے جو مسلمانوں کو تکلیف دیتے ہیں۔ حدیث میں ولید، سلمہ اور عیاش رضی اللہ عنہم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، یہ سب مسلمان ہو گئے تھے لیکن مکہ میں ابوجہل اور دوسرے کافروں نے ان کو سخت قید اور تکلیف میں رکھا تھا۔

1243: اخرجہ بخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 4089' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1552' ورقم الحدیث: 1553' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1078

1244: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6200' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1539' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1072

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ قَتْلِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ فِي الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز کے دوران سانپ یا بچھو کو مار دینے کے بیان میں ہے

حالت نماز میں سانپ اور بچھو کو مار دینے کا بیان

1245- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْاَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ الْعَقْرَبِ وَالْحَيَّةِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے نماز کے دوران دو سیاہ چیزوں' بچھو اور سانپ کو مار دینے کا حکم دیا ہے۔

شرح

ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں نماز پڑھتے ہوئے سانپ یا بچھو سامنے آ جائے تو ان کو ایک چوٹ یا دو چوٹ کے ساتھ مارنا چاہیے اس سے زیادہ چوٹ نہ مارنی چاہیے کیونکہ یہ عمل کثیر ہو جائے گا جس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ شرح منیہ میں بعض مشائخ کا قول مذکور ہے کہ یہ (یعنی نماز میں سانپ بچھو مارنے کا حکم) اس صورت میں ہے جب کہ نمازی کو بہت زیادہ یعنی تین قدم پے در پے چلنا نہ پڑے اور نہ زیادہ مشغولیت ہو یعنی تین چوٹ پے در پے مارنے کی ضرورت پیش نہ آئے اور اگر کوئی نمازی سانپ یا بچھو مارنے کی غرض سے پے در پے تین قدم چلے گا یا پے در پے چوٹیں مارے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ کیونکہ اتنا زیادہ چلنا یا اتنی مقدار مشغولیت اختیار کرنا عمل کثیر ہے۔

امام سرخسی نے اسے مبسوط میں ذکر کیا ہے اور پھر کہا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اس سلسلے میں یہ فرق نہ کیا جائے کہ تین قدم چلنے سے یا تین چوٹیں مارنے سے نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ جس طرح حدیث پیش آ جانے (یعنی وضو ٹوٹ جانے کی شکل میں زیادہ چلنے کی سہولت دی گئی ہے اسی طرح اس مسئلے میں بھی سہولت دی گئی ہے۔ لیکن تحقیقی طور پر صحیح بات یہی ہے کہ تین قدم چلنے یا تین چوٹ مارنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ البتہ اتنی سہولت ہے کہ ایسے موقع پر جب کہ سانپ یا بچھو نماز میں سامنے آ جائے اور اس کا مارنا ضروری ہو تو ایسی صورت میں ان کو مارنے کے لئے نماز توڑ دینا مباح ہے جیسا کہ کسی مظلوم کی فریادرسی یا کسی کو ڈوبنے اور ہلاکت سے بچانے کی خاطر نماز توڑ دینا مباح ہے یعنی اگر کسی کے چھت سے گر جانے یا آگ میں جل جانے یا کنویں وغیرہ میں ڈوب جانے کا قوی خطرہ ہو اور قریب ہی ایک آدمی نماز میں ہو تو اس نمازی کو چاہئے کہ نماز کو توڑ دے اور انہیں بچانے کی کوشش کرے یا اسی طرح کسی نمازی کو حالت نماز میں اپنی یا غیر کی کسی چیز کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک ہو تو اسے

1245: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 921' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 390' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1201' ورقم الحدیث:

بچھو کو مارنے کے لئے نماز توڑ دینا جائز ہے۔

اس حدیث سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف کالے سانپ ہی کو مارا جا سکتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ حدیث میں کالے سانپ کی تخصیص محض تغلیباً کی گئی ہے چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ ہر قسم کے سانپوں کو مارنا جائز ہے کالے سانپوں ہی کی تخصیص نہیں ہے۔

1246- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْاَوْدِيُّ وَالْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ الدَّهَّانُ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَدَغَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرَبٌ وَّهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ الْمُصَلِّيَ وَغَيْرَ الْمُصَلِّي اقْتُلُوهَا فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر رہے تھے' بچھو نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈنک مار دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے' یہ نمازی اور غیر نمازی کسی کو نہیں چھوڑتا' تم اسے حل یا حرم (ہر جگہ) قتل کر دو۔

1247- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ عَنِ ابْنِ اَبِي رَافِعٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ عَقْرَبًا وَّهُوَ فِي الصَّلٰوةِ

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کے دوران ایک بچھو کو مار دیا تھا۔

بَابُ: النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ

یہ باب فجر یا عصر کے بعد کوئی نماز ادا کرنے کی ممانعت میں ہے

1248- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ صَلٰوتَيْنِ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے بعد' سورج نکل آنے تک' اور عصر کے بعد سورج غروب ہو جانے تک' ان دو (اوقات میں) نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔

1246: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1247: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1248: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 584' ورقم الحدیث: 588' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3782' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 4529' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 2169

1249- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَعْلَى التَّيْمِىُّ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک اور صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز ادا نہیں کی جائے گی۔

1250--حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ ح و حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدَ عِنْدِىْ رِجَالٌ مَرْضِيُّوْنَ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِىْ عُمَرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: وہ حضرات جو میرے نزدیک پسندیدہ ہیں اور ان میں میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے اس بات کی گواہی دی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: فجر کی نماز کے بعد سورج نکل آنے تک کوئی بھی نماز ادا نہیں کی جائے گی اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک (کوئی بھی نماز ادا نہیں کی جائے گی)۔

عصر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں عصر کے بعد اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال آ گیا تھا جس میں مشغولیت کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی دو رکعتیں ادا نہ کر سکے پس ان (دو رکعتوں کو) عصر کے بعد پڑھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا نہیں کیا اس باب میں حضرت عائشہ ام سلمہ میمونہ اور ابوموسیٰ سے بھی روایات مروی ہیں ابوعیسیٰ کہتے ہیں حدیث ابن عباس حسن ہے کئی حضرات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے یہ اس روایت کے خلاف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے اور حدیث ابن عباس اصح ہے اس لئے کہ انہوں نے فرمایا کہ پھر دوبارہ نہیں پڑھیں اور زید بن ثابت سے بھی ابن عباس کی روایت کی مثل منقول ہے اور اس باب میں حضرت عائشہ سے کئی روایات مروی ہیں ان سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد ان کے پاس اس طرح کبھی داخل نہیں ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں نہ پڑھی ہوں اور ان سے ام سلمہ کے واسطے سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد

1249: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث 566' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث 1920

1250: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 581' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1918' ورقم الحدیث: 1919' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث 1276' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 183' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 561

غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع کیا۔

اور فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور اکثر اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور فجر کے بعد طلوع آفتاب تک نماز ادا کرنا مکروہ ہے لیکن ان دونوں اوقات میں مکہ میں طواف کے بعد نماز پڑھنا نماز نہ پڑھنے کے حکم سے مستثنٰی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں رخصت نقل کی گئی ہے اور اہل علم کی ایک جماعت جن میں صحابہ اور ان کے بعد کے علماء شامل ہیں کا بھی یہی قول ہے اور امام شافعی احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے جب کہ صحابہ اور ان کے بعد کے اہل علم کی ایک جماعت نے طواف کے نوافل کو بھی ان اوقات میں مکروہ سمجھا ہے اور سفیان ثوری، مالک بن انس اور بعض اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 177)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا کہ تم لوگ نماز پڑھتے ہو اور ہم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے لیکن ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان سے (یعنی عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے سے) منع فرمایا ہے۔ (صحیح البخاری، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1015)

حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس مسئلے میں کہ آیا عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنا جائز ہیں یا نہیں؟ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث ثابت ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی فرض نماز پڑھ لینے کے بعد کوئی دوسری نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے نیز صحابہ کا عمل بھی اسی پر رہا ہے اس واسطے یہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اس کے کچھ خلاف کرے یعنی عصر کے بعد نماز پڑھنے کو جائز قرار دے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي السَّاعَاتِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلٰوةُ

یہ باب ان اوقات کے بیان میں ہے جن میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے

1251- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ طَلْقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ هَلْ مِنْ سَاعَةٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اُخْرٰى قَالَ نَعَمْ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاَوْسَطُ فَصَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰى يَطْلُعَ الصُّبْحُ ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَمَا دَامَتْ كَاَنَّهَا حَجَفَةٌ حَتّٰى تُبَشْبِشَ ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰى يَقُوْمَ الْعَمُوْدُ عَلٰى ظِلِّهِ ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰى تَزِيغَ الشَّمْسُ فَاِنَّ جَهَنَّمَ تُسْجَرُ نِصْفَ النَّهَارِ ثُمَّ صَلِّ مَا بَدَا لَكَ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ انْتَهِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ وَتَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ

◈◈ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی:

1251: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 583 ' ورقم الحدیث: 1364

یارسول اللہ ﷺ! کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی ایک گھڑی دوسری گھڑی سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! نصف رات کا وقت ایسا ہے اس وقت تم جتنی مناسب سمجھو نماز ادا کرتے رہو یہاں تک کہ صبح ہو جائے اور پھر اس کے بعد تم اس سے رک جاؤ یہاں تک کہ سورج نکل آئے اور تم نے اس وقت تک نماز ادا نہیں کرنی جب تک سورج ڈھال کی مانند رہتا ہے یہاں تک کہ جب اس کی روشنی اچھی طرح پھیل جائے پھر جتنا تم سے ہو سکے نماز ادا کرتے رہو یہاں تک کہ ستون اپنے سائے پر کھڑا ہو جائے تو تم پھر نماز ادا نہ کرو یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ نصف النہار کے وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے پھر جتنا تمہیں مناسب لگے تم نماز ادا کرتے رہو یہاں تک کہ تم جب عصر کی نماز ادا کرلو تو نماز ادا کرنے سے پھر رک جاؤ جب تک کہ سورج غروب نہیں ہو جاتا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شیطان کے دوسینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس کے دوسینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔

1252- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ دَاوُدَ الْمُنْكَدِرِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَاَلَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ سَائِلُكَ عَنْ اَمْرٍ اَنْتَ بِهٖ عَالِمٌ وَّاَنَا بِهٖ جَاهِلٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ هَلْ مِنْ سَاعَاتِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سَاعَةٌ تُكْرَهُ فِيْهَا الصَّلٰوةُ قَالَ

نَعَمْ اِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَدَعِ الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ ثُمَّ صَلِّ فَالصَّلٰوةُ مَحْضُوْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتّٰى تَسْتَوِىَ الشَّمْسُ عَلٰى رَاْسِكَ كَالرُّمْحِ فَاِذَا كَانَتْ عَلٰى رَاْسِكَ كَالرُّمْحِ فَدَعِ الصَّلٰوةَ فَاِنَّ تِلْكَ السَّاعَةَ تُسْجَرُ فِيْهَا جَهَنَّمُ وَتُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُهَا حَتّٰى تَزِيْغَ الشَّمْسُ عَنْ حَاجِبِكَ الْاَيْمَنِ فَاِذَا زَالَتْ فَالصَّلٰوةُ مَحْضُوْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ حَتّٰى تُصَلِّىَ الْعَصْرَ ثُمَّ دَعِ الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! میں آپ ﷺ سے ایسی چیز کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں جس سے آپ ﷺ واقف ہیں میں اس سے واقف نہیں ہوں نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: وہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے یہ عرض کی: کیا دن کی گھڑیوں میں کوئی ایسی گھڑی بھی ہے جس میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں جب تم صبح کی نماز ادا کرلو تو پھر نماز ادا نہ کرو یہاں تک کہ سورج نکل آئے کیونکہ یہ شیطان کے دوسینگوں کے ہمراہ طلوع ہوتا ہے پھر تم نماز ادا کرتے رہو کیونکہ نماز میں فرشتوں کی حاضری بھی ہوتی ہے اور یہ قبول بھی ہوتی ہے یہاں تک کہ سورج تمہارے سر پر نیزے کی طرح سیدھا ہو جائے جب وہ تمہارے سر پر نیزے کی طرح ہو جائے تو تم نماز پڑھنا ترک کردو کیونکہ یہ وہ گھڑی ہے جس میں جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے اور اس میں جہنم کے دروازے کھول دیئے جاتے

1252: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ہیں یہاں تک کہ تمہارے دائیں ابرو کی طرف سورج ڈھل جائے' جب وہ ڈھل جائے' تو پھر نماز کا وقت ہوتا ہے' جس میں حاضری بھی ہوتی ہے اور وہ قبول بھی ہوتی ہے' یہاں تک کہ جب تم عصر کی نماز ادا کرلو تو پھر نماز ادا کرنا ترک کر دو یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

1253-حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ اَوْ قَالَ يَطْلُعُ مَعَهَا قَرْنَا الشَّيْطٰنِ فَاِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا فَاِذَا كَانَتْ فِيْ وَسَطِ السَّمَآءِ قَارَنَهَا فَاِذَا دَلَكَتْ اَوْ قَالَ زَالَتْ فَارَقَهَا فَاِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا فَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا فَلَا تُصَلُّوْا هٰذِهِ السَّاعَاتِ الثَّلَاثَ

◆◆ حضرت ابوعبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بے شک سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) جب یہ طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان کے دو سینگ ہوتے ہیں: جب یہ بلند ہو جاتا ہے تو وہ اس سے الگ ہو جاتے ہیں: جب یہ آسمان کے درمیان میں پہنچتا ہے تو وہ پھر اس سے مل جاتے ہیں' جب وہ ڈھل جاتا ہے (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) تو وہ پھر اس سے الگ ہو جاتے ہیں' جب وہ غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو وہ سینگ پھر اس سے مل جاتے ہیں' جب وہ غروب ہو جاتا ہے تو وہ سینگ پھر اس سے الگ ہو جاتے ہیں' تو تم ان تین اوقات میں نماز ادا نہ کرو۔

اوقات ممنوعہ میں نماز کی ممانعت میں مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اسکے ساتھ شیطان کا سینگ ہوتا ہے پھر جب وہ بلند ہو جاتا ہے تو وہ الگ ہو جاتا ہے پھر جب دوپہر ہوتی ہے تو شیطان آفتاب کے قریب آجاتا ہے اور جب آفتاب غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو شیطان اس کے قریب آجاتا ہے اور جب آفتاب غائب (یعنی غروب) ہو جاتا ہے تو شیطان اس سے جدا ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں (یعنی آفتاب کے طلوع و غروب کے وقت اور ٹھیک دوپہر کے وقت) نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔"

(مالک، مسند احمد بن حنبل، سنن نسائی، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1013)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے نماز خواہ حقیقۃً ہو یا حکماً جیسے نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے باوجود اس کے کہ یہ روایت خود نقل کی ہے مگر وہ ٹھیک دوپہر کے وقت نماز کے حرام ہونے کے قائل نہیں ہیں بلکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ "ہم نے اہل فضل کو دیکھا ہے کہ وہ کوشش کرتے تھے اور دوپہر میں نماز ادا کرتے تھے۔

1253: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 558

حنفیہ کے مسلک میں یہ نہی فرض اور نفل دونوں کو شامل ہے چنانچہ پہلے تینوں اوقات یعنی طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور استواء کے وقت نماز جائز نہیں ہے خواہ ادا ہو یا قضا البتہ اسی دن کی عصر کی نماز جائز ہے اسی طرح نہ جنازہ کی نماز جائز ہے اور نہ تلاوت کا سجدہ جائز ہے ہاں اس جنازے کی نماز جائز ہوگی جو انہیں اوقات میں پڑھا گیا ہو اسی طرح وہ سجدہ تلاوت جائز ہوگا جب آیت سجدہ انہیں اوقات میں پڑھی گئی ہو۔ تاہم ان اوقات سے مؤخر کرنا اولیٰ ہوگا۔

نماز جنازہ سجدہ تلاوت اور قضا نماز فجر کے پورے وقت میں اور عصر کی نماز کے بعد بھی جائز ہے نفل نماز ان اوقات میں بھی مکروہ ہے اگر کوئی آدمی ان اوقات میں نفل نماز شروع کردے گا وہ لازم ہو جائے گی یعنی اس وقت سے اسے نماز توڑ دینی چاہیے اور پھر وقت مکروہ کے نکل جانے کے بعد اس کی قضا پڑھنی چاہیے اور اگر کوئی آدمی نماز توڑے نہیں بلکہ اسی وقت پوری کرے تو وہ اس سے عہدہ برآ ہو جاتا ہے مگر نماز توڑ دینا ہی افضل ہے۔

حضرت امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے نزدیک ان اوقات میں قضا نماز اور اس جنازے کی نماز جو اسی وقت لایا گیا ہو جائز ہے نیز تحیۃ المسجد کی نماز پڑھنی بھی جائز ہے اگر اتفاق سے مسجد میں داخل ہو جائے اور اگر کوئی آدمی قصداً تحیۃ المسجد کی نماز پڑھنے کی خاطر مسجد میں ان اوقات میں آئے یا قضا نماز میں تاخیر اس مقصد سے کرے کہ انہیں اوقات میں پڑھے تو اس صورت میں جائز نہیں کیونکہ ان اوقات میں قصداً یہ نمازیں پڑھنا حدیث کے بموجب ممنوع ہے اسی طرح ان کے نزدیک ان اوقات میں کسوف کی نماز وضو کے بعد کی دو رکعت نماز اور احرام وطواف کی دو رکعت نماز نیز سجدہ تلاوت جس کی آیت انہیں اوقات میں پڑھی جائے جائز ہے۔

ان اوقات میں نماز پڑھنے کی کراہت حنفیہ کے نزدیک ہر وقت اور ہر جگہ ہے لیکن حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان علماء کے نزدیک جو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہیں جمعہ کے روز استواء یعنی نصف النہار کے وقت نماز جائز ہے نیز ان اوقات میں مکہ معظمہ میں بھی جائز ہے۔

اتنی بات سمجھ لیجئے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک اس سلسلے میں احوط (یعنی احتیاط پسندی پر مبنی) ہے کیونکہ جب کسی چیز کے بارے میں مباح اور حرام دونوں کے دلائل متعارض ہوں تو حرمت کے پہلو کو ترجیح دی جاتی ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الصَّلٰوةِ بِمَكَّةَ فِي كُلِّ وَقْتٍ

یہ باب مکہ میں تمام اوقات میں نماز ادا کرنے کی اجازت میں ہے

1254 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَيْهِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوا اَحَدًا طَافَ

1254: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث 1894' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث 868' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث 584' ورقم الحدیث:

بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى اَيَّةَ سَاعَةٍ شَآءَ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے بنو عبد مناف! تم کسی بھی شخص کو رات یا دن کے کسی بھی حصے میں اس گھر کا طواف کرنے یا نماز ادا کرنے سے نہ روکنا''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ اِذَا اَخَّرُوا الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا

باب 189: جو لوگ نماز کو اس کے وقت سے تاخیر سے ادا کریں ان کے بارے میں روایت

1255- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكُمْ سَتُدْرِكُوْنَ اَقْوَامًا يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ لِغَيْرِ وَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتُمُوْهُمْ فَصَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِلْوَقْتِ الَّذِيْ تَعْرِفُوْنَ ثُمَّ صَلُّوْا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوْهَا سُبْحَةً

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہوسکتا ہے کہ عنقریب تم کچھ ایسے لوگوں کو پاؤ جو نماز کو اس کے مخصوص وقت سے ہٹ کر ادا کریں' اگر تم ان لوگوں کا زمانہ پالو تو تم لوگ نماز کو اس کے اسی وقت میں اپنے گھر میں نماز ادا کر لینا جس سے تم واقف ہو پھر ان لوگوں کے ساتھ بھی نماز ادا کر لینا اور اسے نفل نماز قرار دینا۔

1256- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَ الْاِمَامَ يُصَلِّيْ بِهِمْ فَصَلِّ مَعَهُمْ وَقَدْ اَحْرَزْتَ صَلٰوتَكَ وَاِلَّا فَهِيَ نَافِلَةٌ لَّكَ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا اگر تم امام کو پاؤ کہ وہ لوگوں کو وہ نماز پڑھا رہا ہو' تو تم ان لوگوں کے ساتھ بھی نماز ادا کر لینا تو تم اپنی نماز کو محفوظ کر لو گے ورنہ دوسری صورت میں یہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔

1257- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ اَبِي الْمُثَنّٰى عَنْ اَبِيْ اُبَيٍّ ابْنِ امْرَاَةِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ يَعْنِيْ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيَكُوْنُ اُمَرَاءُ تَشْغَلُهُمْ اَشْيَاءُ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا فَاجْعَلُوْا

1255: اخرجه النسائي في ''السنن'' رقم الحديث: 778

1256: اخرجه مسلم في ''الصحيح'' رقم الحديث: 1463' ورقم الحديث: 1464' ورقم الحديث: 1465' اخرجه ابوداؤد في ''السنن'' رقم الحديث: 431' اخرجه الترمذي في ''الجامع'' رقم الحديث: 176' اخرجه ابن ماجه في ''السنن'' رقم الحديث: 2862

1257: اخرجه ابوداؤد في ''السنن'' رقم الحديث: 433

صَلٰوتَكُمْ مَعَهُمْ تَطَوُّعًا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عنقریب ایسے امراء آئیں گے جنہیں کچھ چیزیں مصروف کر دیں گی وہ نماز کو اس کے وقت سے تاخیر سے ادا کریں گے تم اپنی نمازوں کو ان کے ساتھ نفل بنالینا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِی صَلٰوةِ الْخَوْفِ

یہ باب نمازِ خوف کے بیان میں ہے

نماز خوف میں فقہی مذاہب کا بیان

کفار کے خوف اور دشمن کے مقابل ہونے کے وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے نماز خوف کہتے ہیں۔ خوف کی نماز کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ نیز اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد یہ نماز باقی اور ثابت ہے اگرچہ بعض حضرات کا قول ہے کہ نماز خوف صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک ہی کے ساتھ مخصوص تھی۔ نیز بعض حضرات مثلاً حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک یہ نماز حالت سفر کے ساتھ مخصوص ہے۔ جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک یہ نماز سفر و حضر دونوں صورتوں میں جائز ہے۔

بحسب اختلاف زمانہ و مقام یہ نماز متعدد طریقوں سے روایت کی گئی ہے چنانچہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ سولہ طریقوں سے منقول ہے۔ بعض حضرات نے اس سے زائد اور بعض نے اس سے کم کہا ہے لیکن علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث میں جتنے بھی طریقے منقول ہیں تمام کے تمام معتبر ہیں علماء کے ہاں اختلاف صرف ترجیح اور فوقیت کے بارے میں ہے کہ کسی نے کسی طریقے کو ترجیح دی ہے اور اس پر عمل کیا ہے جو صحاح ستہ میں مذکور ہے۔

علامہ شمنی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف چار جگہ پڑھی ہے۔ ذات الرقاع بطن نخل، عسفان اور ذی قرد۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ نماز خوف تھی تو حالت سفر میں مگر فقہاء نے اس پر قیاس کرتے ہوئے اس نماز کو حضر میں بھی جائز رکھا ہے۔

1258- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صَلٰوةِ الْخَوْفِ اَنْ يَّكُوْنَ الْاِمَامُ يُصَلِّيْ بِطَائِفَةٍ مَعَهُ فَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَةً وَاحِدَةً وَتَكُوْنُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ ثُمَّ يَنْصَرِفُ الَّذِيْنَ سَجَدُوا السَّجْدَةَ مَعَ اَمِيْرِهِمْ ثُمَّ يَكُوْنُوْنَ مَكَانَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا وَيَتَقَدَّمُ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا فَيُصَلُّوْا مَعَ اَمِيْرِهِمْ سَجْدَةً وَاحِدَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ اَمِيْرُهُمْ وَقَدْ صَلّٰى صَلٰوتَهٗ وَيُصَلِّيْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ بِصَلٰوتِهٖ سَجْدَةً

1258: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

لِنَفْسِهٖ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا قَالَ يَعْنِيْ بِالسَّجْدَةِ الرَّكْعَةَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف کے بارے میں یہ فرمایا ہے' امام اپنے ساتھ ایک گروہ کو نماز پڑھائے گا وہ لوگ اس کے ساتھ ایک رکعت ادا کریں گے' دوسرا گروہ ان لوگوں اور دشمن کے درمیان میں ہوگا' پھر جن لوگوں نے اپنے امیر کے ساتھ ایک رکعت نماز ادا کی تھی وہ واپس چلے جائیں گے اور ان لوگوں کی جگہ چلے جائیں گے جن لوگوں نے نماز ادا نہیں کی تھی' اور وہ لوگ آگے آجائیں گے جنہوں نے نماز ادا نہیں کی تھی وہ اپنے امیر کے ساتھ ایک رکعت ادا کریں گے' پھر امیر اپنی نماز مکمل کر لے گا' کیونکہ اس نے اپنی نماز ادا کرنی ہے اور دونوں گروہوں میں سے ہر ایک گروہ اپنی نماز ادا کرے گا اور وہ تنہا ایک رکعت ادا کرے گا' اگر خوف اس سے زیادہ شدید ہو' تو پیادہ حالت میں اور سواری کی حالت میں نماز ادا کی جائے گی۔

راوی کہتے ہیں: یہاں روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ ''سجدے'' سے مراد رکعت ہے۔

نماز خوف کے طریقے کا بیان

حضرت سالم ابن عبداللہ ابن عمر اپنے والد (حضرت عبداللہ ابن عمر) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کے لئے گئے (جب) ہم دشمنوں کے سامنے ہوئے تو ہم نے ان (سے مقابل) ہونے کے لئے صفیں باندھ لیں، رسول اللہ ہمیں نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک جماعت آپ کے ساتھ (نماز کے لئے) کھڑی ہوئی اور دوسری جماعت دشمن کے مدمقابل کھڑی رہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ساتھ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (نماز کی جماعت میں) شریک تھے ایک رکوع کیا اور دو سجدے کئے پھر وہ لوگ (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز میں تھے) ان لوگوں کی جگہ چلے گئے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی (اور دشمن کے مدمقابل کھڑے تھے) جن لوگوں نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ آئے (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز میں شریک ہو گئے) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ہمراہ ایک رکوع اور دو سجدے کئے پھر سلام۔ اور یہ لوگ کھڑے ہو گئے اور ہر ایک نے اپنا اپنا ایک رکوع اور دو سجدے کر لئے"۔ نافع نے بھی اسی طرح روایت بیان کی ہے۔ مگر انہوں نے اتنا اور زیادہ بیان کیا ہے کہ "اگر (عین جنگ کی حالت ہو اور) خوف اس سے بھی زیادہ ہو (کہ مذکورہ بالا طریقہ سے نماز پڑھنا ممکن نہ ہو) تو لوگ پیادہ کھڑے کھڑے یا (پیادہ نہ ہو سکیں تو) سواری پر اگر (ممکن ہو تو) قبلے کی طرف یا (اور اگر ممکن نہ ہو تو) کسی بھی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لیں" حضرت نافع فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی نقل کئے ہوں گے۔ (صحیح البخاری، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1392)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تعدد جماعت یعنی کئی کئی مرتبہ جماعت کرنا مکروہ ہے خصوصاً جب کہ تمام نمازی حاضر ہوں۔ ایسے ہی یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ فرض نماز نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے جائز نہیں ہوتی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جماعتوں کو الگ الگ دو دو مرتبہ نماز پڑھاتے نیز جماعت کے واجب ہونے کی بھی یہ حدیث دلیل ہے کہ ایسی

حالت میں بھی جب کہ دشمن کا لشکر مد مقابل ہو جماعت نہ چھوڑی جائے۔ حضرت ابن ہمام فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا طریقے سے نماز خوف کی ادائیگی اس وقت ضروری ہوتی ہے جب کہ سب لوگ ایک ہی آدمی کو امام بنانے پر مصر ہوں۔ اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو پھر افضل یہ ہے کہ ایک امام ایک جماعت کو پوری نماز پڑھائے اور دوسرا امام دوسری جماعت کو پوری نماز پڑھائے۔ حدیث کے الفاظ فقام کل واحد منھم (اور یہ لوگ کھڑے ہو گئے الخ) کی تفصیل و فائدہ علماء حنفیہ میں سے بعض شارحین نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ جماعت جو بعد میں آ کر نماز میں شریک ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام پھیرنے کے بعد دشمن کے مقابلے میں چلی گئی اور پہلی جماعت جو پہلی رکعت میں شریک ہوئی تھی وہاں سے اپنی جگہ یعنی نماز پڑھنے آ گئی اور تنہا تنہا اپنی بقیہ نماز پوری کی اور سلام پھیر کے دشمن کے مقابلہ پر چلی گئی اس کے بعد پھر دوسری جماعت یہاں آ گئی اور اس نے بھی تنہا اپنی بقیہ نماز پوری کی اور سلام پھیر کے دشمن کے مقابلہ پر چلی گئی۔ ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماء سے یہی تفصیل اور طریقہ منقول ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ اگر یہ تفصیل حدیث میں وضاحت کے ساتھ بیان نہیں کی گئی ہے اور نہ صراحت کے ساتھ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن حضرت ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے حضرت امام ابوحنیفہ کے مسلک کا ایک جز ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ کہ پہلی جماعت ایک رکعت پڑھ کر چلی جائے اور دوسری جماعت دوسری رکعت میں آ کر امام کے ساتھ شریک ہو اور اس دوسری جماعت کی موجودگی میں امام اپنی نماز پوری کر کے سلام پھیر دے۔ البتہ حضرت امام اعظم کا پورا مسلک اور ان کا نقل کردہ پورا طریقہ ایک دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے جو حضرت عبداللہ ابن عباس پر موقوف ہے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا یہ مسلک اور ان کی روایت حضرت امام محمد نے اپنی کتاب الآثار میں نقل کی ہے۔ اس سلسلے میں اتنی بات سمجھ لینا چاہیے کہ نماز خوف کے بارہ میں حضرت امام اعظم کا جو مسلک ہے اور انہوں نے جو تفصیل بیان کی ہے وہ حدیث موقوف سے ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ اس باب میں عقل کو کوئی دخل نہیں لہٰذا حدیث موقوف بھی حدیث مرفوع کے درجے میں ہوگی۔ اور پھر یہ کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ بھی ہے کہ صورت مذکورہ میں پہلی جماعت اپنی نماز بغیر قرات کے لاحق کی طرح پوری کرے اور دوسری جماعت قرات کے ساتھ پوری کرے جیسا کہ مسبوق اپنی نماز قرات کے ساتھ پوری کرتے ہیں لیکن یہ صورت اس وقت کی ہے جب کہ نماز حالت سفر میں پڑھی جا رہی ہو اور امام مسافر ہو یا نماز دو رکعت والی نماز ہو اور اگر امام مقیم ہو اور نماز چار رکعتوں والی ہو تو دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک جماعت امام کے ساتھ دو دو رکعتوں پڑھے گی۔ لیکن نماز اگر تین رکعتیں والی ہو جیسے مغرب کی تو خواہ سفر ہو یا حضرت دونوں صورتوں میں پہلی جماعت امام کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے گی اور دوسری جماعت ایک رکعت اور ہر جماعت اپنی اپنی نماز مذکورہ بالا طریقے سے پوری کرے گی۔ حدیث کے آخری الفاظ قیاما علی اقدامھم سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نمازی رکوع اور سجدہ ترک کر دیں۔ یعنی مذکورہ بالا صورت میں جب کہ لوگ پیادہ کھڑے کھڑے یا سواری پر نماز پڑھیں تو رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کر لیں نماز خوف کے سلسلے میں مذکورہ بالا طریقہ اگرچہ خلاف قیاس ہے کیونکہ خود حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک چلنا، سوار ہونا اور لڑنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ پھر یہ کہ اس صورت میں نہ صرف یہ کہ عمل کثیر بہت ہوتا ہے بلکہ قبلے سے بھی انحراف ہوتا ہے لیکن چونکہ قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ میں نماز خوف اور اس کا طریقہ وارد ہو گیا

ہے۔اس لئے اسے مشروع رکھا گیا ہے۔

1259-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْاَنْصَارِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ اَنَّهُ قَالَ فِي صَلٰوةِ الْخَوْفِ قَالَ يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَتَقُومُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وَوُجُوهُهُمْ اِلَى الصَّفِّ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَيَرْكَعُونَ لِاَنْفُسِهِمْ وَيَسْجُدُونَ لِاَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُونَ اِلَى مُقَامِ اُولٰئِكَ وَيَجِيءُ اُولٰئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ فَهِيَ لَهُ ثِنْتَانِ وَلَهُمْ وَاحِدَةٌ ثُمَّ يَرْكَعُونَ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ فَسَاَلْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ لِي يَحْيَى اكْتُبْهُ اِلَى جَنْبِهِ وَلَسْتُ اَحْفَظُ الْحَدِيثَ وَلٰكِنْ مِثْلُ حَدِيثِ يَحْيَى

◄► حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ نماز خوف کے بارے میں انہوں نے یہ فرمایا ہے: امام قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑا ہوگا لوگوں کا ایک گروہ اس کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا ایک گروہ دشمن کے مقابلے میں رہے گا اور ان کا چہرہ صف کی طرف ہوگا امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائے گا وہ لوگ بذات خود رکوع کریں گے اور بذات خود دو سجدے کریں گے اور اپنی اپنی جگہ پر ایسا کریں گے پھر یہ لوگ ان دوسرے لوگوں کی جگہ چلے جائیں گے اور وہ لوگ آ جائیں گے امام انہیں ایک رکعت پڑھائے گا وہ انہیں دو سجدے کروائے گا' تو یہ امام کی دو رکعات ہو جائیں گی اور ان لوگوں کی ایک رکعت ہوگی پھر وہ لوگ ایک رکعت ادا کریں گے اور دو سجدے کریں گے۔

محمد بن بشار نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید القطان سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے شعبہ کے حوالے سے ان کی سند کے ساتھ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مانند روایت نقل کی جو یحییٰ بن سعید سے منقول ہے۔

محمد بن بشار کہتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے مجھ سے کہا یہ بات بھی نوٹ کر لو کہ مجھے یہ حدیث اسی طرح یاد ہے جس طرح یہ حدیث یحییٰ سے منقول ہے۔

نماز خوف کے طریقے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت سہل بن ابوحثمہ نماز خوف کے متعلق فرماتے ہیں کہ امام قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور اس کے ساتھ ایک گروہ

1259: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 4129' ورقم الحدیث: 4131' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1944' ورقم الحدیث: 1945' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1237' ورقم الحدیث: 1238' ورقم الحدیث: 1239' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 565' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1535' ورقم الحدیث: 1536

کھڑا ہو جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہے اور انہی کی طرف رخ کئے رہے پھر امام پہلے گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور وہ لوگ دوسری رکعت خود پڑھیں اور دو سجدے کرنے کے بعد دوسری جماعت کی جگہ دشمن کے مقابل آ جائیں اور وہ جماعت آ کر امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور سجدے کرے امام کی دو رکعتیں ہو جائیں گی اور جماعت کی پہلی رکعت ہو گی پھر یہ لوگ کھڑے ہو جائیں اور دوسری رکعت پڑھیں اور سجدہ کریں محمد بن بشار کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن سعید سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے شعبہ کے حوالے سے مجھے بتایا کہ شعبہ عبدالرحمٰن بن قاسم سے وہ قاسم سے وہ اپنے والد سے وہ صالح بن خوات سے وہ سہل بن ابی حثمہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یحییٰ بن سعید انصاری کی روایت کی مثل بیان کرتے ہیں پھر یحییٰ بن سعید نے مجھ سے کہا کہ اس حدیث کو اس کے ساتھ لکھ دو مجھے یہ حدیث اچھی طرح یاد نہیں لیکن یہ یحییٰ بن سعید انصاری کی حدیث ہی کی مثل ہے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اسے یحییٰ بن سعید انصاری نے قاسم بن محمد کی روایت سے مرفوع نہیں کیا یحییٰ بن سعید انصاری کے ساتھی بھی اسے موقوف ہی روایت کرتے ہیں جبکہ شعبہ عبدالرحمٰن بن قاسم محمد کے حوالے سے اسے مرفوع روایت روایت کرتے ہیں جو نماز خوف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ چکا تھا امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے امام مالک شافعی احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور یہ کئی راویوں سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گروہوں کے ساتھ ایک ایک رکعت نماز پڑھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو ان دونوں کے لئے ایک ایک رکعت تھی۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 552) یہی حدیث احناف ائمہ کی دلیل ہے۔

حضرت سالم سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف میں ایک رکعت ایک گروہ کے ساتھ پڑھی جب کہ دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں لڑتا رہا پھر یہ لوگ اپنی جگہ چلے گئے اور انہوں نے آ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں دوسری رکعت پڑھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر دیا اور اس گروہ نے کھڑے ہو کر اپنی چھوڑی ہوئی رکعت پوری کی اس کے بعد دوسرا گروہ کھڑا ہوا اور اس نے بھی اپنی دوسری رکعت پڑھی اس باب میں جابر حذیفہ زید بن ثابت ابن عباس ابوہریرہ ابن مسعود ابوبکرہ سہل بن ابوحثمہ اور ابوعیاش ذوقی سے بھی روایت ہے بوعیاش کا نام زید بن ثابت ہے امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں۔

امام مالک نماز خوف میں سہل بن ابوحثمہ ہی کی روایت پر عمل کرتے ہیں اور یہی امام شافعی کا قول ہے۔ حضرت امام احمد کہتے ہیں کہ نماز خوف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طرح مروی ہے اور میں اس باب میں سہل بن ابوحثمہ کی حدیث سے صحیح روایت نہیں جانتا چنانچہ وہ بھی اسی طریقے کو اختیار کرتے ہیں اسحاق بن ابراہیم بھی اسی طرح کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلوٰۃ خوف میں کئی روایات ثابت ہیں ان سب پر عمل کرنا جائز ہے یعنی یہ بقدر خوف ہے اسحاق کہتے ہیں کہ ہم سہل بن ابی حثمہ کی حدیث کو دوسری روایات پر ترجیح نہیں دیتے ابن عمر کی حدیث حسن صحیح ہے اسے موسیٰ بن عقبہ بھی نافع سے وہ ابن عمر سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث 551)

1260- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَرَكَعَ بِهِمْ جَمِيْعًا ثُمَّ سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفُّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهٗ وَالْاٰخَرُوْنَ قِيَامٌ حَتّٰى اِذَا نَهَضَ سَجَدَ اُولٰٓئِكَ بِاَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَاَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ حَتّٰى قَامُوْا مُقَامَ اُولٰٓئِكَ وَتَخَلَّلَ اُولٰٓئِكَ حَتّٰى قَامُوْا مُقَامَ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ فَرَكَعَ بِهِمُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْعًا ثُمَّ سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفُّ الَّذِىْ يَلُوْنَهٗ فَلَمَّا رَفَعُوْا رُءُوْسَهُمْ سَجَدَ اُولٰٓئِكَ سَجْدَتَيْنِ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَكَعَ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ طَائِفَةٌ بِاَنْفُسِهِمْ سَجْدَتَيْنِ وَكَانَ الْعَدُوُّ مِمَّا يَلِى الْقِبْلَةَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو نماز خوف پڑھائی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو رکوع کروایا' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں چلے گئے اور جو صف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی وہ بھی سجدے میں چلی گئی' دوسرے لوگ قیام کی حالت میں رہے' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے' تو ان لوگوں نے بذات خود دونوں سجدے کیے' پھر آگے والی صف پیچھے ہو گئی یہاں تک کہ یہ لوگ ان لوگوں کی جگہ کھڑے ہو گئے اور وہ لوگ آگے والی صف کی جگہ پر آ کر کھڑے ہو گئے' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو رکوع کروایا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے اور وہ صف بھی سجدے میں گئی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑی ہوئی تھی' جب ان لوگوں نے سجدے سے سر اٹھایا' تو دوسرے لوگوں نے دو سجدے کیے تو ان میں سے ہر ایک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع کیا اور ان دونوں گروہوں میں سے ہر ایک گروہ نے الگ' الگ سجدے کیے' اس وقت دشمن قبلہ کی سمت میں موجود تھا۔

نماز خوف اور طریقہ نماز کا بیان

حضرت یزید ابن رومان حضرت صالح ابن خوات اور وہ اس آدمی سے جس نے سرتاج دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ذات الرقاع کے دن نماز خوف پڑھی تھی (نماز خوف کا یہ طریقہ) نقل کرتے ہیں کہ (اس دن) ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (نماز کے لئے) صف بندی کی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابل صف آرا ہوگئی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کے ہمراہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی ایک رکعت نماز پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے اور اس جماعت نے خود اپنی نماز پوری کی (یعنی دوسری رکعت جماعت نے خود تنہا پڑھی) پھر اس کے بعد یہ جماعت (نماز سے فارغ ہو کر) واپس ہوئی اور دشمن کے مقابل صف آرا ہوگئی اور وہ جماعت جو دشمن کے مقابل صف آرا تھی (نماز کے لئے) آئی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دوسری رکعت جو باقی رہ گئی تھی۔

اس جماعت کے ساتھ پڑھی اور (التحیات میں) بیٹھے رہے اور پھر اس جماعت نے اپنی وہ پہلی رکعت جو باقی تھی تنہا اور التحیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک ہوگئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔ (صحیح

1260: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

البخاری نے اس روایت کو ایک اور سند کے ساتھ نقل کیا ہے یعنی اس طرح کہ " قاسم وہ صالح ابن خوات سے اور وہ حضرت سہل ابن ابی حثمہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1393)

ذات الرقاع" کے دن جس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی تھی ان کا نام سہل ابن ابی حثمہ ہے کیونکہ محمد ابن قاسم نے صلوۃ الخوف کی حدیث صالح ابن خوات سے اور انہوں نے حضرت سہل ابن ابی حثمہ سے نقل کی ہے جیسا کہ صحیح البخاری کی روایت میں بیان کیا گیا ہے۔ " ذات الرقاع" ایک غزوے کا نام ہے جو ۵ھ میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے مقابلے کے لئے گئے مگر بغیر جنگ کیے ہوئے واپسی ہوئی۔ اسی موقع پر یہ نماز پڑھی تھی۔ اس غزوے کو " ذات الرقاع" اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس وقت جو مسلمان غزوہ میں شریک ہونے کے لئے میدان جہاد کی طرف گئے تھے وہ ننگے پاؤں تھے جس کی وجہ سے ان کے پاؤں میں سوراخ ہو گئے تھے اور ناخن ٹوٹ گئے تھے چنانچہ ان مجاہدین نے اپنے پاؤں پر رقاع یعنی چیتھڑے لپیٹ لئے تھے اسی مناسبت سے یہ غزوہ " ذات الرقاع" (یعنی چیتھڑوں) والا کے نام سے مشہور رہا۔ اس حدیث میں نماز خوف کا جو طریقہ نقل کیا گیا ہے یہ ایک اور طریقہ ہے اس میں بھی ہر جماعت نے ایک ایک رکعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ پڑھی۔

اور ایک ایک رکعت تنہا پوری کی۔ لیکن یہاں فرق یہ ہے کہ ہر ایک جماعت نے جو ایک ایک رکعت تنہا پڑھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز میں رہنے کے دوران ہی پڑھی جب کہ پہلے طریقے میں ہر ایک جماعت نے اپنی اپنی ایک رکعت نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد پڑھی تھی۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما نے اسی طریقہ پر عمل کیا ہے جو اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

نماز خوف اور اس کے خاص طریقے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام " بطن نخل " میں خوف کے وقت ظہر کی نماز پڑھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس طرح) نماز پڑھائی کہ ایک جماعت کو دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ پھر جب دوسری جماعت آئی تو اسے بھی دو رکعتیں نماز پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ (شرح السنہ، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1396)

" بطن نخل " مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مسلک کے مطابق یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصر کی نماز پڑھی۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتوں کے بجائے دو رکعت نماز ادا فرمائی اس کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھی۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑھنے والا اقتدا کر سکتا ہے۔ حنفی مسلک کے مطابق اس حدیث کی تشریح بظاہر ایک سخت مسئلہ ہے کیونکہ اگر اسے سفر پر محمول کیا جائے تو نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑھنے والے کی اقتدا لازم آتی ہے۔

اور حنفیہ کے ہاں یہ درست نہیں ہے لہٰذا یہ سفر کی نماز تو قرار نہیں دی جا سکتی۔ اب اگر اس حدیث کا محمول حضر کی نماز قرار دی

جائے تو پھر ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا لازم آتا ہے جو نماز کے منافی ہے لہٰذا اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ یہ کہا جائے کہ نماز تو حالت حضر ہی میں پڑھی گئی تھی البتہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرنا یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے تھا جو دوسروں کے لئے جائز نہیں ہے چنانچہ لوگوں نے اپنی بقیہ دو دو رکعتیں آپ کے سلام پھیرنے کے بعد بطور خود پوری کیں اس طرح ان کی بھی چار رکعتیں ہو گئیں۔

اس سلسلے میں حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو تحقیق پیش کی ہے وہ بہت مناسب معلوم ہوتی ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ ایک فرض نماز دو مرتبہ پڑھی جا سکتی تھی۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ

یہ باب نماز کسوف کے بارے میں ہے

خسوف اور کسوف کے معنی ومفہوم کا بیان

مشہور اہل لغت اہل علم کا قول یہ ہے کہ "خسوف" چاند گرہن کو فرماتے ہیں کہ "کسوف" سورج گرہن کو۔ اس باب میں جتنی احادیث نقل کی جائیں گی سب کی سب سورج گرہن سے متعلق ہیں۔ ہاں صرف ایک حدیث جو پہلی فصل کی دوسری حدیث ہے اس کے بارہ میں احتمال ہے کہ وہ "چاند گرہن" سے متعلق ہے لہٰذا مؤلف مشکوٰۃ کے لئے بہتر یہ تھا کہ وہ اس باب کا نام "الصلوٰۃ الخسوف" کی بجائے "باب صلوٰۃ الکسوف" رکھتے۔ بعض علماء نے لفظ کسوف دونوں جگہ استعمال کیا ہے سورج گرہن میں بھی چاند گرہن میں بھی، اسی طرح بعض حضرات نے لفظ خسوف کو بھی دونوں جگہ استعمال کیا ہے۔ سورج گرہن کی نماز بالاتفاق جمہور علماء کے نزدیک مسنون ہے۔ حنفیہ کے نزدیک سورج گرہن کی نماز دو رکعت باجماعت بغیر خطبہ کے ہے۔ چاند گرہن کی نماز میں دو رکعت ہے مگر اس میں جماعت نہیں ہے بلکہ ہر آدمی الگ الگ یہ نماز پڑھے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دونوں میں جماعت اور خطبہ ہے۔

الصلوٰۃ الجامعہ کہنے کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں (ہجرت کے بعد ایک مرتبہ) سورج گرہن ہوا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی والے کو (لوگوں کے درمیان) بھیجا کہ وہ منادی کر دے کہ "الصلوٰۃ جامعۃ" یعنی نماز جمع کرنے والی ہے چنانچہ (جب لوگ جمع ہو گئے تو) آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور دو رکعت نماز پڑھائی جن میں چار رکوع کئے اور چار سجدے کئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "(جتنے طویل رکوع اور سجدے میں نے اس دن نماز خسوف میں کئے) اس سے زیادہ طویل میں نے نہ کبھی رکوع کیا اور نہ کبھی سجدہ کیا۔"

(صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1454)

نماز خسوف میں لوگوں کو جمع کرنے کے لئے "الصلوٰۃ جامعۃ" پکار کر کہنا سنت ہے خاص طور پر جب کہ لوگ اس نماز کے

لئے جمع نہ ہوئے ہوں۔ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ نماز جماعت کے ساتھ جامع مسجد میں یا عیدگاہ میں پڑھی جائے نیز یہ نماز اوقات مکروہہ میں نہ پڑھی جائے۔ فصلی اربع رکعات الخ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکوع اور چار سجدے کئے یعنی ہر رکعت میں دو رکوع اور دو سجدے کئے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک میں دوسری نمازوں کی طرح اس نماز میں بھی ہر رکعت میں ایک ہی رکوع ہے ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن سے ایک ہی رکوع کرنا ثابت ہے بلکہ اس باب میں ایک حدیث قولی بھی منقول ہے اور یہ کلیہ ہے کہ جہاں قول اور فعل ثابت ہوتے ہیں تو فعل پر قول کو ترجیح دی جاتی ہے۔

گرہن کی نماز کے حکم کا بیان

1261- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِىْ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا

◄► حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: بیشک سورج اور چاند کو کسی انسان کی موت کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا' جب تم انہیں (گرہن کی حالت میں) دیکھو تو اٹھ کر نماز ادا کرنا شروع کر دو۔

1262-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّجَمِيْلُ بْنُ الْحَسَنِ قَالُوْا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ فَزِعًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ حَتّٰى اَتَى الْمَسْجِدَ فَلَمْ يَزَلْ يُصَلِّىْ حَتَّى انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اُنَاسًا يَزْعُمُوْنَ اَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ اِلَّا لِمَوْتِ عَظِيْمٍ مِّنَ الْعُظَمَاءِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ فَاِذَا تَجَلَّى اللّٰهُ لِشَىْءٍ مِّنْ خَلْقِهِ خَشَعَ لَهُ

◄► حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوف کے عالم میں تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے کو گھسیٹتے ہوئے مسجد آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نماز ادا کرتے رہے' جب تک سورج روشن نہیں ہو گیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں: سورج اور چاند کسی بڑے آدمی کے انتقال کی وجہ سے گرہن ہوتا ہے ایسا نہیں ہے بے شک سورج اور چاند کسی کی پیدائش کی وجہ سے یا کسی کے مرنے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی چیز پر تجلی کرتا ہے تو وہ چیز اس کے سامنے جھک جاتی ہے۔

1261: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث:1041' ورقم الحدیث:1057' ورقم الحدیث:3204' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث:2111' ورقم الحدیث:2112' ورقم الحدیث:2113' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث:1461

1262: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث:1193' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث:1484

سورج گرہن کے اسباب کا بیان

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج گرہن ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ (اس طرح) نماز پڑھی کہ سورت بقرہ کی قرأت کی بقدر طویل قیام فرمایا (یعنی اتنی دیر تک قیام میں کھڑے رہے جتنی دیر تک سورت بقرہ پڑھی جا سکتی ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا، رکوع بھی اتنا طویل تھا، رکوع سے سر اٹھایا اور بڑی دیر تک کھڑے رہے لیکن یہ قیام پہلے قیام سے کم تھا، پھر (دوبارہ) رکوع کیا، یہ رکوع بھی طویل تھا مگر پہلے رکوع سے کم، پھر کھڑے ہوئے اور سجدہ کیا، پھر (دوسری رکعت کے لئے) کھڑے ہوئے اور بہت طویل قیام کیا مگر یہ قیام پہلی رکعت کے قیام سے کم تھا، پھر رکوع میں گئے یہ رکوع بھی طویل تھا مگر پہلے رکوع سے کم، پھر کھڑے اور دیر تک کھڑے رہے مگر یہ قیام پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع میں گئے یہ رکوع بھی طویل تھا مگر پہلے رکوع سے کم پھر کھڑے ہوئے اور سجدہ کیا اس کے بعد (یعنی التحیات اور سلام کے بعد) نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند اللہ کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں! یہ نہ کسی مرنے کی وجہ سے گرہن ہوتے ہیں اور نہ کسی کے پیدا ہونے کی وجہ سے جب تم یہ دیکھو کہ (یہ گرہن میں آگئے ہیں) تو اللہ کی یاد میں مشغول ہو جاؤ۔ "صحابہ کرام نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (نماز کے دوران) ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ سے کسی چیز کو لینے کا ارادہ کیا پھر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" (جب تم نے مجھے کسی چیز کے لینے کے لئے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تھا تو اس وقت) میں نے جنت کو دیکھا تھا اور اس میں سے خوشہ انگور لینے کا ارادہ کیا تھا، اگر میں خوشہ انگور لے لیتا تو بلاشبہ تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے اور جب تم نے مجھے پیچھے ہٹے ہوئے دیکھا تھا (اس وقت) میں نے دوزخ دیکھی تھی (اس کی گرمی کے پہنچنے کے ڈر سے پیچھے ہٹ گیا تھا) چنانچہ آج کے دن کی طرح کسی دن میں نے ایسی ہولناک جگہ کبھی نہیں دیکھی اور دوزخ میں میں نے زیادہ عورتیں ہی دیکھی ہیں۔ "صحابہ کرام نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! کس وجہ سے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کے کفر کی وجہ سے "صحابہ کرام نے عرض کیا کہ " کیا عورتیں اللہ کے کفر میں مبتلا ہیں۔ "؟ فرمایا" نہیں" بلکہ وہ شوہروں کی نعمتوں اور احسان کا کفران کرتی ہیں (یعنی شوہروں کی ناشکر و نافرمائی کرتی ہیں اور کسی کا احسان نہیں مانتیں) چنانچہ تم ان میں سے کسی کے ساتھ مدتوں تک بھلائی کرتے رہو مگر جب کبھی وہ کسی چیز کو اپنی مرضی کے خلاف پائے گی تو یہی کہے گی کہ میں نے کبھی تمہارے یہاں بھلائی نہیں دیکھی۔ (صحیح البخاری و صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: حدیث نمبر 1456)

آیتان من ایت اللہ کا مطلب یہ ہے کہ "سورج و چاند" اللہ کی الوہیت اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے اس بات کی دو نشانیاں ہیں کہ یہ دونوں رب قدوس کے تابعدار اور فرمانبردار پیدا کئے گئے ہیں انہیں اپنی طرف سے کسی کو نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت تو کیا ہوتی سب ان میں اتنی بھی طاقت نہیں ہے کہ اپنے اندر کسی قسم کے پیدا ہوئے نقصان اور عیب کو ختم کر سکیں۔ لہٰذا کیسے بد عقل و کند فہم اور کور بخت ہیں وہ لوگ جو اس چیز کا مشاہدہ کرتے ہوئے چاند و سورج کو معبود قرار دیتے ہیں ان کے سامنے اپنی پیشانی جھکاتے ہیں؟ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جاہلیت کے اس عقیدہ کو ختم فرمایا کہ کس عظیم حادثہ مثلاً کسی بڑی آدمیت

کے مرنے اور وباء عام یعنی قحط وغیرہ کی وجہ سے سورج وچاند گرہن میں آتے ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا کہ یہ خیالات باطل اور اعتقادات فاسد ہیں حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اللہ ان دونوں کو گرہن میں مبتلا کر کے صرف اپنی قدرت کا اظہار کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ فاذکروا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ چاند وسورج گرہن کے وقت اگر نماز کے وقت مکروہ نہ ہوں تو کسوف وخسوف کی نماز پڑھو اور اگر اوقات مکروہ ہوں تو پھر نماز نہ پڑھو بلکہ پروردگار کی تسبیح وتہلیل اور تکبیر نیز استغفار میں مشغول ہو جاؤ۔

لیکن یہ بات جان لو کہ یہ حکم "امر استحبابی" کے طور پر ہے وجوب کے طور پر نہیں ہے کیونکہ نماز کسوف وخسوف واجب نہیں ہے۔ بلکہ بالاتفاق تمام علماء کے نزدیک سنت ہے۔ "رہتی دنیا تک کھاتے" یعنی جیسا کہ بہشت کے میووں کی خاصیت ہے، انگور کے اس خوشہ میں سے جو دانہ کھاتے اس کی جگہ دوسرا دانہ پیدا ہو جاتا اسی طرح وہ خوشہ رہتی دنیا تک چلتا رہتا۔ جنت کے اس خوشہ انگور کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ لینے کا سبب یہ تھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے لے لیتے اور لوگ اسے کچھ لیتے تو ایمان بالغیب کی کوئی حقیقت واہمیت باقی نہ رہ جاتی۔

نماز کسوف کی ادائیگی وقرأت کا بیان

1263- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فِیْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ فَصَفَّ النَّاسُ وَرَآءَهُ فَقَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ قَامَ فَقَرَاَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً هِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا هُوَ اَدْنٰى مِنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ فَعَلَ فِی الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ فَاسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَّانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں سورج گرہن ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف قائم کر لی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل قرأت کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں چلے گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل

1263: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1046' ورقم الحدیث: 1212' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2088' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1180' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1471

رکوع کیا پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد پڑھا پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے طویل قرأت کی جو پہلی قرأت سے کم تھی پھر آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور پھر رکوع کیا پھر آپ ﷺ نے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا و لک الحمد پڑھا پھر آپ ﷺ نے دوسری رکعت میں بھی اسی کی مانند کیا اسی طرح آپ ﷺ نے چار مکمل رکعات ادا کیں جس میں 4 سجدے تھے آپ ﷺ کے نماز ختم کرنے سے پہلے ہی سورج روشن ہو گیا پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد و ثناء بیان کی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں یہ کسی کے مرنے یا جینے کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے ہیں تم جب ان کو (گرہن کی حالت) میں دیکھو تو تیزی سے نماز کی
طرف آؤ۔

1264- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ عِبَادٍ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكُسُوفِ فَلَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں گرہن کی نماز پڑھائی تو ہمیں آپ ﷺ کی آواز سنائی نہیں دی (یعنی آپ ﷺ نے اس میں بلند آواز میں قرأت نہیں کی)

1265- حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ سَلَمَةَ الْعَدَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ الْجُمَحِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْكُسُوفِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ لَقَدْ دَنَتْ مِنِّي الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوِ اجْتَرَاْتُ عَلَيْهَا لَجِئْتُكُمْ بِقِطَافٍ مِنْ قِطَافِهَا وَدَنَتْ مِنِّي النَّارُ حَتّٰى قُلْتُ اَيْ رَبِّ وَاَنَا فِيهِمْ قَالَ نَافِعٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ وَرَاَيْتُ امْرَاَةً تَخْدِشُهَا هِرَّةٌ لَهَا فَقُلْتُ مَا شَاْنُ هٰذِهٖ قَالُوْا حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ اَرْسَلَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خِشَاشِ الْاَرْضِ

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے نماز کسوف ادا کی۔ آپ نے قیام کیا اور طویل قیام کیا۔ پھر آپ رکوع میں گئے تو طویل رکوع کیا پھر آپ اٹھے اور آپ نے قیام کیا اور طویل قیام کیا۔ پھر

1264: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1184 اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 562 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1483

1265: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 745 ورقم الحدیث: 2364 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1497

آپ رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے اور پھر آپ نے طویل سجدہ کیا۔ پھر آپ نے قیام کیا تو طویل قیام کیا۔ پھر آپ رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور طویل قیام کیا۔ پھر آپ رکوع میں گئے اور طویل رکوع کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور سجدے میں چلے گئے اور طویل سجدہ کیا۔ پھر آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: جنت میرے قریب ہوئی' یہاں تک کہ اگر میں چاہتا تو اس کا ایک خوشہ توڑ کر تمہارے پاس آ جاتا اور جہنم میرے قریب ہوئی۔ یہاں تک کہ میں نے یہ سوچا: اے میرے پروردگار! میں ان (اہلِ جہنم) کے ساتھ ہی ہوں؟ (راوی بیان کرتے ہیں) میرا خیال ہے انہوں نے یہ بات بھی بتائی' وہاں ایک خاتون تھی جسے ایک بلی نوچ رہی تھی۔ میں نے دریافت کیا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ اس نے اس بلی کو باندھ دیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے مرگئی۔ اس نے اس بلی کو کھانے کے لئے کچھ نہیں دیا اور چھوڑا بھی نہیں کہ خود ہی زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی۔

کسوف میں رکوع وسجود کی تعداد کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تھا سورج گرہن ہوا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو چھ رکوع اور چار سجدے کے ساتھ نماز پڑھائی۔ (صحیح مسلم مشکوۃ المصابیح: جلداول: حدیث نمبر 1459)

حضرت ابراہیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے تھے جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے ۸ھ میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۰ھ میں حالت شیر خوارگی میں وفات پا گئے تھے، ان کی عمر صرف اٹھارہ مہینے یا اس سے کچھ زیادہ ہوئی تھی۔ جس دن ان کا انتقال ہوا اس دن سورج کو گرہن لگا۔ چنانچہ لوگوں نے کہا کہ سورج گرہن ان کی وفات ہی کی وجہ سے ہوا ہے۔ جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تردید فرمائی جیسا کہ گذشتہ روایتوں میں معلوم ہو چکا ہے۔ "چھ رکوع اور چار سجدے کے ساتھ" کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں تین تین رکوع اور دو دو سجدے کئے۔ جیسا کہ اس باب کی احادیث میں اس نماز کے رکوع کی تعداد مختلف بیان ہوئی ہے۔

لہٰذا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے ان احادیث کو ترجیح دی ہے جن میں ہر رکعت میں صرف ایک رکوع کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ نہ صرف یہ کہ اصل یہی ہے کہ ہر رکعت میں ایک رکوع ہو بلکہ اس بارہ میں قولی اور فعلی دونوں طرح کی احادیث منقول ہیں۔ پھر یہ کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی مستدل روایت کے علاوہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے اکثر اہل علم حضرات کے یہاں یہ بھی مسئلہ ہے کہ اگر گرہن دیر تک رہے تو یہ جائز ہے کہ ہر رکعت میں تین یا چار یا پانچ رکوع بھی کئے جاسکتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن ابن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں اپنے تیروں سے

تیراندازی کیا کرتا تھا چنانچہ ایک دن میں تیراندازی میں مشغول تھا) کہ سورج گرہن ہوا، میں نے تیروں کو پھینک دیا اور (دل میں) کہا کہ اللہ کی قسم میں یہ ضرور دیکھوں گا کہ سورج گرہن ہونے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حالت ہوتی ہے (یعنی یہ دیکھوں گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کیا کرتے ہیں؟) حضرت عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ "(یہ سوچ کر) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (میں نے سنا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سبحان اللہ لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھنے اور دعا مانگنے لگے، یہاں تک سورج گرہن سے نکل آیا۔ جب سورج سے ظلمت دور ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز ادا فرمائی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی دو رکعتیں پڑھیں جن میں دو سورتوں کی قرات کی۔

(مشکوٰۃ المصابیح: جلداول: حدیث نمبر 1461)

وھو قائم فی الصلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے نماز کے سے انداز قبلہ کی طرف رخ کیے ہوئے کھڑے تھے اور لوگ صف باندھے کھڑے تھے۔ یا پھر یہ کہا جائے گا کہ یہاں "صلوٰۃ" یعنی نماز سے مراد "دعا" ہے۔ یہ تاویل اس لئے کی جاتی ہے کہ یہ کسی بھی مسلک سے معلوم نہیں ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج گرہن کے وقت حالت نماز میں اذکار کے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔" جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے، نماز کسوف کے رکوع کی تعداد کے بارہ میں مختلف احادیث مروی ہیں چنانچہ جن روایتوں سے ہر رکعت میں کئی کئی رکوع کا اثبات ہوتا ہے۔ وہ سب مضطرب ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس بارہ میں خود راوی بھی مضطرب ہیں کہ بعض نے تین تین رکوع بیان کیے ہیں، بعض نے چار چار رکوع اور بعض نے پانچ رکوع تک کی تعداد اور روایت کی ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ اضطراب موجب ضعف ہوتا ہے لہذا روایتوں کا ترک کرنا واجب ہوا جو تعداد رکوع کو ثابت کرتی ہیں اسی لئے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں روایات کو اپنا مستدل قرار دیا ہے۔ جن سے ہر رکعت میں ایک ایک رکوع کرنا ثابت ہے۔

حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو رکعت نماز پڑھنی شروع کی) یعنی دو رکعت نماز پڑھ کر دیکھتے اگر گرہن ختم نہ ہوتا تو پھر دو دو رکعت نماز پڑھتے اسی طرح گرہن تک نماز پڑھتے رہے) اور (اللہ تعالیٰ سے یہ دعا) مانگتے (کہ یا اللہ آفتاب روشن کردے یا یہ کہ ہر دو دو رکعت کے بعد لوگوں سے گرہن کے بارہ میں پوچھتے کہ گرہن ختم ہوا یا نہیں؟ اگر لوگ کہتے کہ ابھی گرہن باقی ہے تو پھر نماز میں مشغول ہو جاتے) جہاں تک کہ آفتاب روشن ہوگیا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ المصابیح: جلداول: حدیث نمبر 1466)

اور سنن نسائی کی روایت ہے کہ "جب سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی جس میں رکوع وسجدہ کرتے تھے" سنن نسائی کی ایک دوسری روایت کے لفظ یہ ہیں کہ "ایک روز جب کہ سورج کو گرہن ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجلت کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھی یہاں تک کہ آفتاب روشن ہوگیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "زمانہ جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے کہ زمین پر رہنے والے بڑے آدمیوں میں سے کسی بڑے آدمی کے مرجانے کی وجہ سے سورج اور چاند کو گرہن لگتا ہے، حالانکہ (حقیقت یہ ہے کہ) سورج وچاند نہ تو کسی کے مرجانے کی وجہ سے گرہن میں آتے ہیں اور نہ

کسی کی پیدائش کی وجہ سے۔ یہ دونوں محض اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دومخلوق ہیں، اللہ جو چاہتا ہے اپنی مخلوق میں تغیر (مثلاً گرہن ،روشنی اور اندھیرا) پیدا کرتا ہے۔لہٰذا جب ان میں سے کوئی گرہن میں آئے تو تم نماز پڑھنی شروع کردو یہاں تک کہ وہ روشن ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ظاہر ہو جائے (یعنی عذاب آ جائے یا قیامت شروع ہو جائے)۔(سنن نسائی)

حدیث کے الفاظ "ہماری نماز کی طرح کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف کی ہر رکعت میں کئی کئی رکوع نہیں کئے بلکہ جس طرح کہ ہم روزمرہ نماز پڑھتے ہیں اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس وقت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے کئے۔" یہ حدیث حنیفہ کے مسلک کی دلیل ہیں اس کے علاوہ اور احادیث بھی منقول ہیں جو اس مسئلہ میں حنیفہ کے مسلک کی تائید کرتی ہیں۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِیْ صَلٰوۃِ الْاِسْتِسْقَاءِ

یہ باب نماز استسقاء کے بیان میں ہے

استسقاء کے معنی ومفہوم کا بیان

استسقاء" کے لغوی معنی ہیں "پانی طلب کرنا" اور اصطلاح شریعت میں اس کا مطلب ہے "قحط اور خشک سالی میں طلب بارش کے لئے بتائے گئے طریقوں کے مطابق نماز پڑھنا اور دعا کرنا۔

نماز استسقاء کی دعا اور عاجزی کا بیان

1266- حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَا حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ کِنَانَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَمِیْرٌ مِّنَ الْاُمَرَاءِ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَسْاَلُهٗ عَنِ الصَّلٰوةِ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا مَنَعَهٗ اَنْ یَّسْاَلَنِیْ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاضِعًا مُّتَبَذِّلًا مُّتَخَشِّعًا مُّتَرَسِّلًا مُّتَضَرِّعًا فَصَلّٰى رَکْعَتَیْنِ کَمَا یُصَلِّیْ فِی الْعِیْدِ وَلَمْ یَخْطُبْ خُطْبَتَکُمْ هٰذِهٖ

ہشام بن اسحاق اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک حکمران نے مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں ان سے نماز استسقاء کے بارے میں دریافت کروں' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس نے خود براہ راست مجھ سے یہ سوال کیوں نہیں کیا؟ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تواضع کے عالم میں خضوع وخشوع کا اظہار کرتے ہوئے عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے گریہ وزاری کرتے ہوئے تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نماز پڑھائی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کی

1266: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1165' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 558' ورقم الحدیث: 559' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث:

نماز پڑھایا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے اس طرح خطبہ نہیں دیا تھا جس طرح تم لوگ دیتے ہو۔

شرح

بارش کے لئے دعا کرنے اور پروردگار سے رحمت مانگنے کے لئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر و باطن اور زبان و دل گویا پورا وجود مبارک انتہائی بے چارگی اور عجز اختیار کئے ہوئے ہوتا تھا، چنانچہ نہ صرف یہ کہ وہ اس موقع پر بندہ کی انتہائی محتاجی و بیچارگی اور عاجزی کے اظہار کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری طور پر زیب و زینت (یعنی لباس وغیرہ میں خوش سلیقگی ترک کر کے سراپا عجز و انکسار ہوتے تھے بلکہ باطنی طور پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک خوف اللہ سے لرزاں اور زبان مبارک تضرع و زاری میں مشغول ہوتی تھی۔

نماز استسقاء اور چادر پھیرنے کا بیان

1267 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبَّادَ بْنَ تَمِيمٍ يُحَدِّثُ اَبِی عَنْ عَمِّهِ اَنَّهُ شَهِدَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَی الْمُصَلّٰی لِيَسْتَسْقِیَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَائَهُ وَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ

عباد بن تمیم اپنے والد کے حوالے سے ان کے چچا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا جب آپ ﷺ بارش کی دعا کرنے کے لیے عیدگاہ تشریف لے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ کیا اپنی چادر کو الٹا دیا اور دو رکعات نماز ادا کی۔

شرح

چادر پھیرنا" دراصل تغیر حالت کے لئے اچھا شگون لینے کے درجہ میں ہے جس طرح چادر الٹ پلٹ دی گئی ہے اسی طرح موجودہ حالت میں بھی تبدیلی اور تغیر ہو جائے بایں طور کہ قحط کے بدلہ ارزانی ہو جائے اور خشک سالی کی بجائے باران رحمت سے دنیا سیراب ہو جائے۔ چادر پھیرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے لے جا کر دائیں ہاتھ سے چادر کی بائیں جانب کے نیچے کا کونا پکڑا جائے اور بائیں ہاتھ سے چادر کی دائیں جانب کے نیچے کا کونا پکڑ لیا جائے پھر دونوں ہاتھوں کو پیٹھ کے پیچھے اس طرح پھیرا اور پلٹا جائے کہ دائیں ہاتھ چادر کا پکڑا ہوا کونا دائیں مونڈھے پر آ جائے اور بائیں ہاتھ میں چادر کا پکڑا ہوا کونا بائیں مونڈھے پر آ جائے اس طریقہ سے چادر کو دایاں کونا تو بائیں ہو جائے گا اور بایاں کونا دائیں ہو جائے گا۔ نیز اور اوپر نیچے پہنچ جائے گا اور نیچے کا حصہ اوپر جائے گا۔

1267: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1005' ورقم الحدیث: 1011' ورقم الحدیث: 1012' ورقم الحدیث: 1023' ورقم الحدیث: 1024' ورقم الحدیث: 1025' ورقم الحدیث: 1026' ورقم الحدیث 1027,1028' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2067' ورقم الحدیث 2068,2069' ورقم الحدیث: 2070' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1161' ورقم الحدیث 1162,1163' ورقم الحدیث: 1164' ورقم الحدیث 1166,1167' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 556' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1504' ورقم الحدیث: 1506' ورقم الحدیث: 1508' ورقم الحدیث: 1509,1510' ورقم الحدیث 1511,1518' ورقم الحدیث 1519' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1504' ورقم الحدیث: 1521

1267م- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ اَبِى بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

قَالَ سُفْيَانُ عَنِ الْمَسْعُودِيِّ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو جَعَلَ اَعْلَاهُ اَسْفَلَهُ اَوِ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ قَالَ لَا بَلِ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1268- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ اَبِى الرَّبِيعِ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا اَبِى قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يُحَدِّثُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا يَسْتَسْقِى فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ بِلَا اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللّٰهَ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ ثُمَّ قَلَبَ رِدَائَهُ فَجَعَلَ الْاَيْمَنَ عَلَى الْاَيْسَرِ وَالْاَيْسَرَ عَلَى الْاَيْمَنِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز استسقاء ادا کرنے کے لیے تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان اور اقامت کے بغیر دو رکعات نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی' اپنا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر لیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر لیے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر کو الٹا دیا' دائیں حصے کو بائیں طرف کر دیا اور بائیں حصے کو دائیں طرف کر دیا۔

شرح

شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے استسقاء کئی بار مختلف طریقوں سے کیا لیکن جو طریقہ سنت کا اپنی امت کے لئے اختیار کیا وہ یہ ہے کہ لوگوں سمیت نہایت عاجزی کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے، اور دو رکعتیں پڑھیں، ان میں زور سے قراءت کی، پھر خطبہ پڑھا، اور قبلے کی طرف منہ کیا، خطبہ میں دعا مانگی، اور دونوں ہاتھ اٹھائے، اور اپنی چادر پلٹی، استسقاء کی نماز دو رکعت مسنون ہے، ان کے بعد خطبہ ہے، اس کے وجوب کی کوئی دلیل نہیں ہے، اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک استسقاء میں صرف دعا اور استغفار کافی ہے، جب کہ متعدد احادیث میں نماز وارد ہے، اور جن حدیثوں میں نماز کا ذکر نہیں ان سے نماز کی نفی لازم نہیں آتی، اور ابن ابی شیبہ نے جو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ استسقاء کو نکلے پھر نہ زیادہ کیا استغفار پر، یہ ایک صحابی کا موقوف اثر ہے، قطع نظر اس کے سنت کے ترک سے اس کی سنیت باطل نہیں ہوتی، اور اسی پر وہ مرفوع حدیث بھی محمول ہوگی۔ جس میں نماز کا ذکر نہیں ہے، اور صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کا وسیلہ لیتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ لیا۔

اس معنی میں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود استسقاء کی نماز ادا فرمائی، اور بارش کی دعا کی، آپ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے یہاں اور کون تھا، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چچا عباس کو نماز استسقاء کے لیے آگے بڑھایا کیونکہ آپ کی بزرگی، صالحیت اور اللہ کے

1268: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

رسول سے تعلق کی وجہ سے اس بات کی توقع کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں آپ کی دعا قبول ہوگی، اور بعض روایتوں میں نماز سے پہلے خطبہ وارد ہے، اور دونوں طرح صحیح ہے، (الروضۃ الندیہ)

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الِاسْتِسْقَاءِ

یہ باب بارش کے حصول کے لیے دعا مانگنے کے بیان میں ہے

استسقاء کے مفہوم کا بیان

استسقاء" کے لغوی معنی ہیں "پانی طلب کرنا" اور اصطلاح شریعت میں اس کا مطلب ہے "قحط اور خشک سالی میں طلب بارش کے لئے بتائے گئے طریقوں کے مطابق نماز پڑھنا اور دعا کرنا۔

نبی کریم ﷺ سے دعا کروانے کا بیان

1269- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ أَنَّهُ قَالَ لِكَعْبٍ يَا كَعْبُ بْنَ مُرَّةَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرْ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ اللَّهَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَرِيئًا مَرِيعًا طَبَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ قَالَ فَمَا جَمَّعُوا حَتَّى أُجِيبُوا قَالَ فَأَتَوْهُ فَشَكَوْا إِلَيْهِ الْمَطَرَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوتُ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَجَعَلَ السَّحَابُ يَنْقَطِعُ يَمِينًا وَشِمَالًا

شرحبیل بن سمط بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا' اے حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ! آپ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے ہمیں کوئی حدیث سنائیں اور ذرا احتیاط کیجئے گا' تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بتایا: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے بارش کی دعا کیجئے' تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر لیے' آپ ﷺ نے دعا مانگی:

"اے اللہ! تو ہمیں ایسے بادل کے ذریعے سیراب کر جو خوشگوار ہو' زیادہ ہو' ہر جگہ پر ہو اور جلدی ہو' اس میں دیر نہ ہو' اس میں فائدہ ہو نقصان نہ ہو"۔

راوی کہتے ہیں: ابھی لوگوں نے جمعہ ادا نہیں کیا تھا کہ بارش شروع ہوگئی۔

(راوی کہتے ہیں' پھر اس کے بعد) لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے بارش کی شکایت کی' لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! گھر گرنے لگ پڑے ہیں' تو نبی کریم ﷺ نے دعا کی۔

"اے اللہ! ہمارے آس پاس کے علاقوں پر ہو ہمارے اوپر نہ ہو"۔

1269: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

راوی کہتے ہیں: تو بادل دائیں اور بائیں طرف چھٹ گئے۔

نماز استسقاء میں خطبہ سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عیدگاہ میں منبر رکھا جائے چنانچہ جب عیدگاہ میں منبر رکھ دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے ایک دن کے بارہ میں طے کیا کہ اس دن سب لوگ عیدگاہ چلیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (متعین دن) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج کا کنارہ ظاہر ہوتے ہی (عیدگاہ) تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر تکبیر کہی اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ "تم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے شہروں کی قحط سالی اور بارش کے اپنے وقت پر نہ برسنے کی شکایت تھی اب اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم اس سے بارش کے لئے دعا مانگو اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ تمہاری دعا قبول ہوگی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے مہربان اور بخشش کرنے والا ہے یوم جزاء کا مالک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! تو معبود ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو غنی (بے پرواہ) ہے اور ہم فقیر ومحتاج ہیں۔ ہم پر بارش برسا اور جو چیز کہ تو نازل کرے (یعنی بارش) اس کو ایک مدت دراز تک ہماری مدت اور (اس کے ذریعہ اپنے اپنے مقاصد ومنافع تک) پہنچنے کا سبب بنا۔" اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اتنے بلند اٹھائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی، پھر اپنی پشت مبارک لوگوں کی طرف پھیر کر اپنی چادر الٹی یا یہ کہ پھیری اور اپنے ہاتھ یوں ہی اٹھائے رہے پھر لوگوں کی طرف منہ کرے (منبر سے) نیچے تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ "جب ہی اللہ تعالیٰ نے بادل ظاہر فرمائے جو گرجنے لگے اور بجلی چمکنے لگی، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش شروع ہوگئی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد تک نہ آئے پائے تھے کہ نالے بہنے لگے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سایہ (یعنی بارش سے بچنے کے لئے محفوظ مقام) ڈھونڈنے میں جلدی کرتے دیکھا تو ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں پھر فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1483)

حضرت امام مالک حضرت امام شافعی اور ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ نماز استسقاء کے بعد دو خطبے پڑھنا سنت ہے اور خطبہ کی ابتداء استغفار کے ساتھ کرنی چاہیے جیسے کہ عیدین کے خطبہ کی ابتداء تکبیر کے ساتھ ہوتی ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ اور ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت امام احمد کے نزدیک خطبہ مشروع نہیں ہے صرف دعا واستغفار پر اکتفا کرنا چاہیے۔

حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اصحاب سنن اربعہ نے حضرت اسحق ابن عبداللہ کنانہ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (استسقاء کے لئے) عیدگاہ جا کر تمہاری طرح خطبہ نہیں پڑھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر دعا کرتے گریہ وزاری کرتے اور اللہ کی عظمت وبڑائی بیان کرتے رہے نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت

نماز پڑھی جیسا کہ عید میں پڑھتے تھے۔

نمازِ استسقاء اور خطبہ دینے کا بیان

1270- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی الْقَاسِمِ اَبُو الْاَحْوَصِ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ جِئْتُكَ مِنْ عِنْدِ قَوْمٍ مَا يَتَزَوَّدُ لَهُمْ رَاعٍ وَّلَا يَخْطِرُ لَهُمْ فَحْلٌ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيثًا مَّرِيئًا طَبَقًا مَّرِيعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ ثُمَّ نَزَلَ فَمَا يَاْتِيهِ اَحَدٌ مِّنْ وَجْهٍ مِّنَ الْوُجُوهِ اِلَّا قَالُوْا قَدْ اُحْيِينَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں ایک ایسی قوم کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں جن لوگوں کے پاس جانوروں کے چرواہے کا زادِ راہ بھی نہیں ہے' جن کا نر جانور دم بھی نہیں ہلا سکتا (یعنی جو لوگ قحط سالی کا شکار ہیں) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی۔

''اے اللہ! تو ہمیں ایسے بادل کے ذریعے سیراب کر جو مددگار ہو' خوشگوار ہو' ہر جگہ پر ہو' عام ہو' اس کے قطرے موٹے ہوں' جو جلدی ہو' اس میں تاخیر نہ ہو''۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے' تو آس پاس کے علاقوں سے جو بھی شخص آیا اس نے یہی بتایا کہ ہم پر بارش نازل ہوئی ہے۔

1271- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيهِ عَنْ بَرَكَةَ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَی حَتّٰی رَاَيْتُ اَوْ رُئِیَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ قَالَ مُعْتَمِرٌ اُرَاهُ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی دعا مانگی' یہاں تک کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

(راوی کو شک ہے یہ الفاظ ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔

معتمر نامی راوی کہتے ہیں: احتیال ہے یہ بارش کی دعا مانگنے کے بارے میں واقعہ ہے۔

1272- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَقِيلٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ

1270: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1271: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1272: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1008

عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَمَا نَزَلَ حَتّٰى جَيَّشَ كُلُّ مِيْزَابٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَذْكُرُ قَوْلَ الشَّاعِرِ

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ طَالِبٍ

سالم نے اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے

جب بھی مجھے شاعر کا یہ قول یاد آتا ہے تو گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک میرے سامنے آ جاتا ہے۔ جب آپ نے بارش کے لئے دعا کی تھی تو ابھی آپ منبر سے نیچے نہیں اترے تھے کہ ہر پرنالہ اچھی طرح بہنے لگا تھا۔ (وہ شعر یہ ہے)

''وہ روشن سفید چہرے کے مالک' جن کے چہرے کے وسیلے سے بارش کی دعا کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کے فریادرس اور بیواؤں کو پناہ دینے والے ہیں''۔

(راوی کہتے ہیں) یہ جناب ابو طالب کا شعر ہے۔

شرح

سبحان اللہ آپ کا حسن ظاہری اس درجہ تھا کہ جو کوئی آپ کے جمال وکمال کو دیکھتا، دیکھتا ہی رہ جاتا، اور باطنی حسن اس درجہ تھا کہ تمام یتیموں، بیواوں اور بیکسوں کے آپ غم گسار تھے، ایسی جامع کمالہستی دنیا میں سوا آپ کے کس کی ہے، قصیدے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کا رنگ سفید تھا، دوسری حدیث میں: ''هـذا الأبيض المتكيء'' اور ایک حدیث میں ہے کہ گونہ سرخی بھی اس سفیدی میں ملی تھی، بلکہ غالب تھی، ہمیشہ سے سرداروں اور بادشاہوں کا رنگ یہی ہے۔

نماز استسقاء کا بیان

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بارش مانگنے کے لئے باجماعت نماز مسنون نہیں ہے (یعنی سنت قرار نہیں دی گئی) پس اگر لوگوں نے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لی تو جائز ہے اور بارش مانگنا صرف دعا اور بخشش طلب کرنا ہے امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امام دو رکعت نماز پڑھائے ان دونوں رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کرے پھر خطبہ دے اور قبلہ کی جانب منہ کر کے دعا مانگے اور امام تو اپنی چادر کو پلٹ دے گا جبکہ لوگ اپنی چادروں کو نہیں پلٹیں گے اور نماز استسقاء میں ذمی لوگ حاضر نہ ہوں۔ (قدوری، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

نماز استسقاء کے دعا ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ہمراہ طلب بارش کے لیے عیدگاہ تشریف لئے گئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں دو رکعت نماز پڑھائی جس میں بلند آواز سے قرات فرمائی اور قبلہ رخ ہو کر دعا مانگی نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا کے لیے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور قبلہ رخ ہوتے وقت اپنی

چادر پھیر دی تھی۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1472)

حضرت امام شافعی اور صاحبین (حضرت امام یوسف اور حضرت امام محمد) کے نزدیک استسقاء کی نماز عید کی نماز کی طرح ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ استسقاء کی دو رکعت نماز اسی طرح پڑھی جائے جیسا کہ دوسری نماز پڑھی جاتی ہے۔

حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے لوگوں کے ساتھ بارش کی طلب کے لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھائیں جن میں بلند آواز قرات کی پھر اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور بارش کے لئے دعا مانگی دوراں حالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف متوجہ تھے اس باب میں ابن عباس ابو ہریرہ انس اور ابولحم سے بھی روایت ہے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی کہتے ہیں عبداللہ بن زید کی حدیث حسن صحیح ہے اور اسی پر اہل علم کا عمل ہے جن میں شافعی اور احمد اسحاق بھی شامل ہیں عباد بن تمیم کے چچا کا نام عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث 543)

نماز استسقاء کے سلسلہ میں خود حنفیہ کے یہاں دو قول ہیں، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ استسقاء نماز نہیں ہے بلکہ دعا واستغفار ہے وہ فرماتے ہیں کہ جن اکثر احادیث میں استسقاء کا ذکر آیا ہے ان میں نماز مذکور نہیں ہے بلکہ صرف دعا کرنا مذکور ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں صحیح روایت منقول ہے۔ کہ انھوں نے استسقاء کے لیے صرف دعا واستغفار پر اکتفا فرمایا نماز نہیں پڑھی، اگر اس سلسلہ میں نماز مسنون ہوتی تو وہ ترک نہ کرتے۔ اور ایسے ضروری مشہور واقعات کا انہیں معلوم نہ ہونا جب کہ زمانہ نبوت کو بھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے بعید ہے اور معلوم ہونے کی صورت میں اسے ترک کرنا حضرت عمر کی رضی اللہ عنہ شان سے بعید تر ہے۔

صاحبین کا مسلک اس کے خلاف ہے۔ ان حضرات کے نزدیک نہ صرف یہ کہ استسقاء کے لیے نماز منقول اور مسنون ہے بلکہ اس نماز میں جماعت اور خطبہ بھی مشروع ہے۔

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول لاصلوٰۃ فی الاستسقاء (یعنی استسقاء کے لیے نماز نہیں ہے) کی مراد یہ ہے کہ اس نماز کے لیے جماعت خطبہ اور خصوصیت سنت وشرط نہیں، اگر ہر آدمی الگ الگ نفل نماز پڑھے اور دعا واستغفار کرے تو بہتر ہے۔ اس وقت حنفیہ کے یہاں فتوی صاحبین کے قول پر ہے کیونکہ نماز استسقاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت اور منقول ہے جس کا ایک واضح ثبوت مذکورہ بالا حدیث ہے۔

نماز استسقاء کے سلسلہ میں یہ افضل ہے کہ اس کی دونوں رکعتوں میں سے پہلی رکعت "سورت ق" یا سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت میں "اقتربت الساعۃ" یا سورت غاشیہ " کی قرات کی جائے۔

" چادر پھیرنا" دراصل تغیر حالت کے لیے اچھا شگون لینے کے درجہ میں ہے جس طرح چادر الٹ پلٹ دی گئی ہے اسی

طرح موجودہ حالت میں بھی تبدیلی اور تغیر ہو جائے بایں طور کہ قحط کے بدلہ ارزانی ہو جائے اور خشک سالی کی بجائے باران رحمت سے دُنیا سیراب ہو جائے۔

چادر پھیرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے لے جا کر دائیں ہاتھ سے چادر کی بائیں جانب کے نیچے کا کونا پکڑا جائے اور بائیں ہاتھ سے چادر کی دائیں جانب کے نیچے کا کونا پکڑ لیا جائے پھر دونوں ہاتھوں کو پیٹھ کے پیچھے اس طرح پھیرا اور پلٹا جائے کہ دائیں ہاتھ چادر کا پکڑا ہوا کونا دائیں مونڈھے پر آ جائے اور بائیں ہاتھ میں چادر کا پکڑا ہوا کونا بائیں مونڈھے پر آ جائے اس طریقہ سے چادر کو دایاں کونا تو بائیں ہو جائے گا اور بایاں کونا دائیں ہو جائے گا۔ نیز اوراوپر نیچے پہنچ جائے گا اور نیچے کا حصہ اوپر جائے گا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِیْ صَلٰوۃِ الْعِیْدَیْنِ

یہ باب نمازعیدین کے بیان میں ہے

لفظ عید کے معنی ومفہوم کا بیان

عید، لفظ عود سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں "بار بار آنا" چنانچہ اس دن کو عید اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دن بار بار یعنی ہر برس آتا ہے چنانچہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس دن کا نام "عید" اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ عود کرتا ہے یعنی بندوں پر اپنی رحمت اور بخشش کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے۔ اسی مناسبت سے عید کے بارے میں یہ عارفانہ جملے بیان کئے جاتے ہیں کہ عید اس آدمی کے لئے نہیں ہے جو نئے کپڑے پہنے بلکہ اس کے لئے ہے جو عید سے امن میں (یعنی برے کاموں سے بچتا رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا مستحق ہو اور اس کے عتاب سے امن میں رہے) عید اس آدمی کے لئے نہیں ہے جو عود کی خوشبو سے معطر ہو بلکہ اس کے لئے ہے جو توبہ کرنے والا ہو کہ پھر گناہ نہ کرے عید اس آدمی کے لئے نہیں ہے جو آرائش دنیا کی زینت اختیار کرے بلکہ اس کے لئے ہے جو تقویٰ (پرہیزگاری) کو آخرت کے لئے زادِ راہ بنائے۔ عید اس آدمی کے لئے نہیں ہے جو سواریوں پر سوار ہو بلکہ اس کے لئے ہے جو گناہوں کو ترک کرے۔ اور عید اس آدمی کے لئے نہیں جو (آرائش وزیبائش کے) فرش بچھائے بلکہ اس کے لئے ہے جو پل صراط سے گذر جائے گا۔

عید کے دن صدقہ وخیرات کرنے کا بیان

1273 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ صَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ فَرَاٰى اَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَآءَ فَاَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ وَبِلَالٌ قَائِلٌ بِيَدَيْهِ هٰكَذَا

1273: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 98 ورقم الحدیث: 1449 اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2042 اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1142 ورقم الحدیث 1143 ورقم الحدیث 1144 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1568

فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِي الْخُرْصَ وَالْخَاتَمَ وَالشَّيْءَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں' میں یہ بات گواہی کے ساتھ بیان کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دینے سے پہلے (عید کی نماز) ادا کی تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا' آپ نے یہ گمان کیا کہ خواتین تک آپ کی آواز نہیں پہنچی ہے۔ آپ خواتین کے پاس تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خواتین کو وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ کرنے کی ہدایت کی۔ آپ کے ہمراہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے اپنی چادر کو پھیلایا ہوا تھا۔ تو خواتین نے اپنے کانوں کی بالیاں اور گلے کے ہار (حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی چادر میں) ڈالنا شروع کر دیے۔

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عورتیں بھی نماز عید و بقر عید میں عیدگاہ جاتی تھیں۔ چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو وعظ و نصیحت فرما چکے تو علیحدہ سے عورتوں کے پاس بھی انہیں پند و نصیحت کرنے کے لئے تشریف لے گئے کیونکہ عورتیں مردوں سے الگ ایک طرف بیٹھی ہوتی تھیں اس لئے جب آپ مردوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آواز ان تک اچھی طرح نہیں پہنچتی تھی۔

عید کی نماز میں اذان واقامت نہ ہونے کا بیان

1274- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى يَوْمَ الْعِيدِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی اذان اور اقامت کے بغیر (نماز عید) ادا کی تھی۔

شرح

شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے اکثر اہل علم کا یہی مسلک تھا کہ عید و بقر عید کی نماز میں نہ تو اذان مشروع ہے اور نہ تکبیر، اسی طرح دوسرے نوافل میں بھی اذان و تکبیر نہیں ہے بلکہ کتاب ازہار میں تو یہ لکھا ہے کہ مکروہ ہے۔

عید کی نماز اور برائی سے روکنے کا بیان

1275- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي

1274: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 962' ورقم الحدیث: 979' ورقم الحدیث: 4895' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2041' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1147

سَعِيْدٍ وَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْرَجَ مَرْوَانُ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَبَدَاَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا مَرْوَانُ خَالَفْتَ السُّنَّةَ اَخْرَجْتَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ عِيْدٍ وَّلَمْ يَكُنْ يُخْرَجُ بِهٖ وَبَدَاْتَ بِالْخُطْبَةِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَكُنْ يُبْدَاُ بِهَا فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ رَاٰى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ اَنْ يُّغَيِّرَهٗ بِيَدِهٖ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهٖ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مروان نے عید کے دن منبر نکلوایا اور اسی نے سب سے پہلے نماز سے پہلے خطبہ دینے کا آغاز کیا ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا: اے مروان! تم نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے تم نے عید کے دن منبر نکلوایا ہے حالانکہ اس دن منبر نہیں نکلوایا جاتا اور تم نے اس کا آغاز خطبے سے کیا ہے نماز پہلے نہیں پڑھی حالانکہ خطبے سے اس کا آغاز نہیں کیا جاتا' تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بولے اس شخص نے اپنے ذمے لازم فرض کو ادا کردیا ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جو شخص کوئی منکر دیکھے اور وہ اس کی استطاعت رکھتا ہو کہ اسے اپنے ہاتھ کے ذریعے ختم کر دے تو اسے اپنے ہاتھ کے ذریعے ختم کر دینا چاہئے اگر وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا' تو اپنی زبان کے ذریعے اس کو ختم کرنے) کی کوشش کرنا چاہئے اگر وہ زبان کے ذریعے بھی اس کی استطاعت نہیں رکھتا' تو اپنے دل میں (اسے برا سمجھنا چاہئے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

عیدین میں نماز کے خطبہ پڑھنے کا بیان

1276- حَدَّثَنَا حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبے سے پہلے عید کی نماز ادا کرتے تھے۔

شرح

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب) عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے تشریف لاتے تو وہاں سب سے پہلا یہ کام فرماتے کہ خطبے سے پہلے نماز ادا فرماتے، پھر نماز سے فارغ ہوتے اور لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں پر بیٹھے رہتے چنانچہ آپ ان کو وعظ ونصیحت فرماتے، وصیت کرتے اور احکام صادر فرماتے، اگر (جہاد کے لئے) کہیں کوئی لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کی روانگی کا حکم فرماتے اس طرح اگر (لوگوں کے معاملات ومقدمات

1275: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 175' ورقم الحدیث: 176' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 4340' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2173' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 5023' ورقم الحدیث: 5024

1276: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 963' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2049' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 531

کے بارے میں کوئی حکم دینا ہوتا تو حکم صادر فرماتے پھر (گھر) واپس تشریف لے آتے۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1399)

مدینہ منورہ کی عیدگاہ شہر سے باہر ہے، جس کا فاصلہ کہتے ہیں کہ حجرہ شریف سے ایک ہزار قدم ہے وہ جگہ انتہائی متبرک اور مقدس ہے اب اس کے اردگرد چاردیواری بنادی گئی ہے۔

شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ امام وقت کے لئے ضروری ہے کہ وہ عیدین کی نماز کے لئے عیدگاہ جائے۔ ہاں اگر کوئی عذر مانع ہو تو پھر شہر کی مسجد ہی میں نماز پڑھائے۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ امام وقت کے لئے مسنون ہے کہ وہ خود تو عید کی نماز کے لئے عیدگاہ جائے اور کسی ایسے آدمی کو اپنا قائم بنادے جو شہر میں ضعیفوں کو نماز پڑھائے۔

حضرت علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عیدگاہ جانے کا مسئلہ مسجد حرام اور بیت المقدس کے علاوہ دوسری جگہوں کے لئے ہے کیونکہ نہ صرف ان دونوں مقدس مسجدوں کی عظمت وتقدس کے پیش نظر بلکہ صحابہ اور تابعین کی اتباع میں بھی مسجدوں میں تمام نمازیں پڑھنی افضل ہیں۔ فیقوم کا مطلب یہ ہے کہ آپ نماز سے فراغت کے بعد خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے لوگوں کے سامنے زمین پر کھڑے ہوتے تھے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں عیدگاہ میں منبر نہیں تھا۔ اس کے بعد جب مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تو عیدگاہ میں منبر کا انتظام کیا گیا اس لے کہ منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے گئے خطبے کی آواز دور دور تک پہنچتی ہے۔ "نصیحت کرتے" یعنی مسلمانوں کو آپ اس موقع پر دنیا سے زہد اختیار کرنے اور آخرت کے طرف دھیان رکھنے کی نصیحت فرماتے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے ثواب کی عظمت وفضائل بیان کرتے اور گناہوں سے ڈراتے تاکہ لوگ اس دن کی خوشیوں اور مسرتوں میں مشغول ہو کر اطاعت سے غافل اور گناہوں میں مبتلا نہ ہو جائیں جیسا کہ آجکل لوگوں کا حال ہے۔ اور "وصیت کرتے" یعنی لوگوں کو تقوی یعنی پرہیزگاری اختیار کرنے کی وصیت فرماتے۔ تقوی کے تین درجے ہیں۔ ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ شرک سے بچا جائے۔

وسط درجہ یہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے اور ممنوع چیزوں سے بچا جائے۔ اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمہ وقت حضور قلوب کے ساتھ متوجہ اور ماسوا اللہ سے بے غرض رہا جائے۔ "احکام صادر فرماتے" یعنی لوگوں کے معاملات کے بارے میں جو احکام دینے ہوتے تھے وہ صادر فرماتے نیز عید الفطر میں فطرہ کے احکام اور عید الاضحیٰ میں قربانی کے احکام بیان فرماتے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ كَمْ يُكَبِّرُ الْإِمَامُ فِيْ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ

یہ باب نماز عیدین میں امام کی تکبیرات کے بیان میں ہے

1277 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

1277: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الْعِيدَيْنِ فِي الْأُولَى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ

عبدالرحمٰن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (جو نبی کریم ﷺ کے مؤذن تھے) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ عیدین کی نماز کی پہلی رکعت میں قرأت کرنے سے پہلے سات تکبیریں کہتے تھے اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے تھے۔

1278- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلَى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي صَلٰوةِ الْعِيدَيْنِ سَبْعًا وَّخَمْسًا

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے عیدین کی نماز میں سات اور پانچ تکبیریں کہی تھیں۔

1279- حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيدَيْنِ سَبْعًا فِي الْأُولَى وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ

کثیر بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں سات اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہی تھیں۔

1280- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ وَعُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى سَبْعًا وَّخَمْسًا سِوَى تَكْبِيرَتَيِ الرُّكُوعِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم ﷺ نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز میں سات اور پانچ تکبیریں کہی تھیں جو رکوع کی دو تکبیروں کے علاوہ تھیں۔

عیدین کی تکبیرات کی تعداد میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت سعید ابن عاص فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ و حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید و بقرعید کی نماز میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "جس طرح آپ صلی اللہ

1278: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1151

1279: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 546

1280: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث 1149

علیہ وسلم جنازہ میں چار تکبیریں کہتے تھے اسی طرح عیدین کی نماز میں بھی چار تکبیریں کہا کرتے تھے" حضرت حذیفہ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ ابوموسیٰ نے سچ کہا۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1416)

حضرت ابوموسیٰ کے جواب کی تفصیل یہ ہے کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں بھی ہر رکعت میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے اس طرح کہ پہلی رکعت میں تو قرات سے پہلے تکبیر تحریمہ سمیت چار تکبیریں کہتے تھے اور دوسری رکعت میں قرات کے بعد رکوع کی تکبیر سمیت چار تکبیریں کہتے تھے۔

اس سلسلہ میں یہ بات جان لینی چاہیے کہ تکبیرات عید کے سلسلہ میں متضاد احادیث منقول ہیں اسی وجہ سے ائمہ کے مسلک میں بھی اختلاف ظاہر ہوا ہے چنانچہ تینوں اماموں کے نزدیک عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کے ہاں تو پہلی رکعت میں سات تکبیریں مع تکبیر تحریمہ کے ہیں اور اسی طرح دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں تکبیر قیام سمیت ہیں جب کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک پہلی رکعت میں سات تکبیریں تکبیر تحریمہ کے علاوہ اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں تکبیر قیام کے علاوہ ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ تین تکبیریں پہلی رکعت میں اور تکبیر رکوع کے علاوہ تین تکبیریں دوسری رکعت میں ہیں جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ نیز اسی کو حضرت عبداللہ ابن مسعود نے بھی اختیار کیا ہے جبکہ حضرت امام شافعی کے مسلک کے مطابق حضرت عبداللہ ابن عباس کا مسلک ہے یہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے جن سے حضرت امام شافعی استدلال کرتے ہیں تو ان کی صحت وضعف اور ان کی اسناد وطرق کے بارہ میں بہت زیادہ اعتراضات ہیں جس کو یہاں نقل کرنے کا موقع نہیں ہے۔ علماء حنفیہ اپنے مسلک کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ تکبیرات عیدین کے سلسلہ میں جب متضاد اور مختلف احادیث سامنے آئیں تو ہم نے ان میں سے ان احادیث کو اپنا معمول بہ قرار دیا جن میں تکبیرات کی تعداد کم منقول تھی کیونکہ عیدین کی زائد تکبیریں اور رفع یدین بہرحال خلاف معمول ہیں اس لیے کم تعداد کا اختیار کرنا ہی اولیٰ ہوگا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْقِرَائَةِ فِي صَلٰوةِ الْعِيدَيْنِ

یہ باب عیدین کی نماز میں قرأت کے بیان میں ہے

1281- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَاُ فِي الْعِيدَيْنِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَ هَلْ اَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ

●● حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی

1281: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2025 'اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1122 'اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 533 'اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1423 'ورقم الحدیث 1567 'ورقم الحدیث 1089

تلاوت کرتے تھے۔

1282-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجَ عُمَرُ يَوْمَ عِيْدٍ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبِىْ وَاقِدٍ اللَّيْثِىِّ بِاَىِّ شَىْءٍ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِىْ مِثْلِ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ بِقَافْ وَاقْتَرَبَتْ

◈◈ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کے دن نکلے انہوں نے حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ کو پیغام بھجوایا (اور یہ دریافت کیا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کون سی سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے' تو حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ ق اور سورۃ اقتربت الساعۃ کی تلاوت کرتے تھے۔

1283-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِىُّ حَدَّثَنَا وَكِيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ كَانَ يَقْرَاُ فِى الْعِيْدَيْنِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ

◈◈ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ کی تلاوت کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِى الْخُطْبَةِ فِى الْعِيْدَيْنِ

یہ باب عیدین میں خطبہ دینے کے بارے میں ہے

1284-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِىْ خَالِدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَبَا كَاهِلٍ وَّكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ فَحَدَّثَنِىْ اَخِىْ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلٰى نَاقَةٍ وَحَبَشِىٌّ اٰخِذٌ بِخِطَامِهَا.

◈◈ اسماعیل بن ابوخالد کہتے ہیں: میں نے حضرت ابوکاہل رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے میرے بھائی نے ان کے حوالے سے مجھے یہ حدیث سنائی ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اونٹنی پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ایک حبشی نے اس اونٹنی کی لگام پکڑی ہوئی تھی۔

1285-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِىْ خَالِدٍ عَنْ

1282: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2056' ورقم الحدیث: 2057' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1154' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 534' ورقم الحدیث: 535' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1566

1283: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1284: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1572

قَيْسِ ابْنِ عَائِذٍ هُوَ اَبُوْ كَاهِلٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلٰى نَاقَةٍ حَسْنَاءَ وَحَبَشِيٌّ اٰخِذٌ بِخِطَامِهَا ۔

◆◆ اسماعیل بن خالد نے حضرت قیس بن عائذ رضی اللہ عنہ' یہ حضرت ابوکاہل رضی اللہ عنہ ہیں' کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی خوبصورت اونٹنی پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ایک حبشی نے اونٹنی کی لگام پکڑی ہوئی تھی۔

1286- حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ حَجَّ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلٰى بَعِيْرِهٖ ۔

◆◆ سلمہ بن نبیط اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حج کیا وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے اونٹ پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔

1287- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدِ الْمُؤَذِّنَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ بَيْنَ اَضْعَافِ الْخُطْبَةِ يُكْثِرُ التَّكْبِيْرَ فِيْ خُطْبَةِ الْعِيْدَيْنِ ۔

◆◆ عبدالرحمٰن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (جو نبی کریم ﷺ کے موذن تھے) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے خطبہ دینے کے دوران تکبیرات کہی تھیں' آپ ﷺ نے عیدین کے خطبے میں بکثرت تکبیرات کہی تھیں۔

1288- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا دَاوٗدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْسَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْعِيْدِ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ فَيَقِفُ عَلٰى رِجْلَيْهِ فَيَسْتَقْبِلُ النَّاسَ وَهُمْ جُلُوْسٌ فَيَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا فَاَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَاءُ بِالْقُرْطِ وَالْخَاتَمِ وَالشَّيْءِ فَاِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ يُرِيْدُ اَنْ يَبْعَثَ بَعْثًا يَذْكُرُهٗ لَهُمْ وَاِلَّا انْصَرَفَ ۔

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عید کے دن تشریف لے گئے آپ ﷺ نے لوگوں کو دو رکعات نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا پھر آپ ﷺ اپنے قدموں پر کھڑے ہو گئے آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف چہرہ مبارک کیا لوگ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ صدقہ کرو' تم

1286: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1916' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3007

1287: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1288: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 304' ورقم الحدیث: 956,1462' ورقم الحدیث: 1951,2658' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 239' ورقم الحدیث: 2050' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1575' ورقم الحدیث: 1578

لوگ صدقہ کرو (راوی کہتے ہیں:) صدقہ کرنے والوں میں اکثریت خواتین کی تھی جو اپنی بالیاں، انگوٹھیاں اور دیگر چیزیں صدقہ کر رہی تھیں (راوی کہتے ہیں:) نبی کریم ﷺ کو اگر کوئی معاملہ درپیش ہوتا یا کوئی لشکر بھیجنا ہوتا تو آپ ﷺ لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کر دیتے تھے ورنہ واپس تشریف لے جاتے تھے۔

1289-حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَحْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰى فَخَطَبَ قَائِمًا ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً ثُمَّ قَامَ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عید الفطر یا شاید عید الاضحیٰ کے دن تشریف لے گئے، آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر کے لیے بیٹھے پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي انْتِظَارِ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز کے بعد خطبے کا انتظار کرنے کے بیان میں ہے

1290-حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ وَعَمْرُو بْنُ رَافِعٍ الْبَجَلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ حَضَرْتُ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِنَا الْعِيْدَ ثُمَّ قَالَ قَدْ قَضَيْنَا الصَّلٰوةَ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّجْلِسَ لِلْخُطْبَةِ فَلْيَجْلِسْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ

◆◆ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز میں شریک ہوا نبی کریم ﷺ نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم نے نماز ادا کر لی ہے جو شخص خطبے کے لیے بیٹھنا چاہے وہ بیٹھا رہے جو شخص جانا چاہے وہ چلا جائے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِيْدِ وَبَعْدَهَا

یہ باب عید کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد نماز ادا کرنے میں ہے

1291-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَصَلّٰى بِهِمُ الْعِيْدَ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا

1289: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1290: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1155 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1570

1291: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 964 ورقم الحدیث: 1431 ورقم الحدیث: 5881 ورقم الحدیث: 5883 اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2054 اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1159 اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 537 اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1586

وَلَا بَعْدَهَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے آپ نے لوگوں کو عید کی نماز پڑھائی۔ آپ نے اس سے پہلے یا بعد میں (کوئی نفل نماز) ادا نہیں کی۔

1292- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا فِي عِيدٍ

عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز ادا نہیں کی۔

شرح

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نفی عیدگاہ سے متعلق ہے کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید سے پہلے (نفل) نماز نہیں پڑھتے تھے ہاں جب (عیدگاہ) سے اپنے گھر تشریف لے جاتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

چنانچہ درمختار میں لکھا ہے کہ نماز عید سے پہلے نفل نماز پڑھنی مطلقاً مکروہ ہے یعنی عیدگاہ میں بھی مکروہ ہے اور گھر میں بھی۔ البتہ نماز عید کے بعد عیدگاہ میں نفل نماز پڑھنی مکروہ ہے مگر گھر میں جائز ہے۔ جس طرح آنے والی حدیث میں ہے۔

1293- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الرَّقِّيِّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي قَبْلَ الْعِيدِ شَيْئًا فَاِذَا رَجَعَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید سے پہلے کوئی (نفل نماز) ادا نہیں کرتے تھے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس اپنے گھر تشریف لے آتے تھے' تو پھر دو رکعات ادا کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْخُرُوجِ اِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا

یہ باب عید کی نماز کے لیے پیدل چل کر جانے میں ہے

1294- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَخْرُجُ اِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا وَيَرْجِعُ مَاشِيًا

عبدالرحمن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے

1292: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1293: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1294: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

لیے پیدل تشریف لے جایا کرتے تھے اور پیدل ہی واپس تشریف لاتے تھے۔

1295- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعُمَرِيُّ عَنْ اَبِيْهِ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ اِلَى الْعِيْدِ مَاشِيًا وَّيَرْجِعُ مَاشِيًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لیے پیدل تشریف لے جایا کرتے تھے اور پیدل ہی واپس تشریف لاتے تھے۔

1296- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يُّمْشٰى اِلَى الْعِيْدِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سنت یہ ہے کہ پیدل چل کر عید کی نماز کے لیے جایا جائے۔

1297- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْخَطَّابِ حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِى الْعِيْدَ مَاشِيًا

محمد بن عبیداللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِى الْخُرُوْجِ يَوْمَ الْعِيْدِ مِنْ طَرِيْقٍ وَّالرُّجُوْعِ مِنْ غَيْرِهٖ

یہ باب عید کے دن ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنے کے بیان میں ہے

1298- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اِلَى الْعِيْدَيْنِ سَلَكَ عَلٰى دَارِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِى الْعَاصِ ثُمَّ عَلٰى اَصْحَابِ الْفَسَاطِيْطِ ثُمَّ انْصَرَفَ فِى الطَّرِيْقِ الْاُخْرٰى طَرِيْقِ بَنِىْ زُرَيْقٍ ثُمَّ يَخْرُجُ عَلٰى دَارِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَّدَارِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اِلَى الْبَلَاطِ

عبدالرحمن بن سعد اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عیدین کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے' تو سعید بن عاص کے گھر کی طرف سے تشریف لے جاتے تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیمے والے لوگوں کے پاس آتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس دوسرے راستے سے تشریف لاتے تھے جو بنوزریق کا راستہ تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمار بن یاسر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف سے ہوتے ہوئے بلاط تک آتے تھے۔

1295: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1296: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 530

1297: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1298: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

شرح

علماء نے راستہ بدلنے کی بہت سی حکمتیں بیان فرمائی ہیں، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حکمت مقامات عبادت کا زیادہ ہونا بتلایا ہے، بعض کہتے ہیں کہ ایسا اس لئے کہ دونوں راستے قیامت والے دن گواہی دیں گے کہ یا اللہ تیری تکبیر وتہلیل کرتا ہوا یہ بندہ ہمارے اوپر سے گزرا تھا کیونکہ نماز عید کے لئے یہ حکم ہے کہ آتے جاتے راستوں میں بہ آواز بلند تکبیریں پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے رہو، یا مقصد ہے کہ ایک کے بجائے دو راستوں کے فقراء، لوگوں کے صدقہ وخیرات سے بہرہ مند ہوں، یا اس لئے کہ مسلمانوں کی قوت واجتماعیت کا زیادہ سے زیادہ مظاہرہ ہو۔

1299 - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ اِلَى الْعِيدِ فِيْ طَرِيقٍ وَّيَرْجِعُ فِيْ اُخْرٰى وَيَزْعُمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے وہ عید کی نماز کے لیے ایک راستے سے تشریف لے جاتے تھے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے تھے' وہ بیان کرتے تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

1300 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْخَطَّابِ حَدَّثَنَا مِنْدَلٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِي الْعِيدَ مَاشِيًا وَّيَرْجِعُ فِيْ غَيْرِ الطَّرِيقِ الَّذِي ابْتَدَاَ فِيهِ

◆◆ محمد بن عبیداللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز کے لیے پیدل تشریف لے جاتے تھے اور واپس دوسرے راستے سے آتے تھے' اس راستے سے نہیں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے۔

1301 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ تُمَيْلَةَ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اِلَى الْعِيدِ رَجَعَ فِيْ غَيْرِ الطَّرِيقِ الَّذِيْ اَخَذَ فِيهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس دوسرے راستے سے آیا کرتے تھے۔

شرح

یعنی عید گاہ ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس آتے اور اس کی حکمت یہ تھی تا کہ دونوں راستے

1299: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1156

1301: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 986' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 541

اور دونوں راستوں پر رہنے والے جن وانس عبادت کی گواہی دیں۔اس کے علاوہ اور کئی وجوہ بھی علماء نے لکھی ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ یہ سب احتمال کے درجے میں ہیں۔علماء نے اپنے اپنے فہم کے مطابق اس کی وجہیں بیان کی ہیں۔اصل حقیقت اور وجہ کیا تھی؟ یہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي التَّقْلِيسِ يَوْمَ الْعِيدِ

یہ باب عید کے دن خوشی منانے کے بیان میں ہے

1302- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ عَامِرٍ قَالَ شَهِدَ عِيَاضٌ الْاَشْعَرِيُّ عِيدًا بِالْاَنْبَارِ فَقَالَ مَا لِيْ لَا اَرَاكُمْ تُقَلِّسُوْنَ كَمَا كَانَ يُقَلَّسُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ عامر بیان کرتے ہیں: حضرت عیاض اشعری رضی اللہ عنہ ''انبار'' میں عید کے موقع پر شریک ہوئے تو انہوں نے فرمایا: کیا وجہ ہے میں تم لوگوں کو اس طرح خوشی مناتے ہوئے نہیں دیکھ رہا جس طرح نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں خوشی منائی جاتی تھی۔

1303-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ اِسْرَآئِيلَ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كَانَ شَيْءٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَقَدْ رَاَيْتُهُ اِلَّا شَيْءٌ وَّاحِدٌ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَلَّسُ لَهُ يَوْمَ الْفِطْرِ

حَدَّثَنَا اَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا ابْنُ دِيْزِيْلَ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ ح وَحَدَّثَنَا اِسْرَآئِيلُ عَنْ جَابِرٍ ح وَحَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ عَامِرٍ نَحْوَهٗ

◆◆ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں جو چیز تھی اس میں ہر چیز میں اب بھی دیکھ لیتا ہوں سوائے ایک چیز کے وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کے لیے عید الفطر کے دن دف بجائی جاتی تھی۔

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

شرح

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "ایام منیٰ میں (یعنی جن دنوں میں حجاج منیٰ میں قیام کرتے ہیں اور جو ایام تشریق کہلاتے ہیں انہیں میں سے بقر عید کے دن یا اس کے بعد کے دنوں میں) حضرت ابوبکر صدیق میرے پاس تشریف لائے جب کہ اس وقت میرے پاس (انصار کی لڑکیوں میں سے) دو چھوکریاں بیٹھی ہوئی دف بجا رہی تھیں" ایک دوسری روایت میں ان الفاظ کی بجائے یا یہ کہ مزید) یہ الفاظ ہیں کہ "چھوکریاں (وہ اشعار) گا رہی تھیں جو انصار نے بعاث کی جنگ کے متعلق

1302: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1303: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منہ پر کپڑا ڈالے ہوئے لیٹے ہوئے تھے حضرت ابوبکر صدیق ان چھوکریوں کو دھمکانے لگے یعنی انہیں گانے بجانے سے منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ کھولا اور فرمایا کہ "ابوبکر انہیں چھوڑ دو کچھ نہ کہو کیونکہ یہ عید یعنی خوشی کے دن ہیں" ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابوبکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے یہ ہماری عید ہے۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1405)

لفظ تضربان گویا تدفعان کی تاکید کے لئے استعمال کیا گیا ہے لیکن بعض حضرات نے اس کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ "وہ لڑکیاں اچھلتی کودتی تھیں اور دف بجاتی تھیں" دف بجانے کا مسئلہ: دف باجے کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں۔ ایک قول تو یہ ہے کہ دف بجانا مطلقاً مباح ہے یعنی کسی بھی وقت اور کسی بھی موقعہ پر بجایا جاسکتا ہے اس کے برخلاف دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقاً حرام ہے۔

اس سلسلے میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ بعض مواقع پر مثلاً نکاح، ولیمہ یا اس قسم کی دوسری تقریبات میں کہ جو انہیں دونوں کے حکم میں ہوں، نیز عیدین میں دف بجانا مباح ہے۔ پھر علماء نے دف میں فرق کیا ہے یعنی اگر دف جھانجدار ہے تو اس کا بجانا مکروہ ہے اور اگر جھانجدار نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔ اگرچہ جھاندار دف کے بارہ میں بھی علماء نے اختلاف کیا ہے۔ حدیث کے الفاظ تغنیان (گا رہی تھی) کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیاں وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جن میں شجاعت و بہادری کے مضمون مذکور تھے اور جو انصار نے "بعاث" پر چڑھائی اور وہاں کی جنگ کے متعلق کہے تھے جیسا کہ بہادروں کی عادت ہے کہ جنگ کے وقت اپنی شجاعت و بہادری پر مشتمل اشعار بڑے فخر کے ساتھ کہتے ہیں۔ "بعاث" ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ بعض حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں انصار کے دو قبیلوں "اوس اور خزرج" کے درمیان سخت جنگ ہوئی تھی جس میں قبیلہ اوس کامیاب رہا تھا اسی جنگ کو "جنگ بعاث" کہا جاتا ہے۔

بہر حال لڑکیاں جو اشعار گا رہی تھیں وہ فواحش اور حسن و عشق کے ان مضامین کے حامل نہیں تھے جن کا پڑھنا معیوب اور ممنوع ہے بلکہ وہ اشعار جنگ و جدل کے کارناموں، معرکہ آرائیوں کی پرشجاعت داستانوں اور میدان جنگ کی گرم کہانیوں پر مشتمل تھے جن کے پڑھنے سے اشاعت دین میں مدد ملتی تھی بایں طور کہ وہ کفار سے جہاد کرنے کے لئے مومنین کو ترغیب دلاتے تھے ورنہ ان لڑکیوں کی کیا مجال کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ برے اور معیوب اشعار کی جرات بھی کرتیں۔ چنانچہ صحیح البخاری کی ایک روایت میں لفظ "تغنیان" کے بعد یہ الفاظ بھی مذکور ہیں کہ ولیستا بمغنیتین یعنی لڑکیاں اشعار گا رہی تھیں اور گانا ان لڑکیوں کا کسب و پیشہ نہیں تھا کہ کوئی زیادہ اچھا گاتی ہوں اور گانے بجانے کے فن میں مشہور ہوں یا یہ کہ وہ اپنے اشعار کے ذریعہ خیالات فاحشہ وخواہشات نفسانی کے ہیجان و اشتیاق کا سبب بنتی ہوں جو فتنہ وفساد کا باعث ہوتا بلکہ وہ بالکل اسی انداز میں اشعار پڑھ رہی ہیں جیسا کہ اکثر شریف زادیاں اپنے گھروں میں پاکیزہ خیالات کے حامل اشعار گنگنایا کرتی ہیں۔ فانتھرھما ابوبکر (حضرت ابوبکر ان چھوکریوں کو دھمکانے لگے) یعنی جیسا کہ صحیح البخاری میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لڑکیوں سے کہا کہ "سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب مزمار شیطان (یعنی شیطانی باجا) بجاتی ہو؟ گویا حضرت

ابوبکر نے انہیں تنبیہ کی اور اس فعل سے منع فرمایا" اصطلاحاً مزمار ہر اس باجے کو کہتے ہیں جو گویے بجاتے ہیں مثلاً بانسری، دف رباب (سارنگی) حضرت ابوبکر نے لڑکیوں کے باجے کو شیطانی باجا اس لئے کہا کہ جس طرح شیطان اپنی ذات سے انسانوں کی عملی زندگی کو نیک کاموں سے ہٹا کر برے کاموں میں مشغول کر دیتا ہے اسی طرح باجا بھی انسانی قلوب کو یاد الٰہی کے مقدس راستے سے ہٹا کر لہو ولعب و ناجائز خواہشات کے راستے پر ڈال دیتا ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح گذشتہ امتوں اور غیر مسلموں کے ہاں خوشی و مسرت اور عید کا ایک خاص دن ہوتا ہے جیسے قوم مجوس کے ہاں "نوروز" ایک خاص دن ہے جس میں وہ اپنی عید مناتے ہیں اسی طرح مسلمانوں کے لئے بھی خوشی و مسرت اور شادمانی کے دو دن ہیں اور وہ عید و بقر عید کے دن ہیں یہ مشابہت صرف تمثیل کی حد تک ہے ان کے معتقدات و افعال کے ساتھ مشابہت مقصود نہیں ہے یعنی اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ جس طرح غیر مسلم اپنے خوشی و تہواروں کے دن غلط کام کرتے ہیں اسی طرح غلط کام مسلمان بھی ان دنوں میں کر سکتے ہیں۔ چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ عید و بقر عید کے دن غیر مسلموں کے تہوار کی مشابہت اختیار کرنا کفر ہے مثلاً غیر شرعی اور غیر مناسب زیبائش و آرائش کرنا، انڈے لڑانا، مردوں کا مہندی لگانا، ناچ گانوں میں مشغول ہونا وغیرہ وغیرہ۔

حدیث سے اہل سماع کا غلط استدلال

اس حدیث سے اہل سماع کو بڑی زبردست غلط فہمی ہوگئی ہے۔ ان لوگوں نے اس حدیث کی بنیاد پر ڈھولک و ہارمونیم جیسے ساز کے ساتھ قوالی کے مباح ہونے اور اس کے سننے کو جائز قرار دیا ہے حالانکہ اس حدیث کا قطعی طور پر وہ مفہوم و مطلب نہیں ہے جو اہل سماع نے مراد لیا ہے بلکہ بنظر انصاف اور بغیر کسی تعصب وہٹ دھرمی کے اگر معقولیت پسند قلب و دماغ کے ساتھ اس حدیث کے حقیقی مفہوم کو دیکھا جائے تو وہ پوری وضاحت کے ساتھ یہ ہے کہ " حضرت ابوبکر نے ان لڑکیوں کو گانے اور دف بجانے سے اس لئے منع کیا اور انہیں دھمکایا کہ ان کے نزدیک گانا بجانا مطلقاً معیوب و ممنوع تھا۔ نیز انہوں نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو ان کے گانے بجانے سے اس لئے منع نہیں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟

حالانکہ حضرت ابوبکر کو یہ معلوم نہیں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن بہت معمولی طریقے پر اشعار پڑھنے کی اجازت دی تھی جس کا شمار حقیقی گانے بجانے اور لہو ولعب میں نہیں تھا۔ حاصل یہ کہ حضرت ابوبکر کو اس فرق اور تفصیل کا علم نہیں تھا اس لئے انہوں نے لڑکیوں کو اشعار پڑھنے سے روکا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ وہ لڑکیوں کو کچھ نہ کہیں۔ لہٰذا اس حدیث سے صرف اس قدر ثابت ہوا کہ عید کے روز یا ایسے کسی موقع پر جہاں خوشی منانی مباح ہے شریعت کی حدود کی اندر رہتے ہوئے کچھ اشعار پڑھ لینا مباح ہے پھر یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اس واقعہ کا تعلق ایک مخصوص جگہ اور مخصوص وقت سے ہے جس سے گانے بجانے کا مطلقاً مباح ہونا لازم نہیں آتا۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ " اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی خاص موقع پر ایک آدھ مرتبہ دف بجانا اور سماع ممنوع

نہیں ہے لیکن اس پر مداومت کرنا مکروہ ہے کیونکہ مستقل طور پر گانا بجانا وصف تقویٰ اور اخلاق فاضلہ کو ختم کر دیتا ہے جس کی وجہ سے ایسا آدمی شریعت کی نظر میں اپنا اعتماد کھو دیتا ہے۔ ابن مالک فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ دف جائز ہے جب کہ اس میں چھانج نہ ہو اور کبھی کبھی ایک آدھ دفعہ بجایا جائے۔

نیز ایسے اشعار پڑھنے جائز ہیں جس میں کسی کی برائی و مذمت نہ بیان کی گئی ہو اور جو فحش مضامین پر مشتمل نہ ہوں۔ فتاوی قاضیخاں میں لکھا ہے کہ "سننا گناہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "باجوں کا سننا گناہ، اس کی مجلس میں شرکت فسق اور اس سے لطف اندوز ہونا شعار کفر سے ہے۔

نیز مسئلہ یہ ہے کہ اگر غیر اختیاری طور پر باجے کی آواز کان میں پڑ جائے تو کوئی گناہ نہیں۔ باجوں کی آواز سے حتی الامکان بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ ایسے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے۔ علماء لکھتے ہیں کہ " زمانہ جاہلیت کے ایسے عربی اشعار پڑھنا کہ جن میں فحش مضامین مثلاً شراب و کباب اور حسن و عشق کے تذکرے ہوں مکروہ ہے۔ ایک جلیل القدر محدث نے اس حدیث کے فائدے میں سماع و غنا کا مسئلہ پوری وضاحت کے ساتھ لکھا ہے اس موقعہ پر اس کا خلاصہ نقل کر دینا مناسب ہے۔

موصوف فرماتے ہیں کہ: اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دف بجانا اور گانا ممنوع ہے ہاں کچھ مواقع پر مثلاً عید یا اسی قسم کی کسی دوسری خوشی کی تقریب میں یعنی نکاح وغیرہ میں اس کی ایک حد تک اجازت ہے، کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق کی صحابہ میں سب سے زیادہ فضیلت ہے۔ انہیں احکام دین خوب اچھی طرح معلوم تھے انہوں نے گانے کو "مزمار شیطان" کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر جواباً انہیں منع فرمایا تو اس بات سے منع نہیں فرمایا تھا کہ گانے کو " مزمار شیطان کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عید کے دن کے لئے منع فرمایا کہ آج کے دن اس میں اتنی شدت اختیار نہ کرو۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مقصد گانے بجانے کی ممانعت کے سلسلے میں حضرت ابوبکر کے قول کی تردید نہیں تھا بلکہ مراد یہ تھی کہ گانے بجانے کا صرف اتنا معمولی درجہ کہ جس میں یہ لڑکیاں مشغول ہیں آج کے دن ممانعت کے حکم سے مستثنیٰ ہے اگر لڑکیاں شرعی و اخلاقی حدود میں رہ کر شجاعت و بہادری کی تعریف و توصیف پر مشتمل اشعار ترنم کے ساتھ پڑھ رہی ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ کہ خود لڑکیوں کے اس فعل سے کوئی دلچسپی نہیں لی (جیسا کہ یہ معلوم ہو چکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سو رہے تھے " بلکہ حضرت ابوبکر کو بھی اس کی ترغیب نہیں دلائی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرح اس سے لاپروائی بھی برتی، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فعل کے ذریعے بھی اس دن اس کے ناجائز ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ لہٰذا یہ حدیث مطلق طور پر سماع و غنا اور گانے بجانے کی اباحت کی دلیل قرار نہیں دی جا سکتی۔ جیسا کہ بعض حضرات اس حدیث کے دور از حقیقت مفہوم کا سہارا لے کر سماع و غنا کے مطلقاً جواز کو ثابت کرتے ہیں۔

سماع کی حرمت و کراہت

یہ تو حدیث کی وضاحت اور اس کی تشریح تھی۔ اب اصل مسئلے کی طرف آیئے اور دیکھئے کہ اس بارے میں سلف کی رائے کیا

ہے۔ سماع وغنا کا مسئلہ ہمیشہ سے علماء وفقہا کے درمیان مختلف فیہ رہا ہے۔ صحابہ وتابعین کی بھی اس سلسلے میں مختلف رائیں تھیں۔ لیکن جلیل القدر صحابہ اس کی حرمت وکراہت کے قائل تھے۔ چنانچہ انہوں نے آیت کریمہ۔(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ، لقمان:6) کی مراد غنا (نغمہ وسرور) بیان کی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس وحضرت عبداللہ ابن مسعود تو اس مراد کے تعین کے سلسلہ میں قسم تک کھاتے اور کہا کرتے تھے کہ یہاں "غنا" مراد ہے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عباس اور مجاہد کے نزدیک آیت کریمہ۔(وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ، الاسراء:64) میں شیطان کی آواز سے مراد "غنا" ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر کے بارہ میں منقول ہے کہ وہ گانے سے اور گانا سننے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد منقول ہے کہ "اگر کوئی ایسا آدمی مر جائے جس کے پاس گائن (گانے والی عورت) ہوں تو اس کی نماز جنازہ مت پڑھو۔ حضرت ابوامامہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "گائن (گانے والی عورت) کی نہ تو خرید وفروخت کرو اور نہ انہیں تعلیم دو (یعنی ان سے مکمل مقاطعہ رکھو) اس ارشاد کے مثل یہ آیت کریمہ من یشتری لھوالحدیث نازل ہوئی تھی۔

چنانچہ اسی وجہ سے بعض علماء فرماتے ہیں کہ جو احادیث نغمہ سرور کی اباحت پر دلالت کرتی ہیں ان کا تعلق اس ممانعت سے قبل کے زمانے سے ہے۔

جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی اور غنا کی ممانعت واضح ہوئی تو احادیث منسوخ قرار دے دی گئیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ ارشاد منقول ہے کہ "غنا نفاق کو اسی طرح اگاتا ہے جیسے پانی سبزہ کو اگاتا ہے۔" حضرت جابر سے یہ الفاظ منقول ہیں کہ "جس طرح پانی کھیتی کو اگاتا ہے یوں ہی غنا نفاق کو اگاتا ہے" حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ منقول ہیں کہ "غناء اور لہو لعب دل میں نفاق کو اس طرح اگاتے ہیں جیسے پانی گھاس کو اگاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ یہ الفاظ منقول ہیں کہ "غنا کی محبت دل میں نفاق کو اس طرح اگاتی ہے جیسے پانی گھاس کو اگاتا ہے" ان ارشادات میں نفاق سے مراد وہ عملی نفاق ہے جو ظاہری احوال کے برخلاف گناہ کی خواہش کو پوشیدہ رکھتا ہو۔ حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ "غنا زنا کا منتر ہے" بہر حال۔ اس سلسلے میں صحابہ اور تابعین کے اس قسم کے اور بہت سے ارشادات منقول ہیں۔ جہاں تک فقہاء کا تعلق ہے انہوں نے بھی اس کی حرمت اور کراہت کو بہت زیادہ شدت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ چنانچہ چاروں اماموں کا متفقہ طور پر جو مشہور اور صحیح قول ہے وہ یہ ہے کہ "غنا مکروہ ہے" اگر چہ اس کی حرمت کا اطلاق بھی منقول ہے۔ چنانچہ قاضی ابوالطیف نے شعبی، سفیان ثوری، حماد نخعی اور فاکہی سے اس کا حرام ہونا نقل کیا ہے۔

علامہ بغوی نے بھی تفسیر معالم التنزیل میں یہی لکھا ہے کہ "چاروں ائمہ کے ہاں غنا حرام ہے۔" علامہ قرطبی نے فرمایا ہے کہ غنا کی حرمت کے بارے میں اختلاف نہیں ہے کیونکہ وہ لہو ولعب کے قبیل سے ہے جو متفقہ طور پر سب کے یہاں مذموم ہے۔ ہاں جو غنا محرمات سے محفوظ ہو وہ تھوڑا بہت شادی بیاہ، عید اور اسی قسم کی دوسری تقریبات میں جائز ہے۔ علماء کی ایک جماعت کا رجحان

غنا کی اباحت کی طرف ہے۔اس سلسلے میں اتنی بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ہاں جس غنا اور نغمہ اور سرور کے بارے میں بحث کی جارہی ہے اور جو حرمت واباحت کا محل اختلاف ہے اور وہ اس قسم کا غنا ہے جسے گویے اور گلوکار بطور فن اور پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں چنانچہ وہ صرف لوگوں کی طبیعتوں میں انتشار وہیجان اور کیف ونشاط پیدا کرنے کے لئے ایسے اشعار گاتے ہیں جو محض محرمات کے ذکر پر مشتمل ہوتے ہیں! ہاں وہ غنا مباح ہیں جو ایسے پاکیزہ اشعار پر مشتمل ہوں جن سے قلوب روحانی استنباط محسوس کریں اور جو محرمات ومکروہات کے ذکر پر مشتمل نہ ہوں مثلاً خدا تعالیٰ کی حمد، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت، حرمین شریفین یا دوسری مقدس چیزوں کی منقبت، جہاد اور میدان جہاد کے اوصاف جیسے حدانصب، رکبانی بچوں کو خوش کرنے یا انہیں سلانے کے لئے ماؤں بہنوں کی لوریاں، بزرگان دین کی جائز توصیف وتعریف، قطع مسافت کے لئے مسافروں کی وابستگی، خوشی ومسرت کے اظہار اور اسی قسم کے دوسرے مضامین کے حامل اشعار ترنم کے ساتھ پڑھنا یہ جائز نہیں ہے بلکہ ایک حد تک یہ مستحب ہے کیونکہ یہ نیک وبامقصد اعمال کے لئے موجب نشاط ہے۔" جو لوگ غنا کی اباحت کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ غنا اور سماع اکثر صحابہ، تابعین، محدثین اور علماء دین سے جو اصحاب زہد وتقوی ہیں، سے منقول ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ غنا کی حرمت وکراہت کے سلسلے میں ائمہ یا بعض اکابر سے جو سخت الفاظ منقول ہیں وہ دراصل اس غنا پر محمول ہیں جس میں فحش مضامین یا ان سے غیر شرعی چیزوں مثلاً مزامیر وغیرہ کا ارتباط ہوتا ہو۔ یہ بات ان حضرات کی جانب سے اسی لئے کہی جاتی ہے تاکہ ائمہ اور علماء کے قول وفعل میں تطبیق ہو جائے کیونکہ ان سے بھی غنا کا سننا منقول ہے۔ پہلے زمانے کے بزرگوں اور مشائخ اور بعد کے بزرگوں اور مشائخ کے اقوال وافعال کے درمیان بھی اختلاف ہے چنانچہ پہلے زمانے کے مشائخ جو راہ طریقت کے پیش رو اور راہنما ہیں اس سے اجتناب کرتے تھے مگر بعد کے بعض مشائخ سے سماع کی ابتدا ہوئی ہے اس سلسلے میں پہلے زمانے کے مشائخ کے قول وفعل کے بارے میں اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت شیخ حماد دباس جو اپنے وقت کے امام طریقت اور سلسلہ قادریہ کے ایک جلیل القدر شیخ تھے۔

ایک مرتبہ جمعے کی نماز کے لئے جا رہے تھے۔ کہ راستے میں اچانک ان کے کان میں گانے کی آواز پہنچی فوراً رک گئے اور فرمایا کہ آج مجھ سے کون سا ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جس کی سزا میں مجھے اس میں مبتلا کیا گیا ہے؟ بہت دیر تک غور کرتے رہے مگر ایسی کوئی بات محسوس نہیں ہوئی جس سے یہ سمجھتے کہ فلاں گناہ ہوا ہے۔ جب گھر واپس آئے تو پھر تحقیق شروع کی۔ بہت دیر کے بعد معلوم ہوا کہ ایک تصویر دار پیالہ خرید لیا تھا۔ فرمایا یہی سبب ہے جس کی وجہ سے میں اس سزا میں گرفتار ہوا (کہ گانے کی آواز میرے کان میں پہنچی) حضرت غوث الاعظم کے قول وارشادات دیکھنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موصوف بھی اس کو مکروہ جانتے تھے حضرت شبلی کے بارے میں منقول ہے کہ ان سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ "غنا جائز ہے؟" انہوں نے پوچھا کہ کیا غنا حق ہے؟ (یعنی اس میں غیر شرعی، غیر اخلاقی مضامین مذکور نہیں ہیں) لوگوں نے کہا کہ "نہیں!" فرمایا کہ "اگر وہ حق نہیں ہے تو پھر گمراہی کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے اور پھر فرمایا کہ اس کے مکروہ ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ اس کے ذریعے نہ صرف یہ کہ طبیعت میں انتشار، خواہشات نفسانی میں ہیجان اور عورتوں کی طرف میلان ہوتا ہے بلکہ اس میں نفس امارہ کی رعونت وخوشی عقل کی سبکی اور دنائت کا

اظہار بھی ہے۔ البتہ اللہ کے ذکر اور اس کی یاد میں مشغول ہو جانا ہر اس آدمی کے لئے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہے سب سے بہتر ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی جو سلسلہ شاذلیہ کے امام اور پیشوا ہیں فرماتے ہیں کہ "جو لوگ سماع میں مشغول ہوتے ہیں اور ظالموں کے ہاں کھانا کھاتے ہیں ان میں یہودیت کا ایک حصہ شامل ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۔

حضرت امام غزلی فرماتے ہیں کہ سماع کے کئی درجے ہیں (۱) نوجوانوں کے لئے حرام محض ہے کیونکہ نوجوانوں کے مزاج و طبیعت پر خواہشات نفسانی کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے سماع ان کے لئے بجائے کوئی اچھا اثر مرتب کرنے کے ان کی خواہشات نفسانی میں اور زیادہ انتشار و ہیجان پیدا کرتا ہے۔ (۲) اس آدمی کے لئے مکروہ ہے جو اکثر اوقات بطریق لہو ولعب کے سماع میں مشغول رہے۔ (۳) اس آدمی کے لئے مباح ہے جو محض ترنم اور خوش گلوئی سے دلچسپی رکھتا ہے۔ (۴) اس آدمی کے لئے مندوب ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ ہو اور سماع اس کے لئے صرف اچھے اثرات مرتب کرے مشائخ چشتیہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ سماع سے دلچسپی رکھتے تھے مگر ان کی دلچسپی آداب و شرائط کے حدود کے اندر ہوتی تھی چنانچہ وہ حضرات اکثر و بیشتر خلوت میں سماع سنتے تھے جہاں نہ تو غیر ہوتے تھے اور نہ غیر محرم۔

حضرت شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی سماع سنتے تھے لیکن ان کی مجلس سماع مزامیر و قوالی جیسی لغویات سے پاک ہوتی تھی۔" بہر حال مطلب یہ ہے کہ جو صوفیہ سماع کے قائل ہیں ان کے ہاں یہ کلیہ مقرر ہے کہ سماع صرف "اہل دل" کے مباح ہے۔ چنانچہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ سماع کے آداب و شرائط مقرر کئے ہیں بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ سماع سننے کا اہل کسے کہا جا سکتا ہے۔ اور ایسے ہی سماع کی ممانعت کے سلسلے میں فقہاء اور اکابر اولیاء اللہ کے جو الفاظ منقول ہیں ان کا تعلق اس نغمہ سرور سے ہے جس کے ساتھ غیر مشروع چیزیں مثلاً مزامیر وغیرہ کی آمیزش ہو اور جس کی بنیاد محض خواہشات نفسانی اور لہو ولعب ہو ورنہ تو فی نفسہ خوش گلوئی ممنوع نہیں ہے کیونکہ وہ مباح الاصل ہے۔ پھر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جس طرح خوش گلوئی کے اندر مفاسد ہیں اسی طرح مصالح خیر بھی ہیں مثلاً نغمہ و ترنم سخت دل کو نرم کرتا ہے اور عبادت میں ذوق وشوق اور حلاوت و خشوع پیدا کرتا ہے تاہم اس کے باوجود نغمے پر مداومت اکابر سلف کے طریقہ اتباع سے بعید ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جو آدمی اس پر مداومت کرے گا وہ اس کی دلچسپی کو عبادت و ریاضت پر ترجیح دینے لگے اور شیطان کا مکر و فریب اسے اس راستے سے اپنے جال میں پھنسا کر اطاعت و شریعت کی اہمیت کو اس کی نظر سے کم کر دے جس کی وجہ سے وہ غلط راستے پر بھٹکنے لگے۔ لہٰذا سماع بذاتہ تو مباح ہے لیکن غلط عوارض جیسے عورت و شراب کے ذکر، نامحرم عورتوں اور مرد کے گانے، مزامیر یعنی ڈھول و ہارمونیم وغیرہ کی آمیزش، نفسانی خواہشات، سماع کی نااہلیت اور اس پر مداومت کی وجہ سے ممنوع ہے۔

چنانچہ یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جو لوگ معرفت و حقیقت اور محبت و حال کے مدعی ہو کر اپنے ایک خاص جذبے کی تسکین کی خاطر سماع میں مشغول ہو کر حقیقی ذکر اللہ اور تلاوت قرآن کریم وغیرہ سے محروم رہتے ہیں وہ اپنے نفس کے دھوکے اور

شیطان کے فریب میں مبتلا ہیں کہ وہ درحقیقت راہ راست سے ہٹ کر غلط راستہ اختیار کیے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہ روز بروز دین و شریعت سے دور تر ہوتے جا رہے ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ دیگر عبادات میں کیا مشغول رہتے کہ ان کی نمازیں بھی بے روح ہو کر محض "نشست و برخاست" کا ایک مجموعہ بن کر رہ گئی ہیں۔ اور نمازیں بھی جبراً یا ریاء کی وجہ سے یا اللہ کی مخلوق کی نظروں میں بظاہر اپنی دینی و مذہبی زندگی کو نمایاں کرنے کے لئے پڑھتے ہیں۔

کاش انہیں سماع سے اس قدر دلچسپی نہ ہوتی صرف وہ نماز روزے اور دیگر فرائض خلوص نیت کے ساتھ ادا کرتے تو ان کا دین تو کم سے کم بنا رہتا۔ اس سلسلے میں یہ صورت بھی ہے کہ آجکل جو لوگ سماع کے قائل ہیں ان کا مطمح نظر یہ ہے کہ فلاں بزرگ سماع سنتے تھے یا ہمارے فلاں پیشوا اس کے قائل تھے لہٰذا جب انہوں نے اسے اختیار کیا تو ہم بھی ان کی پیروی کرتے ہیں اور ان کی اتباع میں سماع کو جائز قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ بھی محض فریب نفس ہے کیونکہ اگر بزرگوں نے سماع کو اختیار کیا اور اس سے دلچسپی رکھی تو وہ ان کی حالت بے خودی اور غلبہ حال تھا، انہوں نے اگر سماع سنا ہے تو اس پر مداومت نہیں کی بلکہ کبھی کبھی مصلحت کے پیش نظر سنا ہے۔ پھر یہ کہ ان کے ہاں مجالس سماع کی یہ جلوہ نگاری نہیں تھی بلکہ انہوں نے خلوت میں اور خلوص نیت کے ساتھ سنا ہے نیز انہوں نے ضرورت قرار دے کر کوئی طریقہ مقرر نہیں کیا کہ بہر صورت اس پر عمل کیا جائے۔ پھر یہ کہ کہاں ان بزرگوں کا جذبہ حال و بے خودی اور اور اخلاص نیت اور کہاں ہمارے دور کی دنیاوی و نفسانی خواہشات اور فریب نفس؟ اب تو ان بزرگوں کی صرف اس بات کی تقلید ہے نہ ان کے صالح افکار کی اطاعت ہے اور ان کے نیک اعمال و مقدس زندگیوں کی پیروی۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ "بدنام کنندہ نکونامے چند۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْحَرْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ

یہ باب عید کے دن چھوٹا نیزہ لیکر جانے کے بیان میں ہے

1304- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ اَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْدُو اِلَى الْمُصَلّٰى فِي يَوْمِ الْعِيدِ وَالْعَنَزَةُ تُحْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِذَا بَلَغَ الْمُصَلّٰى نُصِبَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي اِلَيْهَا وَذٰلِكَ اَنَّ الْمُصَلّٰى كَانَ فَضَاءً لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ يُسْتَتَرُ بِهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ عید کے دن عیدگاہ تشریف لے جایا کرتے تھے آپ ﷺ کے سامنے نیزہ اٹھا کر لے جایا جاتا تھا جب آپ ﷺ عیدگاہ پہنچ جاتے تھے تو اسے آپ ﷺ کے سامنے نصب کر دیا جاتا[1304] اور نبی کریم ﷺ اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ عیدگاہ کھلی جگہ تھی اس میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے سترے کے طور پر استعمال کیا جا سکے۔

1305- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ

1304: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 464

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی یَوْمَ عِیْدٍ اَوْ غَیْرَهٗ نُصِبَتِ الْحَرْبَةُ بَیْنَ یَدَیْهِ فَیُصَلِّیْ اِلَیْهَا وَالنَّاسُ مِنْ خَلْفِهٖ قَالَ نَافِعٌ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْاُمَرَآءُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کی یا کوئی دوسری نماز ادا کرتے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چھوٹا نیزہ گاڑ دیا جاتا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوتے تھے۔

نافع کہتے ہیں: اسی وجہ سے تمہارے آج کل کے حکمرانوں نے اسے اختیار کیا ہے۔

1306-حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِیْدٍ الْاَیْلِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّی الْعِیْدَ بِالْمُصَلّٰی مُسْتَتِرًا بِحَرْبَةٍ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں نماز عید ادا کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹے نیزے کو سترے کے طور پر استعمال کیا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِیْ خُرُوْجِ النِّسَآءِ فِی الْعِیْدَیْنِ

یہ باب عیدین میں خواتین کے شریک ہونے کے بیان میں ہے

1307-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِیْرِیْنَ عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِیْ یَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ قَالَ قَالَتْ اُمُّ عَطِیَّةَ فَقُلْنَا اَرَاَیْتَ اِحْدَاهُنَّ لَا یَكُوْنُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ فَلْتُلْبِسْهَا اُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا

◆◆ سیّدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن خواتین کو لے کر جائیں۔

راوی بیان کرتے ہیں: سیّدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے ہم نے عرض کی: (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ایسی خاتون کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا رائے ہے؟ جس کے پاس چادر نہ ہو' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی بہن اپنی چادر کا کچھ حصہ اسے بھی پہنا دے۔

1308-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَیُّوْبَ عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ لِیَشْهَدْنَ الْعِیْدَ وَدَعْوَةَ

1305اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث:

1306:اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1307:اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث 2053' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث:540

الْمُسْلِمِيْنَ وَلْيَجْتَنِبْنَ الْحُيَّضُ مُصَلَّى النَّاسِ

◆◆ سیّدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوان اور پردہ دار خواتین کو بھی لے کر جاؤ تاکہ وہ بھی عید اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں تاہم حیض والی عورتیں لوگوں کی نماز کی جگہ سے الگ رہیں گی۔

1309- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخْرِجُ بَنَاتِهٖ وَنِسَآئَهٗ فِي الْعِيْدَيْنِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے موقع پر اپنی صاحبزادیوں اور اپنی ازواج کو بھی لے جایا کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَا اِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدَانِ فِيْ يَوْمٍ

یہ باب ہے کہ جب ایک ہی دن میں دو عیدیں اکٹھی ہو جائیں (یعنی اگر جمعہ کے دن عید آ جائے)

1310- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ اِيَاسِ بْنِ اَبِيْ رَمْلَةَ الشَّامِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا سَاَلَ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ هَلْ شَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِيْدَيْنِ فِيْ يَوْمٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ قَالَ صَلَّى الْعِيْدَ ثُمَّ رَخَّصَ فِي الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَالَ مَنْ شَآءَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ

◆◆ ایاس بن ابورملہ شامی بیان کرتے ہیں: میں نے ایک شخص کو سنا' اس نے حضرت زید بن ارقم سے دریافت کیا: کیا آپ کسی ایسے موقعے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے' جب ایک ہی دن میں دو عیدیں آ گئی ہوں؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں۔ اس نے دریافت کیا: پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟ انہوں نے جواب دیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز ادا کی پھر آپ نے جمعہ کے بارے میں اجازت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو شخص (ہمارے ساتھ) جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے۔

1311- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِيْ مُغِيْرَةُ الضَّبِّيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اجْتَمَعَ عِيْدَانِ فِيْ يَوْمِكُمْ هٰذَا فَمَنْ شَآءَ اَجْزَاَهٗ مِنَ الْجُمُعَةِ وَاِنَّا مُجَمِّعُوْنَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' آج کے دن تمہاری دو عیدیں اکٹھی

1308: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 974' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2051' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1136' ورقم الحدیث: 1137' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1558

1310: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1070' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1590

1311: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ہوگئی ہیں' جو شخص چاہے (یہ نماز عید) اس کے لیے جمعہ کی قائم مقام ہو جائے گی' ویسے انشاء اللہ ہم جمعہ کی نماز ادا کریں گے۔

شرح

عید کے بعد نماز جمعہ اسی طرح لازم ہے جس طرح کی فرضیت ہے لہٰذا یاد رہے عید کی نماز پڑھنے کے سبب نماز جمعہ کی فرضیت ساقط نہ ہوگی۔

1311 م-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي مُغِيرَةُ الضَّبِّيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

◆◆ یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

1312-حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا مِنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اجْتَمَعَ عِيدَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ ثُمَّ قَالَ مَنْ شَاءَ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَأْتِهَا وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَتَخَلَّفَ فَلْيَتَخَلَّفْ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں دو عیدیں اکٹھی آ گئیں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص جمعے کے لیے آنا چاہے وہ اس میں شریک ہو اور جو شخص نہ آنا چاہے وہ نہ آئے''۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي صَلوٰةِ الْعِيدِ فِي الْمَسْجِدِ إِذَا كَانَ مَطَرٌ

یہ باب ہے کہ مسجد میں نماز عید ادا کرنا' اس وقت جب بارش ہو

1313-حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ أَبِي فَرْوَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا يَحْيَى عُبَيْدَ اللَّهِ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَصَابَ النَّاسَ مَطَرٌ فِي يَوْمِ عِيدٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِهِمْ فِي الْمَسْجِدِ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک مرتبہ عید کے دن بارش ہوگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھائی۔

1311م: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث 1073

1312: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1313: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث 1160

شرح

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز شہر سے باہر جنگل میں ادا فرماتے تھے مگر جب بارش ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی ہی میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ عیدین کی نماز جنگل میں (یعنی عیدگاہ میں) ادا کرنا افضل ہے۔ہاں کوئی عذر پیش آ جائے تو پھر شہر کی مسجد میں ادا کی جا سکتی ہے۔اس سلسلہ میں اہل مکہ کے لئے مسئلہ یہ ہے کہ وہ عیدین کی نماز مسجد حرام ہی میں ادا کریں جیسا کہ آجکل عمل ہے اسی طرح اہل مدینہ بھی عیدین کی نماز مسجد نبوی ہی میں پڑھتے ہیں۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِیْ لُبْسِ السِّلَاحِ فِیْ یَوْمِ الْعِیْدِ

یہ باب عید کے دن ہتھیار پہننے کے بیان میں ہے

1314- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا نَائِلُ بْنُ نَجِیْحٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ زِیَادٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ یُلْبَسَ السِّلَاحُ فِیْ بِلَادِ الْاِسْلَامِ فِی الْعِیْدَیْنِ اِلَّا اَنْ یَکُوْنُوْا بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' عیدین کے موقع پر اسلامی شہروں میں ہتھیار پہنا جائے' البتہ اگر دشمن کا سامنا ہو' تو حکم مختلف ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِی الْاِغْتِسَالِ فِی الْعِیْدَیْنِ

یہ باب عیدین کے دن غسل کرنے کے بیان میں ہے

1315- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ تَمِیْمٍ عَنْ مَیْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَغْتَسِلُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَیَوْمَ الْاَضْحٰی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔

1316- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ الْجَهْضَمِیُّ حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِیُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُقْبَةَ ابْنِ الْفَاکِهِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ جَدِّهٖ الْفَاکِهِ بْنِ سَعْدٍ وَّکَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَغْتَسِلُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَیَوْمَ النَّحْرِ وَیَوْمَ عَرَفَةَ وَکَانَ الْفَاکِهُ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالْغُسْلِ فِیْ هٰذِهِ الْاَیَّامِ

1314: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1315: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1316: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ' جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں' وہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن' قربانی کے دن اور عرفہ کے دن غسل کیا کرتے تھے۔
حضرت فاکہ رضی اللہ عنہ بھی ان دنوں میں اپنے گھر والوں کو غسل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

بَابُ: فِيْ وَقْتِ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ

یہ باب عیدین کی نماز کے وقت کے بیان میں ہے

1317-حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ يَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰى فَاَنْكَرَ اِبْطَاءَ الْاِمَامِ وَقَالَ اِنْ كُنَّا لَقَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا هٰذِهٖ وَذٰلِكَ حِيْنَ التَّسْبِيْحِ

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ عیدالفطر کے دن یا شاید عیدالاضحیٰ کے دن وہ لوگوں کے ساتھ نکلے اس دن امام تاخیر سے آیا' تو انہوں نے اس کا انکار کرتے ہوئے فرمایا' ہم لوگ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں) اس وقت میں (نماز عید ادا کر کے) فارغ بھی ہو جایا کرتے تھے (راوی کہتے ہیں یہ چاشت کی نماز کا وقت تھا)۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ

یہ باب رات کی نماز میں دو رکعات ادا کرنے میں ہے

1318-حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت دو' دو (کر کے) نوافل ادا کیا کرتے تھے۔

1319-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: رات کی نماز دو' دو کر کے ادا کی جاتی ہے۔

1320-حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِيْ سَهْلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

1317: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1135

1319: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 437' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1670

1320: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1746' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1666

دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ و عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَبِيدٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ و عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ يُصَلِّیْ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَافَ الصُّبْحَ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اسے دو دو کر کے ادا کرے گا اور جب صبح صادق قریب ہونے کا اندیشہ ہو تو اسے ایک رکعت کے ذریعے وتر کرے گا۔

1321- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّیْ بِاللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز دو دو رکعات کر کے ادا کیا کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِیْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى

یہ باب رات کی اور دن کی نماز کو دو دو رکعات کی شکل میں ادا کرنے میں ہے

1322- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّاَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عَلِيًّا الْاَزْدِيَّ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى

◆◆ یعلیٰ بن عطاء بیان کرتے ہیں: انہوں نے علی ازدی کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعت کر کے ادا کی جائے گی۔

1323- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ صَلّٰى سُبْحَةَ الضُّحٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ سَلَّمَ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ

◆◆ سیدہ ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز میں آٹھ رکعات ادا کیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیر دیتے تھے۔

1321: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1322: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1295' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 597' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1665

1323: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1290

1324- حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ السَّعْدِيِّ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ تَسْلِيْمَةٌ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیرا جائے گا۔

1325- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ رَبِّهٖ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ اَبِيْ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعِ ابْنِ الْعَمْيَاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُطَّلِبِ يَعْنِيْ ابْنَ اَبِيْ وَدَاعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَتَشَهَّدُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَبَائَسُ وَتَمَسْكَنُ وَتُقْنِعُ وَتَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ فَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهِيَ خِدَاجٌ

حضرت مطلب بن ابووداعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''رات کی نماز دو دو کر کے ادا کی جائے' ہر دو رکعات پڑھنے کے بعد تشہد پڑھو' عاجزی اور انکساری کا اظہار کرو' دعا کے لیے دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور یہ دعا مانگو۔

''اے اللہ تو میری مغفرت کر دے''۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جو شخص ایسا نہیں کرے گا' تو یہ نامکمل ہوگی۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

یہ باب رمضان کے مہینے میں قیام کرنے کے بیان میں ہے

تراویح کے لغوی مفہوم کا بیان

تراویح، ترویحہ کی جمع ہے اور آرام واستراحت کے واسطے ایک مرتبہ بیٹھنے کیلیے استعمال ہوتا ہے۔ علامہ ابن منظور علم لغت کی عظیم کتاب لسان العرب میں تحریر فرماتے ہیں۔ (التراویح، جمع ترویحة و هی المرة الواحدة من الراحة تفعیلة منها مثل تسلیمة من السلام، والترویحة فی شهر رمضان سمیت بذالك لاستراحة القوم بعد كل اربع ركعات) تراویح، ترویحہ کی جمع ہے۔

اور ایک مرتبہ آرام کرنے کا نام ہے مادہ راحت سے بروزن تفعیلہ جیسے مادہ سلام سے وزن تسلیمہ، اور ماہ رمضان کی نماز تراویح کو بھی اسلیئے تراویح کہتے ہیں کہ لوگ ہر چار رکعت کے بعد آرام کرتے ہیں۔ (لسان العرب، ج 5 مادہ روح، ص 368)

صاحب مجمع البحرین لفظ تراوح کے ذیل میں رقمطراز ہیں۔ (التراوح تفاعل من الراحة لان كلا من

1324: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1325: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث 1296

المتراوحین یریح صاحبہ و صلاۃ التراویح المخترعۃ من ھذا الباب لان المصلی یستریح بعد کل اربع)
تراوح مادہ راحت سے باب تفاعل کا مصدر ہے یعنی دو آدمیوں کا یکے بعد دیگرے صبح سے شام تک کنوئیں سے پانی کھینچنا، اسلئے کہ اسمیں بھی ایک شخص دوسرے کے لئے استراحت و آرام کا باعث ہوتا ہے اور نماز تراویح بھی اسی باب سے ہے چونکہ نماز گذار ہر چار رکعت کے بعد آرام کرتا ہے۔ (مجمع البحرین، ج2-1 مادہ روح، ص244)

نماز تراویح کے بعض احکام کا بیان

اس موقع پر نماز تراویح کے چند احکام بیان کئے جاتے ہیں۔(۱) رمضان میں نماز تراویح مرد و عورت دونوں کے لئے سنت موکدہ ہے۔(۲) جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید کا چاند دیکھا جائے تو چھوڑ دی جائے۔(۳) نماز تراویح روزے کی تابع نہیں ہے جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کے لئے بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ ان پر ہوگا۔(۴) نماز تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اگر کوئی عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور اس کے بعد معلوم ہو کہ عشاء کی نماز میں کچھ سہو ہو گیا جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اسے عشاء کی نماز کے بعد تراویح کا اعادہ بھی کرنا چاہیے۔(۵) اگر عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے ہاں جو لوگ جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس آدمی کے لئے بھی تراویح کا جماعت سے پڑھ لینا درست ہو جائے گا۔ جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لئے کہ وہ ان لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا جن کی جماعت درست ہے۔(۶) اگر کوئی مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو چکی ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے پھر تراویح میں شریک ہو اور اس درمیان میں تراویح کی جو رکعتیں ہو جائیں ان کو وتر پڑھنے کے بعد پڑھ لے۔(۷) مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے لوگوں کی کاہلی یا سستی کی وجہ سے اس کو ترک نہیں کرنا چاہیے ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہیں آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے یا ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں گذرے اسی قدر پڑھا جائے۔ باقی الم ترکیف سے آخر کی دس سورتیں پڑھ دی جائیں۔ ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔(۸) ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھا جائے تاوقتیکہ کہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔(۹) ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ کہ لوگ شوقین ہوں کہ انہیں گراں نہ گذرے اگر گراں گذرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔(۱۰) تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیے اس لئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔ اگرچہ کسی سورت کا جز نہیں پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔(۱۱) تراویح کا رمضان کے پورے مہینے میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید مہینہ پورا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے مثلاً پندرہ روز میں یا بیس روز میں پورا قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو بقیہ پندرہ یا دس روز میں تراویح کا پڑھنا سنت موکدہ ہے۔

قیام رمضان کی فضیلت کا بیان

1326- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص رمضان کے مہینے میں ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے روزے رکھے اور نوافل ادا کرے اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے''۔

نماز تراویح کی بیس رکعات ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت یزید بن رومان نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ (بشمول وتر) 23 رکعت پڑھتے تھے۔(والبیهقی فی السنن الکبری، 2 / 496، الرقم : 4394)

حضرت مالک نے داود بن حصین سے روایت کیا، انہوں نے حضرت اعرج کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ رمضان میں کافروں پر لعنت کیا کرتے تھے انہوں نے فرمایا (نماز تراویح میں) قاری سورہ بقرہ کو آٹھ رکعتوں میں پڑھتا اور جب باقی بارہ رکعتیں پڑھی جاتیں تو لوگ دیکھتے کہ امام انہیں ہلکی (مختصر) کر دیتا۔

(مالک فی الموطأ، کتاب: الصلوۃ فی رمضان، باب: ماجاء فی قیام رمضان، 1/115، الرقم: 753)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے (اس حدیث کی شرح میں) بیان کیا کہ بیس رکعت تراویح اور تین وتر شوافع اور احناف کا مذہب ہے۔اسی طرح محلی نے امام بیہقی سے بیان کیا۔(ولی الله الدهلوی فی المسوی من أحادیث الموطأ، 1 / 175)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ماہ رمضان میں تراویح کے لئے اکٹھا کیا۔ مردوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور عورتوں کو حضرت سلیمان بن حثمہ رضی اللہ عنہ تراویح پڑھاتے۔

(البیہقی فی السنن الکبری، 2/493، الرقم 4380، والعسقلانی فی فتح الباری، 4/252-253، الرقم 1905)

امام ابوعیسیٰ ترمذی رضی اللہ عنہ نے اپنی سنن میں فرمایا: اکثر اہل علم کا مذہب بیس رکعت تراویح ہے جو کہ حضرت علی، حضرت عمر رضی اللہ عنہما اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر اصحاب سے مروی ہے اور یہی (کبار تابعین) سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہم کا قول ہے اور امام شافعی نے فرمایا: میں نے اپنے شہر مکہ میں (اہل علم کو) بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا۔

(الترمذی فی السنن، کتاب: الصوم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: ماجاء فی قیام شہر رمضان، 3/169، الرقم: 806)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں وتر کے علاوہ

1326: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بیں رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے ۔

(ابن أبي شيبة في المصنف، 2/164، الرقم:7692، والطبراني في المعجم الأوسط، 1/243، الرقم:798، 5/324،)

حضرت سائب بن یزید نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے تھے اور ہم (بشمول وتر) تیئس رکعات پڑھتے تھے ۔ (عبد الرزاق في المصنف، 4/261، الرقم:7733، وابن حزم في الاحكام، 2/ 230)

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ : كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً، قَالَ : وَكَانُوْا يَقْرَأُوْنَ بِالْمِئَيْنِ وَكَانُوا يَتَوَكَّوْنَ عَلَى عَصِيِّهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ . رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالْفَرْيَابِيُّ وَابْنُ الْجُعْدِ . إِسْنَادُهُ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ كَمَا قَالَ الْفَرْيَابِيُّ .

(البيهقي في السنن الكبرى، 2/496، الرقم:4393، وابن الحسن فريابي في كتاب الصيام، 1/131، الرقم:176، وقال: إسناده ورجاله ثقات، وابن جعد في المسند، 1/413، الرقم:2825، والمباركفوري في تحفة الأحوذي، 3/ 447)

حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور ان میں سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں شدتِ قیام کی وجہ سے وہ اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگاتے تھے ۔

ابو خصیب نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت سوید بن غفلہ ماہ رمضان میں نماز تراویح پانچ ترویحوں (یعنی بیس رکعت میں) پڑھاتے تھے ۔ (البيهقي في السنن الكبرى، 2/ 496، الرقم:4395، والبخاري في الكنى، 1/ 28، الرقم: 234)

حضرت ابو عبد الرحمن سلمی سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے ۔ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دیگر سند سے بھی مروی ہے ۔ (البيهقي في السنن الكبرى، 2/496، الرقم:4396، والمباركفوري في تحفة الأحوذي، 3/ 444)

حضرت ابو الحسناء بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رمضان میں پانچ ترویحوں میں بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا ۔ (وابن قدامة في المغني، 1/ 456، وقال: هذا كالإجماع)

حضرت عبد العزیز بن رفیع نے بیان کیا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں لوگوں کو رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے ۔

حضرت حسن (بصری) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابی ابن بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں قیام رمضان کے لئے اکٹھا کیا تو وہ انہیں بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے ۔

(ابن تيمية في مجموع فتاوى، 2/ 401)

حضرت زعفرانی امام شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے لوگوں کو مدینہ منورہ میں انتالیس

(39) اور مکہ مکرمہ میں تیئس (23) رکعت (بیس تراویح اور تین وتر) پڑھتے دیکھا۔

(العسقلانی فی فتح الباری، 253/4، والشوکانی فی نیل الاوطار، 64/3)

ابن رشد قرطبی نے فرمایا کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے دو اقوال میں سے ایک میں اور امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور امام داود ظاہری رضی اللہ عنہم نے بیس تراویح کا قیام پسند کیا ہے اور تین وتر اس کے علاوہ ہیں۔۔۔ اسی طرح امام مالک رضی اللہ عنہ نے یزید بن رومان سے روایت بیان کی فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ تیئس (23) رکعت (تراویح بشمول تین وتر) کا قیام کیا کرتے تھے۔ (ابن رشد فی بدایۃ المجتہد، 152/1)

1327 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِی هِنْدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنْهُ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعُ لَيَالٍ فَقَامَ بِنَا لَيْلَةَ السَّابِعَةِ حَتّٰى مَضٰى نَحْوٌ مِنْ ثُلُثِ اللَّيْلِ ثُمَّ كَانَتِ اللَّيْلَةُ السَّادِسَةُ الَّتِيْ تَلِيهَا فَلَمْ يَقُمْهَا حَتّٰى كَانَتِ الْخَامِسَةُ الَّتِيْ تَلِيهَا ثُمَّ قَامَ بِنَا حَتّٰى مَضٰى نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهٖ فَقَالَ اِنَّهٗ مَنْ قَامَ مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَاِنَّهٗ يَعْدِلُ قِيَامَ لَيْلَةٍ ثُمَّ كَانَتِ الرَّابِعَةُ الَّتِيْ تَلِيهَا فَلَمْ يَقُمْهَا حَتّٰى كَانَتِ الثَّالِثَةُ الَّتِيْ تَلِيهَا قَالَ فَجَمَعَ نِسَائَهٗ وَاَهْلَهٗ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ قَالَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِينَا اَنْ يَفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قِيلَ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ قَالَ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنْ بَقِيَّةِ الشَّهْرِ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ رمضان کے روزے رکھے نبی کریم ﷺ نے اس دوران ہمیں تراویح کی نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو آپ ﷺ نے ساتویں رات میں ہمیں نماز پڑھائی یہاں تک کہ رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا پھر جب چھٹی رات آئی جو اس کے بعد والی تھی اس میں آپ ﷺ نے نماز نہیں پڑھائی اس کے بعد والی پانچویں رات آئی تو نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی یہاں تک کہ نصف رات گزر گئی میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ اس باقی رات میں بھی ہمیں نوافل پڑھاتے رہیں تو (زیادہ مناسب ہوگا) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص امام کے ہمراہ نوافل ادا کرتا ہے یہاں تک کہ امام اس نماز کو ختم کر دے تو یہ رات بھر قیام کرنے کے برابر ہے پھر جب اس کے بعد والی چوتھی رات آئی تو نبی کریم ﷺ نے اس میں بھی نماز ادا نہیں کی یہاں تک کہ اس کے بعد والی تیسری رات آ گئی۔ راوی کہتے ہیں: تو نبی کریم ﷺ نے اپنی خواتین اپنی ازواج کو جمع کیا لوگ بھی اکٹھے ہو گئے۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی یہاں تک کہ ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ ہم "فلاح" سے رہ جائیں گے ان سے دریافت کیا گیا: فلاح سے کیا مراد ہے؟ انہوں

1327: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1375' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 806' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1327' ورقم الحدیث: 1364

نے جواب دیا: سحری۔

وہ بیان کرتے ہیں: پھر اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے پورے مہینے میں ہمیں تراویح کی نماز نہیں پڑھائی۔

1328- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَّعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ نَّصْرِ بْنِ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيِّ عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ كِلَاهُمَا عَنِ النَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ لَقِيتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ حَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ اَبِيكَ يَذْكُرُهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ نَعَمْ حَدَّثَنِي اَبِي اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَقَالَ شَهْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ

◆◆ نضر بن شیبان بیان کرتے ہیں: میری ملاقات ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے ہوئی تو میں نے انہیں کہا آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنا دیں جو آپ نے اپنے والد کی زبانی سنی ہو جس میں انہوں نے رمضان کے بارے میں کوئی بات ذکر کی ہو تو انہوں نے جواب دیا: ٹھیک ہے میرے والد نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے نبی کریم ﷺ نے رمضان کے مہینے کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی: یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کے روزے رکھنا اللہ تعالیٰ نے تم پر لازم قرار دیا ہے اور اس میں تراویح ادا کرنا میں نے تمہارے لیے سنت قرار دیا ہے تو جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے اس کے روزے رکھے گا اس میں نوافل ادا کرے گا' وہ گناہوں سے اس طرح باہر آجائے گا جیسے اس دن تھا جب اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ

یہ باب رات کے وقت نوافل ادا کرنے کے بیان میں ہے

1329- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُ الشَّيْطٰنُ عَلٰى قَافِيَةِ رَاْسِ اَحَدِكُمْ بِاللَّيْلِ بِحَبْلٍ فِيهِ ثَلَاثُ عُقَدٍ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِذَا قَامَ فَتَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ انْحَلَّتْ عُقَدُهُ كُلُّهَا فَيُصْبِحُ نَشِيطًا طَيِّبَ النَّفْسِ قَدْ اَصَابَ خَيْرًا وَّاِنْ لَمْ يَفْعَلْ اَصْبَحَ كَسِلًا خَبِيثَ النَّفْسِ لَمْ يُصِبْ خَيْرًا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''شیطان رات کے وقت تم میں سے کسی ایک شخص کی گردن پر رسی باندھ دیتا ہے' جس میں تین گرہیں لگی ہوتی ہیں' اگر

1328: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 2207

1329: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

آدمی بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے اگر وہ اٹھ کر وضو کر لے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اگر وہ نماز کے لیے کھڑا ہو جائے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ شخص تازہ دم اور پاکیزہ نفس کے ہمراہ صبح کرتا ہے جو بھلائی کو پالیتا ہے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ کاہلی اور مزاج کی خرابی کے ہمراہ صبح کرتا ہے اور وہ بھلائی تک نہیں پہنچتا ہے"۔

1330- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ الشَّيْطٰنُ بَالَ فِىْ اُذُنَيْهِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا گیا جو صبح تک سوتا رہتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے جس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔

شرح

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ کان میں پیشاب کرنا حقیقت ہے گرچہ ہمیں اس کا ادراک نہیں ہوتا، اور بعضوں کے نزدیک کنایہ ہے اس بات سے کہ جو شخص سویا رہتا ہے اور رات کو اٹھ کر نماز نہیں پڑھتا تو شیطان اس کے لئے اللہ کی یاد میں رکاوٹ بن جاتا ہے، اسی کو شیطان کے آدمی کے کان میں پیشاب کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

1331- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْاَوْزَاعِىِّ عَنْ يَّحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ! ان فلاں جیسے نہ ہو جانا جو رات کے وقت نفل پڑھتا اور پھر اس نے رات کے وقت نوافل پڑھنا ترک کر دیا۔

1332- حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّالْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ وَالْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الْحَدَثَانِىُّ قَالُوْا حَدَّثَنَا سُنَيْدُ بْنُ دَاوٗدَ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ لِسُلَيْمَانَ يَا بُنَىَّ لَا تُكْثِرِ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَاِنَّ كَثْرَةَ النَّوْمِ بِاللَّيْلِ تَتْرُكُ الرَّجُلَ فَقِيْرًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا' اے میرے بیٹے! تم رات کے وقت زیادہ نہ سویا کرنا'

1330: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1144' ورقم الحدیث: 3270' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1814' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1607' ورقم الحدیث: 1608

1331: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1152' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2725' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1763

1332: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کیونکہ رات کے وقت زیادہ سونے کے نتیجے میں آدمی قیامت کے دن غریب ہوگا''۔

1333- حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُوسٰى اَبُوْ يَزِيْدَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَثُرَتْ صَلٰوتُهٗ بِاللَّيْلِ حَسُنَ وَجْهُهٗ بِالنَّهَارِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:''جو شخص رات کے وقت کثرت نماز ادا کرے اس کا چہرہ دن کے وقت خوبصورت ہوگا''۔

1334- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ وَّابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ وَعَبْدُ الْوَهَّابِ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ اَبِىْ جَمِيْلَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ اِلَيْهِ وَقِيْلَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ فِى النَّاسِ لِاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَبَنْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ فَكَانَ اَوَّلَ شَىْءٍ تَكَلَّمَ بِهٖ اَنْ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ گروہ در گروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات بیان کی گئی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں' تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کے لیے لوگوں کے ساتھ گیا جب میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی زیارت کی تو مجھے یہ پتہ چل گیا کہ یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی بات یہ ارشاد فرمائی: اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ اور رات کے وقت نوافل ادا کرو' جبکہ لوگ سو رہے ہوں' تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْمَنْ اَيْقَظَ اَهْلَهٗ مِنَ اللَّيْلِ

یہ باب رات کے وقت اپنی بیوی کو عبادت کے لئے بیدار کرنے کے بیان میں ہے

1335- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْاَقْمَرِ عَنِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اسْتَيْقَظَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ وَاَيْقَظَ امْرَاَتَهٗ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا

1333: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1334: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 4485' اخرجہ ابن ماجہ فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3251

1335: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1309

وَّالذَّاكِرَاتِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص رات کے وقت بیدار ہو اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرے اور وہ دونوں دو رکعات نماز ادا کریں' تو ان دونوں کا نام ان افراد میں لکھا جاتا ہے' جو اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد و خواتین ہیں''۔

نمازِ تہجد کے لئے بیوی کو بیدار کرنے کی فضیلت کا بیان

1336-حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى وَاَيْقَظَ امْرَاَتَهُ فَصَلَّتْ فَاِنْ اَبَتْ رَشَّ فِي وَجْهِهَا الْمَآءَ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّتْ وَاَيْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰى فَاِنْ اَبٰى رَشَّتْ فِي وَجْهِهِ الْمَآءَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو رات کے وقت بیدار ہو کر نماز ادا کرتا ہے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرتا ہے تو وہ عورت بھی نماز ادا کرتی ہے اگر وہ عورت اس کی بات نہیں مانتی تو وہ اس کے چہرے پر پانی چھڑکتا ہے اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم کرے جو رات کو بیدار ہو کر نماز ادا کرتی ہے اور اپنے شوہر کو بھی بیدار کرتی ہے اور وہ بھی نماز ادا کرتا ہے وہ اس کی بات نہیں مانتا' تو وہ عورت اس کے چہرے پر پانی چھڑک دیتی ہے''۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحمت نازل فرمائے جو رات کو اٹھ کر (خود بھی تہجد کی) نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے تاکہ وہ بھی نماز پڑھے اور اگر بیوی (نیند کے غلبے اور کثرت غفلت و سستی کی وجہ سے) نہ جاگے تو (اس کی نیند ختم کرنے کے لئے) اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے ڈالے اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو رات کو اٹھ کر (خود بھی تہجد) کی نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو جگائے تاکہ وہ بھی نماز پڑھے اور اگر شوہر (غلبہ و نیند و سستی کی وجہ سے) نہ جاگے تو وہ اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے ڈالے۔

(ابوداؤد، سنن نسائی، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1205)

رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے" سے مراد تہجد کی ہی نماز ہے لیکن اگر مرد و عورت کسی کی بھی کوئی نماز قضا ہوگئی ہو اور اس وقت اس کے ذمہ قضا ہو تو قضا نماز کا پڑھنا ہی اس وقت اولیٰ ہوگا۔ " منہ پر پانی کے چھینٹے دینے" کا مطلب یہ ہے کہ اس کو نماز پڑھنے اور پروردگار کی عبادت کے لئے بیدار کرنے کے واسطے جس طرح بھی ممکن ہو، سعی و کوشش کرے۔ بہر حال حدیث کا حاصل یہ ہے کہ خاوند و بیوی جس طرح سماجی زندگی اور دنیاوی امور میں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہوتے ہیں اسی طرح انہیں دینی امور،

1336: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث 1308' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث 1609

طاعت الٰہی اور عبادت الٰہی کے بارے میں ایک دوسرے کا مددگار و معاون بننا چاہیے اور اگر کسی وقت بیوی نماز نہ پڑھے تو شوہر کا حق ہے کہ وہ اسے جس طرح بھی ممکن ہو نماز پڑھنے پر مجبور کرے۔ اسی طرح اگر خاوند نماز پڑھنے میں تساہل و سستی کرے یا کسی ایسی وجہ سے نماز پڑھنے سے رک جائے جو نماز کی ادائیگی میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے تو بیوی کا حق ہے کہ وہ اسے پوری قوت سے نماز پڑھنے کے لئے کہے اور جو چیز اس کے نماز پڑھنے میں رکاوٹ بن رہی ہے اسے ختم کرے۔ مثلاً اگر میاں بیوی دونوں میں سے کوئی ایک اس طرح غفلت میں پڑا ہوا ہے کہ اس کی نماز خواہ فرض نماز ہو یا تہجد وغیرہ کی نماز رہی جاتی ہو تو دونوں میں سے جو بھی بیدار ہو وہ دوسرے کو بھی نیند سے اٹھائے اگر وہ نہ اٹھے۔

تو ایسی ترکیب کرے جس سے اس کی نیند ختم ہو جائے اور وہ اٹھ کر نماز پڑھ سکے۔ اسی طرح کسی ایک جگہ اجتماعی طور پر رہنے والے لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں اور رفیقوں میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار بن کر رہیں اور ایک دوسرے کو نماز پڑھنے اور عبادت الٰہی میں مشغول و مصروف رکھنے کی کوشش کریں۔ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ کسی آدمی پر بھلائی کے معاملے میں جبر کرنا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

بَابُ: فِیْ حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ

یہ باب اچھی آواز میں قرآن پڑھنے کے بیان میں ہے

1337- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ بَشِیْرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِیُّ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَافِعٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ السَّآئِبِ قَالَ قَدِمَ عَلَیْنَا سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَّقَدْ كُفَّ بَصَرُهٗ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنِ اَخِیْ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ حَسَنُ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ نَزَلَ بِحُزْنٍ فَاِذَا قَرَاْتُمُوْهُ فَابْكُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْكُوْا فَتَبَاكَوْا وَتَغَنَّوْا بِهٖ فَمَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِهٖ فَلَیْسَ مِنَّا

عبدالرحمٰن بن سائب بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے ان کی بینائی رخصت ہو چکی تھی میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ میں نے انہیں بتایا تو انہوں نے فرمایا: میرے بھتیجے کو خوش آمدید! مجھے پتہ چلا ہے تم بڑی اچھی آواز میں قرآن پڑھتے ہو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''یہ قرآن حزن کے ہمراہ نازل کیا گیا ہے تو جب تم اس کی تلاوت کرو تو رو لیا کرو اگر رو نہیں سکتے تو رونے جیسی شکل بنا لو اور اسے اچھی آواز میں پڑھو جو شخص اسے اچھی آواز میں نہیں پڑھتا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں''۔

شرح

حدیث میں "تغنی" کا لفظ ہے، اور "تغنی" کا معنی گانا ہے، قرآن میں "تغنی" نہیں ہو سکتی، لہٰذا "تغنی" سے یہ مراد ہوگا

1337: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کہ باریک آواز سے درد کے ساتھ اس کو پڑھنا بایں طور کہ پڑھنے والے پر اور سننے والے سب پر اثر ہو، اور دلوں میں اللہ کا خوف اور خشوع پیدا ہو، اور تجوید کے قواعد کی رعایت باقی رہے، کلمات اور حروف میں کمی اور بیشی نہ ہو، سفیان بن عیینہ نے کہا: تغنی بالقرآن کا یہ معنی ہے کہ قرآن کو دولت لازوال سمجھے، اور دنیاداروں سے غنی یعنی بے پرواہ رہے۔

آداب تلاوت کا بیان

قرآن کریم اللہ رب العزت کا براہ راست کلام اور بارگاہ الوہیت سے اترے ہوئے الفاظ کا مجموعہ ہے اس کلام کی نسبت جس ذات کی طرف ہے وہ حاکموں کا حاکم، بادشاہوں کا بادشاہ اور پوری کائنات کا بلاشرکت غیرے مالک ہے۔ لہٰذا اس کی تلاوت کے وقت وہی آداب ملحوظ ہونے چاہئیں جو کلام اور صاحب کلام کی عظمت شان کے مطابق ہوں اس لئے مناسب ہے کہ اس موقع پر آداب تلاوت کا ذکر وضاحت سے بیان کر دیا جائے۔ سب سے پہلے مسواک کے ساتھ وضو کیجئے اس کے بعد کسی اچھی جگہ متواضع اور روبقبلہ بیٹھے اپنے آپ کو کمتر و ذلیل اور عاجز جان کر اور قلب و دماغ کے حضور کے ساتھ بیٹھئے کہ گویا اللہ رب العزت کے سامنے بیٹھ کر عرض و نیاز اور التجا کر رہے ہیں پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر تلاوت کیجئے دل میں یہ تصور جمایئے کہ میں اللہ کا کلام بغیر کسی واسطہ کے سن رہا ہوں قرآن کی آیتوں کو آہستہ آہستہ تدبر، تفکر اور ترتیل کے ساتھ پڑھئے۔ جہاں بندوں کے حق میں وعدہ و رحمت کی آیت آئے تو تسبیح کیجئے، جہاد و وعید و عذاب کے متعلق آیت آئے اللہ سے پناہ مانگئے۔

جب اللہ رب العزت کی تنزیہ اور تقدیس پر مشتمل آیت آئے تو تسبیح کیجئے، یعنی جس آیت میں اللہ کی پاکی اور اس کی بڑائی و بزرگی کا بیان ہو اسے پڑھ کر سبحان اللہ کہئے، تلاوت کے درمیان الحاح و زاری اختیار کیجئے اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنا لیجئے۔ حاصل یہ کہ تلاوت قرآن گویا بارگاہ الوہیت میں حاضری کا وقت ہے اس لئے اس موقع پر اللہ رب العزت کی عظمت و رفعت کے احساس سے اپنے اوپر مکمل عاجزی، ذلت اور فروتنی طاری کیجئے، اس بات کی کوشش نہ کیجئے کہ قرآن جلد ختم ہو اور اس کی وجہ سے تیز تیز پڑھنا شروع کر دیا جائے کیونکہ غور و فکر کے ساتھ کم پڑھنا آداب تلاوت کا لحاظ کئے بغیر زیادہ پڑھنے سے بہتر ہے۔ پھر یہ کہ زیادہ سے زیادہ پڑھنے سے ختم شماری کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں ہوتا، بلکہ یہ امر ممنوع ہے لہٰذا آج کل جو یہ رسم چل گئی ہے کہ لوگ پورا قرآن ایک دن میں ختم کرنے یا زیادہ تیز پڑھنے کو فخر یا کمال کی بات سمجھتے ہیں۔

یہ نہایت بری اور غفلت و نادانی کی بات ہے۔ خواجہ پندارد کہ طاعت می کند بے خبر کز معصیت جان می کند بعض بزرگوں سے جو زیادہ سے زیادہ پڑھنا ثابت ہے تو وہ ان کی کرامت ہے اس بارہ میں ان کی پیروی نہ کیجئے حاصل یہ کہ تدبر، ذوق، حضور قلب اور آداب تلاوت کی رعایت کے ساتھ جس قدر بھی تلاوت کر پائیں اسی کو غنیمت سمجھئے۔ جس مجلس میں لوگ سنے بغیر دوسرے کام میں مشغول ہوں یا شور و غوغا ہو وہاں تلاوت نہ کیجئے ہاں اگر تلاوت ضروری ہی ہو اور کوئی دوسری جگہ میسر نہ ہو تو تلاوت کیجئے مگر آہستہ آواز کے ساتھ، البتہ اگر لوگ تلاوت سننے کے مشتاق ہوں اور خاموش و پرسکون ہوں تو آواز بلند تلاوت افضل ہوگی کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ تلاوت سننے والا اور تلاوت کرنے والا دونوں اجر و ثواب میں یکساں شریک ہیں۔ اسی طرح مصحف (قرآن) میں دیکھ کر پڑھنا بغیر دیکھے پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ اس طرح آنکھیں اور دوسرے اعصاب بھی عبادت میں شریک ہوتے ہیں

اور حضورِ قلب بھی زیادہ میسر ہوتا ہے۔قرآن کریم کو رحل یا کسی دوسری بلند چیز (مثلاً تکیہ) پر رکھئے تا کہ قرآن کی تعظیم وتکریم آشکارا ہو، تلاوت کے دوران دنیوی کلام وگفتگو، کھانے پینے اور دوسرے سب کاموں سے باز رہئے اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تو قرآن کو بند کر کے کلام وگفتگو کیجئے اس کے بعد پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر تلاوت شروع کیجئے ،غلط پڑھنے سے احتراز کیجئے۔ ترتیل وتجوید کے ساتھ بے تکلف اور بے ساختہ پڑھئے۔غلط طریقہ سے آواز ولہجہ بنانے کی ضرورت نہیں ،تلاوت کے وقت کسی کی تعظیم نہ کیجئے۔ہاں اگر عالم باعمل، استاد یا والدین کے لئے کھڑے ہوجانا اوران کی تعظیم جائز ہے جب قرآن ختم ہونے کو ہوتو اپنے عزیز واقارب اور محبین ومتعلقین کو جمع کیجئے ان کی مجلس میں قرآن ختم کیجئے اوران سب کو دعا میں شامل کیجئے کیونکہ وہ قبولیت دعا کا وقت ہوتا ہے۔

قرآن ختم کرنے کے بعد پھر سورت فاتحہ اور سورت بقرہ مفلحون تک پڑھ کر قرآن بند کیجئے کیونکہ یہ افضل ہے۔تکیہ لگا کر یا لیٹ کر قرآن پڑھنا اگر چہ جائز ہے لیکن افضل یہی ہے کہ مؤدب بیٹھ کر پڑھا جائے اسی طرح راستہ چلتے قرآن پڑھنا جائز ہے اگر جنگل ہوتو بآواز بلند پڑھا جائے ورنہ بصورت دیگر بآواز آہستہ۔نجس اور مکروہ جگہوں مثلاً حمام اور کمیلے وغیرہ میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔قرآن کی تقطیع بہت چھوٹی نہ رکھی جائے اور نہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے متفرق کیا جائے تا کہ اس کے احترام وعظمت میں کچھ کمی واقع نہ ہو ہاں ضرورت کے تحت مثلاً بچوں کے پڑھنے کے لئے یا کسی مناسب آسانی وسہولت کے پیش نظر پارہ پارہ یا ہفت سورت وغیرہ کی شکل میں کرنا جائز ہے۔

قرآن کو ایسے لشکر میں لے جانا جہاں امن پر اعتماد نہ ہو مناسب نہیں ہے اسی طرح دار الحرب میں بھی قرآن نہ لے جانا چاہئے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ کافروں کے ہاتھ میں پڑ جائے اور وہ اس کی بے حرمتی کریں۔قرآن کی اتنی آیتوں کا یاد کرنا کہ جن سے نماز ہوجائے ہر مسلمان پر عین فرض ہے اور پورا قرآن شریف یاد کرنا فرض کفایہ ہے کہ اگر ایک شخص حفظ کرے تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہوجاتا ہے۔فقہا لکھتے ہیں کہ سورت فاتحہ اور کوئی ایک سورت یاد کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور باقی قرآن کا یاد کرنا اور اس کے احکام کو جاننا اور سیکھنا نفل نماز سے اولیٰ ہے۔مصحف کی طرف پاؤں پھیلانے مکروہ نہیں بشرطیکہ وہ پاؤں کے برابر نہ ہو، اسی طرح مصحف اگر کھونٹی پر لٹکا ہوا ہو یا طاق میں رکھا ہوا ہوتو ادھر پاؤں پھیلانا مکروہ نہیں ہے۔

1338 - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِي سُفْيَانَ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ سَابِطٍ الْجُمَحِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَبْطَاْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بَعْدَ الْعِشَاءِ ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتِ قُلْتُ كُنْتُ اَسْتَمِعُ قِرَاءَةَ

رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِكَ لَمْ اَسْمَعْ مِثْلَ قِرَاءَتِهِ وَصَوْتِهِ مِنْ اَحَدٍ قَالَتْ فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ حَتّٰى اسْتَمَعَ لَهُ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَيَّ فَقَالَ هٰذَا سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِي حُذَيْفَةَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي اُمَّتِي مِثْلَ هٰذَا

1338: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک مرتبہ میں عشاء کی نماز کے بعد تاخیر سے گھر آئی' جب میں گھر آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم کہاں تھیں؟ میں نے عرض کی: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب کی قرأت غور سے سن رہی تھی' میں نے اس شخص جیسی قرأت اور اس جیسی آواز کسی اور کی نہیں سنی۔

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں بھی اٹھ گئی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی قرأت غور سے سنی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: یہ ابوحذیفہ کا غلام سالم ہے۔ (پھر آپ نے فرمایا:)

''ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے' جس نے میری امت میں اس جیسے لوگ پیدا کیے ہیں''۔

1339-حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ بْنِ مُجَمِّعٍ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ صَوْتًا بِالْقُرْاٰنِ الَّذِیْ اِذَا سَمِعْتُمُوْهُ يَقْرَاُ حَسِبْتُمُوْهُ يَخْشَى اللّٰهَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''قرآن پڑھنے میں لوگوں میں سے سب سے اچھی آواز کا مالک وہ شخص ہے کہ جب تم اسے قرأت کرتے ہوئے سنو تو تمہیں اس کے بارے میں یہ گمان ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے''۔

1340-حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ رَاشِدٍ الرَّمْلِیُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ مَيْسَرَةَ مَوْلٰى فَضَالَةَ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَلّٰهُ اَشَدُّ اَذَنًا اِلَى الرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهٖ مِنْ صَاحِبِ الْقَيْنَةِ اِلٰى قَيْنَتِهٖ

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''گانے والی کا گانا' سننے والا جتنی توجہ سے سنتا ہے' اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ توجہ کے ساتھ اس شخص کو سنتا ہے' جو اچھی آواز میں قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور بلند آواز میں قرأت کرتا ہے''۔

1341-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِی سَلَمَةَ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَسَمِعَ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقِيلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ لَقَدْ اُوْتِیَ هٰذَا مِنْ مَزَامِيرِ اٰلِ دَاوٗدَ

1339: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1340: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1341: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قرأت کرتے ہوئے سنا تو دریافت کیا: یہ کون ہے؟ عرض کی گئی: عبداللہ بن قیس (یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کو آل داؤد علیہ السلام کی سی خوش الحانی دی گئی ہے۔

شرح

مزامیر: جمع ہے مزمار کی، مزمار کہتے ہیں ستار کو، یا بجانے کے آلہ کو، یہاں مزمار سے مراد خوش الحانی ہے، اور داود علیہ السلام بہت خوش الحان تھے، اور آپ کی اچھی آواز سے آدمی تو آدمی جانور بھی مست ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

1342- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ الْيَامِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْسَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''قرآن کو اپنی آوازوں کے ذریعے آراستہ کرو''۔

شرح

علامہ خطابی وغیرہ نے اس کا ایک مفہوم یہ بتایا ہے کہ قرآن کے ذریعہ اپنی آواز کو زینت دو، یعنی اپنی آوازوں کو قرآن کی تلاوت میں مشغول رکھو، اس مفہوم کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں "زَيِّنُوا أَصْوَاتَكُمْ بِالْقُرْآنِ" کے الفاظ ہیں، اور یہ مطلب نہیں ہے کہ موسیقی کی طرح آواز نکالو۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيمَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنے رات کے مخصوص نوافل ادا کیے بغیر سو جائے

1343- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَنْبَاَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَاهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ اَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَاَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَاَنَّمَا قَرَاَهُ مِنَ اللَّيْلِ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''جو شخص اپنے وظیفے کو ادا کیے بغیر سو جائے یا اس میں سے کسی حصے کو چھوڑ کر سو جائے اور پھر اسے فجر اور ظہر کی نماز کے

1342: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1468' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1014' ورقم الحدیث: 1015

1343: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1742' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1313' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 581' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1789' ورقم الحدیث: 1790' ورقم الحدیث: 1791' ورقم الحدیث: 1792

درمیانی وقفے میں پڑھ لے تو یہ اس کے نامہ اعمال میں اسی طرح نوٹ کیا جاتا ہے جس طرح اس نے اسے رات کے وقت پڑھا تھا"۔

1344-حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَمَّالُ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيْبِ ابْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِيْ لُبَابَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَتٰى فِرَاشَهُ وَهُوَ يَنْوِي اَنْ يَّقُوْمَ فَيُصَلِّيَ مِنَ اللَّيْلِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنُهُ حَتّٰى يُصْبِحَ كُتِبَ لَهُ مَا نَوٰى وَكَانَ نَوْمُهُ صَدَقَةً عَلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ

◆◆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان کا پتہ چلا ہے: جو شخص اپنے بستر پر آتے ہوئے یہ نیت کرتا ہے کہ وہ رات کے وقت بیدار ہو کر نوافل ادا کرے گا اور اس کی آنکھ لگی رہتی ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے تو اسے اس کی نیت کے مطابق ثواب ملتا ہے اور اس کی نینداس کے لیے پروردگار کی طرف سے صدقہ بن جاتی ہے۔

بَابُ: فِيْ كَمْ يُسْتَحَبُّ يُخْتَمُ الْقُرْاٰنُ

یہ باب ہے کہ کتنے عرصے میں قرآن ختم کرنا مستحب ہے؟

1345-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلٰى الطَّائِفِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ جَدِّهِ اَوْسِ بْنِ حُذَيْفَةَ قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَفْدِ ثَقِيْفٍ فَنَزَّلُوا الْاَحْلَافَ عَلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَاَنْزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِيْ مَالِكٍ فِيْ قُبَّةٍ لَهُ فَكَانَ يَاْتِيْنَا كُلَّ لَيْلَةٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فَيُحَدِّثُنَا قَائِمًا عَلٰى رِجْلَيْهِ حَتّٰى يُرَاوِحَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَاَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا مَا لَقِيَ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَقُوْلُ وَلَا سَوَاءَ كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ مُسْتَذَلِّيْنَ فَلَمَّا خَرَجْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَانَتْ سِجَالُ الْحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ نُدَالُ عَلَيْهِمْ وَيُدَالُوْنَ عَلَيْنَا فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ اَبْطَاَ عَنِ الْوَقْتِ الَّذِيْ كَانَ يَاْتِيْنَا فِيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ اَبْطَاْتَ عَلَيْنَا اللَّيْلَةَ قَالَ اِنَّهُ طَرَاَ عَلَيَّ حِزْبِيْ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَكَرِهْتُ اَنْ اَخْرُجَ حَتّٰى اُتِمَّهُ قَالَ اَوْسٌ فَسَاَلْتُ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ تُحَزِّبُوْنَ الْقُرْاٰنَ قَالُوْا ثَلَاثٌ وَّخَمْسٌ وَّسَبْعٌ وَّتِسْعٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ وَثَلَاثَ عَشْرَةَ وَحِزْبُ الْمُفَصَّلِ

◆◆ حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ ثقیف قبیلے کے وفد کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

1344: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1786 ورقم الحدیث: 1787

1345: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1393

خدمت میں حاضر ہوئے' تو لوگوں نے حلیفوں کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرایا' جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مالک سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنے قبے میں ٹھہرایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد روزانہ رات کو ہمارے پاس تشریف لاتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے کھڑے ہمارے ساتھ گفتگو کرتے تھے تاکہ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں کو سکون مل جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر ہمیں یہ بتایا کرتے تھے' قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو زیادتیاں کیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ہمارے اور ان کے درمیان) کوئی برابری نہیں تھی' ہم کمزور اور (دنیاوی اعتبار سے) کمتر حیثیت کے مالک تھے' جب ہم لوگ مدینہ منورہ آ گئے' تو ہمارے اور ان کے درمیان جنگیں بھی ہوئیں' کسی میں ہمارا پلڑا بھاری رہا اور کسی میں ان کا بھاری رہا۔

(راوی کہتے ہیں) ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سے ذرا تاخیر سے ہمارے پاس آئے جس وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آیا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف آنے میں تاخیر ہو گئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن کے ایک مخصوص حصے کی تلاوت میں نہیں کر سکا تھا' تو مجھے یہ اچھا نہیں لگا کہ میں اسے مکمل کرنے سے پہلے آ جاؤں۔

حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے دریافت کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ قرآن کی باقاعدہ تلاوت کس طرح کرتے ہیں' تو انہوں نے بتایا: تین' پانچ' سات' نو' گیارہ' تیرہ یا حزب مفصل پڑھ لیتے ہیں۔

1346 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ يَّحْيٰى بْنِ حَكِيْمِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَمَعْتُ الْقُرْاٰنَ فَقَرَاْتُهٗ كُلَّهٗ فِىْ لَيْلَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ اَخْشٰى اَنْ يَّطُوْلَ عَلَيْكَ الزَّمَانُ وَاَنْ تَمَلَّ فَاقْرَاْهُ فِىْ شَهْرٍ فَقُلْتُ دَعْنِىْ اَسْتَمْتِعْ مِنْ قُوَّتِىْ وَشَبَابِىْ قَالَ فَاقْرَاْهُ فِىْ عَشْرَةٍ قُلْتُ دَعْنِىْ اَسْتَمْتِعْ مِنْ قُوَّتِىْ وَشَبَابِىْ قَالَ فَاقْرَاْهُ فِىْ سَبْعٍ قُلْتُ دَعْنِىْ اَسْتَمْتِعْ مِنْ قُوَّتِىْ وَشَبَابِىْ فَاَبٰى

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے قرآن کو اکٹھا کیا اور ایک ہی رات میں اسے مکمل پڑھ لیا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ گمان ہے' تمہاری زندگی لمبی ہوگی' تم تھک جایا کرو گے تو تم ایک مہینے میں پورا قرآن پڑھا کرو' میں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے موقع دیجیے کہ میں اپنی قوت اور جوانی سے فائدہ حاصل کر لوں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم دس دن میں اسے پورا پڑھ لیا کرو' میں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے موقع دیجیے کہ میں

1346: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اپنی قوت اور جوانی سے فائدہ اٹھالوں' تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم سات دن میں اسے پڑھ لیا کرو' میں نے عرض کی: آپ ﷺ مجھے موقع دیجیے کہ میں اپنی قوت اور جوانی سے فائدہ اٹھالوں' تو نبی کریم ﷺ نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔

شرح

یعنی سات دن سے کم میں ختم قرآن کی اجازت نہ دی، صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ سات دن سے کم میں ختم قرآن نہ کرو، قسطلانی نے کہا کہ یہ نہی حرمت کے لئے نہیں ہے، اور بعض اہل ظاہر کے نزدیک تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنا حرام ہے، نووی کہتے ہیں کہ اس کی کوئی حد نہیں، جب تک جی لگے اور جتنی طاقت ہو، اس کے لحاظ سے قرآن پڑھے، اور بہتر یہی ہے کہ سات دن سے کم میں ختم نہ کرے، انتہاء تین دن میں، اور قرآن کے معانی اور مطالب میں غور وفکر کر کے پڑھے، اور ہمارے زمانہ میں تو قرآن کے معانی کا ترجمہ ہر زبان میں ہوگیا ہے، پس ترجمہ کے ساتھ تلاوت کرنا زیادہ ثواب ہے، فقیہ ابواللیث کہتے ہیں کہ اقل درجہ یہ ہے کہ آدمی سال بھر میں قرآن دوبار ختم کرے، اور حسن بن زیاد نے ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جس نے سال بھر میں دوبار پورے قرآن کی قراءت مکمل کی اس نے قرآن کا حق ادا کیا، کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے جس سال نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی، دوبار قرآن کا دور کیا، اور بعض نے کہا چالیس دن سے زیادہ ختم قرآن میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

1347- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص تین دن سے کم میں قرآن پورا کر لیتا ہے اس نے اسے سمجھا ہی نہیں۔

1348- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ حَتَّى الصَّبَاحِ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ کے بارے میں مجھے یہ علم نہیں ہے کہ کبھی آپ ﷺ نے ایک ہی رات میں پورا قرآن پڑھ لیا ہو۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ

یہ باب رات کے نوافل میں تلاوت کرنے کے بیان میں ہے

1349- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ

1347: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث 1394' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث 2949

1348: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 1640' و رقم الحدیث: 2181' و رقم الحدیث 2348

عَنْ يَحْيٰى بْنِ جَعْدَةَ عَنْ اُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَتْ كُنْتُ اَسْمَعُ قِرَائَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ وَاَنَا عَلٰى عَرِيْشِىْ

◆◆ سیّدہ اُمّ ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں رات کے وقت نبی کریم ﷺ کی قرأت کی آواز سنا کرتی تھی حالانکہ میں اپنے تخت یعنی بستر پر ہوتی تھی۔

1350-حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ بِشْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دَجَاجَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يَقُوْلُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاٰيَةٍ حَتّٰى اَصْبَحَ يُرَدِّدُهَا وَالْاٰيَةُ (اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ)

◆◆ حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بعض اوقات نبی کریم ﷺ ایک ہی آیت کی تلاوت کرتے ہوئے صبح کردیتے تھے آپ ﷺ اس آیت کو بار بار پڑھتے رہتے تھے وہ آیت یہ ہے۔

''اگر تو انہیں عذاب دے گا' تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کی مغفرت کرے گا' تو بے شک تو غالب (اور) حکمت والا ہے۔''

1351-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الْاَحْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فَكَانَ اِذَا مَرَّ بِاٰيَةِ رَحْمَةٍ سَاَلَ وَاِذَا مَرَّ بِاٰيَةِ عَذَابٍ اسْتَجَارَ وَاِذَا مَرَّ بِاٰيَةٍ فِيْهَا تَنْزِيْهٌ لِلّٰهِ سَبَّحَ

◆◆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے نماز ادا کی' جب بھی آپ ﷺ رحمت سے متعلق کسی آیت کی تلاوت کرتے تو آپ ﷺ اس رحمت کو مانگتے اور جب عذاب سے متعلق کسی آیت کی تلاوت کرتے تو آپ ﷺ اس عذاب سے پناہ مانگتے تھے اور جب آپ ﷺ کسی ایسی آیت کی تلاوت کرتے' جس میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی گئی ہوتی' تو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے تھے۔

1352-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى عَنْ اَبِىْ لَيْلٰى قَالَ صَلَّيْتُ اِلٰى جَنْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّىْ مِنَ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا فَمَرَّ بِاٰيَةِ عَذَابٍ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَوَيْلٌ لِّاَهْلِ النَّارِ

◆◆ حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کے پہلو میں نماز ادا کی' نبی کریم ﷺ رات کے وقت نوافل ادا کر رہے تھے' جب بھی آپ ﷺ عذاب سے متعلق کسی آیت کی تلاوت کرتے تو یہ کہتے:

''میں جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں اور اہل جہنم کے لیے بربادی ہے''۔

1349: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1012

1350: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1009

1352: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 881

1353- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قِرَائَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يَمُدُّ صَوْتَهُ مَدًّا

قتادہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: آپ (الفاظ کو) کھینچ کر قرأت کرتے تھے۔

1354- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ اَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْهَرُ بِالْقُرْاٰنِ اَوْ يُخَافِتُ بِهٖ قَالَتْ رُبَّمَا جَهَرَ وَرُبَّمَا خَافَتَ قُلْتُ اللّٰهُ اَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ سَعَةً

غضیف بن حارث بیان کرتے ہیں: میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دریافت کیا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز میں قرأت کیا کرتے تھے؟ یا آہستہ آواز میں کرتے تھے' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز میں کرتے تھے اور بعض اوقات پست آواز میں کرتے تھے' تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' اس نے اس معاملے میں گنجائش رکھی ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الدُّعَآءِ اِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنَ اللَّيْلِ

یہ باب رات کو قیام کر کے دعا مانگنے کے بیان میں ہے

1355- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْاَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَالِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ

1353: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 5045' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1465' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1013

1354: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 226' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 222' ورقم الحدیث: 223' ورقم الحدیث: 403

1355: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1120' ورقم الحدیث: 6317' ورقم الحدیث: 7385' ورقم الحدیث: 7442' ورقم الحدیث: 7499' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1806' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1618

●● حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت تہجد کی نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا فرماتے تھے۔

"اے اللہ! حمد تیرے لئے ہے تو آسمانوں اور زمین اور ان میں موجود ہر چیز کو روشن کرنے والا ہے حمد تیرے لئے ہے تو آسمانوں اور زمین اور ان میں موجود ہر چیز کو قائم کرنے والا ہے حمد تیرے لئے ہے تو آسمانوں زمین اور ان میں موجود ہر چیز کا مالک ہے حمد تیرے لئے ہے تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیری بارگاہ میں حاضری حق ہے تیرا فرمان حق ہے جنت حق ہے جہنم حق ہے قیامت حق ہے تمام نبی حق ہیں اور حضرت محمد حق ہیں۔ اے اللہ! میں تیرے لئے اسلام لایا اور میں تجھ پر ایمان لایا اور میں نے تجھ ہی پر توکل کیا تیری طرف رجوع کرتا ہوں تیری مدد سے بحث کرتا ہوں۔ تجھے ہی حاکم تسلیم کرتا ہوں اور تو میرے تمام گزشتہ اور آئندہ مخفی اور علانیہ ذنب کی مغفرت کر دے۔ بے شک تو آگے لانے والا ہے اور تو پیچھے کرنے والا ہے صرف تو ہی معبود ہے تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور تیری مدد کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا"۔

نماز تہجد پڑھنے کی فضیلت کا بیان

حضرت عمرو بن عنبسہ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پروردگار اپنے بندے سے سب سے زیادہ قریب آخری شب میں ہوتا ہے لہٰذا اگر تم بھی اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں میں ہو سکتے ہو تو ضرور ہو یعنی اس بات کی کوشش کرو تم بھی ان خوش نصیب مسلمانوں میں شمار کئے جاؤ جو اس وقت اپنے پروردگار کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں اور سعادت میں خوش بختی کے خزانے اپنے دامن میں سمیٹ کر پروردگار کی رضا و خوشنودی کو اپنے قریب تر پاتے ہیں) امام ترمذی نے یہ روایت نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور سند کی وجہ سے غریب ہے۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1204)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کا آخر حصہ بایں طور افضل و اشرف ہے کہ وہ اپنے دامن میں پروردگار کی رحمتوں اور اس کی عنایتوں کے خزانے سمیٹے ہوئے ہوتا ہے، اب یہ قسمت اور مقدر والوں کی بات ہے کہ کون اس خزانے سے مستفید ہوتا ہے اور کون محروم رہ جاتا ہے۔ چنانچہ جن کی طبیعت سعادت مند ہوتی ہے وہ رات کے اس حصے میں اٹھ کر رحمت الٰہی کے خزانے سے اپنے دامن کو بھرتے ہیں اور جو حرماں نصیب ہوتے ہیں وہ شیطان کی لوریاں کھا کھا کر نہ صرف اپنے دل و دماغ اور جسم کو نیند کے حوالے کئے ہوتے ہیں بلکہ ان کی سعادت اور ان کی خوش بختی بھی غفلت و سستی کی نذر ہو جاتی ہے۔ بہر حال پروردگار کا اپنے بندے سے قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی رضا و خوشنودی بندے سے قریب تر ہوتی ہے اور اس کی رحمتوں کا سایہ بندے کے اوپر ہوتا ہے۔ آخری نصف رات سے رات کا وہ حصہ مراد ہے جس کی ابتداء ثلث آخر (یعنی آخری تہائی) سے ہوتی ہے اور وہی وقت تہجد کی نماز کے لئے اٹھنے کا ہوتا ہے۔

حضرت عمرو بن عنبسہ جنہیں لسان نبوت سے حدیث میں مذکورہ سعادت حاصل کرنے کے لئے فرمایا جا رہا ہے حضرت حق جل مجدہ کی درگاہ کبریائی کے ایک مجذوب اور دربار رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک مقرب اور ذی شان خادم تھے ان کی بہت

زیادہ عظمت اور فضیلت ہے۔ ابتداء ظہور نبوت میں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کفر وشرک سے اکڑی ہوئی ہوئی گردنوں کو خدائے واحد کے حضور میں جھکانے کی سعی میں مصروف تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ کی ابتداء ہو چکی تھی تو حضرت عمرو بن عنبسہ اپنے وطن میں تھے یکا یک ان کے دل میں نور توحید ضوفشاں ہوا اور شرک و بت پرستی کی کراہیت ونفرت نے بے چین کر دیا، جب ہی سنا کہ ایک آدمی مکہ میں پیدا ہوا ہے جو لوگوں کو توحید کی طرف بلاتا ہے اور بتوں کی عبادت سے منع کرتا ہے، یہ سنتے ہی قلب مضطر نے فوراً ہی مکہ پہنچنے پر مجبور کر دیا، انہوں نے مکہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا، رسول اللہ (فداہ روحی) اس زمانے میں کفار کی شدید مخالفت اور دشمنان دین کی بے پناہ سختیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے دشمنوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر اللہ کے دین کی تبلیغ اور اس کی عبادت میں مصروف تھے۔

حضرت عمرو بن عنبسہ نے لوگوں سے پوچھا کہ "تم میں کون آدمی پیدا ہوا ہے جو تمہاری روش اور تمہارے راستے سے ہٹ کر دوسرے دین کی طرف دنیا کو بلاتا ہے"؟ لوگوں نے کہا ہے کہ "ہاں ایک دیوانہ ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل و دانش پر دونوں جہان قربان) جس نے اپنے باپ دادا کا طریقہ اور راستہ چھوڑ دیا ہے اور ایک نئی رسم نکالی ہے۔ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کند انہوں نے پوچھا کہ "اچھا وہ کہاں ملیں گے"؟ لوگوں نے کہا کہ "وہ آدمی آدھی رات کو باہر نکلتا ہے اور اس خانہ کعبہ کے ارد گرد گھومتا ہے۔

حضرت عمرو بن عنبسہ آدھی رات کے وقت حرم شریف میں آئے اور کعبۃ اللہ کے پردہ مبارک میں چھپ کر کھڑے ہوئے اچانک دیکھا کہ ایک آدمی ظلمتوں کے پردوں کو چیرتا ہوا نور کی ایک دنیا اپنے جلووں میں لئے نمودار ہوا۔ اس آدمی کی سراپا کشش، آدمیت اور نورانی چہرے وجسم کا یہ عالم کہ مہر و ماہ اس کے سامنے شرمندہ اور دنیا کے تمام لوگ اس کے پاک آستانے کی خاک (صلی اللہ علیہ وسلم) عمرو فوراً پردہ سے نکل کر باہر آئے اور نمودار ہونے والے آدمی کو سلام کیا اور پوچھا کہ "آپ کون ہیں اور آپ کا دین کیا ہے۔؟" انہوں نے فرمایا کہ "میں اللہ کا رسول ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور میرا دین لا الہ الا اللہ ہے" یہ خوشی سے جھوم اٹھے اور فوراً بولے کہ "میں بھی اس دین کو پسند کرتا ہوں" چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جبھی ایمان لائے، اس طرح حضرت عمرو بن عنبسہ تیسرے یا چوتھے مسلمان ہیں یعنی ان سے پہلے صرف دو یا تین آدمی ہی اسلام کی دولت سے مشرف ہو چکے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رخصت کیا اور فرمایا کہ میرے "پروردگار نے مجھ سے ایک وعدہ کیا ہے۔ جب وہ وعدہ پورا ہوگا تو میرے پاس آنا" چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو عمرو بن عنبسہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ پہنچ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنے کی سعادت حاصل کی اور نگاہ نبوت کی کرشمہ سازی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو درجۂ کمال پر پہنچا دیا۔

1355 م- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ اَبِىْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلُ خَالُ ابْنِ اَبِىْ نَجِيحٍ سَمِعَ طَاوُسًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِلتَّهَجُّدِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت تہجد کی نماز کے لیے اٹھتے تھے (اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث نقل کی ہے)

1356- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ حَدَّثَنِىْ اَزْهَرُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ حُمَيْدٍ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ مَاذَا كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ بِهٖ قِيَامَ اللَّيْلِ قَالَتْ لَقَدْ سَاَلْتَنِىْ عَنْ شَىْءٍ مَّا سَاَلَنِىْ عَنْهُ اَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ يُكَبِّرُ عَشْرًا وَّيَحْمَدُ عَشْرًا وَّيُسَبِّحُ عَشْرًا وَّيَسْتَغْفِرُ عَشْرًا وَّيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِىْ وَاهْدِنِىْ وَارْزُقْنِىْ وَعَافِنِىْ وَيَتَعَوَّذُ مِنْ ضِيْقِ الْمُقَامِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

عاصم بن حمید بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے نوافل کا آغاز کس چیز سے کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا: تم نے ایک ایسی چیز کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے جس کے بارے میں اس سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے 10 مرتبہ اللہ اکبر پڑھتے تھے، 10 مرتبہ الحمد للہ پڑھتے تھے' 10 مرتبہ سبحان اللہ پڑھتے تھے' دس مرتبہ استغفر اللہ پڑھتے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ تو میری مغفرت کر دے تو مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ تو مجھے رزق عطا کر تو مجھے عافیت عطا کر۔''

(سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن مقام کی تنگی سے پناہ مانگتے تھے۔

مسبعات عشرہ کی فضیلت کا بیان

حضرت شریق الہوزنی فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار ہونے کے بعد (عبادت) کس چیز سے شروع کرتے تھے؟ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے (آج) وہ چیز پوچھی ہے جو تم سے پہلے کسی نے مجھ سے نہیں پوچھی (تو سنو کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو (پہلے) اللہ اکبر دس مرتبہ الحمد للہ دس مرتبہ، سبحان اللہ وبحمدہ دس مرتبہ، سبحان الملک القدوس دس مرتبہ کہتے، دس مرتبہ استغفار کرتے، لا الہ الا اللہ دس مرتبہ کہتے اور دس مرتبہ یہ کہتے: اللّٰھم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا وضیق یوم القیامۃ (اے پروردگار! میں تجھ سے دنیا کی تنگی (یعنی سختیوں) اور آخرت کی تنگی سے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد شروع فرماتے)" (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1190)

صوفیاء کرام رحمہم اللہ کے ہاں دس تسبیحات ہیں جو سات سات مرتبہ پڑھی جاتی ہیں اور جنہیں ان کی اصطلاح میں "مسبعات عشرۃ" کہتے ہیں، اس حدیث میں سات تسبیحات ہیں جنہیں دس دس مرتبہ پڑھنا ذکر کیا گیا۔ چنانچہ صوفیاء کی اصطلاح "مسبعات عشرۃ" کے مقابلہ میں محدثین کرام رحمہم اللہ کے ہاں اس حدیث میں مذکورہ تسبیحات اور ان کے اعداد کو "معشرات سبعہ" کہتے ہیں۔

1356: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 766' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1616' ورقم الحدیث: 5550

رات کے مختلف دعائیں مانگنے کا بیان

1357-حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ بِمَ كَانَ يَسْتَفْتِحُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهُ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِىْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ لَتَهْدِىْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ احْفَظُوْهُ جِبْرَئِيْلَ مَهْمُوْزَةً فَاِنَّهُ كَذَا عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز سے نماز کا آغاز کرتے تھے؟ تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے تھے۔

''اے اللہ! اے جبرائیل علیہ السلام، میکائیل علیہ السلام، اسرافیل علیہ السلام کے پروردگار اے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والے اے غیب اور شہادت کا علم رکھنے والے! جس چیز کے بارے میں لوگ اختلاف کرتے ہیں: تو اس کے بارے میں اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرے گا' تو مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ جس کے بارے میں' حق کے حوالے سے' تیرے اذن کے تحت اختلاف کیا گیا ہے بے شک تو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔''

عبدالرحمٰن بن عمر نامی راوی بیان کرتے ہیں: اس لفظ کو جبرئیل علیہ السلام کے نام کے طور پر یاد رکھو جس میں ہمزہ ہے کیونکہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح منقول ہے۔

فرض نماز کے بعد نماز تہجد کی فضیلت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کو پڑھی جانے والی (یعنی تہجد کی) نماز ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث 1210)

حضرت میرک شاہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت ابواسحٰق مروزی شافعی کے اس قول کی دلیل ہے کہ تہجد کی نماز سنن رواتب سے افضل ہے جبکہ اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ سنن رواتب افضل ہیں چنانچہ ابواسحٰق مروزی ہی کا قول قوی تر ہے کیونکہ یہ حدیث صراحت کے ساتھ ان کے قول کی تائید کر رہی ہے۔ بہر حال اس مسئلے کی تحقیق یہ ہے کہ نماز تہجد بایں طور افضل ہے کہ اس نماز میں نفس بہت زیادہ مشقت میں مبتلا ہوتا ہے اور اس نماز کو پڑھنے والا ریا و نمائش سے بعید ہوتا ہے اور سنن رواتب بایں جہت افضل ہیں

1357: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1808' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 767' ورقم الحدیث: 768' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث 3420' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1624

کہ فرض نمازوں کے ساتھ ان کے پڑھنے کے بہت تاکید کی گئی ہے نیز یہ کہ سنن رواتب فرض نمازوں کے لئے متمم ہیں یعنی ان کے ذریعے فرض نمازیں درجہ کمال واتمام کو پہنچتی ہیں، لہٰذا اس طرح دونوں کی افضلیت اپنی اپنی جگہ مسلم ہے اور دونوں اقوال میں کوئی منافات نہیں ہے، یا پھر رات کی نماز کی فضیلت کے بارے میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ رات کی نماز اس لئے افضل ہے کہ یہ وتر پر بھی مشتمل ہے اور وتر واجب ہے۔

سید الطائف حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ انتقال کے بعد انہیں کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ پروردگار نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ: تاهت العبادات وفنيت الا شارات وما نفعنا الا ركعات صلينا ها في جوف الليل - " وہ باتیں جو میں حقائق ومعارف کے بیان میں کہتا تھا جاتی رہیں اور وہ نکات جو میں بیان کیا کرتا تھا ختم ہو گئے مجھے تو صرف نماز کی ان چند رکعتوں نے فائدہ دیا جو نصف شب کو پڑھا کرتا تھا۔ گویا طالبین راہ حقیقت وشریعت اور سالکین راہ طریقت کو ترغیب دلائی گئی کہ تصوف وطریقت کے حکمات ونکات کے پیچھے نہ پڑو اور گفتار کے نہیں کردار کے غازی بنو، عملی زندگی کو سنوارنے اور اللہ کی بندگی کی راہ پر لگانے کی پوری پوری کوشش کرو اور عبادت و ریاضت کا پورا پورا اہتمام کرو کیونکہ اسی میں دنیا کی بھلائی ہے اور آخرت کی بھی۔ کارکن کار، بگزر از گفتار کاندریں راہ کار دارد کار۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِیْ کَمْ یُصَلِّی بِاللَّیْلِ

یہ باب رات کے وقت کتنی نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1358- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الدِّمَشْقِیُّ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ وَهٰذَا حَدِیْثُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ مَا بَیْنَ اَنْ یَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلَی الْفَجْرِ اِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً یُسَلِّمُ فِیْ کُلِّ اثْنَتَیْنِ وَیُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ وَّیَسْجُدُ فِیْهِنَّ سَجْدَةً بِقَدْرِ مَا یَقْرَاُ اَحَدُکُمْ خَمْسِیْنَ اٰیَةً قَبْلَ اَنْ یَّرْفَعَ رَاْسَهٗ فَاِذَا سَکَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْاَذَانِ الْاَوَّلِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَامَ فَرَکَعَ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد سے فجر سے پہلے تک 11 رکعات ادا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعات کے بعد سلام پھیرتے تھے اور ایک رکعت کے ذریعے وتر ادا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں اتنا طویل سجدہ کرتے تھے جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کر لیتا ہے جب موذن فجر کی پہلی اذان دے کر فارغ ہوتا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر دو مختصر رکعات ادا کر لیتے۔

1358: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1336' ورقم الحدیث: 1337' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 684' ورقم الحدیث: 1327

وتر سمیت تہجد کی تیرہ رکعات ہونے کا بیان

1359- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ رات کے وقت تیرہ رکعات ادا کیا کرتے تھے۔

شرح

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ میں نے ارادہ کیا کہ) میں آج کی رات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھتا رہوں گا چنانچہ (میں نے دیکھا کہ) پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں ہلکی پڑھیں پھر دو رکعتیں طویل سی پڑھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھی جو ان دونوں رکعتوں سے کم (طویل) تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پہلے پڑھی تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں جو پہلے پڑھی گئی دونوں رکعتوں سے کم (طویل) تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں جو پہلے پڑھی جانے والی دونوں رکعتوں سے کم (طویل) تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے اور یہ سب تیرہ رکعتیں ہو گئیں۔ (صحیح مسلم)

اور زید کا یہ قول کہ پھر دو رکعتیں پڑھیں جو پہلے پڑھی گئی دونوں رکعتوں سے کم تھیں، صحیح مسلم میں حمیدی کی کتاب میں ہے کہ جس میں انہوں نے فقط مسلم کی ہی روایتیں نقل کی ہیں اور موطا امام مالک، سنن ابی داؤد، نیز جامع الاصول سب میں چار مرتبہ منقول ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1171)

اس حدیث سے صریحی طور پر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی تین رکعتیں پڑھی تھیں یا ایک ہی رکعت پڑھی تھی اور کیونکہ اگر دو رکعتیں ہلکی اس نماز میں شمار نہ کی جائیں تو وتر کی تین رکعتیں ثابت ہو جائیں گی اور اگر ان دونوں رکعتوں کو بھی اس نماز میں شامل کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وتر کی ایک ہی رکعت پڑھی گئی، تاہم صحیح اور ظاہر یہی ہے کہ دونوں ہلکی رکعتیں اس نماز میں شامل نہیں تھیں اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی تین رکعتیں پڑھیں۔ حمیدی کی کتاب "جمع بین الصحیحین" میں تین قسم کی احادیث منقول ہیں۔

(۱) متفق علیہ یعنی بخاری اور مسلم دونوں کی روایتیں (۲) افراد صحیح بخاری یعنی وہ روایتیں جنہیں صرف صحیح البخاری نے نقل کیا ہے۔ (۳) افراد مسلم۔ یعنی وہ روایتیں جنہیں صرف مسلم نے نقل کیا ہے۔ لہٰذا روایت کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ ثُمَّ صَلَّی رَكْعَتَیْنِ وَهُمَا دُوْنَ قَبْلَهُمَا متن صحیح مسلم میں چار مرتبہ منقول ہے اسی طرح کتاب حمیدی کہ جس میں صرف مسلم کی روایات منقول ہیں۔

موطا امام مالک، سنن ابی داؤد اور جامع الاصول میں بھی چار ہی مرتبہ منقول ہے۔ مؤلف مشکوٰۃ نے اس چیز کو یہاں اتنی شد و مد اور مبالغے کے ساتھ اس لئے بیان کیا ہے کہ صاحب مصابیح کا رد ہو جائے کہ انہوں نے اس عبارت کو تین مرتبہ نقل کیا ہے جس کی

1359: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 1718

بنا پر رکعتوں کی تعداد گیارہ رہ جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر عمر میں نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

1360- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت 9 رکعات ادا کرتے تھے۔

1361- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ اَبُوْ عُبَيْدٍ الْمَدِيْنِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَّعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَا ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا ثَمَانٍ وَّيُوْتِرُ بِثَلَاثٍ وَّرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ

◆◆ عامر شعبی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کے بارے میں دریافت کیا: تو ان دونوں حضرات نے بتایا: وہ تیرہ رکعات ہوتی تھیں، آٹھ رکعات نفل، تین رکعت وتر تھیں اور دو رکعات صبح صادق کے بعد ہوتی تھیں۔

1362- حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعِ بْنِ ثَابِتٍ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قُلْتُ لَاَرْمُقَنَّ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّيْلَةَ قَالَ فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ اَوْ فُسْطَاطَهُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

◆◆ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سوچا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کا ضرور جائزہ لوں گا وہ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ پر (اس میں راوی کو شک ہے شاید یہ لفظ ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کے پاس تکیہ لگا کر بیٹھ گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مختصر رکعات ادا کیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طویل، طویل رکعات ادا کیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات ادا کیں لیکن یہ ان پہلی والی دو سے کچھ کم تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے ادا کی تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات ادا کیں جو ان سے پہلی والی دو رکعات سے کچھ کم تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات ادا کیں جو ان سے پہلی والی ان دو رکعات سے کچھ کم تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

1360: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 443، ورقم الحدیث: 444

1361: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1362: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1801، اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1366

نے ان سے پہلے ادا کی تھیں' پھر آپ ﷺ نے دو رکعات ادا کیں' پھر آپ ﷺ نے وتر ادا کیے تو یہ تیرہ رکعات ہو گئیں۔

1363- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ مَّخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ نَامَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهُ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ اٰيَاتٍ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُّعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ.

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ اُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک رات وہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ہو گئے جو ان کی سگی خالہ بھی تھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں' میں چوڑائی کی سمت میں لیٹ گیا اور نبی کریم ﷺ اپنی زوجہ محترمہ کے ہمراہ لمبائی کی سمت میں لیٹ گئے۔ نبی کریم ﷺ سو گئے جب نصف رات کا وقت ہوا یا شاید اس سے کچھ پہلے یا کچھ بعد میں نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے اور اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر نیند ختم کرنے لگے پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کی۔ پھر لٹکے ہوئے مشکیزے میں سے پانی نکال کر آپ ﷺ نے اچھی طرح وضو کیا اور نوافل ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں' میں بھی اُٹھا اور میں نے بھی آپ ﷺ ہی کی طرح (وضو) کیا پھر میں آپ ﷺ کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے دائیں کان کو پکڑ کر ہلکا سا دبایا پھر آپ ﷺ نے دو نوافل ادا کیے پھر دو نوافل ادا کیے پھر دو نوافل ادا کیے پھر دو نوافل ادا کیے پھر دو نوافل ادا کیے پھر دو نوافل ادا کیے پھر وتر ادا کیے پھر آپ لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن (بیدار کرنے کے لیے دروازے پر) حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اُٹھے (فجر کی سنت) دو مختصر رکعات ادا کیں اور پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے۔

1363: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 183' ورقم الحدیث: 698' ورقم الحدیث: 992' ورقم الحدیث: 1198' ورقم الحدیث: 4570' ورقم الحدیث: 4571' ورقم الحدیث: 4572' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1786 ورقم الحدیث: 1787' ورقم الحدیث: 1788' ورقم الحدیث: 1789' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1367' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1619

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ اَيِّ سَاعَاتِ اللَّيْلِ اَفْضَلُ

یہ باب رات کی کونسی گھڑی زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ کے بیان میں ہے

رات میں قبولیت دعا کی ساعت ہونے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رات کو ایک ایسی ساعت آتی ہے کہ جو مسلمان اسے پاتا ہے اور اس میں اللہ جل شانہ سے دنیا یا آخرت کی کسی بھلائی کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے (ضرور) پورا فرماتا ہے اور (قبولیت کی) یہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے۔

(صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلداول: رقم الحدیث، 1199)

مطلب یہ ہے کہ ہر شب کو ایک گھڑی ضرور آتی ہے جو قبولیت کی خوشخبری اپنے دامن میں لئے ہوئی آتی ہے جس باسعادت و خوش نصیب مسلمان کو وہ ساعت اور وہ گھڑی نصیب ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس میں جل شانہ کے سامنے اپنی جس دنیاوی واخروی بھلائی کے لئے درخواست پیش کرتا ہے بامراد وکامیاب ہوتا ہے اور اس کی درخواست بارگاہ رب العزت سے قبولیت کا درجہ پاتی ہے ہاں وہ قبولیت اللہ جل شانہ کی طرف سے عطاو بخشش حکما بھی ہو سکتی ہے اور حقیقۃً بھی۔ ساعت قبولیت کے تعین کے بارے میں علماء کے ہاں اختلاف ہے چنانچہ بعض حضرات تو فرماتے ہیں کہ یہ ساعت مبہم ہے جیسے لیلۃ القدر اور ساعت جمعہ کہ ان میں کسی خاص وقت کے بارے میں تعین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ ساعت فلاں وقت اور فلاں ٹائم آتی ہے اسی طرح ہر رات کو بھی قبولیت کی ساعت کا کوئی خاص وقت اور ٹائم مقرر نہیں ہے بلکہ کسی بھی وقت آ جاتی ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ نصف شب کا وقت ساعت قبولیت ہے۔

نصف رات کے وقت دعا کی فضیلت کا بیان

1364-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالُوْا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ طَلْقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَسْلَمَ مَعَكَ قَالَ حُرٌّ وَّعَبْدٌ قُلْتُ هَلْ مِنْ سَاعَةٍ اَقْرَبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اُخْرٰى قَالَ نَعَمْ جَوْفُ اللَّيْلِ الْاَوْسَطُ

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون اسلام لایا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آزاد شخص ہے اور ایک غلام ہے میں نے عرض کی: کیا کوئی ایسی گھڑی بھی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوسری گھڑیوں سے زیادہ قریب ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! نصف رات کا وقت۔

رات کے آخری حصے میں دعا کی فضیلت کا بیان

1365-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي اٰخِرَهٗ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ابتدائی حصے میں سو جاتے تھے اور آخری حصے کو زندہ کرتے تھے (یعنی آخری حصے میں نوافل ادا کرتے تھے)۔

شرح

شمائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت تفصیلی طور پر اس طرح بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ابتدائی حصہ میں (یعنی عشاء کی نماز کے بعد سے آدھی رات تک) سوتے پھر رابع وخامس سادس یعنی چوتھے و پانچویں وچھٹے حصے میں تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے جب سحر کا وقت ہوتا تو وتر پڑھتے پھر بستر پر (آرام فرمانے کے لئے) تشریف لے آتے (کیونکہ نماز تہجد وغیرہ سے فراغت کے بعد اور نماز فجر سے پہلے کچھ دیر تک آرام کرنا مستحب ہے تاکہ فجر کی نماز اور اس کے بعد کے اوراد و ظائف کی ادائیگی کے لئے بشاشت وقوت حاصل ہو سکے) پھر اگر کسی دن آپ کو اپنی زوجہ مطہرہ سے ہم بستری کی ضرورت ہوتی تو اسے پورا کرتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی اذان سن کر اٹھتے اور اگر حالت ناپاکی میں ہوتے تو اپنے بدن پر پانی ڈالتے یعنی نہاتے اور اگر حالت ناپاکی میں نہ ہوتے تو وضو کرتے اور فجر کی سنت کی دونوں رکعتیں گھر ہی میں پڑھ کر نماز کے لئے باہر مسجد میں تشریف لے جاتے۔ اس تفصیل کی روشنی میں حدیث بالا کے ابتدائی جزء "رات کے ابتدائی حصے میں سوتے اور رات کے آخری حصہ کو زندہ رکھتے تھے" کے معنی واضح ہو گئے ہیں۔ بظاہر معلوم یہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وظیفہ زوجیت سے فراغت کے بعد وضو کرتے ہوں گے، اس کے بعد پھر سوتے ہوں گے۔ "ندائے اول" (پہلی اذان) سے مراد اذان متعارف ہے اور "دوسری اذان" تکبیر کو کہتے ہیں۔ حدیث کے ظاہری الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آدھی رات تو سوتے تھے اور آدھی رات اپنے پروردگار کی عبادت میں گذارتے تھے، کیونکہ اول سدس یعنی رات کے ابتدائی چھٹے حصے میں عشاء تک جاگتے تھے پھر عشاء کے بعد دوسرے تیسرے سدس میں آرام فرماتے تھے پھر چوتھے اور پانچویں سدس میں بیدار رہتے اور چھٹے میں سو جاتے اس طرح تین سدس تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے اور تین سدس بیدار رہتے۔

1366-حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ وَيَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ كُلَّ لَيْلَةٍ فَيَقُوْلُ مَنْ

1365: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1366: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1145' ورقم الحدیث: 6321' ورقم الحدیث: 7494' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1769' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1315' ورقم الحدیث: 4733' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3498

يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَدْعُوْنِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَلِذٰلِكَ كَانُوْا يَسْتَحِبُّوْنَ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ عَلٰى اَوَّلِهٖ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: روزانہ رات کے وقت جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو ہمارا پروردگار نزول کرتا ہے اور فرماتا ہے: کون مجھ سے مانگتا ہے؟ اور میں اسے عطا کروں' کون مجھ سے دعا مانگتا ہے؟ کہ میں اس کی دعا قبول کروں' کون مجھ سے مغفرت مانگتا ہے؟ کہ میں اس کی مغفرت کر دوں (نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:) ایسا صبح صادق تک ہوتا رہتا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) اسی لیے وہ لوگ رات کے ابتدائی حصے کے مقابلے میں آخری حصے میں نماز ادا کرنے کو پسند کرتے تھے۔

1367- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِيْ مَيْمُوْنَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ نِصْفُهُ اَوْ ثُلُثَاهُ قَالَ لَا يَسْأَلَنَّ عِبَادِيْ غَيْرِيْ مَنْ يَدْعُنِيْ اَسْتَجِبْ لَهُ مَنْ يَسْأَلْنِيْ اُعْطِهِ مَنْ يَسْتَغْفِرْنِيْ اَغْفِرْ لَهُ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ

حضرت رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب رات کا نصف یا دو تہائی حصہ گزر جاتا ہے' تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میرے بندے! میرے علاوہ کسی سے ہرگز نہ مانگیں' جو شخص مجھ سے دعا مانگے میں اس کی دعا کو قبول کروں گا' جو شخص مجھ سے کچھ مانگے گا میں اسے عطا کروں گا' جو شخص مجھ سے مغفرت مانگے گا میں اس کی مغفرت کروں گا''۔

(نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں) صبح صادق تک (اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے)۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو کر عبادت کرنا چاہئے، اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنا اور گناہوں سے مغفرت طلب کرنا چاہئے کیونکہ یہ دعاؤں کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے، اور خود اللہ رب العزت بندوں سے فرماتا ہے: جو کوئی مجھے پکارے گا، میں اس کی پکار کو سنوں گا، جو کوئی مانگے گا اسے دوں گا، اور جو کوئی گناہوں سے معافی طلب کرے گا، میں اسے معاف کر دوں گا۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِيْمَا يُرْجٰى اَنْ يَكْفِيَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ

یہ باب ہے کہ رات کے نوافل میں کتنے قیام کے کافی ہونے کی امید کی جا سکتی ہے؟

1368- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ وَّاَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا

1367: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَاَهُمَا فِىْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ قَالَ حَفْصٌ فِىْ حَدِيْثِهٖ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَلَقِيْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ وَّهُوَ يَطُوْفُ فَحَدَّثَنِىْ بِهٖ

◈ عبدالرحمٰن بن یزید' علقمہ کے حوالے سے حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سورہ بقرہ کی آخری دوآیات ایسی ہیں کہ جوشخص رات کے وقت انہیں پڑھ لے گا تو یہ دونوں اس کے لئے کافی ہوں گی۔

عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں: میری ملاقات حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے ہوئی' وہ اس وقت بیت اللہ کا طواف کررہے تھے' توانہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی۔

1369-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَاَ الْاٰيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِىْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ

◈ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جوشخص رات کے وقت سورۃ البقرہ کی آخری دوآیات کی تلاوت کرے تو یہ دونوں اس کے لیے کافی ہوں گی۔

رات کی نمازوں میں قرأت کی فضیلت کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوآدمی دس آیتوں کے ساتھ قیام کرے تو وہ غافلین میں شمار نہیں کیا جاتا (یعنی اس کا نام صحیفہ غافلین میں نہیں لکھا جاتا) اور جو آدمی سوآیتوں کے (پڑھنے کے) ساتھ قیام کرے تو اس کا نام فرمانبرداروں میں لکھا جاتا ہے اور جو آدمی ہزار آیتوں کے (پڑھنے کے) ساتھ قیام کرے تو اس کا نام بہت زیادہ ثواب پانے والوں میں لکھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح: جلداول: رقم الحدیث، 1175)

مطلب یہ ہے کہ جو آدمی تہجد کی نماز میں دس، سو یا ہزار آیتوں کی قرات ترتیل اور اطمینان کے ساتھ کرے تو اسے مذکورہ بالا ثواب اور سعادت کی فضیلت حاصل ہوگی اور اگر کوئی آدمی اپنی نماز میں دس آیتیں پڑھے گا تو فضیلت وثواب کے اعتبار سے وہ آدمی اس سے کمتر ہوگا جو سوآیتیں اپنی نماز میں پڑھے گا، اسی طرح جو آدمی اپنی نماز سوآیات میں پڑھے گا تو وہ فضیلت وسعادت کے اعتبار سے اس آدمی سے کم تر ہوگا جو اپنی نماز میں ایک ہزار آیتوں کی قرات کرے گا۔ اس موقع پر دوسوال پیدا ہوتے ہیں، اوّل

1368: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 5008' ورقم الحدیث: 5009' ورقم الحدیث: 5050' ورقم الحدیث: 5051' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1875' ورقم الحدیث: 1876' ورقم الحدیث: 1877' ورقم الحدیث: 1878' ورقم الحدیث: 1879' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1397' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2881

1370: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

تو یہ کہ آیتوں کی مذکورہ تعداد ایک رکعت میں پڑھنے کا اعتبار ہوگا یا ایک سے زائد رکعت میں یہ تعداد پڑھی جائے۔ دوم یہ کہ تعداد سورت فاتحہ کی آیتوں کو شامل ہے یا اس کے علاوہ ہے۔

پہلے سوال کے متعلق علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ آیتوں کی مذکورہ تعداد دو یا دو سے زیادہ رکعتوں میں پڑھی جائے۔ دوسرے سوال کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ حدیث کے ظاہری الفاظ تو یہی مراد بتاتے ہیں کہ سورت فاتحہ کے علاوہ دس آیتیں ہوں لیکن صحیح اور ظاہر یہ ہے کہ حدیث میں مذکورہ ثواب اس شکل میں بھی حاصل ہوتا ہے کہ مذکورہ تعداد سورت فاتحہ کو شامل کر کے پڑھی جائے بایں طور کہ سات آیتیں تو سورت فاتحہ کی ہو جائیں گی اور تین آیتیں مزید کہ جو نماز کی قرات کا ادنیٰ درجہ ہے۔ قانتین کے معنی ہیں اطاعت پر مواظبت اور مداومت کرنے والے یا عبادت الٰہی میں قیام (یعنی کھڑے ہونے) کو طویل کرنے والے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ نماز میں سو آیتیں پڑھتے ہیں ان کا نام اطاعت الٰہی پر مواظبت و مداومت کرنے والوں میں لکھا جاتا ہے۔ یا عبادت اللہ وندی میں قیام کو طویل کرنے والوں کی جماعت میں لکھا جاتا ہے جو انتہائی سعادت اور خوش بختی کی بات ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے الفاظ سے جو اس حدیث کے فائدے میں ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث مطلق ہے، دن یا رات کے ساتھ مقید نہیں ہے یعنی خواہ کوئی سی بھی نماز ہو، دن کی ہو یا رات کی ہو جس نماز میں بھی آیتوں کی مذکورہ تعداد پڑھی جائے گی، ثواب حاصل ہوگا، تاہم علامہ بغوی نے اس حدیث کو کامل ترین موقعہ پر یعنی باب "صلاۃ اللیل" میں نقل کر کے اس طرف اشارہ کر دیا ہے کہ رات کو (یعنی تہجد کی نماز میں) مذکورہ تعداد میں جو آیتیں پڑھی جائیں گی تو اس کا ثواب بہت زیادہ حاصل ہوگا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ "قیام کرنا" اس بات سے کنایہ ہے کہ مذکورہ تعداد میں آیتیں یاد کی جائیں اور انہیں ہر وقت پڑھا جائے نیز یہ کہ ان کے معنی و مقاصد میں غور و فکر اور ان پر عمل کیا جائے۔

بَاب :مَا جَآءَ فِي الْمُصَلِّيْ اِذَا نَعَسَ

یہ باب نمازی کو اونگھ آجانے پر حکم کے بیان میں ہے

راحت کی حالت میں عبادت کرنے کا بیان

1370-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبِيْ حَازِمٍ جَمِيْعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهٗ يَذْهَبُ فَيَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهٗ

◄► سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے جب کسی شخص کو اونگھ آئے تو وہ سو جائے یہاں تک کہ اس کی نیند پوری ہو جائے' کیونکہ وہ یہ بات نہیں جانتا کہ جب وہ نماز ادا کر رہا ہو اور اونگھ رہا ہو' تو ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے مغفرت طلب کر رہا ہو اور در حقیقت خود کو گالیاں دے رہا ہو۔

شرح

مطلب یہ کہ نیند کے غلبے اور اونگھنے کی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے کیونکہ ایسے وقت پر نہ تو دل ودماغ حاضر رہتے ہیں اور نہ زبان ہی قابو میں ہوتی ہے یہی وجہ سے کہ ایسی حالت میں انسان کہنا کچھ چاہتا ہے مثال کے طور پر اس کو یوں سمجھئے کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے اس پر نیند کا غلبہ ہے اور وہ اونگھ رہا ہے جس کی وجہ سے اس کے دل ودماغ اور زبان پر غفلت وسستی کا قبضہ ہے اب وہ اس حالت میں کہنا چاہتا ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ۔ 'اے اللہ میری مغفرت فرما۔" مگر نیند کی غفلت اس کی زبان یہ الفاظ ادا کر رہی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اعفِرْلی "اے اللہ مجھے خاک آلود کردے۔" دیکھا آپ نے؟ نیند کی غفلت سے صرف ایک نقطے کے فرق نے کیا گل کھلا دیا " کہاں تو اپنی مغفرت اور آخرت میں اپنی عزت وکامیابی کی دعا مانگنا چاہتا تھا اور کہاں اپنے نفس کے لئے بددعا کے الفاظ نکال کر ذلت وخواری کا سامان کر بیٹھا، اسی لئے منع کیا جا رہا ہے کہ جب نیند کا غلبہ ہو اور اونگھ کا تسلط ہو تو ایسے وقت میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

تھکاوٹ دور کر کے نماز ادا کرنے کا بیان

1371- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأَى حَبْلًا مَمْدُودًا بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هَذَا الْحَبْلُ قَالُوا لِزَيْنَبَ تُصَلِّي فِيهِ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ فَقَالَ حُلُّوهُ حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) تشریف لائے تو وہاں دو ستونوں کے ساتھ رسی باندھی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ رسی کس لیے ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی رسی ہے جب وہ تھک جاتی ہیں تو اسے پکڑ لیتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے کھول دو! اسے کھول دو! ہر شخص کو تھکے بغیر نماز ادا کرنی چاہیے جب وہ تھک جائے تو وہ بیٹھ جائے۔

شرح

جب تھک جائے تو نماز سے رُک جائے اور آرام کرے، مقصد یہ ہے کہ طاقت سے زیادہ نفلی عبادت ضروری نہیں ہے، جب تک دل لگے اس وقت تک کرے، بے دلی اور نفرت کے ساتھ عبادت کرنے سے بچتا رہے، اور اگر نفلی عبادت سے تھک کر کوئی آرام کرے، تا کہ دوبارہ عبادت کی قوت حاصل ہو جائے، تو اس کا یہ آرام بھی مثل عبادت کے ہوگا۔

تھکاوٹ کے وقت آرام کرنے کا بیان

1372- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ يَحْيَى بْنِ

1371: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1150' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1829' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1642

1372: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

النَّضْرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى لِسَانِهٖ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُوْلُ اضْطَجَعَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''جب کوئی شخص رات کے وقت نوافل ادا کر رہا ہو اور قرآن کی تلاوت اس کے لیے مشکل ہو جائے اور اسے یہ سمجھ نہ آئے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے' تو اسے لیٹ جانا چاہیے''۔

شرح

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تمہیں چاہے کہ اسی وقت تک نماز پڑھو جب تک کہ خوش دلی رہے اور جب طبیعت ست ہو جائے تو بیٹھ جاؤ۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1219)

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ آخرت کی راہ سعادت اور بھلائی اختیار کرنے والے کو چاہیے کہ عبادت میں اپنی بساط اور طاقت کے مطابق کوشش کرے طاعت کے معاملے میں میانہ روی اختیار کرے اور تنگ دلی وانقباض کے ساتھ عبادت کرنے سے احتراز کرے۔ عبادت اسی وقت تک کرے جب تک کہ بشاشت قلبی اور سکون واطمینان حاصل رہے۔ جب طبیعت ست ہو جائے تو عبادت ترک کر دے، اگر کوئی آدمی عبادت کرتے کرتے تھک جائے اور ست ہو جائے، نیز عبادت چھوڑ کر اس خیال سے کسی امر مباح میں مشغول ہو جائے مثلاً سو جائے یا گفتگو وغیرہ میں لگ جائے تا کہ آئندہ عبادت کے لئے مزید بشاشت وخوشی اور اطمینان و سکون حاصل ہو سکے تو اس کی یہ مشغولیت عبادت وطاعت ہی میں شمار کی جاتی ہے۔

اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ "عالم کی نیند (بھی) عبادت ہے" کسالت وملالت اور طبیعت کی تنگی کے وقت نفل اعمال کو ترک کر دینے کے سلسلے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، چنانچہ ایسے موقعہ پر جبکہ طبیعت میں اضمحلال اور سستی پیدا ہو جائے نفل اعمال کو ترک کر دینے کی اجازت اس لئے دی گئی ہے کہ عمل کا نفس پر گراں ہونا آخر کار عمل کے بالکل چھوٹ جانے یا اس میں نقصان واقع ہو جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

لیکن اتنی بات سمجھ لیجئے کہ نفس کو بہت زیادہ عبادت کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے تا کہ طبیعت عبادت کی مشقت وریاضت کی خوگر ہو جائے، کاہل طبیعت، آرام طلب اور ست مزاج لوگوں کی طرح ہو جانا چاہیے جو کہ مختصر سی عبادت اور تھوڑے سے عمل میں بھی تھک جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عبادت اور ریاضت ومجاہدہ کو ادھورا چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں لیکن بہت زیادہ عبادت کرنے کی اگر عادت پڑ جاتی ہے تو زیادہ سے زیادہ عبادت طبیعت پر گراں نہیں ہوتی، چنانچہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو پہلے دو رکعت نماز پڑھنی اور قرآن کے ایک پارے کی تلاوت بھی گراں گذرتی تھی اور اس کی وجہ سے ان کی طبیعت میں سستی واضمحلال پیدا ہو جاتا تھا انہوں نے ہی جب زیادہ عبادات اور ریاضت ومجاہدہ کی عادت پیدا کر لی اور اپنے نفس اور اپنی طبیعت کو راہ الٰہی کی سعادتوں کے حصول کی خاطر مشقت ومحنت کا عادی بنا لیا تو انہیں سو رکعت نماز پڑھنی اور قرآن کے دس پاروں کی تلاوت بھی آسان معلوم ہونے لگی۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ

یہ باب مغرب اور عشاء کے درمیان نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1373- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ الْوَلِيدِ الْمَدَنِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ صَلّٰى بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ عِشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے' جو شخص مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعات ادا کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔

1374- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَاَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ اَبِي خَثْعَمٍ الْيَمَامِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى سِتَّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِسُوءٍ عُدِلَتْ لَهُ عِبَادَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعات ادا کرتا ہے' ان کے درمیان کوئی بری بات نہیں کہتا' تو یہ اس کے لیے بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوتا ہے''۔

شرح

نماز اوابین کی فضیلت سابقہ احادیث میں بیان کر دی گئی ہے لہٰذا یہاں مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ پس رقم الحدیث، ۱۱۶۷ کی شرح ملاحظہ ہو۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ

یہ باب گھر میں نوافل ادا کرنے کے بیان میں ہے

گھروں کی نورانی رکھنے کا بیان

1375- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ طَارِقٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ نَفَرٌ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ اِلٰى عُمَرَ فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَيْهِ قَالَ لَهُمْ مِمَّنْ اَنْتُمْ قَالُوا مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ فَبِاِذْنٍ

1373: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1375: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

جِئْتُمْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَسَاَلُوْهُ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ فِيْ بَيْتِهٖ فَقَالَ عُمَرُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَّا صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ بَيْتِهٖ فَنُوْرٌ فَنَوِّرُوْا بُيُوْتَكُمْ

عاصم بن عمرو بیان کرتے ہیں: عراق سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' جب وہ ان کے پاس آئے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ انہوں نے جواب دیا: عراق سے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کیا تم اجازت لے کر آئے ہو؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔

راوی کہتے ہیں: پھران لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آدمی کے گھر میں (نفل) نماز ادا کرنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا' جہاں تک آدمی کے اپنے گھر میں نماز ادا کرنے کا تعلق ہے' تو یہ ایک نور ہے تم (اس عمل کے ذریعے) اپنے گھروں کو نورانی کرو۔

1375 م-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِى الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِىْ اُنَيْسَةَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔

1376-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ صَلٰوتَهٗ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ مِنْهَا نَصِيْبًا فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِىْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلٰوتِهٖ خَيْرًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' جب کوئی شخص اپنی نماز مکمل کرلے' تو اسے اپنے گھر کے لیے بھی اس میں سے کچھ حصہ رکھنا چاہیے' کیونکہ اس کے نماز پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں بھلائی رکھے گا۔

1377- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ اَخْزَمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَّخِذُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (یعنی اپنے گھر میں بھی نوافل ادا کیا کرو)''۔

1376: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1377: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 432' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1817' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1043' ورقم الحدیث: 1448

شرح

اس سے یہ مراد ہے کہ جس طرح مقبروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی اسی طرح اپنے گھروں کو بھی بے ذکر الٰہی نہ چھوڑو بلکہ اپنے گھروں میں بھی نمازیں پڑھا کرو تا کہ نماز اور ذکر الٰہی کی برکت سے گھر میں رحمت الٰہی کا نزول ہو۔ اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ سوائے فرض نماز کے سنت ونوافل وغیرہ مسجد کی بہ نسبت گھروں میں پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

گھر کو قبرستان بنانے کا مطلب یہ ہے کہ قبرستان کی طرح گھر میں بھی عدم عبادت والی ویرانی ماحول پیدا نہ کرو، بلکہ نفلی نماز گھر ہی میں پڑھا کرو تا کہ گھر میں بھی اللہ کی عبادت والا ایک پُر رونق ماحول دیکھائی دے کہ جس سے بچوں کی تربیت میں بھی پاکیزگی کا اثر نمایاں ہوگا۔

1378 حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَرَامِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَمِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا اَفْضَلُ الصَّلٰوةُ فِيْ بَيْتِيْ اَوِ الصَّلٰوةُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ اَلَا تَرٰى اِلٰى بَيْتِيْ مَا اَقْرَبَهٗ مِنَ الْمَسْجِدِ فَلَاَنْ اُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَلٰوةً مَكْتُوْبَةً

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کونسا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے' میرا اپنے گھر میں نماز ادا کرنا یا مسجد میں نماز ادا کرنا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے میرے گھر کو دیکھا ہے؟ وہ مسجد سے کتنا قریب ہے؟ لیکن میں اپنے گھر میں نفل نماز ادا کروں یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں مسجد میں (نفل) نماز ادا کروں' البتہ فرض نماز کا حکم مختلف ہے کیونکہ (وہ مسجد میں باجماعت ادا کی جائے گی)۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ صَلٰوةِ الضُّحٰى

یہ باب نماز چاشت سے متعلق احادیث کے بیان میں ہے

نماز چاشت اور نماز اشراق کا بیان

"ضحیٰ" مشتق ہے الضحو والضحوۃ سے جس کے معنی ہیں "آفتاب کا بلند ہونا، دن کا چڑھنا، چاشت کا وقت، چنانچہ آفتاب بلند ہونے کے بعد پڑھی جانے والی نماز کو "نماز ضحیٰ" کہتے ہیں۔ ضحیٰ کی دو نمازیں ہیں نماز اشراق اور نماز چاشت: ضحیٰ کی دو نمازیں ہیں ایک نماز کو "اشراق" کہتے ہیں اور دوسری نماز "نماز چاشت" کہلاتی ہے یعنی بقدر ایک یا دو نیزے تک آفتاب بلند ہونے کے بعد، جب کہ وقت مکروہ ختم ہو جاتا ہے اور نماز پڑھنے کا وقت شروع ہو جاتا ہے تو پہلے پہر تک ضحیٰ کی جو نماز پڑھی جاتی ہے اسے

1378: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اصطلاح میں "نماز اشراق" کہتے ہیں اور جب آفتاب خوب بلند ہو جائے، فضاء میں اچھی طرح گرمی پیدا ہو جائے اور دھوپ اتنی زیادہ پھیل جائے کہ دوسرا پہر شروع ہو جائے تو زوال سے پہلے پہلے ضحیٰ کی نماز پڑھی جاتی ہے وہ اصطلاح میں "نماز چاشت" کہلاتی ہے عربی میں ان دونوں کو ضحوۃ صغری اور ضحوۃ کبری کہتے ہیں۔ نسائی نے ایک روایت نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ "جب آفتاب مشرق کی جانب ایسا ہوتا ہے جیسا کہ عصر کے وقت مغرب کی جانب ہوتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اور جب آفتاب مشرق کی جانب ایسا ہوتا جیسا کہ ظہر کے وقت مغرب کی جانب ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت نماز پڑھتے۔

اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ ضحیٰ کی دو نمازیں ہیں۔ نماز اشراق کی کم از کم دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ چھ رکعتیں۔ اسی طرح نماز چاشت کی کم سے کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں لیکن علماء کے نزدیک مختار چار رکعتیں ہی پڑھنا ہے کیونکہ جن احادیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چار رکعتیں پڑھنا ثابت ہے وہ احادیث زیادہ صحیح ہیں پھر یہ کہ زیادہ احادیث و آثار چار رکعتوں ہی کے بارے میں منقول ہیں نماز ضحیٰ کی بہت زیادہ فضیلت منقول ہے یہ نماز اکثر علماء کے قول کے مطابق مستحب ہے یہ نماز اس نیت سے پڑھی جاتی ہے۔ نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ صَلٰوةِ الضُّحٰى سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ " میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز ضحیٰ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے پڑھوں۔

شیخ ولی الدین بن عراقی فرماتے ہیں کہ "صلوۃ ضحیٰ کے بارے میں صحیح اور مشہور حدیثیں بہت زیادہ منقول ہیں یہاں تک کہ محمد ابن جریر طبرانی نے کہا ہے کہ اس بارے میں جو احادیث منقول ہیں وہ درجہ تواتر معنوی کو پہنچی ہوئی ہیں۔ قاضی ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ "یہ نماز پچھلے انبیاء اور رسولوں کی نماز ہے۔

علامہ سیوطی نے دیلمی سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ نماز ضحیٰ حضرت داؤد علیہ السلام کی اکثر نماز ہے۔ ابن بخار نے حضرت ثوبان کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ نماز ضحیٰ وہ نماز ہے جسے حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ و آدم علیہم السلام ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔

1379 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ سَاَلْتُ فِيْ زَمَنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَالنَّاسُ مُتَوَافِرُوْنَ اَوْ مُتَوَافُوْنَ عَنْ صَلٰوةِ الضُّحٰى فَلَمْ اَجِدْ اَحَدًا يُخْبِرُنِيْ اَنَّهٗ صَلَّاهَا يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ اُمِّ هَانِئٍ فَاَخْبَرَتْنِيْ اَنَّهٗ صَلَّاهَا ثَمَانَ رَكَعَاتٍ

عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک سوال کیا اس وقت لوگ بہت زیادہ تھے یہ سوال نماز چاشت کے بارے میں تھا' لیکن مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو مجھے اس بارے میں بتاتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز ادا کی ہے صرف سیّدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا نے یہ بات بتائی انہوں نے مجھے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں **8** رکعات ادا کیں۔

1380- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَّاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ مُوْسٰى ابْنِ اَنَسٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الضُّحٰى ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ قَصْرًا مِّنْ ذَهَبٍ فِى الْجَنَّةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جو شخص چاشت کے وقت 12 رکعات ادا کرلے گا اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے سونے سے بنا ہوا محل بنا دے گا۔

نماز چاشت کا نیکیوں کے جامع ہونے کا بیان

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرتاج عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" صبح ہوتے ہی تمہاری ہر ہڈی پر صدقہ لازم ہو جاتا ہے لہٰذا ہر تسبیح یعنی سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے ہر تحمید یعنی الحمد اللہ کہنا صدقہ ہے۔ ہر تحلیل یعنی لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کے بدلے میں نماز ضحیٰ کی دو رکعتیں پڑھ لینا ہی کافی ہوتا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1284)

مطلب یہ ہے کہ جب انسان صبح کرتا ہے اور اس کی ایک ایک ہڈی اور ایک ایک جوڑ آفت و بلا سے صحیح وسالم ہوتا ہے ہے تو اس کی وجہ سے وہ کاروبار اور دنیا کی دیگر مصروفیات میں مشغول رہنے کے قابل رہتا ہے۔ لہٰذا اس عظیم نعمت پر ادائیگی شکر کے لئے ایک ایک ہڈی کے عوض اسے صدقہ دینا لازم ہوتا ہے اور یہ صدقہ چند کلمات ہیں جن کو پڑھنے سے ایک ایک ہڈی اور ایک ایک جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور وہ کلمات بھی بھاری بھر کم نہیں ہیں، زیادہ طویل اور سخت نہیں ہیں بلکہ نہایت آسان اور بلا تکلف ادا ہونے والے ہیں یعنی سبحان اللہ، الحمد اللہ اور اللہ اکبر۔ ویجزی من زلک کا مطلب یہ ہے کہ ان کلمات کے کہنے کی بجائے اگر ضحیٰ کی دو رکعتیں پڑھ لی جائیں تو شکرانہ ادا ہو جاتا ہے ان کلمات کے کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ نماز تو پورے بدن اور تمام اعضاء جسمانی کا عمل ہے جس کے ذریعہ بدن کا ایک ایک عضو مصروف عبادت ہو کر اپنا اپنا شکرانہ کرتا ہے لہٰذا مناسب اور بہتر یہ ہے کہ اس نماز کو ہمیشہ پڑھنا چاہیے۔

1381- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَّزِيْدَ الرِّشْكِ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ اَكَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الضُّحٰى قَالَتْ نَعَمْ اَرْبَعًا وَّيَزِيْدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ

معاذہ عدویہ بیان کرتی ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: نبی کریم ﷺ چاشت کی نماز ادا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ چار رکعت ادا کرتے تھے اور جو اللہ کو منظور ہوتا تھا اس میں مزید اضافہ کر لیتے تھے۔

1380: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 473

1381: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1660' ورقم الحدیث: 1661' ورقم الحدیث: 1662' ورقم الحدیث: 1663

1382- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِیْعٌ عَنِ النَّهَّاسِ بْنِ قَهْمٍ عَنْ شَدَّادٍ اَبِیْ عَمَّارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَافَظَ عَلٰى شُفْعَةِ الضُّحٰى غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص چاشت کی جفت رکعات ادا کرے گا اس کے گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِیْ صَلٰوةِ الْاِسْتِخَارَةِ

یہ باب نماز استخارہ کے بیان میں ہے

نماز استخارہ اور اس کی دعا کا بیان

1383- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْسُفَ السُّلَمِیُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِی الْمَوَالِیْ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ یُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ كَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یَقُوْلُ اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْیَرْكَعْ رَكْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْفَرِیْضَةِ ثُمَّ لِیَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا الْاَمْرَ فَیُسَمِّیْهِ مَا كَانَ مِنْ شَیْءٍ خَیْرًا لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ خَیْرًا لِّیْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ یَقُوْلُ مِثْلَ مَا قَالَ فِی الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى وَاِنْ كَانَ شَرًّا لِّیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ مَا كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی اسی طرح تعلیم کیا کرتے تھے جیسے قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز ادا کرے اور پھر یہ دعا کرے۔

''اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعے بھلائی چاہتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعے طاقت حاصل کرنا چاہتا ہوں اور میں تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو قدرت رکھتا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں علم نہیں رکھتا۔ بے شک تو غیوب کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میرے لیے یہ کام میرے دین اور

1382: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 477

1383: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1162 'ورقم الحدیث: 6382' ورقم الحدیث: 7390' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1538' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 480' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3253

زندگی اور انجام کے حوالے سے بہتر ہے۔ (راوی کو یہ شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) دنیا اور آخرت کے لیے بہتر ہوگا تو اس کو میرے لیے ممکن کر اور اس میں میرے لیے آسانی پیدا کر دے اور اس کے اندر میرے لیے برکت رکھ دے اور اگر تو یہ جانتا ہے کہ یہ معاملہ دین، زندگی اور آخرت میں میرے لیے برا ہوگا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) دنیا اور آخرت میں میرے لیے برا ہوگا تو اس کو مجھ سے دور کر دے اور مجھے اس سے دور کر دے اور مجھے بھلائی عطا کر دے، خواہ وہ جہاں بھی ہو اور مجھے اس سے راضی کر دے۔''

شرح

اگر ایسے کام کا ارادہ کیا جائے جو مباح ہو اور اس کی کامیابی و بھلائی میں شک و تردد ہو مثلاً سفر کا ارادہ ہو، تجارت شروع کرنے کا خیال ہو، نکاح کرنا چاہتا ہو یا اسی قسم کے دوسرے مباح کام تو ایسے موقع پر مناسب اور بہتر یہ ہے کہ استخارے کو اپنا راہبر و مشیر بنایا جائے۔ کھانے پینے یا اسی قسم کے دوسرے مقرر و متعین کاموں کے لئے استخارہ نہیں کرنا چاہیے اگر کوئی کام خیر محض ہو تو اس میں استخارہ نہ کیا جائے استخارے کی برکت یہ ہے کہ کام شروع کرنے والے کے حق میں جو بات بھی بہتر ہوتی ہے وہ اس کے دل میں جگہ لے لیتی ہے اور دل اپنے حق میں بہتر بات ہی کا فیصلہ کرتا ہے۔ استخارے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو ہو کر کسی بھی وقت علاوہ اوقات مکروہ کے استخارے کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھے اور اس کے بعد مذکورہ دعا پڑھی جائے۔

اگر سنت کی، تحیۃ المسجد کی یا تحیۃ الوضو کی پڑھی جانے والی نمازوں میں سے ہی دو رکعت پڑھنے کے بعد دعاء استخارہ پڑھ لی جائے تو بھی جائز ہے لیکن اولیٰ یہی ہے کہ علیحدہ سے دو رکعت نماز بطور خاص استخارہ کی نیت ہی سے پڑھنی چاہیے۔ اس نماز میں جو بھی سورت پڑھنی چاہیے پڑھ سکتا ہے کسی خاص سورت کا تعین نہیں ہے تاہم بعض روایتوں میں ہے کہ قل یا ایّھا الکافرون اور قل ہو اللہ پڑھنا بہتر ہے۔ دعا کے الفاظ "او عاجل امری" میں صرف اور صرف راوی کے شکل کو ظاہر کر رہے ہیں، یعنی راوی کو شک واقع ہو گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فی دینی و معاشی و عاقبۃ امری فرمایا ہے یا ان تینوں الفاظ کی جگہ عاجل امری و اٰجلہ فرمایا۔ بہرحال افضل یہ ہے کہ اس دعا میں یہ دونوں جملے پڑھے جائیں۔ حدیث کی آخری الفاظ ویسمی حاجتہ کا مطلب یہ ہے کہ دعا میں لفظ ھذا الامر بطریق عموم واقع ہے استخارہ کرنے والا اپنی دعا میں اس جگہ اپنا مقصد اور اپنی مراد ظاہر کرے مثلاً "ھذا الامر" کی بجائے یوں کہے "ھذا السفر یا ھذا الاقامۃ" یا اسی طرح جو بھی مقصد ہو ذکر کرے نیز یہ بھی جائز ہے کہ پہلے ھذا الامر کہہ لے اس کے بعد اپنا مقصد اور اپنی مراد کا ذکر کرے۔ ایک اور روایت میں یہ مختصر استخارہ بھی منقول ہے کہ "اگر کسی آدمی کو جلدی ہو اور کوئی وقتی و ہنگامی کام ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صرف یہ پڑھ لے۔ اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی اِخْتِیَارِیْ۔ "اے اللہ! (میرے حق میں تیرے نزدیک جو بہتر اور مناسب ہو اسے) میرے لئے پسند اور میرے لئے اختیار فرما اور مجھے میرے اختیار کا پابند نہ بنا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ "انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سات مرتبہ استخارہ کرو، پھر اس کے بعد (اس کا نتیجہ) دیکھو، تمہارے دل میں جو کچھ ڈالا جائے (یعنی استخارے کے نتیجے میں بارگاہ حق کی جانب سے، جو چیز القاء کی جائے اسی کو اختیار کرو کہ تمہارے لئے

وہی بہتر ہے۔

استخارہ کی تعریف کا بیان

استخارہ کا مطلب خیر کی طلب کرنا ہوتا ہے. شریعت کے پابند لوگوں کے درمیان یہ رسم بن چکی ہے کہ جب ایک انسان کسی کام کو انجام دینے کے بارے میں، اس شعبہ سے متعلق افراد سے مشورت کرنے کے بعد اور تمام مثبت اور منفی جوانب کو مدنظر رکھ کر کے بھی ابھی، اس کام کو انجام دینے کے بارے میں تحیر کا شکار ہو اور اس کام کو انجام دینے یا اس کو ترک کرنے کے بارے میں مردد ہو تو استخارے کے ذریعہ جو ایک قسم کا اللہ تعالٰی سے مشورہ لینا ہوتا ہے، اپنے اس کام کے بارے میں اپنے تحیر اور تردید کو ختم کرتا ہے. استخارے کی مختلف قسمیں ہیں جن میں سے سب سے زیادہ معتبر استخارہ ذات الرقاع ہے.

استخارہ صرف اہم کام کے لیے نہیں

اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ صرف اسی کام میں ہے جو کام بہت اہم یا بڑا ہے اور جہاں انسان کے سامنے دو راستے ہیں یا جس کام میں انسان کو تردد یا شک ہے صرف ایسے ہی کاموں میں استخارہ کرنا چاہیے، چناں چہ آج کل عوام الناس کو اپنی زندگی کے صرف چند مواقع پر ہی استخارہ کے مسنون عمل کی توفیق نصیب ہوتی ہے، مثلاً نکاح کے لیے یا کاروبار کے لیے استخارہ کرلیا اور بس! گویا ہم ان چند گنے چنے مواقع پر تو اللہ سے خیر اور بھلائی کے طلب گار ہیں اور باقی تمام زندگی کے روز و شب میں ہم اللہ سے خیر مانگنے سے بے نیاز اور مستغنی ہیں، یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ استخارہ صرف اہم اور بڑے کاموں ہی میں نہیں ہے، بلکہ اپنے ہر کام میں، چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا، اللہ تعالٰی سے خیر اور بھلائی طلب کرنی چاہیے، اسی طرح استخارے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ اس کام میں تردد اور تذبذب ہو تب ہی استخارہ کیا جائے ، بلکہ تردد نہ بھی ہو اور اس کام میں ایک ہی صورت اور ایک ہی راستہ ہو تب بھی استخارہ کرنا چاہیے، حدیث نبوی کے الفاظ ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة في الامور كلها (بخاری)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں (صحابہ کرام) کو ہر کام میں استخارے یعنی اللہ سے خیر طلب کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔

استخارہ کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ ہمیشہ رات کو سوتے وقت ہی کرنا چاہیے یا عشا کی نماز کے بعد ہی کرنا چاہیے، ایسا کوئی ضروری نہیں، بلکہ جب بھی موقع ملے اس وقت استخارہ کرلے، نہ رات کی کوئی قید ہے اور نہ دن کی کوئی قید ہے، نہ سونے کی کوئی قید ہے اور نہ جاگنے کی کوئی قید ہے، بشرطیکہ وہ نفل کی ادائیگی کا مکروہ وقت نہ ہو۔

استخارہ کی دعا کا بیان

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ جاہلیت والوں کو سفر یا شادی یا تجارت کی کوئی ضرورت پیش آئی تو وہ بتوں کے ہاتھوں میں دیئے ہوئے تیروں سے فال نکالا کرتے تھے۔اہل اسلام کو ان حرکتوں سے روکا گیا کیونکہ یہ محض جھوٹ اور شرکیہ کام تھا۔ اس کے عوض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے استخارہ کی تعلیم فرمائی جو تریاق مجرب ہے۔اس کے لئے دو رکعات نماز استخارہ مشروع قرار دی اور یہ دعا تعلیم فرمائی۔

حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُو مُصْعَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا الِاسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَالسُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا هَمَّ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُولُ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے، قرآن کی سورت کی طرح (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جب تم میں سے کوئی شخص کسی (مباح) کام کا ارادہ کرے (ابھی پکا عزم نہ ہوا ہو) تو دو رکعات (نفل) پڑھے اس کے بعد یوں دعا کرے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ ۔(صحیح بخاری، 6382)

ہم سے ابو مصعب مطرف بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی الموال نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے، قرآن کی سورت کی طرح (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) جب تم میں سے کوئی شخص کسی (مباح) کام کا ارادہ کرے (ابھی پکا عزم نہ ہوا ہو) تو دو رکعات (نفل) پڑھے اس کے بعد یوں دعا کرے اے اللہ! میں بھلائی مانگتا ہوں (استخارہ) تیری بھلائی سے، تو علم والا ہے، مجھے علم نہیں اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے، میرے دین کے اعتبار سے، میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے یا دعاء میں یہ الفاظ کہے فی عاجل امری وآجلہ تو اسے میرے لئے مقدر کردے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے برا ہے میرے دین کے لئے، میری زندگی کے لئے اور میرے انجام کار کے لئے یا یہ الفاظ فرمائے فی عاجل امری وآجلہ تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لئے بھلائی مقدر کردے جہاں کہیں بھی وہ ہو اور پھر مجھے اس سے مطمئن کردے (یہ دعا کرتے وقت) اپنی ضرورت کا بیان کر دینا چاہئے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ صَلٰوةِ الْحَاجَةِ

یہ باب نمازِ حاجت کے بیان میں ہے

1384- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ الْعَبَّادَانِيُّ عَنْ فَائِدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى الْاَسْلَمِيِّ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اِلَى اللّٰهِ اَوْ اِلٰى اَحَدٍ مِنْ خَلْقِهٖ فَلْيَتَوَضَّاْ وَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ اَسْاَلُكَ اَلَّا تَدَعَ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا لِيْ ثُمَّ يَسْاَلُ اللّٰهَ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا شَآءَ فَاِنَّهٗ يُقَدَّرُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی حاجت ہو یا مخلوق میں سے کسی کے ساتھ کوئی کام ہو' وہ وضو کرے اور دو رکعات ادا کرے اور یہ پڑھے۔

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں' وہ بردبار ہے' کرم کرنے والا ہے' اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے' جو عظیم عرش کا پروردگار ہے' تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے' اے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں' جو تیری رحمت کو واجب کردیں اور تیری مغفرت کو پختہ کردیں اور ہر نیکی میں سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو میرے ہر گناہ کی بخشش کردے اور میرے ہر غم کو ختم کردے اور میری جو بھی ضرورت تیری رضا کے مطابق ہو اسے میرے لیے پورا کردے۔''

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) پھر وہ شخص جو چاہے اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کے متعلق مانگ لے وہ چیز اس کے نصیب میں لکھ دی جائے گی۔

شرح

جب کسی کو کوئی حاجت یا ضرورت پیش آئے تو خواہ وہ حاجت بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے ہو یا بالواسطہ کسی بندے سے متعلق ہو مثلاً کسی کو نوکری کی خواہش ہو، یا کسی سے نکاح کرنا چاہتا ہو، یا ایسی کوئی اور ضرورت ہو، جسے کسی آدمی سے پورا کرنا مقصود ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی تعریف و بڑائی بیان کر کے درود شریف پڑھے جو نماز میں التحیات کے بعد پڑھا جاتا ہے اس کے بعد حدیث میں مذکورہ دعا پڑھے۔ دعا کے بعد اس کی جو حاجت و ضرورت

1384: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 460

ہو،اسے پروردگار کی بارگاہ میں پیش کرے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنے مقصد برآری کے لئے دعا کرے۔ حاجت روائی اور مقصد برآری کے لئے یہ نماز کہ جسے اصطلاح میں "صلوٰۃ الحاجت" یعنی نماز حاجت کہتے ہیں کہ بہت مجرب ہے بعض بزرگوں کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اپنی ضرورتوں میں اس طریقے سے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کی، اللہ تعالیٰ نے ان کے مقصد اور ان کی حاجت کو پورا فرمایا۔ (علم اللہ)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حاجت مند کو اپنی حاجت روائی اور اس نماز و دعا کو پڑھنے کے لئے شنبہ کے دن صبح کے وقت کو اختیار کرنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جو آدمی شنبہ کے دن صبح کے وقت (نماز حاجت اور اس کی دعا پڑھ کر اپنی حلال و جائز حاجت کو طلب کرے تو میں اس کی حاجت روائی کا ضامن ہوں۔" (ملا علی قاری) یوں تو یہ نماز اور یہ دعا تمام حاجتوں اور ضرورتوں کے لئے ہے لیکن قوت حافظہ کی اگر حاجت ہو تو اس کے لئے بطور خاص الگ نماز ہے جس کو صلوٰۃ الحافظ (حافظ کی نماز) کہتے ہیں جو حصن حصین میں مذکور ہے۔

نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا اور دعا کے قبول ہونے کا بیان

1385- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنْصُوْرِ بْنِ سَيَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِيْ اَنْ يُعَافِيَنِيْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ اَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ وَّاِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَقَالَ ادْعُهُ فَاَمَرَهُ اَنْ يَتَوَضَّاَ فَيُحْسِنَ وُضُوْئَهُ وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ۔

قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ ۔

◆◆ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک نابینا صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت نصیب کرے! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کو مؤخر کر دیتا ہوں اور یہ زیادہ بہتر ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کر دیتا ہوں۔ انہوں نے عرض کی: آپ ﷺ میرے لیے دعا کر دیں! چنانچہ نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اچھی طرح وضو کر کے یہ دعا مانگیں:

''اے اللہ! میں تیرے نبی حضرت محمد ﷺ جو ''نبی رحمت'' ہیں کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اے حضرت محمد ﷺ! میں اپنی حاجت پوری کروانے کے لیے آپ کے وسیلے سے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں۔ اے اللہ! میرے بارے میں اُن کی شفاعت قبول کر لے!''

1385: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3578

ابواسحاق کہتے ہیں: یہ حدیث ''صحیح'' ہے۔

وسیلہ کے جائز ہونے کا بیان

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْآ اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرواور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (سورۂ مائدہ، آیت 35 پارہ 6)

مذکورہ آیت میں وسیلہ سے مُراد محبوبانِ خدا ہیں جن لوگوں نے اس کا انکار کرکے صرف اعمالِ صالحہ مراد لئے ہیں اُن کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے محقق شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا قول کافی ہے، آپ نے اس آیت سے استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلہ سے ایمان مُراد لیا جائے اس لئے کہ خطاب اہلِ ایمان سے ہے چنانچہ یاایھا الذین امنوا اس پر دلیل ہے اور عملِ صالح بھی مُراد نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ تقویٰ میں داخل ہے اس واسطے کہ تقویٰ عبادت ہے امتثالِ اوامر اور اجتنابِ نواہی سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغایرت بین المعطوف والمعطوف علیہ کا مقتضی ہے اور اسی طرح جہاد بھی مُراد نہیں ہوسکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے۔ (حاشیہ القول الجمیل از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ)

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۚ (سورہ بقرہ، آیت 89)

اوراس سے پہلے وہ اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

تفسیر خازن میں ہے کہ یہود سرکارِاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں آنے سے قبل برکت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے کفار یعنی مشرکینِ عرب پر فتح ونصرت مانگتے تھے جب انہیں مشکل پیش آتی تو یہ دعا کرتے یارب جل جلالہ ہماری مدد فرما۔ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ جو آخر زمانہ میں تشریف لائیں گے جن کے صفات ہم تورات میں پاتے ہیں یہ دعا مانگتے تھے اور کامیاب ہوتے تھے۔ (تفسیر خازن)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں کہ یہودی قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے سرکارِاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر آپ کی فضیلت کے معترف ومقر تھے اس لئے جنگ اور اپنی شکست کے خوف کے وقت اللہ تعالیٰ سے سرکارِاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ فتح ونصرت طلب کرتے تھے اور جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ پاک اس قدر برکت رکھتا ہے کہ اس کے ذکر وتوسل سے فتح ونصرت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت جُبیر بن نُفیر حضرمی رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میرے لئے ضعیف لوگوں کو تلاش کرو تم روزی دیئے جاتے اور مدد کئے جاتے ہو تو ضعیف لوگوں کے وسیلے سے۔ (بحوالہ: ابوداؤد شریف جلد دوم، کتاب الجہاد، رقم الحدیث 307، صفحہ 307 مطبوعہ فرید بک لاہور)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب لوگ قحط سالی میں مُبتلا ہوتے تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے۔

اور کہتے اے اللہ تعالیٰ! تیری بارگاہ میں ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش برسا دیا کرتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان کا وسیلہ لے کر آئے ہیں ہم پر باران رحمت نازل فرما، فرماتے ہیں ان پر بارش برس پڑی۔ (بحوالہ: بخاری شریف جلد اول، کتاب الاستسقاء، رقم الحدیث 953 صفحہ 425 مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

وسیلہ کی تعریف

جس چیز سے کسی شئی تک رسائی حاصل کی جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے، وہ وسیلہ ہے۔ (نہایہ، ج ۵، ص ۱۸۵، مطبوعہ ایران)

نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا کا بیان

اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (تورات) کی تصدیق کرتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی (ﷺ) کے وسیلہ سے کافروں پر فتح کی دعا مانگتے تھے تو جب وہ ان کے پاس تشریف لائے، تو انہیں جانا پہچانا۔ اس سے منکر ہو بیٹھے تو منکروں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (البقرہ، ۸۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہود، اوس اور خزرج کے خلاف جنگ میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلہ سے فتح طلب کرنے کی دعا مانگتے تھے جب اللہ نے آپ کو عرب میں مبعوث کر دیا تو جو کچھ وہ آپ کے متعلق کہتے تھے اس کا انہوں نے انکار کر دیا، ایک دن حضرت معاذ بن جبل اور حضرت بشر بن البراء بن معرور رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا اے یہودیو! اللہ سے ڈرو اور اسلام لے آؤ۔ جب ہم مشرک تھے تو تم ہمارے خلاف سیدنا حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے فتح کی دعا کرتے تھے تم ہم کو یہ خبر دیتے تھے کہ وہ نبی مبعوث ہونے والے ہیں اور اس نبی کی وہی صفات بیان کرتے تھے جو نبی کریم ﷺ میں موجود ہیں۔ اس کے جواب میں بنو نضیر کے سلام بن مشکم نے کہا کہ وہ کوئی ایسی چیز لے کر نہیں آئے جس کو ہم پہچانتے ہوں اور یہ وہ نبی نہیں ہیں جن کا ہم تم سے ذکر کیا کرتے تھے۔ (جامع البیان، ج ۱، ص ۳۲۵، بیروت)

امام ابونعیم دلائل النبوت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہود کفار کے خلاف جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یوں فتح کی دعا کرتے تھے۔ اے اللہ! ہم نبی امی (ﷺ) کے وسیلہ سے تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں تو ہماری مدد فرما۔ تو ان کی مدد کی جاتی۔ اور جب وہ نبی آ گئے جن کو وہ پہچانتے ہیں تو انہوں نے ان کا کفر کیا۔ جبکہ دوسری سند کے ساتھ دعا کا اس طرح ذکر ہے۔

اے اللہ! اپنے اس نبی کے وسیلہ سے ہماری مدد فرما اور اس کتاب کے وسیلہ سے جو تو ان پر نازل کرے گا، تو نے وعدہ کیا ہے کہ تو ان کو آخر زمانہ مبعوث فرمائے گا۔ (الدر المنثور، ج ۱، ص ۸۸، مطبوعہ ایران)

نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنے کا بیان

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے آپ سے عرض کیا، آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے ٹھیک کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کر دوں اور اگر تم چاہو تو

میں اس کو تمہارے لئے موخر کردوں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اس نے کہا آپ دعا کر دیجئے۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اچھی طرح سے وضو کرے، پھر دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے، اے اللہ! میں تیرے نبی (سیدنا) محمد ﷺ نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں، اے محمد ﷺ! میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت کو اپنے رب کی طرف متوجہ کرتا ہوں تا کہ میری حاجت پوری ہو، اے اللہ! میرے متعلق آپ ﷺ کی سفارش قبول فرما۔ (امام ابن ماجہ نے لکھا ہے کہ ابواسحاق نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے) (سنن ترمذی رقم الحدیث، ۳۵۸۹-سنن ابن ماجہ رقم الحدیث، ۱۳۸۵-مسند احمد، رقم الحدیث، ۱۷۱۷۵)

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک نابینا صحابی کو خود سکھایا ہے کہ تم اللہ کی بارگاہ میں میرے وسیلے سے دعا کرو۔ یہاں پر ہم اس بات کی وضاحت کر دیں کہ معاشرے میں کئی لوگ ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کو اس طرح جاہلانہ تبلیغ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا اللہ کسی وسیلے کے بغیر کسی کی دعا کو نہیں سن سکتا، کیا کسی وسیلے کے بغیر اسکی بارگاہ میں رسائی نہیں ہوسکتی؟ اس طرح کی فضول اور بے مقصد باتیں بنا کر سادہ لوح لوگوں کی اسلام کی اصل تعلیمات سے دور کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس حدیث رسول ﷺ نے ایسے لوگوں کی بدعقیدگی کی کلی کھول دی ہے۔ کہ وسیلے سے دعا کرنا نہ صرف جائز بلکہ حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے۔

نیک لوگوں کے وسیلہ سے دعا کرنے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا کرتے اور یہ عرض کرتے، اے اللہ! ہم اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے تو ہم پر بارش برساتا تھا، (اب) ہم اپنے نبی کے عم (محترم) کو تیری بارگاہ میں وسیلہ پیش کرتے ہیں لہٰذا تو ہم پر بارش برسا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پھر لوگوں پر بارش ہوتی۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۱۰۱۰)

اللہ کے بندوں سے مدد مانگنے کا بیان

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ یہ دعا مانگا کرو۔

یا عبا داللہ اعینونی ۔ (حصن حصین، ص ۱۰۲)

اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ یہ حدیث حسن، صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِیْ صَلٰوةِ التَّسْبِیْحِ

یہ باب صلوٰۃ التسبیح کے بیان میں ہے

نماز تسبیح کی فضیلت کا بیان

1386- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عِيْسَى الْمَسْرُوْقِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا مُوْسَى

بْنُ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ اَبِي سَعِيدٍ مَوْلٰى اَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ اَبِي رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ يَا عَمِّ اَلَا اَحْبُوكَ اَلَا اَنْفَعُكَ اَلَا اَصِلُكَ قَالَ بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَصَلِّ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَاُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ فَاِذَا انْقَضَتِ الْقِرَاءَةُ فَقُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً قَبْلَ اَنْ تَرْكَعَ ثُمَّ ارْكَعْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ اسْجُدْ فَقُلْهَا عَشْرًا ثُمَّ ارْفَعْ رَاْسَكَ فَقُلْهَا عَشْرًا قَبْلَ اَنْ تَقُومَ فَتِلْكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَّهِيَ ثَلَاثُ مِائَةٍ فِي اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ فَلَوْ كَانَتْ ذُنُوبُكَ مِثْلَ رَمْلِ عَالِجٍ غَفَرَهَا اللّٰهُ لَكَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ يَقُولُهَا فِي يَوْمٍ قَالَ قُلْهَا فِي جُمُعَةٍ فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقُلْهَا فِي شَهْرٍ حَتّٰى قَالَ فَقُلْهَا فِي سَنَةٍ

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے چچا جان! کیا میں آپ کو کوئی عطیہ نہ دوں کیا میں آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاؤں کیا میں آپ کے ساتھ صلہ رحمی نہ کروں' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آپ چار رکعات نماز ادا کریں ان میں سے ہر ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ اور کسی ایک سورت کی تلاوت کریں جب قرأت مکمل ہو جائے تو آپ یہ پڑھیں۔

"سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر"

آپ رکوع میں جانے سے پہلے 15 مرتبہ اسے پڑھیں۔ پھر آپ رکوع میں چلے جائیں' پھر دس مرتبہ یہ کلمہ پڑھیں' پھر اپنے سر کو اٹھائیں اور دس مرتبہ یہ کلمہ پڑھیں' پھر سجدے میں جائیں اور 10 مرتبہ یہ کلمہ پڑھیں' پھر سر کو اٹھائیں' پھر دس مرتبہ یہ کلمہ پڑھیں' پھر سجدے میں جائیں' پھر اسے دس مرتبہ پڑھیں' پھر اپنا سر اٹھائیں اور اسے دس مرتبہ پڑھیں یہ اٹھنے سے پہلے کریں' تو یہ ایک رکعت میں 75 ہو جائیں گے اور چار رکعات میں 300 ہو جائیں گے اگر آپ کے گناہ "عالج" کی ریت جتنے ہوں' تو بھی اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کر دے گا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ کون شخص انہیں پڑھ سکتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آپ ہفتے میں اسے ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں' اگر اس کی بھی استطاعت نہیں رکھتے' تو اسے مہینے میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیں۔

1387 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ النَّيْسَابُورِيُّ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ حَدَّثَنَا

1386: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 483

1387: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1297

الْحَكَمُ بْنُ اَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ اَلَا اُعْطِيكَ اَلَا اَمْنَحُكَ اَلَا اَحْبُوكَ اَلَا اَفْعَلُ لَكَ عَشْرَ خِصَالٍ اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ اَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ وَقَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ وَخَطَاَهُ وَعَمْدَهُ وَصَغِيرَهُ وَكَبِيرَهُ وَسِرَّهُ وَعَلَانِيَتَهُ عَشْرُ خِصَالٍ اَنْ تُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ تَقْرَاُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَائَةِ فِي اَوَّلِ رَكْعَةٍ قُلْتَ وَاَنْتَ قَائِمٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُولُ وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِي سَاجِدًا فَتَقُولُهَا وَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُودِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسَةٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ فِي اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ فَاِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَفِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَفِي عُمْرِكَ مَرَّةً

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو کچھ عطا نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کوئی تحفہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کے ساتھ اچھائی نہ کروں؟ کیا میں آپ کے لیے کچھ کروں نہیں' دس کام ایسے ہیں اگر آپ انہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے پرانے اور نئے' غلطی سے کیے گئے اور جان بوجھ کر کیے گئے چھوٹے بڑے پوشیدہ اور اعلانیہ' تمام گناہ بخش دے گا۔

وہ دس کام یہ ہیں: آپ چار رکعات ادا کریں ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک سورت کی تلاوت کریں جب آپ پہلی رکعت میں قرأت کر کے فارغ ہو جائیں' تو قیام کی حالت میں ہی 15 مرتبہ یہ پڑھیں۔

"سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر"

پھر آپ رکوع میں چلے جائیں اور رکوع کی حالت میں یہ کلمات 10 مرتبہ پڑھیں' پھر آپ رکوع سے اپنا سر اٹھائیں اور یہ کلمات 10 مرتبہ پڑھیں' پھر آپ سجدے میں چلے جائیں اور ان کلمات کو پڑھیں آپ سجدے کی حالت میں انہیں 10 مرتبہ پڑھیں' پھر آپ سجدے سے اپنا سر اٹھائیں اور انہیں 10 مرتبہ پڑھیں' پھر آپ سجدے میں جائیں اور انہیں 10 مرتبہ پڑھیں' پھر آپ سجدے سے اپنا سر اٹھائیں اور انہیں 10 مرتبہ پڑھیں' تو یہ ایک رکعت میں 75 مرتبہ ہو جائیں گی' تو آپ اسی طرح 4 رکعات ادا کریں' اگر آپ سے ہو سکے' تو آپ روزانہ ایک مرتبہ یہ نماز ادا کریں' اگر اس کی استطاعت نہیں رکھتے' تو ہفتے میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے' تو آپ مہینے میں ایک مرتبہ کر لیا کریں' اگر یہ بھی نہیں کر سکتے' تو سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں' اگر یہ بھی نہیں کر سکتے' تو اسے زندگی میں ایک بار پڑھ لیں۔

شرح

کیا آپ کو دس خصلتوں کا مالک نہ بناؤں"؟ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو ایسی چیز بتائے دیتا ہوں جس کو آپ اگر اختیار کریں گے تو آپ کے دس قسم کے گناہ (جو حدیث میں ذکر کیے گئے ہیں) بخش دیئے جائیں گے۔ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ "دس خصلتوں" سے مراد اس نماز میں حالت قیام کی پندرہ مرتبہ تسبیح کہنے کے علاوہ بقیہ حالتوں میں دس دس مرتبہ تسبیح کہنا ہے۔ حدیث میں لفظ علانیہ کے بعد عشر خصال کے الفاظ یہاں مشکوٰۃ میں ذکر نہیں کئے گئے ہیں لیکن "اصول" میں موجود ہیں۔ چنانچہ "حصن حصین" میں بھی یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں اسی لئے طیبی نے لکھا ہے کہ سیاق حدیث کے پیش نظر یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ دس خصلتوں سے مراد یہ چیزیں ہیں۔

(۱) چار رکعت نماز پڑھنا۔ (۲) ہر رکعت میں سورت فاتحہ پڑھنا۔ (۳) سورت فاتحہ کے ساتھ کوئی اور صورت پڑھنا۔ (۴) حالت قیام میں پندرہ مرتبہ مذکورہ تسبیحات کا کہنا۔ (۵) ان تسبیحات کا رکوع میں دس مرتبہ کہنا۔ (۶) ان تسبیحات کا دس مرتبہ قومہ میں کہنا۔ (۷) ان تسبیحات کا دس مرتبہ سجدے میں کہنا۔ (۸) ان تسبیحات کا دس مرتبہ جلسے میں کہنا۔ (۹) ان تسبیحات کا دس مرتبہ سجدے میں کہنا۔ (۱۰) ان تسبیحات کا دس مرتبہ جلسہ استراحت میں کہنا۔

اس روایت سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیام میں قرات کے بعد پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جائے اسی طرح روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے سجدہ سے اٹھ کر بھی یہ تسبیح پڑھی جائے جب کہ ہم نے ابتداء باب میں یہ طریقہ نقل کیا ہے کہ حالت قیام میں سبحانک اللھم کے بعد پندرہ مرتبہ تسبیح پڑھی جائے پھر قرات کے بعد دس مرتبہ تسبیح پڑھی جائے اور دوسرے سجدے سے اٹھنے کے بعد تسبیح پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ تو یہ دونوں طریقے الگ الگ روایتوں میں مذکور ہیں پھر یہ کہ ان دونوں طریقوں میں تسبیح کی تعداد میں کوئی فرق نہیں ہے صرف پڑھنے کے مواقع میں فرق ہے اس لئے اختیار ہے کہ ان دونوں طریقوں میں سے جس طریقے کو چاہے اختیار کیا جائے اور بہتر یہ ہے کہ کبھی اس طریقے کے مطابق عمل کیا جائے اور کبھی اس طریقے کے مطابق تسبیحات پڑھی جائیں تا کہ قعدوں میں یہ تسبیحات بخلاف اور ارکان کے التحیات کے پہلے پڑھی جائیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ منقول ہے کہ اس نماز میں یہ سورتیں پڑھی جائیں اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۔ وَالْعَصْرِ ، قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ بعض روایتوں میں اذا زلزلت والعادیات، اذا جاء اور سورت اخلاص کا پڑھنا بھی منقول ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے امام احمد سے یہ نقل کیا ہے کہ نماز تسبیح میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا بھی پڑھنی چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ تَوْفِيْقَ اَهْلِ الْهُدٰى وَاَعْمَالَ اَهْلِ الْيَقِيْنِ وَمُنَاصَحَةَ اَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَهْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَهْلِ الْخَشْيَةِ وَطَلَبَ اَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ اَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰى اَخَافَكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مَخَافَةً تَحْجُزُنِیْ عَنْ مَعَاصِيْكَ وَحَتّٰى اَعْمَلَ بِطَاعَتِكَ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاكَ وَحَتّٰى اُنَاصِحَكَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِّنْكَ وَحَتّٰى اُخْلِصَ لَكَ النَّصِيْحَةَ حَيَاءً مِّنْكَ وَحَتّٰى اَتَوَكَّلَ عَلَيْكَ فِی الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَحُسْنَ ظَنٍّ بِكَ سُبْحَانَ خَالِقِ النُّوْرِ ۔ "اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اہل ہدایت کی سی توفیق اہل یقین (یعنی راسخ العقیدہ اور راسخ العمل لوگوں) کے سے اعمال، اہل توبہ کی سی

خالص توبہ، اہل صبر کی سی پختگی، اہل خشیت کی سخت کوشش، طالبین حق کی سی طلب، پرہیز گاروں کی سی عبادت اور اہل علم کی سی معرفت یہاں تک کہ میں تیری ہی ذات سے ڈرنے لگوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے (تیرے) خوف کا طلبگار ہوں جو مجھے تیری نافرمانیوں سے روک دے تاکہ میں تیری فرمانبرداری وخوشنودی کے وہ عمل کرنے لگوں جو مجھے تیری رضا کا مستحق گردانے تیرے خوف سے سچی توبہ کرنے لگوں یہاں تک کہ تیری ذات پر اچھا گمان رکھتے ہوئے تمام امور میں تیری ذات پر بھروسہ کرنے لگوں اور اپنے نور کے پیدا کرنے والے آپ ہر عیب اور برائی سے پاک ہیں۔

اس نماز کی فضیلت کے بارے میں عبدالعزیز ابن داؤد لکھتے ہیں کہ جو آدمی جنت میں داخل ہونا چاہے تو وہ نماز تسبیح کو اپنے اوپر لازم قرار دے لے۔ ابوعثمان زاہد نے فرمایا ہے کہ مصیبت وپریشانی کے دفعیہ اور غم وحزن کو دور کرنے کے لئے اس نماز کے علاوہ میں نے کوئی اور چیز نہیں پائی۔ یعنی نماز تسبیح پڑھنے سے یہ چیزیں جاتی رہتی ہیں۔ اس نماز کی انہیں عظیم فضیلتوں کے پیش نظر اکثر ائمہ ومشائخ اور بزرگ اس نماز کو پڑھتے رہے ہیں۔

جمعہ کے روز دوپہر ڈھلنے کے بعد اس نماز کا پڑھنا مستحب ہے اگر اس نماز میں سجدہ سہو کی ضرورت پڑ جائے تو سجدہ سہو کے اندر یہ تسبیحات نہ پڑھی جائیں کیونکہ اس طرح تسبیحات کی مقدار تین سو سے آگے بڑھ جائے گی۔ جن مسلمانوں کو اللہ نے اپنی عبادت و اطاعت کی توفیق دی ہے اور انہیں زیادہ سے زیادہ عمل خیر کرنے کی سعادت سے نوازا ہے ان کے لئے اس نماز کے پڑھنے کے سلسلہ میں درجہ اعتدال یہ ہے کہ یہ نماز ہر جمعہ کو پڑھی جائے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اسی پر عمل تھا کہ وہ ہر جمعہ کے روز زوال کے بعد اس نماز کو پڑھتے تھے اور انہیں سورتوں کی قرات کرتے تھے جو ابھی اوپر ان سے نقل کی گئی ہیں۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ

یہ باب نصف شعبان کی رات کے بیان میں ہے

شب برات کی وجہ تسمیہ کا بیان

احادیث مبارکہ میں لیلۃ النصف من شعبان یعنی شعبان کی 15 ویں رات کو شب برات قرار دیا گیا ہے۔ اس رات کو براۃ سے اس وجہ سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ اس رات عبادت کرنے سے اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی رحمت سے دوزخ کے عذاب سے چھٹکارا اور نجات عطا کر دیتا ہے۔

آسمان دنیا سے ندائے رحمت وبخشش کا بیان

1388- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَنْبَانَا ابْنُ اَبِیْ سَبْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ فِيْهَا

1388: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:''جب نصف شعبان کی رات آئے' تو تم اس رات میں نوافل ادا کرو اور اس کے (اگلے) دن میں روزہ رکھو' کیونکہ اللہ تعالیٰ اس میں سورج غروب ہونے تک آسمان دنیا کی طرف نزول کرتا ہے اور یہ فرماتا ہے' کیا مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا ہے؟ کہ میں اس کی مغفرت کر دوں' مجھ سے رزق مانگنے والا کوئی ہے؟ کہ میں اسے رزق عطا کر دوں' کیا کوئی آزمائش کا شکار شخص ہے؟ کہ جسے میں عافیت نصیب کروں' کیا اس طرح کا کوئی ہے' کیا اُس طرح کا کوئی ہے''۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:''ایسا صبح صادق تک ہوتا ہے''۔

سالانہ عمر ورزق لکھ دیئے جانے کا بیان

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ سرتاج دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ " کیا تم جانتی ہو کہ اس شب میں یعنی پندرہویں شعبان کی شب میں کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ (مجھے تو معلوم نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بتایئے کہ) کیا ہوتا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بنی آدم کا ہروہ آدمی جو اس سال پیدا ہونے والا ہوتا ہے اس رات کو لکھا جاتا ہے، بنی آدم کا ہروہ آدمی جو اس سال مرنے والا ہوتا ہے اس رات میں لکھا جاتا ہے اس رات میں بندوں کے اعمال (اوپر) اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں بندوں کے رزق اترتے ہیں" حضرت عائشہ نے عرض کیا۔ "یارسول اللہ! کوئی آدمی بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر بہشت میں داخل نہیں ہوسکتا" آپ نے یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے میں نے عرض کیا "اور نہ آپ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی (آپ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہونگے؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اپنے سر مبارک پر رکھا اور فرمایا "اور نہ میں! (یعنی میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوں گا) مگر یہ کہ اللہ جل شانہ (اپنے فضل وکرم کے صدقہ) مجھے اپنی رحمت کے سائے میں لے لے" یہ الفاظ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمائے۔ (سنن بیہقی، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1278)

دنیا میں جتنے بھی انسان پیدا ہونگے یا وفات پائیں گے ان سب کی پیدائش وموت کے بارے میں بہت پہلے ہی عمومی طور پر لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے مگر شعبان کی پندرہویں شب میں پھر دوبارہ ان لوگوں کی پیدائش اور موت کا وقت لکھ دیا جاتا ہے جو اس سال پیدا ہونے والے یا مرنے والے ہوتے ہیں۔ "اعمال اٹھائے جاتے ہیں" کا مطلب یہ ہے کہ "اس سال بندے سے جو بھی نیک وصالح اعمال سرزد ہونے والے ہونگے وہ اس رات میں لکھ دیئے جاتے ہیں جو ہر روز سرزد ہونے کے بعد بارگاہ رب العزت میں اٹھائے جائیں گے۔ "رزق اترنے" سے مراد رزق کا لکھا جانا ہے یعنی اس سال جس بندے کے حصہ میں جتنا رزق آئے گا اس کی تفصیل اس شب میں لکھی جاتی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں منقول ہے کہ "اس شب میں موت اور رزق لکھے جاتے ہیں اور اس سال میں حج کرنے والے کا نام بھی اس شب میں لکھا جاتا ہے۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا کہ وہ اعمال صالحہ جو سال بھر میں بندے سے سرزد ہونے والے ہوتے ہیں کرنے سے پہلے ہی لکھ دیئے جاتے ہیں تو سمجھیں کہ جنت میں داخل ہونے کا دارومدار محض تقدیر اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر ہے، دخول جنت عمل پر موقوف نہیں ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ مَا مِنْ اَحَدٍ يُدْخِلُ الخ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جنت میں داخل ہونا تو محض اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل و کرم ہی پر موقوف ہے وہ جسے چاہے اپنے فضل و کرم سے جنت میں داخل کرے اور جسے چاہے نہ داخل کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد قرآن کریم کی اس آیت: (وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ، الزخرف:72)" یہ جنت وہ ہے جو تمہیں اس چیز کے بدلے میں دی گئی ہے جو تم کرتے تھے۔ (یعنی دنیا میں نیک اعمال کرتے تھے)۔" کے معارض نہیں ہے کیونکہ نیک اعمال تو جنت میں داخل ہونے کے ظاہری اسباب ہیں مگر دخول جنت کا حقیقی سبب تو اللہ جل شانہ کا فضل و کرم اور اس کی رحمت ہی ہے نہ کہ اعمال نیک پھر یہ کہ نیک اعمال بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ اگر کسی بندے کے ساتھ اللہ کی توفیق شامل حال نہ ہو اور اس کے فضل و کرم اور اس کی رحمت کا سایہ اس پر نہ ہو تو وہ نیک اعمال کیسے کر سکتا ہے نیک و صالح اعمال تو بندہ تب ہی کرتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی رحمت بندے کی رہنمائی کرتی ہے۔ لہٰذا اس طرح بھی یہی کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہونا تو محض پروردگار کی رحمت پر موقوف ہے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ "جنت میں داخل ہونا تو محض پروردگار کی رحمت کے سبب ہے اور جنت میں درجات کا تفاوت اعمال کے تفاوت پر موقوف ہے یعنی بندہ جنت میں داخل تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے ہوگا ہاں اعمال کارفرمائی اس درجہ کی ہوگی جس بندہ کے نیک اعمال جس درجہ کے ہونگے جنت میں اسے اس کے مطابق درجہ ملے گا۔

قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے برابر بخشش ہونے کا بیان

1389 - حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ اَنْبَاَنَا حَجَّاجٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَخَرَجْتُ اَطْلُبُهُ فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ رَافِعٌ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اَكُنْتِ تَخَافِيْنَ اَنْ يَحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهُ قَالَتْ قَدْ قُلْتُ وَمَا بِيْ ذٰلِكَ وَلٰكِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَتَيْتَ بَعْضَ نِسَآئِكَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِاَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعَرِ غَنَمِ كَلْبٍ

◄◄ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو غیر موجود پایا میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی تو نبی کریم ﷺ اس وقت "بقیع" میں موجود تھے آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا (گھر آ کر) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! کیا تمہیں یہ اندیشہ تھا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہارے ساتھ

1389: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 739

زیادتی کریں گے؟ حضرت عائشہ ﷞ نے عرض کی: مجھے یہ اندیشہ نہیں تھا میں نے یہ گمان کیا تھا کہ شاید آپ ﷺ اپنی کسی دوسری زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں' تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نصف شعبان کی رات اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول کرتا ہے اور بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ تعداد میں' لوگوں کی مغفرت کرتا ہے۔

1390 - حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ رَاشِدٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ ابْنِ لَهِيْعَةَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ اَيْمَنَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَرْزَبٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَيَطَّلِعُ فِىْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهٖ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷛' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بے شک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات اپنی خاص رحمت کرتا ہے اور مشرک شخص اور حد سے تجاوز کرنے والوں کے علاوہ اپنی ساری مخلوق کی مغفرت کر دیتا ہے''۔

1390 م - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ النَّضْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷛ کے حوالے سے منقول ہے۔

شب برات کی فضیلت اور اس میں اہتمام عبادت پر احادیثِ مبارکہ کا بیان

امت مسلمہ کے جمیع مکاتب فکر کے فقہاء وعلماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو مسئلہ بھی قرآن وسنت دونوں یا صرف قرآن یا سنت سے ثابت ہو جائے اس پر عمل واجب ہوتا ہے۔ وہ احادیث جو اس رات کی فضیلت کو اجاگر کرتی ہیں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں ان میں حضرات سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا مولیٰ علی المرتضیٰ، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، عبداللہ بن عمرو بن العاص، معاذ بن جبل، ابوہریرہ، ابوثعلبہ الخشنی، عوف بن مالک، ابوموسیٰ اشعری اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم کے نام شامل ہیں۔ سلف صالحین اور اکابر علماء کے احوال سے پتہ چلتا ہے کہ اس رات کو عبادت کرنا ان کے معمولات میں سے تھا۔ لیکن بعض لوگ اس رات عبادت، ذکر اور وعظ ونصیحت پر مشتمل محافل منعقد کرنے کو بدعت ضلالۃ کہنے سے بھی نہیں ہچکچاتے جو سراسر احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ذیل میں شب برات کی فضیلت اور اس میں اہتمام عبادت کا احادیث مبارکہ کی روشنی میں جائزہ لیا جاتا ہے، اس کے ساتھ ان احادیث مبارکہ کی اسانید کا مطالعہ کرتے ہوئے ان کی ثقاہت بھی واضح کی جائے گی ان شاءاللہ۔

1390: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ماہِ شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ آسمانِ دنیا پر (اپنے حسب حال) نزول فرماتا ہے پس وہ مشرک اور اپنے بھائی سے عداوت رکھنے والے کے سوا اپنے سارے بندوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔

بزار اپنی المسند، 1:206، رقم:80 میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ہم اس حدیث کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی صرف اسی طریق سے جانتے ہیں اور یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے۔ سب سے اعلیٰ اسناد سے حضرت ابوبکر روایت کرتے ہیں اگر چہ اس اسناد میں کچھ ہو، پس ابوبکر کی جلالت نے اسے حسین بنا دیا ہے۔ اگر چہ عبدالملک بن عبدالملک معروف راوی نہیں ہے۔ مزید فرماتے ہیں: اہلِ علم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، نقل کیا ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے لہٰذا ہم نے اس کو ذکر کیا۔

امام ابوبکر احمد بن عمرو المعروف بزار کی تاریخ وفات 292ھ ہے۔ ان کے اس قول سے معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں شب کی فضیلت وخصوصیت تسلیم کرنا اور اس کو بیان کرنا اہل علم کا ابتدائی اَدوار سے طریقہ رہا ہے۔ لہٰذا موجودہ دور میں کوئی شخص بھی اگر شب برات کی غیر معمولی فضیلت کا انکار کرتا ہے تو در حقیقت وہ احادیث مبارکہ اور سلف صالحین کے عمل سے ناواقفیت کی بناء پر ایسا کر رہا ہوتا ہے۔

ہیثمی نے مجمع الزوائد، 8:65 میں کہا ہے کہ عبدالملک بن عبدالملک کو ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب الجرح والتعدیل میں ذکر کیا ہے اور اس کو ضعیف نہیں کہا (جو اس کے حجت ہونے پر دلالت کرتا ہے) جبکہ اس کے باقی رواۃ ثقہ ہیں۔

یحییٰ بن ابی کثیر کو عجلی اور ابنِ حبان نے ثقہ اور ایوب نے زہری کے بعد اہل مدینہ میں سے حدیث کو سب سے زیادہ جاننے والا یحییٰ کو قرار دیا ہے۔ عروہ بن زبیر سے اس کی سماعت پر اختلاف کیا گیا ہے۔ یحییٰ بن معین نے اس کی سماعت کو عروہ سے ثابت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماہِ شعبان کی نصف شب (یعنی پندرہویں رات) کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، پس وہ اپنے بندوں کو معاف کر دیتا ہے سوائے دو لوگوں کے: سخت کینہ رکھنے والا اور قاتل۔ (احمد بن حنبل، المسند، 2:176، رقم:63533)

امام منذری نے الترغیب والترھیب، 3:308 میں کہا ہے کہ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے لیّن (قلیل ضعف) سے روایت کیا ہے۔

امام ہیثمی نے مجمع الزوائد، 8:65 میں کہا ہے کہ اس روایت میں ابن لہیعۃ ہے جو کہ لین الحدیث ہے۔

عبداللہ بن لہیعۃ بن عقبہ المصری کو سیوطی نے طبقات الحفاظ، 107:1 میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ امام احمد وغیرہ نے اسے ثقہ اور یحییٰ بن سعید القطان وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔

محدثینِ کرام اس حدیث کے بقیہ رواۃ کے بارے میں فرماتے ہیں: حسن بن موسیٰ تابعی ہے۔ یحییٰ بن معین، علی بن مدینی اور ابنِ حبان نے انہیں ثقہ شمار کیا ہے۔ (عسقلانی تہذیب التہذیب، 2:(279)

حیی بن عبداللہ ثقہ ہے۔ (ابن حبان، الثقات، 6:(236)

ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن یزید الحبلی شامی تابعی ثقہ ہے۔ (عجلی، معرفۃ الثقات، 2:(66)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ماہِ شعبان کی نصف شب (پندرہویں رات) کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، پس وہ مشرک اور بغض رکھنے والے کے سوا اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے۔

(ابن حبان، الصحیح، 481:12، رقم:5665) طبرانی، المعجم الاوسط، 36:7، رقم:6776، طبرانی، المعجم الکبیر، 108:20 رقم:215)

امام ہیثمی نے مجمع الزوائد، 65:8 میں کہا ہے کہ اس روایت کو طبرانی نے المعجم الکبیر اور الاوسط میں روایت کیا ہے اور ان کے رجال ثقہ ہیں۔

مالک بن یخامر السکسکی تابعی ثقہ ہے، انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور ان سے مکحول شامی نے روایت کیا ہے۔ (مزی، تہذیب الکمال، 27:(167)

ابوعبداللہ مکحول شامی ثقہ ہے۔ (عسقلانی، تقریب التہذیب، 1:(545)

اس حدیث مبارکہ کی ثقاہت سے پہلی حدیث بھی قوی ہوگئی ہے اور اس کا ضعف ختم ہوگیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

ان ہی الفاظ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ماہِ شعبان کی نصف شب (پندرہویں رات) ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے اور بغض رکھنے والے کے سوا اپنے تمام بندوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔

1۔ بزار، المسند، 2:435۔436، امام ہیثمی نے مجمع الزوائد، 65:8 میں کہا ہے کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس میں ایک راوی ہشام بن عبدالرحمٰن کو میں نہیں جانتا، اس کے باقی رُواۃ ثقہ ہیں۔

حضرت ابوثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رب العزت شعبان کی

پندرہویں رات کو اپنے بندوں پر مطلع ہوتا ہے، پس وہ مومنوں کی مغفرت فرماتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے اور وہ اہل حسد کو ان کے حسد میں چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے ترک کر دیں۔ (طبرانی، المعجم الکبیر، 22:223، رقم: 590، ابن ابی عاصم، السنۃ، 1:223، رقم: 511)

ہیثمی نے مجمع الزوائد، 8:65 میں اس کے ایک راوی احوص بن حکیم کو ضعیف کہا ہے۔

شیخ محمد ناصر الدین البانی (اہلِ حدیث مکتبِ فکر کے امام) نے اپنی کتاب ظلال الجنۃ فی تخریج السنۃ لابن ابی عاصم، 1: 223 میں اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، اور احوص بن حکیم جو کہ ضعیف الحفظ ہے کہ سوا تمام رواۃ ثقہ ہیں جیسا کہ التقریب میں ہے۔ پس اس کی مثل سے استشہاد کیا جائے گا کیونکہ وہ اپنے بعد وغیرہا کے طریق کے سبب قوی ہو جاتا ہے۔

امام دارقطنی نے احوص بن حکیم کے بارے میں کہا ہے کہ اس پر اس صورت میں اعتبار کیا جائے گا جب کوئی ثقہ راوی اس سے روایت کرے۔ اور ابن عدی نے کہا ہے کہ اس سے بہت سی روایات مروی ہیں اور وہ ان رواۃ میں سے ہیں جن کی احادیث لکھی جاتی ہیں اور ثقہ رواۃ کی ایک جماعت نے اس سے حدیث لی ہے اور اس میں کوئی منکر چیز نہیں ہے جس کا وہ رد کرتے مگر یہ کہ وہ ایسی اسانید بیان کریں جن کی اتباع نہیں کی جاسکتی۔ (مزی، تہذیب الکمال، 2: 293(294)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماہِ شعبان کی نصف شب (یعنی پندرہویں رات) کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف توجہ فرماتا ہے، پس وہ شرک کرنے والے اور کینہ رکھنے والے کے سوا ہر ایک کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

1۔ بزار، المسند، 7:186، رقم: 2754، ہیثمی نے مجمع الزوائد، 8:65 میں کہا ہے کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس میں عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم ہے، احمد بن صالح نے اسے ثقہ اور جمہور ائمہ نے ضعیف کہا ہے اور ابن لہیعۃ کمزور راوی ہے باقی اس کے رجال ثقہ ہیں۔

2۔ ابنِ شاہین نے تاریخ اسماء الثقات، 1:147 میں عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم کا ذکر کیا ہے اور یحیٰ بن معین نے کہا ہے کہ اس سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ اس میں ضعف ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ رب العزت ماہ شعبان کی نصف شب (پندرہویں رات) کو (اپنی مخلوق کی طرف) متوجہ ہوتا ہے، سو وہ مشرک اور کینہ پرور کے سوا اپنی تمام مخلوق کو معاف کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہا، باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، 1:445، رقم: 1390)

1۔ امام ابنِ ماجہ کی بیان کردہ یہ روایت مرفوع منقطع ہے کیونکہ اس میں ضحاک بن عبدالرحمٰن بلا واسطہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث نہیں لیتے۔ لیکن یہی حدیث ابن ماجہ نے اور ہبۃ اللہ بن حسن لالکائی نے شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ، 3: 447، رقم: 763 میں ذکر کی ہے جس کے مطابق: ابنِ لہیعۃ نے زبیر بن مسلم، انہوں نے ضحاک، انہوں نے اپنے والد عبدالرحمٰن

بن عزرب اور انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

مزی نے تہذیب الکمال، 9:308، رقم: 1964 میں یہی حدیث ایک بہت اعلیٰ سند سعید بن عفیر سے ابن لہیعۃ انہوں نے زبیر بن سلیم کے واسطہ سے بیان کی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کے صحیح مرفوع متصل ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں رات ہوتی ہے تو منادی ندا دیتا ہے: کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں؟ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں؟ پس زانیہ اور مشرک کے سوا ہر سوال کرنے والے کو عطا کردیا جاتا ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان، 3:383، رقم: 3836)

اس بحث کو درج ذیل نکات میں سمیٹا جاسکتا ہے۔

تمام احادیثِ مبارکہ سے شب برات کی فضیلت اور خصوصیت اجاگر ہوتی ہے اور اس شک وشبہ کا قلع قمع ہوتا ہے کہ اس باب میں تمام احادیث ضعیف ہیں۔ ہر حدیث کے ضعیف راوی پر سیر حاصل گفتگو سے یہ نتیجہ اخذ ہوا ہے کہ تمام احادیث ایک دوسرے سے تقویت پا کر حسن کے درجے پر فائز ہیں۔

سب سے اہم بات یہ ہے کہ شب برات پر احادیث کو روایت کرنے والے صحابہ کرام کی سطح تک تعداد حد تواتر تک پہنچتی ہے لہٰذا اتنے صحابہ کا کسی مسئلہ پر احادیث روایت کرنا ان کی حجیت اور قطعیت کو ثابت کرتا ہے۔

اگر بعض احادیث ضعیف بھی ہوں تو محدثین کرام نے خود اس بات کی تصریح کی ہے کہ ضعیف احادیث متعدد طرق سے تقویت پا کر حسن کے درجے پر فائز ہوتی ہیں۔

تیسرا اہم قاعدہ محدثین نے اپنی کتابوں میں یہ درج کیا کہ فضائل میں بالاتفاق ضعیف روایات بھی قابل قبول ہو جاتی ہیں، جبکہ شب برات پر احادیثِ حسنہ مروی ہیں۔

شب برات میں اہتمام عبادت پر سلف صالحین کی آراء اور معمول

حضرت علی، حضرت عائشہ صدیقہ اور عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہم سے مروی مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور امر سے اس کی حجیت ثابت ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ شعبان میں رمضان کے علاوہ باقی تمام مہینوں سے بڑھ کر عبادت کرتے تھے، لہٰذا شب برات کو اس سے کس طرح خارج کیا جاسکتا ہے؟ بلکہ یہ رات دوسری راتوں کی نسبت عبادت کی زیادہ مستحق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں دعا رد نہیں کی جاتیں: جمعہ کی رات، رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرھویں رات، دونوں عیدوں کی راتیں۔ (عبدالرزاق، المصنف، 4:317، رقم: 7927)

علامہ ابن تیمیہ نے اس رات میں عبادت اور قیام پر لکھا ہے: ابنِ تیمیہ سے نصف شعبان میں نفلی نماز ادا کرنے کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: جب کوئی بھی انسان نصف شعبان کی رات کو اکیلا یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھے جیسا کہ سلف میں

سے بہت سارے گروہ اس کا اہتمام کرتے تھے تو یہ بہت خوب ہے۔(مجموع فتاوی ابن تیمیہ،23:(131)

حافظ ابنِ رجب حنبلی لکھتے ہیں۔شعبان کی 15 ویں شب کو اہلِ شام کے تابعین خالد بن معدان،لقمان بن عامر اور ان کے علاوہ دیگر اِس رات کی تعظیم کرتے اور اس میں بے حد عبادت کرتے۔وہ اِس رات مسجد میں قیام کرتے۔اس پر امام اسحاق بن راہویہ نے ان کی موافقت کی ہے اور کہا ہے کہ اس رات کو مساجد میں قیام کرنا بدعت نہیں ہے۔(لطائف المعارف:(263)

شب برات پر اتنی کثیر تعداد میں مروی احادیث صرف اس لیے نہیں ہیں کہ کوئی بھی بندہ مؤمن فقط ان کا مطالعہ کر کے انہیں قصے،کہانیاں سمجھتے ہوئے صرفِ نظر کردے،بلکہ ان احادیث کے بیان کا مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے مولا خالقِ کائنات کے ساتھ اپنے تعلق کو استوار کرے جو کہ اس رات اور اس جیسی دیگر روحانی راتوں میں عبادت سے باسہولت میسر ہو سکتا ہے۔اِن بابرکت راتوں میں رحمتِ الٰہی اپنے پورے جوبن پر ہوتی ہے اور اپنے گناہگار بندوں کی بخشش و مغفرت کے لیے بے قرار ہوتی ہے لہٰذا اس رات میں قیام کرنا،کثرت سے تلاوتِ قرآن،ذکر،عبادت اور دعا کرنا مستحب ہے اور یہ اعمال احادیثِ مبارکہ اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہیں۔اس لیے جو شخص بھی اب اس شب کو یا اس میں عبادت کو بدعتِ ضلالۃ کہتا ہے وہ درحقیقت احادیثِ صحیحہ اور اعمالِ سلف صالحین کا منکر ہے اور فقط ہوائے نفس کی اتباع اور اطاعت میں مشغول ہے۔

شب برأت اور شب بیداری کے اہتمام کا بیان

شب برأت میں سرکاردوعالم ﷺ نے خود بھی شب بیداری کی اور دوسروں کو بھی شب بیداری کی تلقین فرمائی آپ ﷺ کا فرمان عالیشان اوپر مذکور ہوا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو شب بیداری کرو اور دن کو روزہ رکھو اس فرمان جلیل کی تعمیل میں اکابر علماء اہلسنت اور عوام اہلسنت کا ہمیشہ یہ معمول رہا ہے کہ اس رات میں شب بیداری کا اہتمام کرتے چلے آئے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تابعین میں سے جلیل القدر حضرات مثلاً حضرت خالد بن معدان حضرت مکحول حضرت لقمان بن عامر اور حضرت اسحٰق بن راہویہ رضی اللہ عنہم مسجد میں جمع ہو کر شعبان کی پندرہویں شب میں شب بیداری کرتے تھے اور رات بھر مسجد میں عبادات میں مصروف رہتے تھے۔(ماثبت من السنہ صفحہ 202 لطائف المعارف صفحہ (144)

علامہ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ شب برأت کے متعلق رقمطراز ہیں اور کوئی شک نہیں کہ یہ رات بڑی بابرکت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی عظمت والی ہے ہمارے اسلاف رضی اللہ عنہم اس کی بہت تعظیم کرتے اور اس کے آنے سے قبل اس کے لئے تیاری کرتے تھے۔

پھر جب یہ رات آتی تو وہ خوش وجذبہ سے اس کا استقبال کرتے اور مستعدی کے ساتھ اس رات میں عبادت کیا کرتے تھے کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ہمارے اسلاف شعائر اللہ کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔(المدخل جلد 1 صفحہ (392)

مذکورہ بالا حوالوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس مقدس رات میں مسجد میں جمع ہو کر عبادات میں مشغول رہنا اور اس رات شب بیداری کا اہتمام کرنا تابعین کرام کا طریقہ رہا ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں اب جو شخص شعبان کی

پندرھویں رات میں شب بیداری کرے تو یہ فعل احادیث کی مطابقت میں بالکل مستحب ہے رسول کریم ﷺ کا یہ عمل بھی احادیث سے ثابت ہے کہ شب برأت میں آپ مسلمانوں کی دعائے مغفرت کے لئے قبرستان تشریف لے گئے تھے۔

(ماثبت من السنہ صفحہ 205)

آقا ومولیٰ ﷺ نے زیارت قبور کی ایک بڑی حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ اس سے موت یاد آتی ہے اور آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے (زیارت قبور کے دلائل وفوائد سے متعلق تفصیلی گفتگو فقیر کی کتاب ''بہار ایمان'' میں ملاحظہ فرمائیں۔ شب برأت میں زیارت قبور کا واضح مقصد یہی ہے کہ اس مبارک شب میں ہم اپنی موت کو یاد رکھیں تا کہ گناہوں سے سچی توبہ کرنے میں آسانی ہو یہی شب بیداری کا اصل مقصد ہے۔

اس سلسلے میں حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں منقول ہے کہ جب آپ شب برأت میں گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کا چہرہ یوں دکھائی دیتا تھا جس طرح کسی کو قبر میں دفن کرنے کے بعد باہر نکالا گیا ہو۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم میری مثال ایسی ہے جیسے کسی کی کشتی سمندر میں ٹوٹ چکی ہو اور وہ ڈوب رہا ہو اور بچنے کی کوئی امید نہ ہو پوچھا گیا آپ کی ایسی حالت کیوں ہے؟ فرمایا میرے گناہ یقینی ہیں لیکن اپنی نیکیوں کے متعلق میں نہیں جانتا کہ وہ مجھ سے قبول کی جائیں گی یا پھر رد کر دی جائیں گی۔

اللہ اکبر نیک و متقی لوگوں کا یہ حال ہے جو ہر رات شب بیداری کرتے ہیں اور تمام دن اطاعت الٰہی میں گزارتے ہیں جب کہ اس کے برعکس بعض لوگ ایسے کم نصیب ہیں جو اس مقدس رات میں فکر آخرت اور عبادت و دعا میں مشغول ہونے کی بجائے مزید لہو ولعب میں مبتلا ہو جاتی ہیں آتش بازی پٹاخے اور دیگر ناجائز امور میں مبتلا ہو کر وہ اس مبارک رات کا تقدس پامال کرتے ہیں حالانکہ آتش بازی اور پٹاخے نہ صرف ان لوگوں اور ان کے بچوں کی جان کے لئے خطرہ ہیں بلکہ اردگرد کے لوگوں کی جان کے لئے بھی خطرے کا باعث بنتے ہیں ایسے لوگمال برباد اور گناہ لازم کا مصداق ہیں۔

ہمیں چاہئے کہ ایسے گناہ کے کاموں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اور بچوں کو سمجھائیں کہ ایسے لغو کاموں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ ناراض ہوتے ہیں۔

مجدد برحق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آتشبازی جس طرح شادیوں اور شب برأت میں رائج ہے بے شک حرام اور پورا جرم ہے کہ اس میں مال کا ضیاع ہے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی قرار دیا گیا ہے۔ ارشا ہوا اور فضول نہ اڑا بے شک (مال) اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ (بنی اسرائیل)

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ وَالسَّجْدَةِ عِنْدَ الشُّكْرِ

یہ باب شکر کے وقت نماز ادا کرنے اور سجدہ کرنے کے بیان میں ہے

1391 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَتْنِي شَعْثَاءُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي

1391: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اَوْفٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ بُشِّرَ بِرَاْسِ اَبِىْ جَهْلٍ رَكْعَتَيْنِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل کے سر کے ذریعے (یعنی اس کے قتل کی) خوش خبری دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز ادا کی۔

1392- حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحٍ الْمِصْرِىُّ اَنْبَاَنَا اَبِىْ اَنْبَاَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدَةَ السَّهْمِىِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُشِّرَ بِحَاجَةٍ فَخَرَّ سَاجِدًا

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ضروری کام کے (پورے ہونے کی) سلسلے میں خوش خبری دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گر گئے۔

1393- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ خَرَّ سَاجِدًا

◆◆ عبدالرحمٰن بن کعب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی تو وہ سجدے میں گر گئے۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشی کے موقع پر یا کسی مصیبت کے ٹلنے پر سجدۂ شکر ادا کرنا جائز اور صحیح ہے، واضح رہے کہ کعب بن مالک، ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم یہ تینوں غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہو سکے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے لوٹے تو یہ لوگ بہت شرمندہ ہوئے، اپنے قصور کا اعتراف کیا، ان کا قصہ بہت طویل ہے جو دوسری روایات میں موجود ہے، آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی، اور کعب رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنتے ہی سجدہ شکر ادا کیا۔

1394- حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِىُّ وَاَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ السُّلَمِىُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ بَكَّارِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَتَاهُ اَمْرٌ يَسُرُّهُ اَوْ بُشِّرَ بِهٖ خَرَّ سَاجِدًا شُكْرًا لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

◆◆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب کوئی ایسا معاملہ آتا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کر دیتا یا جب آپ کو کوئی خوشخبری دی جاتی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں چلے جاتے تھے۔

139: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

139: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

13: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 2774' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1578

سجدہ شکر کے سنت ہونے میں فقہی مذاہب اربعہ

خارج از نماز سجدہ کئی طرح کا ہوتا ہے۔ایک تو سجدہ سہو ہے یہ نماز ہی کے حکم میں ہے اس کے بارہ میں تو کوئی اختلاف ہی نہیں ہے۔دوسرا سجدہ تلاوت ہے ظاہر ہے کہ اس کے بارہ میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔تیسرا سجدہ مناجات ہے جو خارج از نماز ہے اس کے بارہ میں اکثر علماء کے ظاہری اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سجدہ مکروہ ہے چوتھا سجدہ شکر ہے جو حصول نعمت اور خاتمہ مصیبت وبلا پر کیا جاتا ہے۔

اس سجدہ میں علماء کے یہاں اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے یہاں یہ سجدہ سنت ہے۔حنفیہ میں سے حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی قول ہے اس مسلک کی تائید میں آثار واحادیث بھی بکثرت منقول ہیں حضرت امام مالک اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ علیہما کے یہاں یہ سجدہ مکروہ ہے۔یہ حضرات اپنی دلیل کے طور پر یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ان گنت ہیں جن کا شمار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ظاہر ہے کہ بندہ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہر ہر نعمت کا شکر بھی ادا کر سکے اس لیے اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کے حصول پر سجدہ شکر کا حکم دینا اسے ایسی تکلیف ومشقت میں مبتلا کر دینا ہے جس برداشت کرنا اس کی طاقت سے باہر ہے۔

لیکن جو حضرات سجدہ شکر کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ "نعمتوں" سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو نئی ہوں کہ کبھی کبھی حاصل ہوتی ہوں وہ نعمتیں مراد نہیں جو مستقل اور دائمی، ہوں جیسے خود انسان کا وجود اس کے توابع اور اس کے لوازمات کہ یہ بھی درحقیقت اللہ کی عظیم نعمتیں ہیں جو بندہ کو مستقل طور پر حاصل ہیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں مروی ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل لعین کے قتل ہو جانے کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ شکر کیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں منقول ہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب کے مرنے کی خبر سن کر سجدہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ میں بتایا جاتا ہے کہ جب ذی الثدیہ خارجہ قتل کر دیا گیا تو انہوں نے سجدہ شکر کیا۔اسی طرح مشہور صحابی حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کے بارہ میں منقول ہے کہ انہوں نے قبول توبہ کی خوشخبری کے وقت سجدہ شکر کیا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ اَنَّ الصَّلٰوةَ كَفَّارَةٌ

یہ باب نماز کے کفارہ بننے کے بیان میں ہے

1395-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ وَّسُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ الثَّقَفِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ الْوَالِبِيِّ عَنْ اَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ اِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِمَا شَآءَ

1395: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1521' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 406

مِنْهُ وَإِذَا حَدَّثَنِي عَنْهُ غَيْرُهُ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ صَدَّقْتُهُ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ حَدَّثَنِي وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ مِسْعَرٌ ثُمَّ يُصَلِّي وَيَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔ جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کوئی حدیث سن لیتا' تو اللہ تعالیٰ کو جو منظور ہوتا اللہ تعالیٰ مجھے اس کے ذریعے وہ نفع دیدیتا اور جب کوئی دوسرا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مجھے کوئی حدیث سناتا' تو میں اس سے حلف لیا کرتا تھا اگر وہ حلف اٹھالیتا' تو پھر میں اس کی بات کی تصدیق کردیتا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بالکل سچ بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب کوئی بندہ کسی گناہ کا ارتکاب کرے اور پھر وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعات نماز ادا کرے (یہاں مسعر نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں)

پھر وہ نماز ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کردیتا ہے''۔

شرح

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "یارسول اللہ! مجھ سے ایسا فعل سرزد ہوگیا ہے جس کی وجہ سے مجھ پر حد واجب ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر حد جاری فرمایئے" راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حد کے متعلق کچھ دریافت نہیں فرمایا اور نماز کا وقت آ گیا۔ اس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو چکے تو وہ آدمی کھڑا ہوا اور پھر عرض کیا کہ "یارسول اللہ! مجھ سے ایک ایسا فعل سرزد ہوگیا ہے جو مستوجب حد ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بارے میں اللہ کا حکم نافذ فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ اس نے کہا کہ جی ہاں! پڑھی ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے تمہاری خطاء یا فرمایا کہ تمہاری حد بخش دی ہے۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 534)

یہاں یہ نہ سمجھ بیٹھیے کہ اس آدمی کے الفاظ اَصَبْتُ حَدًّا (یعنی مجھ سے ایسا فعل سرزد ہوگیا ہے جس کی وجہ سے مجھ پر حد واجب ہے) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کسی ایسے کبیرہ گناہ مثلاً چوری وغیرہ کا ارتکاب کیا تھا جس پر حد واجب ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی وجہ سے اس کی بخشش کی خوشخبری سنادی لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ نماز کی وجہ سے کبیرہ گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے کوئی ایسا گناہ صغیرہ سرزد ہوگیا تھا جو حقیقت میں تو ایسا نہیں تھا جس پر حد جاری ہوتی لیکن چونکہ وہ آدمی "صحابیت" جیسے مرتبہ پر فائز تھے جہاں معمولی سا گناہ بھی خوف الٰہی سے دل کو لرزاں کردیتا ہے اور ایک ہلکی سی معصیت بھی قلب و دماغ کے ہر گوشہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتی ہے اس لئے انہوں نے یہ گمان کرلیا کہ مجھ سے ایک فعل سرزد ہو گیا ہے۔ جس پر از روئے شریعت حد جاری ہوجائے گی لہٰذا انہوں نے بارگاہ رسالت میں آکر اس طرح ذکر کیا جس سے بظاہر

معلوم ہوتا تھا کہ ان سے واقعی کوئی ایسا بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے جو سخت ترین سزا یعنی حد کا مستوجب ہے۔ یا پھر یہ کہا جائے گا کہ حد سے ان کی مراد تعزیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے اس کے گناہ کی حقیقت اس لئے دریافت نہیں فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا تھا کہ اس آدمی نے کس قسم کا گناہ کیا ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس گناہ کی بخشش کی جو خوشخبری دی تھی اپنی طرف سے نہیں دی تھی بلکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ اس کا گناہ کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جس پر حد جاری کی جائے بلکہ ایسا گناہ ہے جو نماز کے ذریعے معاف ہو گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ خوشخبری سنا دی۔

چار مساجد میں نماز کے سبب گناہوں کی بخشش کا بیان

1396- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَظُنُّهُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ اَنَّهُمْ غَزَوْا غَزْوَةَ السُّلَاسِلِ فَفَاتَهُمُ الْغَزْوُ فَرَابَطُوا ثُمَّ رَجَعُوْا اِلٰى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ اَبُو اَيُّوْبَ وَعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ فَقَالَ عَاصِمٌ يَا اَبَا اَيُّوْبَ فَاتَنَا الْغَزْوُ الْعَامَ وَقَدْ اُخْبِرْنَا اَنَّهُ مَنْ صَلّٰى فِي الْمَسَاجِدِ الْاَرْبَعَةِ غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِي اَدُلُّكَ عَلٰى اَيْسَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّاَ كَمَا اُمِرَ وَصَلّٰى كَمَا اُمِرَ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ عَمَلٍ اَكَذٰلِكَ يَا عُقْبَةُ قَالَ نَعَمْ

◄► عاصم بن سفیان ثقفی بیان کرتے ہیں: انہوں نے غزوہ سلاسل میں شرکت کا ارادہ کیا وہ اس میں شریک نہ ہو سکے۔ تاہم وہ سرحد پر نگہبانی کرتے رہے۔ جب وہ لوگ واپس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو اس وقت ان کے پاس حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے' تو عاصم بن سفیان نے عرض کی: اے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اس سال ہم ایک جنگ میں شریک نہیں ہو سکے اور ہمیں یہ روایت بتائی گئی کہ جو شخص چار مساجد میں نماز ادا کرے اس کے گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے' تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! میں اس سے زیادہ آسان کام کی طرف تمہاری رہنمائی کرتا ہوں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

"جو شخص اسی طرح وضو کرے جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے اور اسی طرح نماز ادا کرے جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے' تو اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے"۔

(پھر انہوں نے دریافت کیا) اے عقبہ! کیا ایسا ہی ہے؟ تو حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں۔

شرح

چاروں مسجدوں سے مراد: مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ، اور مسجد قبا ہے۔

1397- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي زِيَادٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي ابْنُ اَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ

1396: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 144'

1397: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عَمِّهٖ حَدَّثَنِیْ صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ فَرْوَةَ اَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ اَخْبَرَهٗ قَالَ سَمِعْتُ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ یَقُوْلُ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَرَاَیْتَ لَوْ كَانَ بِفِنَاءِ اَحَدِكُمْ نَهْرٌ یَجْرِیْ یَغْتَسِلُ فِیْهِ كُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ مَا كَانَ یَبْقٰی مِنْ دَرَنِهٖ قَالَ لَا شَیْءَ قَالَ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ تُذْهِبُ الذُّنُوْبَ كَمَا یُذْهِبُ الْمَآءُ الدَّرَنَ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''تمہارا کیا خیال ہے؟ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے کے باہر ایک نہر بہتی ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کا کچھ بھی میل باقی رہے گا؟''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اس کی کوئی چیز (یعنی ذرا سی بھی میل) باقی نہیں رہے گی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک نماز گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہے' جس طرح پانی میل کو ختم کر دیتا ہے''۔

1398- حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ وَكِیْعٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ ابْنُ عُلَیَّةَ عَنْ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَاَةٍ یَعْنِیْ مَا دُوْنَ الْفَاحِشَةِ فَلَا اَدْرِیْ مَا بَلَغَ غَیْرَ اَنَّهٗ دُوْنَ الزِّنَا فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ (اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذَّاكِرِیْنَ) فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلٰی هٰذِهٖ قَالَ لِمَنْ اَخَذَ بِهَا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک صاحب نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے۔

''دن کے دونوں کناروں میں نماز قائم کرو اور رات کے کچھ حصے میں بھی' بے شک نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں یہ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے نصیحت ہے''۔

اس شخص نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حکم میرے لیے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! یہ میری پوری امت کے لئے ہے۔

شرح

جس صاحب کا یہ واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک غیر عورت کا بوسہ لے لیا تھا ان کا نام ابوالیسر تھا۔ جامع ترمذی نے ان کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ خود راوی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت کھجوریں خریدنے کے لئے آئی میں نے اس سے کہا کہ میرے گھر میں اس سے زیادہ اچھی کھجوریں رکھی ہوئی ہیں (اس لئے تم وہاں چل کر دیکھ لو) چنانچہ وہ میرے ہمراہ مکان میں آ گئی (وہاں میں شیطان کے بہکانے میں آ گیا اور جذبات سے مغلوب ہو کر) اس اجنبی عورت سے بوس و کنار کیا۔ اس نے (میرے

1988: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 526' ورقم الحدیث: 4678' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6932' ورقم الحدیث: 6933' ورقم الحدیث: 6934' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3114' اخرجہ ابن ماجہ فی ''السنن'' رقم الحدیث: 4254

اس غلط اور ناز یبا رویے پر مجھے تنبیہ کرتے ہوئے) کہا کہ بندہ خدا اللہ (کے قہر و غضب) سے ڈرو چنانچہ (خوف اللہ سے میرا دل تھرا گیا اور) میں نہایت ہی شرمندہ و شرمسار ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ چنانچہ بارگاہ رسالت میں ان کے ساتھ جو معاملہ ہوا وہی حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ آیت کریمہ میں طرفی النہار یعنی دن کے اول و آخر سے دن کا ابتدائی حصہ اور انتہائی حصہ مراد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ دن کے اول یعنی ابتدائی حصہ سے فجر کی نماز اور آخری حصہ سے ظہر و عصر کی نمازیں مراد ہیں اسی طرح زلفا من اللیل یعنی رات کی چند ساعتوں سے مغرب و عشاء کا وقت مراد ہے۔ اس طرح اب آیت کریمہ کا مطلب یہ ہوگا "فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھا کرو، کیونکہ نیکیاں (نمازیں) برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔"

نماز کے سبب گناہوں کے مٹ جانے کا بیان

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۔(ھود، ۱۱۴)

۱:۔ ابن جریر و ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مغرب اور صبح کی نماز مراد ہے (اور) (آیت) وزلفا من الیل سے عشاء کی نماز مراد ہے۔

۲:۔ ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار سے فجر اور عصر کی نماز مراد ہے (آیت) وزلفا من الیل کے بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں رات کے حصے ہیں مغرب اور عشاء کی نمازیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ یہ دونوں رات کے دو حصوں میں ہیں۔

پانچوں نمازوں کا حکم قرآن میں ہے

۳:۔ عبدالرزاق و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ رحمہم اللہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد فجر کی نماز اور عشاء کی نمازیں ہیں یعنی ظہر اور عصر کی نمازیں (آیت) وزلفا من الیل سے مغرب اور عشاء کی نماز مراد ہے۔

۴:۔ ابن منذر و ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد سے روایت کیا کہ (آیت) وزلفا من الیل سے مراد ساعۃ بعد ساعۃ ہے یعنی ایک ساعت کے بعد دوسری ساعت تو اسے مراد ہے عشاء کی نماز۔

۵:۔ سعید بن منصور و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ والبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ عشاء کی نماز میں تاخیر کرنا مستحب ہے اور یہ آیت پڑھتے تھے (آیت) وزلفا من الیل۔

۶:۔ وابن جریر و محمد بن نصر و ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) ان الحسنت یذھبن السیات میں حسنات سے مراد پانچویں نمازیں ہیں۔

۷:۔ عبدالرزاق والفریابی و ابن ابی شیبہ محمد بن نصر و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ نے ابن عباس (رض) سے

روایت کیا کہ (آیت) ان الحسنت یذھبن السیات سے پانچویں نمازیں مراد ہیں۔ اور (آیت) والبقیت الصلحت (کہف آیت ۴۶) سے بھی پانچویں نمازیں مراد ہیں۔

۸:۔ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں میں ایک عورت سے ملا میں نے اس کو اپنے ساتھ چمٹالیا اس کا بوسہ لیا اور میں نے اس سے مباشرت کی۔ اور میں نے اس کے ساتھ سب کیا سوائے اس کہ میں نے اس سے جماع نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی (آیت) واقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من الیل ان الحسنت یذھبن السیات ذلک ذکری للذکرین (۱۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس پر یہ آیت پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حکم خاص کر اس کے لئے ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ سب لوگوں کے لئے ہے۔

۹:۔احمد والبخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ ابن حبان رحمہم اللہ نے ابن مسعود (رض) سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے ایک عورت کا بوسہ لیا (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ بات ان سے ذکر کی گویا کہ وہ اس کے کفارے کا سوال کر رہا تھا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (آیت) واقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من الیل ان الحسنت یذھبن السیات اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ (صرف) میرے لئے ہے آپ نے فرمایا بلکہ میری امت میں سے ہر اس شخص کے لئے ہے جو ایسا عمل کرے۔

نماز گناہوں کا کفارہ ہے

۱۰:۔عبدالرزاق واحمد ومسلم وابوداود ولاترمذی والنسائی وھناد ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابن حبان والطبر انی وابوالشیخ وابن مردویہ والبیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین نے ایک عورت کو باغ میں پایا میں اس کے ساتھ سوائے جماع کے ہر کام کیا۔ میں نے اس کا بوسہ لیا اس کو اپنے ساتھ چمٹالیا اور اس کے علاوہ میں نے کوئی کام نہیں کیا میرے ساتھ (جو معاملہ) کریں جو آپ چاہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ نہیں فرمایا تو وہ آدمی چلا گیا عمر (رض) نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ کو چھپایا تھا اگر یہ اپنے گناہ کو چھپالیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نظر کو پیچھے لگالیا اور فرمایا میرے پاس اس کو لے آو وہ واپس آیا تو آپ نے اس پر یہ (آیت) پڑھی واقم الصلوۃ طرفی النھار الآیہ معاذ بن جبل نے فرمایا یا رسول اللہ! کیا یہ (حکم) اس اکیلے کے لئے ہے یا سب لوگوں کے لئے؟ آپ نے فرمایا بلکہ سب لوگوں کے لئے۔

۱۱:۔ترمذی نے اور آپ نے اس کو حسن کہا والبز ار وابن جریر وابن مردویہ رحمہم اللہ ابوالسیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میرے پاس ایک عورت آئی میں کھجوریں بیچ رہا تھا میں نے اس سے کہا گھر میں اس سے اچھی کھجوریں رکھی ہیں وہ عورت میرے ساتھ (کھجوریں خریدنے کے لئے) گھر میں داخل ہوئی میں اس کی طرف جھک پڑا اور اس کا بوسہ لیا۔ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا یہ بات میں نے ان کو بتائی تو انہوں نے فرمایا یہ بات اپنے دل میں چھپالے اور توبہ کر لے پھر میں عمر (رض) کے پاس آیا اور ان کو یہ بات بتائی تو

انہوں نے فرمایا یہ بات اپنے دل میں چھپالے اور توبہ کرلے اور کسی کو خبر نہ کر۔ مجھ سے صبر نہ ہوا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان کو یہ بات بتائی آپ نے فرمایا کیا تجھے ایسے عمل کے لئے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کا نائب اور اس کا قائم مقام بنایا گیا ہے؟ یہاں تک کہ اس نے یہ آرزو کی تھی کہ میں مسلمان نہ ہوتا مگر اس وقت یہاں تک کہ اس نے یہ گمان کیا کہ وہ دوزخ والوں میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طویل وقت تک سر جھکائے رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی (آیت) واقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من الیل سے لے کر للذ کرین تک۔ ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے مجھ پر یہ آیتیں پڑھیں۔ تو آپ کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خاص (حکم) اس کے لئے ہے آپ نے فرمایا بلکہ سارے لوگوں کے لئے۔

۱۲:۔ احمد و مسلم وابوداود والنسائی وابن خزیمہ وابن جریر والطبرانی وابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر حد قائم کیجئے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ آپ نے اس سے اعراض فرمایا پھر نماز کھڑی ہوگئی جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا وہ آدمی کہاں ہے؟ اس نے کہا میں ہوں آپ نے فرمایا کیا تو نے پورا وضو کیا اور ابھی تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ عرض کیا ہاں! فرمایا تو اپنی غلطی (یعنی اپنے گناہ) سے ایسا پاک ہو چکا ہے جیسے کہ تیری ماں نے آج تجھ کو جنا ہے پھر اس گناہ کو نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ (آیت) واقم الصلوۃ طرفی النھار اتاری۔

۱۳:۔ احمد والترمذی والنسائی وابن جریر وابوالشیخ والدارقطنی والحاکم وابن مردویہ رحمہم اللہ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کیا فرماتے ہیں اس آدمی کے بارے میں جو ایک ایسی عورت سے ملا جس کو وہ نہ پہچانتا تھا۔ پھر وہ آدمی جو کچھ اپنی بیوی سے کرتا ہے۔ وہی کچھ اس نے اس عورت کے ساتھ کیا۔ سوائے جماع کے تو اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت اتاری) (آیت) واقم الصلوۃ طرفی النھار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تو وضو کر اچھا وضو پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھ (تو تیرا گناہ ان شاء اللہ معاف ہو جائے گا) معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ (حکم) اس کے لئے خاص کر یا سب ایمان والوں کے لئے ہے آپ نے فرمایا سب ایمان والوں کے لئے عام ہے۔

۱۴:۔ احمد وابن جریر والطبرانی وابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ ایک عورت آئی وہ مجھ سے خرید و فروخت کرنا چاہتی تھی۔ لیکن میں نے اس کو (اپنے گھر میں) داخل کر لیا اور میں اس سے ہر کام کو پہنچا سوائے جماع کے آپ نے فرمایا شاید کہ وہ عورت اللہ کے راستے میں گھر سے نکلی ہوئی ہے۔ اس نے کہا میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں آپ نے فرمایا اندر داخل ہو جا۔ وہ داخل ہوا تو قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی (آیت) واقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من الیل الآیہ اس آدمی نے کہا کیا یہ (حکم) خاص میرے لئے ہے یا عام ایمان والوں کے لئے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے میں مارا اور فرمایا نہیں، کہ نعمت خاص نہیں ہوتی لیکن سب مومنین کے لئے ہوتی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا یہ عام مومنین کے لئے ہے۔

۱۵:۔الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاوسط میں وابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک عورت کو اس کے نفس کے بغیر پایا (یعنی جماع کے سوا اس کے ساتھ اور کام کیئے) تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (آیت) واقم الصلوٰۃ پوری آیت۔

۱۶:۔البراز وابن مردویہ والبیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی ایک عورت سے محبت کرتا تھا۔ایک ضرورت کے لئے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی۔آپ نے اس کو اجازت دیدی تو وہ بارش کے دن میں چل پڑا۔اچانک اس کی نظر ایک عورت پر پڑی جو پانی کے تالاب میں غسل کررہی تھی یہ آدمی عورت کے اس جگہ پر بیٹھ گیا جہاں ایک آدمی (جماع کے لئے) بیٹھا کرتا ہے۔اور اس کا ذکر (یعنی عضو خاص) حرکت کرنے لگا۔اچانک وہ دیکھتا ہے گویا کہ (اس کا ذکر) کپڑے پھندنا (یعنی جھالر) ہے تو اس پر اسے خود ندامت ہوئی (اور جماع نہیں کیا) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس بات کو ذکر کیا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا چار رکعت نماز پڑھ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار

۱۷:۔ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے بریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انصار میں سے ایک عورت ایک ایسے آدمی کے پاس آئی جو کھجوریں بیچتا تھا مدینہ منورہ میں۔عورت بڑی خوبصورت تھی۔جب اس نے اس عورت کی طرف دیکھا تو اس کو اچھی لگی اور (اس عورت سے) کہا میں مناسب خیال نہیں کرتا جو کھجوریں یہاں میرے پاس ہیں وہ تیرے لئے زیادہ پسندیدہ ہوں لیکن گھر میں تیری حاجت کے مطابق ہیں وہ عورت اس کے ساتھ چلی یہاں تک کہ جب وہ داخل ہوگئی تو اس نے اسے اپنے نفس پر قدرت دینے کو کہا (یعنی اس کو جماع پر آمادہ کیا) تو اس نے انکار کردیا اور اسے قسمیں دینے لگی اور وہ آدمی اس کو پہنچا (یعنی اس سے بوس وکنار وغیرہ کی) سوائے اس سے جماع کرنے کے (پھر) یہ آدمی چلا اور اس کام پر نادم ہوا جو اس نے کیا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان کو (سارا واقعہ) بتایا آپ نے فرمایا کس چیز نے تجھے اس کام پر نادم کیا اس نے کہا شیطان نے آپ نے اس سے فرمایا ہمارے ساتھ نماز پڑھ اور یہ (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار نازل ہوئی اور فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہے صبح، ظہر اور عصر کی نماز وزلفا من الیل یعنی مغرب اور عشاء کی نمازیں (آیت) ان الحسنت یذھبن السیات لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ حکم خاص اس کے لئے ہے یا لوگوں کے لئے عام ہے فرمایا کہ یہ سب لوگوں کے لئے عام ہے۔

گناہ پر نادم اور پشیمان ہونا

۱۸:۔ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے عطا بن رباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک عورت ایک ایسے آدمی کے پاس آئی جو آٹا فروخت کرتا تھا تاکہ اس سے آٹا خریدے اس نے عورت کو اندر داخل کرلیا۔جب خلوت ہوئی تو اس نے اس کا بوسہ لیا پھر وہ نادم اور پشیمان ہوا۔پھر ابی رضی اللہ عنہ کی طرف چل پڑا اور ان کو یہ بات بتائی تو انہوں نے کہا تو غور کر کہ وہ کسی جہاد کرنے والے کی عورت تو نہ ہو۔ہم اس بات پر سوچ بچار کررہے تھے کہ اس بارے میں یہ (آیت)۔واقم الصلوٰۃ طرفی النہار وزلفا من الیل نازل ہوئی عطا سے پوچھا گیا کیا یہ فرض نماز ہے تو انہوں نے جواب دیا فرمایا ہاں۔

۱۹:۔ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی فلاں بن مقیب انصار کا آدمی آیا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک عورت پر داخل ہوا اور میں نے اس سے وہ کام کیا (یعنی بوس وکنار کیا) جیسے آدمی اپنی بیوی سے کرتا ہے۔سوائے اس کے کہ میں نے اس سے جماع نہیں کیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں پایا یہاں تک کہ یہ (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار نازل ہوئی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلوایا اور اس پر (یہ آیتیں) پڑھیں۔

۲۰:۔ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے ایک عورت کے چوتڑ پر مارا پھر ابوبکر اور عمر (رض) کے پاس آیا اور ان سے اس کے کفارہ کے بارے میں پوچھا ان میں سے ہر ایک نے کہا میں نہیں جانتا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ان سے پوچھا تو آپ نے فرمایا میں بھی نہیں جانتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (آیت) واقم الصلوٰۃ (الآیہ)

۲۱:۔ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ بنو تمیم میں سے ایک آدمی کے پاس ایک عورت آئی اس نے اس کا بوسہ لیا اور اپنے ہاتھ کو اس کے چوتڑ پر رکھا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ ،عمر (رض) سے ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔تو یہ (آیت) واقم الصلوٰۃ سے لے کر (آیت) ذلك ذكرى للذكرين تک نازل ہوئی۔وہ آدمی جس نے عورت کا بوسہ لیا تھا وہ ہمیشہ نصیحت کرتا رہا۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) ذلك ذكرى للذكرين

۲۲:۔عبدالرزاق وابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے یحیی بن جعدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی یہ ارادہ لے کر آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بارش کی خوشخبری دے (راستے میں) اس نے ایک عورت کو پانی کے جوہڑ پر بیٹھے ہوئے پایا اس کے دل میں (کوئی بات) واقع ہوئی اور وہ اس عورت کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا اس کا ذکر (یعنی عضو خاص) کپڑے کی پھندنے کی طرح ہو گیا (یعنی وہ جماع نہ کر سکا) وہ کھڑا ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر ان کو (ساری بات) بتائی جو کچھ اس نے کیا آپ نے اس سے فرمایا اپنے رب سے استغفار کر اور چار رکعت نماز پڑھ اور اس پر یہ (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار تلاوت فرمائی۔

۲۳:۔الطیالسی واحمد والدارمی وابن جریر والطبرانی والبغوی نے اپنی معجم میں وابن مردویہ رحمہم اللہ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کی ایک خشک ٹہنی لی اس کو حرکت دی یہاں تک کہ اس کے سارے پتے گر گئے پھر فرمایا مسلمان جب وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر پانچ نمازیں پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے یہ پتے گر گئے۔پھر یہ (آیت) واقم الصلوٰۃ طرفی النہار سے لے کر للذکرین تک تلاوت فرمائی۔

۲۴:۔ابن جریر والطبرانی وابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازوں کو گناہوں کا کفارہ بنا دیا جو ان کے درمیان ہوئے ہوں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) ان الحسنت يذهبن السيات

۲۵:۔احمد وابن مردویہ رحمہما اللہ نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نماز اپنے

سامنے والے گناہوں کو گرادیتی ہے۔

ایک نماز دوسری نماز تک گناہوں کا کفارہ ہے

۲۶:۔ احمد والبز ار وابو یعلی وابن جریر وابن منذر ابن ابی حاتم وابن مردویہ رحمہم اللہ نے ایک صحیح سند سے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے فرمایا جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہوئے اور ظہر کی نماز پڑھی تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس (نماز) اور صبح کی نماز کے درمیان ہوئے پھر اس نے عصر کی نماز پڑھی اور فرمایا معاف کر دیے گئے وہ گناہ جو اس (نماز) اور ظہر کی نماز کے درمیان ہوئے۔ پھر آپ نے مغرب کی نماز پڑھی اور فرمایا کہ بخش دیئے گئے ہو (گناہ) جو اس (نماز) اور عصر کی نماز کے درمیان ہوئے۔ پھر آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور فرمایا کہ بخش دیئے گئے وہ (گناہ) جو عشاء اور مغرب کی نماز کے درمیان ہوئے پھر وہ رات اس حال میں گزارتا ہے کہ وہ طرح طرح کے غلط کام کرتا ہے اپنی رات میں پھر اگر وہ کھڑا ہوا وضو کیا اور صبح کی نماز پڑھی تو بخش دیئے جائیں گے اس کے (گناہ) جو صبح اور عشاء کی نماز کے درمیان ہوئے۔ اور وہ نیکیاں ہیں جو برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ تو نیکیاں ہیں اور باقیات کیا ہیں۔ اے عثمان! فرمایا وہ **لاالہ الا اللہ ، سبحن اللہ والحمدللہ واللہ اکبر اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** ہیں

۲۷:۔ بخاری ومسلم وابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بتاؤ تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر بہہ رہی ہو جس میں وہ ہر دن پانچ مرتبہ غسل کرے کیا کوئی میل اس پر باقی رہے گی؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی نہیں رہے گی۔ فرمایا اسی طرح پانچوں نمازیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیئے ہیں۔

۲۸:۔ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہیں مٹاتے برائی کو برائی سے لیکن برائی کو نیکی سے مٹاتے ہیں۔

۲۹:۔ الحکیم الترمذی والطبرانی وابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا جو پرانی برائی کی جگہ نئی نیکی سے بڑھ کر طلب اور ادراک کے لحاظ سے زیادہ حسین ہو۔ کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں (آیت) ان الحسنت یذھبن السیات۔

۳۰:۔ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے معاذ ہر برائی سے پیچھے لے آ نیکی کو (یعنی ہر برے کام کے بعد نیک کام کرے) وہ اس (برے کام کو مٹا دے گی)۔

۳۱:۔ احمد وابن مردویہ والبیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے الاسماء والصفات میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا اللہ سے ڈر جب تو کوئی برا کام کرے تو اس کے پیچھے نیک کام کرے تو وہ اس کو مٹا دے گا راوی نے کہا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا لا الہ الا اللہ نیکیوں میں سے ہے آپ نے فرمایا یہ تو

افضل نیکیوں میں سے ہے۔

۳۲:۔ ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ لا الہ الا اللہ رات میں یا دن میں سے کسی وقت کہتا ہے تو اس کے اعمال نامہ میں سے برائیاں مٹادی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی مثل نیکیوں سے وہاں نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

۳۳:۔ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے کسی بڑی یا چھوٹی ضرورت کو نہیں چھوڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ آدمی (قیامت کے دن) اسی گواہی پر اٹھے گا۔

برائی کے بعد نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے

۳۴:۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے شخص کی مثال جو برائیوں کے پیچھے نیک عمل کرتا ہے۔ اس شخص کی طرح ہے جس پر لوہے کی تنگ زرہ ہو قریب ہے کہ اس کا گلا گھونٹ دے پس جب اس نے وہ نیک عمل کیا تو اس نے اس کی ایک گرہ کھول دی۔ یہاں تک کہ اس کی ساری گرہیں کھول دے گا۔

۳۵:۔ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بلاشبہ نماز نیکیوں میں سے ہے اور کفارہ ہے (ان گناہوں کا) پہلی نماز سے لے کر عصر کی نماز تک جو گناہ ہوئے یعنی ان کا کفارہ نماز عصر ہے۔ اور عصر کی نماز سے مغرب کے درمیان جو گناہ ہوئے ان کا کفارہ مغرب کی نماز ہے۔ اور مغرب اور عشاء کے درمیان کا کفارہ یعنی عشاء کی نماز ہے پھر (عشاء کی نماز کے بعد) ایک مسلمان اپنے بستر پر آتا ہے اس حال میں کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا جب تک کہ بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔ پھر (یہ آیت) ان الحسنت یذھبن السیات پڑھی۔

۳۶:۔ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاوسط والصغیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے اپنی بات دھرائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ یہ نماز نہیں پڑھی اور تو نے اس کے لئے اچھے طریقے سے وضو نہیں کیا تھا اس نے کہا کیوں نہیں فرمایا یہ کفارہ ہے اس (گناہ) کا۔

۳۷:۔ مالک وابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں ضرور تم کو ایسی حدیث بیان کروں گا اگر وہ آیت کتاب اللہ میں نہ ہوتی تو میں تم سے اس کو بیان نہ کرتا۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو آدمی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر نماز پڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بخش دیتے ہیں اس کے گناہوں کو جو اس نماز اور دوسری نماز کے درمیان ہوئے یہاں تک کہ (دوسری) نماز کو پڑھ لیتا ہے۔ مالک نے فرمایا کہ اس کے بارے میں میرا یہ خیال ہے کہ آپ کی مراد یہ آیت ہے (آیت) واقم الصلوۃ طرفی النھار وزلفا من الیل ان الحسنت یذھبن السیات۔

۳۸:۔ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حد کو پہنچا ہوں مجھ کو قائم کیجئے۔ آپ نے اس سے منہ پھیر لیا پھر نماز کھڑی ہوگئی۔ جب نماز سے

سلام پھیر لیا تو پھر اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حد کو پہنچا ہوں مجھ کو قائم کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی اس نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا چلا جا اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرما دی ہے۔

۳۹:۔ احمد والبخاری ومسلم رحمہم اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا ایک آدمی آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک حد کو پہنچا ہوں مجھ پر قائم فرمایئے آپ نے اس سے سوال نہیں فرمایا نماز کھڑی ہوئی تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب نماز ختم ہوئی تو وہ آدمی کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک حد کو پہنچا ہوں اللہ کی کتاب کا فیصلہ مجھ پر قائم فرمایئے آپ نے فرمایا کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی اس نے کہا ہاں! پھر آپ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ کو معاف کر دیا ہے۔

۴۰:۔ بزار وابویعلی ومحمد بن نصر وابن مردویہ رحمہم اللہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازوں کی مثال ایک جاری نہر کی طرح ہے۔ جو میٹھی اور گہری ہے تم میں سے کسی دروازے پر ہو اور وہ اس میں ہر دن پانچ مرتبہ غسل کرتا ہے کیا اس کی میل باقی رہے گی۔ پھر فرمایا اس کی میل اس کا گناہ ہے۔

۴۱:۔ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازوں کی مثال اس جاری نہر کی طرح ہے جو کسی کے دروازہ پر ہو اور وہ اس میں پانچ مرتبہ نہاتا ہو۔

۴۲:۔ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی کے دروازہ پر جاری ہو اور وہ اس میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو اس پر کوئی میل باقی نہیں رہے گا۔

۴۳:۔ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو کسی کے دروازہ پر جاری ہو اور وہ ہر دن اس میں غسل کرتا ہو تو میل تو کیا کوئی میل اس پر باقی رہے گا۔

۴۴:۔ احمد وابن خزیمہ ومحمد بن نصر والطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاوسط میں والحاکم رحمۃ اللہ علیہ نے (اور آپ نے اس کو صحیح کہا) اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں ایک صحیح سند سے عامر بن سعد بن ابی وقاص رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے سعد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے سنا کہ وہ فرماتے تھے دو آدمی جو (آپس میں) بھائی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان میں سے ایک دوسرے سے افضل تھا۔ ان میں جو افضل وہ مر گیا اور دوسرے نے اس کے بعد چالیس راتیں اور عمر پائی۔ پھر وہ بھی فوت ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوسرے پر پہلے کے افضل ہونے کا ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا کیا وہ نماز نہیں پڑھتا تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ وہ اپنی نماز کے ذریعہ کتنے اجر کو پہنچا ہے پھر آپ نے اس وقت فرمایا بلاشبہ نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی کے دروازہ پر جاری ہو اور (وہ نہر) گہری اور میٹھی ہو کہ جس میں وہ ہر دن پانچ مرتبہ گھستا ہے (یعنی غسل کرتا ہے) تو کیا تم دیکھتے ہو کہ اس کی میل میں سے کچھ باقی رہے گا

۴۵:۔ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو امامہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازوں کی مثال اس میٹھے پانی کی نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی ایک کے دروازے پر جاری ہو۔ اور اس میں وہ پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو کیا اس پر کوئی میل باقی رہے گا؟

ہر نماز گناہوں کا کفارہ ہے

۴۶:۔ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی نماز نہیں پڑھتا مگر یہ کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ کفارہ ہوگی اپنے آگے والے گناہوں کی۔

۴۷:۔ احمد والطبرانی رحمہما اللہ نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مسلمان آدمی جب نماز کا وقت ہو جائے تو وہ کھڑا ہو اور اچھی طرح وضو کرے اور اچھی طرح نماز پڑھے تو جو گناہ اس نماز اور اس سے پہلی والی نماز کے درمیان ہوئے وہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

۴۸:۔ بزار والطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پانچوں نمازیں کفارہ ہیں ان گناہوں کا جو ان کے درمیان ہوئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بتاؤ اگر ایک آدمی کوئی کام کرتا ہے اور اس کے گھر اور اس کے کام کرنے کی جگہ کے درمیان پانچ نہریں ہیں جب وہ اپنے کام کرنے کی جگہ پر آیا اور اس نے کام کیا جتنا اللہ نے چاہا اس کو (کام کے درمیان) میل کچیل اور پسینہ پہنچ گیا۔ جب بھی وہ کسی نہر سے گزرا تو اس نے غسل کر لیا تو اس کی میل کچیل باقی رہے گی؟ اسی طرح نماز ہے جب بھی اس نے کوئی گناہ کا کام کیا پھر نماز پڑھ لی دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا تو اللہ تعالیٰ اس سے پہلے والے (سب گناہ) معاف کر دیں گے۔

۴۹:۔ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کفارہ ہے ان گناہوں کا جو ان کے درمیان ہوئے جب تک بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔

۵۰:۔ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاوسط والصغیر میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر نماز کے وقت یہ آواز لگاتا ہے اے آدم کی اولاد! کھڑے ہو جاؤ اس آگ کی طرف جس کو تم نے جلایا ہے اپنے اوپر (گناہوں کی وجہ سے) اس کو بجھاؤ۔

۵۱:۔ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الکبیر میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نماز کے وقت ایک آواز لگانے والا بھیجا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ آدم کے بیٹے کھڑے ہوتے ہیں اور وضو کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں تو ان کے وہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں جو ان کے درمیان گناہ ہوئے۔ جب عصر کا وقت ہوتا ہے پھر اسی طرح ہوتا ہے جب مغرب کا وقت ہوتا ہے تو پھر اسی طرح ہوتا ہے۔ جب عشاء کا وقت ہوتا ہے تو اسی طرح ہوتا ہے پھر لوگ سو جاتے ہیں اس حال میں کہ ان کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے پس (کوئی) رات کا وقت گزارتا ہے خیر میں اور (کوئی) رات گزارتا ہے برائی میں۔

۵۲:۔ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے

نا کہ فرض نماز دوسری نماز تک اپنے سے پہلے ہونے والے کفارہ بن جاتی ہے۔ جو اس سے پہلے ہوئے اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ان گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے ہوئے اور رمضان کا مہینہ مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے ہوئے دوسرے رمضان کے مہینہ تک اور ایک حج مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے ہوئے دوسرے حج تک۔

۵۳:۔طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک گناہوں کو مٹانے والے ہیں جو ان کے درمیان ہوئے جب تک بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔

۵۴:۔ بزار والطبرانی رحمہما اللہ نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اس کے گناہ اس کے سر پر بوجھ دیتے ہیں جب بھی سجدہ کرتا ہے تو اس سے گر جاتے ہیں جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس سے گر چکے ہوتے ہیں۔

۵۵:۔طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاوسط میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے گناہ اس کی گردن پر جمع ہو جاتے ہیں جب رکوع کرتا ہے تو متفرق ہو جاتے ہیں۔

۵۶:۔الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاوسط میں ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو مسلمان کوئی گناہ کرتا ہے پھر وضو کرتا ہے پھر دو یا چار رکعت فرض نماز یا نفل نماز پڑھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

۵۷:۔ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ پانچوں نمازیں ان گناہوں کو مٹانے والی ہیں جو ان کے درمیان ہوئے جب تک وہ بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔

۵۸:۔ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعا اور بزار اور طبرانی نے مرفوعا روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرض نمازیں گناہوں کو مٹانے والی ہیں جو ان کے درمیان ہوئے جب تک بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔

۵۹:۔ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ پانچویں نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی کے دروازہ پر جاری ہو اور وہ اس پر ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟

۶۰:۔ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ پانچوں نمازوں کی مثال اس آدمی کی طرح ہے کہ جس کے دروازہ پر ایک نہر جاری ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟ س

۶۱:۔ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہنے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہر عیب اور گالی کا کفارہ دو رکعتیں ہیں۔

۶۲:۔ابن ابی شیبہ والطبرانی رحمہما اللہ نے الکبیر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لوگ گناہوں سے جلتے رہتے ہیں جب وہ ظہر کی (نماز) پڑھتے ہیں تو وہ اسے دھو ڈالتی ہیں پھر گناہ کی آگ سے جلتے رہتے ہیں جب عصر (کی نماز) پڑھتے ہیں تو وہ اسے دھو ڈالتی ہے پھر ہو گناہوں کی آگ میں جلتے رہتے ہیں جب مغرب کی نماز پڑھتے ہیں تو وہ اسے دھو ڈالتی ہے یہاں تک کہ آپ نے سب نمازوں کا ذکر فرمایا۔

۶۳:۔الطبرانی نے الاوسط الصغیر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ (گناہوں کی آگ سے) جلتے رہتے ہو جب تم صبح کی نماز پڑھتے ہو تو اس کو وہ دھوڈالتی ہے پھر تم گناہوں کی آگ میں جلتے رہتے ہو جب تم ظہر کی نماز پڑھتے ہو تو اس کو دھوڈالتی ہے پھر تم گناہوں کی آگ میں جلتے رہتے ہو جب تم عصر کی نماز پڑھتے تو وہ اس کو دھوڈالتی ہے پھر تم گناہوں کی آگ سے جلتے رہتے ہو جب تم مغرب کی نماز پڑھتے ہو تو وہ اس کو دھوڈالتی ہے پھر تم (گناہوں کی آگ سے) جلتے رہتے ہو جب تم عشاء (کی نماز) پڑھتے ہو تو اس کو وہ دھوڈالتی ہے پھر تم سوجاتے ہو اس حال میں کہ کوئی گناہ تم پر نہیں لکھا جاتا یہاں تک کہ تم جاگ جاتے ہو۔

۶۴:۔احمد رحمۃ اللہ علیہ نے الزہد میں ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جلدی کرو تم نئی نیکیوں میں پرانے گناہوں (کو مٹانے) کے لئے اگر تم میں سے کسی نے اتنے گناہ کیے کہ جتنا آسمان وزمین کے درمیان خلا ہے پھر نیک عمل کرلیا تو وہ ان گناہوں کے اوپر ہوگا یہاں تک کہ ان پر غالب آجائے گا۔

۶۵:۔ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مدد حاصل کرو پرانے گناہوں پر نئی نیکیوں کے ساتھ تم ہرگز نئی نیکیوں سے بڑھ کر کسی چیز کو نہیں پاؤ گے پرانے گناہ کو مٹانے کے لئے اور اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ہے یعنی (آیت) ان الحسنت یذہبن السیات۔

۶۶:۔ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) ذلک ذکری للذکرین کے بارے میں فرمایا کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے ہیں خوشحالی میں تنگ دستی میں نرمی میں، عافیت میں، تکلیف میں۔

۶۷:۔ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب جھگڑا ہو عورت کی طرف سے تو (اس کو) نصیحت کرو اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) ذلک ذکری للذکرین (یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے)

(تفسیر در منثور، ہود، لاہور)

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ فَرْضِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا

یہ باب پانچ نمازوں کے فرض ہونے اور انہیں باقاعدگی سے ادا کرنے کے بیان میں ہے

1399- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ اللهُ عَلٰى اُمَّتِي خَمْسِينَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى اٰتِيَ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى مَاذَا افْتَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ رَبِّي فَوَضَعَ عَنِّي شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ رَبِّي فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ

1399: اخرجه البخاري في "الصحيح" رقم الحديث: 349 ورقم الحديث: 1336 ورقم الحديث: 3343 اخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 4138 ورقم الحديث: 414 اخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 448

الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَقُلْتُ قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں انہیں لے کر واپس آیا یہاں تک کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردگار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کیا چیز فرض کی ہے؟ میں نے جواب دیا: اس نے مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں' تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کی خدمت میں واپس جائیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی میں نے دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں رجوع کیا' تو اس نے اس کا نصف حصہ معاف کر دیا۔ میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں اس بارے میں بتایا تو وہ بولے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔

میں دوبارہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس نے فرمایا یہ پانچ ہیں لیکن یہ پچاس شمار ہوں گی۔ کیونکہ ہمارا فرمان تبدیل نہیں ہوتا۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا' تو وہ بولے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیے' تو میں نے کہا مجھے اپنے پروردگار سے حیا آتی ہے۔

پانچ نمازوں کی ادائیگی پر پچاس نمازوں کے ثواب کا بیان

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (تابعی) حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت مالک ابن صعصہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسراء اور معراج کی رات کے احوال وواردات کی تفصیل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''اس رات میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا اور بعض موقعوں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "حجر" میں لیٹنے کا ذکر فرمایا۔ کہ اچانک ایک آنے والا (فرشتہ) میرے پاس آیا اور اس نے (میرے جسم کے) یہاں سے یہاں تک کے حصہ کو چاک کیا۔ روای کہتے ہیں کہ "(یہاں سے یہاں تک" سے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد گردن کے گڑھے سے زیر ناف بالوں تک کا پورا حصہ تھا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس فرشتہ نے اس طرح میرا سینہ چاک کر کے) میرے دل کو نکالا، اس کے بعد میرے سامنے سونے کا ایک دشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا اور اس میں میرے دل کو دھویا گیا، پھر دل میں (اللہ کی عظمت ومحبت یا علم وایمان کی دولت) بھری گئی اور پھر دل کو سینہ میں اس کی جگہ رکھ دیا گیا۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر میرے پیٹ (کے اندر کی تمام چیزیں یا دل کی جگہ) کو زمزم کے پانی سے دھویا گیا۔ اور پھر اس میں ایمان وحکمت بھرا گیا، اس کے بعد سواری کا ایک جانور لایا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا، یہ جانور سفید رنگ کا تھا اور اس کا نام براق تھا (اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ) جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہاں اس کا ایک قدم پڑتا تھا، مجھے

اس پر سوار کیا گیا اور جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ میں آسمان دنیا (یعنی پہلے آسمان) پر پہنچا، جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو (دربان فرشتوں کی طرف سے) پوچھا گیا کہ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں پھر پوچھا گیا: اور تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس کے بعد سوال کیا گیا !ان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا (یا از خود آئے ہیں) جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا بلائے ہوئے آئے ہیں۔

تب ان فرشتوں نے کہا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں، آنے والے کو آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت آدم علیہ السلام میرے سامنے کھڑے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ تمہارے باپ (یعنی جد اعلیٰ) آدم ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا! میں نیک بخت بیٹے اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اور دوسرے آسمان پر آئے، انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام میں ہوں۔ پھر پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب دربان فرشتوں نے کہا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو۔

اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہیں جو ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ یحییٰ ہیں اور یہ عیسیٰ ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے دونوں کو سلام کیا اور دونوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: نیک بخت بھائی اور پیغمبر صالح کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوپر چلے اور تیسرے آسمان پر آئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔ پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب ان فرشتوں نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آنے والے کو آنا مبارک ہو۔

اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں تیسرے آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام سامنے کھڑے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ یوسف ہیں، ان کو سلام کرو میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بھائی اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوپر چلے اور چوتھے آسمان پر آئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔ پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب ان فرشتوں نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں، آنے والے کو آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں چوتھے آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ادریس علیہ السلام

سامنے کھڑے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ ادریس ہیں، ان کو سلام کرو میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بخت بھائی اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوپر چلے اور پانچویں آسمان پر آئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔ پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب ان فرشتوں نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں، آنے والے کو آنا مبارک ہو۔

اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں پانچویں آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ ہارون ہیں، ان کو سلام کرو میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بھائی اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لے کر اوپر چلے اور چھٹے آسمان پر آئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔ پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب ان فرشتوں نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں، آنے والے کو آنا مبارک ہو۔

اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں چھٹے آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میرے سامنے کھڑے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ موسیٰ ہیں، ان کو سلام کرو میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بھائی اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس کے بعد جب میں آگے بڑھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے، پوچھا گیا: آپ کیوں روتے ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ایک نوجوان جس کو میرے بعد رسول بنا کر دنیا میں بھیجا گیا اس کی امت کے لوگ میرے امت کے لوگوں سے کہیں زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ بہرحال (اس چھٹے آسمان سے گزر کر) جبرائیل علیہ السلام مجھ کو لئے اوپر چلے اور ساتویں آسمان پر آئے، انہوں نے آسمان کا دروزاہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کہ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔ پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

پھر سوال کیا گیا: ان کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں! تب ان فرشتوں نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہتے ہیں، آنے والے کو آنا مبارک ہو۔ اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا اور جب میں ساتویں آسمان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سامنے کھڑے ہیں، جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ تمہارے باپ (مورث اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کرو میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے میرے سلام کا جواب دے کر کہا: میں نیک بخت بیٹے اور پیغمبر صالح کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

اس کے بعد سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا، میں نے دیکھا کہ اس کے پھل یعنی بیر، مقام ہجر کے (بڑے بڑے) مٹکوں کے برابر تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے برابر تھے، جبرائیل علیہ السلام نے (وہاں پہنچ کر) کہا: یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے! میں نے وہاں چار نہریں بھی دیکھیں، دو نہریں تو باطن کی تھیں اور دو نہریں ظاہر کی تھیں، میں نے پوچھا: جبرائیل! یہ دو طرح کی نہریں کیسی ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا: یہ باطن کی دو نہریں جنت کی ہیں اور یہ ظاہر کی دو نہریں نیل اور فرات ہیں، پھر مجھ کو بیت المعمور دکھلایا گیا اور اس کے بعد ایک پیالہ شراب کا، ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شہد کا میرے سامنے لایا گیا (اور مجھے اختیار دیا گیا کہ ان تینوں میں سے جس چیز کا پیالہ پسند ہو لے لوں) چنانچہ میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔

جبرائیل علیہ السلام نے (یہ دیکھ کر کہ میں نے دودھ کا پیالہ کو اختیار کیا) کہا: دودھ فطرت ہے اور یقیناً تم اور تمہاری امت کے لوگ اسی فطرت پر (قائم وعامل) رہیں گے (اور جہاں تک شراب کا معاملہ ہے تو وہ ام الخبائث اور شر وفساد کی جڑ ہے) اس کے بعد وہ مقام آیا جہاں مجھ پر (ایک دن اور ایک رات کی) پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر (جب ملاء اعلیٰ کا میرا سفر تمام ہوا اور درگاہ رب العزت سے) میں واپس ہوا تو ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر چھٹے آسمان پر، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا (اور ان سے رخصت ہونے لگا) تو انہوں نے پوچھا: تمہیں کس عبادت کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے ان کو بتایا کہ (ہر شب وروز میں) پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (یہ سن کر) کہا تمہاری امت (نسبتاً کمزور قویٰ رکھنے کے سبب یا کسل وسستی کے سبب) رات دن میں پچاس نمازیں ادا نہیں کر سکے گی، اللہ کی قسم، میں تم سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں (کہ عبادت الٰہی کے راستہ میں مشقت وتعب برداشت کرنا ان کی طبیعتوں پر کس قدر بار تھا) اور بنی اسرائیل کی اصلاح ودرستی کی سخت ترین کوشش کر چکا ہوں (لیکن وہ اصلاح پذیر نہ ہوئے باوجودیکہ ان کے قویٰ تمہاری امت کے لوگوں سے زیادہ مضبوط تھے، تو پھر تمہاری امت کے لوگ اتنی زیادہ نمازوں کی مشقت کیسے برداشت کر سکیں گے لہٰذا تم اپنے پروردگار کے پاس جاؤ اور اپنی امت کے حق میں تخفیف اور آسانی کی درخواست کرو۔

چنانچہ میں (اپنے پروردگار کی بارگاہ میں) دوبارہ حاضر ہوا اور میرے پروردگار نے میرے عرض کرنے پر (دس نمازیں کم کر دیں، میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا (اور ان کو بتایا کہ دس نمازیں کم کر کے چالیس نمازیں رہنے دی گئی ہیں) لیکن انہوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا (کہ میں پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں، تمہاری امت کے لوگ چالیس نمازیں بھی ادا نہیں کر سکیں گے، اب پھر بارگاہ رب العزت میں جا کر مزید تخفیف کی درخواست کرو (چنانچہ میں پھر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا اور (چالیس میں سے) دس نمازیں کم کر دی گئیں، میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا، چنانچہ میں بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا اور (تیس میں سے) دس نمازیں کم کر دی گئیں، میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا، چنانچہ میں بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا اور مزید پانچ نمازوں کی تخفیف کر کے مجھ کو ہر شب وروز میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کہ اب تمہیں کیا حکم ملا ہے؟ میں نے ان کو بتایا کہ اب مجھے رات

دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: حقیقت یہ ہے کہ تمہاری امت کے اکثر لوگ (پوری پابندی اور تسلسل کے ساتھ) دن رات میں پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ پائیں گے، حقیقت یہ ہے کہ میں تم سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح ودرستی کی سخت کوشش کر کے دیکھ چکا ہوں (وہ تو اس سے بھی کہیں کم عبادت الٰہی پر عامل نہیں رہ سکے تھے) لہٰذا تم پھر پروردگار کے پاس جاؤ اور اپنی امت کے لئے (پانچ نمازوں میں بھی) تخفیف کی درخواست کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ اس موقع پر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا) کہ میں بار بار اپنے پروردگار سے تخفیف کی درخواست کر چکا ہوں اور مجھ کو شرم آتی ہے (اگرچہ امت کی طرف سے پانچ نمازوں کی بھی پابند نہ ہو سکنے کا گمان ہے مگر مزید تخفیف کی درخواست کرنا اب میرے لئے ممکن نہیں ہے) میں اپنے پروردگار کے اس حکم کو (برضاء ورغبت) قبول کرتا ہوں (اور اپنا اور اپنی امت کا معاملہ اس کے سپرد کر دیتا ہوں کہ وہ اپنی توفیق ومدد سے امت کے لوگوں کو ان پانچ نمازوں کی ادائیگی کا پابند بنائے)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس گفتگو کے بعد) جب میں وہاں سے رخصت ہوا تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) یہ ندائے غیبی آئی: میں نے (پہلے تو) اپنے فرض کو جاری کیا اور پھر (اپنے پیارے رسول کے طفیل میں اپنے بندوں کے حق میں تخفیف کر دی (مطلب یہ کہ اب میرے بندوں کو نمازیں تو پانچ ہی پڑھنی پڑیں گی لیکن ان کو ثواب پچاس نمازوں کا ملے گا۔ (بخاری ومسلم مشکوۃ المصابیح: جلد پنجم: رقم الحدیث، 445)

1400- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُصْمٍ اَبِيْ عُلْوَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُمِرَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَنَازَلَ رَبَّكُمْ اَنْ يَّجْعَلَهَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ

◄► حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا' تو وہ بار بار تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوتے رہے' تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں پانچ نمازیں کر دے۔

1401- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ عَنِ الْمُخْدِجِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ عَلٰى عِبَادِهٖ فَمَنْ جَآءَ بِهِنَّ لَمْ يَنْتَقِصْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَهْدًا اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ جَآءَ بِهِنَّ قَدِ انْتَقَصَ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ لَمْ يَكُنْ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ

◄► حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: پانچ نمازیں ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے' جو انہیں ادا کرے گا ان میں کوئی کمی نہیں کرے گا اس

1400: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1401: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1420' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 460

طرح کہ ان کے حق کو کم تر سمجھتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کے لیے اس کے لیے یہ عہد کیا ہے وہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو شخص انہیں ادا کرے گا لیکن ان میں کوئی کمی کر دے گا ان کے حق کو کم تر سمجھتے ہوئے پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لیے کوئی عہد نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے گا' تو اسے عذاب دے گا اور اگر چاہے گا' تو اس کی مغفرت کر دے گا۔

1402- حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ نَمِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِی الْمَسْجِدِ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ فَاَنَاخَهٗ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ اَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِیٌٔ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ قَالَ فَقَالُوْا هٰذَا الرَّجُلُ الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِیُٔ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَبْتُكَ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ سَائِلُكَ وَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِی الْمَسْاَلَةِ فَلَا تَجِدَنَّ عَلَیَّ فِیْ نَفْسِكَ فَقَالَ سَلْ مَا بَدَا لَكَ قَالَ لَهُ الرَّجُلُ نَشَدْتُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ اللّٰهُ اَرْسَلَكَ اِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تُصَلِّیَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِی الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَاْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ اَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اٰمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ وَاَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَّرَائِیْ مِنْ قَوْمِیْ وَاَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ اَخُوْ بَنِیْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ

⟸ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ ہم مسجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے' ایک شخص اونٹ پر سوار آیا اور اس نے مسجد کے باہر اونٹ کو بٹھا کر اسے باندھ دیا' پھر اندر آ کر دریافت کیا' آپ میں سے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے' ہم نے جواب دیا: یہ نورانی شخصیت جو ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں' اس شخص نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا' اے عبدالمطلب کے پوتے! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جو چاہے پوچھو) میں تمہیں جواب دوں گا۔ وہ شخص بولا: اے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا' اگر گفتگو کے دوران میرا لہجہ سخت ہو' تو آپ برا نہیں مانیے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تمہارے ذہن میں جو کچھ بھی ہے' تم پوچھو! اس شخص نے کہا' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پروردگار کی قسم دیتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ سے پہلے والے لوگوں کا پروردگار ہے۔ کیا واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کیا

1402: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 63' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 486' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 2091' ورقم الحدیث: 2092

ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: خدا جانتا ہے بالکل ایسا ہی ہے۔ وہ شخص بولا میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ آپ روزانہ پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے۔ وہ شخص بولا: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ سال میں اس ایک مخصوص مہینے کے روزے رکھیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ جانتا ہے ایسا ہی ہے۔ وہ شخص بولا: میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ آپ ﷺ امیر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے اسے غریبوں میں تقسیم کردیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ جانتا ہے' ایسا ہی ہے۔ وہ شخص بولا' میں آپ ﷺ کی تعلیمات پر ایمان لاتا ہوں اور میں اپنی قوم کا نمائندہ ہوں' میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور میرا تعلق قبیلہ بنو سعد بن بکر سے ہے۔

1403- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا ضُبَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي السُّلَيْكِ اَخْبَرَنِيْ دُوَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اِنَّ اَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضْتُ عَلٰى اُمَّتِكَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ وَّعَهِدْتُ عِنْدِيْ عَهْدًا اَنَّهُ مَنْ حَافَظَ عَلَيْهِنَّ لِوَقْتِهِنَّ اَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهِنَّ فَلَا عَهْدَ لَهُ عِنْدِيْ

حضرت ابوقتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اپنی ذات کے ساتھ یہ عہد کیا ہے' جو شخص ان نمازوں کو باقاعدگی کے ساتھ وقت پر ادا کرے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا اور جو شخص ان کی حفاظت نہیں کرے گا' اس کے لیے میرے پاس کوئی عہد نہیں ہے''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ فَضْلِ الصَّلٰوةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب مسجد حرام اور مسجد نبوی ﷺ میں نماز ادا کرنے کی فضیلت کے بیان میں ہے

1404- حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ الْمَدَنِيُّ اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ وَّعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

1403: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1403

1404: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1190' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 3363' ورقم الحدیث: 3364' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 325' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 2899

وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا اس کے علاوہ کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے البتہ مسجد حرام کا حکم مختلف ہے''۔

1404 م-حَدَّثَنَا ھِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْوَہٗ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

1405-حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا اس کے علاوہ کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے البتہ مسجد حرام کا حکم مختلف ہے''۔

1406-حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا زَکَرِیَّا بْنُ عَدِیٍّ اَنْبَاَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ الْکَرِیْمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلٰوۃٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَفْضَلُ مِنْ مِائَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا اس کے علاوہ کسی بھی جگہ پر ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ بہتر ہے البتہ مسجد حرام کا حکم مختلف ہے اور مسجد حرام میں ایک نماز ادا کرنا اس کے علاوہ اور کسی بھی جگہ پر ایک لاکھ نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِی الصَّلٰوۃِ فِیْ مَسْجِدِ بَیْتِ الْمَقْدِسِ

یہ باب بیت المقدس کی مسجد میں نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1404 م: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3361

1405: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3366

1406: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1407-حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ زِيَادِ بْنِ اَبِيْ سَوْدَةَ عَنْ اَخِيْهِ عُثْمَانَ بْنِ اَبِيْ سَوْدَةَ عَنْ مَيْمُوْنَةَ مَوْلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْتِنَا فِيْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ اَرْضُ الْمَحْشَرِ وَالْمَنْشَرِ ائْتُوْهُ فَصَلُّوْا فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوةً فِيْهِ كَاَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْ غَيْرِهٖ قُلْتُ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَتَحَمَّلَ اِلَيْهِ قَالَ فَتُهْدِيْ لَهٗ زَيْتًا يُسْرَجُ فِيْهِ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَهُوَ كَمَنْ اَتَاهُ

◆◆ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ بیت المقدس کے بارے میں ہمیں فتویٰ دیجیے' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایسی سرزمین ہے جہاں حشر ونشر ہوگا' تم وہاں جاؤ تو وہاں نماز ادا کرنا' وہاں ایک نماز ادا کرنا کسی دوسری جگہ پر ایک ہزار نمازیں ادا کرنے کی مانند ہے (سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) میں نے عرض کی: آپ ﷺ کا کیا خیال ہے؟ اگر میں اس بات کی استطاعت نہ رکھوں کہ میں وہاں تک جاسکوں' تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم وہاں کے لیے تحفے کے طور پر تیل بھیج دینا جو وہاں کے چراغوں میں جلایا جائے' تو جو شخص ایسا کرے گا یہ اس کی مانند ہوگا' جو وہاں آیا ہوگا۔

1408-حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْجَهْمِ الْاَنْمَاطِيُّ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ السَّيْبَانِيِّ يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ عَمْرٍو حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا فَرَغَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ مِنْ بِنَاءِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سَاَلَ اللّٰهَ ثَلَاثًا حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهٗ وَمُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ وَاَلَّا يَاْتِيَ هٰذَا الْمَسْجِدَ اَحَدٌ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ فِيْهِ اِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اثْنَتَانِ فَقَدْ اُعْطِيَهُمَا وَاَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ اُعْطِيَ الثَّالِثَةَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے' تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا' ایسا فیصلہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو' ایسی بادشاہی جو ان کے بعد کسی اور کو نہ ملے اور یہ کہ جو شخص اس مسجد (یعنی مسجد اقصیٰ) تک آئے اور اس کا مقصد صرف وہاں نماز ادا کرنا ہو' تو وہ شخص اپنے گناہوں سے اس طرح باہر آجائے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا''۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: جہاں تک دو چیزوں کا تعلق ہے' تو وہ انہیں عطا کر دی گئیں اور مجھے یہ امید ہے کہ تیسری چیز مجھے عطا کی گئی (یعنی میری مسجد میں آکر نماز ادا کرنے والے کو یہ اجر وثواب حاصل ہوگا)

1407: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 457

1408: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 692

تین مساجد کی تخصیص اور ثواب میں کثرت کا بیان

1409 -حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِيْ هٰذَا وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جائے گا۔ مسجد حرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ''۔

1410 -حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ عَنْ قَزَعَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَاِلٰى مَسْجِدِيْ هٰذَا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''صرف تین مساجد کی طرف سفر کیا جائے گا۔ مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد''۔

شرح

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ان تینوں مسجدوں میں نماز کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ چنانچہ مسجد الحرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہے۔ لہٰذا ان مساجد میں یہ نیت کر کے دور سے آنا چونکہ فائدہ مند ہے، جائز ہے۔ لیکن کسی اور مسجد کی طرف سفر کرنا یہ سمجھ کر کہ وہاں ثواب زیادہ ملتا ہے۔ یہ ناجائز ہے کیونکہ ہر جگہ کی مسجد میں ثواب یکساں ہے اور حدیث میں اسی نیت سے سفر کو منع فرمایا ہے۔ آج لوگ تجارت کے لئے سفر کرتے ہیں۔ علم دین کے لئے سفر کرتے ہیں۔ تبلیغ کے لئے سفر کرتے ہیں اور بے شمار دنیاوی کاموں کے لئے مختلف قسم کے سفر کئے جاتے ہیں۔ کیا یہ سب سفر حرام ہوں گے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ سارے سفر جائز ہیں اور ان کا انکار کوئی بھی نہیں کرسکتا۔ تو پھر مزارات اولیاء کے لئے سفر کرنا ناجائز کیوں ہوگا بلکہ لاکھوں شافعیوں کے پیشوا امام شافعی علیہ الرحمہ (سن وصال 204ھ) فرماتے ہیں۔ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے برکت حاصل کرتا ہے اور ان کے مزار پر آتا ہوں۔ اگر مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور ان کے مزار کے پاس جا کر اللہ سے دعا کرتا ہوں تو حاجت جلد پوری ہوجاتی ہے۔ (ردالمحتار، مقدمہ، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمہ کی شفاء السقام

ابن تیمیہ الحرانی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کعبہ محبت، قبلہ عشق، مقصود تخلیق کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے لیے سفر

1409: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3371

1410: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1197 'ورقم الحدیث: 1864 'ورقم الحدیث: 1995 'اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3248 'ورقم الحدیث: 3252 'اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 326

کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) غیر مشروع، بدعت اور گناہ قرار دیا، توسل، استغاثہ اور اس سے متعلقہ امور کو ناجائز ٹھہرایا اور ان کے متبعین نے یہ دعویٰ کیا کہ زیارتِ نبوی کے سلسلہ میں کوئی ایک صحیح حدیث بھی موجود نہیں، آج تک یہ لوگ اسی فتوے پر قائم ہیں۔

بہت سے اکابرامت کے ساتھ ساتھ علامہ تقی الدین السبکی الشافعی رحمہ اللہ (۷۵۶ھ) میدان میں آئے اور شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام ﷺ کے نام سے مبسوط کتاب قلم بند فرمائی، ابن تیمیہ کے دعووں کو دلائل سے رد کیا اور اس موضوع پر احادیثِ صحیحہ کا ذخیرہ جمع کر کے علم اور محبت دونوں کے تقاضے پورے کر دیے۔ عاشقان مصطفیٰ ﷺ کے لیے یہ کتاب ایک ایسا گلدستہ ہے جس کے ہر پھول کی مہک مشام جاں کو معطر کرنے والی ہے۔

علامہ سبکی کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ اس لائق نہیں کہ کوئی عالم اس کی تردید میں کتاب لکھے میرا مقصد مستقلاً زیارت نبوی کے عنوان پر کتاب لکھنا ہے (اگرچہ اس میں اس فریق مخالف کے دلائل کا رد بھی ہے) پہلے آپ نے کتاب کا نام شن الغارۃ علی من أنکر سفر الزیارۃ رکھا، لیکن جب استخارہ کیا تو مذکورہ بالا نام یعنی شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام ﷺ زیادہ موزوں محسوس ہوا، آیئے ایک نظر کتاب کے مشمولات پر ڈالتے ہیں۔

پہلے باب میں وہ احادیث ذکر کی گئی ہیں جن میں منصوص طور پر زیارتِ نبوی کی ترغیب ملتی ہے۔

() **من زار قبری وجبت له شفاعتی** (عن نافع عن ابن عمر، دار قطنی، بیهقی)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی

مصنف نے اس کی دس سے زائد اسناد ذکر کی ہیں اور ایک راوی عبید اللہ پر جرح کا مفصل جواب بھی دیا ہے۔ اسی پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ہم نے زیارتِ نبوی کے حوالے سے جو احادیث جمع کی ہیں وہ بیس کے لگ بھگ ہیں، جن میں زیارت کا لفظ موجود ہے، اس کے علاوہ کچھ اور احادیث بھی ہیں جو ان کی تائید کرتی ہیں، اور بعض احادیث کا بعض کی تائید کرنا ان کی قوت میں اضافہ کر دیتا ہے یہاں تک کہ حدیثِ حسن، حدیثِ صحیح کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے - ضعیف دو طرح کی ہوتی ہے، ایک وہ جو میں ضعف راوی کے متہم بالکذب ہونے کی وجہ سے پایا گیا ہو، اس طرح کی حدیث میں اسناد کا زیادہ ہونا اس کی قوت میں اضافہ نہیں کرتا اور دوسری وہ جس میں ضعف راوی کے ضعف حفظ کی وجہ سے آیا ہو اور اس کا صادق اور اہل دیانت ہونا معلوم ہو، اس صورت میں جب اس کی روایت کردہ حدیث کو اور لوگ بھی روایت کریں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ اس نے حدیث کو یاد رکھنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی، اس طرح کی احادیث میں سندوں کی کثرت قوت میں اضافہ کر دیتی ہے اور وہ حدیث حسن اور صحیح کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے۔

(۱) **من زار قبری حلت له شفاعتی** (عن ابن عمر، البزار)

یہ حدیث پہلی حدیث کے لیے مؤید ہے۔

(۲) **من جاء نی زائرا لا یعلمه حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیامة**

(طبرانی کبیر، دار قطنی)

جومیری زیارت کے لیے آیا اور اس کے علاوہ اس کا کوئی اور مقصد نہیں تھا میرا حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

اس حدیث کو امام ابوعلی سعید بن عثمان ابن السکن البغدادی نے اپنی کتاب السنن الصحاح الماثورۃ عن رسول اللہ ﷺ میں روایت کیا ہے اور انہوں نے مقدمہ میں تصریح کی ہے کہ میں نے صرف صحیح احادیث کو لیا ہے، لہٰذا یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

(۳) من حج فزار قبری بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی (دارقطنی، ابن عدی فی الکامل، البیہقی)

اس کی متعدد سندیں ذکر کی ہیں۔ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(۴) من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی (ابن عدی فی الکامل)

جس نے حج بیت اللہ کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے میرے ساتھ جفا کی۔

یہاں پر امام سبکی نے یہ تنبیہ کی ہے کہ محدثین کا ایک حدیث کی صحت سے انکار مطلق صحت سے انکار نہیں ہوتا بلکہ اُس خاص سند کے اعتبار سے انکار ہوتا ہے)

(۵) من زار قبری او من زارنی کنت له شفیعا او شهیدا (ابو داود الطیالسی، البیهقی، ابن عساکر)

(۶) من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامة (العقیلی)

جس نے ارادہ کر کے میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

(۷) من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی (دار قطنی)

(۸) من حج حجة الاسلام وزار قبری وغزا غزوة وصلی علی فی بیت المقدس لم یساله الله عز وجل فیما افترض علیه (الحافظ الازدی)

(۹) من زارنی بعد موتی فکانما زارنی وانا حی (الیعقوبی)

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں مجھے دیکھا

(۱۰) من زارنی بالمدینة محتسبا کنت له شفیعا وشهیدا (۱۱) مامن احد من امتی له سعة ثم لم یزرنی فلیس له عذر (ابن النجار)

میرے جس امتی کے پاس طاقت تھی اور پھر اس نے میری زیارت نہیں اس کے لیے کوئی عذر قابل قبول نہیں۔

(۱۲) من زارنی حتی ینتهی الی قبری کنت له یوم القیامة شهیدا (العقیلی فی الضعفاء، ابن عساکر)

(۱۳) من لم یزر قبری فقد جفانی (اخبار المدینة لجعفر الحسنی، ابن عساکر عن علی)

(۱۴) من اتی هالمدینه زائرا لی وجبت له شفاعتی یوم القیامة ومن مات فی احد الحرمین بعث

آمنا (اخبار المدینة لیحی الحسینی)

دوسرے باب میں ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے جن میں زیارت کا لفظ تو وارد نہیں تاہم ان سے زیارتِ نبوی کے لیے سفر کرنے کی ترغیب ثابت ہوتی ہے:

(۱۵) مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی أرد علیه السلام (سنن أبی داؤد)

میرا جو بھی امتی مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح مجھے واپس لوٹاتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں

امام سبکی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ائمہ نے زیارتِ نبوی کی مشروعیت پر استدلال کیا ہے اور ان میں امام ابوبکر البیہقی بھی شامل ہیں اور یہ استدلال بالکل درست ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے جواب عطا کیا جانا واقعی اتنی بڑی سعادت ہے کہ مومن کو اس کی حرص رکھنی چاہیے اور اس کے حصول کا متمنی ہونا چاہیے۔

علامہ سبکی نے یہاں یہ وضاحت بھی کی ہے کہ اس حدیث میں سلام سے مراد مواجہ اقدس میں کھڑے ہوکر سلام پیش کرنا بھی ہے جیسا کہ ملنے والا دوسرے کو سلام دیتا ہے اور اس سے مراد نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھنا بھی ہے جیسا کہ امتی دور سے بھی پڑھتے ہیں، دونوں اس حدیث کے تحت داخل ہیں۔

اسی باب میں ایک مستقل فصل میں یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچائی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ زائر کو جانتے ہیں اور اس کے سلام سے بھی آگاہ ہوتے ہیں۔

ما من عبد یسلم علی عند قبری الا وکل بها ملك لیبلغنی وکفی امر آخرته ودنیاہ وکنت له شفعیا وشهیدا یوم القیامة

جو بھی مسلمان میری قبر کے پاس مجھے سلام کہتا ہے قبر پر موکل فرشتہ مجھے وہ پہنچا دیتا ہے، اس کے دنیا و آخرت کے کام بن جاتے ہیں اور میں قیامت کے دن اس کا شفیع اور گواہ بنوں گا۔

تیسرے باب میں زیارتِ نبوی کے متعلق وہ دلائل جمع کیے گئے ہیں جن سے صراحتاً اس کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، مثلاً حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا شام سے مدینۂ منورہ زیارتِ نبوی کے لیے آنا، (رواہ ابن عساکر والمقدسی) نبی کریم ﷺ کا حضرت بلال کے خواب میں آنا اور کہنا کہ بلال یہ کیا بے وفائی ہے؟ تو ہمیں ملنے نہیں آتا، حضرت بلال کا قبر انور پر منہ رکھنا اور ملنا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا زائرِ مدینہ کو بوقتِ روانگی یہ حکم دینا کہ قبر انور کے سامنے کھڑے ہوکر میرا سلام پیش کرنا۔ جتنے فقہاء نے بھی مناسکِ حج پر کتابیں لکھیں سب نے مناسکِ حج کی تکمیل کے بعد زیارتِ نبوی کو مستحب یا واجب لکھا اور اس کے آداب وفضائل بیان کیے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے مشہور فقیہ اسحاق بن ابراہیم کے حوالے سے لکھا ہے کہ قرونِ اولیٰ سے امتِ مسلمہ کا تعامل رہا ہے کہ وہ جب حج کے لیے جاتے ہیں تو مدینۂ منورہ حاضر ہوتے ہیں تاکہ مسجد شریف میں نماز پڑھیں، آپ کے روضۂ انور، منبر مبارک، قبر اطہر اور ان مقدس جگہوں کی زیارت سے برکت حاصل کریں جہاں آپ کے مبارک ہاتھ لگے یا آپ کے قدموں نے جن جگہوں کو مشرف فرمایا، جہاں جبریل وحی لے کر اترتے رہے۔

چوتھے باب میں زیارت نبوی کی مشروعیت اور اس کے استحباب کے متعلق علماء کی تصریحات ذکر کی گئی ہیں۔ان میں قاضی عیاض، قاضی ابوالطیب، امام حلیمی، ماوردی، صاحب المہذب، ابن الجوزی، ابن قدامہ الحنبلی، اور مذاہب اربعہ کے اکابر شیوخ کی تصریحات ذکر کی گئی ہیں۔

پانچویں باب میں ادلہ اربعہ (قرآن، سنت، اجماع اور قیاس) کے ذریعے اس بات کو مقام ثبوت تک پہنچایا گیا ہے کہ زیارت نبوی عبادات میں سے ایک عبادت ہے۔اس میں ضمنی طور پر زیارت قبور کی بحث بھی آئی ہے، علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ:

غیر نبی کی قبر کی زیارت کے متعلق اگر جواز اور عدم جواز میں اختلاف ہو بھی تو پھر بھی اس سے زیارت قبر اطہر کے متعلق اختلاف پیدا نہیں ہوسکتا، کیونکہ زیارت نبوی ﷺ آپ ﷺ کی تعظیم ہے اور آپ ﷺ کی تعظیم واجب ہے۔

مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ عام طور پر زیارت قبور کا فائدہ مدفون کو ہوتا ہے لیکن زیارت قبر نبوی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ زائر کو برکتیں ملیں، اور استغفار نبوی کا حق دار بن جائے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر پر گئے ہوئے تھے، اسی دوران بھائی فوت ہوگیا، واپس آئے تو بھائی کی قبر پر گئے اور وہاں جا کر دعا واستغفار کیا۔نبی کریم ﷺ شہدائے احد کے مزارات پر تشریف لے گئے۔نیک مقصد اور حسن نیت کے ساتھ غیر نبی کی قبر بھی کار ثواب ہے تو پھر نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر کی حاضری یقیناً بڑے ثواب کی موجب ہے۔چھٹے باب میں زیارت نبوی کے لیے سفر کو عبادت ثابت کیا گیا ہے۔

ساتواں باب مخالفین کے دلائل کے رد کے لیے مخصوص ہے اور اس میں ان کی مشہور دلیل حدیث شد رحال کو موضوع سخن بنایا گیا ہے۔حق یہ ہے کہ امام سبکی نے اس حدیث سے استدلال کی دھجیاں اڑا دی ہیں اور ابن تیمیہ اور اس کے متبعین کو ناکوں چنے چبوائے ہیں۔

مصنف کہتے ہیں: اس حدیث میں موجود استثناء چونکہ مستثنیٰ مفرغ ہے اس لیے اس کے مستثنیٰ منہ میں دو احتمال ہیں یا تو مستثنیٰ منہ، مستثنیٰ کی جنس سے ہوگا اور عبارت یوں ہوگی

لا تشد الرحال الی مسجد الا الی المساجد الثلاثه کسی مسجد کی طرف سفر کا اہتمام نہ کیا جائے سوائے تین مساجد کے یا مستثنیٰ منہ عام ہوگا، اس صورت میں مفہوم حدیث یوں ہوگا۔لاتشد الرحال الی مکان الا الی المساجد الثلاثۃ، کسی بھی جگہ کی طرف سفر کا اہتمام نہ کیا جائے سوائے تین مساجد کے۔

پہلی صورت میں اس حدیث سے استدلال کا کوئی معنی نہیں کیونکہ نفی کسی اور مسجد کی طرف سفر کی ہے نہ کہ مطلق سفر کی۔

دوسری صورت میں طلب علم کا سفر، میدان عرفات کی طرف مناسک حج کی ادائیگی کے لیے سفر، جہاد کے لیے سفر، دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف سفر ہجرت وغیرہ اسفار کے متعلق متبعین ابن تیمیہ الحرانی کیا فرمائیں گے؟ کیا یہ سارے سفر بھی ناجائز، غیر مشروع، بدعت اور معصیت ہیں؟

ابن تیمیہ کی دوسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین میں کسی نے زیارت قبر اطہر کے لیے سفر نہیں کیا۔سبکی فرماتے ہیں کہ

حضرت بلال کا شام سے زیارت نبوی کے لیے آنا ہم تفصیل سے بیان کر چکے، حضرت عبداللہ ابن عمر بعداز وصال سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما، زیارتِ نبوی کے لیے حاضر ہوتے اور تینوں مزاراتِ مقدسہ کے ساکنین کو سلام پیش کرتے، اس کے بعد یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یہ عمل بدعت ہے اور یہ صحابہ نے نہیں کیا۔

یہاں پر علامہ سبکی نے ابن تیمیہ کے اس فتویٰ کا پورا متن خود ابن تیمیہ کے ہاتھ کی تحریر سے نقل کیا ہے جس میں اس نے اس سفر کو سفر معصیت قرار دیتے ہوئے اس میں نماز میں قصر کو ناجائز قرار دیا ہے اور بہت سے دعوے کیے ہیں، علامہ سبکی نے اس فتویٰ کو نقل کر کے اس کے ایک ایک پہلو پر علمی نقد کیا ہے اور اس کے باطل ہونے کو واضح کر دیا ہے۔ مثلاً سفر زیارت کا معصیت ہونا۔ صحابہ میں کسی کا زیارت نبوی کے لیے سفر نہ کرنا۔ اس معاملے میں کسی حدیث کا موجود نہ ہونا۔ زیارت والی تمام احادیث کا موضوع ہونا۔ ان سب دعاوی پر تفصیلی جرح فرمائی ہے۔

آٹھویں باب میں توسل، استغاثہ اور نبی کریم ﷺ سے شفاعت طلب کرنے کی بحث ہے۔ سبکی فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو وسیلہ بنانا ہر حال میں جائز ہے، آپ کی ولادت سے پہلے بھی، آپ کی ظاہری زندگی میں بھی، عالم برزخ میں بھی اور قیامت کے میدان میں بھی اور جنت میں بھی۔

اس سلسلے میں امام سبکی کی ذکر کردہ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

() حضرت آدم علیہ السلام کا آپ کو وسیلہ بنانا امام حاکم نے ذکر فرمایا ہے اور دلائل النبوۃ میں بھی مذکور ہے۔

() حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو ان پر ایمان لانے کا حکم دو اس لیے کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا، وہ نہ ہوتے تو میں جنت و جہنم نہ بناتا۔

اس حدیث کو امام حاکم نے حسن، صحیح قرار دے کر مستدرک میں ذکر کیا ہے جبکہ ابن تیمیہ اسے موضوع کہتا ہے۔

() حضرت نوح، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آپ ﷺ سے توسل بھی مفسرین نے ذکر فرمایا ہے۔

() حضرت عثمان بن حنیف کی روایت کردہ حدیث جس میں آپ ﷺ نے خود نابینا شخص کو توسل کی تعلیم دی، امام ترمذی نے اسے حسن، صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

() اسی تعلیم فرمودہ توسل کے طریقہ کو صحابہ نے وصال نبوی کے بعد بھی استعمال کیا، اور یہ بعداز وصال توسل کی دلیل ہے۔

نویں باب میں حیاتِ انبیاء علیہم السلام کی بحث ہے، اس میں حیاتِ شہداء، سماعِ موتی، ادراکِ موتی اور روح کا ابدان میں واپس آنا ثابت کیا گیا ہے، امام الحرمین نے الشامل میں فرمایا ہے کہ ان سب باتوں پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ ابوبکر ابن العربی کہتے ہیں کہ اس معاملے میں اہل سنت کے درمیان کسی قسم کا اختلاف نہیں۔

دسواں باب شفاعت کے متعلق ہے، اس میں شفاعت کی اقسام، شفاعت کے متعلق احادیث اور احوال قیامت میں لوگوں کا دامن مصطفیٰ ﷺ کو تھامنا، مقام محمود اور اس سے متعلقہ امور کا ذکر ہے۔ کتاب کے اختتام پر علامہ سبکی نے درود و سلام کے مختلف محبت بھرے صیغے ذکر کیے ہیں اور اس درود و سلام کے اس مجموعے کو خاتمۃ الکتاب قرار دیا ہے۔

زیارتِ قبور کے لئے سفر اور اسلاف کے معمولات کا بیان

علامہ ابن الحاج نے امام ابوعبداللہ بن نعمان کی کتاب سفینۃ النجاء لاھل الالتجاء جس میں انہوں نے شیخ ابی النجار کی کرامات کا بیان کیا ہے، کے حوالے سے لکھا ہے۔

حصولِ برکت کے لیے قبورِ صالحین کی زیارت مستحب عمل ہے کیونکہ صالحین کی برکات جس طرح ان کی زندگی میں فیض رساں ہوتی ہے اسی طرح ان کی موت کے بعد بھی جاری رہتی ہے اور صالحین کی قبروں کے پاس دعا کرنا اور ان سے شفاعت طلب کرنا ائمۂ دین اور علماءِ محققین کا معمول رہا ہے۔ (ابن الحاج، المدخل، 255:2)

اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد علامہ ابن الحاج نے لکھا ہے: جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو اسے چاہیے کہ وہ صالحین کی قبروں اور ان کے مقابر پر جائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرے۔ یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین مسجدوں کے سوا کسی طرف جانے کے لئے سامانِ سفر نہ باندھا جائے، مسجدِ حرام، میری مسجد اور مسجدِ اقصیٰ، امام غزالی نے احیاء العلوم کے آدابِ سفر میں بیان کیا ہے کہ عبادات کے لیے سفر کیا جائے مثلاً جہاد اور حج کے لیے اور اس کے بعد فرمایا کہ اس میں انبیاء علیہم السلام، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماء اور اولیاء اللہ کی قبروں کے لیے سفر کرنا بھی اس عملِ خیر میں شامل ہے اور ہر وہ شخص جس کی زیارت اور اس سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس کی زندگی میں سفر کرنا جائز ہے۔ اس کی موت کے بعد اس کی قبر کی زیارت کے لیے سفر کرنا بھی جائز ہے حدیث مبارکہ کہ ان تین مساجد کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لیے سامانِ سفر نہ باندھا جائے میں اس مقصد کے لیے سفر کی ممانعت نہیں، کیونکہ یہ حکم زیادہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے مساجد کی طرف سفر کرنے سے متعلق ہے ان تینوں مساجد کے علاوہ دیگر تمام مسجدیں ثواب میں برابر ہیں۔ ورنہ (اگر ہر سفر کو ناجائز قرار دیا جائے) تو انبیاء علیہم السلام اولیاء اللہ اور علماء کی زیارت میں اصلاً کوئی فضیلت باقی نہیں رہے گی اگرچہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے مقام ومرتبہ میں ان کے درجات کے مطابق بہت بڑا فرق ہے۔ (ابن الحاج، المدخل، 2:255، 256)

مقاماتِ مقدسہ کی زیارات کے لئے سفر عملِ مشروع ہے

علامہ ابن الحاج ہی نے انبیاء علیہم السلام کی قبورِ مقدسہ کی زیارت کا بھی طریقہ بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: جہاں تک انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کی عظیم بارگاہوں میں حاضری کا تعلق ہے تو ان عظیم مقامات مقدسہ کے آداب یہ ہیں کہ زائر مسافت بعیدہ سے ان کی زیارت کا ارادہ کر کے چلے۔ جب ان کے مزار پر پہنچے تو انتہائی عاجزی وانکساری، فقر وفاقہ اور نہایت خضوع اور خشوع کے ساتھ آئے۔ حضورِ قلب کے ساتھ حاضر ہو اور سر کی آنکھ سے ان کا مشاہدہ نہ کرے بلکہ دل کی آنکھ سے انہیں دیکھے کیونکہ ان کے مبارک اجسام بوسیدہ ہوتے ہیں نہ متغیر۔ پھر اللہ تعالیٰ کی ایسی ثناء کرے جو اس کی شان کے لائق ہے۔ پھر اُن (انبیاء علیہم السلام) پر صلوات بھیجے پھر ان کی تمام اصحاب اور قیامت تک ان کے تمام تابعین کے لیے رضوان اور رحمت کی دعا کرے، پھر اپنی حاجات کی تکمیل اور اپنے گناہوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرے پھر ان سے شفاعت طلب کرے اور اپنی

حاجات ان پر پیش کرے اور ان کی برکت سے دعا کی قبولیت پر یقین رکھے۔ اس باب میں اپنا حسنِ ظن قوی رکھے کیونکہ انبیاء علیہم السلام (رحمتِ) باری تعالیٰ کا کھلا ہوا دروازہ ہیں اور یہ ہمیشہ سنت الٰہیہ ہے کہ وہ اپنے نبیوں کے ہاتھوں سے اور ان کے واسطے اور سبب سے اپنے بندوں کی حاجات کو پورا فرماتا ہے۔ جو شخص انبیاء علیھم السلام کے مزاراتِ مقدسہ تک نہ پہنچ سکے وہ ان کی بارگاہ میں سلام بھیجے اور اپنی حاجات اور اپنے گناہوں کی مغفرت اور اپنے عیوب کی پردہ پوشی کے لیے ان سے شفاعت کی درخواست کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازے گا کیونکہ وہ صاحبِ کرم بزرگ ہستیاں ہیں اور جو شخص کریموں سے سوال کرتا ہے یا ان کی پناہ میں آتا ہے یا ان کا ارادہ کرتا ہے یا ان کا وسیلہ پیش کرتا ہے وہ اس کی درخواست کو مسترد نہیں کرتے۔

(ابن الحاج، المدخل، 258:2)

قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک جمہور امتِ مسلمہ کا یہی معمول رہا ہے کہ وہ صالحین کی زیارت کو جاتے ہیں اور اگر وہ وصال فرما گئے ہوں تو پھر ان کے مزارات پر فیوضات و برکات کے حصول کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ آج تک کسی نے اس عملِ صالح کو ناجائز و حرام قرار نہیں دیا کیونکہ یہ عمل اصلاً مشروع ہے نسبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اکابر ائمہ و بزرگانِ دین کا معمول ہے۔ ائمہ حدیث نے بھی اس کی فضیلت کو بیان کیا ہے۔

متبرک مقامات کی زیارت ائمہِ دین کا پسندیدہ معمول

ائمہءِ مؤرخین اور اہلِ سیر نے علماء کے پسندیدہ اور صالح معمولات کے بیان کو اپنی کتب کی زینت بنایا ہے۔ جس سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ اسلاف، صالحین کی زیارت کو ہمیشہ سے ایک پسندیدہ اور مقبول بارگاہ عمل سمجھتے رہے۔ ورنہ کس طرح وہ اپنے گوناگوں علمی تدریسی مشاغل میں سے بطورِ خاص سفر کے لئے وقت نکال سکتے۔ چند ایک معمولات درج ذیل ہیں۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت

امام شمس الدین سخاوی (متوفی 902ھ) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: اُن کی قبر مبارک پر قبہ بنایا گیا، اس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔

(شمس الدین سخاوی، التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ، 307:1)

امام شافعی رضی اللہ عنہ کا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضری کا معمول

خطیب بغدادی (463ھ) اور بہت سے ائمہ کی تحقیق کے مطابق امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد میں ہوتے تو حصولِ برکت کی غرض سے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی، امام ابوحنیفہ (متوفی 150ھ) کے مزار کی برکات کے بارے میں خود اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میں امام ابوحنیفہ کی ذات سے برکت حاصل کرتا ہوں اور روزانہ ان کی قبر پر زیارت کے لیے آتا ہوں۔ جب مجھے کوئی ضرورت اور مشکل پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر پر آتا ہوں اور اس کے پاس (کھڑے ہوکر) حاجت برآری کے لیے اللہ تعالیٰ

سے دعا کرتا ہوں۔ پس میں وہاں سے نہیں ہٹتا یہاں تک کہ (قبر کی برکت کے سبب) میری حاجت پوری ہو چکی ہوتی ہے۔

1- خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 1 : 123۔ 2- ابن حجر ہیثمی، الخیرات الحسان فی مناقب الامام الأعظم : 94۔ 3- ابن عابدین شامی، رد المحتار علی الدر المختار، 1 : 41۔ 4- زاہد الکوثری، مقالات الکوثری : 381

غور کیا جائے تو یہ بڑا ہی ایمان افروز واقعہ ہے ایک تو اس میں جلیل القدر امام کی دوسرے امام کی قبر پر حاضری اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا ثبوت ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ایسے متبرک مقامات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے۔ لہٰذا یہاں دعا کی قبولیت بھی جلدی ہو جاتی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل کا زیارتِ صالحین کے لئے شام کا سفر

اکابر کا معمول تھا کہ وہ زیارات کے لئے جایا کرتے تھے خواہ کتنی مسافت طے کر کے آنا پڑے۔ علامہ ابنِ مفلح نے اپنی کتاب المقصد الارشد (1:193) میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ محمد بن یوسف الفریابی کی زیارت کے لئے سفر کر کے ملک شام گئے تھے۔

امام ابنِ حبان رحمۃ اللہ علیہ کا امام علی رضی اللہ عنہ رضا کے مزار پر حاضری کا معمول

مشہور محدّث امام ابنِ حبان (م 354ھ) حضرت امام علی رضا بن موسیٰ علیہ السلام کے مزار مبارک کے بارے میں اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں نے اُن کے مزار کی کئی مرتبہ زیارت کی ہے، شہر طوس قیام کے دوران جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آئی اور حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری دے کر، اللہ تعالیٰ سے وہ مشکل دور کرنے کی دعا کی تو وہ دعا ضرور قبول ہوئی، اور مشکل دور ہوگئی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جسے میں نے بارہا آزمایا تو اسی طرح پایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور نبی اکرم اور آپ کے اہلِ بیت صلی اللہ وسلم علیہ وعلیہم اجمعین کی محبت پر موت نصیب فرمائے۔ (ابن أبي حاتم رازی، کتاب الثقات، 8:457، رقم: 14411)

ابو الفرج ہندبائی کا امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بن حنبل کے مزار پر حاضری کا معمول

امام ابو القاسم ابن ہبۃ اللہ (م 571ھ) نے لکھا ہے: ابو الفراج ہندبائی نے بیان کیا ہے: میں اکثر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کیا کرتا تھا پس ایک عرصہ تک میں نے زیارت کرنا چھوڑ دیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے: تو نے امام السنۃ (امام احمد بن حنبل) کی قبر کی زیارت کو کیوں ترک کیا؟ (ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، 5:333)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایک مستحسن عمل تھا جب انہوں نے چھوڑ دیا تو انہیں بذریعہ خواب ترغیب دی گئی کہ اس کو ترک نہ کیا جائے۔

عوام الناس کی سید المحدّثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری

امام ذہبی (748ھ) نے امیر المؤمنین فی الحدیث اور سید المحدّثین امام محمد بن اسماعیل بخاری (256ھ) کی قبر مبارک سے

تبرک کا ایک واقعہ درج کیا ہے، لکھتے ہیں۔

ابوالفتح نصر بن حسن السکتی سمرقندی نے بیان کیا کہ ایک بار سمرقند میں کچھ سالوں سے بارش نہ ہوئی تو لوگوں کو تشویش لاحق ہوئی پس انہوں نے کئی بار نمازِ استسقاء ادا کی لیکن بارش نہ ہوئی۔ اسی اثناء اُن کے پاس ایک صالح شخص جو صلاح کے نام سے معروف تھا، سمرقند کے قاضی کے پاس گیا اور اس سے کہا: میں آپ سے اپنی ایک رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ قاضی نے کہا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میری رائے ہے کہ آپ کو اور آپ کے ساتھ تمام لوگوں کو امام محمد بن اسماعیل بخاری کی قبر مبارک پر حاضری دینی چاہیے، ان کی قبر خرتنک میں واقع ہے، ہمیں قبر کے پاس جا کر بارش طلب کرنی چاہیے عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش سے سیراب کر دے۔ قاضی نے کہا: آپ کی رائے بہت اچھی ہے۔ پس قاضی اور اس کے ساتھ تمام لوگ وہاں جانے کے لئے نکل کھڑے ہوئے سو قاضی نے لوگوں کو ساتھ مل کر بارش طلب کی اور لوگ قبر کے پاس رونے لگے اور اللہ کے حضور صاحبِ قبر کی سفارش کرنے لگے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی وقت (اپنے صالح بندہ کی برکت کے سبب) کثیر وافر پانی کے ساتھ بادلوں کو بھیج دیا، تمام لوگ تقریباً سات دن تک خرتنک میں رکے رہے، اُن میں سے کسی ایک میں بھی کثیر بارش کی وجہ سے سمرقند پہنچنے کی ہمت نہ تھی حالانکہ خرتنک اور سمرقند کے درمیان تین میل کا فاصلہ تھا۔ (ذہبی، سیر أعلام النبلاء، 469:12)

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے مشائخ کی حاضری

خطیب بغدادی نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے بارے میں لکھا ہے کہ بڑے بڑے مشائخ ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تھے وہ لکھتے ہیں: اسماعیل بن احمد الحیر ی نے ابوعبدالرحمٰن السلمی سے بیان کیا ہے، انہوں نے کہا: حضرت فتح موصلی اکابر مشائخ موصل میں سے تھے، وہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے بغداد حاضر ہوئے تھے۔

(خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، 381:12)

مزارِ صالحین کی زیارت کے لئے بذریعہ خواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب

امام ابنِ عساکر نے زیارتِ صالحین کی ترغیب پر ایک ایمان افروز واقعہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میرے والد گرامی ابومحمد الحسن بن ہبۃ اللہ نے مجھے اپنا واقعہ بیان کیا کہ وہ ایک دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبرِ مبارک کی زیارت کے لئے گئے تو وہاں انہوں نے قبر کے پاس ایک عجمی عورت کو روتے ہوئے پایا۔ وہاں موجود بعض لوگوں نے کہا کہ جو اچھی طرح فارسی جانتا ہو وہ اس خاتون سے پوچھے کہ اس کے رونے کا سبب کیا ہے؟ جب اس سے پوچھا گیا تو اس عورت نے دریافت کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کے پہلوں میں یہ دوسری قبر کس کی ہے؟ میں نے کہا: یہ قبر ابوبکر شہروزی کی ہے اور دوسری ان کے والد ابواسحاق کی ہے۔ ایک بالکل سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کے سامنے ہے اور دوسری اس کے پیچھے۔ اس عورت نے کہا: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی، پھر میں زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چلی گئی اور (جب) قبرِ انور کے پاس گئی تو میں نے خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: تُو نے بلال رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت تو کی مگر اس کے قریب موجود دوسری قبر کی زیارت نہ کی؟ لہٰذا اب میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکوے کا ازالہ کرنے کے لئے) مدینہ

منورہ سے اس قبر کی زیارت کے لئے آئی ہوں۔ (ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، 226:54)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ والوں کی زیارت اللہ رب العزت کے حبیب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پسندیدہ اور بابرکت عمل ہے اور جو عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں پسندیدہ اور محبوب ہو وہ رب العالمین کی بارگاہ میں محبوب ہوتا ہے۔ قبور صالحین کی زیارت کا عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اس قدر پسندیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زائرہ کو ان کی زیارت ترک پر تنبیہ فرمائی۔

حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ بن محمد بن بشار کے مزار پر حاضری

علامہ محمد بن ابو یعلی حنبلی (متوفی 521ھ) طبقات الحنابلۃ (63:2) میں صوفی زاہد علی بن محمد بن بشار کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ جب اُن کا وصال ہوا تو۔ انہیں نجمی کے قریب گھاٹی میں دفن کیا گیا، اب اُن کی قبر مشہور و معروف ہے، لوگ اس کی زیارت سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

امام ابوالحسن علی بن احمد شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے اکابر کی حاضری

امام ذہبی (م748ھ) نے تذکرۃ الحفاظ میں امام ابوالحسن علی بن احمد الشافعی کے حوالے سے لکھا ہے:

وہ محدث ان پرہیزگار ائمہ میں سے ایک تھے جنہوں نے اپنی زندگی عبادت، حدیث علم، کتاب، درس و تدریس اور طلب علم میں صرف کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ان کا مقام و مرتبہ بلند کر دیا اور عوام اور خواص نے ان سے محبت کی حتیٰ کہ اکابر ائمہ ان کی زیارت اور ان سے حصول تبرک کے لئے دور دراز سے سفر کر کے آتے۔ (ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، 1361:4)

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءَ

یہ باب مسجد قبا میں نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

مسجد قباء کی زیارت اور فضیلت نماز کا بیان

1411- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَبْرَدِ مَوْلٰى بَنِيْ خَطْمَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اُسَيْدَ بْنَ ظُهَيْرٍ الْاَنْصَارِيَّ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِ قُبَاءَ كَعُمْرَةٍ

◄► حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان روایت کرتے ہیں: "مسجد قبا میں نماز ادا کرنا عمرہ کرنے کی مانند ہے"۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کو پیدل یا سواری پر مسجد قبا تشریف لے

1411: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 334

جاتے تھے اوراس میں دورکعت نماز پڑھتے تھے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم ،مشکوۃ المصابیح: جلداول: رقم الحدیث ،660)

قبا ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے یہی وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمانے کے وقت مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے قیام فرمایا تھا اور یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسجد بنائی تھی جو مسجد قبا کے نام سے مشہور ہے۔اس مسجد کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ صریح ارشاد منقول ہے کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ ادا کرنے کے مانند ہے۔" جلیل القدر اور باعظمت صحابی حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس میں دو مرتبہ حاضری دینے سے زیادہ میں اسے پسند کرتا ہوں کہ مسجد قبا میں نماز پڑھوں اور اگر لوگ جان لیں کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا کتنا ثواب ہے تو وہ سفر کی مصیبت ومشقت جھیل کر دور دراز سے اس مسجد میں آنے لگیں۔ بہر حال۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے روز مسجد قبا جاتے تھے اوراس میں دورکعت تحیۃ المسجد یا کوئی دوسری نماز جو تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہوتی ہوگی پڑھتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک عمل سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہفتے کے روز علماء، صلحاء اور بزرگوں سے ملاقات کرنا سنت ہے۔

مسجد قبا میں نماز پڑھنے پر عمرے کے ثواب کا بیان

1412-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْكِرْمَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا اُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يَقُولُ قَالَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهٖ ثُمَّ اَتٰى مَسْجِدَ قُبَاءَ فَصَلّٰى فِيهِ صَلٰوةً كَانَ لَهٗ كَاَجْرِ عُمْرَةٍ

◆◆ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص اپنے گھر میں طہارت حاصل کر کے (یعنی وضو کر کے) پھر مسجد قبا میں آئے اور وہاں نماز ادا کرے تو اسے عمرہ کرنے کی مانند اجر ملتا ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ

یہ باب جامع مسجد میں نماز ادا کرنے کے بیان میں ہے

1413-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُو الْخَطَّابِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا رُزَيْقٌ اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْاَلْهَانِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهٖ بِصَلٰوةٍ وَّصَلٰوتُهٗ فِي مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَّعِشْرِينَ صَلٰوةً وَّصَلٰوتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجَمَّعُ فِيهِ بِخَمْسِ مِائَةِ

1412: اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث:698

1413: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

صَلٰوةٍ وَّصَلٰوتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَّصَلٰوتُهُ فِيْ مَسْجِدِيْ بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ صَلٰوةٍ وَّصَلٰوةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلٰوةٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''آدمی کا اپنے گھر میں نماز ادا کرنا ایک نماز (کا ثواب رکھتا ہے) اس کا قبیلے کی مسجد میں نماز ادا کرنا پچیس نمازوں جتنا ہوتا ہے' اس کا جامع مسجد میں نماز ادا کرنا پانچ سو نمازوں کے برابر ہوتا ہے' اس کا مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کرنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہوتا ہے' اس کا میری اس مسجد میں نماز ادا کرنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہوتا ہے اور اس کا مسجد حرام میں نماز ادا کرنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہوتا ہے''۔

شرح

اس حدیث کے ذریعہ مساجد کے مراتب اور ان میں نماز پڑھنے کے ثواب کے فرق و درجات کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ سب سے کم تر درجہ تو خود کسی کے گھر کا ہے یعنی اگر کوئی آدمی مسجد کے بجائے اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے تو اسے صرف اسی ایک نماز کا ثواب ملتا ہے اور اگر کوئی آدمی اپنے محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرتا ہے تو اسے پچیس نمازوں کا ثواب دیا جاتا ہے اسی طرح جامع مسجد میں نماز پڑھنے والے کو پانچ سو اور بیت المقدس و مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھنے والے کو اس کی ایک نماز کے بدلے میں پچاس ہزار نمازوں کا ثواب دیا جاتا ہے اور اگر کوئی آدمی مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کرے پھر تو اس کے وارے نیارے ہو جاتے ہیں یعنی اسے ایک نماز کے عوض ایک لاکھ نمازوں کا ثواب دیا جاتا ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ بَدْءِ شَاْنِ الْمِنبَرِ

یہ باب منبر کے آغاز کے بیان میں ہے

1414 - حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلٰى جِذْعٍ اِذْ كَانَ الْمَسْجِدُ عَرِيْشًا وَّكَانَ يَخْطُبُ اِلٰى ذٰلِكَ الْجِذْعِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ هَلْ لَّكَ اَنْ نَّجْعَلَ لَكَ شَيْئًا تَقُوْمُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَرَاكَ النَّاسُ وَتُسْمِعَهُمْ خُطْبَتَكَ قَالَ نَعَمْ فَصَنَعَ لَهٗ ثَلَاثَ دَرَجَاتٍ فَهِيَ الَّتِيْ اَعْلَى الْمِنْبَرِ فَلَمَّا وُضِعَ الْمِنْبَرُ وَضَعُوْهُ فِيْ مَوْضِعِهِ الَّذِيْ هُوَ فِيْهِ فَلَمَّا اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْمَ اِلَى الْمِنْبَرِ مَرَّ اِلَى الْجِذْعِ الَّذِيْ كَانَ يَخْطُبُ اِلَيْهِ فَلَمَّا جَاوَزَ الْجِذْعَ خَارَ حَتّٰى تَصَدَّعَ وَانْشَقَّ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا سَمِعَ صَوْتَ الْجِذْعِ فَمَسَحَهٗ بِيَدِهٖ حَتّٰى سَكَنَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَكَانَ اِذَا صَلّٰى صَلّٰى اِلَيْهِ فَلَمَّا هُدِمَ الْمَسْجِدُ وَغُيِّرَ اَخَذَ ذٰلِكَ الْجِذْعَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَّكَانَ عِنْدَهٗ فِيْ بَيْتِهٖ حَتّٰى بَلِيَ فَاَكَلَتْهُ الْاَرَضَةُ

1414: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وَعَادَ رُفَاتًا

⟵ طفیل بن ابی اپنے والد حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے کی طرف رخ کر کے نماز ادا کیا کرتے تھے' اس وقت مسجد کی چھت چھپر کی طرح تھی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ بھی دیا کرتے تھے' ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات پسند کریں گے؟ کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک ایسی چیز بنا دیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہوا کریں' تا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تک اپنے خطبے کی آواز پہنچا دیا کریں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں'' تو ان صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تین سیڑھیوں والا منبر بنایا' یہی منبر زیادہ سے زیادہ اونچا تھا' جب اس منبر کو تیار کر لیا گیا' تو لوگوں نے اسے اس جگہ رکھا جہاں وہ ابھی موجود ہے' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر کھڑے ہونے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے اس تنے کے پاس سے گزرے جس کے ساتھ ٹیک لگا کر آپ پہلے خطبہ دیا کرتے تھے' تو جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے سے آگے گزرے تو اس کے رونے کی آواز آئی' یہاں تک کہ وہ چر گیا اور شق ہو گیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کھجور کے تنے کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس پر پھیرا تو اسے سکون آیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس منبر کی طرف تشریف لے گئے تاہم جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے' تو اسی کی طرف رخ کر کے نماز ادا کیا کرتے تھے''۔

طفیل بن ابی کہتے ہیں: جب مسجد کی تعمیر نو ہوئی تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کھجور کے اس تنے کو حاصل کر لیا تھا' وہ ان کے گھر میں ان کے پاس رہا' یہاں تک کہ وہ بوسیدہ ہو گیا' اسے دیمک نے کھا لیا اور وہ راکھ ہو گیا۔

1415- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ اَبِیْ عَمَّارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَخْطُبُ اِلٰی جِذْعٍ فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ ذَهَبَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَحَنَّ الْجِذْعُ فَاَتَاهُ فَاحْتَضَنَهٗ فَسَكَنَ فَقَالَ لَوْ لَمْ اَحْتَضِنْهُ لَحَنَّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

⟵ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر بنوالیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی طرف تشریف لے جانے لگے تو کھجور کا وہ تنا رونے لگا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ساتھ لگایا' تو اسے سکون آ گیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں اسے اپنے ساتھ نہ لگا لیتا تو یہ قیامت کے دن تک روتا رہتا۔

1416- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ ثَابِتٍ الْجَحْدَرِیُّ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ اخْتَلَفَ النَّاسُ

1415: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1416: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 377' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1217' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1080' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 738

فِیْ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ ہُوَ فَاَتَوْا سَہْلَ بْنَ سَعْدٍ فَسَاَلُوْہُ فَقَالَ مَا بَقِیَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ ہُوَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَۃِ عَمِلَہٗ فُلَانٌ مَوْلٰی فُلَانَۃَ نَجَّارٌ فَجَآءَ بِہٖ فَقَامَ عَلَیْہِ حِیْنَمَا وُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَہٗ فَقَرَاَ ثُمَّ رَکَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَہٗ فَرَجَعَ الْقَہْقَرٰی حَتّٰی سَجَدَ بِالْاَرْضِ ثُمَّ عَادَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَقَرَاَ ثُمَّ رَکَعَ فَقَامَ ثُمَّ رَجَعَ الْقَہْقَرٰی حَتّٰی سَجَدَ بِالْاَرْضِ

ابوحازم بیان کرتے ہیں: لوگوں کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے بارے میں اختلاف ہوگیا کہ یہ کس چیز سے بنایا گیا تھا؟ تو وہ لوگ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا: تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں میں اب کوئی ایسا شخص باقی نہیں رہا جو اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہو یہ "غابہ" کی لکڑی سے بنایا گیا تھا فلاں شخص نے اسے بنایا تھا جو فلاں خاتون کا غلام تھا۔ وہ بڑھئی تھا وہ اس منبر کو لے کر آیا جہاں اسے رکھا گیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اس پر کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف رخ کیا لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأت کی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم الٹے قدموں نیچے اترے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر سجدہ کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ منبر پر چڑھ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرأت کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا پھر کھڑے ہوئے پھر الٹے قدموں نیچے اترے یہاں تک کہ زمین پر سجدہ کیا۔

1417- حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَکْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ نَضْرَۃَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ اِلٰی اَصْلِ شَجَرَۃٍ اَوْ قَالَ اِلٰی جِذْعٍ ثُمَّ اتَّخَذَ مِنْبَرًا قَالَ فَحَنَّ الْجِذْعُ قَالَ جَابِرٌ حَتّٰی سَمِعَہٗ اَہْلُ الْمَسْجِدِ حَتّٰی اَتَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَہٗ فَسَکَنَ فَقَالَ بَعْضُہُمْ لَوْ لَمْ یَاْتِہٖ لَحَنَّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کی جڑ کے ساتھ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر استعمال کرنا شروع کیا' تو کھجور کا وہ تنا رونے لگا' حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: یہاں تک کہ مسجد میں موجود لوگوں نے اس کی آواز سنی' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے اور اپنا دست مبارک اس پر پھیرا تو اسے سکون آیا' تو ان میں سے کسی نے یہ کہا: اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف نہ لے جاتے تو یہ قیامت کے دن تک روتا رہتا۔

اُستنِ حنانہ: ایک ایمان افروز واقعہ

اسلام کے ابتدائی دور میں آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں کھجور کے ایک خشک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر وعظ فرمایا

1417: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کرتے تھے اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی دیر کھڑے رہنا پڑتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشقت شاق گزری۔ ایک صحابی جس کا بیٹا بڑھئی تھا، نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر بنانے کی درخواست کی تاکہ اُس پر بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیا کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کو پذیرائی بخشی، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے تنے کو چھوڑ کر اس منبر پر خطبہ دینا شروع کیا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ اس تنے سے گریہ وزاری کی آوازیں آنے لگیں۔ اُس مجلسِ وعظ میں موجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُس کے رونے کی آواز سنی۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ کیفیت دیکھی تو منبر سے اُتر کر اس ستون کے پاس تشریف لے گئے اور اُسے اپنے دستِ شفقت سے تھپکی دی تو وہ بچوں کی طرح سسکیاں بھرتا ہوا چپ ہو گیا۔

اُس ستون کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت اس طرح ہے: رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کے تنے کے ساتھ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب منبر تیار ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اُس تنے نے رونا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس تشریف لے گئے اور اُس پر دستِ شفقت رکھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما تنے کی کیفیت بیان کرتے ہیں: کھجور کے تنے نے بچوں کی طرح گریہ وزاری شروع کر دی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُتر کر اُس کے قریب کھڑے ہو گئے اور اُسے اپنی آغوش میں لے لیا، اس پر وہ تنا بچوں کی طرح سسکیاں لیتا خاموش ہو گیا۔ (بخاری، الصحیح، 3:1314، رقم: 23391)

حضرت انس بن مالک اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اُس تنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہم نے اُس تنے کے رونے کی آواز سنی، وہ اُس طرح رویا جس طرح کوئی اُونٹنی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے حتٰی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر اُس پر اپنا دستِ شفقت رکھا اور وہ خاموش ہو گیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کو بانہوں میں لے کر چپ نہ کراتے تو قیامت تک روتا رہتا۔ (بخاری، الصحیح، 3:1314، کتاب المناقب، رقم: 23392)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشتِ اقدس کے لمس کا اثر تھا کہ ایک بے جان اور بے زبان لکڑی میں آثارِ حیات نمودار ہوئے جس کا حاضرینِ مجلس نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیثِ مبارکہ میں اس طرح ہیں: مسجد نبوی میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کے لئے جمعہ کے دن یا کسی ایسے وقت میں جب لوگوں کو کوئی حکمِ الٰہی پہنچانا ہوتا، کھجور کے ایک ستون سے پشت مبارک لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اگر آپ حکم فرمائیں تو آپ کے لئے کوئی ایسی شے تیار کی جائے جس پر آپ کھڑے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایسا کر سکتے ہو تو اجازت ہے۔ چنانچہ تین درجوں والا ایک منبر تیار کرایا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنے لگے تو ستون سے رونے کی آواز سنی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً منبر سے اُترے، اُسے سینہ سے لگایا اور (جیسا کہ بچوں کے چپ

کرانے کے لئے کیا جاتا ہے) اُس پر محبت اور شفقت سے ہاتھ پھیرتے رہے، یہاں تک کہ وہ پرسکون ہو گیا۔

(احمد بن حنبل، المسند، 109:2)

بَابُ: مَا جَآءَ فِي طُوْلِ الْقِيَامِ فِي الصَّلٰوةِ

یہ باب نماز کے دوران طویل قیام کرنے کے بیان میں ہے

1418 -حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلَّيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سَوْءٍ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ الْاَمْرُ قَالَ هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَتْرُكَهُ

◆◆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ مجھے ایک غلط خیال آیا۔ (راوی بیان کرتے ہیں) میں نے دریافت کیا: آپ کو کیا خیال آیا تھا؟ انہوں نے بتایا: مجھے یہ خیال آیا کہ میں بیٹھ جاتا ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز کی حالت میں ہی) کھڑے رہنے دیتا ہوں۔

1419 -حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ يَقُوْلُ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا

◆◆ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل ادا کرتے ہوئے اتنا طویل قیام کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں ورم آلود ہو جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے گزشتہ اور آئندہ ذنب کی مغفرت کر دی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب دیتے: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

شرح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں قیام افضل ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام اللیل (تہجد) میں بڑی دیر تک قیام کرتے، اور قیام کے افضل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جو قرآن افضل الاذکار ہے، اس میں پڑھا جاتا ہے۔

نیز یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ طول قیام کثرت رکوع وسجود سے افضل ہے علماء کی ایک جماعت جس میں امام شافعی بھی ہیں اسی طرف گئی ہے اور یہی حق ہے، اور رکوع وسجود کی فضیلت میں جو حدیثیں وارد ہیں وہ اس کے منافی نہیں ہیں کیونکہ

1418: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1135' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1812' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1813

1419: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1130' ورقم الحدیث: 4836' ورقم الحدیث: 6471' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 7055' ورقم الحدیث: 7056' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 412' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1643

ان دونوں کی فضیلت سے طول قیام پران کی افضیلت لازم نہیں آتی۔

1420 -حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَمَانٍ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز اتنی طویل ادا کیا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں ورم آلود ہو جاتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی: اللہ تعالیٰ نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں "ذنب" کی مغفرت کردی ہے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں"۔

1421- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ بِشْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ قَالَ طُوْلُ الْقُنُوْتِ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کون سی نماز زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میں طویل قیام ہو۔

عبادت میں طویل قیام کرنے کا بیان

۱-البزار والطبرانی فی الاوسط وابونعیم نے الدلائل میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ تم اس آدمی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا نام رکھو جس سے لوگ کوئی نتیجہ اخذ کرسکیں پھر انہوں نے کہا یہ کاہن ہے بعض نے کہا یہ کاہن نہیں پھر انہوں نے کہا یہ مجنون ہے تو دوسروں نے کہا یہ مجنون نہیں ہے پھر کچھ لوگوں نے کہا یہ جادوگر ہے تو دوسروں نے کہا یہ جادوگر نہیں ہے۔ پھر کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ ایک دوست کو اپنے دوست سے جدا کردیتا ہے تو اس پر مشرک متفرق ہو گئے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے اور اپنے اوپر چادر اوڑھ لی۔ آپ کے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا آیت یاایھا المزمل اے کپڑا اوڑھنے والے آیت یا ایھا المدثر اے چادر لپیٹنے والے۔

۲-احمد ومسلم وابوداود والنسائی ومحمد بن نصر فی کتاب الصلوٰۃ اور بیہقی نے اپنی سنن میں سعد بن ہشام رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں نے عائشہ (رض) سے پوچھا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتایئے؟ عائشہ (رض) نے فرمایا کیا تو نے یہ سورۃ نہیں پڑھی۔ آیت یا ایھا المزمل میں نے کہا کیوں نہیں؟ پھر عائشہ (رض) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے آغاز میں قیام اللیل کو فرض کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ایک سال تک قیام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے پاؤں سوج جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے آخری حصے کو بارہ ماہ تک آسمان میں روکے رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے تخفیف اور رخصت کو اس سورت کے آخر میں نازل فرمایا۔ تورات کا قیام نفل ہو گیا فرض ہونے کے بعد۔

1420: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1421: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1765

۳-ابن جریر وابن ابی حاتم نے عائشہ (رض) سے روایت کیا کہ قرآن میں آیت یاایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا۔ نازل ہوا یہاں تک کہ ایک آدمی رسی باندھ کر لٹک جاتا تھا۔ اسی حکم پر آٹھ ماہ عمل کرتے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ وہ اس کی رضا اور خوشنودی کو چاہتے ہیں تو ان پر رحم فرمایا اور ان کو فرض نماز کی طرف لوٹا دیا۔ اور قیام اللیل کو چھوڑ دیا۔

۴-محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں والحاکم وصححہ نے جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے روایت کی کہ میں نے عائشہ (رض) سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کو قیام کرنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کیا تو نے نہیں پڑھا۔ آیت یاایہا المزمل میں نے کہا کیوں نہیں فرمایا وہی ان کا قیام تھا۔

رسول اللہ ﷺ کا راتوں کو کم سونا

۵-عبداللہ بن احمد فی زوائد الزہد ومحمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں عائشہ (رض) سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت کم رات کو سوتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا آیت قم اللیل الا قلیلا۔

۶-ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن وابی حاتم ومحمد بن نصر والطبرانی والحاکم وصححہ وبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ جب سورۃ مزمل کا اول حصہ نازل ہوا۔ تو صحابہ کرام تقریباً اتنا وقت قیام کرتے تھے۔ جتنا رمضان کے مہینہ میں قیام کرتے تھے یہاں تک کہ اس کا آخر حصہ نازل ہوا۔ اور سا کے اول اور آخر کے درمیان تقریباً ایک سال کا فاصلہ ہے۔

۷-عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذ رو ابن نصر نے ابوعبدالرحمٰن سلمی (رح) سے روایت کیا کہ یہ سورۃ آیت یاایہا المزمل نازل ہوئی تو ایک سال تک اس حکم پر قیام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے قدم اور ان کی پنڈلیوں پر ورم آگیا۔ پھر یہ آیت فاقرء واما تیسر منہ نازل ہوئی تو لوگوں نے آرام پایا۔

۸-عبد بن حمید وابن جریر جریر وابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا۔ نازل ہوئی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسل اس حال پر دس سال ٹھہرے رہے اور قیام اللیل فرمایا جیسے اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا اور آپ کے صحابہ کرام (رض) میں سے ایک جماعت بھی آپ کے ساتھ قیام کرتی رہی۔ دس سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آیت ان ربک یعلم انک تقوم سے لے کر آیت فاقیموا الصلوۃ تک تو اللہ تعالیٰ نے ان سے تخفیف فرمادی دس سال کے بعد۔

۹-ابوداود فی ناسخہ ومحمد بن نصر وابن مردویہ والبیہقی فی السنن عکرمہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سورۃ مزمل میں فرمایا آیت قم اللیل الا قلیلا نصفہ ۔ رات کو قیام کرمگر تھوڑا سا حصہ یعنی اس کا آدھا اور وہ آیت جس میں ہے آیت والنہار علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرء و ا ماتیسر من القراٰن۔ اسے معلوم ہے کہ تم اس کو نباہ نہیں سکتے سو اس نے تم پر رحم کیا پس پڑھو جتنا قرآن میں سے آسان ہو آیت ناشءۃ اللیل یعنی رات کا اٹھنا اس کا اول ہے اور ان کی نماز رات کے اول حصہ میں ہوتی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ تم اس کو شمار کرلو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر قیام اللیل میں سے فرض کیا ہے۔ اور یہ اس لیے کہ انسان جب سو جاتا ہے تو وہ نہیں جانتا کہ کب جاگے گا اور فرمایا آیت واقوم قیلا اور بات بھی صحیح نکلتی

ہے۔یعنی وہ زیادہ مناسب ہے کہ آپ قرآن کی قراءت کو سمجھیں آیت ان لك فی النهار سبحا طویلا۔ بیشک دن میں آپ کے لیے بڑا کام ہے یعنی لمبی فراغت ہے۔

۱۰-ابن ابی حاتم نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت یا ایها المزمل اے چادر اوڑھنے والے یہ آیت نازل ہوئی اور اس وقت آپ ایک کملی چادر میں تھے۔

۱۱-الحاکم وصححہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت یا ایها المزمل کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد ہے کہ آپ نے اس امر کو چھپا رکھا ہے۔سو آپ اس کے ساتھ کھڑے ہوں۔

۱۲-ابن ابی شیبہ وابن نصر نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت یا ایها المزمل سے مراد ہے کہ آپ نے اس امر کو چھپا رکھا ہے سو آپ کے ساتھ اٹھیں اور فرمایا آیت یا ایها المدثر سے مراد ہے کہ آپ نے اس امر کو چادر کے ساتھ ڈھانپ رکھا ہے سو آپ اس کام کو لے کر کھڑے ہو جائیں۔

۱۳-ابن المنذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت یا ایها المزمل کے بارے میں روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے ہوئے تھے کہ آپ کو خطاب ہوا آیت یا ایها المزمل۔

۱۴-عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن نصر قتادہ رحمہ اللہ سے آیت یا ایها المزمل کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد ہے اے وہ جو کہ اپنے کپڑوں کے ساتھ لپٹا ہوا ہے۔

۱۵-عبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ آیت یا ایها المزمل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد ہے۔(تفسیر درمنثور، سورہ مزمل، لاہور)

بَاب :مَا جَآءَ فِیْ کَثْرَۃِ السُّجُوْدِ

یہ باب کثرت سجدہ کرنے کے بیان میں ہے

1422- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِيَّانِ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ اَنَّ اَبَا فَاطِمَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ اَسْتَقِيْمُ عَلَيْهِ وَاَعْمَلُهٗ قَالَ عَلَيْكَ بِالسُّجُوْدِ فَاِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ بِهَا عَنْكَ خَطِيْئَةً

◆◆ حضرت ابوفاطمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی ایسے عمل کے بارے میں بتائیں جس پر میں استقامت اختیار کروں جسے میں سرانجام دوں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم پر سجدے کرنا لازم ہے کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے جو بھی سجدہ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تمہارے ایک درجے کو

1422:اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث:4178

بلند کرے گا اور اس کی وجہ سے تمہارے ایک گناہ کو مٹا دے گا۔

کثرت سجود کے سبب فضیلت پانے کا بیان

حضرت ربیعہ ابن کعب فرماتے ہیں کہ میں رات کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا کرتا تھا اور وضو کا پانی دوسری ضروریات (مثلاً مسواک، جائے نماز وغیرہ) پیش کیا کرتا تھا (ایک روز) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ "(دین ودنیا کی بھلائیوں میں سے جو کچھ مانگنا چاہتے ہو) مانگو! میں نے عرض کیا "میری درخواست تو صرف یہ ہے کہ جنت میں مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔" (جس مرتبے کو تم پہنچنا چاہتے ہو یہ تو بہت عظیم ہے اس کے سوا) کچھ اور مانگو۔" میں نے عرض کیا "میری درخواست تو بس یہی ہے۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سو اس مرتبے کو حاصل کرنے کے لئے) تم کثرت سے سجود کے ذریعے اپنی ذات سے میری مدد کرو۔

(صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 860)

ربیعہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات پیش کرنے پر معمور تھے۔ اس لئے ان کی اس خدمت اور جذبہ اطاعت وفرمانبرداری کے صلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم دین ودنیا کی جو بھی بھلائی چاہتے ہو مانگ لو۔ ظاہر ہے کہ ایک وفادار خادم اور جاں قربان کرنے والا غلام اس سے بڑی اور کیا تمنا رکھ سکتا ہے کہ اس کا وہ آقا جس کی خدمت نے اس کو دین ودنیا کی عظیم سعادتوں سے نواز رکھا ہے جنت میں بھی اسے ان کی رفاقت کی سعادت حاصل ہو جائے چنانچہ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میری سب سے بڑی تمنا اور سب سے بڑی خواہش تو بس یہی ہے کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس دنیا میں اپنے قدموں میں جگہ دے رکھی ہے اسی طرح جنت کی پر سعادت فضا میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا شرف حاصل ہو جائے، پہلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ یہ اس کے علاوہ کچھ اور مانگ لیں مگر جب دیکھا کہ انہیں اپنی اس خواہش پر اصرار ہے تو فرمایا کہ "اس عظیم مرتبے اور اس بڑی سعادت کو حاصل کرنے کے لئے تم کثرت سجود کے ذریعے اپنی ذات سے میری مدد کرو۔ یعنی اگر تمہارا یہی اصرار ہے اور تم اسی خواہش کی تکمیل چاہتے ہو تو پھر آؤ تم کو میں ایک ایسا راستہ بتا دیتا ہوں جو تمہاری منزل مقصود تک جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہارا اپنا تو کام یہ ہونا چاہئے کہ نماز پڑھتے رہو اور بارگاہ الٰہی میں کثرت سے سجدے کر کے اپنی عجز وبے چارگی کا اظہار کیا کرو اور سجدہ میں دعا کرتے رہا کرو، ادھر میں بھی تمہارے لئے دعا کرتا ہوں اور حصول مقصد اور تمہاری اس خواہش کی تکمیل کے لئے کوشش کرتا ہوں، لیکن شرط یہ ہے کہ میں تمہیں جو بتاؤں یعنی جو حکم دوں اس پر پورا پورا عمل کرتے رہو کہ راہ سعادت حاصل ہونے کی تدبیر یہی ہے اور انشاء اللہ اس کے بعد تم منزل مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔ فتح قفل ارچہ کلید است اے عزیز جنبش از دست تو می خواہند نیز یعنی: عزیز من! قفل اگر چہ کنجی ہی سے کھلتا ہے لیکن تمہارے ہاتھ کی حرکت بھی تو ضروری ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خدمت کرنا اور ان کی رضا اور خوشنودی کو پوری کرنا در حقیقت فضیلت وسعادت کے حصول کا ذریعہ ہے خاص طور پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو مدنظر رکھنا تو دین ودنیا کی سب سے بڑی سعادت وبھلائی ہے۔

اس حدیث میں اس بات پر تنبیہ بھی ہے کہ طالب صادق کو چاہئے کہ اس کا مطلوب صرف آخرت کی نعمتیں ہوں کہ جن کو دوام وبقاء حاصل ہے دنیا کی لذتوں کی طرف التفات نہ کرے کہ جو فانی اور ختم ہو جانے والی ہیں۔ لیکن شرط یہ بھی ہے کہ بندگی میں اپنی طرف سے کوئی قصور نہ ہو کیونکہ محض آرزو اور تمنا ہی منزل مقصود تک نہیں پہنچاتی بلکہ اس میں اپنی طرف سے کوشش وسعی کو بھی دخل ہوتا ہے جیسا کہ بڑوں نے کہا ہے کہ " کسی تمنا اور آرزو کے ہوتے ہوئے کوشش وسعی نہ کرنا بلکہ بیکار بیٹھنا ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا ہے۔
کارکن کار بگزار گفتار کاندریں راہ کاردارد کار یعنی عمل کر وزبانی جمع خرچ سے بچو، کیونکہ اس راستے میں تو صرف عمل ہی عمل ہے۔

1423- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو اَبُوْ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعَيْطِيُّ حَدَّثَهُ مَعْدَانُ بْنُ اَبِيْ طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيُّ قَالَ لَقِيْتُ ثَوْبَانَ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنِيْ حَدِيْثًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّنْفَعَنِيْ بِهٖ قَالَ فَسَكَتَ ثُمَّ عُدْتُ فَقُلْتُ مِثْلَهَا فَسَكَتَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لِيْ عَلَيْكَ بِالسُّجُوْدِ لِلّٰهِ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَّسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَآءِ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ

◄► معدان بن ابوطلحہ بیان کرتے ہیں: میری ملاقات حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے کہا آپ کوئی حدیث سنایئے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مجھے نفع عطا کرے۔ راوی کہتے ہیں: تو وہ خاموش رہے میں نے دوبارہ گزارش کی اور میں نے اسی کی مانند الفاظ کہے تو تین مرتبہ وہ خاموش رہے پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا تم پر لازم ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدے کرو کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جو بھی بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سجدے کی وجہ سے اس کے درجے کو بلند کرتا ہے اس سجدے کی وجہ سے اس کے گناہ کو مٹا دیتا ہے۔
معدان بیان کرتے ہیں: پھر میری ملاقات حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے ان سے یہ سوال کیا تو انہوں نے بھی اسی کی مانند جواب دیا۔

شرح

حضرت معدان کے دو مرتبہ سوال کرنے پر بھی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے جواب اس لئے نہ دیا تاکہ سائل کو رغبت زیادہ ہو اور آتش شوق بھڑک کر جواب کی اہمیت وعظمت کا احساس کر سکے اور عملی قوت پوری طرح بیدار ہو جائے۔ سجدوں سے مراد کوئی خاص سجدے نہیں بلکہ نماز کے سجدے بھی مراد ہو سکتے ہیں اور سجدہ تلاوت یا سجدہ شکر بھی مراد لئے جا سکتے ہیں۔

1424- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُرِّيِّ عَنْ

1423: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1093' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 388' ورقم الحدیث: 389' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1138

1424: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَّسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَّمَحَا عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَّرَفَعَ لَهٗ بِهَا دَرَجَةً فَاسْتَكْثِرُوْا مِنَ السُّجُوْدِ

◆◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''جو بھی بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک سجدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھتا' اس کی وجہ سے اس کے گناہ کو مٹا دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے ایک درجے کو بلند کرتا ہے' (اس لیے) تم لوگ بکثرت سجدہ کیا کرو''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ اَوَّلِ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلٰوةُ

اس باب میں بندے سے سب سے پہلے نماز کے حساب کا بیان ہے

1425- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ حَكِيْمٍ الضَّبِّيِّ قَالَ قَالَ لِيْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا اَتَيْتَ اَهْلَ مِصْرِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الصَّلٰوةُ الْمَكْتُوْبَةُ فَاِنْ اَتَمَّهَا وَاِلَّا قِيْلَ انْظُرُوْا هَلْ لَهٗ مِنْ تَطَوُّعٍ فَاِنْ كَانَ لَهٗ تَطَوُّعٌ اُكْمِلَتِ الْفَرِيْضَةُ مِنْ تَطَوُّعِهٖ ثُمَّ يُفْعَلُ بِسَائِرِ الْاَعْمَالِ الْمَفْرُوْضَةِ مِثْلُ ذٰلِكَ

◆◆ انس بن حکیم بیان کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا جب تم اپنے شہر کے لوگوں کے پاس جاؤ تو انہیں بتا دینا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے قیامت کے دن بندہ مسلم سے سب سے پہلے فرض نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا اگر وہ مکمل ہوگی' تو ٹھیک ہے ورنہ یہ حکم دیا جائے گا کہ اس بات کا جائزہ لو کہ کیا اس کی کوئی نفل نماز موجود ہے؟ اگر اس شخص کی کوئی نفل نماز موجود ہے اگر اس شخص کی کوئی نفل نماز موجود ہوئی تو اس نفل کے ذریعے اس کے فرائض کی تکمیل کی جائے گی۔ پھر تمام فرض اعمال کا اسی طرح حساب لیا جائے گا۔

شرح

ایک دوسری روایت میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے جس چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا وہ خون ہوگا اور یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ سب سے پہلے "نماز" کا محاسبہ ہوگا۔ لہٰذا ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے تو سب سے پہلے نماز کا مواخذہ ہوگا اور بندوں کے حقوق میں سب سے پہلے "خون" کا حساب لیا جائے گا۔ حدیث کے آخری الفاظ "پھر اسی طرح بندے کے دوسرے اعمال کا حساب ہوگا" کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح فرض نماز کی کوئی کمی سنت و

1425: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 864' ورقم الحدیث: 865

نفل نماز سے پوری کی جائے گی اسی طرح دوسرے فرض اعمال میں بھی کوئی کوتاہی ہوگی تو اسے نفل اعمال کے ذریعے پورا کیا جائے گا۔ مثلاً اگر فرض روزوں میں کوئی نقصان واقع ہوگا تو وہ نقصان نفل روزے سے پورا کیا جائے گا اگر زکوٰۃ میں کچھ نقصان ہوگا تو صدقے نفل سے اسے پورا کیا جائے گا۔ اگر فرض حج میں کوئی کمی رہ گئی تو نفل حج یا عمرہ سے پوری کی جائے گی اور اگر کسی پر کسی کا کوئی حق (مطالبہ) ہوگا تو اس کے اعمال صالحہ سے اس مطالبہ کی بقدر حصہ لے کر صاحب مطالبہ کو دے دیا جائے گا اسی طرح تمام اعمال کے بارے میں پورا پورا محاسبہ کیا جائے گا۔

1426- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الدَّارِمِیُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ اَوْفٰی عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ اَنْبَاَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَدَاوُدُ بْنُ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰی عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ اَكْمَلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ نَافِلَةً فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ اَكْمَلَهَا قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ لِمَلَآئِكَتِهٖ انْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَاَكْمِلُوْا بِهَا مَا ضَيَّعَ مِنْ فَرِيْضَتِهٖ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ عَلٰی حَسَبِ ذٰلِكَ

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا' اگر وہ مکمل ہوگی' تو اس کی نفلی نمازیں نوٹ کی جائیں گی اور اگر وہ (فرض نماز) مکمل نہیں ہوگی' تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا' تم اس بات کا جائزہ لو' کیا تم میرے بندے کی کوئی نفل نماز (یا کوئی عمل) پاتے ہو؟ تو اس کے ذریعے اسے پورا کر دو' جو اس نے اپنے فرض کو ضائع کیا تھا"۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) پھر اسی حساب سے اس کے اعمال کا مواخذہ ہوگا۔

بَاب :مَا جَآءَ فِیْ صَلٰوةُ النَّافِلَةِ حَيْثُ تُصَلَّی الْمَكْتُوْبَةُ

یہ باب ہے کہ جس جگہ فرض نماز ادا کی تھی وہیں نوافل ادا کرنے کے بارے میں روایات

1427- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اِذَا صَلّٰی اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ اَوْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَوْ عَنْ شِمَالِهٖ يَعْنِی السُّبْحَةَ

1426: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 866

1427: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 848' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 1006

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: کیا کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے کہ جب وہ نماز ادا کرنے لگے تو (جہاں فرض ادا کیے تھے) اس جگہ سے کچھ آگے ہو جائے یا پیچھے ہو جائے یا دائیں ہو جائے یا بائیں ہو جائے (راوی کہتے ہیں:) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد نفل نماز ہے۔

1428 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصَلِّي الْاِمَامُ فِيْ مُقَامِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ الْمَكْتُوْبَةَ حَتّٰى يَتَنَحّٰى عَنْهُ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' امام اس جگہ نماز ادا نہ کرے جہاں اس نے فرض نماز ادا کی تھی بلکہ اس سے ذرا ہٹ جائے۔

1428 م-حَدَّثَنَا كَثِيْرُ ابْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ تَوْطِيْنِ الْمَكَانِ فِي الْمَسْجِدِ يُصَلّٰى فِيْهِ

یہ باب مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے کسی جگہ کو مخصوص کر لینے کے بیان میں ہے

اونٹ کی طرح بیٹھنے کی ممانعت کا بیان

1429-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح و حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ مَحْمُوْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَعَنْ فِرْشَةِ السَّبُعِ وَاَنْ يُوْطِنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ كَمَا يُوْطِنُ الْبَعِيْرُ

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں سے منع کیا ہے کوے کی طرح چونچ مارنے، درندے کی طرح بیٹھنے اور یہ کہ آدمی اپنی نماز ادا کرنے کے لیے جگہ مخصوص کر لے جس طرح اونٹ اپنے (بیٹھنے کے) لیے جگہ مخصوص کر لیتا ہے۔

شرح

اس حدیث میں تین چیزوں سے منع کیا جا رہا ہے پہلی تو یہ کہ جس طرح کوا زمین سے دانہ چگنے کے لئے جلدی جلدی چونچ

1428: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 616

1429: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 862' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1111

زمین پر مار کر دانہ اٹھاتا ہے اس طرح سجدے سے سر جلدی جلدی نہ اٹھایا جائے۔ دوسری چیز یہ کہ جانور مثلاً کتے اور بھیڑ یئے وغیرہ جس طرح اپنے پنجے زمین پر بچھا کر بیٹھتے ہیں اس طرح سجدے کے وقت پنجے زمین پر نہ بچھا دیئے جائیں۔ تیسری چیز یہ کہ جس طرح اونٹ اپنے بیٹھنے کی ایک جگہ متعین ومقرر کر لیتا ہے کہ اس کے علاوہ دوسرا اونٹ اس جگہ نہیں بیٹھ سکتا اسی طرح مسجد میں کوئی جگہ متعین نہ کی جائے کہ اس جگہ کسی دوسرے کو نہ بیٹھنے دیا جائے کیونکہ مسجد سب کے لئے ہے جو جہاں چاہے بیٹھ سکتا ہے اپنے لئے کسی ایک جگہ کو متعین ومقرر کر کے وہاں دوسرے کو بیٹھنے سے روکنا مکروہ وممنوع ہے۔

علامہ حلوانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ "ہمارے علماء کے نزدیک یہ مکروہ ہے کہ مسجد میں کسی خاص کپڑے کو اس لئے متعین کر لیا جائے کہ اس علاوہ کسی دوسرے کپڑے میں نماز پڑھی ہی نہ جائے کیونکہ اس طرح عبادت اس خاص کپڑے کے ساتھ عادت بن جاتی ہے کہ اس کے علاوہ کسی دوسرے کپڑے میں نماز پڑھنا دشواری وگرانی کا باعث بنتا ہے حالانکہ عبادت جب عادت ہو جاتی ہے تو اسے ترک کر دینا چاہئے چنانچہ اس وجہ سے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ پر اس کو قیاس کیا جا سکتا ہے کہ مسجد میں کسی جگہ کو اپنے لئے متعین کر لینا اور اس جگہ کسی دوسرے کو بیٹھنے سے روکنا شریعت کی نظر میں کوئی مستحسن فعل نہیں ہو سکتا جب کہ اس سے مقصد بھی کوئی اچھا نہ ہو۔

نبی کریم ﷺ کی نسبت والی جگہ پر نماز پڑھنے کا بیان

1430 - حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهُ كَانَ يَاْتِيْ اِلٰى سُبْحَةِ الضُّحٰى فَيَعْمِدُ اِلَى الْاُسْطُوَانَةِ دُوْنَ الْمُصْحَفِ فَيُصَلِّ قَرِيبًا مِّنْهَا فَاَقُوْلُ لَهٗ اَلَا تُصَلِّيْ هٰهُنَا وَاُشِيْرُ اِلٰى بَعْضِ نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى هٰذَا الْمَقَامَ

◆◆ یزید بن ابوعبید بیان کرتے ہیں' حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ چاشت کی نماز ادا کرنے مسجد میں آتے تو وہ بطور خاص اس ستون کے پاس نماز ادا کیا کرتے تھے جو مصحف کے پاس تھا میں نے مسجد کے دوسرے کونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: آپ یہاں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ اس جگہ نماز ادا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ اَيْنَ تُوضَعُ النَّعْلُ اِذَا خُلِعَتْ فِي الصَّلٰوةِ

یہ باب ہے کہ جب نماز کے دوران جوتے اتارے جائیں' تو ان جوتوں کو کہاں رکھا جائے

1431 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ عَنْ

1430: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 502' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1135' ورقم الحدیث: 1136

1431: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 648' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 775

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى يَوْمَ الْفَتْحِ فَجَعَلَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهٖ

حضرت عبداللہ بن سائب بیان کرتے ہیں: فتح مکہ کے دن میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے اپنے جوتے اپنے بائیں طرف رکھے ہوئے تھے۔

شرح

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ سرور کائنات ﷺ اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک اپنے جوتے اتار کر اپنی بائیں طرف (دور ہٹا کر) رکھ لئے جب لوگوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار ڈالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ تمہیں جوتے اتارنے پر کس چیز نے مجبور کر دیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے دیکھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے جوتے اتار ڈالے ہیں اس لئے ہم نے بھی اپنے جوتے اتار ڈالے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اس لئے میں نے تو جوتے اس لئے اتارے تھے کہ) میرے پاس جرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے خبر دی کہ میرے جوتوں میں نجاست لگی ہوئی ہے (اس لئے میں نے جوتے اتار دیئے تھے) تم میں سے جو آدمی مسجد میں آئے تو پہلے وہ اپنے جوتے دیکھ لیا کرے۔ اگر ان میں نجاست لگی ہوئی معلوم ہو تو انہیں صاف کر لے (اور انہیں پہنے ہی پہنے) نماز پڑھ لے۔ (سنن ابوداؤد، دارمی، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 728)

"قذر" (قاف کے زبر اور دال معجمہ کے ساتھ) اس چیز کو کہتے ہیں جسے طبیعت مکروہ رکھے اس لفظ سے بظاہر معلوم یہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے میں ایسی نجاست نہیں لگی ہو گی جس سے نماز درست نہ ہوتی ہو بلکہ کوئی گھناؤنی چیز جیسے رینٹھ وغیرہ لگی ہو گی کیونکہ اگر نجاست لگی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم از سر نو نماز پڑھتے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی نماز پڑھ لی تھی نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اعادہ کیا اور نہ از سر نو نماز پڑھی۔ حضرت جرائیل علیہ السلام کا خبر دینا اور پھر اس خبر کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتوں کو اتار دینا اس لئے تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج اقدس میں چونکہ صفائی اور ستھرائی بہت زیادہ تھی اس لئے جوتوں پر اس گھناؤنی چیز کا لگا رہنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کے مناسب نہیں تھا اور بعض شوافع حضرات فرماتے ہیں کہ اگر کسی نمازی کے کپڑے وغیرہ پر نجاست لگی ہوئی ہو اور اسے اس کا علم نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول قدیم ہے۔ بہر حال۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت واجب ہے کیونکہ صحابہ نے کوئی سبب پوچھے بغیر محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتے اتارتے دیکھ کر اپنے جوتے فوراً اتار ڈالے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے جائز رکھا۔

1432- حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ حَبِيْبٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

1432: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْزِمْ نَعْلَيْكَ قَدَمَيْكَ فَاِنْ خَلَعْتَهُمَا فَاجْعَلْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْكَ وَلَا تَجْعَلْهُمَا عَنْ يَمِيْنِكَ وَلَا عَنْ يَمِيْنِ صَاحِبِكَ وَلَا وَرَائَكَ فَتُؤْذِيَ مَنْ خَلْفَكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اپنے جوتے اپنے پاؤں میں رکھو' اگر تم نے انہیں اتارنا ہو' تو انہیں دونوں پاؤں کے درمیان رکھ لو' انہیں اپنے دائیں طرف نہ رکھنا' نہ ہی اپنے ساتھی کے دائیں طرف رکھنا' نہ ہی اپنے پیچھے رکھنا' ورنہ تم اپنے سے پیچھے والے کو اذیت پہنچاؤ گے''۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ نماز کے دوران جوتے اپنی دائیں طرف نہ رکھے جائیں اور بائیں طرف بھی اس لئے نہ رکھے جائیں کہ جو آدمی اس کے بائیں طرف کھڑا ہوگا یہ جوتا جو اپنے بائیں طرف رکھا گیا ہے اس آدمی کے دائیں طرف پڑے گا۔ لہٰذا جب اپنی دائیں طرف جوتا رکھنا پسند نہ کیا تو اس جوتے کو دوسرے آدمی کے دائیں طرف کیوں رکھا جائے کیونکہ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے اپنے ساتھی کے لئے بھی اس چیز کو پسند کرے اور جس چیز کو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے اسے اپنے ساتھی کے لئے بھی ناپسند کرے۔

كِتَابُ مَا جَآءَ فِي الْجَنَائِزِ

یہ کتاب جنائز سے متعلق روایات کے بیان میں ہے

لفظ جنازہ کے لغوی مفہوم کا بیان

علامہ علی بن سلطان محمد القاری حنفی لکھتے ہیں۔ کہ جنائز یہ جنازہ کی جمع ہے، لفظ جنازہ لغت کے اعتبار سے جیم کے زیر اور زبر دونوں کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے لیکن زیادہ فصیح جیم کے زیر کے ساتھ ہی ہے۔ جنازہ میت یعنی مردے کو جو تخت پر ہو، کہتے ہیں۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ لفظ "جنازہ" یعنی جیم کے زبر کے ساتھ میت کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور جنازہ یعنی جیم کے زیر کے ساتھ تابوت اور اس تخت یا چارپائی کو کہتے ہیں جس پر مردہ کو رکھ کر اٹھاتے ہیں، بعض حضرات نے اس کے برعکس کہا ہے یعنی "جنازہ تابوت یا تخت کو کہتے ہیں اور جنازہ میت کو کہا جاتا ہے۔ (شرح وقایہ، کتاب صلوۃ، ج ۱، ص ۳۲۰، بیروت)

نماز جنازہ کی مشروعیت کا بیان

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ، اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ . (التوبہ، ۸۴)

اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس کا جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا، بیشک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور اس حال میں مرے کہ وہ نافرمان تھے۔

منافقین نے جنگ تبوک میں شرکت نہ کر کے جب اپنے آپ کو آشکارا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو حکم دیا کہ اب آپ بھی ان سے پہلی سی نرمی اور رأفت کا برتاؤ نہ کیا کریں بلکہ ان کو ننگا ہونے دیں تا کہ دوسروں کے لیے موجب عبرت ہوں۔ اس لیے اب آئندہ ان کو جہاد میں شرکت سے روک دیا اور اسی سلسلہ میں ہی یہ حکم فرمایا کہ اب ان کی نماز جنازہ نہ پڑھا کیجئے اور نہ ان کی قبر پر تشریف لے جایئے۔ ان کی کفر و گمراہی نے انہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑا کہ رحمت الٰہی ان کی طرف مائل ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مرض موت میں مبتلا ہوا تو حضور اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس نے التماس کی کہ جب وہ مر جائے تو حضور اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کی قبر پر بھی تشریف فرما ہوں۔ پھر اس نے ایک آدمی بھیجا اور عرض کی کہ کفن کے لیے اسے قمیص مرحمت فرمائی جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر والی قمیص بھیجی اس نے پھر گزارش کی کہ مجھے وہ قمیص چاہیے جو آپ کے جسد اطہر کو چھو رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے تھے۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! آپ اس ناپاک اور گندے کو اپنی پاک قمیص کیوں مرحمت

فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقت سے نقاب اٹھایا اور فرمایا اے عمر! ان قمیصی لایغنیء عنه من الله شینا فلعل الله ان یدخل به الفافی الاسلام (کبیر) اے عمر رضی اللہ عنہ! اس کافر اور منافق کو میری قمیص کچھ نفع نہیں پہنچائے گی۔ بلکہ اس کے دینے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہزار آدمیوں کو مشرف باسلام کرے گا۔

منافقوں کا ایک انبوہ کثیر ہر وقت عبداللہ کے پاس رہتا تھا۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ یہ نابکار ساری عمر مخالفت کرنے کے بعد اپنی بخشش اور نجات کے لیے آپ کی قمیص کا سہارا لے رہا ہے تو ان کی آنکھوں سے غفلت کے پردے اٹھ گئے اور یہ حقیقت عیاں ہوگئی کہ اس رحمت عالمیاں کی بارگاہ بیکس پناہ کے بیر اللہ تعالیٰ کے ہاں منظور نا ممکن ہے تو بجائے اس کے کہ حالت یاس میں اس کا دامن پکڑنے کی ناکام کوشش کریں اب ہی کیوں نہ اس پر ایمان لے آئیں اور سچے دل سے اپنی گزشتہ خطاؤں کی معافی مانگ لیں اور اس کی شفاعت کے مستحق ہو جائیں۔ چنانچہ اسی دن ایک ہزار منافق اس قمیص والے کے حسن خلق سے مشرف باسلام ہوا۔ اسلم منھم یومئذ الف (کبیر) جو ڈوب چکا تھا وہ تو ڈوب چکا لیکن ہزاروں ڈوبتے ہوآن کو تو بچالیا۔ جب وہ مر یا تو اس کا بیٹا جو مخلص مسلمان تھا حاضر ہوا اور اپنے باپ کی موت کی اطلاع دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور اس کا جنازہ پڑھ کر اسے دفن کر آؤ۔

اس نے عرض کی حضور خود کرم فرمادیں۔ اس پیکر عفو وعنایت نے نہ نہ کی۔ اٹھے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے روانہ ہونے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر گزارش کی یارسول اللہ، اللہ اور رسول کے اس دشمن کی نماز جنازہ نہ پڑھیے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنایا ولاتصل علی احد الخ اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص کیوں عطا فرمائی۔

مفسرین نے اس کی کئی ایک وجہیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب جنگ بدر میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے گرفتار کیے گئے تو ان کی اپنی قمیص پھٹ گئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قمیص پہنانا چاہی کیونکہ عباس دراز قامت تھے۔ عبداللہ بن ابی کا قد بھی بڑا لمبا تھا اس لیے اس کی قمیص کے سوا اور کوئی قمیص انہیں پوری نہ آئی۔ اللہ کے رسول نے چاہا کہ اس کا یہ احسان دنیا میں ہی اتار دیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ تعلیم دی کہ اما السائل فلا تنھر کہ کسی سائل کو نہ جھڑکیے۔ اس لیے حضور نے اس کے سوال کو رد نہ کیا۔ اور سب سے بڑی وجہ وہی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی کہ اس قمیص کی وجہ سے اللہ ایک ہزار منافقوں کو دولت ایمان سے مالا مال فرمائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس سے اور بڑی برکت کیا ہوسکتی ہے۔ یہاں ایک چیز خوب ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ وہ بدنصیب جس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے کہ اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ اور اس کے لیے کسی کی شفاعت قبول نہیں کی جائے گی۔ لیکن صاحب ایمان کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو اس کے لیے اگر اللہ کے محبوب کے ہاتھ دعا کے لیے اٹھ جائیں تو مغفرت یقینی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے ولو انھم اذظلموا انفسھم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر ھم الرسول لوجد والله توا بارحیما۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نعمت ایمان نصیب فرمادے اور اس دنیا میں بھی اور روز حشر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی سعادت سے بہرہ ور

فرمائے آمین۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِیْ عِیَادَةِ الْمَرِیْضِ

یہ باب بیمار کی عیادت کرنے کے بیان میں ہے

1433- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ حَدَّثَنَا اَبُوْ الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتَّةٌ بِالْمَعْرُوْفِ یُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِذَا لَقِیَهُ وَیُجِیْبُهُ اِذَا دَعَاهُ وَیُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ وَیَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ وَیَتْبَعُ جِنَازَتَهُ اِذَا مَاتَ وَیُحِبُّ لَهُ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ

◆◆ حضرت علی رٹائٹۂ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں جب وہ اس سے ملاقات کرے' تو اسے سلام کرے' جب وہ اس کی دعوت کرے' تو قبول کرے' جب وہ چھینکے تو اس کا جواب دے' وہ بیمار ہو' تو اس کی عیادت کرے' جب وہ فوت ہو جائے' تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس کے لئے اسی چیز کو پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

مسلمان کے مسلمان پر تیس حق ہونے کا بیان

امام اصبہانی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ترغیب کے باب قضاء حوائج میں یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے لئے اپنے بھائی پر تیس حق ہیں۔ جب تک وہ حقوق ادا نہ کرے یا معاف نہ کروالے، اس وقت تک وہ بری الذمہ نہیں ہوگا۔

(۱) ایک مسلمان دوسرے کی غلطی کو معاف کرے۔ (۲) اس کے آب دیدہ ہونا پر مہربان ہو جائے۔ (۳) اس کے عیب پوشی کرے۔ (۴) اس کے گناہوں کو معاف کرے۔ (۵) اس کی معذرت کو قبول کرے۔ (۶) اس کی غیبت کو رد کرے۔ (۷) ہمیشہ اس کو اچھی نصیحت کرے۔ (۸) اس کی دوستی کی حفاظت کرے۔ (۹) اس کی ذمہ داری کو خیال رکھے۔ (۱۰) اس کے مریض کی بیمار پرسی کرے۔ (۱۱) اس کے جنازے پر حاضر ہو۔ (۱۲) اس کی دعوت کو قبول کرنا۔ (۱۳) ھدیہ کو قبول کرنا۔ (۱۴) اس کے صلہ کا بدلہ دینا۔ (۱۵) اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرنا۔ (۱۶) اس کی اچھی طرح مدد کرنا۔ (۱۷) اس کی عزت کی حفاظت کرنا۔ (۱۸) اس کی ضرورت کو پورا کرنا۔ (۱۹) اس کی سفارش قبول کرنا۔ (۲۰) اس کے مقصد میں خیانت نہ کرنا۔ (۲۱) اس کی چھینک کا جواب دینا۔ (جب وہ چھینک آنے پر الحمد للہ کہے) (۲۲) جب وہ گمراہ ہو تو وہ اس کی رہنمائی کرے۔ (۲۳) اس کے سلام کا جواب دے۔ (۲۴) اس سے اچھا کلام کرے۔ (۲۵) اس کے انعام کا اچھا بدلہ دے۔ (۲۶) اس کی قسموں کی تصدیق کرے۔ (۲۷) ظالم کے خلاف اس کی مدد کرے اور ظلم کو اس سے روکے، اس کے مظلوم ہونے پر اس کی مدد اور اعانت کرے۔ (۲۸) اس سے دوستی

1433: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2736

رکھے نہ کہ دشمنی۔ اسکو ذلیل نہ کرے اور نہ ہی اس کو گالی دے۔ (۲۹) جو خیر اپنے لئے پسند کرے وہی اس کے لئے پسند کرے۔ (۳۰) اور جو بری چیز اپنے لئے ناپسند کرے وہی اس کے لئے ناپسند کرے۔ ان حقوق میں سے کسی کو حق کو نہ چھوڑے ورنہ قیامت کے دن مسلمان اس سے مطالبہ کرے گا۔

1434- حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ اَفْلَحَ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ اَرْبَعُ خِلَالٍ يُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ وَيُجِيْبُهُ اِذَا دَعَاهُ وَيَشْهَدُهُ اِذَا مَاتَ وَيَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ

◆◆ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چار حق ہیں' جب وہ چھینکے تو وہ اسے جواب دے' جب وہ اس کی دعوت کرے تو یہ اسے قبول کرے' جب وہ فوت ہو جائے' تو یہ اس کے جنازے میں شریک ہو اور جب وہ بیمار ہو' تو یہ اس کی عیادت کرے''۔

1435- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنْ حَقِّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ رَدُّ التَّحِيَّةِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَشُهُوْدُ الْجَنَازَةِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ اِذَا حَمِدَ اللّٰهَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''پانچ چیزیں ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان پر حق ہیں' سلام کا جواب دینا' دعوت قبول کرنا' اس کے جنازے میں شریک ہونا' بیمار کی عیادت کرنا' چھینکنے والے کو جواب دینا' جب وہ اللہ کی حمد بیان کرے''۔

1436- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ عَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاشِيًا وَّاَبُوْ بَكْرٍ وَّاَنَا فِيْ بَنِيْ سَلَمَةَ

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدل چل کر میری عیادت کے لیے تشریف لائے' میں ان دنوں بنوسلمہ کے محلے میں رہتا تھا۔

1437- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسٍ

1434: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1435: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1436: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 565' ورقم الحدیث: 6723' ورقم الحدیث: 7309' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 4121' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 2886' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2097' ورقم الحدیث: 3015' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 138

بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعُوْدُ مَرِيْضًا اِلَّا بَعْدَ ثَلَاثٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کے بعد ہی بیمار کی عیادت کرتے تھے۔

1438- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدِ السَّكُوْنِيُّ عَنْ مُوْسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيْضِ فَنَفِّسُوْا لَهُ فِي الْاَجَلِ فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَّهُوَ يَطِيْبُ بِنَفْسِ الْمَرِيْضِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس کی زندگی طویل ہونے کی امید رکھو کیونکہ یہ چیز (تقدیر کے فیصلے میں) کسی چیز کو واپس نہیں کرتی ہے لیکن یہ بیمار کے دل کو خوش کر دیتی ہے''۔

مؤمن کا قلب اور معرفت الٰہی کا بیان

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت ابوہریرہ، حضرت انس، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت خالد، حضرت بلال و دیگر اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خطاب فرما کر رموز و اسرار حقیقت اور حقائق و دقائق معرفت بیان فرمار ہے تھے۔ لیکن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مجلس شریف میں حاضر نہ تھے۔ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت و معرفت کے اسرار و رموز بیان ہی فرمار ہے تھے کہ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی مجلسِ مقدس میں آن حاضر ہوئے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے زبان! اب بس کر دے۔ بعض صحابہ کو تعجب ہوا اور ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ حقائق و معارف بتانا نہیں چاہتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بعض مقربین بارگاہ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی کہ حضور! یہ کیا ماجرا ہے؟ آنجناب نے حقائق و معارف الٰہی دیگر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان فرمادیے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وہ رموز و حقائق آپ نے چھپالیے ہیں۔

جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے رموز و اسرار باطنی کو چھپایا نہیں ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ شیر خوار بچے کو اگر مرغن حلوا اور گوشت وغیرہ ثقیل غذا کھلائی جائے تو اسے مضر پڑتی ہے۔ لیکن جب بچہ بالغ ہو جاتا ہے تو کھانے پینے کی کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچاتی۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی باطنی استعداد و قابلیت کے موافق ان سے دیگر اسرار و معارف بیان فرمانے لگے۔ چنانچہ منزل جبروت و لاہوت کے حقائق و دقائق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تلقین فرمائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمر: من عرف الله لا يقول الله ومن يقول الله ما عرف الله یعنی جس شخص کو معرفت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے۔

1437: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1438: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2087

اس کو منہ سے اللہ اللہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی اور جو منہ سے اللہ اللہ کہتا ہے تو سمجھ لو کہ ابھی اسے معرفتِ الٰہی نصیب نہیں ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیسی معرفت ہے کہ بندہ اپنے مالک کا نام ہی نہ لے اور اس کی یاد کو ترک کر بیٹھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ارشاد خداوندی ہے وھو معکم اینما کنتم یعنی جہاں کہیں تم ہو وہیں خدائے تعالیٰ تمہارے ہمراہ ہے۔ پس اے عمر (رضی اللہ عنہ) جو شخص ہر وقت ہمراہ ہو اور کسی وقت نظر سے اوجھل نہ ہو اس کا یاد کرنا کیونکر ضروری ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ کہاں ہیں؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: کہ بندہ کے دل میں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بندہ کا دل کہاں ہے؟۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قلب انسان میں لیکن یاد رہے کہ دل دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک دل مجازی دوسرا حقیقی اے عمر! حقیقی دل وہ ہے جو نہ داہنی جانب ہے نہ بائیں جانب۔ نہ اوپر کی طرف ہے نہ نیچے کی طرف۔ نہ دور ہے نہ نزدیک ہے لیکن اس حقیقی دل کی شناخت کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ محض ان مقربان الٰہی کا حصہ ہے۔ جو حضور الٰہی میں ہمیشہ مستغرق رہتے ہیں۔ کیونکہ مومن کامل درحقیقت عرش ہی ہوتا ہے۔ **قلب المومن عرش الله تعالىٰ**

اور یہ قرب و حضور بجز صحبت مرشد کامل کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ کامل لوگ اور طالبان سوال و جواب نہیں کیا کرتے۔ بلکہ وہ خاموش اور باادب رہتے ہیں۔

چنانچہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **قلب المومن حاضرة من ذكر الخفى قصو اى ان مقامى ذكر الخفى فهو ميت،**

مومن کے دل میں ذکرِ خفی ہر وقت موجود رہتا ہے۔ لہٰذا اسے حیات جاودانی حاصل ہوتی ہے اور مسلم کا دل خفی ذکر سے چونکہ غافل ہوتا ہے اس لیے وہ درحقیقت مردہ شمار ہوتا ہے۔

دل کہ از اسرار خدا غافل است دل نباید گفت کو مشت گل است

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ! مومن اور مسلم میں کیا فرق ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، کہ مومن عارف الٰہی ہوتا ہے اور عارف میں یہ وصف ہوتا ہے کہ وہ خاموشی اور غمگینی کی حالت میں رہتا ہے اور مسلم زاہد اور خشک ہوتا ہے۔

اس کے بعد جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **ليس المومنون يجتمعون فى المساجد ويقولون لا اله الا الله** . مومن وہ نہیں جو مسجد میں جمع ہوتے اور زبانی طور پر لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ اے عمر (رضی اللہ عنہ) ایسے کلمہ گو گو چہ حقیقت سے بے بہرہ اور بے خبر ہیں، یہ مومن نہیں، بلکہ منافق ہیں، کیونکہ زبان سے تو کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہیں لیکن کلمہ کے اصل معنی سے ناواقف ہیں۔ انہیں خاک بھی پتہ نہیں ہے۔ کہ کلمہ سے اصل مقصود کیا چیز ہے؟ یعنی لا الہ الا اللہ تو کر لیتے ہیں۔ لیکن ان کو کیا خبر کہ نیست سے کیا مراد اور ہست سے کیا؟ ایسا شکی طور پر کلمہ کہنا شرک ہے۔ اور شرک و شک عین کفر ہے۔ ایسے کلمہ گو کافر

کہلاتے ہیں کیوں کہ انہیں یہ نہیں معلوم کہ کلمہ میں کس کی نفی مراد ہے اور کس کا اثبات۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ کہ پھر کلمہ طیبہ کا اصل مقصد کیا ہے؟ جناب سید المرسلین نے فرمایا کہ کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ سوائے ذات وحدہ لاشریک کے دنیا میں کوئی موجود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مظہر خدا ہیں، پس طالب الٰہی کو چاہیے کہ اپنے دل میں غیر اللہ کا خیال تک بھی نہ آنے دے اور ذات خداوندی کو ہی ہر جگہ موجود سمجھے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

فاینما تولوا فثم وجه الله یعنی جدھر دیکھو خداوند تعالیٰ کا ظہور ہے۔

تجلی تیری ذات کی سو بسو ہے جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

اے عمر (رضی اللہ عنہ) جب سالک اپنی تمام صفات کو معدوم سمجھے اور صرف ذات الٰہی کو ہی موجود سمجھے اس وقت وہ سالک مرتبہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ اس مرتبے میں سالک کی حالت حدیث من عرف ربہ فقد کل لسانہ وقطع ارجلہ کا صحیح مصداق بن جاتی ہے۔ یعنی جس شخص کو اپنے رب کی معرفت حاصل ہوگئی وہ گونگا اور لنگڑا ہوگیا۔ (مکتوبات خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

مریض کو خواہش کردہ کھانا کھلانے کا بیان

1439- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مَكِينٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا فَقَالَ مَا تَشْتَهِي قَالَ أَشْتَهِي خُبْزَ بُرٍّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ خُبْزُ بُرٍّ فَلْيَبْعَثْ إِلَى أَخِيهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَهَى مَرِيضُ أَحَدِكُمْ شَيْئًا فَلْيُطْعِمْهُ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہیں کس چیز کی خواہش ہو رہی ہے؟ اس نے عرض کی: گندم کی روٹی کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس شخص کے پاس گندم کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کو بھجوا دے''۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب تمہارا کوئی مریض کسی چیز کی خواہش ظاہر کرے تو آدمی وہ چیز اسے کھلا دے''۔

1440- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُودُهُ فَقَالَ أَتَشْتَهِي شَيْئًا أَتَشْتَهِي كَعْكًا قَالَ نَعَمْ فَطَلَبُوا لَهُ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بیمار کی عیادت کرنے کے لیے اس کے ہاں گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہیں کس چیز کی خواہش ہو رہی ہے؟ کیا تمہیں نرم روٹی کی خواہش ہو رہی ہے؟ اس

1439: اخرجہ ابن ماجہ فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3440

1440: اخرجہ ابن ماجہ فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3441

نے عرض کی: جی ہاں (راوی کہتے ہیں) تو لوگوں نے اس کے لیے وہ روٹی تلاش کی۔

1441-حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مَرِيضٍ فَمُرْهُ أَنْ يَدْعُوَ لَكَ فَإِنَّ دُعَاءَهُ كَدُعَاءِ الْمَلَائِكَةِ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ "جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اسے یہ ہدایت کرو کہ وہ تمہارے لیے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی مانند ہوتی ہے"۔

شرح

حدیث کا حاصل یہ ہے کہ مریض وقریب المرگ کے سامنے اپنی زبان سے خیر و بھلائی کے کلمات ادا کرو بایں طور کہ اپنے لئے تو خیر کی، مریض کے لئے شفا کی اور میت کے لئے مغفرت کی دعا کرو۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي ثَوَابِ مَنْ عَادَ مَرِيضًا

یہ باب ہے کہ جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے اس کا ثواب

1442-حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَتَى أَخَاهُ الْمُسْلِمَ عَائِدًا مَشَى فِي خَرَافَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلِسَ فَإِذَا جَلَسَ غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ فَإِنْ كَانَ غُدْوَةً صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ كَانَ مَسَاءً صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: "جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے پاس اس کی عیادت کرنے کے لیے آئے وہ جنت کے پھل چن رہا ہوتا ہے یہاں تک کہ جب وہ بیٹھ جائے تو یہ چیز ختم ہوتی ہے لیکن جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے اگر وہ دن کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لیے دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کا وقت ہو تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے صبح تک دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں"۔

مریض کی عیادت کرنے کی فضیلت کا بیان

1443-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانٍ الْقَسْمَلِيُّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ

1441: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1442: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3098، ورقم الحدیث: 3099، ورقم الحدیث: 3100

1443: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 2008

اَبِیْ سَوْدَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا نَادٰی مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرے تو آسمان میں سے ایک منادی یہ اعلان کرتا ہے تم نے اچھا کام کیا ہے تمہارا چل کے جانا اچھا کام ہے۔تم نے جنت میں اپنے لیے گھر بنالیا ہے''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِیْ تَلْقِیْنِ الْمَیِّتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

یہ باب قریب المرگ شخص کولا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرنے کے بیان میں ہے

1444-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدِ الْاَحْمَرُ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ كَیْسَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اپنے قریب المرگ لوگوں کو''لا الٰہ الا اللہ'' پڑھنے کی تلقین کرو''۔

شہادتین میں کلمہ توحید ورسالت دونوں کی تلقین کرنے کا بیان

مجمع بحارالانوار میں ہے: سبب التلقین انه یحضر الشیطان لیفسد عقده، والمراد بلااله الا اللّٰه الشهادتان تلقین کا سبب یہ ہے کہ اُس وقت شیطان آدمی کا ایمان بگاڑنے آتا ہے، اورلا الٰہ الا اللہ سے پوراکلمہ طیبہ مراد ہے۔

(مجمع بحارالانوار تحت لفظ"لقن" مطبوعه نولکشور لکھنو)

فتح القدیر میں ہے: المقصود منه التذکیر فی وقت تعرض الشیطان۔ تلقین سے مقصود تعرض شیطان کے وقت ایمان یاددلاتا ہے (فتح القدیر، باب الجنائز مطبوعہ، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

اسی طرح تبیین الحقائق اور فتح اللہ معین وغیرہ میں ہے۔مرقاۃ شرح مشکوۃ میں علامہ میرک سے ہے: من کان اخر کلامه لا الٰه الّا اللّٰه المراد مع قرینته فانه بمنزلة علم لکلمة الایمان۔ حدیث میں جوفرمایا کہ جس کا پچھلا کلام لا الٰہ الا اللہ ہو اُس سے مراد پوراکلمہ طیبہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ گویا اس کلمہ ایمان کا نام ہے۔

(مرقات شرح مشکوۃ باب مایقال عندمن حضرۃ الموت فصل ثانی مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

دُررغرر میں ہے: یلقن بذکر شهادتین عنده لان الاولی لا تقبل بدون الثانیة۔ کلمہ طیبہ کے دونوں جزء میت کو تلقین کئے جائیں اس لئے کہ لا الٰہ الا اللہ بغیر محمد رسول اللہ کے مقبول نہیں۔(دررشرح غررملا خسرو، باب الجنائز، بیروت)

غنیہ ذوی الاحکام میں اس پر تقریر فرمائی، تنویر الابصار میں ہے: یلقن بذکر الشهادتین دونوں شہادتیں تلقین کی

1444: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث 2122

جائیں۔(تنویرالابصار متن الدرالمختار، باب صلوٰۃ الجنائز، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی)

دُرمختار میں ہے: لان الاولی لاتقبل بدون الثانیۃ کہ پہلی بے دوسری کے مقبول نہیں۔

(درمختار شرح تنویرالابصار، باب صلوٰۃ الجنائز، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی)

المختصرالقدوری میں ہے: لقن الشہادتین پوراکلمہ سکھایاجائے۔(المختصرللقدوری باب الجنائز)

جوہرہ نیرہ میں ہے: لقوله صلی الله علیه وسلم لقنوا موتاکم شهادة ان لا اله الاالله وهوصورة التلقین ان یقال عنده فی حالة النزع جهراًوهویسمع اشهدان لااله الاالله واشهدان محمدارسول الله۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اموات کولا الٰہ الا اللہ کی شہادت یاددلاؤ اوراس یاددلانے کی صورت یہ ہے کہ اس نزع میں اس کے پاس ایسی آواز سے کہ وہ سنے اشهدان لااله الاالله واشهدان محمدارسول الله پڑھیں۔

(جوہرہ نیرہ، باب الجنائز، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

شرح صغیری میں علامہ سنوسی کی عبارت اس سلسلے میں صاف اور صریح ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں: لا الٰہ الا اللہ کہنے سے ذاکر کے دل میں نورِ حقیقت کی بہجت تو آ گئی مگر اس سے نفع یابی آدابِ شریعت کی بجاآوری پر موقوف ہے۔ اوراس ادب کی بجاآوری کی صورت یہی ہے کہ اس کلمہ والے آقا جو اسے خدائے برتر کے پاس لے کر تبلیغ فرمانے والے ہیں، سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان کاذکر پاک جاری رکھے۔ اس لئے حقیقت پر دلالت کرنے والے کلمہ توحید کو کہہ لینے کے بعد ضرورت ہے کہ ذاکر ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بھی اثبات کرے تاکہ شریعت کی مضبوط پناہ میں لاکر اپنے نورِ توحید کو محفوظ رکھ سکے۔ اسی لئے ذاکر کہتا ہے لا الٰہ الااللہ محمدرسول اللہ ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اذکار میں سے کسی بھی ذکر میں مومن کو سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

خدا کے ذکر کے بعد سرکار پر درود بھیجے، یا ان کی رسالت کا اقرار کرے، ساتھ ہی آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی ادائیگی، تعظیم کی بجاآوری، اور سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ پاک سے وابستگی بھی رکھے اس لئے کہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم خدائے برزعظیم ترین باب اور ذریعہ ہیں کہ دنیا وآخرت کی کوئی بھلائی ان سے وابستگی کے بغیر دستیاب نہ ہوگی۔ اس لئے جو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھامنے سے غافل ہوا وہ نامراد رہا اوراُسے دنیا وآخرت کی بھلائی سے محروم کرکے بےتعلقی کے قیدخانے میں ڈال دیا گیا- ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو خدائے برتر کی جانب مخلوق کے رہبر ہیں، جو اپنے رہبر ہی سے غافل ہوا سے خداتعالیٰ تک رسائی کیسے حاصل ہوگی۔

1445- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوا

1445: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2120' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3117' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 976' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1865

مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''اپنے قریب المرگ لوگوں کو ''لا الٰہ الا اللہ'' کی تلقین کرو''۔

میت کے پاس سورت یٰسین پڑھنے کا بیان

قریب المرگ سے مراد وہ مریض ہے جس پر علامات موت ظاہر ہونے لگیں اور علماء نے لکھا ہے کہ علامات موت یہ ہے کہ مریض کے پاؤں سست ہو جاتے ہیں کہ اگر انہیں کھڑا کیا جائے تو کھڑے نہ ہو سکیں، ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے کنپٹیاں بیٹھ جاتی ہیں اور بیضتین کا پوست لٹک جاتا ہے۔ اور قریب المرگ کے پاس پڑھی جانے والی چیز سے مراد ہے کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین، سورت یٰسین کی تلاوت، انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھنا اور دعائے مغفرت وغیرہ۔

حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو لوگ قریب المرگ ہوں انہیں (کلمہ) لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد دوم: رقم الحدیث، 95)

تلقین کے معنی پڑھنا ہیں تلقین سے مراد قریب المرگ کے روبرو کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنا، تاکہ وہ بھی سن کر پڑھے مگر قریب المرگ سے نہ کہا جائے یہ تم بھی پڑھو مبادا کہ شدت مرض یا بدحواسی کے سبب اس کے منہ سے انکار نکل جائے۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ تلقین مستحب ہے۔

1446- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا كَثِيْرُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِلْاَحْيَاءِ قَالَ اَجْوَدُ وَاَجْوَدُ

اسحاق بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں' اپنے قریب المرگ افراد کو (درج ذیل کلمے کی) تلقین کرو۔

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں' جو بردبار اور مہربان ہے' اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے' جو عظیم عرش کا پروردگار ہے' ہر طرح کی حمد' اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے' جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے''۔

لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! زندوں کے لیے اسے پڑھنا کیسا ہے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''بہت عمدہ ہے' بہت عمدہ ہے''۔

1446: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيْضِ اِذَا حُضِرَ

یہ باب ہے کہ جب کسی بیمار کا آخری وقت قریب ہو تو کیا کہا جائے؟

1447-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ قَالَ قُوْلِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلَهٗ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَاَعْقَبَنِی اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

◆◆ سیّدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم کسی بیمار یا قریب المرگ شخص کے پاس موجود ہو تو اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے تمہاری کہی ہوئی بات پر آمین کہتے ہیں:۔

(سیّدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ پڑھو۔

''اے اللہ! تو میری مغفرت کر دے اور ان کی بھی مغفرت کر دے اور مجھے ان کی جگہ بہترین نعم البدل عطا کر۔''

سیّدہ اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے ایسا ہی کیا' تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی جگہ ان سے زیادہ بہتر شخصیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دی۔

قریب المرگ پر سورہ یٰسین پڑھنے کا بیان

1448-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ وَلَيْسَ بِالنَّهْدِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوْهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ يَعْنِیْ يٰسٓ

◆◆ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''تم لوگ اسے اپنے قریب المرگ افراد کے پاس تلاوت کرو (راوی کہتے ہیں) یعنی سورۂ یٰس کو تلاوت کرو''۔

شرح

مردوں سے مراد قریب المرگ ہیں۔ اس صورت میں سورت یٰسین پڑھنے کی حکمت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ قریب المرگ

1447: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 2126' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3115' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 977' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1824

1448: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3121

اس سورت میں مذکورہ مضامین مثلاً ذکر اللہ، احوال قیامت، بعث اور اسی قسم کے دوسرے عجیب و بدیع مضامین سے لطف اندوز ہو۔
یہ بھی احتمال ہے کہ حدیث میں لفظ "مردوں" سے مراد قریب المرگ نہ ہوں بلکہ حقیقی مردے مراد ہوں اس صورت میں اس کلمہ کا مطلب یہ ہوگا کہ سورت یٰسین مردہ کے پاس اس کے گھر میں دفن سے پہلے دفن کے بعد اس کی قبر کے سرہانے پڑھی جائے۔

ابن مردویہ رحمہ اللہ وغیرہ نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس میت (یعنی قریب المرگ یا حقیقی میت) کے سر کے پاس سورت یٰسین پڑھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر آسانی فرماتا ہے۔

ابن عدی رحمہ اللہ وغیرہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ "جو شخص اپنے والدین کی یا ان میں سے کسی ایک کی (یعنی صرف ماں کی یا صرف باپ کی) قبر پر ہر جمعہ کو جاتا ہے اور پھر وہاں سورت یٰسین پڑھتا ہے تو صاحب قبر کے لئے سورت یٰسین کے تمام حروف کی تعداد کے بقدر مغفرت عطا کی جاتی ہے۔" علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جمعہ سے مراد حسب ظاہر خاص طور پر یوم جمعہ بھی ہو سکتا ہے اور پورا ہفتہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔

1449- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَعِيلَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ كَعْبًا الْوَفَاةُ أَتَتْهُ أُمُّ بِشْرٍ بِنْتُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ فَقَالَتْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنْ لَقِيتَ فُلَانًا فَاقْرَأْ عَلَيْهِ مِنِّي السَّلَامَ قَالَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ يَا أُمَّ بِشْرٍ نَحْنُ أَشْغَلُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَتْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَمَا سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فِي طَيْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى قَالَتْ فَهُوَ ذٰلِكَ

عبدالرحمٰن بن کعب اپنے والد کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا آخری وقت قریب آیا' تو سیّدہ اُمّ بشر بنت براء رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئیں اور بولیں اے ابوعبدالرحمٰن اگر آپ کی ملاقات فلاں صاحب سے ہو' تو انہیں میری طرف سے سلام کہیے گا' تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ بولے: اے اُمّ بشر! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے ہمیں اور بہت سی چیزوں کا خیال ہوگا' تو سیّدہ اُمّ بشر رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا اہل ایمان کی ارواح سبز پرندوں میں ہوں گی اور جنت کے درختوں کے ساتھ لٹکی ہوئی ہوں گی' تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں' تو سیّدہ اُمّ بشر رضی اللہ عنہا بولیں: ایسا ہی ہے۔

1450- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ يَمُوتُ فَقُلْتُ اقْرَأْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ

1449: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1641' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث 2072' اخرجہ ابن ماجہ فی "السنن" رقم الحدیث: 4271

1450: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

محمد بن منکدر کہتے ہیں: میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اس وقت قریب المرگ تھے تو میں نے ان سے درخواست کی: آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام پیش کر دیجئے گا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْمُؤْمِنِ يُؤْجَرُ فِي النَّزْعِ

یہ باب ہے کہ نزع کے وقت بندۂ مومن کو جو اجر دیا جاتا ہے

1451-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا حَمِيمٌ لَهَا يَخْنُقُهُ الْمَوْتُ فَلَمَّا رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بِهَا قَالَ لَهَا لَا تَبْتَئِسِي عَلٰى حَمِيمِكِ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ حَسَنَاتِهِ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے' اس وقت ان کے ہاں ان کا ایک قریبی عزیز موجود تھا جو قریب المرگ تھا' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی یہ کیفیت ملاحظہ کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا' تم اپنے اس عزیز کے بارے میں پریشان نہ ہونا' کیونکہ یہ چیز اس کی نیکیوں میں سے ہے''۔

1452-حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ بِشْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْمُثَنّٰى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ

ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''مومن کو مرتے وقت پیشانی پر پسینہ آتا ہے''۔

1453-حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ كَرْدَمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ عَنْ اَبِي مُوسٰى قَالَ سَاَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتٰى تَنْقَطِعُ مَعْرِفَةُ الْعَبْدِ مِنَ النَّاسِ قَالَ اِذَا عَايَنَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا (قریب المرگ) شخص لوگوں کو پہچاننا کب چھوڑتا ہے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب وہ دیکھ لیتا ہے (یعنی موت کے فرشتے کو یا موت کو دیکھ لیتا ہے)''

1451: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1452: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 982' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1827

1453: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي تَغْمِيضِ الْمَيِّتِ

یہ باب میت کی آنکھیں بند کر دینے کے بیان میں ہے

1454- حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ اَسَدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِىْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَاَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان کی آنکھوں کو بند کر دیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو نظر اس کے پیچھے جاتی ہے۔

1455- حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ تَوْبَةَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا قَزَعَةُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ الْاَعْرَجِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاكُمْ فَاَغْمِضُوا الْبَصَرَ فَاِنَّ الْبَصَرَ يَتْبَعُ الرُّوحَ وَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ عَلٰى مَا قَالَ اَهْلُ الْبَيْتِ

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب تم کسی مردے کے پاس جاؤ تو اس کی آنکھیں بند کر دو، کیونکہ نگاہ روح کے پیچھے جاتی ہے اور تم اچھی بات کہو، کیونکہ گھر والے جو بات کہتے ہیں فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي تَقْبِيلِ الْمَيِّتِ

یہ باب میت کو بوسہ دینے کے بیان میں ہے

1456- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ فَكَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى دُمُوعِهِ تَسِيلُ عَلٰى خَدَّيْهِ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی میت کا بوسہ لیا یہ منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں پر بہہ رہے تھے۔

1454: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 2127 ' ورقم الحدیث: 2128 ' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث 3118

1455: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1456: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3163 ' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 989

شرح

مہاجرین میں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہی کا سب سے پہلے انتقال مدینہ میں ہوا ہے چنانچہ سب سے پہلے یہی بقیع میں دفن کئے گئے جس کے بعد بقیع کو قبرستان کی حیثیت دی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے پتھر اٹھا کران کی قبر پر بطور نشان کے رکھا۔ رضی اللہ عنہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان میت کو دفن کرنے سے پہلے بوسا دینا اور مسلمان میت پر آنسوؤں کے ساتھ رونا جائز ہے۔

1457 - حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ وَّالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ وَسَهْلُ بْنُ اَبِىْ سَهْلٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ اَبِىْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَيِّتٌ

◈ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میت کا بوسہ لیا تھا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ

یہ باب میت کو غسل دینے کے بیان میں ہے

1458 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُغَسِّلُ ابْنَتَهٗ اُمَّ كُلْثُوْمٍ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِىْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ وَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ

◈ سیدہ اُمّ عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کا جب انتقال ہوا اور) ہم انہیں غسل دینے لگیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہدایت کی: اسے تین یا پانچ یا اس سے زیادہ بار غسل دینا اور ہاں پانی اور بیری کے پتے استعمال کرنا اور آخر میں کافور لگا دینا جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا (وہ خاتون بیان کرتی ہیں) جب ہم فارغ ہوئے اور ہم نے آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اپنی چادر دے کر ارشاد فرمایا: یہ اسے (کفن کے نیچے) پہنا دو۔

1457: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 4455' ورقم الحدیث: 4456' ورقم الحدیث: 4457' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1839

1458: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1266' ورقم الحدیث: 1253' ورقم الحدیث: 1254' ورقم الحدیث: 1258' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2165' ورقم الحدیث: 2167' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3142' ورقم الحدیث: 3146' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1880' ورقم الحدیث: 1885' ورقم الحدیث: 1886' ورقم الحدیث: 1889' ورقم الحدیث: 1892' ورقم الحدیث: 1885' ورقم الحدیث: 1886' ورقم الحدیث: 1889' ورقم الحدیث: 1892

شرح

اگر پہلے غسل میں پاکی حاصل ہو جائے تو تین مرتبہ نہلانا مستحب ہے اور اس سے تجاوز کرنا مکروہ ہے اور اگر پاکی دو بار یا تین بار میں حاصل ہو تو پھر پانچ مرتبہ نہلانا مستحب ہے یا زیادہ سے زیادہ سات مرتبہ، سات مرتبہ سے زیادہ نہلانا منقول نہیں ہے بلکہ اس سے زیادہ نہلانا مکروہ ہے۔ بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے غسل میت میت کو بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے نہلانا چاہئے اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ دو دو مرتبہ تو بیری کے پتوں کے پانی سے نہلایا جائے جیسا کہ کتاب ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے نیز ابوداؤد کی روایت ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے غسل میت سیکھا تھا۔ وہ بیری کے پتوں کے پانی سے دو مرتبہ غسل دیتی تھیں۔ اور تیسری مرتبہ کافور کے پانی سے غسل دیا جائے۔ کافور پانی میں ملایا جائے یا خوشبو میں؟

شیخ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ کافور اس پانی میں ملایا جائے جس سے میت کو نہلایا جا رہا ہو چنانچہ جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے، جب کہ کوئی کہتے ہیں کہ کافور حنوط میں یعنی اس خوشبو میں ملایا جائے جس سے میت کو معطر کیا جا رہا ہو اور میت کے نہلانے اور اس کے بدن کو خشک کرنے کے بعد بدن پر لگایا جائے نیز علماء نے لکھا ہے کہ اگر کافور میسر نہ ہو تو پھر مشک اس کا قائم مقام قرار دیا جاتا ہے۔

بیری کے پتوں اور کافور کی خاصیت علماء لکھتے ہیں کہ بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے میت کو غسل دینے اور میت کے بدن پر کافور ملنے کی وجہ یہ ہے کہ بیری کے پتوں سے تو بدن کا میل اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے مردہ جلدی بگڑتا نہیں نیز بیری کے پتوں اور کافور کے استعمال کی وجہ سے موذی جانور پاس نہیں آتے۔ حصول برکت کے لئے بزرگوں کا کوئی کپڑا کفن میں شامل کیا جا سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہ بند صاحبزادی کے کفن کے ساتھ لگانے کے لئے اس لئے عنایت فرمایا تا کہ اس کی برکت اسے پہنچے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح کوئی شخص اہل اللہ اور بزرگان دین سے اس کے لباس کا کوئی کپڑا موت سے پہلے حاصل کر کے اپنے پاس برکت کے لئے رکھتا ہے یا اسے استعمال کرتا ہے اس طرح موت کے بعد بزرگوں کے لباس سے برکت حاصل کرنا مستحب ہے بایں طور کہ ان کا کوئی کپڑا لے کر کفن میں شامل کر دیا جائے لیکن اس سلسلہ میں یہ امر ملحوظ رہے کہ وہ کپڑا کفن کے کپڑوں سے زیادہ نہ ہو۔ ابدان بمیامنہا کا مطلب یہ ہے کہ میت کو اس کے دائیں ہاتھ دائیں پہلو اور دائیں پاؤں کی طرف سے نہلانا شروع کرو اسی طرح مواضع الوضوء منہا میں حرف واو مطلق جمع کے لئے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ غسل میت میں پہلے اعضاء وضو دھونے چاہئیں اس کے بعد دوسرے اعضاء دھوئے جائیں اور اعضاء وضو سے مراد وہ اعضاء ہیں کہ جن کا دھونا فرض ہے۔

چنانچہ غسل میت میں کلی اور ناک میں پانی دینا حنفیہ کے نزدیک مشروع نہیں بعض علماء نے اس بات کو مستحب کہا ہے کہ میت کو نہلانے والا اپنی انگلیوں پر کپڑا لپیٹ لے اور اس سے میت کے دانتوں کو، تالو کو اندر سے دونوں کلوں کو اور نتھنوں کو ملے، چنانچہ اب یہی معمول بہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ غسل کے وقت میت کے سر پر مسح کیا جائے اور اس کے پاؤں غسل کے بعد نہ دھوئے جائیں بلکہ جب دوسرے اعضاء وضو دھوئے جاتے ہیں تو اسی وقت پیروں کو بھی دھویا جائے۔ نیز میت کے ہاتھ پہلے نہ دھوئے جائیں بلکہ غسل

کی ابتداء منہ دھونے سے کرنی چاہئے بخلاف جنبی (ناپاک شخص) کے کہ وہ جب غسل کرتا ہے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ اس لئے دھوتا ہے تاکہ دوسرے اعضاء دھونے کے لئے دونوں ہاتھ پاک ہو جائیں جب کہ میت دوسروں کے ہاتھوں نہلائی جاتی ہے اس لئے اس کے دونوں ہاتھوں کو دھلانے کی حاجت نہیں ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت کی میت ہو تو غسل کے بعد اس کے بال کھلے ہی رہنے دیئے جائیں انہیں گوندھا نہ جائے۔

1459 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِىُّ عَنْ اَيُّوْبَ حَدَّثَتْنِىْ حَفْصَةُ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُحَمَّدٍ وَّكَانَ فِىْ حَدِيْثِ حَفْصَةَ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا وَّكَانَ فِيْهِ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا وَّكَانَ فِيْهِ ابْدَئُوْا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيْهِ اَنَّ اُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ

◆◆ حفصہ نامی خاتون کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: تم اسے طاق تعداد میں غسل دینا' اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: تم اسے تین یا پانچ مرتبہ غسل دینا۔ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: تم اس کے دائیں طرف اور اعضائے وضو سے آغاز کرنا۔ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: سیّدہ اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ہم نے ان صاحبزادی کے بالوں میں کنگھی کر کے تین چٹیا بنادی تھیں۔

1460 - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ ثَابِتٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِىَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰى فَخِذِ حَىٍّ وَّلَا مَيِّتٍ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''تم اپنے زانو کو ظاہر نہ کرو اور کسی بھی زندہ یا مردہ شخص کے زانو کی طرف نہ دیکھنا''۔

میت کو غسل دینے کے طریقے کا بیان

میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مردہ کا استنجا کرایا جائے لیکن رانوں اور استنجے کی جگہ غسل دینے والا اپنے ہاتھ نہ لگائے اور نہ اس پر نگاہ ڈالے بلکہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لے اور جو کپڑا ناف سے زانو تک پڑا ہے اس کے اندر اندر دھلائے۔ پھر اسے وضو کرایا جائے لیکن نہ تو کلی کرائی جائے اور نہ ناک میں پانی ڈالا جائے اور نہ گٹے تک ہاتھ دھلائے جائیں۔ بلکہ منہ دھلایا جائے پھر ہاتھ کہنی سمیت، پھر سر کا مسح، پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑھوں پر اور ناک کے دونوں

1459: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1254' ورقم الحدیث: 1258' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2168' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 887

1460: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3140' ورقم الحدیث: 4015

سوراخوں میں پھیردی جائے تو بھی جائز ہے۔

ہاں اگر میت نہانے کی حاجت میں یا حیض ونفاس میں مرجائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔ میت کی ناک، منہ اور کانوں میں روئی بھردی جائے تاکہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی اندر نہ جائے۔ جب وضو کرادیا جائے تو سر اور داڑھی کو خطمی (گل خیرو) سے یا اور کسی چیز سے جیسے بیسن، کھلی اور یا صابون وغیرہ سے مل کر دھویا جائے پھر میت کو بائیں کروٹ لٹا کر بیری کے پتے یا اشنان ڈال کر پکایا ہوا پانی نیم گرم تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالا جائے یہاں تک کہ پانی اس کروٹ تک پہنچ جائے تو تختے سے لگی ہوئی ہے۔ پھر دائیں کروٹ لٹا کر اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ پانی ڈالا جائے یہاں تک کہ پانی اس کروٹ تک پہنچ جائے جو تختے سے لگی ہوئی ہے۔

اس کے بعد میت کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلایا جائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملا اور دبایا جائے اگر پیٹ سے کوئی پاخانہ وغیرہ نکلے تو اسے پونچھ کر دھو ڈالا جائے۔ لیکن اس صفائی کے بعد پھر دوبارہ وضو اور غسل کی ضرورت نہیں اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین مرتبہ ڈالا جائے۔ اگر بیری کے پتے اشنان اور کافور میسر نہ آئے تو سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ اسی سے اسی طرح تین دفعہ نہلایا جائے۔ نہلانے کے بعد سارے دن کو کپڑے سے پونچھ دیا جائے اور پھر اس کے سر اور داڑھی پر عطر لگایا جائے اور ماتھے تک ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دیا جائے میت کے بالوں اور داڑھی میں کنگھی نہ کی جائے اور نہ ناخن وبال کترے جائیں۔ اسی طرح جس میت کی ختنہ نہ ہوئی ہو اس کی ختنہ بھی نہ کی جائے۔ ان تمام چیزوں سے فارغ کر کے کفنا دیا جائے۔

1461- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ مُبَشِّرِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُغَسِّلْ مَوْتَاكُمُ الْمَأْمُوْنُوْنَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تمہارے مرحومین کو وہ لوگ غسل دیں جو مامون ہوں (یعنی جن کے بارے میں یہ توقع ہو کہ وہ مردے کے عیب کو دیکھنے پر اس پر پردہ ڈال لیں گے)

1462- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا وَّكَفَّنَهُ وَحَنَّطَهُ وَحَمَلَهُ وَصَلّٰى عَلَيْهِ وَلَمْ يُفْشِ عَلَيْهِ مَا رَاٰى خَرَجَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ مِثْلَ يَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

1461: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1462: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

''جو شخص میت کو غسل دیتا ہے اسے کفن پہناتا ہے اسے خوشبو لگاتا ہے اس کے جنازے کو کندھا دیتا ہے اس کی نماز جنازہ ادا کرتا ہے اس کے راز کو فاش نہیں کرتا جو اس نے دیکھا ہوتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے یوں باہر آ جاتا ہے جیسے اس دن تھا جب اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا''۔

1463- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِى الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص میت کو غسل دیتا ہے اسے غسل کر لینا چاہیے''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ غَسْلِ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ وَغَسْلِ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا

یہ باب شوہر کا بیوی کو یا بیوی کا شوہر کو غسل دینے کے بیان میں ہے

1464-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الذَّهَبِىُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ كُنْتُ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِى مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَّلَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ نِسَائِهِ

◆◆ یحییٰ بن عباد اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

''مجھے بعد میں جس چیز کا خیال آیا اگر پہلے آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج ہی غسل دیتیں''۔

شرح

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ بیوی محرم راز ہوتی ہے، اور اس سے ستر بھی نہیں ہوتا، پس اس کا غسل دینا شوہر کو بہ نسبت دوسروں کے اولیٰ اور بہتر ہے، اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے غسل دیا، اور کسی صحابی نے اس پر نکیر نہیں کی، اور یہ مسئلہ اتفاقی ہے، نیز ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل نہ دے سکنے پر افسوس کا اظہار کیا ہے، اگر یہ جائز نہ ہوتا تو وہ افسوس کا اظہار نہ کرتیں، جیسا کہ امام بیہقی فرماتے ہیں: فتلهفت على ذلك ولا يتلهف إلا على ما يجوز۔

1465-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَجَعَ رَسُوْلُ

1463: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 993

1464: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1465: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَقِيعِ فَوَجَدَنِي وَاَنَا اَجِدُ صُدَاعًا فِي رَأْسِي وَاَنَا اَقُولُ وَا رَأْسَاهُ فَقَالَ بَلْ اَنَا يَا عَائِشَةُ وَا رَأْسَاهُ ثُمَّ قَالَ مَا ضَرَّكِ لَوْ مِتِّ قَبْلِي فَقُمْتُ عَلَيْكِ فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع سے واپس تشریف لائے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسی حالت میں پایا کہ میرے سر میں شدید درد ہو رہا تھا' اور میں کہہ رہی تھی' ہائے میرا سر (یعنی ہائے میں مرگئی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''نہیں' اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) بلکہ میں (یہ کہوں گا) ہائے میرا سر۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہیں کوئی نقصان بھی نہیں ہے' اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو جاتی ہو' تو میں تمہارے تمام امور سرانجام دوں گا' میں تمہیں غسل دوں گا' تمہیں کفن پہناؤں گا' تمہاری نماز جنازہ ادا کروں گا' تمہیں دفن کروں گا''۔

شوہر اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا

اگر کسی شخص کی بیوی فوت ہو جائے تو شرعی اعتبار سے شوہر اپنی بیوی کو نہ غسل دے سکتا ہے اور نہ چھو اور نہ دیکھ سکتا ہے کیونکہ جب وہ عورت اس کی بیوی تھی تو وہ اسکی مملوکہ تھی اور جیسے ہی وہ فوت ہوئی وہ اسکی ملکیت سے نکل گئی اور شوہر سے وہ اہلیت اُٹھ گئی جو حالت نکاح میں اس کو حاصل تھی۔ اور اگر کسی کا شوہر فوت ہو جائے تو بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کیونکہ شوہر کے وصال کے بعد بھی وہ عورت عدت میں ہے اور عدت کی مدت تک اس کی ملکیت میں ہے لہٰذا وہ اس عرصہ میں اپنے شوہر کو چھو، دیکھ اور غسل دے سکتی ہے۔ (قواعد فقہیہ مع فوائد رضویہ، ص ۴۷۸، لاہور)

بَابُ: مَا جَآءَ فِي غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کے بارے میں ہے

1466- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْاَزْهَرِ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا اَبُو بُرْدَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ لَمَّا اَخَذُوا فِي غُسْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ الدَّاخِلِ لَا تَنْزِعُوا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيصَهُ

◄► ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' جب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے لگے تو گھر کے اندر سے ہی کسی نے انہیں پکار کر کہا' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص نہ اتارنا۔

1467- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خِدَامٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

1466: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔ 1467: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

الْمُسَيَّبِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ لَمَّا غَسَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ يَلْتَمِسُ مِنْهُ مَا يَلْتَمِسُ مِنَ الْمَيِّتِ فَلَمْ يَجِدْهُ فَقَالَ بِاَبِي الطَّيِّبُ طِبْتَ حَيًّا وَّطِبْتَ مَيِّتًا

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب وہ نبی کریم ﷺ کو غسل دینے لگے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک سے وہ چیز تلاش کی جومیت کے جسم سے تلاش کی جاتی ہے تو وہ چیز انہیں نہیں ملی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے میرے والد آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ پاکیزہ ہیں زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وصال کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔

شرح

نبی اکرم ﷺ کے مزاج میں اللہ تعالیٰ نے نہایت نفاست، لطافت اور طہارت رکھی تھی، آپ خوشبو کا بہت استعمال کرتے تھے اور بدبو سے نہایت نفرت کرتے، آپ کے کپڑے اور بدن ہمیشہ معطر رہتے، یہاں تک کہ آپ جس کوچہ اور گلی سے چلے جاتے تو وہ معطر ہو جاتا، اور لوگ پہچان لیتے کہ آپ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں، ایک بار آپ ﷺ نے شہد کا استعمال کیا، تو بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر (گوند) کی بو آتی ہے، آپ نے شہد کا استعمال اپنے اوپر حرام کرلیا، غرض آپ اس سے بہت بچتے تھے کہ آپ کے کپڑے یا بدن میں کسی قسم کی بو ہو جو دوسرے کو بری معلوم ہو، اور اسی وجہ سے آپ کچی پیاز یا لہسن نہیں کھاتے تھے، جب نبی اکرم ﷺ منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول سے ملنے گئے، جو بڑا دنیا دار اور مال دار تھا، تو وہ کہنے لگا کہ آپ اپنے گدھے کو مجھ سے ذرا دور رکھئے اس کی بدبو سے مجھے تکلیف ہوتی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ قسم اللہ تعالیٰ کی! آپ ﷺ کے گدھے کی بو تیرے بدن کی بو سے اچھی ہے، غرض سر سے پاؤں تک آپ لطافت وطہارت اور خوشبو ہی میں ڈوبے ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ نے وفات کے بعد بھی آپ کو پاک وصاف رکھا، اور جیسے مردوں کے جسم سے کبھی نجاست نکل آتی ہے، آپ کے جسم مبارک سے بالکل نہیں نکلی، صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً۔

1468 - حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنَا مُتُّ فَاغْسِلُوْنِيْ بِسَبْعِ قِرَبٍ مِنْ بِئْرِيْ بِئْرِ غَرْسٍ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''جب میں مرجاؤں تو تم لوگ میرے کنوئیں ''بئر غرس'' (میں سے پانی لے کر) سات مشکیزوں کے ذریعے مجھے غسل دینا''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي كَفَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب نبی کریم ﷺ کے کفن کے بارے میں ہے

1469 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

1468: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ بِيضٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ فَقِيلَ لِعَائِشَةَ اِنَّهُمْ كَانُوْا يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُ قَدْ كَانَ كُفِّنَ فِيْ حِبَرَةٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ جَاؤُوْا بِبُرْدِ حِبَرَةٍ فَلَمْ يُكَفِّنُوْهُ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین سفید یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا تھا جس میں قمیص اور عمامہ شامل نہیں تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کی گئی لوگ تو یہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھاری دار چادر میں کفن دیا گیا تھا۔

تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگ دھاری دار چادر لے کر آئے تھے لیکن اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن نہیں دیا گیا تھا۔

1470- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ هٰذَا مَا سَمِعْتُ مِنْ اَبِي مُعَيْدٍ حَفْصِ بْنِ غَيْلَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثِ رِيَاطٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین نرم سفید سحولی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔

1471- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيسَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي زِيَادٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ قَمِيصُهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيهِ وَحُلَّةٌ نَجْرَانِيَّةٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا' جن میں سے ایک وہ قمیص تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تھا' اور ایک نجرانی حلہ تھا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْمَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَفَنِ

یہ باب کفن میت کے بیان میں ہے

میت کو سفید کپڑوں میں کفن دینے کا بیان

1472- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ الْمَكِّيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضُ

1469: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2178' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3152' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 996' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1898

1470: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1471: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1472: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 4061' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 994

فَكَفِّنُوْا فِيهَا مَوْتَاكُمْ وَالْبَسُوْهَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر سفید کپڑا ہے اسی میں تم اپنے مردوں کو کفن دو اور اسی کو تم پہنو''۔

شرح

مردوں کو سفید کپڑے میں کفنانے کا حکم استحباب کے طور پر ہے چنانچہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ کفن کا کپڑا اگر سفید ہو تو اولی بہتر ہے ورنہ تو مردوں کے کفن کے لئے برد (یعنی دھاری دار کپڑا) اور کتان کے کپڑے اور عورتوں کے کفن کے لئے ریشمی، زعفرانی اور سرخ رنگ کے کپڑے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ مرد ہو یا عورت اس کے لئے اس کی زندگی میں جن کپڑوں کا استعمال جائز ہے مرنے کے بعد انہیں کپڑوں کا کفن دینا بھی جائز ہے۔ "اثمد" اسی سرمہ کو کہتے ہیں جو عام طور پر ہمارے یہاں استعمال ہوتا ہے، اس سرمہ کے استعمال کے بارہ میں یہ افضل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے پیش نظر اسے سوتے وقت لگایا جائے پھر یہ کہ سوتے وقت سرمہ لگانا اپنے فوائد کے اعتبار سے بہت زیادہ تاثیر رکھتا ہے۔

1473- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنْبَاَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ حَاتِمِ بْنِ اَبِىْ نَصْرٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: سب سے بہتر کفن حلہ ہے۔

شرح

حلہ سے چادر، لنگی اور اس کے نیچے کی قمیص یعنی کفنی مراد ہے، کفن میں یہ تینوں کپڑے مسنون ہیں یا پھر یہ کہ حلہ سے مراد قمیص (کفنی) کے علاوہ صرف چادر اور لنگی ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ کفن میں ایک کپڑے پر اکتفاء نہ کیا جائے گا بلکہ کم سے کم دو کپڑے ہونے بہتر ہیں کیونکہ یہ کفن کفایہ اور ادنیٰ درجہ ہے اور اگر کفن میں تین کپڑے یعنی چادر، لنگی اور اس کے ساتھ قمیص بھی دیں تو یہ سنت اور درجہ کمال ہے۔ سینگوں والا دنبہ چونکہ اکثر فربہ اور قیمتی ہوتا ہے اس لئے اس کی قربانی کو بہتر فرمایا گیا ہے۔

اچھے کپڑوں میں کفن دینے کا بیان

1474- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلِىَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

1473: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3156

1474: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 995

''جب کوئی شخص اپنے بھائی (کے کفن دفن) کا ذمے دار بنے تو اسے اچھا کفن دینا چاہئے''۔

شرح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفنائے تو اسے چاہئے کہ وہ اچھا کفن دے۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد دوم: رقم الحدیث، 114)

ابن عدی کی روایت ہے کہ اپنے مردوں کو اچھا کفن دو اس لئے کہ وہ مردے اپنی قبروں میں آپس میں (ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں) بہر حال اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ کفن کا کپڑا پورا ہو اور بغیر کسی اسراف کے لطیف و پاکیزہ ہو اور سفید ہو خواہ دھلا ہوا ہو یا نیا ہو۔ اچھے کفن سے وہ اعلیٰ وقیمتی کپڑوں کے کفن مراد نہیں ہیں جو بعض جاہل دنیادار از راہ ناموری اور تکبر کے استعمال کرتے ہیں بلکہ ایسا کفن سخت منع ہے۔

علامہ تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسراف کرنے والوں نے یہ جو طریقہ اختیار کیا ہوا ہے کہ بہت زیادہ قیمتی کپڑے کفن میں دیتے ہیں یہ شرعی اعتبار سے ممنوع ہے کیونکہ اس سے مال کا خواہ مخواہ ضائع ہونا لازم آتا ہے۔

کفن کے کپڑوں میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تین کپڑوں میں کفنائے گئے تھے جو سفید یمنی اور سحول کی بنی ہوئی روئی کے تھے، نہ ان میں (سیا ہوا) کرتہ تھا نہ پگڑی تھی۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح: جلد دوم، حدیث ۱۱۳)

لیس فیها قمیص و لا عمامة (نہ ان میں کرتہ تھا اور نہ پگڑی تھی) کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں ان کپڑوں کے علاوہ کرتہ اور عمامہ بالکل نہ تھا۔

بعض حضرات نے اس جملہ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ کرتہ اور عمامہ ان تین کپڑوں میں نہیں تھا بلکہ کرتہ اور عمامہ ان تین کپڑوں کے علاوہ تھا۔ اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں پانچ کپڑوں کا ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں تین کپڑے تھے لہٰذا اس جملہ کا یہی مطلب صحیح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں کرتہ و عمامہ بالکل نہیں تھا صرف تین کپڑے تھے۔ اس جملہ کے پیش نظر علماء کے مسلک میں بھی یہ اختلاف واقع ہوا ہے کہ آیا یہ مستحب ہے کہ کفن میں کرتہ اور عمامہ ہو یا نہ ہو؟ چنانچہ حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ کفن میں تین لفافہ ہوں (یعنی صرف تین چادریں ہوں جن میں میت کو لپیٹا جا سکے) اور ان میں کرتہ و عمامہ نہ ہو۔

جب کہ حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ کفن میں تین کپڑے ہونے چاہئیں (۱) ازار یعنی لنگی (۲) قمیص یعنی کفن (۳) لفافہ یعنی پوٹ کی چادر۔ لہٰذا حدیث میں قمیص کی جو نفی فرمائی گئی ہے اس کی تاویل حنفیہ یہ کرتے ہیں کہ سیا ہوا قمیص نہیں تھا بلکہ بغیر سیا ہوا قمیص تھا جس کو کفنی کہا جاتا ہے۔

حالت احرام والے کپڑوں میں کفن دینے میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے اونٹ سے گرا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا وہ احرام باندھے ہوئے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے بیری کے پتوں اور پانی سے غسل دو، انہی کپڑوں میں اسے دفن کرو اور اس کا سر مت ڈھانپو۔ قیامت کے دن یہ اسی حالت میں احرام باندھے ہوئے یا تلبیہ کہتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے سفیان ثوری شافعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ محرم کے مرنے سے اس کا احرام ختم ہو جاتا ہے لہٰذا اس کے ساتھ بھی غیر محرم کی طرح معاملہ کیا جائے گا۔

(بخاری ومسلم، جامع ترمذی: جلداول: رقم الحدیث، 945 مشکوۃ المصابیح: جلددوم: رقم الحدیث، 115)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت احرام میں انتقال کر جائے تو اسے اسی کے لباس میں کہ جسے وہ بطور احرام استعمال کرتا تھا کفنا دیا جائے اور اس پر خوشبو نہ لگائی جائے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی اور امام احمد کا یہی مسلک ہے جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک کے نزدیک کفن کے بارے میں محرم اور غیر محرم دونوں برابر ہیں۔

جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی کے دونوں کپڑوں میں کہ جسے وہ بطور محرم کے استعمال کرتا تھا کفنانے کا حکم دیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے پاس ان دونوں کپڑوں کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہ تھا کہ اسے علیحدہ سے پورا کفن دیا جاتا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر کو ڈھانکنے سے جو منع فرمایا تو یہ ممانعت بھی صرف اس شخص کے لیے تھی عام طور پر سب کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي النَّظَرِ اِلَى الْمَيِّتِ اِذَا اُدْرِجَ فِيْ اَكْفَانِهٖ

یہ باب ہے کہ جب میت کو کفن پہنا دیا گیا ہو تو اسے دیکھنا

1475- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا اَبُوْ شَيْبَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا قُبِضَ اِبْرَاهِيمُ ابْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُدْرِجُوهُ فِيْ اَكْفَانِهٖ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَيْهِ فَاَتَاهُ فَانْكَبَّ عَلَيْهِ وَبَكٰى

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا۔

''اسے کفن میں اس وقت تک نہ چھپانا جب تک میں اسے دیکھ نہ لوں''۔

(راوی کہتے ہیں) پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر جھکے اور رونے لگے۔

1475: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَاب :مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ النَّعْيِ

یہ باب موت کا اعلان کرنے کی ممانعت کے بیان میں ہے

1476-حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيٰى قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ إِذَا مَاتَ لَهُ الْمَيِّتُ قَالَ لَا تُؤْذِنُوْا بِهِ اَحَدًا إِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّكُوْنَ نَعْيًا إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُذُنَيَّ هَاتَيْنِ يَنْهٰى عَنِ النَّعْيِ

بلال بن یحییٰ بیان کرتے ہیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب ان کے ہاں کسی کا انتقال ہوتا' تو وہ یہ فرماتے تھے تم اس کے انتقال کے بارے میں کسی کو اطلاع نہ دو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں یہ "نعی" نہ ہو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ان دونوں کانوں کے ساتھ "نعی" (موت کا اعلان کرنے) سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔

شرح

نعی: کسی کے مرنے کی خبر دینے کو نعی کہتے ہیں، نعی جائز ہے، خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی وفات کی خبر دی ہے اسی طرح زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی وفات کی خبریں بھی آپ نے لوگوں کو دی ہیں، جس نعی کی ممانعت حدیثوں میں وارد ہے، یہ وہ نعی ہے جسے اہل جاہلیت کرتے تھے، جب کوئی مر جاتا تو وہ ایک شخص کو بھیجتے جو محلوں اور بازاروں میں پھر پھر کر اس کے مرنے کا اعلان کرتا۔

مؤمن اور منافق کی زندگی کی مثال کا بیان

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مؤمن کی مثال کھیت کی تروتازہ اور نرم شاخ کی سی ہے کہ جسے ہوائیں جھکا دیتی ہیں، کبھی اسے گرا دیتی ہیں اور کبھی سیدھا کر دیتی ہیں یہاں تک کہ اس کا وقت پورا ہو جاتا ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے جو جما کھڑا رہتا ہے اسے کوئی جھٹکا نہیں لگتا (یعنی نہ تو وہ ہوا کہ دباؤ سے گرتا ہے اور نہ جھکتا ہے) یہاں تک کہ وہ دفعۃً زمین پر آ گرتا ہے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح: جلددوم: حدیث نمبر 20)

مؤمن کی مثال تو کھیتی کی تروتازہ اور نرم شاخ سے دی جارہی ہے کہ جس طرح ہواؤں کے تھپیڑے اس شاخ پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں بایں طور کہ کبھی وہ شاخ کو گرا دیتے ہیں کبھی سیدھا کر دیتے ہیں۔ مگر وہ شاخ ہواؤں کے سخت وتند تھپیڑے کھا کھا کر اپنی جگہ اپنے وقت کے آخری لمحہ تک کھڑی رہتی ہے۔ اسی مؤمن کا حال بھی یہی ہے کہ کبھی تو اسے مصائب وآلام اور ضعف و بیماری کے سخت تھپیڑے گرا دیتے ہیں، کبھی صحت وتندرستی اور خوشی ومسرت کے جانفزا جھونکے ان کی زندگی میں بشاشت وانبساط کی زندگی پیدا کر دیتے ہیں اس طرح وہ اپنی زندگی کے دن پورے کرتا رہتا ہے۔ منافق کی مثال صنوبر کے درخت سے دی گئی ہے کہ جس طرح صنوبر کا درخت بظاہر ایک جگہ کھڑا رہتا ہے اور اس پر ہوا کا دباؤ اثر انداز نہیں ہوتا مگر جب اس کا وقت آتا ہے تو وہ یکبارگی

1476: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 986

زمین پر آرہتا ہے اسی طرح منافق کا حال ہے کہ وہ دنیاوی زندگی میں بظاہر خوش وخرم اور ہشاش بشاش نظر آتا ہے نہ اس پر مصائب وآلام کی بارش ہوتی ہے اور نہ بیماری وضعف کے تھپیڑے اس پر اثر انداز ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ یکبارگی بغیر کسی بیماری وضعف کے موت کی وادی میں گر جاتا ہے۔ گویا حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ مؤمن ومسلمان کی زندگی مصائب وآلام اور تکلیف وپریشانی میں گزرتی ہے کبھی وہ بیماری وضعف کے جال میں پھنسا رہتا ہے کبھی اسے مال وزر کی کمی اپنی لپیٹ میں لیتی ہے کبھی دوسرے دنیاوی حوادث وآلام اس کی روشن زندگی پر سیاہ بادل بن کر چھا جاتے ہیں مگر مومن مسلمان اسی حالت میں جیئے جاتا ہے اور یہ تمام چیزیں اس کے حق میں اخروی سعادت وخوش بختی کی علامت قرار دی جاتی ہیں بشرطیکہ صبر ورضا اور شکر کا دامن کسی بھی مرحلہ پر ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ اس کے مقابلہ پر منافق وفاسق کی زندگی ہوتی ہے جس پر نہ تو زیادہ تر غم وآلام کا سایہ ہوتا ہے نہ بیماری وپریشانی کے سیاہ بادل اور نہ دوسری دنیاوی ذلت وناکامرانی اور مصیبت وپریشانی کا چکر، بلکہ وہ بظاہر تندرست وتوانا اور خوش وخرم رہتا ہے اس طرح نہ اسے وہ درجہ ملتا ہے جو مصائب وپریشانی میں مبتلا ہو کر مؤمن ومسلمان کی اخروی کامیابی وفلاح کا ضامن بنتی ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ

یہ باب جنازے میں شریک ہونے کے بیان میں ہے

جنازے کو جلدی لے جانے کا بیان

1477- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُنْ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ وَاِنْ تَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ

◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جنازے کو تیزی سے لے کر چلو کیونکہ اگر وہ نیک ہوگا تو تم اسے بھلائی کی طرف لے جا رہے ہو۔ اگر وہ اس کے علاوہ ہوگا تو تم شر کو اپنی گردن سے ہٹا دو گے۔

شرح

جنازہ لے کر جلدی چلو" کا مطلب یہ ہے کہ جب دفن کرنے کے لئے جنازہ کو لے کر چلو تو جلدی جلدی چلو، آہستہ آہستہ قدم نہ اٹھاؤ لیکن "جلدی" سے دوڑنا مراد نہیں ہے بلکہ متوسط چال مراد ہے کہ قدم جلد جلد اٹھیں اور پاس پاس رکھے جائیں جس کا حاصل یہ ہے کہ جنازہ لے کر چلنے کی چال معمولی چال سے تو بڑھی ہوئی ہو اور دوڑنے سے کم ہو۔ "اگر وہ جنازہ نیک آدمی کا ہے الخ" یہ جلدی چلنے کا فائدہ بیان کیا جا رہا ہے کہ تم جس شخص کا جنازہ لے کر چل رہے ہو اگر اس کی زندگی اچھے احوال اور اچھے اعمال کے ساتھ گزری ہے تو اسے جلد جلد لے کر چلو تاکہ وہ آخرت کے ثواب اور حق تعالیٰ کی رحمت تک جلد سے جلد پہنچ جائے اور اگر وہ جنازہ کسی

1477: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1315' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2183' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3181' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1015' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1909

ایسے شخص کا ہے جس کی زندگی برے احوال اور برے اعمال کے ساتھ گزری ہے تو بھی جلد جلد چلو تا کہ برے کو جلد اپنے کاندھوں سے اتار پھینکو۔

جنازے کو کندھا دینے کی فضیلت کا بیان

1478-حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نِسْطَاسٍ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ مَنِ اتَّبَعَ جِنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيْرِ كُلِّهَا فَاِنَّهٗ مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ اِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَاِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جو شخص جنازے کے ساتھ جاتا ہے اسے جنازے کی چارپائی کے سب کناروں کی طرف سے کندھا دینا چاہئے' کیونکہ یہ سنت ہے' پھر اگر وہ چاہے' تو نفلی طور پر بھی ایسا کرے اور اگر چاہے' تو اسے چھوڑ دے''۔

جنازے کے ساتھ چلنے کی فضیلت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ مومن ہونے کی حیثیت سے (یعنی فرمان شریعت پر عمل کرنے کی غرض سے) اور طلب ثواب کی خاطر جائے اور جنازہ کے ساتھ ساتھ رہے یہاں تک کہ اس کی نماز جنازہ پڑھے اور اس کی تدفین سے فراغت پائے تو وہ شخص دو قیراط ثواب لے کر واپس ہوتا ہے جس میں سے ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے اور جو شخص صرف جنازہ کی نماز پڑھ کر آ جائے اور تدفین میں شریک نہ ہو تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر واپس ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد دوم: رقم الحدیث، 135)

"قیراط" دینار کے بارھویں حصہ کو کہتے ہیں جس کا وزن تقریباً چار جو کے برابر ہوتا ہے یہاں قیراط سے مراد "حصہ عظیم" یعنی بہت بڑا انبار ہے جس کو احد پہاڑ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

سکون سے جنازہ اٹھا کر لے جانے کا بیان

1479-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ عَقِيْلٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ لَيْثٍ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ رَاٰى جِنَازَةً يُسْرِعُوْنَ بِهَا قَالَ لِتَكُنْ عَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک جنازہ دیکھا' جسے لوگ تیزی سے لے جا رہے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

1478: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1479: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

''تم پر سکینت ہونی چاہیے (یعنی تم لوگ آرام سے چلو)''۔

1480-حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ اَبِي مَرْيَمَ عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا رُكْبَانًا عَلَى دَوَابِّهِمْ فِي جِنَازَةٍ فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْيُونَ اَنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ يَمْشُونَ عَلَى اَقْدَامِهِمْ وَاَنْتُمْ رُكْبَانٌ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو اپنے جانوروں پر سوار ہو کر جنازے میں شریک تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کو حیا نہیں آتی؟ اللہ تعالیٰ کے فرشتے پیدل چل رہے ہیں اور تم لوگ سوار ہو۔

1481-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرَّاكِبُ خَلْفَ الْجِنَازَةِ وَالْمَاشِي مِنْهَا حَيْثُ شَاءَ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''سوار ہو کر چلنے والا جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا جہاں چاہے چلے''۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي الْمَشْيِ اَمَامَ الْجِنَازَةِ

یہ باب جنازے کے آگے چلنے کے بارے میں ہے

1482-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّهِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَّسَهْلُ بْنُ اَبِي سَهْلٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ يَمْشُونَ اَمَامَ الْجِنَازَةِ

سالم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنازے کے آگے چلتے ہوئے دیکھا ہے۔

1483- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَمَّالُ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ

1480:اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث:1012

1481:اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث:3180' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث:1031' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث:1941' ورقم الحدیث:1942' ورقم الحدیث:1947

1482:اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث:3179' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث:1008' ورقم الحدیث:1009' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث:1943' ورقم الحدیث:1944

الْخُرَسَانِيُّ اَنْبَاَنَا يُونُسُ ابْنُ يَزِيدَ الْاَيْلِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ يَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَةِ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنازے کے آگے چلتے تھے۔

1484- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِي مَاجِدَةَ الْحَنَفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ وَّلَيْسَتْ بِتَابِعَةٍ لَيْسَ مِنْهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جنازے کے پیچھے چلا جاتا ہے اسے پیچھے نہیں رکھا جاتا' جو شخص اس کے آگے چلے وہ اس میں شامل نہیں ہوتا''۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ التَّسَلُّبِ مَعَ الْجَنَازَةِ

یہ باب ہے کہ چادر اتار کر جنازے کے ساتھ چلنے کے بارے میں ممانعت

1485- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَزَوَّرِ عَنْ نُفَيْعٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ وَاَبِي بَرْزَةَ قَالَا خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَرَاَى قَوْمًا قَدْ طَرَحُوْا اَرْدِيَتَهُمْ يَمْشُوْنَ فِي قُمُصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِفِعْلِ الْجَاهِلِيَّةِ تَاْخُذُوْنَ اَوْ بِصُنْعِ الْجَاهِلِيَّةِ تَشَبَّهُوْنَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَدْعُوَ عَلَيْكُمْ دَعْوَةً تَرْجِعُوْنَ فِي غَيْرِ صُوَرِكُمْ قَالَ فَاَخَذُوْا اَرْدِيَتَهُمْ وَلَمْ يَعُوْدُوْا لِذٰلِكَ

◆◆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ یہ دونوں بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک ہوئے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا جنہوں نے اپنی چادریں اتاری ہوئی تھیں اور وہ صرف قمیص پہن کر چل رہے تھے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کیا تم زمانہ جاہلیت کے طرز عمل کو اختیار کر رہے ہو''۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) زمانہ جاہلیت کے معمول کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا چاہتے ہو' میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ تمہارے لیے ایسی دعائے ضرر کروں جس کی وجہ سے تمہاری شکلیں تبدیل ہو جائیں''۔

راوی کہتے ہیں: تو ان لوگوں نے اپنی چادریں لیں اور دوبارہ ایسا نہیں کیا۔

1483: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1010

1484: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3184' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1011

1485: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْجِنَازَةِ لَا تُؤَخَّرُ إِذَا حَضَرَتْ وَلَا تُتْبَعُ بِنَارٍ

یہ باب ہے کہ جب جنازہ تیار ہو چکا ہو تو اسے مؤخر نہیں کیا جائے گا اور اس کے ساتھ آگ نہیں لے جائی جائے گی

1486-حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْجُهَنِيُّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤَخِّرُوا الْجِنَازَةَ إِذَا حَضَرَتْ

◆◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب جنازہ تیار ہو جائے تو پھر اس میں تاخیر نہ کرو''۔

1487- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ أَنْبَأَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى الْفُضَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَرِيزٍ أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ حَدَّثَهُ قَالَ أَوْصَى أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ حِينَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَقَالَ لَا تُتْبِعُونِي بِمِجْمَرٍ قَالُوا لَهُ أَوَ سَمِعْتَ فِيهِ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◆◆ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا موت کا وقت جب قریب آیا' تو انہوں نے یہ وصیت کی کہ میرے ساتھ انگیٹھی نہ لے کر جانا' لوگوں نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کوئی چیز سن رکھی ہے' انہوں نے جواب دیا: جی ہاں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ صَلَّى عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

یہ باب ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جس شخص کی نماز جنازہ ادا کرے

جنازے میں سو بندوں کی شرکت کا بیان

1488-حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ أَنْبَأَنَا شَيْبَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غُفِرَ لَهُ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''جس شخص کی نماز جنازہ ایک سو مسلمان ادا کرلیں اس کی مغفرت ہو جاتی ہے''۔

1487: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1486: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 170' ورقم الحدیث: 1075

1488: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

شرح

پہلی حدیث میں چالیس آدمیوں کے نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب بیان کیا گیا ہے جب کہ دوسری حدیث میں "سو آدمیوں کی جماعت" کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ چنانچہ علماء اس اختلاف کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ پہلے سو آدمیوں کی شرکت کی فضیلت نازل ہوئی ہوگی پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے حال پر رحم فرماتے ہوئے یہ تعداد کم کر کے چالیس آدمیوں کی شرکت کی فضیلت بیان فرمائی نیز یہ بھی احتمال ہے کہ ان حدیثوں میں چالیس اور سو سے خاص طور پر یہی دونوں عدد نہ ہوں بلکہ ان سے کثرت جماعت مراد ہو۔

1489- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سُلَيْمٍ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ الْخَرَّاطُ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ هَلَكَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ لِي يَا كُرَيْبُ قُمْ فَانْظُرْ هَلِ اجْتَمَعَ لِابْنِي أَحَدٌ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ وَيْحَكَ كَمْ تَرَاهُمْ أَرْبَعِينَ قُلْتُ لَا بَلْ هُمْ أَكْثَرُ قَالَ فَاخْرُجُوا بِابْنِي فَأَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ أَرْبَعِينَ مِنْ مُؤْمِنٍ يَشْفَعُونَ لِمُؤْمِنٍ إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللَّهُ

◆◆ کریب بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک صاحبزادے کا انتقال ہو گیا' تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے کریب! اٹھ کر دیکھو! کیا میرے لیے لوگ جمع ہوئے ہیں؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں' تو انہوں نے فرمایا تم پر افسوس ہے کتنے لوگ ہیں؟ کیا خیال ہے وہ چالیس ہیں۔ میں نے جواب دیا: جی نہیں وہ اس سے زیادہ ہیں' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میرے بیٹے کو لے کر چلو کیونکہ میں گواہی دے کر یہ بات بیان کرتا ہوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جس مومن کے حق میں چالیس مومن شفاعت کریں یعنی اس کی نماز جنازہ ادا کریں' تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو قبول کر لیتا ہے''۔

1490- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزَنِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ هُبَيْرَةَ الشَّامِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ كَانَ إِذَا أُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَتَقَالَّ مَنْ تَبِعَهَا جَزَّأَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا صَفَّ صُفُوفٌ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى مَيِّتٍ إِلَّا أَوْجَبَ

◆◆ حضرت مرثد بن عبداللہ یزنی رضی اللہ عنہ حضرت مالک بن ہبیرہ شامی رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول ہیں ان کے بارے میں یہ بیان کرتے ہیں: جب ان کے سامنے کوئی جنازہ لایا جاتا اور وہ جنازے میں شریک لوگوں کو کم محسوس کرتے' تو ان کو

1489: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2196' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3170

1490: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3166' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1028

تین صفوں میں تقسیم کرتے تھے اور پھر اس کی نماز جنازہ پڑھاتے تھے وہ یہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے: ''جس میت پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز جنازہ ادا کرلیں' تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الثَّنَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

یہ باب میت کی تعریف کے بیان میں ہے

میت کی تعریف کے سبب جنت واجب ہو جانے کا بیان

1491- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقِيلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ لِهٰذِهِ وَجَبَتْ وَلِهٰذِهِ وَجَبَتْ فَقَالَ شَهَادَةُ الْقَوْمِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ شُهُوْدُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی تعریف کی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی پھر ایک اور جنازہ گزرا لوگوں نے اس کی برائی بیان کی یا اسی نوعیت کوئی بات کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی' عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے اس کے لئے بھی کہا واجب ہوگئی اور اس کے لئے بھی کہا واجب ہوگئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، لوگوں کی گواہی کی وجہ سے کہا ہے اہل ایمان' زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔

شرح

ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں۔ تشریح جنت واجب ہوگئی، کا مطلب یہ ہے کہ تم جس شخص کی تعریف بیان کررہے ہو اگر اس کی وہ تعریف صحیح اور سچ ہے یا یہ کہ اس کی موت اسی خیر و بھلائی کی حالت میں ہوئی ہے جیسے تم بیان کررہے ہو تو اس کے لئے جنت کی سعادت ثابت ہوگئی۔ اسی طرح "دوزخ واجب ہوگئی۔ کا مطلب بھی یہی ہے کہ جس شخص کی تم برائی بیان کررہے ہو۔ اگر اس کی وہ برائی صحیح اور واقعی ہے یا یہ کہ اس کی موت اسی برائی کی حالت میں ہوئی ہے جسے تم بیان کررہے ہو تو اس کے لئے دوزخ کی سزا ثابت ہوگئی۔

مظہر کا قول ہے کہ یہ حکم عام طور پر ہر شخص کے لئے نہیں ہے کہ جس کسی بھی شخص کے بارہ میں لوگ خیر و بھلائی کا ذکر کریں تو اس کے لئے جنت لازم ہی ہو جائے بلکہ جس شخص کے بارہ میں لوگ اچھے اور نیک خیالات کا اظہار کریں اور اس کی تعریف بیان کریں تو اس لے لئے جنت کی امید کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح جس شخص کے بارہ میں لوگ برے خیالات کا اظہار کریں اور زبان خلق اس کی برائی میں مصروف ہو تو اس کے بارہ میں یہ خوف ہو سکتا ہے کہ وہ دوزخ میں جائے اب رہی یہ بات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

1491: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2642' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2198

پہلے شخص کے لئے جنت اور دوسرے شخص کے لئے دوزخ کو واجب کیوں کہا؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے شخص کے جنتی ہونے اور دوسرے شخص کے دوزخی ہونے کے فیصلہ سے مطلع کر دیا تھا۔

زین عرف فرماتے ہیں کہ کسی شخص کا خیر و بھلائی اور شر و برائی کے ساتھ ذکر کرنا اس کے لئے جنت و دوزخ کو واجب نہیں کرتا بلکہ درحقیقت کسی شخص کے بارہ میں زبان خلق کا بھلا یا برا تاثر صرف اس کے جنتی یا دوزخی ہونے کی علامت ہوتا ہے۔

پھر یہ کہ اس تعریف اور اس برائی کا اعتبار ہوگا جس کی نیک بخت لوگوں اور متقی و پرہیز گار بندوں کی زبانیں گواہی دیں کیونکہ اللہ کے نیک بخت و متقی بندوں کی زبان اس کے قلب سلیم کی ہمنوا ہوتی ہے لہٰذا وہ جس شخص کی تعریف کریں گے یا جس شخص کی برائی کریں گے اس میں کسی خارجی دباؤ یا نفس کے کسی غلط تقاضا کا قطعی دخل نہیں ہوگا بلکہ ان کے زبانی اثرات اور حقیقت کے صالح قلب کے صحیح فیصلہ کے غماز ہوں گے چنانچہ کسی شخص کے بارہ میں ان کے تعریف اس شخص کے جنتی ہونے کی علامت ہوگی اور کسی شخص کے بارہ میں ان کی بیان کی ہوئی برائی اس شخص کے دوزخی ہونے کی علامت ہوگی۔

اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اگر کوئی فاسق اور دنیا دار شخص نفس کے غلط تقاضا اور اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کی خاطر کسی برے اور بدکار شخص کی تعریف بیان کرے اور اس کے بارہ میں اچھے تاثرات کا اظہار کرے یا اسی طرح کسی نیک بخت اور مرد مومن کی برائی بیان کرے تو نہ اس کی تعریف کا اعتبار ہوگا اور نہ اس کی بیان کی ہوئی برائی کی کوئی حیثیت ہوگی بلکہ اس کے بارہ میں یہ کہا جائے گا کہ یہ اپنے نفس کا غلام اور ضمیر فروش ہے جو محض ذاتی اغراض و مقاصد کی خاطر اس شخص کو تو اچھا کہہ رہا ہے جس کی برائی اور بدکاری عیاں تھی اور اس نیک بخت کو برا کہہ رہا ہے جس کی نیک بختی مثالی حیثیت رکھتی تھی۔ انتم شهداء الله تم (اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اکثر کے اعتبار سے ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص جیسا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی زبان سے اسے ویسا ہی کہلواتا ہے یعنی اگر کوئی شخص نیک ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے بندوں کی زبان سے نیک ہی کہلواتا ہے۔ اور کوئی شخص بدکار ہوتا ہے تو اللہ اپنے بندوں کی زبان سے اس کی بدکاری ہی کی شہادت دلواتا ہے چنانچہ بندہ کی یہ شہادت درحقیقت اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ وہ جس کے بارہ میں جس تاثر کا اظہار کر رہے ہیں وہ واقعۃ ایسا ہی ہے۔

1492 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فِیْ مَنَاقِبِ الْخَيْرِ فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا عَلَيْهِ بِاُخْرٰى فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فِیْ مَنَاقِبِ الشَّرِّ فَقَالَ وَجَبَتْ اِنَّكُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ

◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا اس کی اچھائی کے ساتھ تعریف کی گئی اور اس کی خوبیوں کا ذکر کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

1492: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

''واجب ہوگئی''۔

پھر آپ ﷺ کے پاس سے ایک اور جنازہ گزرا تو اس کی برائیاں ذکر کرتے ہوئے اس کی بری تعریف کی گئی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''واجب ہوگئی' تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو''۔

فوت شدہ لوگوں کی برائی کرنے سے ممانعت کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" تم اپنے مرے ہوئے لوگوں کی نیکیاں ہی ذکر کرلیا کرو اوران کی برائیوں کے ذکر سے بچتے رہو۔ (ابوداؤد، ترمذی، مشکوۃ المصابیح: جلددوم: رقم الحدیث، 162)

مرے ہوئے لوگوں کے نیک اعمال اوران کی بھلائیوں کواس لئے یاد اور بیان کرنا چاہئے کہ نیک اور نیکی کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ مردوں کی نیکیوں کوذکر کرنے کا جوحکم دیا جارہا ہے وہ استحباب کے طور پر ہے لیکن ان کی برائیوں کے ذکر سے بچنے کا جوحکم دیا جارہا ہے وہ وجوب کے طور پر ہے یعنی ہر مسلمان پرواجب ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کی برائیاں ذکر نہ کرے اوراس فعل سے بچتا رہے۔

چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالی نے لکھا ہے کہ مرے ہوئے لوگوں کی غیبت زندہ لوگوں کی غیبت سے کہیں زیادہ قابل نفریں ہے۔ کتاب ازہار میں علماء کا یہ قول لکھا ہوا ہے کہ "میت کونہلانے والا اگر میت میں کوئی اچھی علامت دیکھے مثلاً میت کا چہرہ روشن اور منور ہو یا میت میں سے خوشبو آتی ہوتو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرنا مستحب ہے اوراگر کوئی بری علامات دیکھے مثلاً (نعوذ باللہ) میت کا چہرہ یا بدن سیاہ ہوگیا ہو یا اس کی صورت مسخ ہوگئی ہوتو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرنا حرام ہے۔

بَابُ : مَا جَآءَ فِي اَيْنَ يَقُوْمُ الْإِمَامُ إِذَا صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ

یہ باب ہے کہ جب امام نماز جنازہ ادا کرے گا' تو وہ کہاں کھڑا ہو؟

1493- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ ذَكْوَانَ اَخْبَرَنِيْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْاَسْلَمِيِّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ الْفَزَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَى امْرَاَةٍ مَاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسَطَهَا

حضرت سمرہ بن جندب فزاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ایک ایسی عورت کی نماز جنازہ ادا کی' جونفاس کی حالت میں فوت ہوئی تھی تو نبی کریم ﷺ اس کے درمیان کے مقابل میں کھڑے

1493: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 332' ورقم الحدیث: 133' ورقم الحدیث: 1332' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2232' ورقم الحدیث: 2233' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3195' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1035' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 391' ورقم الحدیث: 1975' ورقم الحدیث: 1978

ہوئے تھے۔

1494- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي غَالِبٍ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ صَلَّى عَلَى جِنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ حِيَالَ رَأْسِهِ فَجِيءَ بِجِنَازَةٍ أُخْرَى بِامْرَأَةٍ فَقَالُوا يَا أَبَا حَمْزَةَ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَامَ حِيَالَ وَسَطِ السَّرِيرِ فَقَالَ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يَا أَبَا حَمْزَةَ هَكَذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ الْجِنَازَةِ مُقَامَكَ مِنَ الرَّجُلِ وَقَامَ مِنَ الْمَرْأَةِ مُقَامَكَ مِنَ الْمَرْأَةِ قَالَ نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ احْفَظُوا

ابوغالب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے ایک شخص کی نماز جنازہ ادا کی تو وہ اس کے سر کے بالمقابل کھڑے ہوئے پھر وہاں ایک اور جنازہ لایا گیا جو ایک خاتون کا تھا' تو انہوں نے کہا: اے ابوحمزہ آپ اس عورت کی نماز جنازہ ادا کیجئے' تو حضرت انس رضی اللہ عنہ چارپائی کے وسط کے مقابل میں کھڑے ہوئے' تو علاء بن زیاد نے عرض کی: اے ابوحمزہ! آپ مرد کے جنازے میں جس جگہ کھڑے ہوئے اور خاتون کے جنازے میں جس جگہ کھڑے ہوئے کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح دیکھا ہے' تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں' پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا اسے یاد رکھ لو۔

شرح

میت کے بالوں اور داڑھی میں کنگھی کو نہیں پھیرا جائے گا اور نہ ہی اس کے ناخن اور بال کاٹے جائیں گے اور میت کو کفن پہنانے سے قبل کفن کو طاق مرتبہ خوشبو لگائی جائے گی۔ جب ان امور سے فارغ ہو جائیں تو اب اس پر نماز پڑھیں۔ اگر بادشاہ موجود ہو تو وہ لوگوں میں سے اس پر نماز کی امامت کرانے کا زیادہ حق دار ہے۔ اگر بادشاہ موجود نہ ہو تو پھر محلّہ کے امام کو مقدم کرنا مستحب ہے۔ اس کے بعد پھر ولی ہے اب اگر میت پر نماز جنازہ ولی اور بادشاہ کے علاوہ کسی اور آدمی نے پڑھا دی تو ولی اس پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے اور اگر ولی اس پر نماز جنازہ پڑھ چکا ہے۔ تو پھر اس میت پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ اگر میت پر نماز جنازہ پڑھے بغیر اسے دفنا دیا گیا تو تین دن تک اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔ مگر اس کے بعد نہیں اور نماز جنازہ پڑھانے والا بالکل میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہوگا۔ (قدوری، کتاب صلوٰۃ، لاہور)

نماز جنازہ میں امام کا میت کے سامنے کھڑے ہونے میں فقہ شافعی وحنفی کا بیان

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک عورت کے جنازہ کی نماز پڑھی جو حالت نفاس میں انتقال کر گئی تھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے جنازہ کے درمیان کھڑے ہوئے تھے۔

(بخاری ومسلم)

حضرت نافعی رحمۃ اللہ جن کی کنیت ابوغالب ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک

1494: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3194' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1034

جنازہ (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر کے جنازہ) کی نماز پڑھی، حضرت انس (جو امام تھے) جنازہ کے سر کے سامنے کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی پھر لوگ قریش کی ایک عورت کا جنازہ لے کر آئے اور کہا اے ابوحمزہ! (یہ انس کی کنیت ہے) اس جنازہ کی نماز پڑھا دیجئے چنانچہ حضرت انس تخت (کہ جس پر جنازہ تھا) کے درمیانی حصہ کے سامنے کھڑے ہوئے (اور نماز پڑھائی یہ دیکھ کر) علاء بن زیاد نے کہا کہ کیا آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز جنازہ میں) اسی طرح کھڑے ہوتے دیکھا ہے جیسا کہ آپ اس عورت کے جنازہ کے درمیان اور مرد کے جنازہ کے سر کے سامنے کھڑے ہوئے تھے؟ یعنی کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز جنازہ پڑھاتے وقت عورت کے جنازہ پر اس کے درمیانی حصہ کے سامنے اور مرد کے جنازہ پر اس کے سر کے سامنے کھڑے ہوتے تھے؟ حضرت انس نے فرمایاہاں! ابوداؤد نے بھی اس روایت کو کچھ زیادتی کے ساتھ نقل کیا ہے اور ان کی روایت میں فقام حیال وسط السرير کے بجائے فقام عند عجيزة المرأة (عورت کے جنازہ پر اس کے کولھے کے قریب کھڑے ہوئے) کے الفاظ منقول ہیں۔ (ترمذی وابن ماجہ)

حضرت امام شافعی کا مسلک تو یہ ہے کہ عورت کے جنازہ کی نماز میں امام میت کے کولہوں کے سامنے کھڑا ہو اور مرد کے جنازہ کی نماز میں میت کے سر کے سامنے کھڑا ہو، چنانچہ عورت کی نماز جنازہ کے بارے میں تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ کے مسلک کی دلیل یہی حدیث ہے جب کہ مرد کی نماز جنازہ کے بارے میں وہ اپنا مسلک ایک دوسری حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ امام میت کے سینہ کے سامنے کھڑا ہو کر خواہ مرد کا ہو یا عورت کا جنازہ ہو۔ اس حدیث کے بارے میں حضرت ابن ہمام رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میت کے سینہ کے سامنے کھڑے ہونے کی منافی نہیں کیونکہ انسانی جسم اعضاء کے اعتبار سے دراصل سینہ ہی وسط ہے بایں طور کہ سینہ کے اوپر سر اور ہاتھ ہیں اور سینہ کے نیچے پیٹ اور پاؤں ہیں اور ان سب کے درمیان سینہ ہے، نیز یہ احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر سینہ کے سامنے کولہوں کی طرف تھوڑا مائل کھڑے ہوں گے اور چونکہ یہ دونوں حصے یعنی سینہ اور کولھے آپس میں بالکل قریب قریب ہیں اس لیے راوی نے یہ گمان کرلیا ہو کہ آپ کولہوں کے سامنے کھڑے تھے۔

شمنی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ اور حضرت امام ابو یوسف کی روایت بھی یہ ہے کہ عورت کی جنازہ کی نماز میں امام میت کے کولہوں کے سامنے کھڑا ہو۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْقِرَائَةِ عَلَى الْجَنَازَةِ

یہ باب نماز جنازہ میں قرأت کرنے کے بیان میں ہے

1495- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ عَلَى الْجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

1495: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1026

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کی تھی۔

1496- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ اَبِي عَاصِمٍ النَّبِيلُ وَاِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ جَعْفَرٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنِي شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ حَدَّثَتْنِي اُمُّ شَرِيكٍ الْاَنْصَارِيَّةُ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَقْرَاَ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

سیدہ ام شریک انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کریں۔

نماز جنازہ میں سورت فاتحہ نہ پڑھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے روایت ہے کہ ابن عباس نے ایک مرتبہ جنازے کی نماز پڑھی تو اس میں سورت فاتحہ بھی پڑھی۔ میں نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ سنت ہے یا فرمایا (مِنْ تَمَامِ السُّنَّةِ) تکمیل سنت سے ہے۔
امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اسی پر بعض علماء اور دوسرے علماء کا عمل ہے۔ وہ تکبیر اولی کے بعد سورت فاتحہ پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ امام شافعی اور احمد، اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔

بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سورت فاتحہ نہ پڑھے کیونکہ یہ اللہ کی ثناء، درود شریف اور میت کے لیے دعا پر مشتمل ہے۔ سفیان ثوری اور اہل کوفہ (احناف) کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1023)
حضرت نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں قراءت (فاتحہ) نہیں کرتے تھے۔

وحدثني عن مالك عن نافع أن عبد الله بن عمر كان لا يقرأ في الصلوٰة على الجنازة

یاد رہے کہ یہ روایت محدثین کے یہاں صحت کے نہایت اعلی درجات پر ہے، اور بعض علماء اس کو "السلسلة الذهبية" کہتے ہیں، اور أصح الأسانيد کہتے ہیں، لہٰذا امام اعظم أبوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا مذہب یہی ہے کہ نمازہ میں قراءت فاتحہ نہیں ہے، اور حضرت عبداللہ بن عمر، ابراہیم نخعی، محمد ابن سیرین، ابوالعالیہ، فضالہ ابن عبید، ابو بردہ، عطاء، طاووس، میمون، بکر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے، (مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ) امام أعظم أبوحنیفہ اور امام مالک اور ان کے اصحاب کے نزدیک قراءۃ الفاتحہ نماز جنازہ میں مکروہ ہے۔

جب کہ شافعیۃ وحنابلۃ کا مذہب یہ ہے کہ قراءۃ الفاتحہ نماز جنازہ میں واجب ہے اور امام احمد سے ایک روایت استحباب کی ہے ابن تیمیہ بھی اس کے مستحب ہونے کے قائل ہیں، امام الشافعی وامام أحمد وغیرہ کا استدلال ابن عباس رضی اللہ عنہ کے عمل سے ہے کہ انہوں نے نماز جنازہ پڑھایا اور اس میں سورت فاتحہ پڑھی ہے۔

1496 اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الدُّعَاءِ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجِنَازَةِ

یہ باب نماز جنازہ میں دعا کے بیان میں ہے

1497- حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ الْمَدِيْنِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جب تم کسی میت پر نماز جنازہ ادا کرو تو تم صرف اسی کے لیے دعا کرو''۔

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میت پر نماز (جنازہ) پڑھ چکو تو میت کو دعا کے لئے خاص کرلو۔ (سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ المصابیح، ج ا، ص ۱۴۶ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کہ جب تم کسی مسلمان میت کی نماز جنازہ پڑھ لو تو اس کا جنازہ پڑھ لینے کے بعد اس کے لئے خصوصی طور پر دعا کرو۔ اس سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو لوگوں کو جنازہ کے بعد دعا مانگنے سے منع کرتے ہیں ،ان نادانوں کو چاہیے کہ اپنے مردوں کی مخالفت کرنا اگر کوئی ان کا شیوہ ہے تو کرتے رہیں کم از کم دوسروں کو تو اس طرح گمراہی کی پٹیاں نہ پڑھائیں۔ کتنے بڑے افسوس کی بات ہے کہ نبی کریم ﷺ کی حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے لوگوں کو دعا سے منع کرتے ہیں۔

مبسوط شمس الائمہ سرخسی جلد دوم صفحہ **67** باب غسل المیت میں روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک جنازے پر بعد نماز پہنچے اور فرمایا۔ ان سبقتمولی بالصلوٰۃ علیہ فلا تسبقونی بالدعاء۔

اگر تم نے مجھ سے پہلے نماز پڑھ لی تو دعا میں تو مجھ سے آگے نہ بڑھو یعنی آؤ میرے ساتھ مل کر دعا کرلو۔

جو لوگ قبرستان جانا یا قبروں کی زیارت کو شرک و بدعت کہتے ہیں انہیں چاہیے کہ جب ان کا کوئی شخص مرجائے تو اس وقت بھی وہ اسے قبرستان میں دفن نہ کریں کیونکہ جب وہ اسے قبرستان لے جائیں گے تو ہوسکتا ہے شرکیہ راستے پر چلنے کی وجہ سے وہ سارے کہیں مشرک نہ ہو جائیں۔ اور اپنی اولادوں کو یہ وصیت کر کے جائیں کہ جب ہم مر جائیں تو ہمیں شرکیہ راستے سے بچا کر کہیں نالوں گٹروں میں پھینک دینا لیکن قبرستان جیسے شرکیہ راستے کی طرف لیکر نہ چلنا۔ حدیث

1497: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن''، رقم الحدیث: 3199

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

کثر الدعاء۔ الحاکم فی مستدرك عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما وصححه ورمز الامام السیوطی لصحته۔ دعا بکثرت کر۔ اسے حاکم نے مستدرک میں اور اسے صحیح کہا۔ امام سیوطی نے بھی اس کے صحیح ہونے کا نشان (رمز) لگایا۔

(المستدرک علی الصحیحین کتاب الدعاء مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حدیث: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو بکثرت کرے کہ اپنے رب سے ہی سوال کر رہا ہے۔ اسے ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور طبرانی نے معجم اوسط میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند صحیح روایت کیا۔

(مجمع الزوائد بحوالہ المعجم الاوسط، باب سؤال العبد حوائجہ، بیروت)

حدیث: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم۔ ابو الشیخ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه۔ دعا بکثرت مانگ کر دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔ اسے ابو الشیخ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (کنز العمال، بحوالہ ابی الشیخ عن انس رضی اللہ، بیروت)

حدیث: فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: لقد بارك اللہ لرجل فی حاجة اکثر الدعاء فیها۔ البیهقی فی الشعب والخطیب فی التاریخ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنه۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی آدمی کی اس حاجت میں جس میں وہ دعا کی کثرت کرے۔ اسے بیہقی نے شعب الایمان میں اور خطیب نے تاریخ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(شعب الایمان ذکر فصول فی الدعاء مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث: کثرت دعا سے گھبرا کر دعا چھوڑ دینے والے کو فرمایا: ایسے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم: لا یزال یستجاب للعبد مالم یدع باثم اوقطیعة رحم مالم یستعجل قیل یارسول اللہ ماالاستعجال یقول قددعوت فلم ارىستجیب لی فیستحسر عندذلك ویدع الدعاء۔ مسلم عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه واصل الحدیث عندالشیخین وابی داؤد والترمذی وابن ماجة جمیعاعنه وفی الباب وغیره۔ بندے کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے جب تک کہ کسی گناہ یا قطع رحم کا سوال نہ کرے اور جب تک کہ جلد بازی نہ کرے۔

عرض کیا یا رسول اللہ جلد بازی کیا ہے؟ فرمایا جب بندہ کہنے لگے کہ میں نے بار بار دعا کی، قبول ہوتی نظر نہیں آتی، اس وقت اُکتا کر چھوڑ دے۔ یہ حدیث امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ اور اصل حدیث بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ سبھی کے یہاں حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے موجود ہے اور اس باب میں اس کے علاوہ اور حدیثیں ہیں۔ (صحیح مسلم شریف کتاب الذکر والدعاء مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اطلبوا الخیر دهرکم کله وتعرضوا النفحات رحمة اللہ فان اللہ نفحات من رحمة یصیب بها من یشاء من عباده۔

ہروقت ہر گھڑی عمر بھر خیر مانگے جاؤ اور تجلیات رحمتِ الٰہی کی تلاش رکھو کہ اللہ عزوجل کے لئے اس کی رحمت کی کچھ تجلیاں ہیں کہ اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے پہنچاتا ہے۔(نوادرالاصول الاصل الرابع والثمانون والمائۃ فی طلب الخیر مطبوعہ دارصادر بیروت)

ابوبکر بن ابی الدنیا فی الفرج بعد الشدة والامام الاجل عارف باللّٰہ سیدی محمد الترمذی فی نوادرالاصول والبیھقی فی شعب الایمان وابونعیم فی حلیة الاولیاء عن انس بن مالك وفی الشعب عن ابی ھریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما وتقدم نحوہ للطبرانی فی المعجم الکبیر عن محمد بن مسلمة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه فی الفتوی الاولی قال العامری حسن صحیح اقول وقولی حسن حسن صحیح لمارایت من تعدد طرقه وقد حسن الشیخ محمد حجازی الشعرانی حدیث المعجم الکبیر۔اسے ابوبکر بن ابی الدنیا نے "الفرج بعد الشدة " میں، امام اجل عارف باللہ سیّدی محمد ترمذی نے نوادرالاصول میں، بیہقی نے شعب الایمان میں، ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں انس بن مالک سے اور شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت کیا۔اور اسی کے ہم معنی حدیث طبرانی کی معجم کبیر کے حوالے سے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پہلے بیان میں گزرچکی ہے۔عامری نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

نماز جنازہ کی دعا کا بیان

1498- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جنازہ ادا کرتے تھے' تو یہ دعا مانگتے تھے۔

''اے اللہ! ہمارے زندہ لوگوں اور ہمارے مرحومین' ہمارے موجود لوگوں اور غیر موجود لوگوں' ہمارے چھوٹوں اور ہمارے بڑوں' ہمارے مذکر اور ہمارے مونث (یعنی مردوخواتین' بچوں اور بچیوں) کی مغفرت کردے' اے اللہ! تو نے ہم میں سے جسے زندہ رکھنا ہوا سے اسلام پر زندہ رکھنا اور ہم میں سے جسے تو نے موت دینی ہوا سے ایمان پر موت دینا' اے اللہ! ہمیں اس (مرحوم) کے اجر سے محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہی کا شکار نہ کرنا''۔

1499- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ جَنَاحٍ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ بْنُ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَسْمَعُهُ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ

1498: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1499: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3202

فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

◆◆ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی نماز جنازہ ادا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں یہ دعا مانگی۔

''اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمہ اور تیری پناہ میں ہے' تو اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ رکھنا تو وفا اور حق والا ہے' تو اس کی مغفرت کردے تو اس پر رحم کر! بے شک تو مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

میت کے لئے مختلف دعائیں مانگتے رہنے کا بیان

1500- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيْمٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا فَرَجُ بْنُ الْفَضَالَةِ حَدَّثَنِي عِصْمَةُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ حَبِيْبِ ابْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَّثَلْجٍ وَّبَرَدٍ وَّنَقِّهِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ بِدَارِهِ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهِ وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ ۔

قَالَ عَوْفٌ فَلَقَدْ رَاَيْتُنِي فِي مُقَامِي ذٰلِكَ اَتَمَنّٰى اَنْ اَكُوْنَ مَكَانَ الرَّجُلِ

◆◆ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ایک نماز جنازہ میں شریک ہوا' جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کی ادا کی تھی' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا۔

''اے اللہ! تو اس پر درود نازل کر' اس کی مغفرت کر' اس پر رحم کر' اسے عافیت نصیب کر' اس سے درگزر کر' اسے پانی' برف اور اولوں کے ذریعے دھو دے' اسے گناہوں اور خطاؤں سے اس طرح پاک کردے جس طرح سفید کپڑے کو میل سے پاک کیا جاتا ہے اور اسے اس کے گھر کے بدلے میں بہتر گھر عطا کر اور اس کی بیوی کے بدلے میں بہتر بیوی عطا کر اور اسے قبر کی آزمائش اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھنا''۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے اپنے بارے میں یہ بات یاد ہے' اس وقت میں نے یہ آرزو کی تھی کہ کاش میں وہ (مرحوم) شخص ہوتا۔

1501-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا اَبَاحَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَبُوْ بَكْرٍ وَّلَا عُمَرُ فِي شَيْءٍ مَا اَبَاحُوْا فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْمَيِّتِ يَعْنِي لَمْ يُوَقِّتْ

1500: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1501: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی بھی چیز کو ہمارے لیے اس طرح مباح قرار نہیں دیا' جس طرح انہوں نے نماز جنازہ ادا کرنے کو مباح قرار دیا ہے۔(راوی کہتے ہیں) یعنی انہوں نے اس کا کوئی مخصوص وقت مقرر نہیں کیا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجِنَازَةِ اَرْبَعًا

یہ باب جنازے پر چار تکبیریں کہنے کے بیان میں ہے

1502- حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْيَاسِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ وَّكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر چار تکبیریں کہیں۔

1503- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا الْهَجَرِيُّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفَى الْاَسْلَمِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جِنَازَةِ ابْنَةٍ لَهٗ فَكَبَّرَ عَلَيْهَا اَرْبَعًا فَمَكَثَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ شَيْئًا قَالَ فَسَمِعْتُ الْقَوْمَ يُسَبِّحُوْنَ بِهٖ مِنْ نَوَاحِي الصُّفُوْفِ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَكُنْتُمْ تَرَوْنَ اَنِّيْ مُكَبِّرٌ خَمْسًا قَالُوْا تَخَوَّفْنَا ذٰلِكَ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِاَفْعَلَ وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا ثُمَّ يَمْكُثُ سَاعَةً فَيَقُوْلُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ يُسَلِّمُ

ہجری بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن ابواوفی اسلمی رضی اللہ عنہ' جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں' ان کے ساتھ ان کی صاحبزادی کی نمازِ جنازہ جنازے کی نماز ادا کی تو انہوں نے اس پر چار تکبیریں کہیں' چوتھی تکبیر کہنے کے بعد وہ تھوڑی دیر ٹھہرے رہے' راوی کہتے ہیں: میں نے لوگوں کو صفوں کے اطراف میں سے سبحان اللہ کہتے ہوئے سنا' پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سلام پھیر دیا' پھر انہوں نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ سمجھ رہے تھے کہ میں پانچویں تکبیر کہنے لگا ہوں' لوگوں نے عرض کی: ہمیں اس بات کا اندیشہ ہوا تھا' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں نے ایسا نہیں کرنا تھا چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار تکبیریں کہا کرتے تھے' پھر اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جاتے تھے' پھر جو اللہ کو منظور ہوتا تھا' وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے پھر سلام پھیرتے تھے۔

1504- حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَاَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

1502: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1503: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1504: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

الْيَمَانِ عَنِ الْمِنْهَالِ ابْنِ خَلِيفَةَ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ اَرْبَعًا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز جنازہ) میں چار تکبیریں کہی تھیں۔

نماز جنازہ میں چار تکبیرات ہونے میں مذاہب اربعہ

نماز جنازہ یہ ہے کہ وہ تکبیر کہے اور تکبیر کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے پھر تکبیر کہے اور تکبیر کہتے ہوئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے پھر تیسری تکبیر کہے اور اب کی بار تکبیر کہتے ہوئے اپنے لئے میت کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعا مانگے پھر چوتھی تکبیر کہے اور سلام پھیر دے اور پہلی تکبیر کے علاوہ باقی کسی تکبیر میں بھی اپنے ہاتھ بلند نہیں کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور اس میں چار مرتبہ تکبیر کہی۔

اس باب میں حضرت ابن عباس، ابن ابی اوفی، جابر، انس، یزید بن ثابت سے بھی روایت ہے امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یزید بن ثابت کے بڑے بھائی ہیں۔ اور یہ جنگ بدر میں شریک تھے جب کہ زید اس جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔ (احناف کے مذہب کے مطابق چار تکبیرات ہیں)

اکثر علماء، صحابہ، اور دیگر علماء کا اس پر عمل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہی جائیں۔ سفیان، ثوری، مالک بن انس، ابن مبارک، شافعی اور احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1017)

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ كَبَّرَ خَمْسًا

یہ باب پانچ تکبیریں کہنے والے کے بیان میں ہے

1505- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ وَاَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَّاَنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا

عبدالرحمن بن ابولیلیٰ بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے ایک جنازے میں پانچ تکبیریں کہیں میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پانچ مرتبہ تکبیر کہی ہے۔

1506- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّافِعِيُّ عَنْ كَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

1505: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2213 'اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3197 'اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1023 'اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1981

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ خَمْسًا

کثیر بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے (نماز جنازہ) میں پانچ تکبیریں کہی تھیں۔

نماز جنازہ میں چار سے زائد تکبیرات کے منسوخ ہونے کا بیان

حضرت زید بن ارقم کے ارشاد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو آپ ابتدائی زمانہ میں پانچ تکبیریں کہا کرتے تھے یا یہ کہ کبھی کبھی پانچ تکبیریں کہتے تھے۔ تمام علماء کا متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہے کہ نماز جنازہ میں چار ہی تکبیریں ہیں اگر چہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چار سے زائد تکبیریں بھی منقول ہیں لیکن علماء لکھتے ہیں کہ آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار ہی تکبیریں ثابت ہیں لہٰذا جن روایتوں میں چار سے زائد تکبیریں منقول ہیں وہ منسوخ ہیں اگر حضرت زید رضی اللہ عنہ ان روایتوں کے منسوخ ہونے کے قائل نہیں ہیں تو اس اتفاقی اور اجماعی فیصلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الطِّفْلِ

یہ باب بچے کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

1507- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ زِيَادُ بْنُ جُبَيْرٍ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ جُبَيْرُ بْنُ حَيَّةَ اَنَّهٗ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الطِّفْلُ يُصَلّٰى عَلَيْهِ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''(کم سن) بچے کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی''۔

1508- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ بَدْرٍ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوَرِثَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
''جب بچہ (پیدائش کے وقت) آواز بلند کرے تو اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور اس کی وراثت کا حکم بھی جاری ہوگا''۔

1509- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْبَخْتَرِيُّ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

1506: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1507: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3180' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1031' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1941' ورقم الحدیث: 1942' ورقم الحدیث: 1947

1508: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا عَلٰى اَطْفَالِكُمْ فَاِنَّهُمْ مِنْ اَفْرَاطِكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''اپنے بچوں کی نماز جنازہ ادا کرو' کیونکہ وہ تمہارے پیش رو ہیں''۔

بچے کے رونے کے بعد اس پر نماز جنازہ پڑھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار جنازہ کے پیچھے رہے اور پیدل چلنے والے جہاں جی چاہے وہاں چلے اور لڑکے پر بھی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اسرائیل اور کئی رواۃ یہ حدیث سعید بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں بعض صحابہ کرام اور دیگر علماء اس حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے اگرچہ وہ پیدا ہونے کے بعد رویا بھی نہ ہو صرف اس کی شکل ہی بنی ہو۔ امام احمد اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1027)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ جب تک پیدا ہونے کے بعد روئے نہیں اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ اور نہ وہ کسی کا وارث ہے اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہے۔

بعض اہل علم کا یہی مسلک ہے کہ اگر بچہ پیدائش کے بعد روئے نہیں تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ ثوری اور شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1028)

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذِكْرِ وَفَاتِهِ

یہ باب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کی نماز جنازہ ادا کرنے اوران کی وفات کے تذکرے کے بارے میں روایات

1510- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اَبِيْ خَالِدٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَاَيْتَ اِبْرَاهِيْمَ ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ وَهُوَ صَغِيْرٌ وَّلَوْ قُضِيَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهُ وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ

اسماعیل بن ابوخالد بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: ان کا کم سنی میں انتقال ہوگیا تھا' اگر یہ بات تقدیر میں ہوتی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی ہوگا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحبزادہ زندہ رہتا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔

1509: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1510: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6194

عقیدہ ختم نبوت اور امت مسلمہ کے اجماعی فیصلہ کا بیان

مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور آخری رسول ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہاں میں بھیج کر بعثت انبیاء کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا ذکر قرآن حکیم کی 100 سے بھی زیادہ آیات میں نہایت ہی جامع انداز میں صراحت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا○

(الأحزاب، 33:40)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلۂ نبوت ختم کرنے والے) ہیں، اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہہ کر یہ اعلان فرمادیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہیں اور اب قیامت تک کسی کو نہ منصب نبوت پر فائز کیا جائے گا اور نہ ہی منصب رسالت پر۔

قرآن حکیم میں سو سے زیادہ آیات ایسی ہیں جو اشارۃً یا کنایۃً عقیدہ ختم نبوت کی تائید و تصدیق کرتی ہیں۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی متعدد اور متواتر احادیث میں خاتم النبیین کا یہی معنی متعین فرمایا ہے۔ لہٰذا اب قیامت تک کسی قوم، ملک یا زمانہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی یا رسول کی کوئی ضرورت باقی نہیں اور مشیت الٰہی نے نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کردیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلۂ نبوت اور رسالت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ حق ترجمان سے اپنی ختم نبوت کا واضح الفاظ میں اعلان فرمایا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ.

(ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الرؤیا، 4:163، باب: ذہبت النبوۃ، رقم: 2272)

اب نبوت اور رسالت کا انقطاع عمل میں آچکا ہے لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ملعون اور ابلیس کے ناپاک عزائم کا ترجمان ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی نہ صرف نشاندہی کردی بلکہ ان کی تعداد بھی بیان فرمادی تھی۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ.

(ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب: ما جاء لا تقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون، 4:499، رقم: 2219)

میری امت میں تیس (30) اشخاص کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کذاب کو گمان ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اگر کوئی شخص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے (خواہ کسی معنی میں ہو) وہ کافر، کاذب، مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ نیز جو شخص اس کے کفر وارتداد میں شک کرے یا اسے مومن، مجتہد یا مجدد وغیرہ مانے وہ بھی کافر و مرتد اور جہنمی ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے زمین کی ہر قوم اور ہر انسانی طبقے کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید تمام آسمانی کتب کے احکام منسوخ کرنے والی اور آئندہ کے لیے تمام معاملات کے احکام وقوانین میں جامع و مانع ہے۔ قرآن کریم تکمیل دین کا اعلان کرتا ہے۔ گویا انسانیت اپنی معراج کو پہنچ چکی ہے اور قرآن کریم انتہائی عروج پر پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہے، نہ کسی نئے نبی کی حاجت۔ چنانچہ امت محمدیہ کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ انسانیت کے سفر حیات میں وہ منزل آ پہنچی ہے کہ جب اس کا ذہن بالغ ہو گیا ہے اور اسے وہ مکمل ترین ضابطۂ حیات دے دیا گیا، جس کے بعد اب اسے نہ کسی قانون کی احتیاج باقی رہی نہ کسی نئے پیغامبر کی تلاش۔

قرآن وسنت کی روشنی میں ختم نبوت کا انکار محال ہے۔ اور یہ ایسا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ خود عہد رسالت میں مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اور حضور کی نبوت کی تصدیق بھی کی تو اس کے جھوٹا ہونے میں ذرا بھی تامل نہ کیا گیا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں صحابہ کرام نے جنگ کر کے اسے کیفر کردار تک پہنچایا۔ اس کے بعد بھی جب اور جہاں کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا، امت مسلمہ نے متفقہ طور پر اسے جھوٹا قرار دیا اور اس کا قلع قمع کرنے میں ہر ممکن کوشش کی۔ 1973ء کے آئین میں پاکستان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی نہ ماننے والے کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال اور عقیدہ ختم نبوت کا بیان

1511 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَّلَوْ عَاشَ لَعَتَقَتْ اَخْوَالُهُ الْقِبْطُ وَمَا اسْتُرِقَّ قِبْطِيٌّ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ ادا کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے' اگر یہ زندہ رہتا تو یہ سچا نبی ہوتا' اگر یہ زندہ رہتا تو یہ اپنے ننھیالی

1511: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

رشتے داروں کو آزاد کروا دیتا اور کوئی قبطی غلام نہ رہتا''۔

عقیدہ ختم نبوت اور قرآن کریم

عقیدہ ختم نبوت سے متعلق قرآن کریم میں بے شمار صریح آیات ہیں، ان میں سے چند حصول برکت کے لئے ذکر کی جاتی ہیں۔ الحمد للہ مسلمانوں کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ عزوجل نے ایسا فرمایا ہے اور اس چیز کا حکم دیا ہے یا اس کے محبوب خاتم النبیین ﷺ نے یہ بات یوں ارشاد فرمائی ہے یا اپنے غلاموں کو یہ حکم دیا ہے، پھر وہ مسلمان مرد ہو یا خواہ عورت، کسی قسم کا تامل کئے بغیر اسے قبول کر لیتے ہیں، اس حکم کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں اور مصروف عمل ہو جاتے ہیں، چاہے انہیں اس کی حکمت سمجھ آئے یا نہ آئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما کان لمومن و لا مومنة اذا قضی اللہ ورسوله امراً ان یکون لھم الخیرة من امرھم، و من یعص اللہ ورسوله فقد ضل ضلٰلاً مبیناً (الاحزاب: 36/33)

ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول ﷺ کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔ اور فرماتا ہے:

ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنه فانتھو واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب (الحشر: 7/59)

اور جو کچھ تمہیں رسول ﷺ عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں، باز رہو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

عقیدہ ختم نبوت سے متعلق ذیل میں صرف چار آیات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

قل یآیھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی له ملك السمٰوٰت والارض، لا اله الا ھو یحی و یمیت فاٰمنو باللہ و رسوله النبی الامی الذی یومن باللہ و کلمٰته واتبعوہ لعلکم تھتدون

(سورہ اعراف: 158/7)

تم فرماؤ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں جلائے اور مارے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔

تفسیر خزائن العرفان میں ہے: یہ آیت سید عالم ﷺ کے عموم رسالت کی دلیل ہے کہ آپ تمام خلق کے رسول ہیں اور کل جہاں آپ کی امت: بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں انہیں میں فرمایا: ہر نبی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث فرمایا گیا اور میں تمام خلق کی طرف رسول بنایا گیا اور میرے ساتھ انبیاء ختم کئے گئے۔

وما ارسلنٰك الا رحمة للعٰلمین (سورہ انبیاء: 107/21)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔ تفسیر روح البیان میں اس آیت کی تفسیر میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے۔

آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیطہ بہ جمیع مقیدات، رحمت غیبیہ شہادت علمیہ وغینیہ ووجودیہ وشہودیہ وسابقہ ولاحقہ وغیر ذلک تمام جہانوں کے لئے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام، ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو، لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین وکان الله بکل شی علیماً

(الاحزاب:(40/33))

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

تفسیر خزائن العرفان میں ہے: یعنی آخر الانبیاء ﷺ ہیں کہ نبوت آپ پر ختم ہوگئی۔ آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگر چہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے۔ نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث تو حد تواتر تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے، وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔

وما ارسلنٰک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً و لکن اکثر الناس لایعلمون (سورہ سبا: (28/34))

اور اے محبوب ﷺ! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے، خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم ﷺ کی رسالت عامہ ہے تمام انسان اس کے احاطہ میں ہیں۔ گورے ہوں یا کالے، عربی ہوں یا عجمی، پہلے ہوں یا پچھلے سب کے لئے آپ رسول ہیں اور وہ سب آپ کے امتی۔ بخاری ومسلم کی حدیث ہے۔ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئی یہاں تک کہ فرمایا اور انبیاء خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔

عقیدہ ختم نبوت اور سنت

مولانا احمد رضا خان حنفی علیہ الرحمہ نے صرف ایک رسالہ میں ختم نبوت کے بارے میں ایک سو بیس احادیث، اکہتر صحابہ کرام اور گیارہ تابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی نقل کی ہیں۔ اتنے راویان حدیث کی تعداد حد تواتر تک پہنچتی ہے۔ جس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے، کسی متواتر چیز کا انکار کرنا اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ من جملہ عقیدہ ختم نبوت بھی انہی احکام سے ہے،

جس کا ثبوت تواتر سے ہے۔

علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ کا عجیب استدلال

غزالی زماں کے ایک مناظرے کی روداد خود غزالی زماں کی زبانی نقل کرتے ہوئے مولانا مفتی ابراہیم القادری بیان کرتے ہیں کہ غزالی زماں نے قادیانیوں کے خلاف اپنی خدمات کے ضمن میں ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ میں کم سن تھا۔ ابھی میری داڑھی نہیں تھی کہ میں قادیان گیا اور قادیانی علماء سے مناظرہ کیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور گزشتہ انبیائے کرام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے مکان بنایا فا کملھا اس نے اسے مکمل کیا اور حسین بنایا مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ اس کے حسن تعبیر پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاش! یہ اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں

میں نے قادیانی علماء سے پوچھا کہ نبوت کی عمارت میں فقط ایک اینٹ کی گنجائش تھی جسے حضور ﷺ نے پورا کر دیا۔ اب تم بتاؤ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کہاں ڈالو گے؟ وہ سب خاموش ہو گئے اور سوچ میں پڑ گئے۔ پھر ان میں سے ایک بولا: عزیز بات یہ ہے کہ جب عمارت بنائی جاتی ہے تو اس کا پلستر کیا جاتا ہے، ہم مرزا کا پلستر کر دیں گے۔ میں نے کہا: تم مرزا صاحب کا پلستر بھی نہیں کر سکتے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا فا کملھا بنانے والے نے عمارت کو مکمل کر دیا اور پلستر کے بغیر عمارت مکمل نہیں ہو سکتی۔ پھر ایک اور نے ہمت کی اور وہ کہنے لگا کہ دیکھیں عزیز ٹھیک ہے کہ پلستر کے بغیر عمارت مکمل نہیں ہوتی مگر عمارت کا رنگ و روغن بھی کیا جاتا ہے۔ ہم مرزا صاحب کا رنگ و روغن کر دیں گے۔ میں نے کہا کہ تم مرزا صاحب کا رنگ و روغن بھی نہیں کر سکتے۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا فاحسنھا بنانے والے نے عمارت کو حسین و جمیل بنایا اور عمارت کا حسن رنگ و روغن ہے۔ اس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے استدلال نے ان کی زبانوں کو بند کر دیا اور وہ لا جواب ہو گئے اور کوئی بات نہ کر سکے۔

1512- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِمْرَانَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ اَبِى الْوَلِيْدِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ اَبِيْهَا الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ الْقَاسِمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَدِيْجَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَرَّتْ لُبَيْنَةُ الْقَاسِمِ فَلَوْ كَانَ اللّٰهُ اَبْقَاهُ حَتّٰى يَسْتَكْمِلَ رِضَاعَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِتْمَامَ رَضَاعِهٖ فِي الْجَنَّةِ قَالَتْ لَوْ اَعْلَمُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهَوَّنَ عَلَيَّ اَمْرَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى فَاَسْمَعَكِ صَوْتَهُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلْ اُصَدِّقُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄◄ سیّدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتی ہیں' جب نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے جناب قاسم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! قاسم رضی اللہ عنہ (نے میرا جو دودھ پینا تھا وہ) دودھ زیادہ ہو گیا ہے' کاش اللہ تعالیٰ اسے اتنی دیر زندہ رکھتا کہ یہ اپنی رضاعت کی عمر مکمل کر لیتا تو

1512: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''اس کی رضاعت کی تکمیل جنت میں ہوگی''۔
سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اگر مجھے اس بات کا علم ہوتا' یارسول اللہ ﷺ! تو یہ معاملہ میرے لیے آسان ہو جاتا' تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں' تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی آواز سنوا دے گا' تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! (ایسا کرنے کی ضرورت نہیں ہے) بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کرتی ہوں''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الشُّهَدَآءِ وَدَفْنِهِمْ

یہ باب شہداء کی نماز جنازہ ادا کرنے اور انہیں دفن کرنے کے بیان میں ہے

شہید کے معنی ومفہوم کا بیان

شہید کا لغوی معنی ہے گواہ، کسی کام کا مشاہدہ کرنے والا۔ اور شریعت میں اِسکا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کے دِین کی خدمت کرتے ہوئے اپنی جان قُربان کرنے والا، میدانِ جہاد میں لڑتے ہوئے یاجہاد کی راہ میں گامزن یادِین کی دعوت وتبلیغ میں، اور جس موت کو شہادت کی موت قرار دِیا گیا ہے اُن میں سے کوئی موت پانے والا ہے۔

شہید کی نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

1513- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِىْ زِيَادٍ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُتِىَ بِهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَجَعَلَ يُصَلِّى عَلٰى عَشَرَةٍ عَشَرَةٍ وَّحَمْزَةُ هُوَ كَمَا هُوَ يُرْفَعُوْنَ وَهُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوْعٌ

◄► حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: غزوہ احد کے موقع پر شہداء کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا' تو نبی کریم ﷺ نے دس' دس افراد کی نماز جنازہ ادا کی' حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وہیں رکھے گئے' دوسرے لوگوں کو اٹھالیا جاتا تھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو وہیں رکھا رہنے دیا گیا (یعنی دیگر تمام شہداء کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ بار بار ادا کی گئی)۔

شرح

شہید وہ شخص ہے جس کو مشرکین نے قتل کیا یا معرکہ سے ملا اس حال میں کہ اس پر اثر پایا جاتا ہے۔ یا اس کو مسلمانوں نے ظلم

1513: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کے طور پر قتل کر دیا ہو۔ اور اس کے قتل پر دیت واجب نہ ہوئی ہو۔ تو اس کو کفن دیا جائے اور اس کی نماز پڑھی جائے گی۔ اور اسے غسل نہیں دیا جائے گا۔ کیونکہ اس طرح قتل ہونے والا شخص شہداء احد کے حکم میں ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے شہداء احد کے بارے میں فرمایا: ان کو غسل نہ دو بلکہ ان کو ان کے زخموں اور خونوں کے ساتھ لپیٹ دو۔ لہٰذا ہر وہ شخص جو ظلم سے لوہے کے آلہ کے ساتھ قتل کیا گیا اور وہ بالغ ہو اور اس قتل کی وجہ سے مالی عوض بھی واجب نہ ہوا ہو تو وہ بھی شہداء احد کے حکم میں ہے لہٰذا اس کو انہی کے حکم میں لاحق کر دیا جائے گا۔

اور اثر سے مراد زخم ہے جس کی دلالت قتل پر ہے۔ اور اسی طرح غیر معتاد جگہ سے خون کا خارج ہونا جس طرح آنکھ اور اس کی مثل چیزیں ہیں۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے نماز میں ہم سے اختلاف کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے۔ لہٰذا اس نے شفاعت سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ میت پر نماز پڑھنا اس کی عظمت کا اظہار ہے۔ اور شہید تو اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ اور گناہوں سے پاک ہونے والا بھی دعا سے مستغنی نہیں ہوتا جیسے نبی (علیہ السلام) اور جس طرح کوئی بچہ ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب صلوٰۃ، لاہور)۔

1514- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهُ اِلٰى اَحَدِهِمْ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِيْ دِمَآئِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا

◄► حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے احد کی جنگ میں شہید ہونے والے شہداء میں سے' دو' دو کو ایک ہی کفن میں اکٹھا کیا اور پھر ارشاد فرمایا: ان میں سے کس کو قرآن زیادہ یاد تھا؟ تو ان میں سے جس کو زیادہ قرآن یاد تھا اس کو پہلے قبر میں دفن کرتے تھے اور یہ ارشاد فرماتے تھے: قیامت کے دن میں ان سب کا گواہ بنوں گا اور آپ ﷺ نے ان حضرات کے بارے میں حکم دیا تھا انہیں ان کے خون کے ساتھ دفنایا جائے اور ان کی نماز جنازہ نہ ادا کی جائے اور انہیں غسل نہ دیا جائے۔

شہید کی نماز جنازہ سے متعلق بعض فقہی مذاہب کا بیان

شہید کی نماز جنازہ نہ ضروری ہے اور نہ ناجائز۔ بلکہ اس کا پڑھنا بھی جائز ہے اور نہ پڑھنا بھی۔ دونوں کی طرح کی روایات کتب احادیث میں موجود ہیں۔ شہداء کا جنازہ پڑھنے کے متعلق چند ایک احادیث کا ذکر کرتا ہوں: "سیّدنا شداد بن الہاد سے روایت ہے کہ ایک بدوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا۔ پھر وہ شخص جنگ میں

1514: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1343' ورقم الحدیث: 1345' ورقم الحدیث: 1346' ورقم الحدیث: 1347' ورقم الحدیث: 1353' ورقم الحدیث: 4079' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3138' ورقم الحدیث: 3139' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1036' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1954

شہید ہو گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے جبہ میں کفن دیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ یہ حدیث صحیح ہے اور امام نسائی کی السنن الکبری اور امام طحاوی کی شرح معانی الآثار، مستدرک حاکم۔ اور بیہقی میں موجود ہے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن سیدنا حمزہ کے متعلق حکم دیا۔ پس انہیں ایک چادر میں چھپا دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ کی تو تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ ادا فرمائی۔ پھر دوسرے شہداء باری باری لائے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بھی نماز جنازہ ادا فرمائی اور ان کے ساتھ ساتھ حمزہ کی نماز بھی ادا فرماتے رہے۔ (طحاوی) امام بخاری نے بخاری کتاب الجنائز باب الصلوٰۃ علی الشہید میں عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے 'ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء اُحد پر اس طرح نماز ادا کی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم میت پر نماز ادا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم، احمد، طحاوی، دارقطنی، السنن الکبری للنسائی، ابن حزم، امام احمد بن حنبل نے اس مسلک کو راجح قرار دیا ہے جس کی تفصیل المغنی وغیرہ میں ہے۔ ابن قیم نے تہذیب السنن میں فرمایا ہے۔ مذکورہ بالا مسئلہ میں درست بات یہی ہے کہ شہید کی نماز جنازہ پڑھنے اور ترک کرنے میں اختیار ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک کے متعلق آثار مروی ہیں اور امام احمد سے بھی ایک روایت اس طرح مروی ہے اور ان کے اصول و مذہب کے زیادہ مناسب ہے۔

شہید کو خون سمیت کپڑوں میں دفن کر دینے کا بیان

1515 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلٰى اُحُدٍ اَنْ يُّنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيْدُ وَالْجُلُوْدُ وَاَنْ يُّدْفَنُوْا فِىْ ثِيَابِهِمْ بِدِمَائِهِمْ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کے بارے میں یہ ہدایت کی: ان سے لوہے اور چمڑے کو اتار لیا جائے اور انہیں ان کے خون سمیت ان کے کپڑوں میں دفن کیا جائے۔

1516 -حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَّسَهْلُ بْنُ اَبِىْ سَهْلٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ سَمِعَ نُبَيْحًا الْعَنَزِىَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلٰى اُحُدٍ اَنْ يُّرَدُّوْا اِلٰى مَصَارِعِهِمْ وَكَانُوْا نُقِلُوْا اِلَى الْمَدِيْنَةِ

◆◆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد میں شہید ہونے والوں کے بارے میں یہ ہدایت کی وہ جس جگہ شہید ہوئے تھے انہیں وہیں منتقل کر دیا جائے حالانکہ پہلے (ان میں سے کچھ افراد) کو مدینہ منورہ منتقل کیا جانے لگا تھا۔

1515: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3134

1516: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3165' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1717' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 2003' ورقم الحدیث: 2004

شہداء زندہ ہیں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لا تَشْعُرُونَ (سورہ البقرہ۔154)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کے بارے میں یہ نہ کہو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تمھیں خبر نہیں۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلا هُمْ يَحْزَنُونَ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ آل عمران۔169۔171)

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں کھاتے پیتے ہیں وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطاء فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہداء جنت کے دروازے پر دریا کے کنارے ایک محل میں رہتے ہیں اور ان کے لیے صبح شام جنت سے رزق لایا جاتا ہے۔

(مسند احمد۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ المستدرک۔ صحیح علی شرط مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندے قیامت کے دن حساب کتاب کے لیے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی تلواریں گردنوں پر اٹھائے ہوئے آئیں گے ان سے خون بہہ رہا ہو گا وہ جنت کے دروازوں پر چڑھ دوڑیں گے پوچھا جائے گا یہ کون ہیں۔ جواب ملے گا یہ شہداء ہیں جو زندہ تھے اور انہیں روزی ملتی تھی۔

(الطبرانی۔ مجموعہ الزوائد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد کے دن حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر کھڑے ہوئے تھے اور حضرت مصعب زمین پر شہید پڑے تھے اس دن انہی کے ہاتھ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

- مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلا (الاحزاب 23)

ایمان والوں میں کچھ مرد ایسے ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھلایا پھر بعض تو ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنا ذمہ پورا کر لیا اور بعض ان میں سے (اللہ کی راستے میں جان قربان کرنے کے لیے) راہ دیکھ رہے ہیں اور وہ ذرہ (برابر) نہیں بدلے۔

بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے گواہی دیتے ہیں کہ تم قیامت کے دن اللہ کے سامنے شہداء میں سے ہو پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگوں تم ان کے پاس آیا کرو ان کی زیارت کیا کرو ان کو سلام کیا کرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت کے دن تک جو بھی انہیں سلام کہے گا یہ اسے جواب دیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک مرسلا)

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیا کرتے تھے احد کے دن ان کو کسی نے بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو چکے ہیں تو انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین پہنچا دیا چنانچہ اب تم سب (مسلمان) ان کے دین کے لیے جہاد کرو پھر وہ تین بار اٹھے اور ہر بار موت کے منہ تک پہنچے اور بالآخر تیسرے حملے میں شہید ہو گئے جب ان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی اور اپنے (شہداء) ساتھی بھی ملے تو وہ وہاں کی نعمتیں دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار کیا کوئی قاصد نہیں ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری یہ حالت بتا سکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمھارا قاصد ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر یہ آیات سنائیں ولاتحسبن سے آخر تک۔ (اخرجہ المنذری فی تفسیرہ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے دیکھا تو فرمایا اے جابر کیا بات ہے تم فکر مند نظر آتے ہو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور اپنے اوپر قرضہ اور اہل وعیال چھوڑ گئے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی سے بات کی تو پردے کی پیچھے سے کی لیکن تمھارے والد سے آمنے سامنے بات فرمائی اور کہا مجھ سے جو مانگو میں دوں گا تمھارے والد نے کہا مجھے دنیا میں واپس بھیج دیجئے تاکہ دوبارہ شہید ہو سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میری طرف سے پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ کسی کو واپس نہیں جانا تمھارے والد نے کہا اے میرے پروردگار پیچھے والوں کو ہماری حالت کی اطلاع دے دیجئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ولا تحسبن الذین. سے آخر تک۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ المستدرک)

شہداء کی زندگی کے بارے میں علماء کے اقوال کا بیان

شہداء کی زندگی کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔

(1) علامہ قرطبی اور اکثر علماء کرام فرماتے ہیں کہ شہداء کی حیات یقینی چیز ہے اور بلاشبہ وہ جنت میں زندہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے اور ان کی موت بھی ہو چکی ہے اور ان کے جسم مٹی میں ہیں اور ان کی روحیں دوسرے ایمان والوں کی ارواح کی طرح زندہ ہیں البتہ شہداء کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان کے لیے شہادت کے وقت سے جنت کی روزی جاری کر دی جاتی ہے تو گویا کہ ان کے لیے ان کی دنیوی زندگی جاری ہے اور وہ ختم نہیں ہوئی۔

(2) علماء کی ایک جماعت کا فرمانا ہے کہ قبروں میں شہداء کرام کی ارواح ان کے جسموں میں لوٹا دی جاتی ہیں اور وہ عیش و آرام کے مزے کرتے ہیں جیسا کہ کافروں کو ان کی قبروں میں زندہ کر کے عذاب دیا جاتا ہے۔

(3) مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان کی روحیں سبز پرندوں میں ڈال دی جاتی ہیں اور وہ جنت میں رہتے ہیں اور وہ کھاتے پیتے اور عیش کرتے ہیں۔قرطبی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قول قرار دیا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے لیے ہر سال ایک جہاد کا اجر لکھا جاتا ہے اور وہ اپنے بعد قیامت کے دن تک کے جہاد میں شریک رہتے ہیں۔

(5) ایک قول یہ ہے کہ ان کی روحیں عرش کے نیچے قیامت تک رکوع سجدے میں مشغول رہتی ہیں جیسا کہ ان زندہ مسلمانوں کی روحیں جو باوضو سوتے ہیں۔

(6) ایک قول یہ ہے کہ ان کے جسم قبر میں خراب نہیں ہوتے اور انہیں زمین نہیں کھاتی یہی ان کی زندگی ہے۔

شہداء کی حیات کا مطلب یہ ہے کہ شہداء کو ایک طرح کی جسمانی زندگی بھی حاصل ہوتی ہے جو دوسرے مردوں کی زندگی سے زیادہ ممتاز ہوتی ہے اور ان کی ارواح کو بھی اللہ کے ہاں مختلف مقامات حاصل ہوتے ہیں یعنی ان کی روحوں کا تعلق ان کے جسموں سے بھی رہتا ہے اور ان کی ارواح کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی مختلف مقامات ملتے ہیں ان میں سے بعض کی ارواح سبز پرندوں میں ہوتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتے پیتے ہیں اور عرش کے سائے میں بنی ہوئی قندیلوں میں بیٹھتے ہیں جیسا کہ صحیح احادیث کے حوالے سے ان شاء اللہ آگے آئے گا اور ان میں سے کچھ جنت کے دروازے کے پاس دریا کے کنارے والے محل میں ہوتے ہیں اور جنت سے صبح اور شام ان کی روزی آتی ہے جیسا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں گذر چکا ہے اور کچھ ان میں سے فرشتوں کے ساتھ جنت میں اور آسمانوں میں اڑتے پھرتے ہیں جیسا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی روایت میں آئے گا اور کچھ ان میں سے جنت کی اونچی مسہریوں پر ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آئے گا ان کے مقامات کا یہ فرق دنیا میں ان کے ایمان اخلاص اور جان دینے کے جذبے کے فرق کی وجہ سے ہوگا شہادت سے پہلے جس کا ایمان و اسلام میں جتنا بلند مقام ہوگا شہادت کے بعد اللہ کے ہاں اس کا اتنا بلند مقام ہوگا آیئے اب شہداء کی جسمانی زندگی پر کچھ دلائل پڑھتے ہیں۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ دونوں انصاری صحابی تھے۔سیلاب کی وجہ سے ان کی قبریں کھولی گئیں تاکہ ان کی جگہ بدلی جاسکے یہ دونوں حضرات ایک قبر میں تھے جب ان کی قبریں کھولی گئیں تو ان کے جسموں میں کوئی فرق نہیں آیا تھا گویا کہ انہیں کل دفن کیا گیا ہو ان میں سے ایک کا ہاتھ شہادت کے وقت ان کے زخم پر تھا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے تھے دیکھا گیا کہ اب تک ان کا ہاتھ اسی طرح ہے لوگوں نے وہ ہاتھ وہاں سے ہٹایا مگر وہ ہاتھ واپس اسی طرح زخم پر چلا گیا غزوہ احد کے دن یہ حضرات شہید ہوئے تھے اور قبریں کھودنے کا یہ واقعہ اس کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔ (مؤطا امام مالک رحمہ اللہ۔سیر اعلام النبلاء)

یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے براہ راست بھی آئی ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کتاب الجہاد میں سند کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کظامہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اعلان کروایا کہ جس شخص کا کوئی شہید ہو تو وہ پہنچ جائے پھر ان شہداء کے اجسام نکالے

گئے تو وہ بالکل تروتازہ تھے یہاں تک کہ کھودنے کے دوران ایک شہید کے پاؤں پر کدال لگ گئی تو خون جاری ہو گیا۔

(کتاب الجہاد لابن المبارک)

عبدالصمد بن علی رحمہ اللہ (جو بنو عباس کے خاندان میں سے ہیں) کہتے ہیں کہ میں اپنے (رشتے کے) چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر آیا قریب تھا کہ سیلاب کا پانی ان کو ظاہر کر دیتا میں نے انہیں قبر سے نکالا تو وہ اپنی سابقہ حالت پر تھے اوران پر وہ چادر تھی جس میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفنایا تھا اوران کے قدموں پر اذخر (گھاس) تھی۔ میں نے ان کا سر اپنی گود میں رکھا تو وہ پتیل کی ہانڈی کی طرح (چمک رہا) تھا میں نے گہری قبر کھدوائی اور نیا کفن دے کر انہیں دفنا دیا۔ (ابن عساکر)

قیس بن حازم فرماتے ہیں کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو ان کے کسی رشتہ دار نے خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا تم لوگوں نے مجھے ایسی جگہ دفن کر دیا ہے جہاں پانی مجھے تکلیف پہنچاتا ہے میری جگہ یہاں سے تبدیل کرو۔ رشتے داروں نے قبر کھو دی تو ان کا جسم نرم و نازک چمڑے کی طرح تھا اور داڑھی کے چند بالوں کے علاوہ جسم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

(مصنف عبدالرزاق)

ترمذی (حدیث کی کتاب) میں اصحاب الاخدود (خندقوں میں شہید کئے جانے والے جن کا تذکرہ قرآن مجید کی سورہ بروج میں ہے) کا واقعہ مذکور ہے اس میں یہ بھی ہے کہ لڑکا جسے بادشاہ نے شہید کر کے دفن کر دیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قبر سے نکالا گیا تو اس کی انگلی اس کی کنپٹی پر تھی (کیونکہ یہیں اس کو تیر لگا تھا)۔ (ترمذی)

یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی فترۃ والے زمانے کا ہے۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ تمام اہل کوفہ یہ بات نقل کرتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی دیوار گر گئی اور یہ ولید بن عبدالمالک کا دور حکومت تھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے تو روضہ مبارک سے ایک پاؤں کھل گیا لوگ ڈر گئے کہ شاید یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاؤں مبارک ہے چنانچہ لوگ سخت غمگین ہوئے اس وقت حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر نے آ کر وہ پاؤں دیکھا تو فرمایا یہ میرے دادا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں مبارک ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے۔ (التذکرہ للقرطبی)

حضرت ثابت بن قیس بن شماس کا واقعہ بہت مشہور ہے اور یہ واقعہ کئی صحابہ کرام اور مفسرین نے ذکر فرمایا ہے۔ حضرت ثابت کی بیٹی فرماتی ہیں کہ جب قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی: ترجمہ (اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو۔ (الحجرات۔2)

تو میرے والد گھر کے دروازے بند کر کے اندر بیٹھ گئے اور رونے لگے جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ پایا تو بلا کر گھر بیٹھ رہنے کی وجہ پوچھی انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میری آواز (طبعی طور پر) بلند ہے میں ڈرتا ہوں کہ میرے اعمال ضائع نہ ہو جائیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان میں سے نہیں ہیں بلکہ آپ خیر والی زندگی جئیں گے اور خیر والی موت مریں گے ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی: (کہ اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں

کرتا۔(لقمان۔18)

تو میرے والد نے پھر دروازہ بند کردیا گھر میں بیٹھ گئے اور روتے رہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں نہ پایا تو انہیں بلوایا اور وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تو خوبصورتی کو پسند کرتا ہوں اور اپنی قوم کی قیادت کو بھی۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ ان میں سے نہیں (جن کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے) بلکہ آپ تو بڑی پسندیدہ زندگی گزاریں گے اور شہادت کی موت پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔جنگ یمامہ کے دن جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب پر حملہ کیا تو ابتداء میں مسلمانوں کو پیچھے ہٹنا پڑا اس وقت حضرت ثابت بن قیس اور حضرت سالم رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو اس طرح نہیں لڑتے تھے۔پھر دونوں حضرات نے اپنے لیے ایک ایک گڑھا کھودا اور اس میں کھڑے ہو کر ڈٹ کر لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اس دن حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک قیمتی زرہ پہن رکھی تھی ان کی شہادت کے بعد ایک مسلمان نے وہ زرہ اٹھالی۔اگلے دن ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اسے فرمار ہے ہیں میں تمہیں ایک وصیت کر رہا ہوں تم اسے خیال سمجھ کر ضائع نہ کر دینا میں جب کل شہید ہوا تو ایک مسلمان میرے پاس سے گزرا اور اس نے میری زرہ اٹھالی وہ شخص لوگوں میں سب سے دور جگہ پر رہتا ہے اور اس کے خیمے کے پاس ایک گھوڑا رسی میں بندھا ہوا کود رہا ہے اور اس نے میری زرہ کے اوپر ایک بڑی ہانڈی رکھ دی ہے اور اس ہانڈی کے اوپر اونٹ کا کجاوہ رکھا ہوا ہے تم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ وہ کسی کو بھجوا کر میری زرہ اس شخص سے لے لیں پھر جب تم مدینہ منورہ جانا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہنا کہ میرے ذمے اتنا اتنا قرضہ ہے اور میرے فلاں فلاں غلام آزاد ہیں (پھر اس خواب دیکھنے والے کو فرمایا) اور تم اسے جھوٹا خواب سمجھ کر بھلا مت دینا۔چنانچہ (صبح) وہ شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان تک پیغام پہنچایا تو انہوں نے آدمی بھیج کر زرہ وصول فرمالی۔پھر مدینہ پہنچ کر اس شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پورا خواب سنایا تو انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت کو جاری فرمادیا۔ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جس نے مرنے کے بعد وصیت کی ہو اور اس کی وصیت کو پورا کیا گیا ہو سوائے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے۔(المستدرک)

جنت سے نکل کر دوبارہ شہید ہونے کی تمنا کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی شخص جنت میں داخل ہونے کے بعد یہ تمنا نہیں کرے گا کہ اسے دنیا میں لوٹایا جائے یا دنیا کی کوئی چیز دی جائے سوائے شہید کے کہ وہ تمنا کریگا کہ وہ دنیا میں لوٹایا جائے اور دس بار شہید کیا جائے یہ تمنا وہ اپنی (یعنی شہید کی) تعظیم (اور مقام) دیکھنے کی وجہ سے کریگا۔(بخاری، مسلم)

شہید کے گناہوں کے کفارہ کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قرض کے سوا شہید کے

سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں اللہ کے راستے میں قتل ہو جانا قرض کے سوا ہر گناہ کا کفارہ ہے۔ (مسلم شریف)

لیکن علامہ ابن رشد فرماتے ہیں کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ شہید کے لیے قرض کا معاف نہ ہونا ابتداء اسلام میں تھا بعد میں یہ فرما دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس کا قرضہ اداء کر دے گا۔ (مقدمات ابن رشد)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ جو قرضہ جنت میں جانے سے روکتا ہے وہ قرضہ ہے جو کسی نے لیا ہو اور اس کے پاس ادائیگی کی گنجائش بھی ہو مگر نہ وہ اسے اداء کرے اور نہ مرنے کے بعد اداء کرنے کی وصیت کرے یا وہ قرضہ ہے جو بے وقوفی اور اسراف کے کاموں کے لئے لیا ہو اور پھر بغیر اداء کئے مر گیا ہو لیکن اگر کسی نے کوئی حق واجب اداء کرنے کے لئے قرضہ لیا ہو مثلاً فاقے سے بچنے کے لئے یا زیادہ تنگ دستی کی وجہ سے قرضہ لیا اور اس نے ادائیگی کے لیے بھی کچھ نہ چھوڑا ہو تو امید ہے کہ انشاء اللہ یہ قرضہ اس کے لئے جنت سے روکنے کا باعث نہیں بنے گا وہ مقروض شہید ہو یا غیر شہید کیونکہ مسلمانوں کے حاکم کے ذمے اس طرح کے قرضے اجتماعی مال سے اداء کرنا لازم ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے کوئی قرضہ یا حق چھوڑا وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمے ہے اور جس نے کوئی مال چھوڑا وہ اس کے ورثہ کے لیے ہے۔ (بخاری)

اور اگر مسلمانوں کے حاکم نے یہ قرضے ادا نہ کئے تو اللہ تعالیٰ خود یہ قرضہ قیامت کے دن اداء فرمائے گا اور قرض خواہ کو اس کی طرف سے راضی کر دے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جس نے لوگوں سے مال لیا اور وہ ادائیگی کی نیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے اداء فرما دے گا اور جس نے مال لیا اور وہ اسے ضائع کرنے کی نیت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضائع کر دے گا۔ (بخاری)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اس کے علاوہ بھی دلائل لکھے ہیں۔ (التذکرہ للقرطبی)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ کے اس فرمان کی تصدیق حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد کے واقعے سے بھی ہوتی ہے کیونکہ جب وہ غزوہ احد کے دن نکلے تھے تو ان پر قرضہ تھا پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر کو پریشان دیکھا تو خوشخبری سنائی کہ تمہارے والد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آمنے سامنے بغیر پردے کے بات کی ہے۔ اب اگر ہر قرضہ جنت سے روکنے کا باعث ہوتا ہے تو حضرت جابر بن عبداللہ کے مقروض والد کو اتنا بڑا مقام کیسے ملتا اسی طرح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی گزر چکا ہے کہ انہوں نے شہادت کے وقت بائیس لاکھ کا قرضہ چھوڑا تھا۔

فرشتوں کے پروں کا سائے کا بیان

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میرے شہید والد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور ان کے ناک کان مشرکوں نے کاٹ دیئے تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ ان کے چہرے سے کپڑا ہٹا دوں تو لوگوں نے مجھے منع کر دیا اسی دوران ایک چیخنے والی عورت کی آواز سنائی دی لوگوں نے کہا یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیوں

روتی ہو ابھی تک فرشتوں نے ان پر (یعنی شہید پر) اپنے پروں کا سایہ کیا ہوا ہے۔

شہید کے لئے جنت میں داخل ہونے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبه . ۱۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے خرید لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ، (محمد ـ 4-5-6)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں اللہ کے ان کے اعمال کو ہر گز ضائع نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو مقصود تک پہنچائے گا اور ان کی حالت سنوارے گا جس کی ان کو پہچان کرادے گا۔ (یا وہ جنت ان کے لیے خوشبو سے مہکا دی گئی ہے)۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات کو میں نے دیکھا کہ دو آدمی آئے اور انہوں نے مجھے ایک درخت پر چڑھایا پھر مجھے ایک گھر میں داخل کیا جو بہت حسین اور بہت اعلیٰ تھا میں نے اس جیسا حسین محل پہلے نہیں دیکھا ان دونوں نے مجھے بتایا کہ یہ شہداء کا گھر ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے ان تین آدمیوں کو پیش کیا گیا جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے

(1) شہید (2) حرام سے اور شبہات سے بچنے والا (3) وہ غلام جس نے اچھی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اپنے مالک کے ساتھ بھی خیر خواہی کی۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ دو آدمیوں پر (خوشی سے) ہنستا ہے ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور دونوں جنت میں داخل ہو گئے صحابہ کرام نے پوچھا وہ کس طرح اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان میں سے ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل ہو کر جنت میں داخل ہو گیا پھر دوسرے کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور وہ مسلمان ہو گیا اور جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی رضا جوئی میں مارا گیا اللہ تعالیٰ اسے عذاب نہیں دیگا۔ (مجمع الزوائد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک محل ہے جس کا نام عدن ہے اس میں پانچ ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ ہزار حوریں ہیں۔ اس محل میں نبی، صدیق اور شہید داخل ہوں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ موقوفا رجالہ ثقات)

حضرت اسلم بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں کون جائیگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نبی جنت میں جائیں گے شہید جنت میں جائیں گے وہ بچہ جسے زندہ درگور کر دیا گیا ہو وہ جنت میں جائے گا۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام ربیع بن براء رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا آپ مجھے (میرے بیٹے) حارثہ کے بارے میں نہیں بتائیں گے؟ وہ بدر کے دن ایک گمنام تیر سے مارے گئے تھے اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کرلوں گی اور اگر اس کے علاوہ کچھ ہے تو پھر میں ان پر خوب روؤں گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حارثہ کی ماں جنت میں تو کئی باغات ہیں تیرا بیٹا تو فردوس اعلیٰ (یعنی جنت کے اعلیٰ ترین درجے) میں ہے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کالے شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میں ایک بدبودار جسم والا بدصورت کالا آدمی ہوں اور میرے پاس مال بھی نہیں ہے اگر میں ان (کافروں) سے لڑتا ہوا مارا جاؤں تو میں کہاں جاؤں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں چنانچہ وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ ان کے پاس آئے اور ارشاد فرمایا: اللہ نے تمہارے چہرے کو سفید جسم کو خوشبودار اور مال کو زیادہ فرما دیا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے یا کسی اور کے لیے فرمایا میں نے اس کی بیوی حورعین کو دیکھا کہ ان کے اونی جبے کو کھینچ رہی تھی اور ان کے اور جبے کے درمیان داخل ہو رہی تھی۔ (المستدرک۔ بیہقی)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کالے شخص کا نام ہعال رضی اللہ عنہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جعفر رضی اللہ عنہ بن ابوطالب کو جنت میں دو پروں والا فرشتہ دیکھا جو جنت میں جہاں چاہیں اڑے پھرتے ہیں اور ان کے پروں کے اگلے حصے پر خون لگا ہوا ہے۔ (الطبرانی۔ مجمع الزوائد)

شہداء کی ارواح کا سبز پرندوں میں ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمہارے بھائی (احد کے دن) شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں میں داخل فرما دیں وہ جنت میں نہروں پر اترتے ہیں اور جنت کے میوے کھاتے ہیں اور وہ عرش کے سائے کے نیچے سونے کی قندیلوں پر بیٹھتے ہیں جب انہوں نے بہترین کھانا پینا اور آرام گاہ پالی تو انہوں نے کہا کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور کھا پی رہے ہیں تاکہ وہ جہاد کو نہ چھوڑیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری خبر ان تک پہنچا دیتا ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا ۔ الی آخرہ ۔ (ابوداؤد۔ مستدرک)

صحیح مسلم شریف میں ایسی ہی روایت موجود ہے اور دوسری کتابوں میں اس مفہوم کی کئی احادیث موجود ہیں۔

قبر کے فتنے اور قیامت کے دن کی بے ہوشی سے نجات

احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اسلامی سرحدوں کی پہرے داری کرنے والا (مرابط) قبر کے فتنے سے محفوظ رہے گا جب اس کے لیے یہ نعمت ہے تو شہید اس نعمت کا بدرجہ اولیٰ مستحق ہے۔ کیونکہ وہ مرابط سے افضل ہے، مرابط کو یہ نعمت اس وجہ سے ملتی ہے کہ وہ اپنی جان اللہ کے راستے میں قربانی کے لیے پیش کرتا ہے تو وہ شخص جس کی جان قبول کر لی گئی ہو وہ اس نعمت کا کس طرح سے مستحق نہیں ہوگا۔

راشد بن سعد کسی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کو قبر کے فتنے کا سامنا ہوتا ہے سوائے شہید کے (کہ اسے قبر کے فتنے سے نجات مل جاتی ہے) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے سر پر تلواروں کی چمک اسے ہر فتنے سے بچانے والی ہے۔ (نسائی)

اس حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ قبر میں دو فرشتوں کا آدمی سے سوال کرنا قبر کا فتنہ ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے تاکہ مؤمن کے ایمان اور یقین کا امتحان لیا جاسکے لیکن وہ شخص جو میدان قتال میں نکلتا ہے اور وہ تلواروں کو چمکتا اور کاٹتا، نیزوں کو کودتا اور پھاڑتا تیروں کو چلتا اور جسموں سے پار ہوتا دیکھتا ہے اور اس کے سامنے سر جسموں سے اڑائے جاتے ہیں اور خون کے فوارے بہتے ہیں اور جسموں کے ٹکڑے بکھیرے جاتے ہیں اور ہر طرف مقتول اور زخمی پڑے ہوئے لوگ اسے نظر آتے ہیں مگر پھر بھی وہ میدان میں ڈٹا رہتا ہے اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے کی بجائے اپنی جان اللہ کو سپرد کرنے کے لئے مکمل ایمان اور یقین کے ساتھ جما رہتا ہے تو یہی اس کے ایمان کے امتحان کے لیے کافی ہے کیونکہ اگر اس کے دل میں شک یا تردد ہوتا تو وہ میدان سے بھاگ جاتا اور ثابت قدمی سے محروم ہو جاتا اور منافقوں کی طرح شکوک میں پڑ جاتا مگر ایسا نہیں ہوا تو ثابت ہوا کہ اس کا ایمان مکمل اور یقین مضبوط ہے تو پھر ایسے شخص سے مزید کسی پوچھ تاچھ کی کیا ضرورت ہے۔

(اسی طرح قبر میں فرشتے جو کچھ پوچھتے ہیں شہید تو انہیں چیزوں کی عظمت اور حفاظت کے لیے جان کی قربانی دیتا ہے اور توحید، رسالت اور دین اسلام کی خاطر مرمٹتا ہے جب اس کی یہ حالت ہے تو پھر اس سے قبر میں کسی طرح کی پوچھ تاچھ کی ضرورت ہی نہیں رہتی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ، (الزمر۔ 68)

اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر وہ جس کو اللہ چاہے۔

کہ وہ لوگ کون ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بے ہوشی سے بچائے گا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا وہ شہداء ہوں گے۔ (المستدرک)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا (وَنُفِخَ

فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ) جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا یہ شہداء ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں اس طرح کھڑا فرمائے گا کہ وہ اپنی تلواریں لئے اللہ کے عرش کے اردگرد ہوں گے فرشتے ان کے لیے یاقوت کے بنے ہوئے عمدہ گھوڑے لائیں گے جن کی لگام سفید موتی کی اور زین سونے کی ہوگی ان کی لگام کی رسی باریک اور موٹے ریشم کی ہوگی ان پر ریشم سے نرم کپڑے بچھے ہوں گے ان گھوڑوں کا قدم تا حد نظر پڑتا ہوگا شہداء ان گھوڑوں پر جنت میں گھومیں پھریں گے پھر لمبی تفریح کے بعد کہیں گے چلو دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا کس طرح فیصلہ فرماتا ہے (جب وہ آئیں گے تو) اللہ تعالیٰ ان پر (خوشی سے) ہنسے گا اور حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ جس کے لیے ہنسے گا اس سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔

(رواہ ابن ابی الدنیا۔ الجامع الصغیر للسیوطی)

شہر بن حوشب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) بادلوں میں فرشتوں کے ساتھ تشریف لائے گا پھر ایک پکارنے والا آواز لگائے گا تمام اہل محشر ابھی جان لیں گے کہ آج اللہ کا کرم کن پر ہونے والا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم میرے ان دوستوں کو لے آؤ جنہوں نے میری رضا کے لیے اپنا خون بہایا تھا پھر شہداء آئیں گے اور قریب ہو جائیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

شہید کا اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرنے کا بیان

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر کی شفاعت کرے گا۔ (ابوداؤد۔ بیہقی)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں سات انعامات ہیں (1) خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اسے جنت میں اس کا مقام دکھا دیا جاتا ہے (2) اور اسے ایمان کا جوڑا پہنایا جاتا ہے (3) عذاب قبر سے اسے بچا دیا جاتا ہے (4) قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے اسے امن دے دیا جاتا ہے (5) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ (6) بہتر حورعین سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے (7) اور اپنے اقارب میں ستر آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (مسند احمد)

شہداء کا قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے نجات

حضرت مقداد بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ خصوصی انعامات ہیں۔

(1) خون کے پہلے قطرے کے ساتھ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور جنت میں اس کا مقام اس کو دکھلا دیا جاتا ہے (2) اسے عذاب قبر سے بچالیا جاتا ہے (3) قیامت کے دن کی بڑی گھبراہٹ سے وہ محفوظ رہتا ہے (4) اس کے سر پر وقار کا تاج

رکھا جاتا ہے جس کا ایک یاقوت دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے (5) بہتر (72) حور عین سے اس کا نکاح کرا دیا جاتا ہے (6) اور اس کے اقارب میں ستر (70) کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔

(ترمذی۔ مصنف عبدالرزاق۔ ابن ماجہ)

خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخشش اور جنت کا مقام آنکھوں کے سامنے ہونے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اللہ کے راستے میں قتل کیا جاتا ہے تو زمین پر اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی بخشش کر دی جاتی ہے پھر اس کی طرف جنت کا رومال بھیجا جاتا ہے جس میں اس کی روح کو ڈال کر ایک جنتی جسم میں داخل کر دیا جاتا ہے پھر وہ فرشتوں کے ساتھ اس طرح اوپر چڑھتا ہے گویا کہ وہ پیدا ہوتے وقت سے فرشتوں کے ساتھ رہتا ہو پھر اسے آسمانوں پر لے جایا جاتا ہے وہ آسمانوں کے جس دروازے سے گزرتا ہے وہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جس فرشتے کے پاس سے گزرتا ہے وہ فرشتہ اس کے لیے رحمت کی دعاء اور استغفار کرتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جاتا ہے جہاں پہنچ کر وہ فرشتوں سے پہلے سجدہ کرتا ہے پھر اس کے بعد فرشتے سجدہ کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بخشش اور پاکی عطاء فرمائی جاتی ہے پھر اسے دوسرے شہداء کے پاس لایا جاتا ہے وہ ان شہداء کو ہرے بھرے باغات میں سبز کپڑے پہنے ہوئے دیکھتا ہے ان شہداء کے پاس ایک بیل اور مچھلی ہوتی ہے جس سے وہ کھیل رہے ہوتے ہیں اور انہیں ہر دن کھیلنے کے لیے نئی چیزیں دی جاتی ہیں دن کو مچھلی جنت کے نہروں میں تیرتی رہتی ہے شام کے وقت بیل اسے سینگ مار کر کاٹ دیتا ہے اور شہداء اس مچھلی کا گوشت کھاتے ہیں اور اس کے گوشت میں جنت کی تمام نہروں کا مزہ پاتے ہیں اور بیل رات کو جنت میں چرتا رہتا ہے اور وہاں کے پھل کھاتا ہے جب صبح ہوتی ہے تو مچھلی اسے اپنی دم سے ذبح کر دیتی ہے شہداء اس کا گوشت کھاتے ہیں اور جنت کے سب پھلوں کا مزہ اس میں پاتے ہیں وہ اپنے مقامات کو دیکھتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے قیامت قائم کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ (الطبرانی۔ مجمع الزوائد)

خون خشک ہونے سے پہلے حور عین کی زیارت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہداء کا تذکرہ کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین پر شہید کا خون خشک نہیں ہوا ہوتا کہ اس کی دونوں بیویاں (یعنی حوریں) اس طرح اس کی طرف دوڑتی ہیں جس طرح دودھ پلانے والی اونٹنیاں کھلے میدان میں اپنے بچے کی طرف دوڑتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایسا جوڑا ہوتا ہے جو دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہوتا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق۔ مصنف ابن ابی شیبہ۔ ابن ماجہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو اور اپنے مالک کے ہاں پسندیدہ ہو۔ میں نے عرض کیا سب سے افضل جہاد کون سا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں مجاہد کا گھوڑا بھی مارا جائے اور خود اس کا خون بھی بہہ جائے (یعنی وہ شہید ہو جائے) (مسند احمد)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ان لوگوں کی بات غلط ثابت ہوگئی جو یہ کہتے ہیں کہ جہاد میں غالب رہنے والا شہید ہونے والے سے افضل ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاص سے پوچھا گیا کہ آپ افضل ہیں یا حضرت ہشام ابن العاص؟ انہوں نے فرمایا ہم دونوں (بھائی) غزوہ یرموک میں شریک تھے رات کو میں بھی شہادت کی دعاء مانگتا رہا اور وہ بھی جب صبح ہوئی تو انہیں شہادت نصیب ہوگئی جبکہ میں محروم رہ گیا۔ پس اسی سے تمہیں ان کی فضیلت معلوم ہو جانی چاہئے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

چیونٹی کے کاٹنے جیسا درد اور سکرات الموت سے حفاظت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کو قتل ہوتے وقت صرف اتنا درد ہوتا ہے جتنا تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے۔ (ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان۔ بیہقی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب لڑائی شروع ہو جاتی ہے اور صبر نازل ہوتا ہے تو مجاہد کے لیے قتل ہونا گرمی کے دن ٹھنڈا پانی پینے سے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ (شفاء الصدور)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کا درد تلوار کی دس لاکھ ضربوں سے زیادہ سخت اور فلاں پہاڑ کو سر پر اٹھانے سے زیادہ بھاری ہے اور یہ (موت) شہید پر اور مظلوم قتل کیے جانے والے پر مچھر کے کاٹنے کے درد سے بھی زیادہ آسان ہے اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر رات سحری کے وقت آواز لگاتا ہے۔ اے قبر والو! تم کسی پر رشک کرتے ہو؟ وہ کہتے ہیں شہید پر اور شہید ہر روز دو بار اپنے رب عزوجل کی زیارت کرتا ہے اسے نہ دنیا کی رغبت ہوتی ہے اور نہ اس کے چھوٹنے کا غم۔ (ابن عساکر)

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کے والد محترم کی طرف منسوب کتاب مجموع اللطائف میں پڑھا ہے کہ ایک شخص یہ دعاء کیا کرتا تھا کہ یا اللہ میری روح جلدی سے قبض فرمائیے گا اور مجھے درد سے بچائیے گا ایک دن وہ شخص تفریح کے لیے نکلا اور ایک باغ میں جا کر سو گیا اچانک وہاں کافروں کا ایک گروہ آ گیا اور انہوں نے اس کا سر کاٹ دیا۔ اس شخص کے جاننے والوں میں سے کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس کا حال پوچھا اس نے جواب دیا میں باغ میں سویا تھا جب میں نے آنکھ کھولی تو میں جنت میں تھا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے بھی اس حکایت کو کچھ تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

شہداء پر فرشتوں کا داخلہ اور سلام کا بیان

پہلے روایت گزر چکی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ شہداء کو بلا کر بغیر حساب کتاب جنت میں داخل فرما دے گا تو فرشتے آ کر اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار ہم رات دن آپ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے تھے یہ کون لوگ ہیں جنہیں آپ نے ہم پر ترجیح دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے میرے راستے میں قتال کیا اور انہیں

میرے راستے میں تکلیفیں پہنچائی گئیں پھر (یہ سن کر) فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا پس آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔ (مسند احمد۔ المستدرک صحیح الاسناد)

مطلب بن حنطب فرماتے ہیں کہ شہید کے لیے جنت میں ایک بالا خانہ ہے جو صنعا (یمن) سے جابیہ (شام) کی مسافت جتنا ہے اس کے اوپر کا حصہ موتیوں اور یاقوت سے بنا ہوا ہے اور اس کے اندر مشک اور کافور ہے۔ فرشتے شہید کے پاس اللہ تعالیٰ کا ہدیہ لے کر آئیں گے اور ابھی یہ فرشتے وہاں سے نہیں نکلے ہوں گے کہ مزید فرشتے دوسرے دروازے سے اللہ تعالیٰ کا ہدیہ لے کر آجائیں گے۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

اللہ کی ایسی رضا اور خوشنودی جس کے بعد ناراضگی نہیں ہوگی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ ایسے آدمی بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ انصار میں سے ستر (70) حضرات جو قراء کہلاتے تھے بھیج دیئے ان میں میرے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ بھی تھے (مدینہ منورہ میں) یہ لوگ قرآن پڑھتے تھے اور راتوں کو قرآن مجید سیکھتے سکھاتے تھے اور صبح کے وقت مسجد میں آکر پانی ڈالتے تھے پھر لکڑیاں کاٹ کر انہیں بیچتے اور اصحاب صفہ اور دوسرے فقراء کے لیے کھانا خریدتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو ان لوگوں کے ساتھ روانہ فرما دیا راستے میں ان پر حملہ کر دیا گیا اور انہیں اپنے مقام پر پہنچنے سے پہلے شہید کر دیا گیا انہوں نے (شہادت کے بعد) عرض کیا اے ہمارے پروردگار ہماری خبر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیجئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہو چکی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں اور وہ ہم سے راضی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ کافروں میں سے ایک شخص حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور نیزہ ان کے جسم سے پار کر دیا حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام سے) فرمایا: تمہارے بھائی شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے اے ہمارے پروردگار ہماری خبر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیجئے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات نصیب ہو چکی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں اور وہ ہم سے راضی ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ جب بئر معونہ پر (ستر 70 قراء) حضرات شہید ہو گئے اور حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ گرفتار ہو گئے تو کافروں کے سردار عامر بن طفیل نے ان سے ایک شہید کی طرف اشارہ کر کے پوچھا یہ کون ہیں تو انہوں نے فرمایا یہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے کہا میں نے انہیں قتل ہونے کے بعد دیکھا کہ انہیں آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا۔ یہاں تک کہ مجھے آسمان ان کے اور زمین کے درمیان نظر آ رہا تھا۔ پھر انہیں واپس زمین پر رکھ دیا گیا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بئر معونہ پر شہید ہونے والے (ستر 70) حضرات کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی جو ہم پڑھا کرتے تھے۔

ترجمہ: ہماری قوم کو خبر دے دو کہ ہم اپنے رب سے ملاقات کا شرف پا چکے ہیں۔ اور وہ ہم سے راضی ہو چکا ہے اور ہم اس سے

راضی ہو چکے ہیں۔ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی (بخاری)

شہادت کی قبولیت کا بیان

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص لوہے کی (جنگی) ٹوپی پہن کر آئے اور انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں قتال کروں یا اسلام لاؤں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام لاؤ پھر قتال کرو۔ چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کیا پھر (اسی وقت) جہاد میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے عمل تھوڑا کیا اور اجر زیادہ پا گیا۔ (بخاری)

(یہ وہ خوش قسمت شخص تھے جنہوں نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی اور جنت کے اعلیٰ مقامات کے مستحق بن گئے۔ رضی اللہ عنہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ اس شخص نے اسلام قبول کرنے یعنی کلمہ پڑھنے کے بعد پوچھا کیا میرے لیے یہ بہتر ہے کہ میں لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا اگرچہ میں نے اللہ کے لیے نماز نہ پڑھی ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں پھر وہ لڑتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (کتاب السنن لسعید بن منصور)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار جہاد میں تشریف لے گئے۔ مشرکوں کی طرف سے ایک آدمی نے مسلمانوں کو مقابلے کی دعوت دی ایک مسلمان اس کے مقابلے کے لیے نکلے تو مشرک نے انہیں شہید کر دیا۔ پھر دوسرے مسلمان شخص نکلے مشرک نے انہیں بھی شہید کر دیا پھر وہ مشرک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا آپ لوگ کس بات پر قتال کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا دین یہ ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک قتال کرتے ہیں۔ جب تک وہ گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پورا کرتے ہیں اس شخص نے کہا بخدا یہ تو بہت اچھی بات ہے میں بھی اس پر ایمان لاتا ہوں پھر وہ مسلمانوں کی طرف ہو گیا اور اس نے مشرکوں پر حملہ کر دیا اور لڑتے ہوئے شہید ہو گیا (شہادت کے بعد) اسے اٹھا کر ان دو مسلمانوں کے ساتھ رکھا گیا جن کو اس نے شہید کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تینوں جنت میں سب سے زیادہ آپس میں محبت کرنے والے ہوں گے۔ (مجمع الزوائد)

کیونکہ مقتول یہ سمجھے گا کہ یہ قاتل اس کے لیے بلند مقامات اور عظیم نعمتیں حاصل کرنے کا ذریعہ بنا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ خیبر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ مسلمانوں کا ایک دستہ نکلا تو واپسی پر اپنے ساتھ ایک چرواہے کو لے آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چرواہے سے اللہ نے جو چاہا بیان فرمایا تو وہ چرواہا کہنے لگا میں آپ پر اور آپ کے دین پر ایمان لاتا ہوں اب میں ان بکریوں کا کیا کروں یہ تو میرے پاس امانت ہیں اور ایک ایک دو دو بکریاں مختلف لوگوں کی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کے چہروں پر کنکریاں مارو یہ اپنے مالکوں کے پاس چلی جائیں گی اس نے ایک مٹھی کنکریاں یا مٹی لی اور بکریوں کے منہ پر ماری وہ بکریاں دوڑتی ہوئی اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ پھر وہ چرواہا میدان جہاد میں آیا جہاں اسے تیر لگا اور وہ شہید ہو گیا۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

[illegible]

عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں [illegible] شہید کا نام [illegible] تھا اور وہ عام [illegible] کا غلام تھا [illegible] ہے۔ (واللہ اعلم)

شہید کی فضیلت کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شہداء تین طرح کے ہیں (1) وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلا وہ نہ لڑنا چاہتا ہے اور نہ شہید ہونا وہ تو مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لیے آیا ہے اگر وہ (دوران جہاد) انتقال کر گیا یا شہید کر دیا گیا تو اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اسے عذاب قبر سے بچا لیا جائے گا اور قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا اور حور عین سے اس کی شادی کرائی جائے گی اور اعزاز و اکرام کا لباس اسے پہنایا جائے گا اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھ دیا جائے گا (2) دوسرا وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ اجر کی نیت سے نکلا وہ چاہتا ہے کہ دشمنوں کو قتل کرے لیکن خود قتل نہ کیا جائے یہ شخص اگر (دوران جہاد) انتقال کر گیا یا شہید کر دیا گیا تو اس کا ٹھکانہ اللہ کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ (قمر۔55) پاک مقام میں ہر طرح کی قدرت رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ میں۔

تیسرا وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ اجر کی نیت سے نکلا وہ چاہتا ہے کہ دشمنوں کو قتل کرے اور خود بھی شہید ہو اگر (دوران جہاد) اس کا انتقال ہو گیا یا وہ شہید ہو گیا تو وہ قیامت کے دن اپنی کھلی تلوار اپنی گردن پر رکھے ہوئے آئے گا اور لوگ اس وقت گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہوں گے۔ وہ کہے گا ہمارے لیے راستہ کھول دو ہم وہ ہیں جنہوں نے اپنا خون اور مال اللہ کے لیے لٹا دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر وہ یہ بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ یا کسی اور نبی سے کہیں گے تو وہ بھی ان کے حق کو لازم سمجھتے ہوئے ان کے لیے راستہ چھوڑ دیں گے یہاں تک کہ وہ شہید عرش کے نیچے نور کے منبروں پر آ کیں گے اور ان پر بیٹھ کر دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان کس طرح فیصلہ فرماتے ہیں انہیں نہ موت کا غم ہوگا اور نہ برزخ کی تنگی، انہیں نہ صور کی آواز خوفزدہ کرے گی،

اور نہ انہیں حساب کتاب، میزان اور پل صراط کی فکر ہوگی وہ دیکھیں گے کہ لوگوں کے درمیان کس طرح سے فیصلہ کیا جاتا ہے وہ جو کچھ مانگیں گے انہیں دیا جائے گا اور جس چیز کی سفارش کریں گے وہ قبول کی جائے گی وہ جنت میں جو پسند کریں گے اسے پالیں گے اور جہاں رہنا چاہیں گے وہاں رہیں گے۔ (البزار۔ بیہقی۔ الترغیب والترہیب)

حور عین سے شادی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کے لئے جنت سے

بہت حسین جسم لایا جاتا ہے اور اس کی روح کو اس جسم میں داخل ہونے کا حکم دیا جاتا ہے شہید اس جسم میں داخل ہو کر اپنے پرانے جسم کو دیکھتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا اچھا کیا برا کیا جاتا ہے اور کون اس پر غمگین ہوتا ہے اور کون غمگین نہیں ہوتا اور وہ باتیں کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی بات سن رہے ہیں اور وہ ان کی طرف دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ بھی اسے دیکھ رہے ہیں پھر اس کی بیویاں حورعین آجاتی ہیں اور اسے اپنے ساتھ لے جاتی ہیں۔ (شفاء الصدور)

خوب اچھی طرح سے یاد رکھئے کہ کبھی کبھار حورعین جہاد میں زخمی ہونے والوں کو بھی بے ہوشی کی حالت میں نظر آجاتی ہیں تاکہ اسے یہ بشارت دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے شہادت کی خلعت فاخرہ تیار کر رکھی ہے۔ اس بارے میں کچھ سچے واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الجہاد میں کئی واقعات اس بارے میں ذکر فرمائے ہیں ان میں سے ایک واقعہ ابوادریس نامی بزرگ کا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میرے ساتھ جہاد میں مدینہ منورہ کے دو مجاہد تھے ان میں سے ایک کا نام زیاد تھا ایک دن محاصرے کے دوران انہیں منجنیق کے گولے کا ایک ٹکڑا گھٹنے پر لگا اور وہ بے ہوش ہو گئے اور پھر بے ہوشی میں کبھی ہنستے اور کبھی روتے تھے جب انہیں ہوش آیا تو ہم نے ہنسنے اور رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جنت کا نقشہ اور حورعین کا حلیہ بیان کر کے بتایا کہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے اس پر میں ہنسا پھر جب میں نے حور کا قرب پانے کی کوشش کی تو اس نے کہا ظہر تک انتظار کرو اور اس پر میں رو پڑا۔ ابوادریس کہتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ بیٹھا ہوا بات چیت کر رہا تھا کہ ظہر کی اذان ہوئی اور اس کی روح نکل گئی۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ

یہ باب مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

1517- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ اَبِي ذِئْبٍ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْاَمَةِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص مسجد میں نماز جنازہ ادا کرتا ہے اسے کوئی ثواب نہیں ملتا''۔

1518- حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ قَالَ ابْنُ مَاجَةَ حَدِيثُ عَائِشَةَ اَقْوٰى

1517: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3191

1518: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3189

◄► سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' اللہ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں ہی ادا کی تھی۔

امام ابن ماجہ کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت زیادہ مستند ہے۔

مسجد میں نماز جنازہ پڑھانے میں فقہی مذاہب کا بیان

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی۔ امام ابوعیسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے بعض اہل علم کا اسی پر عمل ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام مالک نے فرمایا کہ مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے امام شافعی فرماتے ہیں کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جائے۔ امام شافعی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ (جامع ترمذی: جلداول: رقم الحدیث، 1029)

ہدایہ میں لکھا ہے کہ مسجد میں جو جماعت پنجگانہ کے لیے بنائی گئی ہو جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص مسجد میں میت پر نماز پڑھے گا تو اسے ثواب نہیں ملے گا۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ خلاصہ میں لکھا ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے خواہ جنازہ اور نمازی دونوں مسجد میں ہوں خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو اور سب نمازی یا تھوڑے نمازی مسجد کے باہر ہوں۔ ہاں البتہ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں مکروہ نہیں ہے جب کہ جنازہ مسجد سے باہر رکھا ہوا ہو۔ پھر اس کے بعد کراہت کے بارے میں بھی علماء کے اختلافی اقوال ہیں بعض حضرات تو کہتے ہیں کہ کراہت تحریمی ہے۔ جب کہ بعض حضرات کا قول ہے کہ کراہت تنزیہی ہے۔

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا (اور ان کا جنازہ ان کے مکان سے بقیع میں دفن کے لیے لایا گیا) تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لاؤ تاکہ میں بھی نماز پڑھ سکوں لوگوں نے اس سے انکار کیا (کہ مسجد میں جنازی کی نماز کیسے پڑھی جاسکتی ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ خدا کی قسم! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیضا کے دونوں سہیل اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی ہے۔ (مسلم)

سہیل کے بھائی کا نام سہل تھا اور ان دونوں کی ماں کا نام بیضاء تھا۔

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو اس حدیث کے پیش نظر جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک مسجد میں نماز جنازہ مکروہ ہے۔ حضرت امام اعظم کی دلیل بھی یہی حدیث ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے پر صحابہ نے اس بات سے انکار کر دیا کہ سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں لایا جائے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول نہیں تھا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھتے ہوں بلکہ مسجد ہی کے قریب ایک جگہ مقرر تھی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھا کرتے تھے۔ پھر یہ کہ اس کے علاوہ ابوداؤد میں ایک حدیث بھی بایں مضمون منقول ہے کہ جو شخص مسجد میں نماز جنازہ پڑھے گا اسے ثواب نہیں ملے گا۔

جہاں تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں سہیل اور ان کے بھائی کی نماز جنازہ پڑھی ہے تو اس کے بارے میں علماء لکھتے ہیں کہ ایسا آپ نے عذر کی وجہ سے کیا کہ اس وقت یا تو بارش ہورہی تھی یا یہ کہ آپ اعتکاف میں تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ہی میں نماز جنازہ ادا فرمائی، چنانچہ ایک روایت میں اس کی صراحت بھی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اعتکاف میں تھے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْاَوْقَاتِ الَّتِيْ لَا يُصَلّٰى فِيهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يُدْفَنُ

یہ باب ہے کہ ان اوقات کا بیان جن میں نماز جنازہ ادا نہیں کی جائے گی اور میت کو دفن نہیں کیا جائے گا

1519- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ جَمِيعًا عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُوْلُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَانَا اَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً وَّحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضَيَّفُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ

◆◆ حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تین اوقات ایسے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان اوقات میں نماز ادا کرنے اور اپنے مردوں کو دفن کرنے سے منع کیا ہے۔

وہ وقت جب سورج نکل رہا ہو۔ وہ وقت جب سورج عین سر پر ہو یہاں تک کہ وہ ڈھل جائے اور وہ وقت جب وہ غروب ہونے کے قریب ہو یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے۔

1520- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ عَنْ مِنْهَالِ بْنِ خَلِيفَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْخَلَ رَجُلًا قَبْرَهُ لَيْلًا وَّاَسْرَجَ فِيْ قَبْرِهٖ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو رات کے وقت اس کی قبر میں داخل کروایا (یعنی دفنایا) تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قبر کے پاس چراغ روشن کروایا تھا۔

1521- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَوْدِيُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ الْمَكِّيِّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ

1519: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1926' اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3192' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1030' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 559' ورقم الحدیث: 564' ورقم الحدیث: 2012

1520: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1057 1521: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْفِنُوْا مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ اِلَّا اَنْ تُضْطَرُّوا

◄◄ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہماروایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایاہے:

''تم لوگ رات کے وقت اپنے مردوں کودفن نہ کروالبتہ انتہائی مجبوری کاحکم مختلف ہے''۔

1522-حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا عَلٰى مَوْتَاكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

◄◄ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تم رات یادن میں کسی بھی وقت اپنے مردوں کی نماز جنازہ ادا کرسکتے ہو''۔

بَاب ۹ :فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى اَهْلِ الْقِبْلَةِ

یہ باب اہل قبلہ کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

1523-حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ بَكْرُ بْنُ خَلَفٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ جَآءَ ابْنُهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ اُكَفِّنْهُ فِيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰذِنُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ قَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَا ذَاكَ لَكَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ (اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ)

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہمابیان کرتے ہیں: جب عبداللہ بن ابی کاانتقال ہواتواس کابیٹانبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضرہوااورعرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ اپنی قمیص مجھے عطاکردیں تاکہ میں اس مرحوم کواس میں کفن دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے اطلاع دے دینا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کواطلاع دی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نمازِ جنازہ ادا کرنے کے لیے جانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یہ آپ کے لیے مناسب نہیں ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ ادا کی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: مجھے دوباتوں کے درمیان کسی ایک چیز کواختیار کرنے کااختیار ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ ارشادفرمایاہے:

''تم ان کے لیے دعائے مغفرت کرویاان کے لیے دعائے مغفرت نہ کرو''۔

1522:اس روایت کونقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1523:اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1269' ورقم الحدیث: 5796' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6158' ورقم الحدیث: 6959' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3098

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''ان میں سے جو بھی شخص فوت ہو جائے اس کی نماز جنازہ نہ ادا کرنا اور اس کی قبر پر کھڑے نہ ہونا''

1524- حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ وَسَهْلُ بْنُ اَبِیْ سَهْلٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَاتَ رَاْسُ الْمُنَافِقِيْنَ بِالْمَدِيْنَةِ وَاَوْصَى اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْ يُّكَفِّنَهُ فِيْ قَمِيْصِهٖ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَكَفَّنَهُ فِيْ قَمِيْصِهٖ وَقَامَ عَلٰى قَبْرِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ)

◆◆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: منافقین کا سردار مدینہ منورہ میں مر گیا' اس نے یہ وصیت کی کہ نبی کریم ﷺ اس کی نماز جنازہ ادا کریں اور اپنی قمیص اسے کفن میں دیں' تو نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی' اور اپنی قمیص اسے کفن کے طور پر دینے کے لیے دی' نبی کریم ﷺ اس کی قبر پر کھڑے بھی ہوئے' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

''ان میں سے جو بھی مر جائے تم نے اس کی نماز جنازہ ادا نہیں کرنی اور اس کی قبر پر کھڑے نہیں ہونا''۔

1525- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْسُفَ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ يَقْظَانَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنْ مَّكْحُوْلٍ عَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوا عَلٰى كُلِّ مَيِّتٍ وَّجَاهِدُوْا مَعَ كُلِّ اَمِيْرٍ

◆◆ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہر مرحوم کی نماز جنازہ ادا کرو اور ہر امیر کے ساتھ جہاد میں حصہ لو''۔

1526- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُرِحَ فَاٰذَتْهُ الْجِرَاحَةُ فَدَبَّ اِلٰى مَشَاقِصَ فَذَبَحَ بِهَا نَفْسَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَكَانَ ذٰلِكَ مِنْهُ اَدَبًا

◆◆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صاحب زخمی ہو گئے زخم نے انہیں زیادہ تکلیف پہنچائی تو وہ ایک تیر کی طرف رینگ کر گئے اور اس کے ذریعے خودکشی کر لی تو نبی کریم ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا نہیں کی۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ادب سکھانے کے لیے ایسا کیا تھا (یعنی کوئی شخص زخم سے تنگ آ کر خودکشی کی کوشش نہ کرے)

1524: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1525: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1526: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث 1068

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْقَبْرِ

یہ باب قبر پر نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

1527- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ اَنْبَانَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ امْرَاَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ عَنْهَا بَعْدَ اَيَّامٍ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّهَا مَاتَتْ قَالَ فَهَلَّا اٰذَنْتُمُوْنِىْ فَاَتٰى قَبْرَهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا

◄► حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک سیاہ فام خاتون مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ اس کا انتقال ہو گیا ہے' چند دن بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں دریافت کیا' تو لوگوں نے بتایا: اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نے مجھے اس کے بارے میں کیوں نہیں بتایا؟ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر کے پاس تشریف لائے اور اس کی نماز (جنازہ) پڑھی۔

1528- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيْمٍ حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ ثَابِتٍ وَّكَانَ اَكْبَرَ مِنْ زَيْدٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وَرَدَ الْبَقِيْعَ فَاِذَا هُوَ بِقَبْرٍ جَدِيْدٍ فَسَاَلَ عَنْهُ قَالُوْا فُلَانَةُ قَالَ فَعَرَفَهَا وَقَالَ اَلَا اٰذَنْتُمُوْنِىْ بِهَا قَالُوْا كُنْتَ قَائِلًا صَائِمًا فَكَرِهْنَا اَنْ نُّؤْذِيَكَ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا لَا اَعْرِفَنَّ مَا مَاتَ مِنْكُمْ مَيِّتٌ مَّا كُنْتُ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ اِلَّا اٰذَنْتُمُوْنِىْ بِهٖ فَاِنَّ صَلٰوتِىْ عَلَيْهِ لَهٗ رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتَى الْقَبْرَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ اَرْبَعًا

◄► خارجہ بن زید' حضرت یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ جو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی ہیں کا بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بقیع تشریف لائے' تو وہاں ایک نئی قبر بنی ہوئی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں دریافت کیا: تو لوگوں نے بتایا: یہ فلاں خاتون کی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس خاتون کو پہچان گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کے بارے میں مجھے کیوں اطلاع نہیں دی؟ لوگوں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت آرام کر رہے تھے' تو ہمیں یہ اچھا نہیں لگا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آئندہ ایسا نہ کرنا آئندہ مجھے پتہ نہ چلے کہ تم نے ایسا کیا ہے تم میں سے جو شخص بھی فوت ہو' تو جب تک میں تمہارے درمیان ہوں تم مجھے اس کے بارے میں بتانا کیونکہ میرا اس کی نماز جنازہ ادا کرنا اس کے لیے رحمت ہو گا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس قبر کے پاس تشریف لائے ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف قائم کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر چار تکبیریں کہیں۔

1527: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 458' ورقم الحدیث: 1337' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 2212' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3203

1528: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 2021

1529- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ امْرَاَةً سَوْدَاءَ مَاتَتْ وَلَمْ يُؤْذَنْ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُخْبِرَ بِذٰلِكَ فَقَالَ هَلَّا اٰذَنْتُمُونِي بِهَا ثُمَّ قَالَ لِاَصْحَابِهِ صُفُّوا عَلَيْهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا

◆ عبداللہ بن عامر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک سیاہ فام خاتون کا انتقال ہوگیا' اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو کوئی اطلاع نہیں دی گئی' جب آپ ﷺ کو اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''تم لوگوں نے اس کے بارے میں مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟''
پھر آپ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔
''اس پر صفیں قائم کرلو'' تو نبی کریم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ اس کی قبر پر ادا کی۔

1530- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فَدَفَنُوهُ بِاللَّيْلِ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَعْلَمُوهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ اَنْ تُعْلِمُونِي قَالُوا كَانَ اللَّيْلُ وَكَانَتِ الظُّلْمَةُ فَكَرِهْنَا اَنْ نَشُقَّ عَلَيْكَ فَاَتٰى قَبْرَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ

◆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص فوت ہوگیا نبی کریم ﷺ اس کی عیادت کے لیے جایا کرتے تھے۔ (اس کا رات کے وقت انتقال ہوگیا) لوگوں نے اسے رات کے وقت ہی دفن کردیا۔ اگلے دن صبح لوگوں نے آپ کو اس بارے میں بتایا تو آپ نے دریافت کیا۔ تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں دی؟ لوگوں نے عرض کی: رات کا وقت تھا تاریکی بھی زیادہ تھی ہمیں یہ بات اچھی نہیں لگی' ہم آپ کو مشقت کا شکار کریں۔ نبی کریم ﷺ اس شخص کی قبر کے پاس تشریف لائے اور آپ نے اس پر نماز جنازہ ادا کی۔

1531- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى قَبْرٍ بَعْدَ مَا قُبِرَ

◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک قبر پر مردے کے دفن ہوجانے کے بعد

1529: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1530: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 857' ورقم الحدیث: 1247' ورقم الحدیث: 1319' ورقم الحدیث: 1321' ورقم الحدیث: 1322' ورقم الحدیث: 1326' ورقم الحدیث: 1336' ورقم الحدیث: 1340' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 2208' ورقم الحدیث: 2209' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3196' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1037' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 2022' ورقم الحدیث: 2023

1531: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 2211

نماز جنازہ ادا کی تھی۔

1532- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا مِهْرَانُ بْنُ اَبِي عُمَرَ عَنْ اَبِي سِنَانٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلٰى مَيِّتٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ

◆◆ ابن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے ایک میت کے دفن ہو جانے کے بعد اس کی نماز جنازہ ادا کی تھی۔

1533- حَدَّثَنَا اَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ اَبِي الْهَيْثَمِ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ قَالَ كَانَتْ سَوْدَاءُ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَتُوُفِّيَتْ لَيْلًا فَلَمَّا اَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخْبِرَ بِمَوْتِهَا فَقَالَ اَلَا اٰذَنْتُمُونِي بِهَا فَخَرَجَ بِاَصْحَابِهِ فَوَقَفَ عَلٰى قَبْرِهَا فَكَبَّرَ عَلَيْهَا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ وَدَعَا لَهَا ثُمَّ انْصَرَفَ

◆◆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک سیاہ فام خاتون مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی' اس کا رات کے وقت انتقال ہو گیا' اگلے دن صبح نبی کریم ﷺ کو اس کے انتقال کے بارے میں بتایا گیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگوں نے مجھے اس کے بارے میں بتایا کیوں نہیں''۔

پھر نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر گئے' آپ ﷺ اس کی قبر پر کھڑے ہوئے' آپ ﷺ نے اس پر تکبیر کہی' لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے' نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے دعا کی پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے۔

قبر پر نماز جنازہ پڑھنے سے متعلق فقہی مذاہب کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک کالی عورت تھی جو مسجد (نبوی) میں جھاڑو دیا کرتی تھی یا راوی کہتے ہیں کہ ایک جوان مرد تھا جو جھاڑو دیا کرتا تھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اسے غائب پایا تو اس عورت، یا مرد کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ وہ کہاں ہے؟ بتایا گیا کہ وہ مرگئی یا وہ مرگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کیوں نہیں بتایا گیا؟ تا کہ میں بھی اس کی نماز جنازہ پڑھتا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس عورت یا اس مرد کی موت کو کوئی اہمیت نہیں دی (کہ جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی جاتی گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مقصود تھی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا مجھے اس کی قبر بتادو کہ کہاں ہے؟ آپ کو جب اس کی قبر بتائی گئی تو (آپ وہاں تشریف لے گئے اور) اس کی قبر پر نماز پڑھی اور پھر فرمایا کہ یہ قبریں اپنے مردوں کے لئے تاریکیوں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں ان قبروں پر میرے نماز پڑھنے کی وجہ

1532: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1533: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

سے اللہ تعالیٰ انہیں روشن کر دیتا ہے۔ اس روایت کو بخاری ومسلم نے نقل کیا ہے اور الفاظ مسلم کے ہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح: جلددوم: رقم الحدیث 145)

ایک کالی عورت تھی یا ایک جوان مرد تھا" یہ درحقیقت راوی کا شک ہے کہ صحیح طریقہ سے یہ بات یاد نہیں رہی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا کہ ایک کالی عورت تھی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی یا یہ فرمایا کہ ایک جوان مرد تھا جو جھاڑو دیا کرتا تھا۔" تاریکیوں سے بھری ہوئی قبروں" سے مراد صرف وہ قبریں ہیں جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا ممکن تھا۔

اس مسئلہ میں کہ قبروں پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ علماء کا اختلاف ہے چنانچہ جمہور علماء کا فیصلہ تو یہ ہے کہ قبر پر نماز جنازہ پڑھنا مشروع ہے خواہ پہلے اس کی نماز جنازہ ادا کی جا چکی ہو یا نہ ادا کی گئی ہو۔ ابراہیم نخعی، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ اگر پہلے نماز جنازہ ادا کی جا چکی ہے تو اب قبر پر نماز درست نہیں اور اگر پہلے نماز جنازہ ادا نہ کی گئی ہو تو پھر جائز ہے لیکن حضرت امام ابوحنیفہ کی شرط یہ بھی ہے کہ اگر مردہ اپنی قبر میں پھٹ نہ گیا ہو تو نماز درست ہوگی ورنہ تو قبر میں مردہ کے پھٹ جانے کی صورت میں نماز درست نہیں ہوگی۔

قبر میں مردہ کے پھٹ جانے کا اندازہ بعض حضرات نے تین دن متعین کیا ہے یعنی اگر تدفین کو تین دن نہ گزرے ہوں تو سمجھا جائے گا کہ مردہ اپنی قبر میں ابھی پھٹا نہیں ہے اور اگر تدفین کو تین دن یا تین دن سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ مردہ اپنی قبر میں پھٹ گیا ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى النَّجَاشِيِّ

یہ باب نجاشی کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

1534- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ اِلَى الْبَقِيْعِ فَصَفَّنَا خَلْفَهٗ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نجاشی کا انتقال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم "بقیع" تشریف لے گئے۔ ہم لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیروں کے ہمراہ (نماز جنازہ ادا کی)۔

شرح

نجاشی" حبشہ کے بادشاہ کا لقب ہوا کرتا تھا اس نجاشی بادشاہ کا نام کہ جس کے جنازہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ غائبانہ ادا فرمائی "اصحمہ" تھا۔ یہ پہلے تو دین نصاریٰ کے پیرو تھے مگر بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے۔ جب کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے صحابہ پر ظلم کے پہاڑ توڑے اور مکہ میں ان کی زندگی اجیرن بنا دی

1534: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1318' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1022' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1971

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ مکہ سے ہجرت کر جائیں چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی تعداد اپنا گھر بار چھوڑ کر حبشہ کو ہجرت کر گئی مسلمانوں کی یہی سب سے پہلی ہجرت تھی حبشہ میں اس وقت یہی اصحمہ نامی نجاشی بادشاہ تخت سلطنت پر تھے۔ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بہت اعلیٰ پیمانہ پر پذیرائی کی اور ان کی خدمت کو اپنے لئے باعث سعادت جان کر حق میزبانی ادا کیا چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ صدمہ ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ان کے انتقال کی خبر دی اور سب کو لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے اور وہاں ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

1535- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَا حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ح و حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ جَمِيعًا عَنْ يُّونُسَ عَنْ اَبِى قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْمُهَلَّبِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَصَلُّوا عَلَيْهِ قَالَ فَقَامَ فَصَلَّيْنَا خَلْفَهُ وَاِنِّىْ لَفِى الصَّفِّ الثَّانِىْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ صَفَّيْنِ

◈ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے تم لوگ اس کی نماز جنازہ ادا کرو۔

راوی کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی میں اس وقت دوسری صف میں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صفوں میں اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

1536- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمْرَانَ بْنِ اَعْيَنَ عَنْ اَبِى الطُّفَيْلِ عَنْ مُجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ الْاَنْصَارِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخَاكُمُ النَّجَاشِيَّ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ فَصَفَّنَا خَلْفَهُ صَفَّيْنِ

◈ حضرت مجمع بن جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے تم اٹھو اور اس کی نماز جنازہ ادا کرو''۔

راوی کہتے ہیں: تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دو صفیں بنالیں۔

نماز جنازہ میں تین صفیں بنانے کی فضیلت کا بیان

حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کوئی مسلمان مرتا ہے اور اس پر مسلمانوں کی تین صفوں پر مشتمل جماعت نماز پڑھتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت اور مغفرت واجب کر دیتا ہے، چنانچہ حضرت مالک (نماز جنازہ میں) تھوڑے آدمی (بھی) دیکھتے تو اس حدیث کے بموجب انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ (ابوداؤد) ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت مالک بن ہبیرہ جب نماز جنازہ پڑھتے (یعنی نماز جنازہ

1535: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1039' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1974

1536: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

پڑھنے کا ارادہ کرتے) اور لوگوں کی تعداد کم دیکھتے تو ان کو تین حصوں (یعنی تین صفوں) میں تقسیم کر دیتے تھے اور پھر فرماتے تھے کہ " رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی نماز جنازہ تین صفیں پڑھتیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کو واجب کر دیتا ہے۔ ابن ماجہ نے بھی اس قسم کی روایت نقل کی ہے۔ (مشکوۃ المصابیح: جلددوم: رقم الحدیث، 170)

اسلامی عقائد کا یہ ایک واضح مسئلہ ہے کہ ہر شخص کو یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ جل شانہ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے یعنی اس کی بزرگی و برتر ذات کسی چیز کے کرنے پر مجبور نہیں ہے لیکن یہاں حدیث میں چونکہ فرمایا جارہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کو واجب کرتا ہے اس لئے علماء حدیث کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کی تین صفیں شریک ہوں اس بشارت کی بموجب اللہ تعالیٰ اپنے اوپر یہ واجب کر لیتا ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گویا یہاں حدیث میں جس وجوب کا ذکر کیا جارہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے وعدہ کی مناسبت سے ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو جنت میں داخل کرنے کا وعدہ کیا ہے اور ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ جو وعدہ کرے وہ ایفاء نہ ہو یہ ناممکن ہے اس لئے ایفاء عہد اور اپنے فضل و کرم کے اظہار کے طور پر حق تعالیٰ کسی مجبور یا دباؤ کے تحت نہیں بلکہ از خود اپنے اوپر یہ واجب کر لیتا ہے کہ ایسے شخص کو جنت میں داخل کرے چنانچہ اسے اصطلاحاً وجوب لغیرہ کہا جاتا ہے جو اس عقیدہ کے منافی نہیں ہے ہاں وجوب لذاتہ حق تعالیٰ کی ذات کے لئے ممتنع ہے جس کے بارہ میں مذکورہ بالا اسلامی عقیدہ بیان کیا گیا ہے۔

علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نماز جنازہ میں سب صفوں سے زیادہ افضل سب سے پیچھے والی صف ہوتی ہے بخلاف دوسری نمازوں کے کہ ان میں سب سے آگے والی صف سب سے زیادہ افضل ہوتی ہے۔

1537-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنِ الْمُثَنّٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِى الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَسِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ بِهِمْ فَقَالَ صَلُّوْا عَلٰى اَخٍ لَّكُمْ مَاتَ بِغَيْرِ اَرْضِكُمْ قَالُوْا مَنْ هُوَ قَالَ النَّجَاشِيُّ

◄► حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ساتھ لے کر نکلے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنے بھائی کی نماز جنازہ ادا کرو جو تمہاری زمین کے علاوہ (یعنی تمہارے علاقے سے باہر یا دور) فوت ہوا ہے' لوگوں نے عرض کی: وہ کون ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نجاشی''۔

1538-حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ اَبِى سَهْلٍ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَبُو السَّكَنِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ اَرْبَعًا

◄► حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ ادا کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

1537: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1538: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

میں چار تکبیریں کہیں۔

غائبانہ نماز جنازہ کے عدم جواز پر فقہی تصریحات

علامہ حلبی لکھتے ہیں۔نمازِ جنازہ کی شرائطِ صحت سے ہے جنازہ کا مصلی کے آگے ہونا۔اسی لئے ہمارے علماء نے فرمایا کہ مطلقاً کسی غائب پر نماز جائز نہیں۔(حلية المحلى شرح منية المصلى)

علامہ حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔جنازہ کا نمازی کے سامنے ہونا شرطِ نماز جنازہ ہے۔

(درمختار باب صلوة الجنائز مطبع مجتبائی دهلی)

علامہ حسن شرنبلالی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔صحتِ نمازِ جنازہ کی شرطوں سے ہے میت کا مسلمان ہونا اور نمازیوں کے سامنے حاضر ہونا۔(نور الایضاح ، فصل في الصّلوة على الميّت)

متن ملتقی الابحر میں ہے۔ میت کا کوئی عضو کسی جگہ ملے تو اس پر نماز جائز نہیں، نہ کسی غائب پر جائز ہے۔

(ملتقى الابحر ، فصل في الصّلوة على الميّت ،بيروت)

مجمع شرح ملتقی میں ہے:امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس مسئلہ میں ہم سے خلاف بھی اس صورت میں ہے کہ میت دوسرے شہر میں ہو اگر اسی شہر میں ہو تو نماز غائب امام شافعی کے نزدیک بھی جائز نہیں کہ اب حاضر ہونے میں مشقت نہیں۔

(مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، فصل فی الصلوۃ علی المیت، بیروت)

فتاوی خلاصہ میں ہے:۔ ہمارے نزدیک کسی میت غائب پر نماز نہ پڑھی جائے۔

(خلاصۃ الفتاوی، الصلوۃ علی الجنازۃ اربع تکبیرات، مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ)

غائبانہ نماز جنازہ منع ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس دن نجاشی فوت ہوئے، اس دن رسول اللہ ﷺ نے ان کی موت کی خبر دی ،آپ عیدگاہ کی طرف نکلے آپ نے مسلمانوں کی صفیں بنوائیں اور چار تکبیریں پڑھیں۔(صحیح بخاری، ج۱، ص۱۷۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے بعض جدت پسند لوگوں نے استدلال کرتے ہوئے نہ صرف کہا بلکہ عملی طور پر غائبانہ نماز جنازہ شروع کر دی ہے۔ حالانکہ اس حدیث کے مطابق جو آپ ﷺ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی ہے وہ آپ ﷺ کی خصوصیت خاصہ ہے۔اور کم علم لوگوں کو یہ پتہ ہی نہیں کہ شریعت کا یہ قانون ہے جو عمل آپ ﷺ کی خصوصیت خاصہ ہو اس سے عمومی حکم ثابت نہیں ہوتا کیا کوئی شخص یہ کہے گا مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ بیک وقت ۹ بیویاں اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے کیونکہ ایسا رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ہرگز نہیں، کیونکہ ۹ بیویاں بیک وقت نکاح میں رکھنا آپ ﷺ کی خصوصیت خاصہ ہے جو آپ ﷺ کے سوا کسی کے لئے جائز ہی نہیں۔

پانچویں صدی ہجری کے مشہور امام علامہ ابن بطال مالکی لکھتے ہیں۔کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو نجاشی کی موت کی خبر دی اور

خصوصاً اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ کیونکہ عام مسلمانوں کے علم میں اس کا اسلام لانا نہیں تھا، تو آپ نے یہ ارادہ کیا کہ تمام مسلمانوں کو اس کے اسلام لانے کی خبر دیں اور تمام مسلمانوں کے ساتھ اس کے حق میں دعا کریں تا کہ اسے مسلمانوں کی دعا کی برکت حاصل ہو۔ اس کی خصوصیت کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں میں سے کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اور نہ ان مہاجرین وانصار جو مختلف شہروں میں فوت ہوئے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کے بعد مسلمانوں کا اسی پر عمل رہا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے نجاشی کے سوا کسی کی بھی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے جو شخص جس شہر میں فوت ہو جائے اس شہر کے لوگ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ نجاشی کی روح آپ ﷺ کے سامنے حاضر تھی لہٰذا آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور آپ کے لئے جنازہ کو اٹھا کر لایا گیا تھا جس طرح بیت المقدس کو آپ کے لئے منکشف کر دیا گیا تھا۔ جب کفار نے بیت المقدس کے متعلق آپ ﷺ سے سوالات کیے تھے۔ اور میں نے امت میں سے کسی کو نہیں پایا جس نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہو۔

(شرح ابن بطال ج ۳، ص ۲۴۵، بیروت)

سینکڑوں کی تعداد میں دلائل موجود ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھانا جائز نہیں۔ کیونکہ خود نبی کریم ﷺ کے دور اقدس میں ایسے ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے کہ جن کی نماز جنازہ پڑھانے میں آپ بہت حریص تھے تاہم آپ نے ان کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اسی طرح بیر معونہ کا واقعہ اس پر شاہد ہے کہ وہ صحابہ کرام جو قرآن کے قاری وحافظ تھے اور جن کی شہادت پر آپ ﷺ کو اتنا رنج پہنچا تھا کہ آپ ﷺ نے مسلسل ایک ماہ نماز فجر میں قنوت نازلہ پڑھی اور ان کفار کی مذمت کی، لیکن ان شہداء کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

اسی طرح حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کے دور خلافت تک جو کل تیس سال کا عرصہ بنتا ہے کسی ایک خلیفہ یا کسی ایک صحابی سے بھی غائبانہ نماز جنازہ ثابت نہیں۔

اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت سے لیکر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت تک بھی کسی دور میں کسی ملک میں کسی مسلمانوں کے شہر میں کسی گاؤں ودیہات قصبہ میں غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھی۔

دور صحابہ کے بعد تابعین کے دور، تبع تابعین کے دور سے لیکر مسلمانوں کے چودہ سو سالہ دور میں کوئی ایک مثال بھی نہیں ملتی کہ کسی نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہو۔

حالانکہ نماز جنازہ ایک ایسی عبادت ہے جسے اجتماعی عبادت کہا جاتا ہے یہ کوئی ایک شخص نہیں پڑھتا بلکہ مسلمانوں کی ایک جماعت اسے پڑھتی ہے۔ جس کے لئے قوی دلائل کی ضرورت ہے جو کہ بالکل مفقود ہیں اور غائبانہ نماز جنازہ پڑھانے والوں کے دلائل بھی غائب ہیں۔

چودھویں صدی کے آخر میں اور پندرھویں صدی کے اوائل میں ایک بدعتی فرقے نے غائبانہ نماز جنازہ کو اپنے جماعتی مفاد اور چندے کو جمع کرنے کی غرض سے غائبانہ نماز جنازہ کو گھڑ لیا ہے اس طرح اس فرقے کی جماعت کی شہرت بھی ہوتی ہے اور یہ لوگ

عوام کے دلوں میں شہداء کے ساتھ ہمدردی کا اظہار اورلوگوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کررہے ہیں لہٰذا ان کی معاونت ومدد کی جائے۔اوران لوگوں کا غیراللہ سے مدد مانگنے کا یہ ایک مضبوط بہانہ ہے۔

حیران کن بات یہ ہے کہ یہی گروہ اذان سے پہلے یا بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا بدعت سمجھتا ہے، حالانکہ یہ درود پڑھنا ایک انفرادی عمل ہے جس کے لئے ان لوگوں کو کوئی دلیل نظر ہی نہیں آتی۔حالانکہ درود وسلام کی اصل تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں موجود ہے۔ایک وہ مسئلہ جس کی اصل موجود ہو وہ بدعت ہے۔اور ایک وہ عمل جس کی اصل موجود نہ ہو وہ عین عبادت ہے۔ان لوگوں کا کیسا استدلال ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي ثَوَابِ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ وَّمَنِ انْتَظَرَ دَفْنَهَا

یہ باب ہے کہ جو شخص نماز جنازہ ادا کرے اور میت کے دفن ہونے کا انتظار کرے اس کا ثواب

1539- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَّمَنِ انْتَظَرَ حَتّٰى يُفْرَغَ مِنْهَا فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ قَالُوْا وَمَا الْقِيْرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ

◈ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جو شخص نماز جنازہ ادا کرتا ہے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ (میت کے دفن) سے فارغ ہو جائے تو اسے دو قیراط ثواب ملتا ہے۔لوگوں نے دریافت کیا: قیراط سے مراد کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو پہاڑوں کی مانند۔

1540-حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنِىْ سَالِمُ بْنُ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ مَّعْدَانَ ابْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ وَّمَنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ قَالَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْقِيْرَاطِ فَقَالَ مِثْلُ اُحُدٍ

◈ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص نماز جنازہ ادا کرتا ہے اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو شخص دفن میں بھی شریک ہوتا ہے اسے دو قیراط ثواب ملتا ہے''۔

بیان کرتے بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیراط کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُحد (پہاڑ کی مانند اجر وثواب)

1539: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1/110 'اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2187 'اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1993

1540: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2193 'ورقم الحدیث: 2194

1541- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ فَلَهُ قِيْرَاطٌ وَّمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيْرَاطَانِ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ الْقِيْرَاطُ اَعْظَمُ مِنْ اُحُدٍ هٰذَا

◆◆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص نماز جنازہ ادا کرے' اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو میت کے ساتھ اس وقت تک رہے' جب تک اسے دفن نہیں کر دیا جاتا' اسے دو قیراط ملتے ہیں' اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے' ایک قیراط' اس اُحد پہاڑ سے بڑا ہوتا ہے''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

باب جنازے کے لیے کھڑے ہونے کے بیان میں ہے

1542- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا لَهَا حَتّٰى تُخَلِّفَكُمْ اَوْ تُوضَعَ

◆◆ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جب تم کسی جنازے کو دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جاؤ' یہاں تک کہ وہ آگے نکل جائے۔ اسے رکھ دیا جائے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ جب جنازہ گھر میں سے نکلے تو میت کے احترام اور اس کے ایمان کی تعظیم کے پیش نظر کھڑا ہو جانا چاہیے گویا اس ارشاد گرامی میں اس طرف اشارہ ہے کہ ایسے موقع پر بے پرواہ نہ ہو جانا چاہئے بلکہ جنازہ دیکھتے ہی بے قرار ہو کر اور ڈر کر اٹھ کھڑا ہونا چاہئے اور جب تک کہ جنازہ رکھ نہ دیا جائے زمین پر بیٹھا نہ جائے بلکہ کاندھا دینے کے لئے جنازہ کے ساتھ ساتھ ہے۔ بعض حنفی علماء فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص جنازہ کے ساتھ جانے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اکثر علماء کے نزدیک اس کے لئے جنازہ دیکھ کر اٹھ کر کھڑے رہنا مکروہ ہے۔ جب کہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اسے اختیار ہے کہ چاہے تو کھڑا رہے اور چاہے بیٹھا

1541: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1542: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1307' ورقم الحدیث: 1308' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 2214' ورقم الحدیث: 2215' ورقم الحدیث: 2216' اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3172' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1042' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1914' ورقم الحدیث: 1915

رہے۔اسی طرح بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ یہ دونوں ہی (یعنی کھڑے ہو جانا اور بیٹھے رہنا) مستحب ہیں جمہور علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اور اس کے بعد آنے والی حدیث دونوں ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت کی بناء پر جو آگے آ رہی ہے منسوخ ہیں۔

1543 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ فَقَامَ وَقَالَ قُوْمُوْا فَاِنَّ لِلْمَوْتِ فَزَعًا

◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کھڑے ہو جاؤ' کیونکہ موت میں خوفزدہ کرنے کا پہلو پایا جاتا ہے"۔

1544 - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجَنَازَةٍ فَقُمْنَا حَتّٰى جَلَسَ فَجَلَسْنَا

◆ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے لیے کھڑے ہوئے' تو ہم بھی کھڑے ہوئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے رہنے لگے تو ہم بھی بیٹھ گئے۔

1545 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَعُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ قَالَا حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ جُنَادَةَ بْنِ اَبِىْ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتَّبَعَ جَنَازَةً لَمْ يَقْعُدْ حَتّٰى تُوضَعَ فِى اللَّحْدِ فَعَرَضَ لَهُ حَبْرٌ فَقَالَ هٰكَذَا نَصْنَعُ يَا مُحَمَّدُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ خَالِفُوْهُمْ

◆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جنازے کے ساتھ تشریف لے جاتے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہیں بیٹھتے جب تک اسے لحد میں نہیں رکھ دیا جاتا تھا۔ایک مرتبہ یہودیوں کا ایک عالم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور بولا: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں: تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور فرمایا تم لوگ ان کے برخلاف کرو۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْمَا يُقَالُ اِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرَ

یہ باب ہے کہ قبرستان میں داخل ہونے پر کیا پڑھا جائے؟

1543: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1544: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2224 'ورقم الحدیث: 2225 'ورقم الحدیث: 2227 'اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3175 'اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1044 'اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1998 'ورقم الحدیث: 1999

1545: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3116 'اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1020

1546-حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُهُ تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّاِنَّا بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ میں نے انہیں غیر موجود پایا (راوی کہتے ہیں) ان کی مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ''بقیع'' میں موجود تھے اور یہ پڑھ رہے تھے۔

''اے مومنین کی قوم کی بستی والو! تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تم سے آملیں گے۔ اے اللہ! تو ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ رکھنا' اور ان کے بعد ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ کرنا''۔

1547-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ بْنِ اٰدَمَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ كَانَ قَائِلُهُمْ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

سلیمان بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہ تعلیم دی کہ جب وہ قبرستان جائیں' تو وہ یہ پڑھا کریں۔

''اے اہل ایمان اور مسلمانوں کی بستی کے رہنے والو! تم پر سلام ہو اگر اللہ نے چاہا تو بے شک ہم بھی تم سے آملیں گے ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں''۔

بَاب :مَا جَآءَ فِي الْجُلُوْسِ فِي الْمَقَابِرِ

یہ باب قبروں پر بیٹھنے کے بارے میں ہے

1548-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ خَبَّابٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَاذَانَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَقَعَدَ حِيَالَ الْقِبْلَةِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازے میں شرکت کے لئے

1546: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1547: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 2254' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 2039

1548: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3212' ورقم الحدیث: 4753' ورقم الحدیث: 4754' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 2000

1549: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

نکلے تو نبی کریم ﷺ قبلہ کی سمت میں تشریف فرما ہوئے۔

1549- حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَاذَانَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَبْرِ فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا كَاَنَّ عَلٰى رُؤُسِنَا الطَّيْرَ

◈◈ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں گئے ہم ایک قبر تک پہنچ گئے تو نبی کریم ﷺ وہاں تشریف فرما ہو گئے اور ہم بھی بیٹھ گئے (اس وقت ہماری یہ حالت تھی) کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ اِدْخَالِ الْمَيِّتِ الْقَبْرَ

یہ باب میت کو قبر میں داخل کرنے کے بیان میں ہے

1550- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ اَبُوْ خَالِدٍ مَرَّةً اِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ فِيْ لَحْدِهٖ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ هِشَامٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

◈◈ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا تو آپ ﷺ یہ پڑھتے تھے۔

"اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے دین پر (ایمان رکھتے ہوئے)"

ابوخالد نامی راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں' جب میت کو اس کی لحد میں رکھ دیا گیا' تو نبی کریم ﷺ نے پڑھا۔

"اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اور اس کے رسول ﷺ کی سنت (پر عمل پیرا ہوتے ہوئے)"

ہشام نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے' اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اللہ کے رسول ﷺ کے دین پر (ہم اسے دفن کر رہے ہیں)"

قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کرنے کا بیان

1551- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْخَطَّابِ حَدَّثَنَا مَنْدَلُ بْنُ عَلِيٍّ

1550: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1551: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي رَافِعٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي رَافِعٍ قَالَ سَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدًا وَّرَشَّ عَلٰى قَبْرِهٖ مَآءً

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو پاؤں کی طرف سے قبر میں داخل کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کیا تھا۔

شرح

حضرت ابن مالک فرماتے ہیں کہ جو لوگ جنازہ کے ہمراہ قبر پر جائیں ان کے لئے سنت ہے کہ جب لحد یا شق بند کردی جائے تو وہ مٹھی بھر کر مٹی قبر میں ڈالیں اسی طرح قبر جب بھر جائے اور اوپر سے مٹی برابر کردی جائے تو قبر کے اوپر پانی چھڑکنا سنت ہے۔

ایک حکایت منقول ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا تو اسے کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا کہ جب میری نیکیاں اور برائیاں وزن کی گئیں تو برائیاں نیکیوں سے بڑھ گئیں اچانک ایک تھیلی نیکیوں کے پلڑے میں آ کر گری جس کی وجہ سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا، میں نے جب تھیلی کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں ایک مٹھی مٹی تھی جو میں نے ایک مسلمان کی قبر میں ڈالی تھی۔ اس طرح میری یہ نیکی کام آ گئی۔

1552- حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخِذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَاسْتُقْبِلَ اسْتِقْبَالًا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبلہ کی سمت سے قبر میں رکھا گیا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ قبلہ کی طرف کیا گیا تھا۔

1553- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكَلْبِيُّ حَدَّثَنَا اِدْرِيْسُ الْاَوْدِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَضَرْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي جَنَازَةٍ فَلَمَّا وَضَعَهَا فِي اللَّحْدِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَمَّا اَخَذَ فِي تَسْوِيَةِ اللَّبِنِ عَلَى اللَّحْدِ قَالَ اللّٰهُمَّ اَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا وَصَعِّدْ رُوْحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا قُلْتُ يَا ابْنَ عُمَرَ اَشَيْءٌ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمْ قُلْتَهٗ بِرَأْيِكَ قَالَ اِنِّيْ اِذًا لَقَادِرٌ عَلَى الْقَوْلِ بَلْ شَيْءٌ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوا' جب اس میت کو لحد میں رکھا گیا' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ پڑھا۔

''اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر (ہم اسے دفن کر

1552: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1553: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

رہے ہیں)''۔

جب لحد پر اینٹ رکھی جانے لگی (اور مٹی ڈالی جانے لگی) تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ پڑھا۔

''اے اللہ! تو اسے شیطان اور قبر کے عذاب سے بچانا' اے اللہ! تو زمین کو اس کے پہلو سے دور رکھنا' اس کی روح کو اوپر لے جانا اور اپنی طرف سے رضامندی کے ہمراہ اس سے ملاقات کرنا''۔

میں نے کہا' اے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما! کیا آپ نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے؟ یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود یہ الفاظ پڑھ رہے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: پھر تو میں کہنے پر قادر ہو جاؤں گا' یہ ایسی چیز ہے جو میں نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي اسْتِحْبَابِ اللَّحْدِ

یہ باب استحباب لحد کے بیان میں ہے

1554- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا حَكَّامُ بْنُ سَلْمٍ الرَّازِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ الْاَعْلٰى يَذْكُرُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے ہے''۔

قبر لحد کی تعریف کا بیان

لحد قبر میں قبلہ کی طرف بنائے گئے اس گھڑے کو کہتے ہیں جس میں مردہ رکھا جاتا ہے جس قبر میں ایسا گڑھا بنایا جاتا ہے اسے بغلی قبر کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغلی قبر بنانا مستحب ہے۔

حضرت ابن ہمام فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک قبر میں لحد بنانا سنت ہے بشرطیکہ کوئی مجبوری نہ ہو یعنی اگر زمین نرم ہو اور لحد بنانے سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر قبر میں لحد نہ بنائی جائے بلکہ صندوقی قبر بنائی جائے۔ (فتح القدیر، ج ۲، ص، بیروت)

قبر شق کی تعریف کا بیان

شق کی تعریف یہ ہے کہ قبر کے بیچ میں نہر کی طرح ایک لمبا گڑھا کھودا جائے جس کے دونوں کنارے کچی اینٹوں یا کسی اور چیز سے بنادیں اور اس میں میت کو رکھ کر اوپر سے چھت کی طرح بند کردیں۔ ایسا ہی معراج الدرایہ میں ہے۔

(فتاوی ہندیۃ ،الفصل السادس فی القبر و الدفن ،نورانی کتب خانہ پشاور)

1555- حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ اَبِي الْيَقْظَانِ عَنْ زَاذَانَ عَنْ جَرِيرِ بْنِ

1554: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3208 'اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1045 'اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 2008

عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے ہے''۔

شرح

بغلی قبر کو لحد کہتے ہیں اور ضرح اور شق صندوقی قبر کو جو بہت مشہور ہے، اس حدیث سے لحد کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اس وجہ سے کہ اس میں مردے پر مٹی گرائی نہیں ہوتی، جو ادب واحترام کے خلاف ہے، نیز اس سے صندوقی قبر کی ممانعت مقصود نہیں ہے کیونکہ اگر صندوقی قبر منع ہوتی تو عبیدہ رضی اللہ عنہ جو جلیل القدر صحابہ میں سے تھے اس کو کیوں بنایا کرتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انہیں بلانے کے واسطے نہ بھیجتے۔

علماء نے اس حدیث کے کئی معنی بیان کئے ہیں لیکن زیادہ صحیح معنی یہ ہیں کہ "لحد" یعنی بغلی قبر ہم انبیاء کی جماعت کے لئے ہے اور شق یعنی صندوقی قبر جماعت انبیاء کے علاوہ دوسروں کے لئے جائز ہے گویا لحد کی فضیلت بیان کی جارہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بغلی قبر کی نسبت جماعت انبیاء کی طرف کر کے اس کی فضیلت اور اولیت کا اظہار فرمایا جارہا ہے۔

اینٹوں سے قبر بنانے کا بیان

1556- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ اَنَّهُ قَالَ اَلْحِدُوْا لِيْ لَحْدًا وَّانْصِبُوْا عَلَى اللَّبِنِ نَصْبًا كَمَا فُعِلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم لوگ میرے لیے لحد بنانا اور میرے لیے اینٹیں نصب کرنا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا تھا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الشَّقِّ

یہ باب شق کے بیان میں ہے

1557- حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّلْحَدُ وَآخَرُ يَضْرَحُ فَقَالُوْا نَسْتَخِيْرُ رَبَّنَا وَنَبْعَثُ اِلَيْهِمَا فَاَيُّهُمَا سُبِقَ تَرَكْنَاهُ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِمَا فَسَبَقَ صَاحِبُ

1555: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1556: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2237 'اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 2007

1557: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اللَّحْدِ فَلَحَدُوْا لِلنَّبِيِّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو مدینہ منورہ میں ایک شخص لحد بناتا تھا اور دوسرا شخص ضریح بناتا تھا' لوگوں نے کہا' اس بارے میں ہم اپنے پروردگار سے استخارہ کرتے ہیں' اور ان دونوں کو پیغام بھجوادیتے ہیں' ان میں سے جو پیچھے رہ گیا ہم اسے چھوڑ دیں گے' پھر ان دونوں کی طرف پیغام بھجوایا گیا' تو لحد بنانے والا شخص جلدی آ گیا' تو لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی۔

1558- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شُعْبَةَ بْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ طُفَيْلٍ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوا فِى اللَّحْدِ وَالشَّقِّ حَتّٰى تَكَلَّمُوا فِىْ ذٰلِكَ وَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمْ فَقَالَ عُمَرُ لَا تَصْخَبُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيًّا وَّلَا مَيِّتًا اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا فَاَرْسَلُوْا اِلَى الشَّقَّاقِ وَاللَّاحِدِ جَمِيعًا فَجَآءَ اللَّاحِدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دُفِنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو لوگوں کے درمیان لحد بنانے میں یا شق کے طور پر قبر بنانے میں اختلاف ہوا' یہاں تک کہ لوگوں نے اس بارے میں بات چیت کی' اور ان کی آواز بلند ہو گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زندگی یا وفات کسی بھی حالت میں شور نہ کرو' یا انہوں نے اس کی مانند کوئی اور کلمہ کہا' تم لوگ شق کے طور پر قبر بنانے والے اور لحد کے طور پر قبر بنانے والے' دونوں کی طرف آدمی بھجوادو' تو لحد بنانے والا شخص پہلے آ گیا' تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِىْ حَفْرِ الْقَبْرِ

یہ باب قبر کھودنے کے بیان میں ہے

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے کے وصال کا بیان

1559- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ الْاَدْرَعِ السُّلَمِيِّ قَالَ جِئْتُ لَيْلَةً اَحْرُسُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَجُلٌ قِرَاءَتُهُ عَالِيَةٌ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا مُرَاءٍ قَالَ فَمَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَفَرَغُوْا مِنْ جِهَازِهٖ فَحَمَلُوْا نَعْشَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفُقُوْا بِهٖ رَفَقَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّهٗ كَانَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ وَحَفَرَ حُفْرَتَهٗ فَقَالَ اَوْسِعُوْا لَهٗ اَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ يَا

1558: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1559: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ حَزِنْتَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَجَلْ اِنَّهٗ كَانَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

حضرت ادرع سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی پہرہ داری کے لیے آیا' تو وہاں ایک شخص موجود تھا جو بلند آواز میں قرأت کر رہا تھا' نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! یہ دکھاوے کے لیے ایسا کر رہا ہے' راوی کہتے ہیں: اس شخص کا مدینہ منورہ میں انتقال ہو گیا' لوگ اس کے کفن دفن سے فارغ ہوئے' انہوں نے اس کی میت کو اٹھایا' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''تم لوگ اس کے ساتھ نرمی کرو' اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ نرمی کرے گا' کیونکہ یہ شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا تھا''۔

راوی کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اس کی قبر کھدوائی اور ارشاد فرمایا:
''تم اسے کشادہ رکھو' اللہ تعالیٰ بھی اسے کشادگی نصیب کرے''۔

تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ اس (کے انتقال) پر غمگین ہیں' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا' ''جی ہاں! کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا تھا''۔

1560- حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِي الدَّهْمَاءِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْفِرُوْا وَاَوْسِعُوْا وَاَحْسِنُوْا

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
''(قبر بناتے ہوئے) گڑھا کھودو اور اسے خوب کشادہ رکھو اور اچھا بناؤ''۔

قبر کی کھدائی میں گہرائی اور کشادگی کا بیان

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے دن فرمایا کہ "قبریں کھودو اور قبروں کو کشادہ و گہری کھودو اور انہیں اچھی بناؤ (یعنی قبروں کو ہموار بناؤ اور اندر سے کوڑا کرکٹ و مٹی وغیرہ صاف کرو) اور ایک ایک قبر میں دو دو تین تین کو دفن کرو اور ان میں آگے (یعنی قبلہ کی طرف) اسے رکھو جسے قرآن زیادہ اچھا یاد تھا"۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے اس روایت کو لفظ "احسنوا" تک نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح: جلددوم: رقم الحدیث، 185)

غزوہ احد کے دن، سے مراد یہ ہے کہ جب احد ختم ہوئی اور شہداء کو دفن کرنے کا ارادہ کیا گیا تو اس وقت آپ نے فرمایا کہ قبریں کھودو، لہٰذا ارشاد گرامی میں قبریں کھودنے کا حکم تو وجوب کے طور پر ہے بقیہ احکام یعنی قبروں کو کشادہ اور گہرا کھودنے اور اچھی

1560: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3215' ورقم الحدیث: 3216' ورقم الحدیث: 3217' اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1713' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 2009' ورقم الحدیث: 2010' ورقم الحدیث: 2014' ورقم الحدیث: 2015' ورقم الحدیث: 2016' ورقم الحدیث: 2017

بنانے کا حکم استحباب کے طور پر ہے۔" قبروں کو گہری کھودو" اس سے معلوم ہوا کہ قبر کو گہرا کھودنا سنت ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے میت درندوں سے محفوظ رہتی ہے۔ مظہر کا قول ہے کہ قبریں اتنی گہری کھودنی چاہئیں کہ اگر آدمی اندر کھڑا ہو کر اپنے ہاتھ اٹھائے تو اس کی انگلیوں کے سرے قبر کے کنارے تک پہنچ جائیں۔ ایک ایک قبر میں دو دو اور تین تین مردوں کو دفن کرنا مجبوری اور ضرورت کے وقت تو جائز ہے لیکن بغیر کسی ضرورت اور مجبوری کے جائز نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی "اور ان میں آگے (یعنی قبلہ کی طرف) اسے رکھو جسے قرآن زیادہ اچھا یاد تھا میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح عالم باعمل کی تعظیم و تکریم اس کی زندگی میں کی جاتی تھی اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس کی تعظیم اور اس کے احترام کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

ایک سے زیادہ جنازوں کی بیک وقت نماز جس طرح ایک جنازہ پر ایک نماز جنازہ ادا کی جاتی ہے اسی طرح ایک وقت میں کئی جنازوں پر بھی ایک نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے مطلب یہ ہے کہ بیک وقت کئی جنازے جمع ہو جائیں تو خواہ ہر جنازے کی الگ الگ نماز پڑھی جائے خواہ تمام جنازوں کو رکھ کر سب کے لئے ایک ہی نماز پڑھ لی جائے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ نیز اگر کئی جنازوں کی ایک ہی نماز بیک وقت پڑھی جائے تو جنازوں کو آگے ترتیب سے رکھنے میں بھی اختیار ہے کہ چاہے تو تمام جنازوں کو قبلہ کی طرف آگے پیچھے کر کے رکھا جائے اور چاہے طول میں قطار باندھ کر تمام جنازوں کو رکھ دیا جائے دونوں طرح جائز ہے البتہ امام کو چاہئے کہ وہ اس جنازہ کے پاس کھڑا ہو جو ان جنازوں میں افضل ہو۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْعَلَامَةِ فِي الْقَبْرِ

یہ باب قبر پر نشان بنانے کے بیان میں ہے

1561 - حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَيُّوْبَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ كَثِيْرِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ نُبَيْطٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَ قَبْرَ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ بِصَخْرَةٍ

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک پتھر کا نشان رکھا تھا (یعنی اس پتھر کو نشان کے طور پر رکھا تھا)۔

شرح

حضرت مطلب رضی اللہ عنہ بن ابو وداعہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا تو ان کا جنازہ (باہر نکالا گیا اور دفن کیا گیا جب تدفین سے فراغت ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ ایک بڑا پتھر لائے تا کہ اسے قبر پر علامت کے لئے رکھ دیا جائے اس شخص سے پتھر نہ اٹھ سکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے اٹھانے کے لئے خود کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی آستینیں چڑھائیں۔ حدیث کے راوی حضرت مطلب فرماتے ہیں کہ جس شخص نے مجھ سے رسول کریم

1561: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی وہ کہتے تھے کہ گویا اس وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کی سفیدی میری نظروں میں گھوم رہی ہے جب کہ آپ نے اسے کھولا تھا، بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پتھر اٹھالیا اور اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا کہ میں نے اس کے ذریعہ اپنے بھائی کی قبر پر علامت کر دی ہے اب میرے گھر والوں میں سے جس کا انتقال ہوگا میں اسے اس کے پاس دفن کردوں گا۔ (مشکوۃ المصابیح: جلددوم: رقم الحدیث،194)

حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ صحابی اور فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے تھے انہوں نے اس روایت کو ایک دوسرے صحابی سے اس لئے نقل کیا ہے کہ یہ خود اس موقع پر موجود نہ تھے۔ حضرت عثمان بن مظعون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ شریک بھائی تھے انہوں نے بالکل ابتدائی زمانہ ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا چنانچہ ان سے پہلے صرف تیرہ آدمی اسلام لا چکے تھے، غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے، مدینہ میں مہاجرین میں سے سب سے پہلے انہی کا انتقال ہوا تھا ان کی قبر کے قریب سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم دفن کئے گئے تھے۔ ازہار میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ قبر پر بطور علامت ونشانی کوئی پتھر وغیرہ رکھ دینا مستحب ہے تاکہ قبر پہچانی جاسکے نیز اہل خاندان اور اقربا کو ایک جگہ دفن کرنا بھی مستحب ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِنَاءِ عَلَى الْقُبُوْرِ وَتَجْصِيْصِهَا وَالْكِتَابَةِ عَلَيْهَا

یہ باب ہے کہ قبروں پر عمارت بنانے' انہیں پکا کرنے اور ان پر کچھ لکھنے کی ممانعت

1562-حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَجْصِيْصِ الْقُبُوْرِ

◄◄ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو پکا کرنے سے منع کیا ہے۔

1563-حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّكْتَبَ عَلَى الْقَبْرِ شَيْءٌ

◄◄ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ قبر پر کچھ تحریر کیا جائے۔

1564-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّبْنٰى عَلَى الْقَبْرِ

◄◄ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' قبر پر کوئی

1562: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2244 'اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 2028

1563: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3226 'اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 2026

1564 اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عمارت بنائی جائے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي حَثْوِ التُّرَابِ فِي الْقَبْرِ

یہ باب قبر پر ہاتھ کے ذریعے مٹی ڈالنے کے بیان میں ہے

1565-حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُلْثُومٍ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى ابْنِ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلٰى جِنَازَةٍ ثُمَّ اَتٰى قَبْرَ الْمَيِّتِ فَحَثٰى عَلَيْهِ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهِ ثَلَاثًا

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی نماز جنازہ ادا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مرحوم کی قبر کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر کی طرف سے ہاتھ کے ذریعے تین مرتبہ مٹی ڈالی۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْمَشْيِ عَلَى الْقُبُوْرِ وَالْجُلُوْسِ عَلَيْهَا

یہ باب قبروں پر چلنے اور ان پر بیٹھنے کی ممانعت کے بیان میں ہے

قبروں کے آداب و تعظیم کا بیان

1566-حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِي حَازِمٍ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ يَجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ تُحْرِقُهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کسی شخص کا انگارے پر بیٹھ جانا' جو اسے جلا دے' یہ اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے''۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آگ کے اوپر بیٹھ جائے اور وہ آگ اس شخص کے کپڑوں کو جلا کر اس کے جسم تک پہنچ جائے اور جسم کے حصوں کو جلا ڈالے تو یہ تکلیف ومصیبت قبر کے اوپر بیٹھنے سے سہل وآسان ہے یعنی قبر کے اوپر بیٹھنے کا ضرر ونقصان اس کے ضرر ونقصان سے کہیں زیادہ ہے۔

1567-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي

1565: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1566: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1567: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حَبِيبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَزَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَمْشِيَ عَلٰى جَمْرَةٍ اَوْ سَيْفٍ اَوْ اَخْصِفَ نَعْلِيْ بِرِجْلِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَمْشِيَ عَلٰى قَبْرِ مُسْلِمٍ وَّمَا اُبَالِيْ اَوَسْطَ الْقُبُوْرِ قَضَيْتُ حَاجَتِيْ اَوْ وَسْطَ السُّوْقِ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''میں آگ کے انگارے پر چلوں یا تلوار پر چلوں یا اپنے جوتے کو اپنے پاؤں کے ذریعے سی لوں' یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر پر چلوں' اور میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ قبروں کے درمیان میں قضائے حاجت کروں یا بازار کے درمیان میں کروں (یعنی یہ دونوں ایک جتنے معیوب ہیں)''۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ لوگوں سے شرم کی وجہ سے بازار میں آدمی کسی طرح پاخانہ نہیں کرسکتا، پس ایسا ہی مردوں سے بھی شرم کرنی چاہئے ،اور قبرستان میں پاخانہ نہیں کرنا چاہئے ،اور جو کوئی قبروں کے درمیان پاخانہ کرے وہ بازار کے اندر بھی پیشاب پاخانہ کرنے سے شرم نہیں کرے گا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي خَلْعِ النَّعْلَيْنِ فِي الْمَقَابِرِ

یہ باب قبرستان میں جوتے اتار کر چلنے کے بیان میں ہے

1568- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ خَالِدِ بْنِ سُمَيْرٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ بَشِيرِ ابْنِ الْخَصَاصِيَةِ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْخَصَاصِيَةِ مَا تَنْقِمُ عَلَى اللّٰهِ اَصْبَحْتَ تُمَاشِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَنْقِمُ عَلَى اللّٰهِ شَيْئًا كُلُّ خَيْرٍ قَدْ اٰتَانِيْهِ اللّٰهُ فَمَرَّ عَلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ اَدْرَكَ هٰؤُلَاءِ خَيْرٌ كَثِيْرٌ ثُمَّ مَرَّ عَلٰى مَقَابِرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيْرًا قَالَ فَالْتَفَتَ فَرَاٰى رَجُلًا يَّمْشِيْ بَيْنَ الْمَقَابِرِ فِيْ نَعْلَيْهِ فَقَالَ يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ اَلْقِهِمَا

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہیں جا رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن خصاصیہ! تمہیں اللہ تعالیٰ سے کیا شکوہ ہے؟ تم صبح سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے ہو۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اللہ سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر بھلائی عطا کی ہوئی ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر مسلمانوں کے قبرستان سے ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان تک بہت

1568: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3230 'اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 2047

زیادہ بھلائی پہنچ گئی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا گزر مشرکین کے قبرستان کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ لوگ بہت زیادہ بھلائی سے آگے گزر گئے ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے توجہ فرمائی تو آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو جوتا پہن کر قبرستان کے درمیان میں سے گزر رہا تھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جوتوں والے شخص! انہیں اتار دو۔

1568م- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ يَقُوْلُ حَدِيْثٌ جَيِّدٌ وَّرَجُلٌ ثِقَةٌ

◆◆ عبداللہ بن عثمان کہتے ہیں: یہ حدیث عمدہ ہے اور راوی ثقہ ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

یہ باب قبروں کی زیارت کے بیان میں ہے

زیارت کے لغوی معنی ومفہوم کا بیان

عربی لغت میں ہر لفظ کا مادہ کم از کم سہ حرفی ہوتا ہے جس سے باقی الفاظ مشتق اور اخذ ہوتے ہیں۔ عربی لغت کے اعتبار سے زیارت کا معنی دیکھیں تو یہ لفظ زَارَ، یَزُوْرُ، زَوْرًا سے بنا ہے۔ جس کے اندر ملنے، دیکھنے، نمایاں ہونے، رغبت اور جھکاؤ کے معانی پائے جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ کسی کی ملاقات کے لئے جائے تو اس میں اس شخص یا مقام کی طرف رغبت، رجحان اور جھکاؤ بھی پایا جاتا ہے اور بوقت ملاقات رؤیت بھی ہوتی ہے اس لئے اس عمل کو زیارت بھی کہا جاتا ہے۔

ائمہ لغت نے زور کے درج ذیل معانی بیان کئے ہیں، زَارَ یَزُوْرُ زَوْرًا کا معنی ہے، اس نے فلاں شخص سے ملاقات کی یا فلاں کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ (زبیدی، تاج العروس، 477,6)

زیارت کا معنی ہے کسی سے ملنے کے لئے آنا۔ یہ لفظ زَوَر سے نکلا ہے جس کا معنی ہے سینہ کی ہڈیوں کی ملنے کی جگہ یا میلان، رجحان اور رغبت۔ (بطرس بستانی، محیط المحیط، 384)

محیط المحیط (ص، 384) میں زیارت کا معنی یوں بھی لکھا ہے، لفظ زیارۃ مصدر بھی ہے اور اسم بھی۔ جس کا معنی کسی جگہ اہالیان سے ملنے کے لئے جانا جیسے دوست احباب کی ملاقات یا دوسرا معنی کسی جگہ موجود آثار سے حصول برکت کے لئے جانا جیسے مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لئے جانا۔

لغت کی معروف کتاب المصباح المنیر میں لکھا ہے، عرف عام میں زیارت سے مراد کسی شخص کے ادب واحترام اور اس سے محبت کی بناء پر اس کی ملاقات کے لئے جانا۔ (فیومی، المصباح المنیر فی غریب شرح الکبیر للرافعی، 260,1)

اسی سے مَزَار ہے۔ جس کا معنی ہے وہ جگہ جس کی زیارت کی جائے۔ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں، مزار سے مراد زیارت کرنے

1568م: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

کا مقام ہے۔(ابن منظور افریقی، لسان العرب،4، 333)

اسی سے زائر بھی ہے جس کا معنی ہے، زیارت کے لئے جانے والا شخص یا ملاقاتی۔

زیارت کے شرعی معنی ومفہوم کا بیان

قرآن وحدیث کی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ بعض ذواتِ عالیہ اور مقاماتِ مطہرہ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی نعمت ورحمت سے نوازا ہے اور ان کو دیگر مخلوق پر ترجیح دی ہے۔ان بابرکت ذوات اور اماکنِ مقدسہ پر حاضری کے لئے جانا مشروع، مسنون، مندوب اور مستحب عمل ہے، عرفِ عام میں اسی کو زیارت کہا جاتا ہے۔

قبروں کی زیارت کے سبب یادِ آخرت کا بیان

1569 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُوْرُوْا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْاٰخِرَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''قبرستان کی زیارت کرو کیونکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلائے گی''۔

شرح

مقصد کے اعتبار سے قبروں پر جانے کی کئی قسمیں ہیں۔(۱) محض موت کو یاد کرنے اور آخرت کی طرف توجہ کے لئے اس مقصد کے تحت صرف قبروں کو دیکھ لینا ہی کافی ہے خواہ قبر کسی کی بھی ہو یہ ضروری نہیں ہے کہ صاحب قبر کے بارہ میں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کون تھا اور کیسا تھا؟ (۲) دعاء مغفرت اور ایصال ثواب وغیرہ کے لئے یہ ہر مسلمان کے لئے مسنون ہے (۳) حصول برکت وسعادت کی خاطر اس مقصد کے تحت اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کی جاتی ہے کیونکہ برزخ میں بزرگان دین اولیاء اللہ کے تصرفات اور ان کی برکتیں بے شمار ہیں۔(۴) عزیز دوست کے ادائے حق کے لئے۔یعنی کسی اپنے عزیز مثلاً والدین یا دوست کی قبر پر اس مقصد کے تحت جانا کہ وہاں پہنچ کر ان کے لئے دعاء مغفرت وایصال ثواب کرنا اپنے اوپر ان کا حق ہے چنانچہ حدیث ابونعیم میں منقول ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک قبر کی زیارت جمعہ کے روز کرے تو اس کا یہ فعل حج کے برابر ہوتا ہے۔(۵) دینی اخوت ومحبت اور انس مہربانی کے تحت جیسا کہ ایک حدیث میں منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنے کسی بھی مومن بھائی کی قبر پر گزرتا ہے اور وہاں سلام ودعاء مغفرت وغیرہ پیش کرتا ہے تو مردہ اس شخص کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

1569: اخرجه مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2255 ' ورقم الحدیث: 2256 ' اخرجه ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3224 ' اخرجه النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 2033

قبروں کی زیارت کے اہم مقصد کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" میں نے پہلے تمہیں قبروں پر جانے سے منع کیا تھا مگر اب تم قبروں پر جایا کرو کیونکہ قبروں پر جانا دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور آخرت کی یاد دلاتا ہے۔

(ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح: جلد دوم: رقم الحدیث، 264)

حدیث میں گویا قبروں پر جانے کی علت بیان فرمائی جارہی ہے کہ قبروں پر کیوں جانا چاہیے؟ چنانچہ فرمایا جارہا ہے کہ قبروں پر جانا درحقیقت انسان کے دل و دماغ میں دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بے رغبتی کا احساس پیدا کرتا ہے کہ جب انجام کار یہی ہے تو دنیا میں دل لگانا اور اپنی زندگی پر گھمنڈ کرنا بے کار ہے چنانچہ بڑے بڑے انسان اس دنیا میں پیدا ہوئے کسی نے اپنی سلطنت وحکومت کا سہارا لے کر خدائی کا دعویٰ کیا کسی نے طاقت و دولت کے نشہ میں اپنی برتری و سطوت کا مظاہرہ کیا، کسی نے سائنس و ایجادات کے فریب میں قدرت سے مقابلہ کی ٹھانی اور کسی نے جاہ اقتدار کے بل بوتہ پر امن و سکون کے لالہ زاروں کو دہکتی ہوئی جہنم اور بہتے ہوئے خون کے دریا میں تبدیل کر دیا مگر انجام کیا ہوا کہ جب انہیں مٹی کے تودوں میں دبایا گیا تو کوئی نام لیوا نہ رہا جب ان کی لاشوں کو دریا کی آغوش میں ڈال دیا گیا تو موجوں کے ایک ہی تھپیڑے نے غرور نخوت کے مجسمہ کو دریائی جانوروں کے منہ میں پہنچا دیا اور جب ان کے جسم کو آگ کے شعلوں کے حوالے کر دیا گیا تو بے چارگی و بے مائیگی بے اختیار مسکرا اٹھی۔ قبروں پر جانے کی دوسری وجہ یہ بیان فرمائی گئی کہ آخرت کی یاد دلاتا ہے یعنی قبروں پر پہنچ کر یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ اس عالم کے علاوہ ایک عالم اور ہے جہاں جانا ہے اور وہاں جا کر اس عالم کے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبرستان پہنچ کر قبروں کو عبرت کی نظروں سے دیکھا جائے اور موت کو یاد کیا جائے کہ موت کی یاد ہی درحقیقت دنیاوی لذتوں کے فریب کا پردہ چاک کرنے والی اور گناہوں و معصیت کی ہر کدورت کو صاف کرنے والی ہے۔

1570- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا بِسْطَامُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

◆◆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان کی زیارت کی اجازت دی ہے۔

1571- حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ هَانِئٍ عَنْ مَسْرُوْقِ بْنِ الْاَجْدَعِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَاِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ

◆◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

1570: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1571: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

''پہلے میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو' کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبت کرتی ہیں اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں''۔

شرح

پہلے نبی اکرم ﷺ نے شرک کا زمانہ قریب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو قبروں کی زیارت سے منع فرمادیا تھا، جب ایمان خوب دلوں میں جم گیا اور شرک کا خوف نہ رہا، تو آپ نے اس کی اجازت دے دی، اب یہ حکم عام ہے، عورت اور مرد دونوں کے لئے، یا صرف مردوں کے لئے خاص ہے، نیز صحیح یہ ہے کہ عورتیں بھی قبروں کی زیارت کرسکتی ہیں، اس لئے کہ قبروں کی زیارت سے ان کو موت اور آخرت کی یاد اور دنیا سے بے رغبتی کے فوائد حاصل ہوں گے، البتہ زیارت میں مبالغہ کرنے والی عورتوں پر حدیث میں لعنت آئی ہے، اس لئے عورتوں کو محدود انداز سے زیارتِ قبور کی اجازت ہے، موجودہ زمانہ میں قبروں اور مشاہد کے ساتھ مسلمانوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے جو سلوک کر رکھا ہے، اس میں قبروں کی زیارت کا اصل مقصد اور فائدہ ہی او جھل ہوگیا ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کو زیارتِ قبور کے شرعی آداب کو سیکھنا اور اس کا لحاظ رکھنا چاہئے، اور صحیح طور پر مسنون طریقے سے قبروں کی زیارت کرنی چاہئے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي زِيَارَةِ قُبُورِ الْمُشْرِكِينَ

یہ باب مشرکین کی قبروں کی زیارت کرنے کے بیان میں ہے

1572-حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ فَبَكَى وَأَبْكَى مَنْ حَوْلَهُ فَقَالَ اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يَأْذَنْ لِي وَاسْتَأْذَنْتُ رَبِّي فِي أَنْ أَزُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی' آپ ﷺ رو پڑے اور آپ ﷺ نے اپنے آس پاس موجود لوگوں کو بھی رلا دیا' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں نے اپنے پروردگار سے یہ اجازت مانگی تھی کہ میں ان کے لیے دعائے مغفرت کروں' تو اس نے مجھے اس کی اجازت نہیں دی' میں نے پروردگار سے اجازت مانگی کہ میں ان کی قبر کی زیارت کرلوں' تو اس نے مجھے اس کی زیارت کی اجازت دے دی' تو تم قبروں کی زیارت کرو' کیونکہ یہ تمہیں موت کی یاد دلائیں گی''۔

نبی کریم ﷺ کے والدین کریمین کے مؤمن ہونے کا بیان

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ علمائے متاخرین نے تحقیق کے ساتھ اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین، بلکہ حضور ﷺ کے تمام آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مؤمن ہیں۔

اوران حضرات کے ایمان کو ثابت کرنے میں علمائے متاخرین کے تین طریقے ہیں۔ اول یہ کہ حضور ﷺ کے والدین اورآباؤ اجداد سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے، لہٰذا مومن ہوئے۔ دوم یہ کہ یہ تمام حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلان نبوت سے پہلے ہی ایسے زمانے میں وفات پاگئے جو زمانہ فترت کہلاتا ہے۔ اوران لوگوں تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت ایمان پہنچی ہی نہیں۔ لہٰذا ہرگز ہرگز ان حضرات کو کافرنہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ ان لوگوں کو مومن ہی کہا جائے گا۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو زندہ فرما کران کی قبروں سے اٹھایا اوران لوگوں نے کلمہ پڑھ کرحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی۔

اورحضور ﷺ کے والدین کو زندہ کرنے کی حدیث اگرچہ بذات خود ضعیف ہے مگراس کی سندیں اس قدر کثیر ہیں کہ یہ حدیث صحیح اور حسن کے درجے کو پہنچ گئی ہے۔

اور یہ وہ علم ہے جو علماء متقدمین پر پوشیدہ رہ گیا جس کو حق تعالیٰ نے علماء متاخرین پر منکشف فرمایا اوراللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرمالیتا ہے۔ اورشیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں چند رسائل تصنیف کئے ہیں اوراس مسئلہ کو دلیلوں سے ثابت کیا ہے اورمخالفین کے شبہات کا جواب دیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج اول ص (718)

اسی طرح خاتمۃ المفسرین حضرت شیخ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ ایمانِ بی بی آمنہ (رضی اللہ عنہا)

امام قرطبی نے اپنی کتاب تذکرہ میں تحریر فرمایا کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا*) نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب حجۃ الوداع میں ہم لوگوں کو ساتھ لے کر چلے۔ اورحجون کی گھاٹی پر گزرے تو رنج وغم میں ڈوبے ہوئے رونے لگے اورحضور کو روتا دیکھ کر میں بھی رونے لگی پھر حضور اپنی اُونٹنی سے اتر پڑے اور کچھ دیر بعد میرے پاس واپس تشریف لائے تو خوش خوش مسکراتے ہوئے تشریف لائے میں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، کیابات ہے؟ کہ آپ رنج وغم میں ڈوبے ہوئے اونٹنی سے اترے اورواپس لوٹے تو شاد وفرحاں مسکراتے ہوئے تشریف فرما ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی والدہ حضرت آمنہ کی قبر کے لئے گیا تھا۔ اورمیں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ ان کو زندہ فرمادے تو خداوندی تعالیٰ نے ان کو زندہ فرمادیا اوروہ ایمان لائیں۔

اورالاشباہ والنظائرہ میں ہے کہ ہروہ شخص جو کفر کی حالت میں مرگیا ہو اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔ بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے کیونکہ اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ فرمایا اور یہ دونوں ایمان لائے۔

یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ماں باپ کی قبروں کے پاس روئے اورایک خشک درخت زمین میں بودیا اورفرمایا کہ اگر یہ درخت ہرا ہوگیا تو یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ ان دونوں کا ایمان لانا ممکن ہے چنانچہ وہ درخت ہرا ہوگیا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی برکت سے وہ دونوں اپنی اپنی قبروں سے نکل کر اسلام لائے۔ اورپھر اپنی اپنی قبروں میں تشریف لے گئے۔

اوران دونوں کا زندہ ہونا، اورایمان لانا، نہ عقلاً محال ہے نہ شرعاً کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ بنی اسرائیل کے مقتول نے زندہ ہوکر اپنے قاتل کا نام بتایا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک سے بھی چند مردے زندہ ہوئے۔

نبی کریم ﷺ کے والدین کے ایمان پر دلائل کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بعثت من خیر قرون بنی ادم قرناً فقرناً حتی کنت من القرن الذی کنت منه ۔ رواہ البخاری فی صحیحه عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه ۔ ہر قرن وطبقہ میں تمام قرون بنی آدم کے بہتر سے بھیجا گیا یہاں تک کہ اس قرن میں ہوا جس میں پیدا ہوا۔ (اس کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (صحیح البخاری کتاب المناقب باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی حدیث صحیح میں ہے۔ روئے زمین پر ہر زمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین واہل زمین سب ہلاک ہو جاتے۔ (اس کو عبد الرزاق اور ابن المنذر نے شیخین کی شرط پر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ عبد الرزاق وابن المنذر المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت)

حضرت عالم القرآن حبر الامۃ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے: ماخلت الارض من بعد نوح من سبعة یرفع اللہ بهم عن اهل الارض ۔ نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد زمین کبھی سات بندگانِ خدا سے خالی نہ ہوئی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، المقصد الاول دار المعرفۃ بیروت، الحاوی للفتاوی، الخ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہر قرن و طبقے میں روئے زمین پر لا اقل سات مسلمان بندگان مقبول ضرور رہے ہیں، اور خو صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے میں، ہر قرن میں خیار قرن سے، اور آیت قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف القوم بالانسب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی خیر و بہتر نہیں ہوسکتا تو واجب ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء وامہات ہر قرن اور طبقہ میں انہیں بندگان صالح ومقبول سے ہوں ورنہ معاذ اللہ صحیح بخاری میں ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وقرآن عظیم میں ارشاد حق جل وعلا کے مخالف ہوگا۔ کہ مراد یہ ہے کہ کافر شرعاً اس بات کا مستحق نہیں کہ اس کو خیر القرن کہا جاسکے بالخصوص جبکہ مسلمان صالح موجود ہوں اگرچہ خیریت نسب ہی کے لحاظ سے کیوں نہ ہو۔ چنانچہ تو سمجھ۔ یہ دلیل امام جلیل خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی قدس سرہ نے افادہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر جمیل عطا فرمائے۔

قال اللہ عزوجل انما المشرکون نجس ۔

دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کافر تو ناپاک ہی ہیں۔ (القرآن الکریم)

اور حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک ستھری پشتوں میں نقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں، میں ان میں بہتر شاخ میں تھا۔ (اس کو نعیم نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (الحاوی للفتاوی، بحوالہ ابی نعیم مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اورایک حدیث میں ہے،فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم:لم ازل انقل من اصلاب الطاهرين الى ارحام الطاهرات۔میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔
(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ)(الحاوی للفتاوی مسالک الحنفاء فی والدی المصطفیٰ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

دوسری حدیث میں ہے،فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم :لم يزل الله ينقلنى من الاصلاب الكريمة والارحام الطاهرة حتى اخرجنى من بين ابوى . رواه ابن ابى عمرو العدنى فى مسنده رضى الله تعالىٰ عنه ۔ ہمیشہ اللہ عزوجل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں نقل فرماتا رہا۔یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔اس کو ابن ابی عمرو العدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں روایت کیا۔(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ)

تو ضرور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے کرام طاہرین وامہات کرام طاہرات سب اہل ایمان وتوحید ہوں کہ بنص قرآن عظیم کسی کافرو کافرہ کے لیے کرم وطہارت سے حصہ نہیں۔

یہ دلیل امام اجل فخر المتکلمین علامۃ الوریٰ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے افادہ فرمائی اور امام جلال الدین سیوطی اور علامہ محقق سنوسی اور علامہ تلمسانی شارح شفاء وامام ابن حجر مکی وعلامہ محمد زرقانی شارح مواہب وغیرہم اکابر نے اس کی تائید وتصویب کی۔

وتوكل على العزيز الرحيم ○ الذى يرٰك حين تقوم ○ وتقلبك فى السٰجدين ○ ۔

تیسری دلیل:اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:بھروسا کر زبردست مہربان پر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہو اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنیوالوں میں۔(القرآن الکریم)

امام رازی فرماتے ہیں:معنی آیت یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا تو آیت اس پر دلیل ہے کہ سب آبائے کرام مسلمین تھے۔(مفاتیح الغیب)

امام سیوطی وامام ابن حجر وعلامہ زرقانی وغیرہم اکابر نے اس کی تقریر وتائید وتاکید وتشیید فرمائی۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کے موید روایت ابونعیم کے یہاں آئی:وقد صرحوا ان القرآن محتج به على جميع وجوهه ولا ينفى تاويل تاويلا ويشهد له عمل العلماء فى الاحتجاج بالايات على احد التاويلات قديما وحديثا ۔ علماء نے تصریح کی ہے کہ قرآن پاک کی ہر وجہ سے استدلال کیا جائے گا اور کوئی ایک تاویل دوسری تاویل کی نفی نہیں کرتی،اس کے لیے علماء کا عمل گواہ ہے کہ وہ پرانے اور نئے زمانے میں آیات مبارکہ کی کئی تاویلات میں سے ایک سے استدلال کرتے رہے ہیں۔(شرح الزرقانی بحوالہ ابی نعیم المقصد الاول باب وفات امہ صلی اللہ علیہ وسلم دارالمعرفہ بیروت)

قال المولى سبحنه وتعالىٰ ولسوف يعطيك ربك فترضى چوتھی دلیل:اللہ تعالیٰ نے فرمایا:البتہ عنقریب تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔(القرآن الکریم)

اللہ اکبر!بارگاہ عزت میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت ووجاہت ومحبوبیت کہ امت کے حق میں تو رب العزت جل

وعلانے فرمایا ہی تھا :سنرضيك في امتك ولا نسؤك رواه مسلم في صحيحه ۔ قریب ہے کہ ہم تجھے تیری امت کے باب میں راضی کردینگے اور تیرادل برانہ کریں گے۔(اسے مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔(صحیح مسلم کتاب الایمان)

مگراس عطاورضا کامرتبہ یہاں تک پہنچا کہ صحیح حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب کی نسبت فرمایا:
وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح رواہ البخاری ومسلم عن العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کردیا(اس کو امام بخاری وامام مسلم نے ابن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔(صحیح البخاری کتاب المناقب قصہ ابی طالب،قدیمی کتب خانہ کراچی)

دوسری روایت صحیح میں فرمایا:ولو لا انا لكان في الدرك الاسفل من النار ۔ رواہ ایضارضی اللہ تعالیٰ عنہ،اگر میں نہ ہوتا توابوطالب جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوتا(اس کو بخاری نے انہی سے روایت کیا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب شفاعۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لابی طالب،قدیمی کتب خانہ کراچی)

دوسری حدیث صحیح میں فرماتے ہیں۔دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے(امام بخاری ومسلم نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔(صحیح مسلم کتاب الایمان باب اھون اھل النار عذابا قدیمی کتب خانہ کراچی)

اور یہ ظاہر ہے کہ حضوراقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جوقرب والدین کریمین کو ہے،ابوطالب کواس سے کیا نسبت؟ پھران کا عذربھی واضح کہ نہ انھیں دعوت پہنچی نہ انھوں نے زمانہ اسلام پایا،تو اگر معاذ اللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرورتھا کہ ان پرابو طالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے عذاب میں ہوتے۔یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہل جنت ہیں،وللہ الحمد،اس دلیل کی طرف بھی امام خاتم الحفاظ(جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے اشارہ فرمایا ہے۔

حدیث میں ہے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اولادِ امجادِ حضرت عبدالمطلب سے ایک پاک طیبہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کوآتے دیکھا،جب پاس آئیں،فرمایا:مااخرجك من بيتك ؟اپنے گھر سے کہاں گئی تھیں؟

عرض کی:آتيت اهل هذا الميت فترحمت اليهم وعزيتهم بميتهم ۔یہ جوایک میت ہوگئی تھی میں ان کے یہاں دعائے رحمت اورتعزیت کرنے گئی تھی۔فرمایا:لعلك بلغت معهم الكدى ۔ شاید تو ان کے ساتھ قبرستان تک گئی۔عرض کی :معاذالله ان اكون بلغتها وقد سمعتك تذكر في ذلك ماتذكر ۔خدا کی پناہ میں وہاں جاتی حالانکہ حضور سے سن چکی تھی جو کچھ اس بات میں ارشاد کیا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:لوبلغتها معهم مارايت الجنة حتى يراها جد ابيك ۔اگرتو ان کے ساتھ وہاں جاتی تو جنت نہ دیکھتی جب تک عبدالمطلب نہ دیکھیں۔رواہ ابوداودوالنسائی۔والـلفظ له عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضى الله تعالىٰ عنهما، اما ابو داود فتادب و كنّى وقال فذكر تشديدافي ذلك واما ابو عبدالرحمن فاذى لتبليغ العلم واداء الحديث على وجهه لكل وجهة هو موليها ۔اس کو ابوداوداورنسائی نے روایت کیا ہے،اورلفظ نسائی کے ہیں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے،امام ابوداود نے ازراہ ادب بطور کنایہ اس میں تشدید کا ذکر کیا لیکن

امام ابوعبدالرحمن نے کھل کر علم کو پہنچایا اور حدیث کا حق ادا کیا۔ ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے۔

(سنن النسائی، سنن ابی داود) (فتاوی رضویہ، ج ۳۰، لاہور)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا وصال زمانہ فترت میں ہوا، آپ خالص توحید پرست تھے، قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولاً ٥ (الإسراء... بنی إسرآءيل، 17: 15)

اور ہم ہرگز عذاب دینے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ ہم (اس قوم میں) کسی رسول کو بھیج لیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہوچکی تھی، لہٰذا اللہ تعالیٰ کا یہ اصول ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی نبی کو مبعوث نہ فرمائے اور لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوں تو جب تک کوئی نئی شریعت نہیں آتی اس وقت تک صرف توحید کا ماننا ضروری ہوتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نکاح کے ساتھ متولد ہوا نہ کہ غیر شرعی طریقہ پر اور میرا یہ نسبی تقدس حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما تک برقرار رہا۔

(اور زمانہ جاہلیت کی بدکرداریوں اور آوارگیوں کی ذرا بھر ملاوٹ میری نسبت میں نہیں پائی گئی۔ (السنن الکبریٰ، 7: 190

اسی طرح ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں پاک نسبوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوا ہوں۔ قرآن مجید کی آیت اور احادیث سے پتہ چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین حق پرست تھے، توحید پرست تھے، البتہ اگر کوئی ان کو (معاذ اللہ) جہنمی کہتا ہے تو وہ خود جہنمی ہے۔

کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں ہوسکتا۔ جو ایسا کہتا ہے وہ اس کی دلیل پیش کرے، کہ کس آیت یا حدیث میں لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین جہنمی ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک) اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ہدایت نصیب عطا فرمائے۔ آمین

،واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔ (مفتی: عبدالقیوم ہزاروی، منہاج القرآن لاہور)

اہل فترت لوگوں کے احوال

لغت میں فترت کے معنی ایسے وقت کے ہیں جو دو زمانوں کے درمیان واقع ہوتا ہے اور اسلامی اصطلاح میں دو پیغمبروں کی بعثت کے درمیان جو فاصلہ واقع ہوتا ہے اس کو فترت کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قَدْ جَآئَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَى فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُولُوا مَا جَآئَنَا مِنْ بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَآئَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللّٰهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (سورہ مائدہ)

تمہارے پاس رسولوں کے ایک وقفہ کے بعد ہمارا یہ رسول آیا ہے تاکہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس کوئی بشیر و نذیر نہیں آیا تھا تو لو یہ بشیر و نذیر آ گیا ہے اور خدا ہر شئی پر قادر ہے۔

تاریخ کا سرسری مطالعہ کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ فترت کے زمانہ میں جب کوئی رسول یا نبی نہیں تھا تو اس وقت پیغمبر

اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ) کے آباؤاجداد میں سے بعض افراد، اولیاء اور اوصیائے خدا موجود تھے جو جزیرۃ العرب کے معاشرہ کی رہبری کرتے تھے اور اس زمانے کے لوگوں میں دینی رہبر اور راہنما کے عنوان سے موجود تھے لہٰذا یہاں پر ہم اس زمانے کے بعض اوصیاء کا تذکرہ کریں گے۔

الیاس بن مضر

یعقوبی نے بیان کیا ہے: الیاس بن مضر بہت شریف انسان تھے اور ان کی فضیلت وشرافت بہت مشہور تھی یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے حضرت اسماعیل کے بیٹوں کو اپنے آباؤاجداد کی سنت کو تبدیل کرنے پر سرزنش کی تھی، آپ نے اتنے اچھے کام انجام دیئے کہ اس وقت کے لوگ آپ سے اس قدر راضی وخوشحال تھے کہ حضرت اسماعیل کی کسی اور اولاد سے اس قدر خوش نہیں تھے آپ نے ان کو ان کے آباؤاجداد کی سنت کی طرف واپس پلٹایا یہاں تک کہ حضرت اسماعیل کی سنت دوبارہ قائم ہوگئی۔

اس بناء پر الیاس، صاحب شریعت رسولوں کے اوصیاء میں سے ایک وصی تھے جنہوں نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی شریعت کی حفاظت فرمائی۔

کنانہ بن خزیمہ حلبی نے کہا ہے: وہ بہت بڑے جوانمرد اور عظیم القدر انسان تھے اور عرب آپ کے علم وفضیلت کی وجہ سے آپ کی طرف مراجعہ کرتے تھے وہ ہمیشہ کہتے تھے: مکہ سے احمد نامی پیغمبر کے ظاہر ہونے کا وقت آ گیا ہے، ایسا پیغمبر جو لوگوں کو خدا، نیکی، احسان اور مکارم اخلاق کی طرف دعوت دے گا اس کی پیروی کرنا تا کہ تمہاری عزت وشرافت اور بڑھ جائے اور جو کچھ وہ لے کر آئیں اس کی تکذیب نہ کرنا کیونکہ وہ برحق ہے۔

کعب بن لوئی

بلاذری اور دوسرے مورخین نے نقل کیا ہے: آپ عرب کے درمیان بہت عظیم القدر انسان تھے آپ کی شخصیت ایسی تھی کہ وہاں کے لوگوں نے اپنے زمانے کی تاریخ کو آپ کے مرنے کے وقت کو سے شروع کیا اور یہ تاریخ عام الفیل کے واقعہ تک باقی رہی پھر عربوں نے اپنے سال کو عام الفیل کے واقعہ سے شروع کیا۔ کعب ایام حج میں لوگوں کے سامنے خطبے پڑھتے تھے اور فرماتے تھے: اے لوگوں! غور سے سنو اور سمجھو یہ آسمان وزمین اور ستارہ اس بات پر گواہ ہیں کہ تم بیہودہ پیدا نہیں کئے گئے ہو لہٰذا خدا سے منہ نہ پھیرو صلہ رحم کرو اپنے وعدوں کو پورا کرو اس حرم (خانہ خدا) کا احترام کرو اور اس سے تمسک حاصل کرو کیونکہ اس کے لئے بہت جلد ایک خبر آنے والی ہے اور وہ خبر یہ ہے کہ خاتم الانبیا مبعوث ہونے والے ہیں جن کی خبر حضرت موسیٰ اور عیسیٰ نے دی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے کاش میں ان کی دعوت کو دیکھتا۔

قصی بن کلاب

مکہ میں قوم خزاعہ حکمرانی کر رہی تھی اور خانہ خدا کے کام ان کے سپرد تھے یہاں تک کہ قصی بن کلاب جوان ہوئے اور انہوں نے اپنی قوم کو اکھٹا کیا اور دوسری قوم سے مدد لے کر قبیلہ خزاعہ سے جنگ کی یہاں تک کہ آپ نے خانہ خدا کی ولایت اپنے ہاتھوں

میں لے لی۔

ابن سعد نقل کرتا ہے: قصی نے قریش کی طرف خطاب کر کے فرمایا: اے جماعت قریش! بیشک تم خدا کے پڑوسی، اس کے اہل خانہ اور اہل حرم ہو، اور حاجی، خدا کے مہمان اور زائر ہیں اور وہ بہت اچھے مہمان ہیں لہٰذا ایام حج میں ان کے لئے کھانا پانی فراہم کرد

عبد مناف بن قصی

قصی کے مرنے کے بعد ان کے فرزند عبد مناف ان کے جانشین ہوئے آپ کا نام مغیرہ تھا، آپ نے قریش کو تقوائے الٰہی اور صلہ رحم کی وصیت فرمائی۔ یعقوبی کہتا ہے: قصی کے بیٹے عبد مناف کو ریاست ملی وہ بہت جلیل القدر اور شریف انسان تھے۔

ہاشم بن عبد مناف

ابن سعد کہتا ہے: اپنے والد کے بعد ہاشم کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہو گیا، قریش نے حجاج کی مہمانداری اور سقایت کی ریاست ان کے سپرد کر دی، جب حج کا زمانہ آتا تھا تو آپ قریش کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے۔

عبد المطلب بن ہاشم

ابن سعد کہتا ہے: قریش میں عبد المطلب، چہرہ اور جسم کے لحاظ سے بہت خوبصورت تھے، سخاوت ترین لوگوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا آپ خداشناس انسان تھے، ظلم و جور کو بہت برا کام سمجھتے تھے اور اس وقت کے تمام بادشاہ آپ کا احترام کرتے تھے اور آپ کی شفاعت قبول کرتے تھے۔

مسعودی کہتا ہے: عبد المطلب بن ہاشم کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو توحید کا اقرار، قیامت میں جزا و سزا کا اثبات اور تقلید کو ترک کرتے تھے۔ (السیرۃ الحلبیہ،۔ انساب الاشراف،و، تاریخ یعقوبی،، سیرۃ نبویہ، طبقات ابن سعد، مروج الذھب)

1573- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ الْوَاسِطِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِي كَانَ يَصِلُ الرَّحِمَ وَكَانَ وَكَانَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي النَّارِ قَالَ فَكَأَنَّهُ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَيْنَ أَبُوكَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُمَا مَرَرْتَ بِقَبْرِ مُشْرِكٍ فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ قَالَ فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ بَعْدُ وَقَالَ لَقَدْ كَلَّفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَبًا مَا مَرَرْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ إِلَّا بَشَّرْتُهُ بِالنَّارِ

سالم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! میرے والد صلہ رحمی کیا کرتے تھے' اور وہ یہ تھے اور وہ تھے' تو اب وہ کہاں ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ جہنم میں ہے''۔ راوی کہتے ہیں: اس شخص کو اس سے کچھ تکلیف ہوئی' اس نے عرض کی: یارسول

1573: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ کے والد کہاں ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم جس مشرک کی قبر کے پاس سے گزرو اسے جہنم کی اطلاع دے دینا"۔

راوی کہتے ہیں: وہ دیہاتی اس کے بعد مسلمان ہو گیا' وہ بولا اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے مشکل کام کا پابند کر دیا ہے' میں جس بھی کافر کی قبر کے پاس سے گزرتا ہوں اسے جہنم کے بارے میں بتا دیتا ہوں۔

نبی کریم ﷺ کے والد گرامی کے فضائل کا بیان

حضرت محمد مصطفے ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفے ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری بھی قانون فطرت کے مطابق کروائی۔ یعنی ماں باپ کے ذریعے۔ حضور سرورِ کائنات ﷺ کے والد گرامی کا اسم مبارک سیّدنا عبد اللہ، کنیت ابو محمد اور لقب ذبیح ہے۔ آپ کی ولادتِ پاک مکہ میں ہوئی۔ آپ دوسرے بھائیوں میں حسن و جمال کے لحاظ سے لاثانی تھے۔ تفصیل سے پڑھیے حضرت عبدالمطلب متولی کعبہ نے منت مانی تھی کہ اگر میں اپنی زندگی میں دس بیٹوں کو جوان دیکھ لوں تو ایک کو راہ خدا میں قربان کر دونگا۔ چنانچہ جب یہ وقت آ گیا تو آپ نے دس لڑکوں سے اس منت کے مطابق قربانی دینے کے لئے کہا تمام کو خوش دلی سے راضی پایا۔ قرعہ اندازی ہوئی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام نکلا مگر کوئی بھی اس حسین وجمیل لڑکے کو اس طرح ذبح کرنا نہ چاہتا تھا۔ انسانی جان کے بدلہ دس اونٹ تھے۔ بیس اونٹ پر قرعہ اندازی ہوئی۔

حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام نکلا۔ اس طرح دس اونٹ بڑھاتے گئے۔ 100 تعداد پر قرعہ اندازی ہوئی تو اونٹوں کا نام نکلا۔ چنانچہ سیّدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بدلے میں سو اونٹ ذبح کئے گئے۔ آپ کے وجود مسعود سے شرف انسانی بلند ہوا کہ دس اونٹ کی بجائے سو اونٹ کا بدلہ مقرر ہو گیا۔ سبحان اللہ! اسی وجہ سے سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی طرح حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ذبیح کا لقب ملا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا حسن و جمال: حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ حسن و جمال اور سیرت و صورت میں تمام لوگوں سے حسین تر تھے۔

آپ کی پیشانی میں چمکتا نور لوگوں کو نظر آتا۔ اہل مکہ آپ کو مصباح الحرم (حرم کا چاند) کہتے۔ قریش کی عورتیں آپ کو دل و جان سے چاہتی تھیں اور بارہا کئی ایک نے آپ کو وصال کی دعوت دی مگر آپ پاک دامن رہے۔

اہل یہود، اہل حسود: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ یہودی آپ کے قتل کے درپے ہیں اور بندروں کی شکل میں ہیں۔ ان کے ہاتھ میں تلواریں ہیں۔ آپ ہوا میں بلندی پر چلے گئے، پھر ایک آگ کا اچانک نزول ہوا، آپ خوف زدہ ہوئے، وہ آگ یہودیوں پر گری اور انکو راکھ کا ڈھیر کر گئی۔ آپ نے یہ خواب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اُنہوں نے فرمایا: اے میرے پیارے بیٹے! تمہیں خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ لوگ اس نور کے سبب تجھ سے حسد کرتے ہیں جو تمہاری پیشانی میں بطور امانت اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ خدا کی قسم! اگر تمام روئے زمین والے لوگ جمع ہو کر بھی اس نور کو ختم کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے کیونکہ یہ نور اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تیرے پاس بطور امانت رکھا ہے۔ (کتب سیرت)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شرافت

زمانہ جاہلیت میں گناہوں سے پاک رہنا گویا حفاظت خداوندی کے مترادف تھا۔ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا رہے تھے کہ قبیلہ بنو اسد کی ایک خوب صورت نوجوان عورت ملی، اس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھا تو فوراً سوال کیا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ تم کہاں جا رہے ہو۔؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا! میں اپنے باپ کیساتھ جا رہا ہوں۔اس عورت نے کہا: جتنے اُونٹ تمہاری طرف سے بطور فدیہ ذبح کئے گئے تھے، میں تجھے دیتی ہوں، میرے ساتھ شادی کرلو۔آپ نے جواب دیا! میں اپنے باپ کی مخالفت، فراق اور نافرمانی پسند نہیں کرتا۔حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ وہب بن عبدمناف کے پاس آئے۔وہب قبیلہ زہرہ کے سردار تھے، حسب نسب کے اعتبار سے معزز تھے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے وہب بن عبدمناف کی لخت جگر سیدہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی بات حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لئے کی، بات طے پائی اور شادی ہوگئی۔اس طرح نورِ محمدی کی مقدس امانت حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف منتقل ہوگئی۔حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ قانع، متقی، دنیا و مافیھا سے پرہیز کرنیوالے مقبول بارگاہِ الٰہی تھے۔آپ دنیا کا مال کثیر تعداد میں جمع نہ کیا کرتے تھے، اسی وجہ سے آپ نے ترکہ میں دوسرے لوگوں کی طرح بے پناہ مال نہ چھوڑا۔

جب آپ کا وصال ہوا تو ایک کنیزہ اُمّ ایمن، پانچ اُونٹ اور کچھ بکریاں بطور وراثت چھوڑیں اور رسول اللہ ﷺ ان چیزوں کے وارث بنے۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شادی خانہ آبادی: حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے میرے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی شان نرالی ہے۔اکثر مالدار حسین وجمیل عورتیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کی آرزو رکھتیں، یہاں تک کہ بعض سردارانِ قریش اپنی بیٹیوں کے نام لیکر آتے تو سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نکاح کی بات سن کر خاموش ہو جاتے۔آخری مرتبہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہم صحبت لڑکوں کو بلایا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کریں کہ وہ کس خاندان اور کس دوشیزہ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ان دوستوں کے استفسار پر بتایا کہ ان کی شادی تو ہو چکی ہے۔اب دوسری شادی کیسی؟ دوست حیران ہو گئے۔کہ آپ کی شادی کب ہوئی اور کس سے ہوئی۔آپ نے فرمایا جدامجد سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں مجھے بتایا کہ میرا نکاح حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بن وہب (قبیلہ زہرہ) سے ہو چکا ہے، مبارک ہو۔

اپنے والدین سے عرض کرو کہ وہ تیرا نکاح حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب سے کر دیں کیونکہ تم دونوں کی عادات بھی ایک جیسی ہیں۔ادھر حضرت وہب بن عبدمناف حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کرامت دیکھ چکے تھے، چنانچہ رشتہ طے ہو گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی مبارک سے ایک چمکتا نور ظاہر تھا۔آپ جب زمین پر بیٹھتے زمین سے آواز آتی، اے وہ ذات جس کی پشت میں حضور سید المرسلین ﷺ کا نور مقدس ہے، آپ پر سلام ہو۔جب آپ کسی خشک درخت کے نیچے بیٹھتے تو وہ درخت ہرا بھرا، پھولدار اور پھلدار ہو جاتا۔کبھی لات، منات، عزّیٰ اور دوسرے بتوں کے پاس سے گزرتے تو وہ چیخنا شروع کر دیتے اور

کہتے اے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ! آپ کے اندر وہ ذات گرامی تشریف فرما ہے جس کے ہاتھوں ہماری اور دنیا کے تمام بتوں کی ہلاکت ہوگی۔ (کتب سیرت)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے یہ عجیب وغریب واقعات دور دور تک مشہور ہوگئے۔ جب یہودیوں کی ایک جماعت نے یہ خبر سنی اور اپنی کتابوں سے تصدیق پائی تو انہوں نے بوجہ حسد عہد و پیمان کیا کہ حضور سید الانس والجان ﷺ کے والد گرامی کو قتل کر کے ہی دم لیں گے۔ وہ مکہ مکرمہ گئے اور موقع کی تلاش میں رہے۔ ایک دن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تن تنہا بغرض شکار جنگل میں گئے تو یہودی اپنی زہر آلود تلواروں کیساتھ ان پر حملہ آور ہوئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اچانک ایک فوج رنگ برنگ گھوڑوں پر سوار آسمانوں سے اُتری اور یہودیوں کو ختم کردیا۔ اتفاقاً حضرت وہب اپنے بالا خانہ سے یہ منظر دیکھ رہے تھے (یا یوں کہیے کہ رب کریم نے یہ منظر ان کو دکھایا) انہوں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ اپنی بیٹی حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی شادی اس بہادر اور مقبول بارگاہِ خداوندی نوجوان حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہی کرونگا۔

شادی کی تقریب

حضرت سیدہ آمنہ اور حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما کی شادی اس انداز سے ہوئی کہ دونوں خاندانوں کے بزرگ دولہا اور دلہن کو زیب و زینت دیکر کعبۃ اللہ میں لائے۔ طواف کعبہ کے بعد مقام ابراہیم کے نزدیک بیٹھ کر دولہا کی طرف سے حضرت سیّدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اپنا خاندانی حسب نسب حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور اپنے بزرگوں کے فضائل پر خطبہ پڑھا، پھر دلہن کی طرف سے جناب وہب بن عبد مناف کھڑے ہوئے، اپنے حسب ونسب اور بزرگوں کے مناقب بیان کئے، قدیم عرب کے رواج کے مطابق حضرت سیّدنا عبداللہ اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔

اس وقت حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک 19 سال اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک 16 سال تھی۔ حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا مذہب: حضور ﷺ کے تمام آباؤ اجداد مسلمان اور عقیدہ توحید پر تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ابرہہ کو جواب دیا تھا: میں اُونٹوں کا مالک ہوں، مجھے انکی فکر ہے، کعبہ کا مالک خدا ہے وہ خدا اسکی حفاظت فرمائے گا۔ کس قدر پختہ توحید کا اظہار ہے۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے محبت بھرے انداز میں حضور آقائے نامدار ﷺ سے خطاب فرمایا: (اور دیکھتا رہتا ہے جب) آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنیوالوں کے گھروں کا۔ (سورۃ الشعراء آیت نمبر 219)

حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: آیت میں تقلبك سے نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی کا پشت انبیاءِ کرام علیہم السلام میں گردش کرنا مراد ہے۔ یعنی ایک نبی کی پشت مبارک سے دوسرے نبی کی پشت مبارک میں تشریف فرما ہونا۔ یہاں تک کہ آپ اس امت مرحومہ میں مبعوث ہوئے۔ (تفسیر خازن۔ مدارج النبوۃ)

دوسری جگہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی آیت مبارکہ کی تفسیر یوں فرماتے ہیں: بیشک آپ ایک پشت سے دوسری پشت کی طرف آتے رہے اور وہ تمام پشتیں طاہر تھیں۔ آپ کا نور نبوت آپ کے تمام آباؤ اجداد میں ظاہر ہوتا رہا۔ ابن جریر جناب قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ پر

میرے ماں باپ قربان ارشاد فرمایئے! کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے تو آپ اس وقت کہاں تھے؟ اس پر آپ خوب ہنسے، یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں مبارکہ نظر آنے لگیں۔

پھر آپ نے فرمایا: اس وقت میں انکی پشت میں تھا۔ میں اپنے باپ حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے کشتی میں سوار ہوا۔ اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے آگ میں پھینکا گیا۔ میرے والدین کریمین کبھی بھی حرام کاری میں نہیں پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے طاہر پشتوں سے طاہر رحموں میں منتقل فرمایا اور وہ تمام مرد وزن صاحبانِ صفا اور مہذب تھے۔ جب کسی سے دو شاخیں بنتیں تو مجھے ان میں سے بہترین شاخ اور قبیلہ ملتا رہا۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اس سے مراد ہے کہ آپ ﷺ پاکیزہ اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنیوالے مردوں کی پشت سے ان عورتوں کے رحم کی طرف منتقل ہوئے جو طاہر اور سجدہ کرنیوالی تھیں اور ان طاہرات وساجدات کے رحم سے ایسے پاکیزہ افراد کی طرف منتقل ہوئے جو بھی اللہ تعالیٰ کی توحید پر قائم تھے۔

مذکورہ بالا آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے تمام آباؤاجداد، صاحبان ایمان وتوحید تھے۔ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: میں بنی آدم میں ہر دور کے بہترین (خاندان) میں مبعوث ہوا، یہاں تک کہ میں اس قرن وطبقہ میں آیا جس میں تم مجھے پاتے ہو۔ (صحیح بخاری شریف)

امیر المومنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے: روئے زمین پر ہر زمانہ میں کم از کم سات مسلمان ضرور رہے، ایسا نہ ہوتا تو زمین واہل زمین سب ہلاک ہو جاتے۔

سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد زمین سات بندگان خدا سے خالی نہ رہی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ زمین پر عذاب رفع فرماتا ہے۔ حضور پر نور ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل فرماتا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔ بیشک مشرک ناپاک ہے۔ (التوبہ آیت نمبر 28) حضور نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے تمام آباؤاجداد حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تک اور سیدہ حضرت حوا سلام اللہ علیہا سے لیکر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا تک تمام شریف خاندان والے، اعلیٰ نسب والے، حسین چہروں والے، پاکیزہ خصائل والے، مسلمان، ایماندار اور عقیدہ توحید رکھنے والے، حلیم الطبع، ملنسار اور مہمان نواز تھے جو لوگ مختلف مسلک یا نظریات رکھتے ہیں انہیں احتیاط لازم ہے۔

چودہ سو برس بعد حضرت عبداللہ بن حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کا جسد مبارک قبر سے صحیح حالت میں برآمد ہوا۔ سات صحابہ کرام کے جسد مبارک بھی اصلی حالت میں تھے۔ (روزنامہ نوائے وقت: ہفتہ 11 صفر المظفر، 1398ھ بمطابق 21 جنوری 1978ء)

ایک اطلاع کے مطابق مدینہ (منورہ) میں مسجد کی توسیع کے سلسلے میں کی جانیوالی کھدائی کے دوران حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن حضرت عبدالمطلب کا جسد مبارک جس کو دفن کیے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے

، بالکل صحیح اور سالم حالت میں برآمد ہوا۔ علاوہ ازیں صحابی رسول حضرت مالک بن سونائی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جسدِ مبارک بھی اصل حالت میں پائے گئے۔ جنہیں جنت البقیع میں نہایت عزت و احترام کے ساتھ دفنا دیا گیا۔ جن لوگوں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ان کا کہنا ہے کہ مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جسم نہایت تروتازہ اور اصل حالت میں تھے۔ (ان خوش نصیب اشخاص میں سے بعض اب بھی کراچی میں بقید حیات ہیں۔) (جنگ کراچی 21 جنوری 1978ء)

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا سلسلہ نسب: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب چوتھی کڑی پر جا کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد سے جا ملتا ہے۔

سلسلہ نسب والد گرامی: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب۔ سلسلہ نسب والدہ ماجدہ: محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔ محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ آمنہ حضرت سیّدنا عبداللہ حضرت وہب حضرت عبدالمطلب حضرت عبد مناف حضرت ہاشم حضرت زہرہ حضرت عبد مناف حضرت قصی حضرت کلاب دونوں سلاسل کلاب پر جا ملتے ہیں، کلاب کا سلسلہ نسب سیّدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ نسب میں عبد مناف اور والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ نسب کے عبد مناف دو الگ الگ شخصیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خالق کائنات ہمیں والدینِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کرنے اور اُن کے بارے خوش عقیدگی عطا فرمائے۔ آمین۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي النَّهْيِ عَنْ زِيَارَةِ النِّسَآءِ الْقُبُوْرَ

یہ باب خواتین کے قبرستان جانے کی ممانعت کے بیان میں ہے

1574 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ ح و حَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِيُّ حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ وَقَبِيصَةُ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ

عبدالرحمٰن بن حسان اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرستان جانے والی خواتین پر لعنت کی ہے۔

شرح

یہ اور اس معنی کی دوسری احادیث سے یہ امر قوی ہوتا ہے کہ عورتوں کو قبروں کی زیارت کرنا منع ہے، اس حدیث میں زوّارات مبالغہ کا صیغہ ہے، اس لئے عام عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کی اجازت اوپر کی سے حاصل ہے، جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

1574: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

ممانعت کے بعد مسلمانوں کو زیارتِ قبور کا اذن عام دیا ہے، تا کہ وہ اس سے عبرت و موعظت حاصل کریں، اور عورتیں بھی اس سے عبرت و موعظت کے حصول میں مردوں کی طرح محتاج اور حقدار ہیں۔ اس سلسلے میں متعدد احادیث بھی ہیں۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو قبروں کی زیارت کی اجازت دی۔

(سنن الاثر و مستدرک الحاکم)

صحیح مسلم میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ جب میں قبروں کی زیارت کروں تو کیا کہوں؟۔ آپ ﷺ نے یوں فرمایا: کہو "السلام علی أهل الديار من المؤمنين ۔

امام حاکم نے روایت کی ہے کہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کے قبر کی زیارت ہر جمعہ کو کیا کرتیں تھیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک عورت پر سے گزرے جو ایک قبر پر رو رہی تھی، لیکن آپ ﷺ نے اس پر قبر کی زیارت کی وجہ سے نکیر نہیں فرمائی۔

اجازت اور عدم اجازت میں یوں مطابقت ہو سکتی ہے کہ ان عورتوں کے لئے ممانعت ہے جو زیارت میں مبالغہ سے کام لیں، یا زیارت کے وقت نوحہ وغیرہ کریں، اور ان عورتوں کے لئے اجازت ہے جو خلاف شرع کام نہ کریں۔

امام قرطبی نے کہا کہ لعنت ان عورتوں سے خاص ہے جو بہت زیادہ زیارت کو جائیں، کیونکہ حدیث میں زوارات القبور مبالغہ کا صیغہ منقول ہے، اور شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ جب عورت اکثر زیارت کو جائے گی تو مرد کے کاموں اور ضرورتوں میں خلل واقع ہوگا۔

1575- حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے قبرستان جانے والی خواتین پر لعنت کی ہے۔

1576- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْعَسْقَلَانِىُّ اَبُوْ نَصْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَالِبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زُوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے قبرستان جانے والی خواتین پر لعنت کی ہے۔

عورتوں کے لئے قبرستان جانے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعن زوارات القبور قبروں کی کثرت سے زیارت کرنے

1575: اخرجہ ابوداؤد فی "السنن" رقم الحدیث: 3236 'اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 320 'اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 2042

1576: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 1056

والیوں پر لعنت فرمائی۔ زوارات مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بہت زیادہ قبروں پر جانے والیوں پر۔ جس طرح نماز، روزہ، اور باقی عبادات میں مبالغہ آمیزی جائز نہیں، زیارت قبور میں بھی حد اعتدال کا حکم ہے۔ امام ترمذی نے اس کے متعلق فرمایا:

قد رای بعض اهل العلم ان هذا كان قبل ان يرخص النبي صلى الله عليه وسلم في زيارة القبور فلما رخص دخل رخصة الرجال والنساء وقال بعضهم انما كره زيارة القبور للنساء لقلة صبرهن و كثرة جزعهن. (ترمذی، السنن، کتاب الجنائز باب ما جاء فی کراہیۃ زیارة القبور للنساء، 372:3، الرقم: 1056)

بعض اہل علم کے خیال میں یہ (لعنت) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت سے پہلے تھی۔ جب آپ نے رخصت دی تو آپ کی رخصت میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں اور بعض علماء نے کہا کہ عورتوں کی زیارت قبور اس لئے مکروہ ہے کہ ان میں صبر کم اور بے صبری زیادہ ہوتی ہے۔

پس اگر بے صبری کا اظہار پیٹنا اور بال نوچنا یا گریبان پھاڑنا ہو اور فتنہ و فساد کا خطرہ بھی نہ ہو تو عورت بھی اس طرح زیارت قبور کر سکتی ہے جس طرح مرد۔ اور یہ کہ یہ سنت دونوں کے لئے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من زار قبر ابويه او احدهما في كل جمعة غفرله و كتب برا. (طبرانی، المعجم الاوسط، 175:6، الرقم: 6114)

جو کوئی ہر جمعہ کو اپنے والدین یا ایک کی قبر کی زیارت کرے، اس کو بخش دیا جائے گا اور اسے نیک مسلمان لکھا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جس طرح ممانعت مردوں اور عورتوں کے لیے یکساں تھی، اسی طرح اب زیارت قبور کا حکم بھی دونوں ہی کے لیے ہے۔ علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے زیارت قبور کے جو مقاصد اور حکمتیں بیان فرمائی ہیں، خواتین کو بھی ان کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ مردوں کو، لہٰذا اگر وہ ان کے پیش نظر قبرستان جانا چاہیں، تو ان کیوں کر روکا جا سکتا ہے؟

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی موقف ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ ایک مرتبہ سیدہ اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قبر سے واپس آ رہی تھیں کہ عبداللہ بن ابی ملیکہ نے استفسار کیا کہ کیا رسول خدا ﷺ نے زیارت قبور سے منع نہیں فرمایا؟ ام المومنین نے جواب دیا: ہاں یہ درست ہے، لیکن بعد ازاں آپ ﷺ نے اس کی رخصت مرحمت فرمادی تھی۔

(مستدرک الحاکم: (376/1)

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ قبروں کے پاس کیا کہنا چاہیے، تو نبی کریم ﷺ نے یہ کلمات سکھلائے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ، وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ. (مسلم: 974)

اے ان گھروں والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو۔ ہم میں سے آگے جانے والوں اور پیچھے رہنے والوں پر خدا سلامتی فرمائے اور خدا نے چاہا تو ہم بھی جلد ہی تمہیں ملنے والے ہیں۔

اس سے استدلال یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ نہیں فرمایا کہ عورتوں کے لیے تو زیارت قبور ہی ممنوع ہے پھر دعا کا سوال کیسا؟ بل کہ آپ ﷺ نے انھیں باقاعدہ دعا بتلائی جس سے عورتوں کے لیے زیارتِ قبور کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ایک خاتون کے پاس سے گزرے جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی، تو آں حضور ﷺ نے فرمایا: اتقی اللّٰه واصبری، یعنی خدا سے ڈرو اور صبر سے کام لو۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس سے عورتوں کے لیے زیارت قبور کا اثبات ہوتا ہے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی اور نبی کریم ﷺ کی تقریر یعنی کسی کام کو دیکھ کر خاموش رہنا اور منع نہ فرمانا بھی حجت ہے۔

حافظ سیوطی علیہ الرحمہ نے شرح الصدور میں اس مسئلے پر متعدد روایات نقل کی ہیں کہ میت ان لوگوں کو جو اس کی قبر پر جائیں، دیکھتی اور پہچانتی ہے اور ان کے سلام کا جواب دیتی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ: جو شخص اپنے مؤمن بھائی کی قبر پر جائے، جس کو وہ دُنیا میں پہچانتا تھا، پس جا کر سلام کہے تو وہ ان کو پہچان لیتا ہے اور اس کا جواب دیتا ہے۔ یہ حدیث شرح صدور میں حافظ ابنِ عبدالبر کی استذکار اور تمہید کے حوالے سے نقل کی ہے، اور لکھا ہے کہ محدث عبدالحق نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

قبرستان میں عورتوں کا جانا؟ عورتوں کا قبروں پہ جانا واقعی اختلافی مسئلہ ہے، اکثر اہلِ علم تو حرام یا مکروہِ تحریمی کہتے ہیں، اور کچھ حضرات اس کی اجازت دیتے ہیں، یہ اختلاف یوں پیدا ہوا کہ ایک زمانے میں قبروں پر جانا سب کو منع تھا، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی، بعد میں حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی اور فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو، وہ آخرت کی یاد دِلاتی ہیں۔

عورتوں کے قبرستان جانے پر اختلاف ہے، صحیح ہے یہ کہ جوان عورت کو تو ہرگز نہیں جانا چاہئے، بڑی بوڑھی اگر جائے اور وہاں کوئی خلافِ شرع کام نہ کرے تو گنجائش ہے۔ خاص وقت کا کوئی تعین نہیں، پردہ کا اہتمام ہونا اور نامحرموں سے اختلاط نہ ہونا ضروری ہے۔

بزرگوں اور صالحین کی زیارت میں ان ہی سماجی اثرات کے پیش نظر غیر مسلمان قومیں، اپنے تاریخی اشخاص کے مقبروں کی زیارت کے لیے ایک دوسرے سے مقدم ہوتے ہیں اسی لئے پوری دنیا میں مختلف شخصیات کے مقبروں کو کسی دینی اور دنیاوی امتیازات کے بغیر عزت واحترام سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ ہر انسان ایسے افراد کی قبروں کی زیارت اور ان کا احترام کرنے کو اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے جو حق ان کا انسانیت کے اوپر ہے گویا جو بھی انسان ان کی عزت واحترام کے لیے کرتا ہے وہ اس کی فطرت کی آواز ہے۔ پس قبور کی زیارت ان امور میں سے ہے جس کی تائید قرآن، سنت اور عقل سے حاصل ہے اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک فطری بات ہے کیونکہ انسان ہمیشہ انسانوں کی زیارت اور عزت کرنا چاہتا ہے جن کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے زیارت قبور کے دنیوی فواید کے علاوہ اخروی فایدے بھی ہیں جو اسلامی تعلیمات کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ اور ان تعلیمات کو بہتر سمجھ لینے کے بعد ایک مستحب عمل کے طور پر بیان ہوئے ہیں جس کے اخروی فواید ہمیشہ مسلمانوں کے مطمح نظر رہے ہیں اسی لئے اسے جائز اور مستحب جانا گیا ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي اتِّبَاعِ النِّسَآءِ الْجَنَائِزَ

یہ باب خواتین کا جنازے کے ساتھ جانے کے بیان میں ہے

1577-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ہمیں (خواتین کو) جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کیا گیا' تاہم اس معاملے میں ہم پر سختی نہیں کی گئی۔

1578-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ سَلْمَانَ عَنْ دِيْنَارٍ اَبِىْ عُمَرَ عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا نِسْوَةٌ جُلُوْسٌ قَالَ مَا يُجْلِسُكُنَّ قُلْنَ نَنْتَظِرُ الْجَنَازَةَ قَالَ هَلْ تَغْسِلْنَ قُلْنَ لَا قَالَ هَلْ تَحْمِلْنَ قُلْنَ لَا قَالَ هَلْ تُدْلِيْنَ فِيْمَنْ يُدْلِيْ قُلْنَ لَا قَالَ فَارْجِعْنَ مَأْزُوْرَاتٍ غَيْرَ مَاْجُوْرَاتٍ

محمد بن حنفیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے' تو وہاں کچھ خواتین بیٹھی ہوئی تھیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم لوگ یہاں کیوں بیٹھی ہوئی ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہم ایک جنازے کا انتظار کر رہی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اسے غسل دینا ہے' انہوں نے عرض کی: جی نہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم نے اسے اٹھانا ہے' انہوں نے عرض کی: جی نہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے دوسروں کے ساتھ مل کر اسے قبر میں اتارنا ہے' انہوں نے عرض کی "جی نہیں" تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو تم گنہگار ہو کر واپس چلی جاؤ' تمہیں اجر نہیں ملے گا۔

بَابُ: فِي النَّهْيِ عَنِ النِّيَاحَةِ

یہ باب نوحہ کرنے کی ممانعت کے بیان میں ہے

1579-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى الصَّهْبَاءِ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ) قَالَ النَّوْحُ

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتی ہیں (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''وہ بھلائی کے کام میں تمہاری نافرمانی نہیں کریں گے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد نوحہ کرنا ہے۔

1577: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 313' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2164

1578: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1579: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3307

1580 -حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ حَدَّثَنَا أَبُو جَرِيزٍ مَوْلٰى مُعَاوِيَةَ قَالَ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ بِحِمْصَ فَذَكَرَ فِي خُطْبَتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّوْحِ

◆◆ ابوجریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حمص میں خطبہ دیا' انہوں نے اپنے خطبے میں یہ بات ذکر کی' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے سے منع کیا ہے۔

1581 -حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنِ ابْنِ مُعَانِقٍ أَوْ أَبِي مُعَانِقٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّيَاحَةُ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَإِنَّ النَّائِحَةَ إِذَا مَاتَتْ وَلَمْ تَتُبْ قَطَعَ اللّٰهُ لَهَا ثِيَابًا مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعًا مِنْ لَهَبِ النَّارِ

◆◆ حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''نوحہ کرنا زمانہ جاہلیت کا کام ہے' اگر نوحہ کرنے والی عورت فوت ہو جائے اور اس نے توبہ نہ کی ہو' تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے تارکول سے بنے ہوئے لباس اور آگ کے شعلوں سے بنی ہوئی قمیص تیار رکھتا ہے''۔

1582 -حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رَاشِدٍ الْيَمَامِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ النَّائِحَةَ إِنْ لَّمْ تَتُبْ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ فَإِنَّهَا تُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلَيْهَا سَرَابِيلُ مِنْ قَطِرَانٍ ثُمَّ يُعْلٰى عَلَيْهَا بِدِرْعٍ مِنْ لَهَبِ النَّارِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''میت پر نوحہ کرنا زمانہ جاہلیت کا کام ہے' نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نہیں کرتی' تو جب وہ قیامت کے دن اٹھائی جائے گی' تو اس کے جسم پر تارکول سے بنی ہوئی قمیص ہوگی اور اس پر آگ کے شعلے سے بنی ہوئی زرہ ہو گی''۔

1583 -حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ أَنْبَأَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ أَبِي يَحْيٰى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُتْبَعَ جِنَازَةٌ مَعَهَا رَانَّةٌ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' کسی جنازے کے ساتھ

1580: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1581: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1582: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1583: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

نوحہ کرنے والی عورت بھی جائے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنْ ضَرْبِ الْخُدُوْدِ وَشَقِّ الْجُيُوْبِ

یہ باب گالوں کو پیٹنے اور گریبان پھاڑنے کی ممانعت میں ہے

1584- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَّاَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو گریبان پھاڑے، گال پیٹے اور زمانہ جاہلیت کی سی چیخ و پکار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

1585- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ الْمُحَارِبِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ كَرَامَةَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ مَكْحُوْلٍ وَّالْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهَهَا وَالشَّاقَّةَ جَيْبَهَا وَالدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ نوچنے والی عورت' گریبان پھاڑنے والی عورت اور تباہی اور بربادی کا واویلہ کرنے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

1586- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ الْاَوْدِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ عَنْ اَبِي الْعُمَيْسِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَخْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ وَاَبِيْ بُرْدَةَ قَالَا لَمَّا ثَقُلَ اَبُوْ مُوْسٰى اَقْبَلَتِ امْرَاَتُهُ اُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ تَصِيحُ بِرَنَّةٍ فَاَفَاقَ فَقَالَ لَهَا اَوَ مَا عَلِمْتِ اَنِّيْ بَرِيْءٌ مِمَّنْ بَرِءَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُحَدِّثُهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا بَرِيْءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ

عبدالرحمٰن بن یزید اور ابوبردہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طبیعت زیادہ خراب ہو

1584: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 1294' اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 999' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1863' اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3519' ورقم الحدیث: 1297' ورقم الحدیث: 1298' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 281' ورقم الحدیث: 282' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1859

1585: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1586: اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 284' اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 1862

گئی تو ان کی اہلیہ نے چیخ و پکار شروع کر دی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کچھ افاقہ محسوس ہوا تو انہوں نے اس خاتون سے کہا: کیا تم یہ بات نہیں جانتی ہو کہ میں ہر اس شخص سے بری ہوں، جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے برأت کا اظہار کیا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو یہ حدیث سنائی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

''میں ایسے ہر شخص سے بری ہوں جو (مصیبت کے وقت) غم کا اظہار کرنے کے لیے سر منڈوا دے، چیخ و پکار کرے یا گریبان پھاڑے۔''

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

یہ باب میت پر رونے کے بیان میں ہے

1587- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ جِنَازَةٍ فَرَاٰى عُمَرُ امْرَاَةً فَصَاحَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا يَا عُمَرُ فَاِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَّالنَّفْسَ مُصَابَةٌ وَّالْعَهْدَ قَرِيْبٌ

◆◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں شریک تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون کو دیکھا جو چیخ و پکار کر رہی تھی (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹا) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمر! اسے چھوڑ دو کیونکہ آنکھ آنسو بہا رہی ہے جان کو مصیبت لاحق ہوئی ہے اور صدمہ قریبی زمانے میں لاحق ہوا ہے۔

شرح

کسی کے انتقال پر نوحہ اور چلائے بغیر رونا مکروہ نہیں ہے چلا کر اور نوحہ کے ساتھ رونا نیز میت کی زائد اور دور از حقیقت تعریف توصیف بیان کرنا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں مروج تھا مکروہ ہے البتہ میت کی واقعی اور حقیقی تعریف وتوصیف بطور بیان کے ذکر کرنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص مرجائے تو اس کے لواحقین سے اس کی تعزیت کرنی مستحب اور بڑی اچھی بات ہے اور تعزیت کا مفہوم یہ ہے کہ لواحقین کو صبر سکون کی تلقین کی جائے اور انہیں تسلی تشفی دی جائے۔ ایک سے زائد مرتبہ تعزیت نہ کی جائے انتقال کے تیسرے روز بطور خاص میت کے گھر جمع ہونا، کھانا پینا کرنا اور دوسری رسوم ادا کرنا کہ جسے ہمارے یہاں تیجہ کہتے ہیں قطعی طور پر بدعت اور حرام ہے کیونکہ نہ صرف یہ کہ شریعت میں ان باتوں کی حقیقت نہیں ہے بلکہ میت کی وصیت کے بغیر اس کا مال خرچ کرنا یتیموں اور ورثاء کے مال میں تصرف کرنا جو بالکل ناجائز ہے۔ قاموس کے مصنف مجدالدین نے سفر السعادۃ میں لکھا ہے کہ پہلے

1587: اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1858

میت کے لئے صرف یہ طریقہ تھا کہ لوگ نماز جنازہ کے لئے جمع ہوتے تھے لہٰذا اب یہ طریقہ دن اور رات متعین کر کے اور غیر ضروری تکلفات کر کے قرآن خوانی اور ختم وغیرہ کے لئے قبر پر یا کسی دوسری جگہ لوگوں کو جمع کرنا بدعت ہے۔ تعزیت قبول کرنے کے لئے گھر میں یا مسجد میں بیٹھے رہنا جائز ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ جب حضرت جعفر، حضرت زید اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی یہ تینوں حضرات غزوہ موت میں یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے ہیں تو آپ انتہائی رنج وغم کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھ گئے وہیں تعزیت کرنے والے آتے اور آپ سے تعزیت کر کے چلے جاتے ہاں متعین دنوں اور متعین تاریخوں میں تعزیت کا وہ طور طریقہ جو بعد میں رائج ہو گیا اس وقت نہیں تھا۔ بعد کے بہت سے علماء لکھتے ہیں کہ (دفن کے بعد) میت کے گھر تعزیت کے لئے بطور خاص جمع ہونا مکروہ ہے اور یہ بات تو سخت مکروہ ہے کہ میت کے اہل وعیال صرف اسی مقصد کے لئے گھر کے دروازے پر بیٹھ جائیں اور لوگ وہاں جمع ہو کر تعزیت کریں کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے۔
اس بارہ میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب لوگ میت کو دفن کر چکیں تو منتشر ہو جائیں اور اپنے اپنے کام کاج میں لگ جائیں اسی طرح میت کے اہل وعیال کو چاہئے کہ وہ بھی اپنے اپنے کاروبار میں مشغول ہو جائیں۔ اسی طرح قبر کے چاروں طرف حلقہ باندھ کر قرآن خوانی مکروہ ہے۔ تعزیت کرنے کا وقت مرنے کے بعد صرف تین دن تک ہے تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ ہے ہاں اگر تعزیت کرنے والا یا غمزدہ موجود نہ ہو تو پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب بھی ملاقات ہو اسی وقت تعزیت ادا کی جائے۔ میت کو دفن کرنے کے بعد تعزیت کرنا دفن سے پہلے تعزیت کرنے سے اولیٰ ہے مگر یہ سلسلہ اس صورت میں ہے جب کہ میت کے اہل و عیال میں بہت زیادہ جزع فزع اور اظہار رنج وغم زیادہ شدید نہ ہو۔ اگر اہل وعیال زیادہ جزع وفزع میں مبتلا ہوں تو پھر دفن سے پہلے ہی تعزیت اولیٰ ہوگی۔ عمومی طور پر میت کے تمام اقارب خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، مرد ہوں یا عورت سب ہی سے تعزیت کرنا مستحب ہے ہاں اگر عورت جوان ہو تو اس سے تعزیت نہ کی جائے، البتہ اس عورت کے محرم اس سے بھی تعزیت کر سکتے ہیں۔

1587 م- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَزْرَقِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهٖ

⇐⇒ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

1588- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِی الشَّوَارِبِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِبَعْضِ بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِیْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ اَنْ يَّاْتِيَهَا فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا اَنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ فَاَقْسَمَتْ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

1588: اخرجه البخاري في "الصحيح" رقم الحديث: 1284 ' ورقم الحديث: 5655 ' ورقم الحديث: 6602 ' ورقم الحديث: 6655 ' ورقم الحديث: 7377 ' ورقم الحديث: 7448 ' اخرجه مسلم في "الصحيح" رقم الحديث: 2132 ' اخرجه ابوداؤد في "السنن" رقم الحديث: 3125 ' اخرجه النسائي في "السنن" رقم الحديث: 1867

وَسَلَّمَ وَقُمْتُ مَعَهُ وَمَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَعُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَاوَلُوا الصَّبِيَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرُوحُهُ تَقَلْقَلُ فِي صَدْرِهِ قَالَ حَسِبْتُهُ قَالَ كَأَنَّهَا شَنَّةٌ قَالَ فَبَكَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ مَا هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الرَّحْمَةُ الَّتِي جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي بَنِي اٰدَمَ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ

◄◄ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کے صاحبزادے کا آخری وقت قریب آ گیا انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ آپ ان کے ہاں تشریف لے جائیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جوابی پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ جو واپس لے یا جو عطا کرے' وہ سب اسی کی ملکیت ہے اور ہر ایک چیز کا وقت مقرر ہے' تم صبر سے کام لو اور ثواب کی امید رکھو! تو صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھجوایا اور قسم دی (کہ آپ ضرور تشریف لائیں) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے آپ کے ہمراہ میں بھی اٹھا' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی تھے' حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی تھے اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی تھے جب ہم لوگ گھر میں داخل ہوئے تو گھر والوں نے اس بچے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اس کا سانس سینے میں اٹک رہا تھا (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) یوں تھا جیسے وہ ایک پرانا مشکیزہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ رو رہے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم میں رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رحم کرنے والے بندوں پر رحم کرتا ہے۔

شرح

مستحب یہ ہے کہ جب کوئی شخص اہل میت سے تعزیت کرے تو اس سے صبر و تسلی کے اس قسم کے الفاظ کہے "اللہ تعالیٰ مرنے والے کو اپنی مغفرت و بخشش سے نوازے، اسی کی لغزشوں سے درگزر فرمائے اس پر اپنی رحمت کا سایہ کرے، سانحہ ارتحال کے اس سخت حادثہ پر تم سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور تم سب کو اس رنج و مصیبت کے بدلہ میں ثواب عطا فرمائے۔ تعزیت کے لئے بہترین الفاظ وہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ: ان للہ مااخذ ولہ ما اعطی وکل چیز عندہ باجل مسمی "وہ چیز بھی اللہ ہی کی ملکیت ہے جو اس نے لے لی ہے اور وہ چیز بھی اسی کی ملکیت میں ہے جو اس نے دے رکھی ہے اور اس کے نزدیک ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے" اگر کوئی غیر مسلم مر جائے اور اس کا قرابتی مسلمان ہو تو اس سے تعزیت اس طرح کی جائے کہ "اللہ تعالیٰ تمہیں بہت زیادہ ثواب عطا فرمائے اور تمہیں بہترین صبر و سکون کی دولت سے نوازے۔

اور اگر میت مسلمان ہو اور قرابتی غیر مسلمان تو اس سے اس طرح کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ مرنے والے کو بخشش و مغفرت سے نوازے اور تمہیں صبر و سکون عطا فرمائے۔ اور اگر میت اور قرابتی دونوں ہی غیر مسلم ہوں تو تعزیت ان الفاظ کے ذریعہ کی جائے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بدلہ عطا فرمائے اور تمہارے اہل و عیال میں کمی نہ فرمائے۔

احساس رنج و غم پر تین دن تک اپنے کاروبار چھوڑ کر گھر میں بیٹھے رہنا اگرچہ جائز ہے لیکن اس کا ترک اولیٰ ہے۔ اظہار رنج و غم

کے لئے مردوں کو سیاہ کپڑا پہننا، رنج ومصیبت کے وقت کپڑے پھاڑ ڈالنا، چاک گریباں ہو جانا یہ سب چیزیں ممنوع ہیں ہاں اگر عورتیں سیاہ کپڑے پہنیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

کسی کے انتقال پر حد سے زیادہ جزع وفزع کرنا اور خواہ مخواہ کے ہنگامے کرنا مثلاً منہ اور ہاتھوں کو کالا کرنا، چاک گریباں ہو جانا، منہ نوچنا، بالوں کو بکھیر ڈالنا، سر پر مٹی ڈالنا، رانوں کو پیٹنا، سینہ کوبی کرنا اور قبروں پر آگ روشن کرنا یہ سب باتیں زمانہ جاہلیت کی رسوم اور انتہائی غلط وباطل ہیں ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔ جس گھر میں میت ہو جائے وہاں کھانا پکا کر بھیجنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے

آداب تعزیت یہ ہیں کہ جب کوئی شخص میت کے گھر تعزیت کے لئے جائے تو وہاں اہل خانہ کو سلام کرے، مصافحہ کرے ان کے ساتھ انتہائی تواضع اور نرمی کے ساتھ بات چیت کرے، بے فائدہ اور زیادہ گفتگو نہ کرے بلکہ صرف تسلی اور اطمینان اور صبر وسکون کے الفاظ کہے اور ہنسنے مسکرانے سے پرہیز کرے۔

1589 - حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ قَالَتْ لَمَّا تُوُفِّيَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيمُ بَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ الْمُعَزِّي إِمَّا أَبُو بَكْرٍ وَإِمَّا عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ مَنْ عَظَّمَ اللَّهُ حَقَّهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَحْزَنُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُولُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ لَوْلَا أَنَّهُ وَعْدٌ صَادِقٌ وَمَوْعُودٌ جَامِعٌ وَأَنَّ الْآخِرَ تَابِعٌ لِلْأَوَّلِ لَوَجَدْنَا عَلَيْكَ يَا إِبْرَاهِيمُ أَفْضَلَ مِمَّا وَجَدْنَا وَإِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ

◆◆ سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے تو کسی تعزیت کرنے والے نے' شاید وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے' یا شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے' انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سب سے زیادہ حقدار ہیں' جس کے حق کو اللہ تعالیٰ نے عظیم قرار دیا ہے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غمگین ہے اور ہم ایسی کوئی بات نہیں کہتے جو پروردگار کو ناراض کر دے' اگر سچا وعدہ (یعنی قیامت) نہ ہوتا اور آخرت میں دوبارہ اکٹھے نہ ہونا ہوتا' بعد میں آنے والا پہلے کا پیروکار نہ ہوتا' تو اے ابراہیم رضی اللہ عنہ! ہم تم پر اس سے زیادہ دکھ محسوس کرتے' جتنا اب محسوس ہو رہا ہے' ویسے ہم تمہارے لیے غمگین ہیں''۔

1590 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهَا قُتِلَ أَخُوكِ فَقَالَتْ رَحِمَهُ اللَّهُ وَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ قَالُوا قُتِلَ زَوْجُكِ قَالَتْ وَا حُزْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

1589: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔ 1590: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

وَسَلَّمَ اِنَّ لِلزَّوْجِ مِنَ الْمَرْاَةِ لَشُعْبَةً مَا هِيَ لِشَيْءٍ

◆◆ سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ بات منقول ہے انہیں یہ بتایا گیا آپ کے بھائی قتل ہو گئے ہیں' انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے بے شک ہم اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے' لوگوں نے بتایا: آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر بھی شہید ہو گئے ہیں' تو انہوں نے کہا ''ہائے افسوس'' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''شوہر کے لیے عورت کے ہاں ایک ایسی جگہ ہے' جو کسی اور کے لیے نہیں ہے''۔

1591-حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ اَنْبَاَنَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِنِسَآءِ عَبْدِ الْاَشْهَلِ يَبْكِيْنَ هَلْكَاهُنَّ يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنَّ حَمْزَةَ لَا بَوَاكِيَ لَهٗ فَجَآءَ نِسَآءُ الْاَنْصَارِ يَبْكِيْنَ حَمْزَةَ فَاسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْحَهُنَّ مَا انْقَلَبْنَ بَعْدُ مُرُوْهُنَّ فَلْيَنْقَلِبْنَ وَلَا يَبْكِيْنَ عَلٰى هَالِكٍ بَعْدَ الْيَوْمِ

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر عبداشہل قبیلے کی خواتین سے ہوا جو غزوۂ احد میں اپنے شہید ہونے والے لوگوں پر رو رہی تھیں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لیکن حمزہ رضی اللہ عنہ پر کوئی رونے والا نہیں ہے' تو انصار کی خواتین آئیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ پر رونے لگیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان کا ستیاناس ہو یہ واپس نہیں گئیں' ان سے کہہ دو کہ یہ واپس چلی جائیں اور آج کے بعد کسی ہلاک ہونے والے پر نہ روئیں''۔

1592-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ الْهَجَرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَرَاثِيْ

◆◆ حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیہ کہنے سے منع کیا ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ

یہ باب ہے کہ میت پر جو نوحہ کیا جاتا ہے' اس کی وجہ سے اس پر عذاب ہوتا ہے

1593-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَا

1591: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1592: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1593: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1292 ' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 2140 ' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1852

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ وَوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں: میت پر جو نوحہ کیا جاتا ہے اس کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔

شرح

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان کی صاحبزادی کا مکہ میں انتقال ہوا تو ہم لوگ ان کے یہاں آئے تاکہ نماز جنازہ اور تدفین میں شریک ہوں حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس بھی وہاں آئے میں ان دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اتنے میں عبداللہ بن عمر نے حضرت عمرو بن عثمان سے جو ان کی طرف منہ کئے ہوئے بیٹھے تھے کہا کہ تم اپنے گھر والوں کو آواز اور نوحہ کے ساتھ رونے سے منع کیوں نہیں کرتے؟ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ میت اپنے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کی جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے اس کے جواب میں کہا کہ حضرت عمر اس میں سے کچھ کہتے تھے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے تو میت پر عام طور پر رونے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے لیکن حضرت عمر اس ممانعت کو صرف قریب الرگ کے پاس آواز و نوحہ کے ساتھ رونے پر محمول کرتے تھے چنانچہ انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے واپس ہوا اور ہم بیداء پہنچے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک موضع ہے تو اچانک حضرت عمر نے ایک کیکر کے درخت کے نیچے ایک قافلہ کو دیکھا انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ تم وہاں جا کر دیکھو کہ قافلہ میں کون ہے؟ چنانچہ میں نے وہاں جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت صہیب اور ان کے ہمراہ کچھ دوسرے لوگ ہیں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے آ کر حضرت عمر کو بتا دیا حضرت عمر نے فرمایا انہیں بلا لاؤ۔ میں پھر صہیب کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ چلیے اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق سے ملیے اس کے بعد جب مدینہ میں حضرت عمر زخمی کر دیئے گئے تو حضرت صہیب روتے ہوئے ان کے پاس آئے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے میرے بھائی، اے میرے آقا! یہ کیا ہوا! حضرت عمر نے اسی حالت میں صہیب سے فرمایا کہ تم میرے پاس آواز و بیان کے ساتھ رو رہے ہو؟ جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ مردہ یعنی یا تو حقیقۃً یا قریب الرگ اپنے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے یعنی ایسے رونے کی وجہ سے جو آواز نوحہ کے ساتھ ہو۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق کی وفات ہوئی تو میں نے ان کا یہ قول حضرت عائشہ کی خدمت میں عرض کیا وہ سن کر فرمانے لگیں اللہ تعالیٰ حضرت عمر پر رحم کرے! یہ بات نہیں ہے اور نہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مردہ اپنے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے یعنی نہ تو مطلقاً رونے کی وجہ سے اور نہ آواز و نوحہ کے ساتھ رونے کی وجہ سے میت کو عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے ہاں البتہ اللہ تعالیٰ کافر کے عذاب میں اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے زیادتی کر دیتا ہے۔ پھر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اس کے ثبوت میں تمہارے لئے قرآن کریم کا یہ فیصلہ ہی کافی ہے کہ (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

وِّزْرَ اُخْرٰی ،فاطر 18) کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت کے مضمون کا مفہوم بھی تقریبا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہنساتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی رلاتا ہے حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر یہ سن کر کچھ نہ بولے۔ (بخاری ومسلم ،مشکوۃ المصابیح: جلد دوم: رقم الحدیث ،232)

۲۳ھ ذی الحجہ کا مہینہ چھبیسویں تاریخ اور چہارشنبہ کا دن تھا صبح کی نماز کے وقت حضرت عمر مسجد نبوی میں نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے حاضرین نے صفیں باندھ لیں آپ محراب مسجد میں کھڑے ہو گئے ابھی آپ نے نماز شروع ہی کی تھی کہ مغیرہ بن شعبہ غلام ابولولولعین نے پیچھے جوگھات میں بیٹھا تھا دودھاری خنجر سے آپ پر حملہ کیا خنجر پہلو میں لگا، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ لعین چھ زخم لگائے حضرت عمر گر گئے انہیں اٹھا کر گھر لایا گیا، پورے مدینہ میں یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی لوگ جوق در جوق در خلافت پر حاضر ہونے لگے۔ انہیں میں حضرت صہیب بھی تھے، انہوں نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خون میں نہائے دیکھا تو بے اختیار رونے لگے اور یہ کہتے جاتے تھے "اے میرے بھائی، اے میرا ے آقا" حضرت ابن عباس اسی واقعہ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں بہر حال حضرت صہیب کے اس رونے اور ان کے اس کہنے کو نوحہ نہ سمجھ لیا جائے کیونکہ نوحہ وہ ہوتا ہے جو با آواز بلند اور بطریق بین ہو اور یہاں ان میں سے کوئی بھی چیز نہیں پائی جاتی لیکن حضرت عمر نے صہیب کو اس سے بھی احتیاطا منع فرما دیا کہ اظہار غم کا یہ مباح طریقہ کہیں حدود سے تجاوز کر کے اس مرحلہ پر پہنچ جائے جہاں شریعت مانع ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ نے جو قسم کھا کر حدیث کی نفی کی تو وہاں حقیقت میں ان کی مراد حدیث کی نفی نہیں تھی بلکہ انہوں نے اس منہدم اور نتیجہ کی نفی کی جو حضرت عمر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے اخذ کیا تھا ورنہ تو جہاں تک نفس حدیث کا تعلق ہے اس کے صحیح ہونے میں کوئی شک اور شبہ نہیں ہے، اختلاف صرف اس حدیث کا مفہوم متعین کرنے میں ہے حضرت عمر اور حضرت عبداللہ تو اس حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ میت کے عذاب کا تعلق اس کے گھر والوں کے رونے سے یعنی اگر میت کے گھر والے میت پر روتے ہیں تو اسے عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے خواہ میت مومن ہو یا کافر ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی کافر کے حق میں ہے اور وہ بہر صورت عذاب میں مبتلا رہتا ہے چاہے اس کے گھر والے اس پر روئیں یا نہ روئیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ گھر والوں کے رونے کی وجہ سے کافر میت کے عذاب میں زیادتی کر دی جاتی ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ کافر رونے سے خوش اور راضی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض کافر تو مرتے وقت وصیت کر جاتے تھے کہ جب وہ مر جائیں تو اس پر رویا جائے اور نوحہ کیا جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے مسلک کہ اہل میت کا رونا میت کے عذاب کا سبب نہیں ہوتا پر اس آیت کریمہ سے استدلال کرتی ہیں کہ ولاتزر وازرۃ وزر اخری یعنی ایک شخص کا گناہ کسی دوسرے شخص کے نامہ اعمال میں نہیں لکھا جاتا اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کا ذمہ دار نہیں ہوتا تو اس پر اس گناہ کی سزا کا ترتب بھی نہیں ہو سکتا، لہٰذا اگر میت کے گھر والے روتے ہیں نوحہ کرتے ہیں تو یہ ان کا فعل ان کا گناہ میت کے نامہ اعمال میں کیوں لکھے جانے لگے اور ان کے گناہ کی وجہ سے میت کو عذاب میں کیوں مبتلا کیا جانے لگا۔ اس کے بعد حضرت ابن عباس نے بھی یہ کہہ کر حضرت عمر کے مسلک کی نفی اور حضرت عائشہ کے

قول کی تائید کی کہ انسان کا رونا اور ہنسنا اس کی خوشی اور غمی اللہ ہی کی طرف سے ہے کہ وہی ان چیزوں کو پیدا کرتا ہے اس لئے رونے کو عذاب میں کیا دخل؟

لیکن حضرت ابن عباس کے اس قول پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس طرح تو بندوں کے تمام ہی افعال اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے بندہ تو صرف انہیں کرتا ہے جس پر ثواب اور عذاب کا ترتب ہوتا ہے اگر کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اسے ثواب ملتا ہے اور اگر کوئی بداعمالی کرتا ہے تو اس پر عذاب دیا جاتا ہے اب ہنسنے کی مثال لے لیجیے اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو دیکھ کر وفور مسرت سے ہنستا ہے تو وہ ثواب پاتا ہے اور اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو دیکھ کر بطور تمسخر واستہزاء ہنستا ہے تو گناہ گار ہوتا ہے، اسی طرح غمی وخوشی کا معاملہ ہے بعض خوشی اور بعض غم ایسے ہوتے ہیں جن پر ثواب دیا جاتا ہے بعض خوشی اور بعض غم ایسے ہوتے ہیں جن پر عذاب دیا جاتا ہے اس لئے حضرت عائشہ کے قول کی تائید اور حضرت عمر کے مسلک کی نفی میں حضرت ابن عباس کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے ہاں ابن عباس کا یہ قول اس قید کے ساتھ تو صحیح ہوسکتا ہے کہ ہنسنا اور رونا بے اختیاری ہوں۔ یعنی اگر ہنسنے اور رونے میں اختیار کو دخل ہوگا تو پھر ان پر جواب اور عذاب کا ترتب ضرور ہوگا۔ حدیث کا یہ آخری جملہ حضرت ابن عمر یہ سن کر کچھ نہ بولے۔

اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ حضرت ابن عمر نے یہ قصہ سن کر ابن عباس کی بات مان لی بلکہ انہوں نے خاموشی اختیار کر کے بحث کو ختم کردینا ہی مناسب سمجھا جیسا کہ اہل عرفان کی شان ہے۔ (مظاہر حق شرح مشکوۃ، کتاب صلوۃ، لاہور)

1594- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ حَدَّثَنَا اَسِيدُ بْنُ اَبِي اَسِيدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ اِذَا قَالُوا وَا عَضُدَاهُ وَا كَاسِيَاهُ وَا نَاصِرَاهُ وَا جَبَلَاهُ وَنَحْوَ هٰذَا يُتَعْتَعُ وَيُقَالُ اَنْتَ كَذٰلِكَ اَنْتَ كَذٰلِكَ قَالَ اَسِيدٌ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى) قَالَ وَيْحَكَ اُحَدِّثُكَ اَنَّ اَبَا مُوسٰى حَدَّثَنِي عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرٰى اَنَّ اَبَا مُوسٰى كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ تَرٰى اَنِّي كَذَبْتُ عَلٰى اَبِي مُوسٰى

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''زندہ شخص کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے' جب زندہ شخص یہ کہتا ہے: ہائے ہماری قوت' ہائے ہمارا سہارا' ہائے ہمارا مددگار' ہائے ہمارا پہاڑ' یا اس کی مانند الفاظ کہے جاتے ہیں' تو میت کو ٹھوکہ دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: تم ایسے ہی تھے؟ تم ایسے ہی تھے؟''

اسید نامی راوی کہتے ہیں: اس پر میں نے کہا' سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے:

''کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا''۔

1594: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1003

تو استاد میں نے کہا: تمہارا ستیاناس ہو! میں تمہیں یہ حدیث سنا رہا ہوں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مجھے یہ حدیث سنائی ہے' تم کیا سمجھتے ہو کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جھوٹی بات بیان کی ہے' یا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جھوٹی بات بیان کی ہے؟

1595- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّمَا كَانَتْ يَهُوْدِيَّةٌ مَاتَتْ فَسَمِعَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكُوْنَ عَلَيْهَا قَالَ اِنَّ اَهْلَهَا يَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا تُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک یہودی عورت کا انتقال ہو گیا' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گھر والوں کو اس پر روتے ہوئے سنا' تو ارشاد فرمایا:

''اس کے گھر والے اس پر رو رہے ہیں' اور اسے اس کی قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيبَةِ

باب مصیبت پر صبر کرنے کے بیان میں ہے

1596- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''صبر، صدمے کے آغاز میں ہوتا ہے''۔

صبر کی تعریف

کسی خوشی، مُصیبت، غم اور پریشانی وغیرہ کے وقت میں خود کو قابو میں رکھنا۔

صبر کا شرعی مفہوم

کسی خوشی، مُصیبت، غم اور پریشانی وغیرہ کے وقت میں خود کو قابو میں رکھتے ہوئے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مقرر کردہ حدود میں رہنا۔

صبر کی فضیلت

صبر ایک ایسا عظیم اور اعلیٰ فضیلت والا عمل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صفات میں

1595: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1596: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 987

تعریف کرتے ہوئے بیان فرمایا وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِنَ الصَّابِرِينَ
اور اسماعیل اور ادریس اور ذاالکفل سب ہی صبر کرنے والوں میں سے تھے۔
اور اس صبر کو ایک نیک عمل قرار فرماتے ہوئے اُس کا پھل یہ بتایا وَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا إِنَّهُم مِّنَ الصَّالِحِينَ ۔
اور ہم نے (اُن کے صبر کرنے کے نتیجے میں) اُن سب کو اپنی رحمت میں داخل فرمالیا کہ وہ (یہ) نیک عمل کرنے والے تھے۔اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ بتایا کہ یہ عظیم کام بہت بلند حوصلہ رسولوں کی صفات میں رہا ہے اور اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اُس کام کا حکم فرمایا:
فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ
اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) آپ بھی اُسی طرح صبر فرمایئے جس طرح (آپ سے پہلے) حوصلہ مند رسولوں نے فرمایا۔

حقیقی صبر

حقیقی صبر وہ ہے جو کسی صدمے کی ابتداء میں ہی اختیار کیا جائے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اُن پر میرا سب کچھ قربان ہو،ہمیں یہ عظیم حقیقت بھی بتائی کہ
إِنَّمَا الصَّبرِ عِندَ الصَّدمة الأولىٰ بے شک صبر (تو وہ ہے جو) کسی صدمے کی ابتداء میں کیا جائے۔

1597 - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ عَجْلَانَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ ابْنَ اٰدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُوْنَ الْجَنَّةِ

◄► حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے'اے ابن آدم علیہ السلام! اگر تو صدمے کے آغاز میں ہی صبر سے کام لے اور ثواب کی امید رکھے تو میں تیرے لیے جنت سے کم ثواب پر راضی نہیں ہوں گا''۔

1598 - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قُدَامَةَ الْجُمَحِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَابُ بِمُصِيْبَةٍ فَيَفْزَعُ إِلٰى مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ مِنْ قَوْلِهِ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِيْ فَأْجُرْنِيْ فِيْهَا وَعَوِّضْنِيْ مِنْهَا إِلَّا أَجَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهَا وَعَاضَهُ خَيْرًا مِّنْهَا قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ سَلَمَةَ ذَكَرْتُ الَّذِيْ حَدَّثَنِيْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

1597: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1598: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 3511

فَقُلْتُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيْبَتِيْ هٰذِهٖ فَاْجُرْنِيْ عَلَيْهَا فَاِذَا اَرَدْتُ اَنْ اَقُوْلَ وَعَوِّضْنِيْ خَيْرًا مِّنْهَا قُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ اُعَاضُ خَيْرًا مِّنْ اَبِيْ سَلَمَةَ ثُمَّ قُلْتُهَا فَعَاضَنِي اللّٰهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاٰجَرَنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ

◆◆ اُم المؤمنین سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ حدیث سنائی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت لاحق ہو' تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کرتے ہوئے یہ پڑھ لے۔

''بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔اے اللہ! میں اپنی اس مصیبت کا تجھ سے اجر چاہتا ہوں' تو مجھے اس کا اجر نصیب کر اور مجھے اس کے بدلے میں بہتری عطا کر دے۔''

تو اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا کرتا ہے اور نعم البدل بھی عطا کر دیتا ہے۔

سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب ان کا انتقال ہوا تو مجھے وہ حدیث یاد آئی جو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے مجھے سنائی تھی تو میں نے یہ پڑھا:

''بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں ہم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی اس مصیبت کے اجر کی طلب گار ہوں' تو (اے اللہ!) مجھے اس کا اجر عطا کر۔''

(سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) جب میں یہ پڑھنے لگی ''اور مجھے ان کا نعم البدل عطا کر' تو میں نے سوچا: کیا مجھے حضرت ابوسلمہ سے بہتر شوہر بھی مل سکتا ہے؟ لیکن میں نے پھر بھی یہ الفاظ پڑھ لئے' تو اللہ تعالیٰ نے مجھے نعم البدل کے طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیے اور میری آزمائش کا مجھے اجر عطا کیا۔

1599-حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السُّكَيْنِ حَدَّثَنَا اَبُوْ هَمَّامٍ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُبَيْدَةَ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ اَوْ كَشَفَ سِتْرًا فَاِذَا النَّاسُ يُصَلُّوْنَ وَرَآءَ اَبِيْ بَكْرٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا رَاٰى مِنْ حُسْنِ حَالِهِمْ رَجَآءَ اَنْ يَّخْلُفَهُ اللّٰهُ فِيْهِمْ بِالَّذِيْ رَاٰهُمْ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَيُّمَا اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ اَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اُصِيْبَ بِمُصِيْبَةٍ فَلْيَتَعَزَّ بِمُصِيْبَتِهٖ بِيْ عَنِ الْمُصِيْبَةِ الَّتِيْ تُصِيْبُهُ بِغَيْرِيْ فَاِنَّ اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِيْ لَنْ يُّصَابَ بِمُصِيْبَةٍ بَعْدِيْ اَشَدَّ عَلَيْهِ مِنْ مُّصِيْبَتِيْ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم ﷺ نے اپنے اور لوگوں کے درمیان موجود دروازے کو کھولا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) آپ ﷺ نے پردے کو ہٹایا' تو لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے' نبی کریم ﷺ نے جب ان کی حالت کی خوبی ملاحظہ فرمائی تو اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور

1599: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

اس امید کا اظہار کیا' آپ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اسی حالت میں رکھے گا' جس حالت میں آپ ﷺ نے انہیں ملاحظہ کیا ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! تم میں سے جس کسی کو (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) اہلِ ایمان میں سے جس کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو' تو وہ خود کو لاحق ہونے والی مصیبت (کا دکھ کم کرنے کے لیے) میری مصیبت کو یاد کرے۔ کیونکہ میری اُمت کے کسی بھی فرد کو میرے بعد میری مصیبت سے زیادہ شدید مصیبت لاحق نہیں ہوگی''۔

1600 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ هِشَامِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ اَبِيْهَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اُصِيْبَ بِمُصِيْبَةٍ فَذَكَرَ مُصِيْبَتَهٗ فَاَحْدَثَ اسْتِرْجَاعًا وَّاِنْ تَقَادَمَ عَهْدُهَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَهٗ يَوْمَ اُصِيْبَ

◆ سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا اپنے والد (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں۔

''جس شخص کو کوئی مصیبت لاحق ہو' تو جیسے ہی اسے وہ مصیبت یاد آئے' تو وہ فوراً ''انا لله وانا اليه راجعون'' پڑھ لے اگرچہ اس مصیبت کو کتنا ہی عرصہ گزر جائے' اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے اتنا ہی اجر لکھے گا جتنا اس دن لکھا تھا' جب وہ مصیبت لاحق ہوئی تھی''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيْ ثَوَابِ مَنْ عَزّٰى مُصَابًا

یہ باب ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کرے اس کا ثواب

1601 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ اَبُوْ عُمَارَةَ مَوْلَى الْاَنْصَارِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ يُعَزِّيْ اَخَاهُ بِمُصِيْبَةٍ اِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

◆ عبداللہ بن ابوبکر اپنے والد کے حوالے اپنے دادا کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو بھی بندۂ مومن اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر اس کے ساتھ تعزیت کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے کرامت کا حلہ پہنائے گا''۔

1600: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1601: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1602- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوقَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰى مُصَابًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ

◄► حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص کسی مصیبت زدہ کے ساتھ تعزیت کرتا ہے اسے بھی اس شخص کی مانند اجر ملتا ہے''۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي ثَوَابِ مَنْ أُصِيبَ بِوَلَدِهِ

یہ باب بیٹے فوت ہو جانے والے شخص کیلئے ثواب کے بیان میں ہے

1603- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوتُ لِرَجُلٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَلِجَ النَّارَ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ

◄► حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں تو وہ صرف قسم پوری کرنے کے لیے جہنم میں جائے گا۔

شرح

حدیث کے آخری جملہ ہاں قسم پوری کرنے کے لئے جائے گا' سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد آیت (وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا، مریم :71) کی طرف اشارہ ہے گویا اصل میں یہ آیت یوں ہے آیت (وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا، مریم:71) یعنی اللہ کی قسم !تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو دوزخ میں داخل نہ ہوا گرچہ وہ بجلی یا ہوا کی طرح ایک ہی لمحہ کے لئے کیوں نہ داخل ہو۔اس کا مطلب یہ ہے کہ دوزخ کے اوپر پل صراط قائم کیا جائے گا ظاہر ہے کہ اس کے اوپر سے ہر شخص گزرے گا خواہ وہ مسلمان کافر اور خواہ نیک ہو یا بد فرق صرف اتنا ہوگا کہ جو بدکار ہوں گے وہ اس کے ذریعہ ایذاء پائیں گے بایں طور کہ وہ پل صراط کے اوپر سے دوزخ میں گر پڑیں گے اور نیکو کار کوئی ایذاء نہیں پائی گے بایں طور کے وہ اس کے اوپر سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں گے وہ دوزخ میں داخل کیا جائے ہاں صرف اتنے لمحہ کے لئے تو اس کا دوزخ تک جانا ممکن ہے کہ اللہ کی قسم پوری ہو جائے اور وہ مختصر لمحہ بھی صرف پل صراط کے اوپر سے گزرنے کا وقفہ ہے یعنی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ دوزخ کے اندر داخل کیا جائے گا اور عذاب پائے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ کسی قسم کا عذاب نہیں پائے گا اور صرف پل صراط کے اوپر سے گزر جانا ہے اس آیت میں مذکور دخول دوزخ کا مصداق اور باری تعالیٰ کی قسم کے سچ اور پوری ہونے کے لئے کافی ہوگا۔اہل عرف اپنی روزہ مرہ کی بول چال میں کہا کرتے ہیں کہ میں نے یہ کام اپنی قسم پوری کرنے کے

1602: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1073

1603: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1250 ' اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 6640

لئے کیا یعنی اس کام کو صرف اس قدر کیا کہ اس کی وجہ سے قسم پوری ہو جائے اور ظاہر ہے کہ اس کے لئے اس کام کا ادنیٰ ترین حصہ جو ایک قلیل ترین لمحہ میں گزر جائے کافی ہے۔

فوت شدہ بچے کا والدین کے لئے جنت کے آٹھ دروازوں پر استقبال کرنے کا بیان

1604- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ شُفْعَةَ قَالَ لَقِيَنِي عُتْبَةُ بْنُ عَبْدِ السُّلَمِيُّ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا تَلَقَّوْهُ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ دَخَلَ

◆◆ شرحبیل بن شفعہ بیان کرتے ہیں: حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جس بھی مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں' وہ جنت کے آٹھوں دروازوں پر اس کا استقبال کریں گے کہ وہ شخص ان دروازوں میں سے جس میں سے بھی چاہے داخل ہو جائے''۔

شرح

یعنی باپ کو اختیار ہوگا کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازہ سے چاہے اندر جائے، اس کے چھوٹے بچے جو بچپنا میں مر گئے تھے اس کو اندر لے جائیں گے، اور اس دروازہ پر اپنے باپ سے ملیں گے، سبحان اللہ اولاد کا مرنا بھی مومن کے لئے کم نعمت نہیں ہے بلکہ اگر سچ پوچھو تو زندہ رہنے سے بہتر ہے، اس لئے کہ جوان ہو کر اعتبار نہیں کہ نیک، لائق یا بد اور نالائق ہوتے ہیں، اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے بچے جنتی ہیں، نووی کہتے ہیں کہ معتبر اہل اسلام نے اس پر اجماع کیا ہے، اور بعض نے اس کے بارے میں توقف کیا ہے۔

1605- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يُتَوَفّٰى لَهُمَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِيَّاهُمْ

◆◆ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس بھی مسلمان کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی رحمت اور فضل کی وجہ سے اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا۔

1606- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ اَبِي

1604: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1605: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1248 اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1872

مُحَمَّدٍ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَدَّمَ ثَلَاثَةً مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ كَانُوا لَهُ حِصْنًا حَصِينًا مِنَ النَّارِ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ قَدَّمْتُ اثْنَيْنِ قَالَ وَاثْنَيْنِ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ سَيِّدُ الْقُرَّاءِ قَدَّمْتُ وَاحِدًا قَالَ وَوَاحِدًا

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں' تو وہ بچے اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتے ہیں''۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے تو دو بچے فوت ہوئے ہیں' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بھی (جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتے ہیں:)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جو قاریوں کے سردار ہیں' انہوں نے عرض کی: میرا تو ایک بچہ فوت ہوا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بھی (جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جاتا ہے)

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی ہی انصاری عورتوں سے فرمایا تم میں سے جس عورت کے بھی تین بچے مرجائیں اور وہ عورت ثواب کی طلبگار ہو تو وہ جنت میں داخل کی جائے گی۔ یہ سن کر ان میں سے ایک عورت نے عرض کیا کہ یا دو بچے مرجائیں یعنی اس بشارت کو تین کے ساتھ خاص نہ کیجئے بلکہ یہ فرمایئے کہ تین مرجائیں یا دو مریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ہاں) دو بچے بھی مرجائیں تو یہ بشارت ہے (مسلم بخاری ومسلم دونوں کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایسے تین بچے مریں جو حد بلوغ کو نہ پہنچے ہوئے ہوں (تو یہ بشارت ہے)۔

(مشکوۃ المصابیح: جلددوم: رقم الحدیث، 219)

ثواب کی طلبگار ہو۔ کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی عورت کے تین بچوں کو اپنے پاس بلالے تو وہ ان کے مرجانے پر نوحہ اور جزع فزع نہ کرے بلکہ صبر وشکر کا دامن پکڑے رہے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر اللہ کی مرضی اور اس کی مصلحت کے آگے سر جھکا دے تو وہ بہشت میں داخل کی جائے گی۔ اب اس بارہ میں دونوں ہی احتمال ہیں کہ یا تو اسے ابتداء ہی میں بغیر عذاب میں مبتلا کیے ہوئے جنت میں داخل کر دیا جائے گا یا پھر یہ کہ ان بچوں کی سفارش وشفاعت کے بعد اسے جنت کی سعادت سے نوازا جائے گا۔ عورت کے عرض کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "یا دو بچے مریں" کے بارہ میں علماء لکھتے ہیں کہ جب آپ نے تین بچوں کے بارہ میں ارشاد فرمایا تو عورتوں نے تین کی تخصیص کو ختم کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو بارگاہ صمدیت کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کے اثر سے رحمت الٰہی نے اس خواہش کو قبول فرما کر فوراً ہی بذریعہ وحی مطلع کر دیا کہ اگر دو بچے بھی مرجائیں تب بھی یہ سعادت حاصل ہوگی یا پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں بطور خاص دعا مانگی اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا قبول ہوگئی۔

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو وہ بشارت بھی سنادی۔ دوسری روایت میں غیر بالغ کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ چھوٹے بچوں سے عورتوں کو بہت زیادہ محبت ہوتی ہے بڑے بچوں کی بہ نسبت چھوٹے بچے اپنی ماں سے زیادہ قریب اور محبوب ہوتے ہیں اس لئے ان کے مرنے سے طبعی طور پر عورت کو بہت زیادہ رنج وغم ہوتا ہے۔

فوت شدہ بچے کا والدین کے لئے فرط ہونے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری امت میں سے جس شخص کے دو بچے بالغ ہونے سے پہلے مر گئے اللہ تعالیٰ اسے ان دونوں بچوں کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا" (یہ سن کر حضرت عائشہ نے پوچھا کہ اور آپ کی امت میں سے جس شخص کا ایک ہی بچہ مرا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے موفقہ! جس شخص کا ایک بچہ مرا ہو اس کے لئے بھی یہ بشارت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اگر جس شخص کا ایک بچہ بھی نہ مرا ہو؟ تو اس کے لئے کیا بشارت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں تو اپنی امت کا میر منزل ہوں ہی کیونکہ میری (وفات کی) مصیبت جیسی کسی اور مصیبت سے دوچار نہ ہوئے ہوں گے۔ (ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد دوم: رقم الحدیث، 224)

"فرط" اس شخص کو کہتے ہیں جو قافلہ سے پہلے منزل پر پہنچ کر اہل قافلہ کے لئے سامان خورد ونوش تیار کرتا ہے یہاں اس حدیث میں مذکور "فرط" سے مراد وہ بچہ ہے جو بالغ ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو جائے ایسے بچہ کو "فرط" اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ آخرت میں پہلے پہنچ کر اپنے والدین کے لئے جنت کی نعمتوں کا انتظام کرتا ہے یعنی وہ اپنے ماں باپ کو اللہ رب العزت سے سفارش وشفاعت کر کے جنت میں لے جائے گا۔ ہاں حدیث کے آخری جملہ فانا فرط امتی الخ میں فرط سے فوت شدہ نابالغ بچے مراد نہیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ کو کمال تعلق اور ان کی ذات خصوصیت نیز ان کے اوصاف فضائل کی بنا پر موفقہ کہہ کر مخاطب کیا جو مجموعہ فضل وکمال لقب ہے اس کے معنیٰ ہیں کہ اے عائشہ کہ جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و بھلائی اور اچھی باتوں کے پوچھنے کی توفیق عطا کی گئی ہے۔ حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ میں اپنی امت کے میر منزل ہوں بایں طور کہ میں ان سے پہلے آخرت میں پہنچ کر شفاعت کروں گا اور ان کو جنت میں لے جاؤں گا کیونکہ ثواب مصیبت اور مشقت کے بقدر ہوتا ہے یعنی مصیبت ومشقت جتنی سخت وشدید ہوتی ہے اتنا ہی ثواب زیادہ ملتا ہے لہٰذا اس دنیا سے میرا اٹھ جانا اس کے لئے اتنی بڑی مصیبت اور اتنا بڑا حادثہ ہے کہ اور کوئی مصیبت نہیں ہو سکتی، لہٰذا میرے بعد میری امت کا ہر فرد حقیقۃً اور حکماً اس حادثہ ومصیبت سے دوچار ہوگا اس لئے جن لوگوں کی چھوٹی اولاد فوت ہو کر ان کے لئے ذخیرہ آخرت نہ بھی ہوئی ہوگی تو میرے وصال کا یہ حادثہ ہی ان کے لئے مذکورہ بالا سعادت وبشارت کے طور پر کافی ہوگا۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ أُصِيبَ بِسِقْطٍ

یہ باب جس شخص کے ہاں مردہ بچہ پیدا ہو اس کے بیان میں ہے

عربی میں سقط اس ادھورے اور ناقص بچے کو کہتے ہیں جو مدت حمل تمام ہونے سے پہلے پیدا ہو اور اس کے اعضاء پورے نہ بنے ہوں، اکثر ایسا بچہ پیدا ہو کر اسی وقت یا دو تین دن کے بعد مر جاتا ہے۔

1607 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ النَّوْفَلِيُّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسِقْطٌ اُقَدِّمُهُ بَيْنَ يَدَىَّ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ فَارِسٍ اُخَلِّفُهُ خَلْفِىْ

◆◆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''میرے ہاں مردہ بچہ پیدا ہو یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ بعد میں شہسوار بنے''۔

1608 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ اَبُوْ بَكْرِ الْبَكَّائِىُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْدَلٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَكَمِ النَّخَعِىِّ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِيْهَا عَنْ عَلِىٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ السِّقْطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهُ اِذَا اَدْخَلَ اَبَوَيْهِ النَّارَ فَيُقَالُ اَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهُ اَدْخِلْ اَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ فَيَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهٖ حَتّٰى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ
قَالَ اَبُوْ عَلِىٍّ يُرَاغِمُ رَبَّهُ يُغَاضِبُ

◆◆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

''جب اللہ تعالیٰ (دنیا میں) مردہ پیدا ہونے والے بچے کے والدین کو آگ میں داخل کرنے لگے گا' تو وہ بچہ اپنے پروردگار سے بحث کرے گا' تو اسے کہا جائے گا' اے اپنے پروردگار سے بحث کرنے والے (دنیا میں) مردہ پیدا ہونے والے بچے اپنے ماں' باپ کو جنت میں لے جاؤ' تو وہ بچہ اپنی نال کے ذریعے ان دونوں کو کھینچے گا اور جنت میں لے جائے گا''۔

ابوعلی نامی راوی کہتے ہیں: روایت کے متن میں استعمال ہونے والے لفظ یُرَاغِمُ سے مراد غصے کا اظہار کرنا ہے۔

1609 - حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ هَاشِمِ بْنِ مَرْزُوْقٍ حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ

1606: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1061

1607: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1608: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1609: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ مُسْلِمٍ الْحَضْرَمِیِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ السِّقْطَ لَیَجُرُّ اُمَّہٗ بِسَرَرِہٖ اِلَی الْجَنَّۃِ اِذَا احْتَسَبَتْہُ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے' مردہ پیدا ہونے والا بچہ اپنی نال کے ذریعے اپنی ماں کو کھینچ کر جنت میں لے جائے گا' اس وقت جب اس عورت نے اس کے حوالے سے ثواب کی امید رکھی ہو''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِی الطَّعَامِ یُبْعَثُ اِلٰی اَہْلِ الْمَیِّتِ

یہ باب میت کے گھر والوں کو کھانا بھجوانے کے بیان میں ہے

1610-حَدَّثَنَا ہِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَۃَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ لَمَّا جَآءَ نَعْیُ جَعْفَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاہُمْ مَا یَشْغَلُہُمْ اَوْ اَمْرٌ یَّشْغَلُہُمْ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے انتقال کی اطلاع آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ انہیں ایسی صورتحال (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) ایسا معاملہ لاحق ہوا ہے' جس کی وجہ سے وہ مشغول ہیں۔

شرح

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جب کوئی شخص مرجائے تو اس کے رشتہ داروں اور ہمسائیوں کے لئے یہ مستحب ہے کہ وہ اہل وعیال کے لئے کھانا پکا کر بھیجیں اور کھانا بھی اتنا ہو کہ میت کے گھر والے اسے ایک دن اور ایک رات پیٹ بھر کر کھا سکیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ میت کے گھر اس کے عزیزوں اور ہمسائیوں کی طرف سے تین تک کہ جو ایام تعزیت ہیں کھانا بھیجتے رہنا جائز ہے۔

میت کے گھر والوں سے کھانا کھانے کا بیان

1611-حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ خَلَفٍ اَبُوْ سَلَمَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ اُمِّ عِیْسَی الْجَزَّارِ قَالَتْ حَدَّثَتْنِیْ اُمُّ عَوْنٍ ابْنَۃُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ جَدَّتِہَا اَسْمَآءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ قَالَتْ لَمَّا اُصِیْبَ جَعْفَرٌ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَہْلِہٖ فَقَالَ اِنَّ اٰلَ جَعْفَرٍ قَدْ شُغِلُوْا بِشَاْنِ مَیِّتِہِمْ فَاصْنَعُوْا لَہُمْ طَعَامًا قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ فَمَا زَالَتْ سُنَّۃً حَتّٰی کَانَ

1610: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3132 'اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 998

1611: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

حَدِيْثًا فَتُرِكَ

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر واپس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جعفر کے گھر والے اپنے ہاں ہونے والی میت کے معاملات کی وجہ سے مشغول ہیں تم ان کے لیے کھانا تیار کرو''۔

عبداللہ نامی راوی کہتے ہیں: اس کے بعد یہی رواج چل پڑا' یہاں تک کہ اس میں تبدیلی آگئی تو اسے ترک کر دیا گیا۔

شرح

اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ وہ کھانا جو میت کے گھر اس کے عزیزوں اور ہمسائیوں کی طرف سے آتا ہے میت کے گھر والوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں، چنانچہ بعض علماء تو جواز کے قائل ہیں جب کہ بعض حضرات مثلاً ابوالقاسم کا قول یہ ہے کہ اس شخص کے کھا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں جو میت کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہے۔ نیز علماء لکھتے ہیں کہ جب کسی میت کے گھر کھانا پکا کر بھیجا جائے تو اس موقع پر اس بات کا خیال رکھا جائے کہ میت کے گھر والے کھانا کھا بھی لیں کیونکہ ایسے غمناک ماحول میں کھانے پینے کا کوئی دھیان نہیں رہتا خاص طور پر میت کے گھر والے غم والم کی وجہ سے کھانا وغیرہ کی خواہش نہیں رکھتے اس لئے مناسب اور بہتر یہ ہے کہ انہیں کہہ سن کر کھانا ضرور کھلا دیا جائے تا کہ غم والم کی زیادتی اور کھانا نہ کھانے کی وجہ سے ضعف اور کمزوری میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسی مقصد کے لئے میت کے گھر والوں کی طرف سے تیار کئے گئے کھانے میں شریک ہونا مکروہ ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ کراہت اس شکل میں ہے جب کہ وہ کھانا اس مال سے تیار نہ کیا گیا ہو جو یتیم کا ہو یا اس شخص کی ملکیت ہو جو موجود نہ ہو اور اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں تصرف کیا گیا ہو اور اگر کھانا ایسے مال سے تیار کیا گیا ہو جو یتیم یا غیر موجود شخص کی ملکیت میں ہو تو پھر اس کھانے میں شریک ہونا بغیر کسی اختلافی قول کے حرام ہے۔

بَابُ: مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الِاجْتِمَاعِ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةِ الطَّعَامِ

یہ باب ہے کہ میت کے گھر والوں کے ہاں اکٹھے ہونے اور کھانا تیار کرنے کی ممانعت

1612- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ ح و حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ أَبُو الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمَعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ كُنَّا نَرَى الِاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ مِنَ النِّيَاحَةِ

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم میت کے گھر والوں کے ہاں اکٹھے ہونے اور کھانا تیار کرنے کو نوحہ کی ایک قسم سمجھتے تھے۔

1612: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ مَاتَ غَرِيبًا

یہ باب غریب الوطنی میں فوت ہوجانے والے کے بیان میں ہے

1613- حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُنْذِرِ الْهُذَيْلُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِي رَوَّادٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْتُ غُرْبَةٍ شَهَادَةٌ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''غریب الوطنی کی موت شہادت ہے''۔

1614- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي حُيَيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَعَافِرِيُّ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ تُوُفِّيَ رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ مِمَّنْ وُلِدَ بِالْمَدِينَةِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا لَيْتَهُ مَاتَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ وَلِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا مَاتَ فِي غَيْرِ مَوْلِدِهِ قِيسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ اِلٰى مُنْقَطَعِ اَثَرِهِ فِي الْجَنَّةِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مدینہ منورہ میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا جس کی پیدائش بھی مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: کاش! یہ اپنی جائے پیدائش کی بجائے کسی اور جگہ فوت ہوا ہوتا۔ حاضرین میں سے ایک صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کی وجہ کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی جب اپنی جائے پیدائش کی بجائے کسی اور جگہ فوت ہو' تو اس کی جائے پیدائش اور اس کی جگہ کے درمیان جتنا فاصلہ ہے جنت میں اسے اتنی ہی جگہ دیدی جاتی ہے۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِيمَنْ مَاتَ مَرِيضًا

یہ باب ہے کہ جو شخص بیماری کے عالم میں فوت ہوجائے

1615- حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَا اَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ اَبِي السَّفَرِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي عَطَاءٍ عَنْ مُوسٰى بْنِ وَرْدَانَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ مَرِيضًا مَاتَ شَهِيدًا وَّوُقِيَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَغُدِيَ وَرِيحَ عَلَيْهِ بِرِزْقِهِ مِنَ الْجَنَّةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

1613: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1614: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 1831

1615: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

''جو شخص بیماری کی حالت میں فوت ہو وہ شہید کی موت مرتا ہے اور قبر کی آزمائش سے بچالیا جاتا ہے اور صبح وشام جنت کا رزق اسے دیا جاتا ہے''۔

بَابُ: فِي النَّهْيِ عَنْ كَسْرِ عِظَامِ الْمَيِّتِ

یہ باب میت کی ہڈیاں توڑنے کی ممانعت میں ہے

1616 -حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِهِ حَيًّا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مردہ کی ہڈی توڑنا اسی طرح ہے، جس طرح زندہ کی ہڈی توڑی جائے۔

شرح

یعنی گناہ میں دونوں برابر ہیں، طیبی کہتے ہیں: اس میں اشارہ ہے کہ میت کی توہین منع ہے جیسے زندہ کی، اور یہ بھی اشارہ ہے کہ میت کو تکلیف ہوتی ہے جیسے زندہ کو، مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمان کو ایذا دینا مرنے کے بعد ایسا ہے جیسے زندگی میں اس کو ایذا دینا۔

1617 -حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ فِي الْإِثْمِ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں۔

''میت کی ہڈی توڑنا گناہ ہونے میں زندہ شخص کی ہڈی توڑنے کی مانند ہے''۔

بَابُ: مَا جَآءَ فِي ذِكْرِ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے تذکرہ میں ہے

1618 -حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

1617: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1616: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3207

1618: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 198، ورقم الحدیث: 664، ورقم الحدیث: 3099، ورقم الحدیث: 4442، ورقم الحدیث: 5714، ورقم الحدیث: 2587، اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 936، ورقم الحدیث: 937

سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ اَیْ اُمَّهْ اَخْبِرِیْنِیْ عَنْ مَّرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ اشْتَکٰی فَعَلَقَ یَنْفُثُ فَجَعَلْنَا نُشَبِّهُ نَفْثَهُ بِنَفْثَةِ اٰکِلِ الزَّبِیْبِ وَکَانَ یَدُوْرُ عَلٰی نِسَآئِهٖ فَلَمَّا ثَقُلَ اسْتَاْذَنَهُنَّ اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ بَیْتِ عَائِشَةَ وَاَنْ یَّدُرْنَ عَلَیْهِ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بَیْنَ رَجُلَیْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ بِالْاَرْضِ اَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ فَحَدَّثْتُ بِهٖ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ اَتَدْرِیْ مَنِ الرَّجُلُ الَّذِیْ لَمْ تُسَمِّهٖ عَائِشَةُ هُوَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ

◄► عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا میں نے کہا: اے امی جان آپ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے بارے میں بتایئے' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلغم زیادہ نکالنے لگے' تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے والے بلغم کو کشمش کھانے والے کے بلغم سے تشبیہ دیتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے اجازت طلب کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہی رہیں گے اور ازواج مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جایا کریں گی۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کے درمیان تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے ان دو صاحبان میں سے ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سنائی تو انہوں نے دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جن صاحب کا نام نہیں لیا وہ کون تھے؟ وہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ تھے۔

1619 - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَعَوَّذُ بِهٰؤُلَآءِ الْکَلِمَاتِ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا فَلَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ اَخَذْتُ بِیَدِهٖ فَجَعَلْتُ اَمْسَحُهٗ وَاَقُوْلُهَا فَنَزَعَ یَدَهٗ مِنْ یَّدِیْ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی قَالَتْ فَکَانَ هٰذَا اٰخِرَ مَا سَمِعْتُ مِنْ کَلَامِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگتے تھے (یعنی دم کرتے تھے)

''اے لوگوں کے پروردگار! تو سختی کو دور کر دے اور شفا عطا کر! تو ہی شفا عطا کرنے والا ہے۔ شفا صرف وہی ہے' جو

1619: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 5675 'ورقم الحدیث: 5743 'ورقم الحدیث: 5750 'اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 5671 'ورقم الحدیث: 5674 'اخرجہ ابن ماجہ فی ''السنن'' رقم الحدیث: 3520

تو عطا کرے۔ ایسی شفاء عطا کر جو بیماری کو بالکل نہ رہنے دے۔"
جس بیماری میں نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا جب وہ شدید ہوگئی تو میں نے نبی کریم ﷺ کا دست مبارک پکڑا اور اسے آپ ﷺ کے جسم پر پھیرتے ہوئے یہ کلمات پڑھنا شروع کردیئے تو نبی کریم ﷺ نے میرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑوالیا پھر یہ دعا مانگی۔ "اے اللہ! تو میری مغفرت کردے اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملادے۔"
سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کا آخری کلام یہی سنا۔

انبیائے کرام کے لئے دنیا یا آخرت میں رہنے کا اختیار ہونے کا بیان

1620- حَدَّثَنَا اَبُوْ مَرْوَانَ الْعُثْمَانِیُّ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ اِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ مَرَضُهُ الَّذِیْ قُبِضَ فِيْهِ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهُ خُيِّرَ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سن رکھا تھا کہ کوئی بھی نبی اس وقت تک وصال نہیں کرتا جب تک اسے دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے' جس بیماری کے دوران آپ ﷺ کا انتقال ہوا اس بیماری کے دوران میں نے آپ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ حالانکہ اس وقت آپ کی آواز بھاری ہو چکی تھی آپ نے فرمایا:
"ان لوگوں کے ساتھ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جو انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین میں سے ہیں"۔
سیّدہ عائشہ فرماتی ہیں: تو مجھے پتہ چل گیا کہ آپ ﷺ کو اختیار دے دیا گیا ہے۔

1621- حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ زَكَرِيَّا عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتِ اجْتَمَعْنَ نِسَآءُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تُغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَاَةٌ فَجَآئَتْ فَاطِمَةُ كَاَنَّ مِشْيَتَهَا مِشْيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِیْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ شِمَالِهٖ ثُمَّ اِنَّهُ اَسَرَّ اِلَيْهَا حَدِيْثًا فَبَكَتْ فَاطِمَةُ ثُمَّ اِنَّهُ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ اَيْضًا فَقُلْتُ لَهَا مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا اَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ فَقُلْتُ لَهَا حِيْنَ بَكَتْ اَخَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيْثٍ دُوْنَنَا ثُمَّ تَبْكِيْنَ وَسَاَلْتُهَا عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا قُبِضَ سَاَلْتُهَا

1620: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 4463 'ورقم الحدیث: 4586 'اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6245 'ورقم الحدیث: 6246

1621: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 3621 'ورقم الحدیث: 6186 'ورقم الحدیث: 4997 'اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6263 'ورقم الحدیث: 6264

عَمَّا قَالَ فَقَالَتْ اِنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُنِيْ اَنَّ جِبْرَائِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْاٰنِ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً وَّاَنَّهُ عَارَضَهُ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَانِيْ اِلَّا قَدْ حَضَرَ اَجَلِيْ وَاَنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِيْ لُحُوْقًا بِيْ وَنِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ اِنَّهُ سَارَّنِيْ فَقَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ نِسَآءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ

◄► سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج اکٹھی ہوئیں وہ سبھی وہاں موجود تھیں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں ان کی چال بالکل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال کے ساتھ مشابہت رکھتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری بیٹی کو خوش آمدید! پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی بائیں طرف بٹھایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سرگوشی میں کوئی بات کی تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی میں ان سے کوئی بات کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ میں نے (بعد میں) ان سے دریافت کیا: آپ روئی کیوں تھیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راز کی بات کو افشاء نہیں کروں گی۔

میں نے سوچا میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا جس میں خوشی غم سے اتنی زیادہ قریب ہو۔

میں نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا اس وقت جب وہ رونے لگیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھوڑ کر آپ کے ساتھ بطور خاص کوئی بات کی ہے پھر آپ رونے لگیں۔ میں نے آپ سے اس کے بارے میں دریافت کیا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے: تو انہوں نے جواب دیا: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راز کی بات افشاء نہیں کروں گی۔

(سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا' تو میں نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بارے میں دریافت کیا: تو انہوں نے بتایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ بات بتائی تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے۔ اس سال انہوں نے دو مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کا دور کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اب موت کا وقت قریب آ چکا ہے اور میرے اہل خانہ میں تم سب سے پہلے آ کر مجھ سے ملو گی میں تمہارے لیے سب سے بہترین پیش رو ہوں' تو اس بات پر میں رو پڑی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی میں مجھ سے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام مومن خواتین کی سردار بن جاؤ۔

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) تم اس امت کی تمام خواتین کی سردار بن جاؤ' تو اس بات پر میں ہنس پڑی۔

1622- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَتْ عَآئِشَةُ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄► حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی اور شخص کو (موت کے وقت) سخت تکلیف میں مبتلا نہیں دیکھا۔

1622: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 5646 ' اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 6502 ' ورقم الحدیث: 6503

1623-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِيْبٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ سَرْجِسَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَمُوْتُ وَعِنْدَهُ قَدَحٌ فِيْهِ مَاءٌ فَيُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے قریب المرگ حالت میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ موجود تھا جس میں پانی تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک پیالے میں داخل کرتے پھر اس پانی کو اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔ پھر یہ دعا مانگتے تھے: ''اے اللہ! تو موت کی سختیوں کے خلاف میری مدد کر۔''

1624-حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ اٰخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَشْفُ السِّتَارَةِ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ فَنَظَرْتُ اِلٰى وَجْهِهِ كَاَنَّهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ وَّالنَّاسُ خَلْفَ اَبِیْ بَكْرٍ فِي الصَّلٰوةِ فَاَرَادَ اَنْ يَّتَحَرَّكَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَنِ اثْبُتْ وَاَلْقَى السِّجْفَ وَمَاتَ مِنْ اٰخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے آخری مرتبہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا یہ اس وقت ہوا تھا جب پیر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ ہٹایا تھا' تو میں نے آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھا تھا یوں جیسے وہ قرآن کا ایک صفحہ ہو (اس وقت) لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حرکت کا ارادہ کیا' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ پر رہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ گرا دیا اسی دن کے آخری حصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

شرح ...

ہر چند نماز میں التفات کرنا (یعنی ادھر اُدھر دیکھنا) منع ہے، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ نماز کی حالت میں بے اختیاری کی وجہ سے آپ کے دیدار میں محو ہو گئے، دوسری روایت میں یوں ہے کہ قریب تھا کہ ہم فتنہ میں پڑ جائیں، یعنی نماز بھول جائیں آپ کے دیدار کی خوشی میں، سبحان اللہ، ایمان صحابہ ہی کا ایمان تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں ایسے غرق تھے جیسے حدیث شریف میں وارد ہے کہ کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ماں باپ اور تمام اعزہ واقارب سے زیادہ نہ ہو، افسوس اس زمانہ میں ایسے کامل الایمان لوگ کہاں ہیں؟ اب تو دنیا کے حقیر فائدہ کے لئے اور ادنی ادنی امیروں اور نوابوں کو خوش کرنے کے لئے سنت نبوی سے اعراض اور تغافل کرتے ہیں۔

1625-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحِ اَبِی

1623: اخرجہ الترمذی فی ''الجامع'' رقم الحدیث: 978

1624: اخرجہ مسلم فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 944 ' ورقم الحدیث: 945 ' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1830

1625: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

الْخَلِيلِ عَنْ سَفِينَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ الصَّلٰوةَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتّٰى مَا يَفِيضُ بِهَا لِسَانُهُ

◄► سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جس بیماری کے دوران وصال ہوا' اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے: "نماز اور اپنے زیر ملکیت لوگوں کا خاص خیال رکھنا"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اس بات کو دہراتے رہے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک ان کلمات کو ادا نہیں کر پائی۔

1626-حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ذَكَرُوا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ مَتٰى أَوْصٰى إِلَيْهِ فَلَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ إِلٰى صَدْرِي أَوْ إِلٰى حَجْرِي فَدَعَا بِطَسْتٍ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِي حَجْرِي فَمَاتَ وَمَا شَعَرْتُ بِهِ فَمَتٰى أَوْصٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄► اسود بیان کرتے ہیں' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کچھ لوگوں نے اس بات کا تذکرہ کیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے "وصی تھے" تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں وصیت کب کی تھی؟ آپ نے میرے سینے کے ساتھ (راوی کو شک ہے یا شاید یہ الفاظ ہیں) میری گود میں ٹیک لگائی ہوئی تھی آپ نے طشت منگوایا۔ اسی دوران آپ میری گود میں ڈھلک گئے اور مجھے یہ پتہ بھی نہیں چلا: آپ وصال فرما چکے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کے بارے میں) وصیت کب کی؟

بَابُ: ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہ باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن ہونے کے بیان میں ہے

مرض الموت کی ابتداء کے دن وتاریخ اور وفات کے دن وتاریخ کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں کہ اس لئے تعین کے ساتھ یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے دن مرض الموت میں مبتلا رہے۔

چنانچہ علماء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ مذکورہ اختلاف اقوال کی بناء پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارہ یا اٹھارہ دن بیمار رہے اور علماء کرام کے معتمد قول کے مطابق ۲ ربیع الاول دوشنبہ (پیر) کے دن اس دار فانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا منقول ہے کہ اس وقت جب کچھ لوگوں کو تردد ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک، جسد پاک سے پرواز کر گئی ہے یا نہیں تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جو پہلے جعفر ابن ابو طالب کے نکاح میں تھیں اور ان کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں اور پھر ان کی وفات کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح میں آ گئی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد پاک پر شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر دیکھا اور کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس جہان فانی سے کوچ فرما چکے

1626: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 2741 'ورقم الحدیث: 4459 'اخرجہ مسلم فی "الصحیح" رقم الحدیث: 4207 'اخرجہ النسائی فی "السنن" رقم الحدیث: 33 'ورقم الحدیث: 3624 'ورقم الحدیث: 3625

ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان جو مہر نبوت تھی وہ اٹھالی گئی۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وفات کے دن میں اپنا ہاتھ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر رکھ کر دیکھا تھا اس دن کے بعد سے کئی ہفتوں تک میرے (اس ہاتھ سے مشک کی خوشبو آتی رہی حالانکہ میں ہر کھانے کے وقت (اور ویسے بھی وضو وغیرہ) پابندی سے ہاتھ دھویا کرتی تھی۔

اور شواہد النبوۃ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں منقول ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا: آپ کا حافظہ اور فہم اتنا اچھا کس طرح ہوگیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ جب میں نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو غسل دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پلکوں میں جو پانی جمع ہوگیا تھا اس کو میں نے اپنی زبان سے اٹھایا تھا اور پی گیا تھا، اسی چیز کو میں اپنے حافظہ وفہم کی قوت کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔

1627- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ امْرَاَتِهِ ابْنَةِ خَارِجَةَ بِالْعَوَالِيْ فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ لَمْ يَمُتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هُوَ بَعْضُ مَا كَانَ يَاْخُذُهٗ عِنْدَ الْوَحْيِ فَجَآءَ اَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهٖ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَقَالَ اَنْتَ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ اَنْ يُمِيْتَكَ مَرَّتَيْنِ قَدْ وَاللّٰهِ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعُمَرُ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَمُوْتُ حَتّٰى يَقْطَعَ اَيْدِيَ اُنَاسٍ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ كَثِيْرٍ وَّاَرْجُلَهُمْ فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَّمْ يَمُتْ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ (وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ) قَالَ عُمَرُ فَلَكَاَنِّيْ لَمْ اَقْرَاْهَا اِلَّا يَوْمَئِذٍ

◆◆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ ''بنت خارجہ'' کے ہاں تھے جو نواحی علاقے میں رہتی تھیں لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ کیفیت طاری ہے' جو بعض اوقات وحی کے نزول پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری ہو جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیا اور بولے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس سے زیادہ معزز ہیں کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ موت دے اللہ کی قسم! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو چکا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد کے ایک کونے میں موجود یہ کہہ رہے تھے اللہ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال نہیں ہوا اور

162: اخرجہ البخاری فی ''الصحیح'' رقم الحدیث: 1241 ' ورقم الحدیث: 3667 ' ورقم الحدیث: 4452 ' اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1840

نبی کریم ﷺ کا وصال اس وقت تک نہیں ہوگا' جب تک آپ ﷺ منافقین میں سے بے شمار لوگوں کے ہاتھ پاؤں نہیں کاٹ دیں گے' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے آپ منبر پر چڑھے اور بولے:۔

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی اور جو شخص حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا' تو حضرت محمد ﷺ کا انتقال ہوگیا ہے (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

''محمد صرف رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں' تو اگر وہ انتقال کر جائیں' یا انہیں شہید کر دیا جائے' تو کیا تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو شخص الٹے پاؤں پلٹ جائے گا' وہ اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزار لوگوں کو جزا عطا کرے گا۔''

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے میں نے اس آیت کو اسی دن پڑھا ہے۔

شرح

یہ کہہ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کا رد کیا جو کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ پھر دنیا میں لوٹ کر آئیں گے، اور منافقوں کے ہاتھ پیر کاٹیں گے کیونکہ اگر ایسا ہو تو اس کے بعد پھر وفات ہوگی، اس طرح دو موتیں جمع ہو جائیں گی۔ اور بعض لوگوں نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اب آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی، ایک دنیا کی موت تھی جو ہر کسی کو لازم تھی وہ آپ کو بھی ہوئی نیز اس کے بعد پھر آپ کو راحت ہی راحت ہے۔ اور بعض نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ آپ کا نام اور آپ کا دین ہمیشہ قائم رہے گا، کبھی ختم ہونے والا نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے وصال میں اختیار کا بیان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وفات کے آیام میں ایک دن، یا جیسا کہ ایک روایت میں وضاحت بھی ہے، وفات سے پانچ راتیں پہلے) منبر پر تشریف فرما ہوئے اور (ہمیں خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دونوں چیزوں کے درمیان اختیار دے دیا ہے کہ چاہے تو وہ اس دنیا کی بہار کا انتخاب کرلے جو اللہ دینا چاہے (یا جو خود لینا چاہے) اور چاہے اس چیز کا انتخاب کرلے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے (یعنی آخرت کی نعمتیں) پس اس بندہ نے اللہ کے ہاں کی نعمتوں (اور آخرت کے اجر و ثواب) کا انتخاب کرلیا ہے (کیونکہ اصل اور ابدی نعمتیں تو وہی ہیں) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر) ایک دم رو پڑے اور عرض کیا: (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہماری جانوں کا نذرانہ کچھ کارگر ہوسکے تو) ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ہوں، ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں۔ ہم لوگوں (یعنی وہاں موجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سخت حیرت ہوئی (کہ آخر اس موقع پر جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کا باعث کیا چیز بنی ہے؟

چنانچہ کچھ لوگوں نے تو (آپس میں ایک دوسرے سے) یہ بھی کہا کہ ذرا ان بڑے میاں کو تو دیکھو (اتنی پختہ عمر اور عقل رکھنے کے باوجود کیسی بے تکی بات کر رہے ہیں کہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی بندے کا حال بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس

کو دونوں چیزوں کا اختیار دے دیا ہے کہ چاہے دنیا کی بہار کا انتخاب کرے اور چاہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اور یہ بڑے میاں کہہ رہے ہیں کہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں!؟ (لیکن مراد خود اپنی ذات مبارک تھی) بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دانا تھے (انہوں نے شروع ہی میں اس رمز کو پہچان لیا کہ جس بندہ کو اختیار دیئے جا رہا ہے وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد پنجم: رقم الحدیث، 556)

یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فہم وادراک کا کمال تھا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنتے ہی تاڑ لیا کہ ذات رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت کا وقت قریب آ گیا ہے اور ہمارے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند ہی دنوں کے مہمان ہیں انہوں نے یہ حقیقت یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید علالت قرینہ سے پہنچانی تھی یا انہوں نے اس گہرائی میں جا کر ارشاد گرامی کے رمز کو تلاش کیا کہ دنیا کی عزت اور پر بہار نعمتوں سے منہ موڑ لینا اور آخرت کی ابدی حقیقتوں کو برضاء ورغبت اختیار کر لینا وہ وصف ہے جو صرف اللہ کے نیک ترین اور مقرب ترین بندوں کے مقام تسلیم ورضا اور قرب کو ظاہر کرتا ہے، ادھر وہ جانتے ہی تھے کہ اس دنیا کی نعمتیں، مقام سید الانبیاء علیہم السلام کے شایان شان نہیں ہیں، لہٰذا ان کا ذہن اس حقیقت کی طرف منتقل ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "ایک بندہ" کے ذریعہ دراصل اپنی ذات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ دنیاوی حیات وبقاء کو چھوڑ کر موت اور بقاء حق کو اختیار کر لینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے وصال کے احوال کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جن انعامات سے مجھے خصوصی طور پر نوازا ان میں سے یہ بھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں اور میری باری کے دن وفات پائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ اور ہنسلی کے درمیان اپنی جان جاں آفرین کے سپرد کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت میرے اور آپ کے لعاب دہن کو جمع کر دیا (جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان آخری لحات میں میرے عزیز بھائی عبدالرحمٰن ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ جب میرے پاس آئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے سینہ سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر (بار بار) ان کی طرف (یعنی عبدالرحمٰن کی طرف یا یہ کہ ان کی مسواک کی طرف) اٹھ رہی ہے۔ میں یہ بات چونکہ جانتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (عام طور یا تبدیلی ذائقہ کے وقت خاص طور پر) مسواک کو بہت پسند فرماتے ہیں اس لئے میں نے پوچھا کہ کیا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ یہ مسواک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لے لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے اشارہ سے بتایا کہ ہاں لے لو۔ میں نے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ مسواک لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسواک کرنی چاہی تو اس کے سخت ہونے کی وجہ سے) دشواری محسوس کی، اب میں نے عرض کیا کہ میں آپ کی آسانی کے لئے اس مسواک کو (اپنے دانتوں سے) نرم کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سر کے اشارہ سے اجازت دی تو میں نے مسواک کو نرم کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مسواک اپنے دانتوں پر پھیری (بالکل آخری لحات اس طرح

گذرے کہ اس وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک برتن رکھا ہوا تھا اس پانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھ ڈالتے اور (بھگو کر) اپنے چہرہ مبارک پر پھیر لیتے تھے اور فرماتے: لا الہ الا اللہ، موت کے وقت سختیاں ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا کے لئے یا آسمان کی طرف اشارہ کرنے کے لئے) ہاتھ اٹھا کر یہ کہنا شروع کیا: (اے اللہ مجھ کو رفیق اعلی میں شامل فرما) یہاں تک کہ روح پرواز کر گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نیچے گر پڑے۔"

(بخاری، مشکوۃ المصابیح: جلد پنجم: رقم الحدیث، 558)

اور میری باری کے دن وفات پائی " کے ذریعہ حضرت عائشہ نے اس طرف اشارہ کیا کہ اگر چہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے دن تک مرض الموت کی پوری مدت میں میرے ہی گھر میں رہے لیکن میری مزید خوش بختی یہ رہی کہ جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی وہ حساب کے اعتبار سے وہی دن تھا جس میں میرے ہاں قیام کی باری آتی جامع الاصول میں لکھا ہے کہ جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کی ابتداء ہوئی اس دن بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ ہی کے ہاں تھے اور اس کے بعد جس دن دردسر اور بیماری میں شدت پیدا ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ کے ہاں تھے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے بہ رضا و رغبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دیدی مرض الموت کی شدت بارہ دن رہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ربیع الاول کے مہینے میں دوشنبہ (پیر) کے دن چاشت کے وقت ہوئی، تاریخ کے بارے میں بعض حضرات نے ۱۲ ربیع الاول بیان کی ہے اور اکثر روایتوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔"" میرے سینہ اور ہنسلی کے درمیان " کا مطلب یہ ہے کہ پاک روح نے جس وقت جسد اطہر سے پرواز کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے سینہ اور گردن سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ یہ بات حضرت عائشہ کے مقام محبوبیت اور کمال قرب و تعلق پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت عائشہ کا ارشاد طرق کثیرہ سے نقل کی گئی حاکم اور ابن سعد کی اس روایت: اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت علی کی گود میں تھا " کے معارض نہیں ہے کیونکہ اول تو ان دونوں نے جن طرق کثیرہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے ان میں سے کوئی بھی طریق سند ایسا نہیں ہے جو کسی بھی طرح کی ایک خرابی سے خالی نہ ہو دوسرے یہ کہ اگر ان طرق کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس روایت کی تاویل یہ کی جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک حضرت علی کی گود میں وفات سے پہلے تھا۔ میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کو جمع کر دیا تھا" یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن کی مسواک اپنے منہ میں لے کر کرنی چاہی اور اس کے سخت ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشواری ہوئی تو پھر حضرت عائشہ نے اس مسواک کو اپنے دانتوں سے نرم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نرم کی ہوئی مسواک اپنے دانتوں پر پھیری اس طرح دونوں کے لعاب دہن حضرت عائشہ کے منہ میں بھی جمع ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں بھی پس حضرت عائشہ نے گویا یہ واضح کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس لعاب دہن کی برکت حاصل ہونا یوں تو ہمیشہ میرے لئے بڑی نعمت رہا لیکن عین وفات کے وقت اس لعاب دہن کی برکت کا حصول تو میرے لئے بہت بڑی نعمت تھی کیونکہ وہ وقت تمام برکتوں اور سعادتوں کا منتہائے آخر تھا یا اس جملہ کے ذریعہ حضرت عائشہ نے اس طرف اشارہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کی برکت مجھے اسی وقت

حاصل ہوئی اس سے قبل اور کبھی یہ نعمت مجھے حاصل نہیں ہوئی تھی۔

اور بھگو کر اپنے چہرہ مبارک پر پھیر لیتے تھے" اس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج مبارک پر حرارت کا بہت غلبہ تھا اور بھیگا ہوا ہاتھ چہرہ پر پھیر لینے سے ایک گونہ تسکین مل جاتی تھی لیکن اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے عجز اور عبودیت کا اظہار کا اشارہ بھی تھا اور اس سے یہ بات بھی نکلی کہ سکرات الموت کے وقت یہ عمل ہر مریض کو اختیار کرنا چاہے اور اگر خود مریض اس پر قادر نہ ہو تو تیمارداروں کو چاہیئے کہ وہ اس سنت پر عمل کرتے ہوئے پانی میں ہاتھ تر کر کے مریض کے چہرے پر پھیریں یا اس کے حلق میں پانی ٹپکائیں کیونکہ اس سے کرب میں تخفیف ہوئی ہے بلکہ اگر حاجت شدید ہو تو پھر پانی ٹپکانا واجب ہوتا ہے۔

سکرات" دراصل "سکرۃ" کی جمع ہے جس کے معنی سختی کے ہیں اور "سکرات الموت" سے جان کنی کے وقت کی وہ سختیاں اور دشواریاں مراد ہیں جو اندورنی تپش وسوزش اور مزاج وطبیعت کو پیش آنے والی سخت تلخیوں کی صورت میں جاں بہ لب کو برداشت کرنا پڑتی ہیں اور ان سختیوں اور دشواریوں کا سامنا انبیاء اور ارباب حق کو بھی کرنا پڑتا ہے اور صرف حق تعالی کا فضل وکرم ہی اس آڑے وقت میں دستگیری کرتا ہے لہذا سکرات الموت سے پناہ مانگنا اور جان بہ لب مریض کے لئے ان سختیوں میں آسانی کی دعا کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ ایک اور روایت میں حضرت عائشہ سے یہ الفاظ منقول ہیں کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نزع کے وقت دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پاس رکھے ہوئے پانی کے پیالہ میں اپنا ہاتھ تر کر کے چہرہ مبارک پر پھیرتے جاتے تھے اور زبان مبارک پر یہ دعا جاری تھی، لاالہ الا اللہ ان للموت سکرات ۔ ایک روایت میں سکرات الموت کے بجائے منکرات الموت کے الفاظ ہیں، مطلب دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے کہ: الٰہی موت کی ان سختیوں کے وقت میری مدد فرما! مجھ کو رفیق اعلی میں شامل فرما" رفیق "اسم جنس ہے کہ اس کا اطلاق فرد واحد پر بھی ہوتا ہم اور بہت سوں پر بھی پس رفیق اعلی" سے مراد انبیاء کرام ہیں جو اعلی علیین میں پہنچ چکے ہیں، اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں اس دعا کے یہ الفاظ بھی مذکور ہیں کہ (یعنی انبیاء کے ساتھ) صدیقین کے ساتھ شہداء کے ساتھ اور صالحین کے ساتھ کہ وہی لوگ) اچھے رفیق ہیں) یا یہ کہ "رفیق اعلیٰ" سے مراد ملاء اعلی اور عالم ملکوت یعنی آسمانوں میں رہنے والے فرشتے وغیرہ ہیں اور بعض حضرات نے یہ لکھا ہے کہ "رفیق اعلی" سے مراد اللہ رب العزت ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ پر بھی "رفیق" کا اطلاق منقول ہے جیسے ایک روایت میں آیا ہے کہ: اس کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ چاہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم (ابھی دن اور) دنیا میں رہنا پسند کر لیں چاہے اس کے پاس (بارگاہ حق میں) پہنچ جائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اخترت الرفیق الاعلی، میں نے رفیق اعلی کو اختیار کیا۔

انبیائے کرام کے لئے وصال یا دنیا میں رہنے کے اختیار کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہر نبی کو اس کو مرض الموت میں دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیدیا جاتا ہے (چاہے تو وہ کچھ تک دنیا کی زندگی کو اختیار کئے رہے اور چاہے عالم آخرت کے سفر کو اختیار کر لے لیکن ہمیشہ ایسا ہوا کہ ہر نبی نے دنیا کی زندگی کو رد کر کے اللہ کے ہاں جانے کو پسند و اختیار کیا کیونکہ جو

کچھ اللہ کے ہاں ہے اصل نعمت وہی ہے اور اس کو دوام وقرار ہے)۔

پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہوئے اور (وہ مرحلہ آیا کہ) آواز سخت بھاری ہوگئی (جیسے جان کنی کے وقت سانس یا بلغم حلق میں آ کر اٹک جاتا ہے اور اس کی وجہ سے آواز میں خرخراہٹ اور بھاری پن پیدا ہو جاتا ہے) تو اس وقت میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ الفاظ تھے: (الٰہی) مجھ کو ان لوگوں میں شامل فرما جن پر تو نے اپنا فضل وانعام کیا ہم کہ وہ انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین ہیں (وہی لوگ اچھے رفیق ہیں) ان دعائیہ الفاظ سے میں سمجھ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (دنیاوی زندگی اور عالم آخرت میں سے کسی ایک کو چن لینے کا) اختیار دیدیا گیا ہے (اور آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیاوی زندگی کو چھوڑ کر عالم آخرت کو چن لیا ہے۔(بخاری ومسلم، مشکوٰۃ المصابیح: جلد پنجم: رقم الحدیث، 559)

1628- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ اَنْبَانَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِيْ حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا اَرَادُوْا اَنْ يَّحْفِرُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثُوْا اِلٰى اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَكَانَ يَضْرَحُ كَضَرِيْحِ اَهْلِ مَكَّةَ وَبَعَثُوْا اِلٰى اَبِيْ طَلْحَةَ وَكَانَ هُوَ الَّذِيْ يَحْفِرُ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ يَلْحَدُ فَبَعَثُوْا اِلَيْهِمَا رَسُوْلَيْنِ وَقَالُوا اللّٰهُمَّ خِرْ لِرَسُوْلِكَ فَوَجَدُوْا اَبَا طَلْحَةَ فَجِيْءَ بِهٖ وَلَمْ يُوْجَدْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا فَرَغُوْا مِنْ جِهَازِهٖ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ ثُمَّ دَخَلَ النَّاسُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَالًا يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى اِذَا فَرَغُوْا اَدْخَلُوا النِّسَآءَ حَتّٰى اِذَا فَرَغُوْا اَدْخَلُوا الصِّبْيَانَ وَلَمْ يَؤُمَّ النَّاسَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ لَقَدِ اخْتَلَفَ الْمُسْلِمُوْنَ فِي الْمَكَانِ الَّذِيْ يُحْفَرُ لَهٗ فَقَالَ قَائِلُوْنَ يُدْفَنُ فِيْ مَسْجِدِهٖ وَقَالَ قَائِلُوْنَ يُدْفَنُ مَعَ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا قُبِضَ نَبِيٌّ اِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ قَالَ فَرَفَعُوْا فِرَاشَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ تُوُفِّيَ عَلَيْهِ فَحَفَرُوْا لَهٗ ثُمَّ دُفِنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَطَ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الْاَرْبِعَاءِ وَنَزَلَ فِيْ حُفْرَتِهٖ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَّالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ وَقُثَمُ اَخُوْهُ وَشُقْرَانُ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَوْسُ بْنُ خَوْلِيٍّ وَهُوَ اَبُوْ لَيْلٰى لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ وَحَظَّنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ عَلِيٌّ انْزِلْ وَكَانَ شُقْرَانُ مَوْلَاهُ اَخَذَ قَطِيْفَةً كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَدَفَنَهَا فِي الْقَبْرِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا يَلْبَسُهَا اَحَدٌ بَعْدَكَ اَبَدًا فَدُفِنَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

◄► حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر کھودنے کا ارادہ کیا'

1628: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

تو انہوں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا' وہ اہل مکہ کی طرح ضریح بناتے تھے' انہوں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بھی پیغام بھجوایا' یہ وہ صاحب تھے جو اہل مدینہ کے لیے قبر کھودتے تھے اور یہ لحد بناتے تھے' لوگوں نے ان دونوں کی طرف دو قاصد روانہ کیے' لوگوں نے یہ کہا' اے اللہ! اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کسی ایک کو اختیار کر لے' تو لوگوں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو پالیا' انہیں لایا گیا' حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس دن نہیں ملے' تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد تیار کی۔

راوی کہتے ہیں: منگل کے دن لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن وغیرہ پہنانے سے فارغ ہو گئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کو ایک چارپائی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رکھ دیا گیا پھر لوگ گروہ در گروہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ درود پیش کرنے لگے' جب مرد فارغ ہو گئے' تو خواتین اندر گئیں' جب وہ فارغ ہو گئیں' تو بچے اندر گئے' کسی نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کی نماز جنازہ ادا نہیں کی) اور اس کی امامت نہیں کی۔

مسلمانوں کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کہاں کھودی جائے' کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں دفن کیا جائے' کچھ لوگوں نے یہ کہا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ دفن کیا جائے' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جس بھی نبی کا انتقال ہوتا ہے اسے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جہاں اس کا انتقال ہوا تھا''۔

راوی کہتے ہیں: تو لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ بچھونا اٹھایا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تھا اور وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قبر کھودی' پھر بدھ کی رات نصف رات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے بھائی حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ اترے۔

اس وقت حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہ جن کی کنیت ابولیلیٰ ہے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور ہماری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو نسبت ہے اس کا واسطہ دیتا ہوں (کہ آپ مجھے موقع دیں)' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا۔ ''تم اندر آ جاؤ''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ نے وہ چادر لی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھا کرتے تھے' اور انہوں نے اسے بھی قبر میں دفن کر دیا' تو وہ بولے۔

''اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسے کوئی بھی نہیں پہنے گا'' تو وہ چادر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کر دی گئی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامت کے دن ملاقات کا بیان

1629- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ اَبُو الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ

1629: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

مَالِكٍ قَالَ لَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ قَالَتْ فَاطِمَةُ وَا كَرْبَ اَبَتَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا كَرْبَ عَلٰى اَبِيْكِ بَعْدَ الْيَوْمِ اِنَّهٗ قَدْ حَضَرَ مِنْ اَبِيْكِ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ اَحَدًا الْمُوَافَاةُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کی شدت محسوس ہوئی تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا' ہائے! میرے اباجان کو کتنی تکلیف ہورہی ہے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

''آج کے بعد تمہارے والد کو کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوگی' تمہارے والد اس چیز کا سامنا کر رہے ہیں' جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں ہے' اب قیامت کے دن ملاقات ہوگی''۔

شرح

حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ جب سورت اذا جاء نصر اللّٰه والفتح نازل ہوتو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو بلایا اوران سے فرمایا مجھ کو میری موت کی خبر دی گئی ہے حضرت فاطمہ (یہ سنتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی جدائی کا احساس کرکے) رونے لگیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (میری بیٹی) روؤنہیں، میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملوگی" (یہ سن کر مارے خوشی کے) حضرت فاطمہ ہنسنے لگیں، (وہاں موجود) بعض ازواج مطہرات نے حضرت فاطمہ سے اس طرح (پہلے روتے اور پھر ہنستے) دیکھا تو پوچھا کہ فاطمہ! یہ کیابات ہے کہ ہم نے پہلے تو تمہیں روتے دیکھا اور ہنستے دیکھا؟ حضرت فاطمہ بولیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مجھے یہ بتایا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی موت کی خبر دے دی گئی ہے، یہ سن کر رونے لگی تھی اور پھر جب آپ نے یہ فرمایا کہ روؤنہیں، میرے اہل بیت میں سے تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملوگی تو میں ہنسنے لگی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور (مکہ کی) فتح حاصل ہوگی اور یمن کے لوگ آگئے جو دل کے نرم ہیں، ایمان یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔ (دارمی، مشکوۃ المصابیح: جلد پنجم: رقم الحدیث، 568)

مجھ کو میری موت کی خبر دے دی گئی گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشادفرمایا کہ یہ سورت دراصل اس دنیا سے میری رحلت کا اعلامیہ ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت اور فتح کامرانی اور دین میں لوگوں کے جوق درجوق داخل ہونے کی خبر دی گئی ہے اوراس کے ساتھ ہی تسبیح وتحمید کا حکم دیا گیا ہے اوراس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ دنیا میں میرے رہنے اور میری بعثت کا جو مقصود ہے یعنی اتمام دعوت اور تکمیل دین وہ پورا ہوگیا ہے اب مجھے تسبیح وتحمید اور ذات حق کی طرف کامل توجہ واستغراق کے ذریعہ سفرآخرت کی تیاری کرنی چاہیے "تم ہی سب سے پہلے مجھ سے ملوگی" یہ الفاظ حضرت فاطمہ کی محض تسلی کے لئے نہیں تھے بلکہ ان کے سامنے اس حقیقت کی پیش گوئی کے طور پر تھے کہ میری رحلت کے بعد میرے اہل بیت میں سے جس کی موت سب سے پہلے ہوگی وہ تم ہی ہو اور میری جدائی کا غم تمہیں زیادہ دن برداشت نہیں کرنا پڑے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے چھ ماہ بعد ایک روایت میں تین یا دو مہینے بعد اور ایک روایت میں ستر روز بعد ان کی وفات کا ذکر ہے۔

بعض ازواج مطہرات" سے مراد حضرت عائشہ مراد ہیں جیسا کہ طیبی نے لکھا ہے لہٰذا کہا جائے گا کہ فقلن تو انہوں نے کہا جمع کا صیغہ حضرت عائشہ کی تعظیم شان کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ تاہم یہ بعید نہیں ہے کہ اس موقع پر حضرت عائشہ کے علاوہ کچھ

دوسری ازواج مطہرات بھی موجود ہوں اور ان سب نے حضرت فاطمہ کو پہلے روتے اور پھر ہنستے دیکھ کر ان سے صورت حال کے بارے میں سوال کیا ہو بلکہ ظاہری عبادت بعض یعنی ازواج النبی اور فقلن کے الفاظ سے یہی احتمال زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے، نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ سے مذکورہ بات چونکہ بہت چپکے سے کہی تھی اس لئے حضرت فاطمہ کے علاوہ اور کسی نے اس بات کو نہیں سنا اور اسی لئے انہوں نے حضرت فاطمہ سے دریافت کیا، بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت فاطمہ نے ان ازواج مطہرات کے پوچھنے پر بھی اس وقت اصل بات نہیں بتائی تھی، بلکہ صرف یہ جواب دیا تھا کہ میرے اور رسول اللہ کے درمیان ایک راز ہے میں کسی اور کو نہیں بتاؤں گی۔

اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انہوں نے یہ بات بتائی تھی۔ "" اور یمن کے لوگ آ گئے "اس کے ذریعہ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور ان کی قوم کے لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا، نحوی طور پر وجاء اہل الیمن کا عطف جاء نصر اللہ پر ہے اور اصل میں یہ جملہ (کہ اور اہل یمن آ گئے (مذکورہ سورت کے ان الفاظ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا، کی وضاحت وتفسیر ہے، مطلب یہ کہ اس آیت میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ نے لوگوں کو دین میں داخل ہوتے دیکھ لیا" تو لوگوں" سے مراد اہل یمن ہیں۔" جو دل کے نرم ہیں" یہ الفاظ آپ نے اہل یمن کی مدح وتعریف میں فرمائے کہ وہ لوگ احکام وہدایات کو بہت جلد مان لیتے ہیں ان کے دل وعظ ونصیحت سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں، قبول حق کی استعداد ان میں زیادہ ہے اور قلب کی قساوت سے وہ محفوظ ہیں۔" ایمان یمنی ہے "یعنی ایمان کا لفظ" یمن "سے نکلا ہے جو ملک یمن سے لفظی ہی نہیں بلکہ معنوی مناسبت بھی رکھتا ہے۔

دراصل یہ جملہ بھی اہل یمن کی مدح میں یعنی ان کے درجہ کمال کو ظاہر کرنے کے لئے ہے جو وہ ایمان واسلام اور اطاعت وانقیاد میں رکھتے ہیں۔" اور حکمت بھی یمنی ہے" کا مطلب یہ ہے کہ علم وحکمت کو جو حقائق اشیاء اور ان کے احوال وخواص کی معرفت سے عبارت ہے اہل یمن سے خصوصی نسبت حاصل ہے کیونکہ وہ تحقیق وجستجو کا خاص ذہن فکر رکھتے ہیں۔ ان الفاظ کے ذریعہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کے ان سوالات کی طرف اشارہ فرمایا جو انہوں نے احوال مبداء ومعاد اور ابتدائے پیدائش کے حقائق ومعارف سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے تھے یہ روایت جس میں ابوموسیٰ اشعری کے سوالات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب ہیں، کتاب بدء الخلق کے شروع میں پیچھے گزر چکی ہے اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ ایمان اور حکمت کی نسبت یمن کی طرف اس اعتبار سے کی ہے کہ ایمان مکہ سے شروع ہوا اور مکہ تہامہ کی زمین سے ہے اور تہامہ کا تعلق یمن سے بھی ہے، اسی لئے کعبہ کو کعبہ یمانیہ بھی کہا جاتا ہے اور بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث تبوک میں ارشاد فرمائی جو ملک شام کا علاقہ ہے اور وہاں سے مکہ ومدینہ کی سمت وہی ہے جو یمن کی ہے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ تو یمن کی طرف کیا لیکن مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ اور مدینہ سے تھی۔

اور ابوعبید کا قول یہ ہے کہ "یمن" سے مراد انصار مدینہ ہیں جن کا اصل وطن یمن تھا، پس انصار مدینہ کی تعریف وتوصیف کو پر زور انداز میں بیان کرنے کے لئے ایمان وحکمت کی نسبت یمن کی طرف کی گئی ہے۔ بہر حال اس حدیث کا مقصد محض یہ ظاہر کرنا ہے کہ یمنی لوگ کامل ایمان رکھتے ہیں اور اس سے چونکہ کسی دوسرے کے ایمان کی نفی ظاہر نہیں ہوتی اس لئے حدیث اور اس روایت کے درمیان منافات نہیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ الایمان فی اہل الحجاز (اہل حجاز میں ایمان ہے) نیز اس ارشاد گرامی

صلی اللہ علیہ وسلم سے یمن کے وہ کلمہ گوم مراد ہیں جو اس زمانہ میں تھے نہ کہ ہر زمانہ کے اہل ایمان یمن مراد ہیں۔

واضح رہے کہ سیاق حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ارشاد گرامی کو جو ایک دوسری حدیث کا ٹکڑا ہے، وہاں سے اٹھا کر یہاں نقل کر دیا ہے۔ حکمت کے معنی: حکمت کے لغوی معنی عقل و دانائی کے ہیں، بعض حضرات کہتے ہیں حکمت ہر چیز کی حقیقت دریافت کرنے کے علم کو کہتے ہیں۔

علامہ طیبی کا قول ہے کہ حکمت کا لفظ خوب علم حاصل کرنے اور خوب عمل کرنے سے عبارت ہے۔ قرآن کریم میں "حکمت" کا ذکر یوں فرمایا گیا ہے ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) جس کو حکمت ملی اس کو بڑی خیر کی مل گئی۔ حضرت انس فرماتے ہیں: الحکمة تزید الشریف شرفا وترفع العبد المملوك حتی تجلسه مجالس الملوك ۔ حکمت وہ جوہر ہے جو عزت دار و شریف کی عزت و شرف کو زیادہ کرتا ہے اور ایک مملوک غلام کے مرتبہ وحیثیت کو بڑھا کر بادشاہوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کے قابل بنا دیتا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ حکمت کے دس حصے ہیں ان میں سے نو حصے تو عزلت یعنی گوشہ نشینی میں ہیں اور ایک حصہ خاموشی میں۔

1630-حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنِیْ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِیْ ثَابِتٌ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَتْ لِیْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ كَيْفَ سَخَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوا التُّرَابَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر دیا گیا) تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے انس! تم لوگوں نے یہ کیسے گوارا کیا؟ کہ اللہ کے رسول پر مٹی ڈال دو۔

1630م-حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ فَاطِمَةَ قَالَتْ حِيْنَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَا اَبَتَاهُ اِلٰی جِبْرَائِيْلَ اَنْعَاهُ وَا اَبَتَاهُ مِنْ رَبِّهٖ مَا اَدْنَاهُ وَا اَبَتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ وَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ

قَالَ حَمَّادٌ فَرَاَيْتُ ثَابِتًا حِيْنَ حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ بَكٰی حَتّٰی رَاَيْتُ اَضْلَاعَهٗ تَخْتَلِفُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: ہائے ابا جان! ہم حضرت جبرائیل کو آپ کے وصال کی اطلاع دیتے ہیں ہائے ابا جان! آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں کتنے مقرب تھے۔ ہائے ابا جان! آپ کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔ ہائے ابا جان! آپ نے اپنے پروردگار کے بلاوے پر لبیک کہا۔

حماد کہتے ہیں: میں نے ثابت کو دیکھا کہ یہ روایت بیان کرتے ہوئے رونے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کی پسلیوں کو ہلتے ہوئے دیکھا۔

1631-حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ

1630: اخرجه البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 4448

لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ اَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَمَا نَفَضْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَيْدِيَ حَتَّى اَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا

◆◆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب وہ دن تھا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے تو اس دن ہر ایک چیز روشن ہوگئی تھی اور جب وہ دن آیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس دن ہر چیز تاریک ہو گئی تھی۔ہم نے آپ کو دفن کرنے کے بعد ابھی اپنے ہاتھوں کی مٹی نہیں جھاڑی تھی لیکن ہمیں اپنے دلوں کی کیفیت بدلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

شرح

مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا دن نہایت حسین بھی تھا بڑا تابناک بھی، کیونکہ وہ دن مشتاقان جمال کے لئے وصال وقرب کا دن تھا ان کی تمناؤں اور آرزوؤں کی تکمیل کا دن تھا، نہ صرف یہ کہ ان کے دل ودماغ کھل اٹھے تھے بلکہ ان کے در ودیوار تک نور نبوت کی جلوہ ریزی سے جگمگا اٹھے تھے اور پھر جب وہ دن آیا کہ آفتاب نبوت اس دنیا سے رخصت ہوا تو مدینہ والوں کی دنیا اندھیری ہوگئی ہر سو غم واندوہ کی تاریکی چھاگئی کیونکہ وہ دن عشاقان جمال نبوت کے لئے فراق کا دن تھا ان کی مسرتوں اور شادمانیوں کی جدائی کا دن تھا۔ایک دوسرے سے آشنائی محسوس کرنے لگے تھے۔" مطلب یہ کہ ہمارے درمیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھ جانے اور اس دنیا سے آفتاب نبوت کے رخصت ہو جانے کے سبب ہم پر تاریکی چھائی تو ہمیں بین طور محسوس ہوا کہ ہمارے دلوں کی وہ پاکیزگی اور نورانیت جو ذات رسالت کے مشاہدہ وصحبت کے نتیجہ میں حاصل ہوتی رہتی تھی اس کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور ہمارے قلوب میں صدق واخلاص اور مہر ووفا کی وہ پہلی والی کیفیت باقی نہیں رہی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر حضرت خضر کی تعزیت کا بیان

حضرت امام جعفر صادق ابن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد (حضرت امام باقر) سے روایت کرتے ہیں کہ قریش میں سے ایک شخص ان کے والد حضرت امام علی زین العابدین ابن حسین (نبیرہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت امام علی زین العابدین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے کہا کہ کیا میں تمہارے سامنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں اس شخص نے کہا: ہاں ہمارے سامنے حضرت ابوالقاسم (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیث ضرور بیان کیجئے۔چنانچہ امام علی زین العابدین رحمہ اللہ علیہ نے بیان کیا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام (عیادت کرنے اور پیغام الٰہی پہنچانے کے لئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ہے اور یہ تعظیم وتکریم (جس بات کی صورت میں ہے وہ صرف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے (اور وہ بات یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز دریافت کرتا ہے جس کو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ جانتا ہے (کیونکہ ظاہر وباطن کون سی چیز اس سے پوشیدہ ہے) تاہم وہ دریافت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کو کیسا پاتے ہیں یعنی آپ کا کیا حال ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام میں نے اپنے آپ کو مغموم پاتا ہوں اور اے جبرائیل علیہ السلام میں اپنے آپ کو مضطرب وپریشان پاتا

1631: اخرجہ الترمذی فی "الجامع" رقم الحدیث: 3618

ہوں حضرت جبرائیل علیہ السلام (یہ جواب لے کر چلے گئے اور) پھر دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہی الفاظ کہے جو پہلے دن کہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جواب میں وہ بات کہی جو پہلے کہی تھی، تیسرے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور وہی الفاظ کہے جو پہلے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جواب میں وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی اور اسی دن یا اس کے بعد کسی اور دن حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ایک اور فرشتہ بھی تھا جس کو اسمٰعیل کہا جاتا ہے اور ایسے ایک لاکھ فرشتوں کا افسر ہے جن میں ایک ایک فرشتہ ایک ایک لاکھ فرشتوں کا افسر ہے، اس اسمٰعیل فرشتے نے آپ کی خدمت میں باریاب ہونے کی اجازت مانگی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمٰعیل فرشتہ کو باریابی کی اجازت دی اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے (کچھ لمحے توقف کے بعد) کہا کہ یہ موت کا فرشتہ (عزرائیل) بھی حاضر ہے اور باریابی کی اجازت چاہتا ہے، حالانکہ اس فرشتہ موت نے نہ تو کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی شخص سے اجازت مانگی ہے اور نہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص سے اجازت مانگے گا (یعنی یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز و شرف ہے کہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگنے کی ضرورت ہوئی ہے) ورنہ دوسرے آدمیوں کے پاس تو اچانک پہنچتا ہے اور روح قبض کر لیتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اجازت دے دو چنانچہ حضرت جبرائیل نے فرشتہ موت کو اجازت سے آگاہ کیا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روح قبض کرنے کا حکم دیں تو قبض کرلوں اور اگر آپ یہ حکم دیں کہ میں آپ کو چھوڑ دونگا آپ نے فرمایا: اے فرشتہ موت کیا تم (وہی) کرو گے (جو میں تمہیں حکم دوں گا) فرشتہ موت نے جواب دیا بیشک مجھے تو حکم ہی یہ دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیدوں) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرمائیں اس کی اطاعت کروں۔

امام علی زین العابدین کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتہ موت کی یہ بات سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا (گویا ان سے مشورہ چاہا کہ بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیے) حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے مشتاق ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو بلا تامل فرشتہ موت سے فرمایا کہ: جس بات کا تم کو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو، چنانچہ فرشتہ موت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک روح قبض کر لی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور ایک تعزیت کرنے والا (اہل بیت کو تسلی دینے) آیا تو لوگوں نے گھر کے ایک گوشہ سے آتی ہوئی آواز سنی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے: اے اہل بیت اور وہ لوگ جو یہاں موجود ہیں تم پر سلامتی ہو۔

اللہ کی مہربانی اور اس کی برکتیں نازل ہوں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی کتاب یا اللہ کے دین میں ہر مصیبت کے وقت تسکین و تسلی کا سامان موجود ہے، اللہ تعالیٰ ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدلہ عطا کرنے والا اور ہر فوت ہونے والی چیز کا تدارک کرنے والا ہے جب صورت یہ ہے تو اللہ کی مدد سے تقویٰ اختیار کرو، اس سے امید رکھو مصیبت زدہ حقیقت میں وہ شخص ہے؟ جو ثواب سے محروم کر دیا گیا، حضرت علی نے کہا تم لوگ جانتے ہو (تعزیت و تسلی کے الفاظ کہنے والا) یہ کون شخص ہے؟ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

(روایت کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نقل کیا ہے، مشکوٰۃ المصابیح: جلد پنجم: رقم الحدیث، 571)

"اپنے آپ کو مضطرب و پریشان پاتا ہوں" بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے سامنے اپنے جس غم و کرب اور اضطراب و پریشانی کا اظہار کیا اس کا تعلق امت کے مستقبل سے تھا میری امت نہ معلوم کن حالات

سے دو چار ہوا اور مسلمانوں کو کن نقصانات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے۔ "اسماعیل فرشتہ" کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ یہ آسمان دنیا کا داروغہ ہے۔ نیز حدیث میں جس طرح اسماعیل فرشتہ کے آنے کا ذکر ہے۔

اسی طرح فرشتہ موت یعنی عزرائیل کی آمد کا ذکر نہیں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت فرشتہ موت کا آنا بالکل ظاہر بات ہے۔ جس کو بیان کرنے کی حاجت نہیں تھی یا یہ کہ فرشتہ موت حضرت جبرائیل علیہ السلام اور اسماعیل فرشتہ کے آنے کے بعد عین اسی وقت حاضر ہوا ہوگا جب حضرت جبرائیل نے اس کی حاضری کی اطلاع اور اس کی طرف سے اجازت باریابی کی درخواست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی اور سیوطی نے بیہقی ہی سے یہ روایت نقل کی ہے تیسرے دن جب حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو ان کے ساتھ فرشتہ موت بھی تھا اور ان دونوں کے ساتھ ہوا میں ایک اور فرشتہ تھا جس کو اسماعیل علیہ السلام کہا جاتا ہے اور جو ایسے ستر ہزار فرشتوں پر حاکم مقرر ہے جن میں ایک ایک فرشتہ دوسرے ستر ہزار فرشتوں کا افسر اعلیٰ ہے۔

چنانچہ فرشتہ موت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کر لی" کے تحت شیخ عبدالحق لکھتے ہیں۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام اور ان کے ساتھ فرشتہ موت اور ایک تیسرا فرشتہ حضرت اسماعیل آئے اور مذکورہ گفتگو پوری ہوگئی تو اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑی دیر مہلت ملی اور اس مہلت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس سارے واقعہ اور گفتگو کی خبر دی اور پھر اس کے بعد فرشتہ موت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کی یا یہ ہوا کہ عالم غیب کا یہ سارا واقعہ اور گفتگو بعض ان صحابہ پر بھی منکشف ہوئی جو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے اور انہی صحابہ میں سے کسی نے امام علی زین العابدین سے یہ واقعہ بیان کیا جن کو امام زین العابدین نے روایت کے شروع میں "قریش میں سے ایک شخص" سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن ہمارا دل یوں کہتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ایک قریشی شخص کی صورت میں حضرت امام زین العابدین کے پاس آئے تھے اور انہوں نے یہ حدیث ان سے بیان کی اسی لئے امام زین العابدین نے راوی کا ذکر مبہم الفاظ میں کیا۔

ایک روایت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ انتقال کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر وصیت ونصیحت کے جو الفاظ بہت زیادہ تھے وہ یہ تھے۔ الصلوٰۃ وماملکت ایمانکم : "نماز اور اپنے ملوک غلاموں کا خاص خیال رکھنا۔ "ان فی اللہ عزائك معنی ومطلب میں شارحین حدیث کے مختلف اقوال ہیں) مثلاً ایک قول یہ ہے کہ فی اللہ (اللہ میں) کے الفاظ دراصل فی کتاب اللہ (اللہ کی کتاب میں) کا مفہوم رکھتے ہیں مطلب یہ مصیبت وغم کے موقع پر تسلی وتسکین دینے یا حاصل کرنے کی راہنمائی کتاب اللہ میں موجود ہے، پس ان الفاظ میں گویا اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے: (اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ، البقرۃ:256) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے صابرین کو بشارت سنادیجئے (جن کی یہ عادت ہے) کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ کے ہی ملک ہیں اور اسی کے پاس جانے والے ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ فی اللہ دراصل فی دین اللہ (اللہ کے دین میں) کے معنی میں ہے۔ اور مطلب یہ کہ اللہ کے دین میں ہر مصیبت وغم کے موقع پر اس "صبر" کی صورت میں تسلی کا سامان موجود ہے جس کی تلقین شارح علیہ السلام نے کی ہے۔

اور بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اللہ میں تسکین وتسلی کا سامان موجود ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مصیبت وغم کے وقت صبر اور تسکین وتسلی عطا کرنے والا ہے۔ گویا علم بیان کی اصطلاح میں یہ بات "تجرید" کے طور پر کہی گئی ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ

عربی میں کہا جاتا ہے: رأیت فی زید اسد۔ میں نے زید میں شیر دیکھا۔" اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں نے زید کو شیر کی طرح طاقتور اور بہادر پایا۔ یہ احتمال مابعد عبارت کے اعتبار سے زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔" خلفا من کل ہالک ودرکا من کل فائتکے ایک معنی تو وہی ہیں جو ترجمہ میں مذکورہ ہوئے کہ اللہ ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدلہ عطا کرنے والا اور ہر فوت ہونے والی شئے کا تدارک کرنے والا ہے اور ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ کے دین یا اللہ کی کتاب میں وہ تعلیمات مذکور ہیں کہ ان پر عمل کرکے انسان بڑی سے بڑی محرومی امر بڑے سے بڑے نقصان کو اپنے حق میں نعم البدل یعنی اخروی اجر وانعام کا باعث بنا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد سے تقویٰ اختیار کرو" یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم وفیصلہ کو خوش دلی کے ساتھ قبول کرکے اور اس کی مدد توفیق کے ذریعہ صبر واستقامت اختیار کرو، رونے دھونے اور بے صبری و بے قراری سے دور رہو، ان الفاظ میں گویا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی تلقین ہے کہ: واصبر وما صبرک الا باللہ۔" اور صبر کرو اور تمہارا صبر کرنا اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔" اور ایک روایت میں یہاں (فاتقوا یعنی تقویٰ اختیار کرو کے بجائے فثقوا کا لفظ ہے (جیسا کہ حصن حصین میں بھی منقول ہے)

اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ اللہ پر اعتماد کرو اور کہا جائے گا کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے کہ: وتوکل علی الحی الذی لا یموت۔ اور اسی حی لا یموت (اللہ) پر توکل رکھو۔"" اسی سے امید رکھو" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی سے اپنی امیدیں وابستہ نہ کرو کیونکہ امید اسی ذات سے وابستہ کی جاسکتی ہے جو معبود ہو اور معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ صبر پر تمہارے لئے اللہ کے ہاں جو اجر وثواب ہے اس کی پوری پوری امید رکھو۔ جو ثواب سے محروم کر دیا گیا کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی مصیبت زدہ وہ شخص نہیں ہے جو کسی دنیاوی مصیبت میں مبتلا ہو کیونکہ کسی دنیاوی مصیبت پر صبر کرکے بحسب مرتبہ بڑے سے بڑا ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے بلکہ حقیقی مصیبت زدہ تو وہ ہے جو مصیبت پر صبر نہ کرے اور پھر اخروی اجر وثواب سے محروم قرار پائے واضح رہے کہ اللہ کے نزدیک وہی صبر معتبر ہم جو مصیبت وصدمہ کے وقت شروع ہی میں حاصل ہو جائے۔

حضرت علی نے کہا: تم لوگ جانتے ہو؟ یہ اس نامعلوم آواز کی وضاحت تھی جو گھر کے ایک گوشہ سے آ رہی تھی، چنانچہ حضرت علی نے بتایا یہ آواز دراصل حضرت خضر علیہ السلام کی ہے، جو اہل بیت نبوی اور صحابہ کرام سے تعزیت کے لئے یہاں آئے ہیں۔ نیز عبارت کے ظاہری سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں "علی" سے مراد امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات ہم جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ تاہم اس احتمال کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ حدیث کے روای امام علی زین العابدین ہی مراد ہوں اور انہوں نے یہ حدیث روایت کرتے وقت اس آواز کی وضاحت میں یہ بات کہی ہو۔

حصن حصین میں رمز مستدرک کے ساتھ یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی تو فرشتوں نے (غیبی آواز کی صورت) صحابہ اور اہل بیت نبوی سے تعزیت کی تعزیت کے وہی الفاظ نقل کرنے کے بعد جو اوپر حدیث میں نقل ہوئے ہیں، ایک اور روایت یوں نقل کی ہے: (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد) ایک سفید ریش شخص، جو نہایت تنومند اور خوش شکل تھا۔ اچانک (حجرہ نبوی میں داخل ہوا صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر یہ الفاظ کہے: فی اللہ عزاء۔ اللہ کی کتاب یا اللہ کے دین میں ہر مصیبت حادثہ کے وقت تسکین وتسلی کا سامان موجود ہے۔" حضرت علی اور حضرت ابوبکر نے وہاں موجود لوگوں

کو بتایا کہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اوپر کی حدیث میں "علی" سے مراد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مراد ہیں۔

1632- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَتَّقِي الْكَلَامَ وَالِانْبِسَاطَ اِلٰى نِسَآئِنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ اَنْ يُّنْزَلَ فِيْنَا الْقُرْاٰنُ فَلَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا

◆◆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہم لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ بات چیت کرنے اور خوش ہونے میں اس اندیشے کے تحت احتیاط کرتے تھے کہ کہیں ہمارے بارے میں قرآن کا کوئی حکم نازل نہ ہوجائے' لیکن جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوگیا تو ہم نے بات چیت شروع کی۔

1633- حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ الْعِجْلِيُّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّمَا وَجْهُنَا وَاحِدٌ فَلَمَّا قُبِضَ نَظَرْنَا هٰكَذَا وَهٰكَذَا

◆◆ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے' تو ہمارا مقصد ایک تھا' جب آپ ﷺ کا وصال ہوگیا' تو ہم اس طرف اور اس طرف دیکھنے لگے۔

1634- حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ حَدَّثَنَا خَالِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ السَّائِبِ بْنِ اَبِيْ وَدَاعَةَ السَّهْمِيُّ حَدَّثَنِيْ مُوْسَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اُمَيَّةَ الْمَخْزُوْمِيُّ حَدَّثَنِيْ مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ بِنْتِ اَبِيْ اُمَيَّةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ الْمُصَلِّيْ يُصَلِّيْ لَمْ يَعْدُ بَصَرُ اَحَدِهِمْ مَوْضِعَ قَدَمَيْهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ النَّاسُ اِذَا قَامَ اَحَدُهُمْ يُصَلِّيْ لَمْ يَعْدُ بَصَرُ اَحَدِهِمْ مَوْضِعَ جَبِيْنِهِ فَتُوُفِّيَ اَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ عُمَرُ فَكَانَ النَّاسُ اِذَا قَامَ اَحَدُهُمْ يُصَلِّيْ لَمْ يَعْدُ بَصَرُ اَحَدِهِمْ مَوْضِعَ الْقِبْلَةِ وَكَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَكَانَتِ الْفِتْنَةُ فَتَلَفَّتَ النَّاسُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا

◆◆ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں' وہ بیان کرتی ہیں' نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں جب کوئی نمازی نماز ادا کرتا تھا' تو اس کی نگاہ قدموں سے آگے تک نہیں جاتی تھی' جب آپ ﷺ کا وصال ہوگیا' تو جب کوئی شخص نماز پڑھنے لگتا تھا' تو اس کی نظر پیشانی سے آگے نہیں جاتی تھی' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو جب کوئی شخص نماز پڑھتا تھا' تو اس کی نظر قبلہ سے آگے نہیں جاتی تھی' لیکن جب حضرت

1632: اخرجہ البخاری فی "الصحیح" رقم الحدیث: 5187

1633: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1634: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور آزمائش آئی تو لوگ دائیں بائیں متوجہ ہونے لگے۔

1635-حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا قَالَ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ فَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِهٖ قَالَتْ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّرَسُوْلِهٖ وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ قَالَ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔

''تم میرے ساتھ سیّدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ہاں چلو! ہم ان سے مل کر آتے ہیں' جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملنے کے لیے جایا کرتے تھے''۔

راوی کہتے ہیں: جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں' ان دونوں حضرات نے ان سے کہا' آپ کیوں رو رہی ہیں' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو چیز ہے' وہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زیادہ بہتر ہے' تو سیّدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا' میں یہ بات جانتی ہوں کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس ہے' وہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زیادہ بہتر ہے' لیکن میں اس بات پر رو رہی ہوں کہ آسمان سے وحی کے نزول کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں: تو اس خاتون نے ان دونوں حضرات کو بھی رونے پر مجبور کر دیا' اور یہ دونوں حضرات بھی اس خاتون کے ساتھ رونے لگے۔

شرح

ام ایمن حضرت اسامہ ابن زید کی ماں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آزادہ کردہ باندی ہیں۔ ان کا اصل نام برکتہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ کی باندی تھیں، بعد میں ان کا ملکیت بطور وراثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا تھا اور حضرت زید کے نکاح میں دے دیا تھا۔ حضرت زید بھی پہلے غلام تھے اور حضرت خدیجہ الکبری کی ملکیت میں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خدیجہ الکبری سے مانگا تو انہوں نے زید کو بطور ہبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا اور پھر آپ نے ان کو آزاد کر دیا۔ حضرت ام ایمن حبشی النسل تھیں اور صحابی عورتوں اونچا مقام رکھتی تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بڑی عزت وتوقیر فرماتے تھے۔ ام ایمن بھی اسلام اور مسلمانوں کی محبت سے پوری طرح سرشار تھیں، میدان جنگ میں مجاہدین اسلام کو پانی پلانا اور زخمی ہو جانے والوں کی دوا دارو اور دیکھ بھال کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہوتا تھا، حضرت عمر فاروق کے انتقال کے بیس دن بعد ان کی وفات ہوئی۔

1636-حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ

1635: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

1636: اخرجہ ابوداؤد فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1047 'ورقم الحدیث: 1531 'اخرجہ النسائی فی ''السنن'' رقم الحدیث: 1373

عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ يَعْنِيْ بَلِيْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''تمہارے دنوں میں سے سب سے افضل دن جمعے کا دن ہے اسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسی دن میں صور پھونکا جائے گا اسی دن میں قیامت آئے گی تم اس دن میں مجھ پر بکثرت درود بھیجو تمہارا درود میری خدمت میں پیش کیا جاتا ہے''۔

ایک صاحب نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کیسے پیش کیا جائے گا' جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوسیدہ ہو چکے ہوں گے' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ بات حرام قرار دی ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے''۔

1637-حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَيْمَنَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ وَبَعْدَ الْمَوْتِ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزَقُ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ یہ فرشتوں کی حاضری کا دن ہے' بے شک جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجے گا' اس کا درود میرے سامنے پیش کیا جائے گا' یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو جائے''۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: کیا مرنے کے بعد بھی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرنے کے بعد بھی۔

''بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین کے لیے اس چیز کو حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے' اللہ کے نبی زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے''۔

عقیدہ حیات الانبیاء

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ، (النساء :64)

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کرنے کے 3 دن بعد ایک دیہاتی آیا اور قبر پر گر کر سر پر مٹی ڈال کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محفوظ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر "وَلَوْ اَنَّهُمْ

1637: اس روایت کو نقل کرنے میں امام ابن ماجہ منفرد ہیں۔

إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمُ الخ " نازل ہوئی اور یقیناً میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے استغفار کریں تو قبر مبارک سے آواز آئی کہ تیری بخشش کردی گئی۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ روضہ منورہ سے آنے والی آواز وہاں پر موجود سب لوگوں نے سنی۔ (الجامع الاحکام القرآن ج5 ص255)

حضرت علی کی یہ روایت علامہ ابوحسان اندلسی، البحر المحیط جلد 1 ص 283، علامہ سمہودی نے وفا الوفا میں خلاصۃ الوفا ص 51، او علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر جلد 1 ص 265، میں نقل فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ تفسیر معارف القرآن، تفسیر ابن کثیر جلد 3 ص 142 تفسیر مدارک جلد 1 ص 265، میں بھی درج ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو الْجَهْمِ الْأَزْرَقُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ " . (مسند أبي يعلى الموصلي بَقِيَّةُ مُسْنَدِ أَنَسٍ، رقم الحديث: 3371(3425))

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء (علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: وصححہ البیہقی (امام بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے)۔ (فتح الباری جلد ص 352) علامہ سیوطی نے اسے حسن کہا (الجامع الصغیر۔ الصفحۃ أو الرقم: 3089) علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: ابو یعلی کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد۔ الصفحۃ أو الرقم: 8/214)

علامہ عزیزی لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں امام ابو یعلی ثقہ راویوں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ جلد 2 ص 440، جذب القلوب ص 180) البانی نے اس روایت کو (صحیح الجامع۔ الصفحۃ أو الرقم: 2790، التوسل۔ الصفحۃ أو الرقم: 59) میں صحیح، (أحکام الجنائز۔ الصفحۃ أو الرقم: 272) میں اسنادہ جید اور (أحکام الجنائز۔ الصفحۃ أو الرقم: 272) میں اسنادہ قوی فرمایا ہے۔

جاننے والے مدفون کا سلام کرنے والے کو پہچان کر جواب دینا

امام ذہبی رح (تذکرۃ الحفاظ: 3/306) میں امام، شیخ الاسلام اور حافظ المغرب کے الفاظ سے حافظ (ابو عمر) ابن عبد البر المالکی رح (المتوفی 463ھ) کے علمی مقام کی تعریف فرماتے ہیں، انہوں نے "موطا امام مالک" کی مطول و مختصر شرح "التمہید" اور "الاستذکار" میں یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رض (اور بعض دوسری روایات میں حضرت ابو ہریرہ رض بھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں کہ "مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ رَجُلٍ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا، فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلا عَرَفَهُ وَرَدَّ عَلَيْهِ" (کتاب الروح، لابن القیم: ص ۱۳، الجامع الصغیر: ۲/۱۵۱، الاستذکار: رقم الحدیث: 55)

جو شخص بھی اپنے کسی جاننے والے (مسلمان) کی قبر پر گذرتا ہے اور اس کو سلام کرتا ہے وہ میت اس (کے انداز سلام و کلام کے لب و لہجے) کو پہچان لیتی ہے اور اس کو سلام کا جواب دیتی ہے۔

امام بیہقی نے "کتاب الاعتقاد" میں بیان کیا ہے کہ انبیاء علیہ السلام کی روحیں وفات کے بعد پھر ان کی اجسام میں واپس کردی گئیں چنانچہ وہ اپنے رب کے پاس شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔ امام قرطبی نے "تذکرہ" میں حدیث صعقہ کے متعلق اپنے شیخ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ "موت عدم محض کو نہیں کہتے بلکہ وہ خاص ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ شہید لوگ اپنے قتل و موت کے بعد زندہ رہتے ہیں، روزی دیے جاتے ہیں، ہشاش بشاش رہتے ہیں اور یہ صفت دنیا میں زندوں کی ہے اور جب یہ حال شہداء کا ہے تو انبیاء علیہ السلام بدرجہ اولیٰ اس کے مستحق ہیں۔ یہ بات بھی پایہ صحت کو پہنچ چکی ہے کہ زمین انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو نہیں کھاتی، نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں انبیاء علیہم السلام سے بیت المقدس اور آسمان پر ملاقات کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص مجھ پر سلام بھیجے گا، میں اس کو اس کے سلام کا جواب دوں گا۔ اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں۔ ان سب کے مجموعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے وصال کا مآل صرف یہ ہے کہ وہ ہم سے اس طرح غائب ہیں کہ ہم ان کو نہیں پاسکتے گو زندہ و موجود ہیں اور ان کا حال فرشتوں جیسا ہے کہ وہ زندہ و موجود ہیں ہم میں سے کوئی ان کو نہیں دیکھتا بجز ان اولیاء کرام رحمہم اللہ کے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کرامات کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ (انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء، الحاوی للفتاوی للسیوطی)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقہاء احناف کے موقف کا بیان

علامہ شرنبلالی رح "نور الایضاح" میں فرماتے ہیں کہ "محققین کے نزدیک یہ طے شدہ ہے کہ حضور انور زندہ ہیں اور آپ کو رزق بھی ملتا ہے اور عبادت سے لذت بھی اٹھاتے ہیں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ وہ ان نگاہوں سے پردے میں ہیں جو ان مقامات تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں۔ (نور الایضاح، ص ۱۷۷)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقہاء مالکیہ کے موقف کا بیان

ابن رشد امام مالک رح کے مقلدین میں سے ہیں کہ امام مالک رح کی ناپسندیدگی (کہ میں نے حضور کی "قبر" کی زیارت کی) وجہ یہ ہے کہ زیارت قبر کا لفظ عام طور پر موتی (مردہ) کے متعلق استعمال ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریفہ کے بعد اب حیات تامہ سے زندہ ہیں اور یہ حیات آئندہ بھی اسی طرح رہے گی۔ یہ صرف آپ ہی کا خاصہ نہیں بلکہ تمام انبیاء اس وصف میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ پس آپ دنیوی حسی غذا سے استغناء (بے پرواہی) کے باوجود حیات کاملہ سے زندہ ہیں۔ (علمائے مالکیہ سے امام قرطبی: ۲۶۵/۵، امام ابوحیان اندلسی رح۔ بحر المحیط: ۲۸۳/۱، علامہ ابن الحاج، علامہ ابن رشد اندلسی اور ابن ابی جمرہ وغیرہ)

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقہاء شافعیہ کے موقف کا بیان

قال لعلامة تاج الدين السبكي المتوفى 777 هـ :لان عندنا رسول الله صلى الله عليه وسلم حي يحس ويعلم وتعرض عليه اعمال الأمة ويبلغ الصلوة والسلام على ما بينا

(طبقات الشافعیہ الکبریٰ ج:3 ص:412 طبع دار الاحیاء بقاہرۃ)

ہم شافعیہ کے نزدیک حضور ﷺ زندہ ہیں اور آپ میں احساس وشعور موجود ہے، آپ پر اعمال امت بھی پیش ہوتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام بھی پہنچایا جاتا ہے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ فقہاء حنابلہ کے موقف کا بیان

علامہ ابن عقیل :قال ابن عقيل من الحنابلة : هو صلى الله عليه وسلم حي في قبره (الروضة البهية ص ۱۴)

فقہاء حنابلہ کے مشہور بزرگ حضرت ابن عقیل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ ۔ میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

شرح سنن ابن ماجہ جلد دوم کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمد اللہ! آج بہ روز پیر بہ مورخہ ۳۰ جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ بہ مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۱۵ء کو شرح سنن ابن ماجہ کی پہلی دوسری جلد مکمل ہوگئی ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت پر استقامت عطاء فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تا حیات مجھے عقائد حقہ کو سمجھنے اور ان کا پرچار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ اور میں اس موقع پر خاص طور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں۔

اے اللہ! جو کچھ تو نے مجھ کو سکھایا ہے اس سے مجھے فائدہ عطاء فرما اور مجھے مزید علم عطا فرما۔ ہر حال میں تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اور میں دوزخیوں کے حال سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ قرب قیامت ظاہر ہونے والے تمام فتنوں سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ دنیا میں منافقین کے شر وفساد اور خوارج کی قتل وغارت سے پناہ طلب کرتا ہوں یا اللہ امت مسلمہ کو ان فتنوں سے محفوظ فرما۔ اور اس کتاب میرے لئے آخرت کا توشہ بنادے۔ آمین۔

محمد لیاقت علی رضوی حنفی بن محمد صادق